

اہم تاریخی

اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

پارہ تیرھواں (۱۳)

مفسر صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی، نعیمی کتب خانہ گجرات

خلف الرشید

حکیم الامت مولانا کالج مفتی احمد یار خان بدایونی گجراتی حریم علیہ

ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات

مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات۔ پاکستان۔

جملہ حقوق بحق مفتی عبدالقادر خان محفوظ ہیں

نام کتاب ————— تفسیر نعیمی پارہ نمبر ۱۳

مفسر ————— مفتی اقتدار احمد خان صاحب

خلف الرشید

حکیم دلت مولانا اسحاق مفتی احمد یار خان بدایونی گجراتی

جزء —————

سین اشاعت ————— جون ۲۰۰۹ء

تعداد ————— ۱۱۰۰

ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات

مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات - پاکستان۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بمختصر و در کتب معتبره علی الله علیه و سلم

بلغ الحلیة الجمال

کشف اللہ فی جماله

خند جمیع خصاله

صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

کلام شیخ سعدی

کتبه گوهر علم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۳	۱۳	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۲۸
۲	وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ آیت ۵۵، ۵۶، ۵۷	۴	۱۴	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۲۹
۳	ماضی مضارع کو منفی کرنے کا طریقہ اور حدود	۸	۱۵	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۰
۴	ما آنی فی کی غلط تفسیر اور حدیث برکت کا بیان	۱۰	۱۶	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۱
۵	کی حالات میں کفار کی عزت توڑی جائے	۱۲	۱۷	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۲
۶	یوسف علیہ السلام اور بادشاہ مصر کی گفت	۱۲	۱۸	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۳
۷	زانیوں میں گفتگو	۱۸	۱۹	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۴
۸	اصل زہد عبادت کیلئے	۱۳	۲۰	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۵
۹	وَكَذٰلِكَ مَكِّنَّا لِيُوسُفَ اِيَّاكَ ذٰلِكَ ۙ آیت ۵۸، ۵۹، ۶۰	۱۹	۲۱	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۶
۱۰	یوسف علیہ السلام کو ارشاد نے نہیں چھوڑیں	۱۹	۲۲	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۷
۱۱	حضرت ذوالفارس کا حاکم اور یوسف علیہ السلام کی اس وقت عمر	۲۰	۲۳	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۸
۱۲	جنتی چیزوں اور دنیوی چیزوں کی تمیز اور حق	۲۰	۲۴	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۳۹
۱۳	شریعت میں بندے اور اہل ایمان کا بیخ قسم کے ہیں	۲۱	۲۵	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۴۰
			۲۶	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۴۱
			۲۷	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۴۲
			۲۸	یوسف علیہ السلام کے عزیزوں کی طرف سے	۴۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۷۱	بنیامین اور یوسف کی تعلیم کے وقت عربی	۴۵	۷۲	کھنے کا طریقہ۔	
۷۵	قَاتِلُوا ثَمَارَ اللَّهِ لَقَدْ خَلَقْتُمْ قَدَاحَنَا آیت	۴۶	۷۳	لفظ اللہ کی نفی شان۔	
۷۶	۷۵، ۷۶، ۷۷	۴۷	۷۴	جالی مضمرات کی خرابیاں۔	
۷۹	کان نزل کی مختلف مالیں۔	۴۸	۷۵	حضرت یوسف کا بھائیوں کی قیمت واپس کرنے	
۸۰	برہان برص کا تقویٰ اور نیک بیتی۔	۴۸	۷۶	کی مکتیں۔	
۸۲	ذی طم اور طیم میں گید، طرح فرق ہے۔	۴۹	۷۷	شریعت میں پھمیزیں منع ہیں۔	
۸۳	کس عزم میں حد شرعی اور کس عزم میں تحریر ہوئی	۵۰	۷۸	وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ هَارُونَ ذُرِّيَّتَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ آیت	
۸۶	۵۰	۵۱	۷۹	اصل توکل علی اللہ کیا ہے۔	
۸۷	قَاتِلُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ آخُ كَذِبًا	۵۱	۸۰	تقوا و غیر میمنوں کے آخر میں نصف کریں آیت	
۸۸	آیت ۷۸، ۷۹، ۸۰	۵۲	۸۱	مہلت کے میمنوں کی تعداد۔	
۸۹	لفظ آیت کے ساتھ معنی	۵۲	۸۲	تقسیم العسرت کی خوبی۔	
۹۱	اور ادا و حقوق کے بارے میں اسلامی قوانین	۵۳	۸۳	حضرت یعقوب کو یوسف علیہ السلام کا مکمل علم	
۹۳	رحمہ کی دلیل کا شرعی حکم۔	۵۴	۸۴	تھا گیارہ آیتوں سے شہادت۔	
۹۴	فران برصی اور فران بنیامین میں فرق۔	۵۵	۸۵	وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَقَدْ خَلَعُوا مِنْ بَابِ قَاجِبٍ	
۹۶	فَقَدْ اسْتَأْنَسُوا مِنْ خَلَعُوا نَجِيًّا	۵۶	۸۶	آیت ۷۸، ۷۹	
۱۰۳	آیت ۷۸، ۷۹، ۸۰	۵۸	۸۷	مکت کی پندہ تیس۔	
۱۰۴	بھائیوں کا واپس کھانا اگر بنیامین کے متعلق	۵۹	۸۸	مہر کے دھانے اور اس کی فہمی حدود	
۱۰۵	بیان دینا۔	۶۰	۸۹	نظر بدگمانی ہے۔ نظر تائبی کے طریقے۔	
۱۰۶	گالوں میں جھڑنا منع ہے۔	۶۱	۹۰	گنتی چیزیں برحق ہیں اور نظر بد کیوں گنتی ہے۔	
۱۰۷	یاد میں ہونے کی نہیں کوئی یاد میں جائز کوئی	۶۲	۹۱	تدبیر اور تقدیر کا فرق۔	
۱۰۸	ناجائز۔	۶۳	۹۲	اللہ تعالیٰ کی خصوصی اور غیر خصوصی صفات کا فرق	
۱۰۹	جسم انسانی میں کون بڑا ہے کون چھوٹا۔	۶۴	۹۳	معرفت کے بیسیں علم۔	
۱۱۰	قَالَ بَنِي سَوَالَتْ لَكُمْ أَهْلُكُمْ أَمْ لَا	۶۵	۹۴	وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ هَارُونَ ذُرِّيَّتَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ آیت	
۱۱۱	آیت ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱	۶۶	۹۵	آیت ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۲۸	فَاتَّقُوا اللَّهَ لَا تَتَّبِعُوا مَنَاسِقَ الْفُتَنِ ۚ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ ظُحْرَ الْفَرْقِ ۚ	۸۲	۱۱۰	قسم کی دو قسمیں مثبت و منفی اور ان کا نحوی فرق۔	۹۲
۱۳۰	سواحل کی چار قسمیں ہیں۔	۸۳	۱۱۱	حُفَہ - حُزْزُہ - بَہْثُہ - کافِزُہ	۹۳
۱۳۲	دریہ نہر منہ کی بستی کا بانی شخص اور دریہ نہر طبرہ کو	۸۴	۱۱۲	سبر جیل کی تعریف اور قسمیں۔	۹۴
	شراب کھنکھ اور سبب شراب کھنا گناہ ہے۔		۱۱۳	ہم یوسفی کی خدمت میں مل۔	۹۵
۳۶	نبی کی قیاسی شکل کتنا ہوتی ہے۔	۸۵	۱۱۴	شکایت کی قسمیں۔	۹۶
"	ہا کوئی قیاسی تھی۔	۸۶	۱۱۵	بَہْثُہ اور حُزْزُہ میں چھ طرح فرق ہے	۹۷
	برہہ میں یوسف کے کردار اور صحابہ کلام کی جگہوں کو	۸۷	۱۱۶	کون سا حال علم لٹ لٹ کا علم ہی کے برابر نہیں	۹۸
۳۷	نوجوبت کیا تھی۔		۱۱۷	ریحاری سے کرتی تھی تا بیچارہ ہوئے۔	۹۹
۱۳۸	سُحُورِ یوسف دریا کے لیے جو حسن مصطفیٰ قبر و حشر	۸۸	۱۱۸	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا قَدْ فَتَحَ لَكُمْ اَيُّوْمُ ثَوَابٍ	۱۰۰
	کے لیے عظیم مہجز ہے۔			آیت مٹ، مٹ، مٹ	
۱۴۰	وَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَ الْيُسْطٰى اَبُو حُفَہ آیت	۸۹	۱۱۹	تکسُّس اور تجسُّس کا فرق۔	۱۰۱
	۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱		۱۲۰	کافرا اور موسیٰ کا محبوب فرق۔	۱۰۲
۱۴۱	ظلال کے آٹھ معنی۔	۹۰	"	باس اور قتل کا فرق۔	۱۰۳
۱۴۲	ذنب کے سات معنی۔	۹۱	۱۲۱	تصویر و فوٹو ہر شریعت میں حرام تھی۔	۱۰۴
۱۴۳	یوسف علیہ السلام نے خواب میں بیانیوں کو سنا	۹۲	"	بعض مفسرین کی ظلم تفسیریں۔	۱۰۵
	کیوں دیکھا تھا۔		۱۲۲	زیادہ دن نے سات ہیں کیا کیا قسمیں داک کے	۱۰۶
"	و ما قبل ہونے کے پیش وقت میں اور اس	۹۳		خریدا۔	
	خصوصیت کی وجہ۔		"	وہ یوسفی سے بھوک پیاس مٹتی تھی۔	۱۰۷
۱۴۴	نبی کی ہر چیز بے شک ہوتی ہے۔	۹۴	"	درو پاک کے ثروت و فائز سے۔	۱۰۸
۱۴۵	شریعت میں قسم کھانے کی چار قسمیں ہیں سوچ	۹۵	۱۲۳	کاش حق کے لیے سفر کرنا جائز ضروری ہے۔	۱۰۹
	یوسف میں جن دفعہ قسم ہلی گئی۔		"	غیر انٹر سے زیادہ کرنا جائز ہے۔	۱۱۰
	فَلْيَقْضُوا الْفَرَاقَ عَلَىٰ يَوْفٍ مِّنَ الْيَوْمِ	۹۶		کھانے پینے کی اشیاء ہر طرح میں تول کر چھنا	۱۱۱
	یوسفی آیت مٹ، مٹ، مٹ		"	جائز ہے۔	

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر
۹۷	ابن کے طری مسلطی حق اور جبر سے کاشی	۱۱۳	نقا میں فرق اور شری حکم	۱۹۹
۹۸	فریقت	۱۱۴	کس کہم پر شرماؤا یعنی احاجت انکی جائز	۱۹۹
۹۹	لگے اور نشتے کے جانی اور قومی جانی میں فتنی	۱۱۵	بے کس پر باہائز ہے	۱۹۹
۱۰۰	فرق کیا ہے	۱۱۶	فریقت کے آسمان زمین موت کی قیس	۱۹۹
۱۰۱	دو موقوف پر فرشتوں سہ زمین سے نالک ظلیں	۱۱۷	وَمَا يَتَّقِ مِنَ آيَةِ رَبِّهِ	۱۹۹
۱۰۲	بامیں	۱۱۸	فَعَمُرُونَ حَقِيقًا آيَةُ رَبِّهِ	۱۹۹
۱۰۳	سجدہ یوسنی کس طرح ہوا کہ کھڑو کھڑے آئے	۱۱۹	فعل معارف بن سلی میں آتا ہے	۱۹۹
۱۰۴	نسل یحسوب اور نسل نبی کریم سل مشرک علیہ السلام	۱۲۰	شرک فی التوحید کیا ہے آیت برصان دلی	۱۹۹
۱۰۵	کی تعداد	۱۲۱	ملاست کافرق	۱۹۹
۱۰۶	کھنڈ اور جل کی حیثیتوں کافرق	۱۲۲	اچانک موت کا ذکر کئے انبیاء کلمہ اچانک	۱۹۹
۱۰۷	سورہ میں کا ادب واجب سموا تعلیمی ہر شریعت	۱۲۳	موت شریف ہونی	۱۹۹
۱۰۸	میں حرام ہا ہے	۱۲۴	وَمَا أَسْأَلُكُمْ فِيهِ مِنَ الْإِيمَانِ	۱۹۹
۱۰۹	گاہل اور شہر کا اور فرق ہے	۱۲۵	آیت ملا	۱۹۹
۱۱۰	جلس انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تھوڑی	۱۲۶	انسان کا نبی رسول ہونا خاصہ اور کرم ہے	۱۹۹
۱۱۱	کیت قَدْ أَتَيْنَا مِنْهُمُ الْأَنْفَالُ وَكَانُوا	۱۲۷	مردوں کی پار خصوصیت	۱۹۹
۱۱۲	آیت ملا	۱۲۸	مردوں کو نبی بنانے کی وجہ	۱۹۹
۱۱۳	زلیخا اور یوسف علیہ السلام کی عمری فرق والی کیت	۱۲۹	عورتوں کو ایم قاضی کی پیر مرشد یا حکم یا	۱۹۹
۱۱۴	اور ملتنت	۱۳۰	ایس قوم جانا حرام ہے	۱۹۹
۱۱۵	یوسف علیہ السلام کو فتنیں میں	۱۳۱	لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ	۱۹۹
۱۱۶	یوسف علیہ السلام کی قبر کی برکتیں سب کو تمیں لیا	۱۳۲	الْأَنْبِيَاءِ آيَةُ رَبِّهِ	۱۹۹
۱۱۷	دخوردن کیا گیا	۱۳۳	یوسف علیہ السلام اور سرکار کائنات کی مشر علیہ السلام	۱۹۹
۱۱۸	نبی اسرائیل کے پہلے نبی یوسف آخری نبی موسیٰ	۱۳۴	کے نازوں کا اور میانی فاصلہ	۱۹۹
۱۱۹	کل انبیاء نبی اسرائیل کی تعداد	۱۳۵	واقعات یوسف علیہ السلام میں	۱۹۹
۱۲۰	اولیاء شری صلیبی خدمت میں موت کی دعا اور	۱۳۶	سورہ یوسف کی آخری آیت میں پانچ مغلطی	۱۹۹

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۴	سئل کے آٹھ سنی مشرکوں کی ایک کڑی	۱۲۴	۸۷	۱۲۶	فرق مجید کے لیے کسی کو رکھنا نہ ہوا۔
۲۲۵	ترجمہ اعلیٰ کی تفسیر غیبی۔	۱۲۵	۹۹	۱۲۷	صوت کے پانچ سنی پانچ مقام اور پانچ درجے
۲۲۵	طبیعت اور تاثیر کا متحد ہونا میں ہے اس کا	۱۲۶	۰	۱۲۸	پا کر یا کھول کی تفسیر خودی اور طلی
	پہا بیاں۔	۱۲۷	۲۰۰	۱۲۹	سورۃ یوسف کی تفسیر کا نظام۔
۲۲۸	سماں کے پہاڑ کے چند مسمومان میں کی	۱۲۸	۲۱۹	۱۳۰	یوسف جبرائیل کا شجرہ ساری جہولیں
	پانچ پانچ نشا بیاں۔			۱۳۱	محبوب جبرائیل کی دیویوں نوٹیوں اور ادا کے
	آسمان اور زمین میں تیت الیر کی کچھ فقرہ غازی	۱۲۸			نام۔
۲۲۲	تخیل۔	۱۲۹	۲۲۰	۱۳۲	شاید صحر و صحرا و زلیخا قہری ساتھیوں
	سورج کے گیارہ فائدہ پانچ کے سات فائدہ	۱۳۰			کے نام۔
۲۳۵	زمین کی تیرہ ضروریات۔	۱۳۱	۰	۱۳۳	گنن قوم کی سرور حکومت دی
۱۲۶	یہا کے چاروں میں میں قسم کے پھر ہونے میں	۱۳۱	۵۱	۱۳۴	یوسف جبرائیل کی امت کی تعداد چار ہزار
۲۳۷	دنیا کے بک سو چھ پانچے دیوانی ملاحظہ	۱۳۲	۱۵۲	۱۳۵	کورۃ رعد کا مختصر بیان اور وجہ تفسیر
	کے نام۔			۱۳۶	سورتوں کے نام رکھنے کی وجہ کیا ہے۔
۲۵۰	ہائی کی بیرون کی ضروریات۔	۱۳۲	۵۲	۱۳۷	بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آخر شریعت
۲۵۶	وإن فیہ فیض فیض قولہم د (۱۵)	۱۳۲	۱۵۲	۱۳۸	ایک ایک کتاب۔ آیت ۱۵
	تخلیل۔ تاویل۔ تاخیر۔ توقیت۔ کافز۔	۱۳۳	۱۵۵	۱۳۹	کی خدمت کتب کتنا لازم ہے۔ اللہ اعلم
۲۶۸	وَقُلْنَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا اقُولُوا لَا تُنْفِكُوا	۱۳۴	۱۵۶		نام ہے۔
	ایہ آیت ۱۵، ۱۵، ۱۵	۱۳۵	۲۲۵	۱۴۰	چاند کے نام۔
۲۶۹	عرف لولا کھنہ می	۱۳۶	۲۲۷	۱۴۱	حق کے چار سنی۔
۲۷۰	محسوس کے توجہ کی شکل	۱۳۷	۲۳۰	۱۴۲	حرف و ترقی دونوں ہی دینی الہی میں۔
	ذیر اور مقدر کا فرق۔	۱۳۸	۲۳۱	۱۴۳	برمن کمال کی پھر نشا بیاں۔
۲۷۳	رحمہ اور کی جہوں کی مروت۔	۱۳۹	۲۳۲	۱۴۴	هو کذو متذ الذم وحقہ حقا وحقہ
	حق کی کم از کم و زیادہ سے زیادہ مدت	۱۴۰	۲۳۱		آیت ۱۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۱	انہ فہمہمہ کا قول و مقام اسے۔	۱۷۹	۲۳۳	عربی لغت بھلائی کی قسمیں۔	۲۳۳
۱۹۲	حضرت جیسی کہتے عرصہ شکم اور میں رہے دیکھ	۲۷۵	۲۳۶	موجودیت خدا تعالیٰ پر ایک عقلی گفتگو۔	۲۳۶
۱۹۳	نظائر۔	۱۷۸	۲۳۷	کسی کو کسی چیز کا خالق یا کسی چیز کو تخلیق ثابت	۲۳۷
۱۹۴	تسوا یا قنکھ من سن العتول و من حکو	۲۷۸	۲۳۸	ظلال کہنا عوام ہے۔	۲۳۸
۱۹۵	بہ آیت ص ۱۷۸	۲۷۹	۲۳۹	توں کے ہم پر لگائی ہوئی جائداد اور اسٹیا	۲۳۹
۱۹۶	سب زمینی حقوق انسان کی دہن ہے کہے فرشتہ	۲۸۳	۲۴۰	توں کی ملکیت نہ ہوں گی۔	۲۴۰
۱۹۷	مخالفت کرتے ہیں۔	۲۸۰	۲۴۱	اویا کی قسمیں اور اولیاء اللہ کو اسے کا صحیح طریقہ۔	۲۴۱
۱۹۸	یہی فرمان بڑھا کر کھدی ہائی ہے مگر گناہ کافی	۲۸۵	۲۴۲	أقول من اشتقا و ما ذہا لنت آؤ و یہ	۲۴۲
۱۹۹	دور کے بعد۔	۲۸۱	۲۴۳	یقتد و ما آیت مث	۲۴۳
۲۰۰	آسمانی بجلی کے فائدے اور نقصان۔	۲۸۶	۲۴۴	وادی اور وادیہ کافرق۔	۲۴۴
۲۰۱	کس شخص نے کیا گناہ کیا جس کی لعنت	۲۸۹	۲۴۵	دنیا میں شولہ قسم کی وحائیں ہیں۔	۲۴۵
۲۰۲	بھن گئی۔	۲۸۳	۲۴۶	باطل اور حق کی فنا و بقا کا نام بھی شاید۔	۲۴۶
۲۰۳	و یستہم الزہد یحسید و انما یجکد بن	۲۸۹	۲۴۷	ہفت کے چار چول چار طے چار نشانات۔	۲۴۷
۲۰۴	یجنتیہ آیت ص ۱۷۸	۲۸۶	۲۴۸	اولیاء اللہ طوط و کلب لیل کشادہ بابت	۲۴۸
۲۰۵	مدح۔ حمد۔ شکر۔ ثنا کا لغوی و فنی	۲۹۲	۲۴۹	ہو سکتے ہیں۔	۲۴۹
۲۰۶	لوق۔	۲۸۷	۲۵۰	یثربین اشتقا بنو اشریہم الحنفی و الذین	۲۵۰
۲۰۷	عربی نو میں ت کی پھر قسمیں۔	۲۹۲	۲۵۱	لہ یقتہ یجنتیہ آیت ص ۱۷۸	۲۵۱
۲۰۸	خوف اور خوف کا لغوی فرق۔	۲۸۸	۲۵۲	حسن کی میں نہیں۔	۲۵۲
۲۰۹	رحم کی تحقیق۔ برقی اور صاف کافرق۔ بجلی نہ	۲۹۵	۲۵۳	آٹھ شخص کا حساب یا امت میں نہ ہو گا۔	۲۵۳
۲۱۰	گرنے کی دعا۔	۲۹۰	۲۵۴	دعوت حق کو قبول کرنے والے بندے چھ قسم	۲۵۴
۲۱۱	چار قسم کے بندوں اور سات چیزوں پر آسمانی	۲۹۵	۲۵۵	کے ہیں۔	۲۵۵
۲۱۲	بجلی نہیں گر سکتی۔	۲۹۱	۲۵۶	روہ معرفت کے مسافر چار قسم کے ہیں اور معروف	۲۵۶
۲۱۳	سہرہ کادرت کی تعداد اور سہرہ لشکر کا حکم۔	۲۹۸	۲۵۷	کے چھ لہجے۔	۲۵۷
۲۱۴	قد من دت الشغرت کا لاشیون علی غلہ آیت	۲۰۰	۲۵۸	و الذین یصلون صا امر اللہ یتہ ان یقول	۲۵۸

سورہ نمبر	مضمون	سورہ نمبر	مضمون
۲۲۳	قدر کی تمجید میں۔ کہ جوں سے بڑی کائنات ہے وہ بیکوں سے بڑھتا ہے۔	۲۲۹	وَمَا كُنْتُمْ مِنْ شَيْءٍ مِّنْ دُونِهَا بِشَيْءٍ قَوْلٍ
۲۲۴	انبیاء کرام علیہم السلام کی جدت اور موت و رسالت کا بیان۔	۲۳۰	يُنشِئُ لَكُمْ آيَاتٍ مِّنْ دُونِهَا
۲۲۵	مساخمت کے چار حصے۔ انسان کے چاروں طرف سے۔	۲۳۱	قُرْآنِ مَجِيدِ لَدُنْكَ بِرَبِّكَ يُرْسِلُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّسُولًا
۲۲۶	روح القدس کی پیرائیں۔	۲۳۲	رَبِّكَ تَعَالَىٰ كِي لَا يَكُونَ لَكَ مَلَكٌ مُّطَاعٌ
۲۲۷	آؤ گے یروز آقا باقی الگ از من قطعاً	۲۳۳	وَأَنذَرْتُكَ نَارًا تَمْلَأُكَ
۲۲۸	میں انکو یہ آیت مانتا ہوں	۲۳۴	مِيرَاہِ شَمْسِکَ بِاَیْنِجِ پَانِجِ تہیں۔
۲۲۹	طرب اور طراف کا معنی۔	۲۳۵	عقل۔ علم اور مبروہ شکر کا بیان
۲۳۰	کئی قوموں سے دیا آباد ہے اگنی آوں سے دنیا آباد ہے۔	۲۳۶	وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُوا ذَاتَ الْيَمَنِ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ
۲۳۱	کھانا تدبیر کا فرق۔ کھانا اور فریب کا فرق گواہی ہمار قسم کی ہوتی ہے۔	۲۳۷	عَنْكُمْ آيَاتٍ مِّنْ دُونِهَا
۲۳۲	سورۃ ابراہیم کی ہے اس میں ہاؤن آؤ ہیں اور سات رکوع	۲۳۸	قُلْ قَوْمِ اِنِّیْ اَمْرًا ثَقَلَتْ عَلٰی قَوْمِکُمْ مِّنْ دُونِہِمْ
۲۳۳	مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ کُنْتَ اَوْکُلُتُ	۲۳۹	شکر کی جامع مانع قرین۔ اصولی نہیں پانچ ہیں۔
۲۳۴	اَنِّیْکَ وَتُخَوِّدُ الرَّاٰسَ اَبَیْتُ مَعَهُ	۲۴۰	شکر کے نائے میں یک حکایت۔
۲۳۵	سورۃ صافات سورۃ ابراہیم میں نو آیتیں	۲۴۱	کس شکر پر کوئی نعمت ملتی ہے۔
۲۳۶	سبب نزول بیان کرنا کہ ضروری ہوتا ہے	۲۴۲	پھر مذق پھر شکر پھر زیادتیوں کا بیان
۲۳۷	سورۃ ابراہیم کے سات رکوعوں کی مختصر نقل شکر	۲۴۳	لَا تَدْرِیْ اَنۡ یَّکُنَّ خَبَرًا لِّذِیۡنَ مِنْ قَبْلِکَ کَذِبُوۡا
۲۳۸	ظلمت انہیں ہیں۔	۲۴۴	تَوَّجَّہْ اَبَیْتُ مَعَهُ
۲۳۹	قرآن مجید نبی کریم کی ہدایت کے لیے نازل نہیں ہوا ایک راستہ کے لیے۔	۲۴۵	مَادَا رَزَقُوۡکُمْ مِّنۡ شَیْءٍ مَّا کَانَ اَمَّا تَحْمِلُہِ الْاُنۡثٰی
		۲۴۶	شہر عزیزوں کو تسلیم کرنا جائز بلکہ ضروری ہے اگر وہ شرعی حد ثروت تک نہ ہو۔

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون
۲۵۲	جنت کے راستے میں تین کانٹے ہیں۔	۲۵۰	۴۹۰	جہنم میں چودہ قسم کا مذاب ہے۔
۲۵۳	انبیاء کرام عظیم الشان کی تعلیم کے لئے چھ ہیں	۲۵۱	۴۹۱	دوزخیوں کا ایک گھونٹ پالیں ہزاروں
۲۵۴	مرد کامل کے دس نشانات ہیں زہد کی تین	۲۵۲	۴۹۲	کا ہوگا۔
۲۵۵	ماتیں۔	۲۵۳	۴۹۳	احمال و خل میں پانچ طرح فرق ہے۔ کافر
۲۵۶	نہایت کے اٹھارہ خزانے ہیں۔	۲۵۴	۴۹۴	کو ایک کتا منع ہے اسی طرح اس کے اچھے کالوں
۲۵۷	قَالَكَ وَسُئِفُكَ اَفِيْ اَنْتَ وَهَدِيْكَ اَفِيْ اَنْتَ وَهَدِيْكَ	۲۵۵	۴۹۵	کوڑی کتا لگ رہا ہے۔
۲۵۸	وَالَّذِيْنَ اَبَتْ اَنْ تَكُنَّ	۲۵۶	۴۹۶	راکھ کی پادبج و مہلتیں ہیں۔
۲۵۹	بشریت صفت ہے ذکر واسطہ۔	۲۵۷	۴۹۷	اَنْتَ تَرَانِ اللّٰهُ خَلَقَ الْكَسْبُوتِ اَفِيْ اَنْتَ تَرَانِ
۲۶۰	انبیاء کرام معجزہ دکھانے پر ہر وقت اختیار	۲۵۸	۴۹۸	بالحق ۳۰ یحییٰ اذیت ۲۱۰
۲۶۱	کاہیں۔	۲۵۹	۴۹۹	خل ۱۰ ہزار استغاثہ میں دس طرح فرق
۲۶۲	اطہریت کے ترجمہ کا کمال و خوبی۔	۲۶۰	۵۰۰	ہے۔
۲۶۳	انسان کی پانچ تہیں۔	۲۶۱	۵۰۱	دنیا کا مال السانی تین قسم کے ہیں۔
۲۶۴	وَقَالَتْ اَلَا مَسُوْهُ عَلٰی اَللّٰهِ وَهَدِيْكَ هَدِيْكَ	۲۶۲	۵۰۲	۲۰ گاہ کا اٹھانے کے برابر کسی کا ہم نہیں ہو سکتا
۲۶۵	مَسُوْهُ اَفِيْ اَنْتَ وَهَدِيْكَ	۲۶۳	۵۰۳	ساقیامت۔
۲۶۶	مہر کی چار تہیں۔	۲۶۴	۵۰۴	نبی ولی ملکا کا وسیلہ مفید ہوگا۔
۲۶۷	کھڑا ہونا پانچ قسم کا ہوتا ہے	۲۶۵	۵۰۵	کلام میں ربط اور تعلق جوڑنا کلام الہی ہو سکتا
۲۶۸	ترجمہ اطہریت کی تفسیری شان اور خوبی	۲۶۶	۵۰۶	نگالی نہیں۔
۲۶۹	توکل علی اللہ ہر چیزوں کا کام ہے	۲۶۷	۵۰۷	۱۰ گاہ الہی کی حاضری تین قسم کی ہے۔
۲۷۰	خوف الہی کی دایم محبتیں۔ اور صدیق اکبر	۲۶۸	۵۰۸	وَقَالَ السَّيِّدُ تَعَدُّ قُتُبُ الْاُمُوْءِ تَعَدُّ
۲۷۱	کی حکایت۔	۲۶۹	۵۰۹	اَلْوَدَّ اَفِيْ اَنْتَ
۲۷۲	محبت منہور کی آری لنگر۔	۲۷۰	۵۱۰	میدان محشر کی شفاعت کا نقشہ۔
۲۷۳	شفاعت یعنی بذلتی کی تین نشانیاں ہیں۔	۲۷۱	۵۱۱	جہنم میں فیضان کی تقریر و کفار سامعین کا
۲۷۴	خوف الہی کے ثبات۔	۲۷۲	۵۱۲	جلسہ۔
۲۷۵	وَمَسُوْهُ عَلٰی اَللّٰهِ وَهَدِيْكَ هَدِيْكَ	۲۷۳	۵۱۳	رب تعالیٰ سننے والوں سے میں وعدہ فرماتا

نمبر شمار	معنوں	صفحہ	نمبر شمار	معنوں	صفحہ
۱۹۰	خس نے کاروں ماسخوں سے سزا دہے دیکھئے۔	۵۰	۳۰۶	حقاً ہے میں نعمتوں کو میں ہی خصلتوں سے بدلا۔	۵۲۲
۱۹۱	شیطان کے دوسرے ڈالنے کا طریقہ	۵۸	۳۰۷	قَدْ لَبِثْنَا فِي الدُّنْيَا آمَنُوا أَفَعَسَا أَفْطَرْنَا	۵۲۳
۱۹۲	دنیا کی ٹھہریوں کا اثر دل پر بہت ہے۔		۳۰۸	چاند کے ذاتی اور صفاتی نام۔	۵۲۴
۱۹۳	مرزا کی ماسٹر کا ایک دیوبندی ماسٹر کو لا جواب کیا۔		۳۰۹	اثامہ نازکی بارہ شرطیں بندوں کو یہی چیزیں دی گئی ہیں۔	۵۲۵
۱۹۴	سچی نعمت کا زمین بنادیں۔	۵۹	۳۱۰	دنیا کے اصل حیا کا رنگ ہیں۔	۵۲۶
۱۹۵	وَأَذِجُوا الدُّنْيَا فَمَتَّعُوا الصَّالِحِينَ	۵۱۲	۳۱۱	مومن پر پانچ طرح کی عبادتیں فرض ہیں۔	۵۲۷
۱۹۶	کلمہ اور کلام کا ایک فرق۔ فرق کی تحقیق فقیر۔	۵۱۵	۳۱۲	دن اور رات میں تین طرح فرق ہے۔	۵۲۸
۱۹۷	قرآن مجید میں جنتوں کے تین سلام ثابت ہیں۔	۵۱۷	۳۱۳	وَأَفْكَرْتُمْ كَلِمَاتًا تَقْضُونَ	۵۲۹
۱۹۸	تین مکمل اعمال پر تین مکمل ثواب۔ مکمل سے کیا میں ملائیں۔		۳۱۴	وَجَنِّعُكُمْ آيَاتًا تَعْلَمُونَ	۵۳۰
۱۹۹	سیرت النبی کی پسند تعلیمیں اور نفی کی بدعت۔	۵۸	۳۱۵	رب تعالیٰ کی نعمتیں اہل زبان و مال و نابالغ و عورت کافریں۔	۵۳۱
۲۰۰	طاعت۔		۳۱۶	ایک نئے کے لیے رب تعالیٰ نے کئی نعمتیں پیدا فرمائیں۔	۵۳۲
۲۰۱	يُكْفِّرُ عَنْ ذُنُوبِهِمْ أَفَعَسَا أَفْطَرْنَا	۵۳۳	۳۱۷	ان کی جتنی اور انسانی مادات کا بیان۔	۵۳۳
۲۰۲	آیت ۳۱۳		۳۱۸	فریاد۔ طریقہ حقیقت معرفت کا فائدہ۔	۵۳۴
۲۰۳	سرب پر تری سے مانع تین چیزیں ہوتی ہیں۔	۵۳۴	۳۱۹	وَرَبِّكَ إِنَّا أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ	۵۳۵
۲۰۴	کبر و بڑے قوت ایمانی پیدا ہوتی ہے۔	۵۳۵	۳۲۰	كَسْبُ الدُّنْيَا آيَاتًا تَعْلَمُونَ	۵۳۶
۲۰۵	قرمیں شکر کبر کے مواہت کب سے شروع ہوئے۔		۳۲۱	حضرت ابراہیم کا خیر فی ذراچ کہنے کے میں مقصد۔	۵۳۷
۲۰۶	تو عواظ حضرت کی طرف۔	۵۳۸	۳۲۲	نظر اسامیل کا ترجمہ مادات اسامیل کے	۵۳۸
۲۰۷	متح اور غلبہ چار طرح فرق ہے۔				

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۵۸۶	قرآن پاک کی آیت سے کفار کے چودہ ہل منقول ہیں۔	۵۸۹	وقت حضرت ابراہیم کی عمر۔
۵۸۷	دور جنی لوگ ابتدائی زمانے میں عربی زبان میں گے اور زمانے کی منت۔	۵۹۰	حضرت اسحق کی ولادت کے وقت ابراہیم کی عمر۔
۵۸۸	دور یوں کی ابتدائی گنگو کئی سورتوں میں مذکور ہے۔	۵۹۱	حضرت یونس کی عمر۔
۵۸۹	جنیوں کی عمری باسببیت۔	۵۹۲	حضرت یونس کی عمر۔
۵۹۰	کھار کے معربے کس طرح کام ہوئے ہے۔	۵۹۳	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۱	دور تقریر میں لطیفہ داری ہمارا منج ہے۔	۵۹۴	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۲	بلکہ آخرت اور گناہ سے ڈرنا اور اچانک ہے۔	۵۹۵	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۳	فہم کلام کا قیاس قرآن مجید سے ثابت ہے۔	۵۹۶	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۴	مارخین کے نزدیک دولت کی ہیں نہیں۔	۵۹۷	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۵	نوس کے پھر دوست ہیں۔	۵۹۸	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۶	نفس و شیطان سے بچے کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں۔	۵۹۹	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۷	فلا تفسدین اللہ فلیف وغیرہ۔	۶۰۰	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۸	نیرنگ الجناہ آیت ۱۲۰۔	۶۰۱	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۵۹۹	نظر مرزا اور بھٹی کی دصاحت و تفسیر۔	۶۰۲	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۰	رب تعالیٰ سے دنیا، کرام سے چودہ دھڑے۔	۶۰۳	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۱	فرمانے۔	۶۰۴	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۲	سزاوارت کے لیے جنت۔ دور خ اور اس کی اہمیت کوئی ہے۔	۶۰۵	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۳	زین راہان کس طرح کس چیز سے کس حالت میں تبدیل ہوں گے۔	۶۰۶	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۴	حضرت اسماعیل کی عمر۔	۶۰۷	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۵	حضرت اسماعیل کی عمر۔	۶۰۸	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۶	حضرت اسماعیل کی عمر۔	۶۰۹	حضرت اسماعیل کی عمر۔
۶۰۷	حضرت اسماعیل کی عمر۔	۶۱۰	حضرت اسماعیل کی عمر۔

ردیف	مضمون	صفحہ	تعداد	نمبر
۳۵	میدانِ عشر و اس سے بچنے کے حالات	۲۵۵	۲۵۵	۲۵۵
۳۶	قیامت کے دن سین ٹیکٹیں ہوں گی	۲۵۶	۲۵۶	۲۵۶
۳۷	عت میں ایک سو سال ہلنے کا فریضہ	۲۵۷	۲۵۷	۲۵۷
۳۸	وہاں	۲۵۸	۲۵۸	۲۵۸
۳۹	نور کے نین معلوم ہیں۔	۲۵۹	۲۵۹	۲۵۹
۴۰	حد مانعِ قتال سے نا اولو قتال ہیں	۲۶۰	۲۶۰	۲۶۰

دنیا و اہلسنت میں اعظم حضرت کے فتاویٰ رضویہ
 کے بعد عظیم الشان مدلل مفصل فتاویٰ
 العطا یا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ

جلد اول — قیمت :

جلد دوم — قیمت :

جلد سوم — زیر طبع ۔

کاتب : عارف حسین پٹہ



وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ

اور نہیں ڈالتی بری سمجھتا ہوں اپنے آپ کو کیونکہ میں نفس مردقت البتہ علم دینے والا ہے
اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بلکہ نفس تو بری کا ڈرامہ کم دینے والا ہے

بِالشُّوْءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ

برائی کا بجز اس نفس کے کہ رحم کرے میرا رب جس پر کیونکہ میرا رب بیٹھ سے بچنے والا ہے

مگر جس پر میرا رب رحم کرے بچے میرا رب بچنے والا ہے

رَّحِيمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ اسْتَوْنِي بِهٖ اسْتَخْلَصْهُ

رحم کرے والا ہے اور کہا بادشاہ نے لاؤ تم میرے پاس اس کو خاص کرنا چاہتا ہوں
مہربان ہے اور بادشاہ نے لاؤ انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے

لِنَفْسِي ۚ فَلَمَّا كَلَمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا

میں اس کو لینے دینی حکومت کے تو صوبہ بادشاہ نے اس کی اس سے کہا تھو نے ایک تم آج ہم سب کے لوگوں میں
لے لیں لوں پھر صوبہ اس سے اس کی کہ بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتقد ہیں یوسف

مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ

قائم ہو کر اس کے قاری ہو ۔ کہا بتا دے مجھ کو حاکم سلطنت کے خزانوں

نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک میں حفاظت والا

الْأَرْضِ إِلَىٰ حَفِیْظٍ عَلَیْہِ ۝۵۵

پر کیونکہ میں حفاظت والا رکھنے والا ہوں

علم والا ہوں

ان آیات کا پہلی آیت سے چند طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق پہلی آیت میں حضرت یوسف کی مرغلی نین تعلق اسکا ابتدائی تذکرہ تھا ان آیات میں آپ کے کام کا تذکرہ اور تتمہ ہے دوسرا تعلق پہلی آیتوں میں سابقہ اچانکوں اور بری ذمہ جو نے کی نسبت یوسف علیہ السلام سے اپنی طرف ذہنی تھی جس میں حد پر وہ نیت کی مثال مصومیت کا اعتراف مقدم تھا۔ ان آیات میں تمام کلمات کا تعلق کی عطا کی نسبت رب تعالیٰ کی طرف اور اگر تعلق اسکا خداوندی کا شاندار مظاہرہ ہے تاکہ دربار مصر کے تمام امرا و زار اور بادشاہ رعایا رب کریم کے لطف و کرم سے چاہاں کوائل بہرہاں ہو جائے تیسرا تعلق پہلی آیات میں پر سے دشمنوں کی ربانی معصیت و یوسف کی پاکدامنی نیک ہمت داری کا ذکر تھا اب ان آیتوں میں دشمنوں کی ربانی ہی تمام سلطنت و امور سلطنت کی سپرداری کا تذکرہ ہے۔ گویا کہ پہلی آیات میں حضرت یوسف کی اطلاقی فتح کا ذکر ہوا اور ان آیات میں آپ کی خدا داد سیاسی فتح کا ذکر ہوا۔

یہ تعلق پہلی آیت میں اس عشق و محبت کے آڑی، نہام کا ذکر ہوا تھا جو حسن و حسنہ کی ایک ہاد و ہوا کی اس صفت و سنی کا تذکرہ ہے جو کلام و سنی سن کر ہوئی گویا کہ یوسف ایک ہیں مگر ان سے نہ محبت عشق جدا گانہ کر ایک عشق سے قید کر دیا دوسرے عشق نے قید سے چڑیا تخت پر بٹھایا۔ یہ سب میرے رب کی شائیں ہیں۔

یہ پوری سورت یکدم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس طرح کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں چند کانٹوں نے **شان نزول** یوسف علیہ السلام کا ذکر و چھان بین کریم حکم خداوندی غایہ کعبہ میں تشریف لے آئے تب وہاں یہ

پوری سورت نازل ہوئی جس طرح کہ پہلے امتداد میں بیان کیا گیا اس لیے اس کی آیتوں کا علیحدہ شان نزول کوئی نہیں بھی خیال ہے کہ اگر اسکا اس کی آیتوں کے موقعہ موقعہ شان نزول ہوتے ہیں۔ واقعات ایک دم ہی نازل ہوتے ہیں۔

تفسیر نحوی وَمَا أَتَوْنِي بِمُحْصِيَاتِ الْغُلَامِ لَا تَأْتِيَنَّهُمْ بَشَرٌ إِلَّا نَحْنُ نَكْنُفُ فِيهَا وَرَبِّيَ عَلِيمُ السُّتُورِ

حروف صلیب میں ما غنی بلا ما غنی ظم ما غنی ظم اور ماضی کی نفی کا ایک حرف ہے۔ مگر اب کسی ماضی مضارع کے مشابہ ہو تو ماضی منفی نا سے ہوا ہے۔ جب مضارع میں ماضی کی مشابہت ہو جائے تو مضارع منفی ماضی ہوا ہے۔ جس کی قرآن مجید میں بہت مثالیں ہیں۔ یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ میث واحد مستکم ہے۔ جزی سے مشتق ہے ناقص یا ثی ہے۔ اسی سے ہے برأت۔ برئت تشریث باب تفعیل کی کا مصدر سے غنی مرکب

اشانی یاد شکر۔ مقتول بہ ان حرف تحفیر ماری کا جب بیان کرتا ہے۔ النفس اس ہے ان کا غلبہ نام نہی ہے۔ اما انہ خبر ان ہے ماہ کے انکارہ بروں حالہ بدلنے کا میثب ہے۔ یعنی بہت حکم اپنے والا ٹرے مشق ہے۔ یہ عامل ہے اس کا معمول یا ثبوت عار و مجور مشق ہے تارہ کا۔ الامر استثناء۔ مقتول کے لیے مثلاً اس کا نص ہے اور مشی مرد و عجم ہے ما و معمول یا معہ یہ ظاہر فل نامی و عجم سے مشق ہے اس کے پارسی میں رہتا ملا پہلا متا مخالفت کرنا ہے مری کرنا۔ یہاں سنی مخالفت کرنا ہے۔ دینی ترک اسالی طرف یا حکم م مخالفت ہے اللہ تعالیٰ لا عامل ہے دم کا ن تحقیق یا تاکید ہے دینی اس کا ہم ہے۔ فقوڑ مبالغہ کا میثب ہے نجات کے نزدیک مبالغہ کا تہی ہے کسی فعل کی یا دلی یا بدلی یا دوں کو ظاہر کرنا۔ اس کے چار معنی ہوتے ہیں ۱۔ فعل ۲۔ صال ۳۔ نقال ۴۔ کسی معہ کو معمول ہمار تعالیٰ را تلاً را تلاً۔ دوں نقل۔ دھم دوں فعل مبالغہ عجم سے مشق ہے معہ ۱۔ عجم میں یہ دن ہے کہ معہ گاہ پھاس مٹانے کے عادت رہا۔ دھم میں ۲۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ کی توفیق دینی۔ ۴۔ گناہ عطا کرنا۔ مادی کے کما کر یہ پوری عادت و سیدہ عادت کا حال ہے اور احوال ہے یہی میں رہ کریم ہے ہاں ملک کرنا ہوں میں مال نہیں کر دھم ۱۔ مال اس ملک اشتیاقی نہ استحضارہ لعلینی ملنا کلمہ قال انک انموہ لدنا مکنا آمین۔

پیشتر سے پڑھائے میں ساری عمر گھونٹ گئی۔ شاہ شہید کے پاس آکر پہلے آپ نے
 حوائج میں کلام کیا مگر وہ سمجھا اور لولایا۔ اس سے آپ نے فرمایا یہ میرے آباء اجداد کی زبان ہے پھر آپ نے
 عربی میں کلام دیا۔ تاویہ بھی۔ سو
 دو پوچھا یہ کوئی زبان ہے تو آپ نے فرمایا یہ میرے تیار اور
 تھیلے عرب کی زبان ہے۔ پھر آپ نے اس کی مدد مانی یہ زبانوں میں کلام دیا اس سے وہ مرعوب ہوا اور سابقہ
 بار و بار دہراؤ کیا تو اس کی پہلی تبلیغ نے سرکشی و بغض ختم کر دیا۔ تب شاہ نے حاجری کا اگلا کرتے ہوئے کہا
 صلیبیوں کو جو اب ملک طبرستان میں ہیں ملک طبرستان نے سبکی حیرت انگیز اور خوب
 اتنی سعادت مند فرمایا کہ کوئی تمام میں سعادت کے رازوں پر کبھی نہ کہہ سکے۔ قسرت کا درجہ کھ میں یہ بھی
 وہ کہے میں کہیں اسے حراؤں کا غلط بھی نہ سمجھتا، ملائمت ختم کرنے والا ہوں اور اسے صمان کے
 نظائر و محال کو جاننے والا ہوں یہی جس سنی پاک نے کھ کو قسرتی زبانیں سکھائی ہیں سی ہمت اندسے مجھ کو
 ان تمام محال و محال کا غلط و غلط ہے۔

ان بات کریں جسے چاہے حاصل ہوے۔

فائدہ ایچٹل دندو، کسی حد سے کوایت، مال ایسی بات اپنے علم و کمال پر باز، غرور، اور مجھ دس نہیں کرا
 جلیت، دیکھو صحت و صحت طبرستان سے تیار و طلال صالو کر کے بھی رب تعالیٰ کی امانت و کیسی رحیمی
 لاکھ بیانیے احاطہ میں مدبر و ایک یہ فائدہ والا صلیب میں۔ اس سے حاصل ہوا، دوست فائدہ، حد سے
 پیسے صحت و صحت، یہ ہے تاکہ معلوم و کر مقصود تہذیب انبی سے مگر پیسے وسیلہ ہوت ہو اشد لازم، اس
 بت سے وہ سے صحت و صحت، مال کی تعالیٰ حاصل کر سکتے ہو، دیکھو صحت و صحت سے ان ائمہ اہل
 دین سے ہاتھ دے کر یا پھر صحت تعالیٰ کی میں صلیب کو یہ کہ یہ صحت فائدہ، کوئی مدد دینے نہیں انار سے
 مال، بہت، اگلا صحت ہر کتاب ہر دست، یہ جس کو ہے، دیکھو یوسف علیہ السلام، شاہ مصر کی مجلس میں
 جاتے وقت کی طرح ہے اس آثار و پروردگار، بت میں و سب لوگوں کو اس کے شہ سے آگاہ ہمارے ہیں یہ
 بھی پڑ گاہ، میا کرانے خودی فائدہ اسو نہیں ہوے۔

احکام ان اس سے بہت فتنی مسائل ملت، جسے میں گلف یہ کہ لائق ہو مجھ در آدمی کو لوگوں کے
 اس سے ہی یقینی اور قابل مددیت، قرین مدد ع کرنی جائز ہے یہ راہ و نہیں یہ مسئلہ الی
 جلیط غلیط سے تھلا مو، وہم پر وقت و وقت، نہ یہ وہ ل قائم کرنے اور ظالم کو روکنے، ملک کو تباہی
 پکالے کیسے حکومت کی طلب عار سے، اس میں، سوچو یہ بوقت ضرورت کفار کی اتھنی والی ٹوری جائز
 بت سمجھ کر بیٹہ بن کر نقصان کا ادیت، نہ نور کا دھڑائی جانے کا خط ہو، چہاں یہ کہ کفار کے صلیبے بنا

تب جائز ہے جب کہ نرم دل ہو۔ بخم یہ کہ دین چھپانا شرعاً حرام ہے۔ حضرت یوسف نے اور طاہریت سے
لے کر ماحری عبادت تک کہیں بھی دیں۔ چھپایا

ان نیت کریں پر چند اعتراضات ہو سکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض دیا ہے کہ یہ نیت سے رہا اور آخرت میں مشغولیت میں آرامی میں
شان ہے چہرہ یوسف علیہ السلام کے طلب حکومت کیوں کر فرمایا۔ خدائی علی حد میں انصاف محمد کو
دین کے خدائوں کا حاکم بنا دے۔

جواب۔ اوہ سے کہ یہ کہ امیاء کرام عظیم سلام کے تمام اقوال و افعال پر عمل نہ کرنا ہے بلکہ سعادت دہی
اور اصلاح عباد کے لیے ہوتے ہیں طلب حکومت ایسی ضرورت سے کہیں نہ ہو بلکہ انسانیت دین کے لیے ہزار
بلکہ قریب ہزارم یہ کہ عبادت عبادت یہی ہے کہ بعد وقت خدمت دین اور اصلاح انسانیت میں مشغولیت ہو
اور لاگوئی ہے۔ قوم تیار ہوتی رہے پرواہ نہ کرے خود قائم خیل مانم اللہ ہر باب ہے تو یہ متاثر بھی اور تعلیم رسول اللہ
کے خلاف ہے۔ ارشاد باری ہے قُواْ اَنْفُسَكُمْ وَاٰهْلَکُمْ مَّا رَاْکُمْ یَاۡدُوْاْ خُذُوْاْ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ حَیْثُ رَاٰتُمْ سُلٰمًا
حضرت یوسف کا مطالبہ یا نہ کہ کسی خود غرضی کی۔ یہ نہ تھا کہ نہ مت دین اور قومی صلاح کے لیے تھا۔ وہ
حقیقی عبادت تہذیب و لغات دین سے ہے۔ یعنی توجہ فی آخرت دین سے نکلے ہیں پسندوارہ نہیں ہے وہ
رہبانیت ہے۔ مولا نے روی دہشت میں۔

حیث و دنیا از خدا نال بود

سے تاس و غم و نرسور و دل

نہد ملی ہی ہے کہ دست بکار دل بیار۔ ہمتہ کار دل و پا دل۔

دوسرا اعتراض۔ جب شاہ مصر نے خود ہی یہ کہہ با تھا کہ اختلافی معنی اور خود حضرت یوسف کے ساتھ
بھی کہہ با تھا کہ دینا نکلتا میں۔ یہی تم کو مس یوسف ہم قابل قدر امت اور سمجھتے ہیں۔ یوسف کو میں اپنے لیے
نہیں بیا چاہتا ہوں۔ پھر حضرت یوسف نے یہ کہہ دیا کہ مجھ کو تیرا میں بر حاکم بنا دے۔ جو کہ میں دھڑے
ایک پر پہل کلام حضرت یوسف کے سامنے رہا تھا۔ باب و کون لی، ان حضرت کو یہ پتہ ہی تھی۔ دوم یہ کہ جو خا
سکین میں حضرت یوسف کے سامنے دے دے کہے دو صحت معانی۔ یہ کہ کلام تھا۔ سوم یہ کہ ارشاد و مصر
دلت کافی متاثر اور محبوب و صحبت یوسف سے استغاثی محبت کرے و نہایت متاثر ہوا تھا۔ اسی لیے یہ خیال
تھا کہ شاید حضرت یوسف کو اپنے خاص ذاتی مشیروں میں یہ کہہ لے یا مل در مار کا یہ ہمارے دے۔ یا اپنے ذاتی گھر
میں بیٹا مار کہ لے جس کا بیٹا ہو کہ یہ تصور یہ کہ شاہ کے دین میں مبارک ہو۔ اس کے ہاتھوں میں

کی ابتدا شریعت ہے کہ اس کو شریعت کی شاہد اور چلائے کہ سب یکجہاں یہ کی تہا طریقت و تصوف، مگر
 ہے۔ پھر کی ابتدا طریقت ہے کہ ثلث کو معرفت کی لہروں میں گم کر دے کسی کو حقیقت کا پتہ نہ لگے حالانکہ آشکارا ہو
 میر کی اتنا ہی ہے کہ معرفت الہیہ کی چوٹی پر چڑھ جائے پھر میں وہ پتہ لگے کہ یہ کی تھا جو ہم میں سے مل گیا۔
 محبت و عفت جب تک معرفت کی قید میں رہے شریعت ہی بنائے سمجھانے لگتا ہے۔ جتنے اپنے ساتھیوں
 کو شریعت کا ہاں مافوق پیدا کر شاہ راہ بات پر چلائے۔ اس تمام قیہوں کو یہاں کے موتی لاتے رہے
 سب یکدست باہر نکلے تو دروازہ میل پر کھلے دیا کہ میل آ رہا تھوں کی مسلیں ہیں۔ لہروں کی قریب میں، شمنوں کی مادیات
 خوشی ہے۔ وہ دوستوں کا تھوڑا گاہ ہے۔ ظاہر امتیازوں کے یہ پیسے شریعت پھر حقیقت لیکن ان مستیوں کے
 لیے پہلے طریقت، انسان کے لیے پہلی میل میں کایریت اس کو پیشہ یاد کرتے رہو پھر باہمی کامد سب اور اور
 فدا کی پھر جوانی کی شریعت پھر بڑھاپے کی طریقت سو بیاہ کرام لڑاتے ہیں۔ قرآن مجید کے یہ فیض مسلمان کے
 وطن کو روش کرنے کے لیے سنا نے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ جو کچھ تاریخ کائنات میں لکھا ہوا ہے وہ سب کچھ
 یہی لکھی انسان کے اندر ہے چنانچہ محمدی دین اعلیٰ اور صاحب نور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ قالب گروا۔
 سے روح انسانی شاد و مسرور ہے۔ عقل و غیر معرفت سے نہیں آزاد رہتا ہے۔ وہ اس نبطی زبان میں ہے۔
 دماغ، دروازہ تاج و تخت مصر ہے۔ قلب پریشانیاں معرفت کی مل سے۔ قلب مومن گویا بوجھ سے وحلی خانے
 خوب نشانی ہے۔ سات سالہ فراہی مکاشفات الہیہ کے ساتھ ساتھ میں جس میں اعمال صالحہ کی اہمیت ہے
 سات سالہ قیاس کشف کی سات کشتیوں میں میں میں قلب کی کمر کی صفائی ہے۔ اور پورے قیاس و قیاس کی گویا سالی
 رنگ کی کار پور نقش ہے۔ در بہر سب کعدلی گویا روڈ باطنی سے۔ ارادہ باطنی سب کچھ جاننے کے لیے کی آری
 منزل معرفت کا تخت و تاج ہے ارادہ کا دوسرا نام رست ہے۔ وہی قلب کا پیر کفانی ہے ہی مرشد برقی
 معرفت قلب کو تاج و اعمال صالحہ اور روحی قیاسات شرکاء سیر و در اندھیری معصائب کا پرغ و در حکمت و امان
 کا تاج بٹانے رکھتا ہے۔ اگر ارادہ ساتھ نہ دے تو مشبہ طبعی عشر کے پاؤں کفانی میں ہی ہمیشہ پڑا ہوگا ال مردہ
 ہو جائے۔ ظاہر اخلافت عشرہ ورق ال دیتے ہیں مگر باطنی میں ارادہ قلب مومن کے ساتھ ہی رہتا ہے جب
 زمین، نفس کی ساری خدمت ہے۔ در جان فربہ لوٹ گئے وہ قلب زبرد ہو سکا تو قلب دیر سے کہا میں جان نہیں
 کہ نفس کائنات میں تو خالق کائنات کی مائتوں کا میں میں ہی آموخت نظرت میں تو نور مصطفیٰ کی مہم، سات
 ہے جس کو سمجھال کر در قرب تک لیجنا میری لئے داری ہے قلب مومن سی دیوانی کے لیے دنیا کی ہے۔ محمد
 پر میرے خالق کا رحم سے کہ اس معصائب سے مقبض کی منت و عطا رہی اور اس کی نظامت ہے کہ سب کو
 کو دشمنوں سے بچا کر دین عافیت میں پیدا۔ جب مدد و قرب الہی میں موت سے تو ہر شخص اس کے قرب کا توشہ

ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ روح مقدس بھی اس کی س قلب کو اپنے قریب کرنے کی تمنا کرتے ہیں۔ اور محبوب خلص بنا چاہتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب روح پر قلب مومن کی قوت جو ہریت اشکارا ہوتی ہے اور روح مقدس قلب کی ماتحتی پر از کرتی ہوئی اِنَّكَ اَنْتَ اَلْمَوْلَا سَیِّدُ الْمَلٰٓئِکَہِ کے دل آرا الفاظ سے قلب کی مدت سرائی کے نغمات گاتی ہے۔ تب قلب یوسف اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی مستی کی چرچہ فرماتا ہے۔ اور تمام طالب کمال اور تخیلات کے رقی لاہوتی کی تقسیم سے بہرہ مند کرنا چاہتا ہے۔ قلب دوس ہی جانتا ہے کہ خزائن اسرار سے بھنے پائے کا کون مقدار اور لائق ہے۔ اور کون محروم ازلی ہے قلب ہی غرائز میں الوار کا معیض ہے اور قباب مومن ہی دار دولت کیتو کے قفس والے قحط کو بسط میں مانے والا یلم ہے۔ قیامت جو بھی حیات دنیا میں قحط از جلال کے مصائب سے بچنا چاہتا ہے وہ قلب مومن کی رہنمائی جانے۔ درود الہی اور سرور کے جھکے گناہ کے منگل میں بیجا کریمانی اعمال بھوک پیاس سے ہلاک و برباد کر دیں گے

عقل اندر حکیم دل یزدانی است

چوں زدل آرد شد شیطانى هست

لَا وَاللَّهِ الْمُسْتَعَانُ ذَا إِلَهِمُ أَبَدًا عَزَّ

وَكُنْ لَكَ مَكَتًا لِيُوسِفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا

اسی طرح طاقت " بنایا ہم ے یوسف کو زمین مصر میں اپنا کالون چلا۔ اس

اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخش اس میں جہاں چاہے

حَيْثُ يَشَاءُ ۖ نَصِيبٌ بِرَحْمَتِنَا مِنْ نَشَاءٍ وَلَا

ملحقہ میں جہاں چاہے ہم پہنچنے میں کو محنت اپنی اس کو چاہتے ہیں اور ہمیں

ہے ۔ ہم اپنی رحمت جیسے چاہیں یہ سنائیں ۔ اور ہم نیکوں کو

نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَا جُزْءَ الْآخِرَةِ

خائف کرتے ہیں جسہ لوگ نیکوں کا اور ایسے لوگ آخرت کا

ایک جائے نہیں کرتے . اور بھگت آخرت کا ثواب اُن کے ہے

خَيْرَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٠﴾

چاہے بے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور ہوسے سچی ۔ اور
بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ۔

جَاءَ اِخْوَتَ يُوْسُفَ فَاٰخَلَوْا عَلَيْهِ فَعَرَفُوْهُمْ

آئے بہت سے بھائی یوسف کے تو حاضر ہوئے ان یوسف کے سامنے تو پہچان لیا
یوسف کے بھائی آئے تو اُس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے اسیں پہچان لیا

وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿٥١﴾

تو یوسف نے ان کو حالِ گمراہی بھائیوں کی نہ پہچاننا لے

اور وہ اس سے انہجان رہے

تفسیق | ان آیات کریمہ کا پہلی بات سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق پہلی آیتوں میں عبد ماریتعالی اور محنت یوسف کے مطالبہ حکومت اور شاہ مصر
کی محنت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہوا کہ شاہ مصر اطلاق و عادت و اطوار و بیادیت یوسفی سے کس طرح متاثر ہوا
ان آیات میں اشد اہمیت الیہ مذکور ہوئے اور سمایا گیا کہ مقام یوسفی کی یہ شان اگرچہ اسباب ظاہری میں کچھ
اور میں مگر حقیقت یہ سب کچھ فعل پروردگار سے ہے اسی نے محنت یوسف کو کمرہ دی ت قوت ۔ بقہ
سے ، انی غلامیت خود ساختہ سے سلطنت زمین عطا فرمائی ۔ د شہادت علی ۔ پہلی آیتوں میں محنت یوسف
کا ہر وقت ہر حال شکر و سپر کا ذکر ہوا ۔ ان آیت میں شاکرین و صابرین کے اجر و ثواب کا ثوب کا ذکر ہے ۔

تیسرا تعلق ۔ محنت یوسف علیہ السلام کو محنت و راز سے دو تکلیفیں تھیں ایک اپنوں کی بھائی اور دوسری
قیہ وں کی بیگناہ تکلیف ۔ پہلی آیتوں میں محنت قید ختم ہونے کا ذکر ہوا ۔ ان آیتوں میں ہوں کے فراق اور جلائی
کی گزریاں ختم ہونے کا ذکر ہے ۔ تیسرا تعلق ۔ پہلی آیتوں میں ۔ نیکوں و لوگوں کی دنیوی محنت کا ذکر ہوا اور اب
انی آیت میں نیکوں کے آخری اجر و ثواب کا ذکر ہے ۔

تفسیر نحوی ذکد لذت ملکث یوسف فی الارض واداء اجرہ کہ اللہ رب تعالیٰ ۔ طوم عربیہ

ایمان پہلے آخری بعد میں جو تب مفید ہے بلا ایمان تو کوئی مفید نہیں بلکہ نقصان دہ ہے و جَاءَ أَخُوهُ
 يُوسُفَ مَدْحًا مَلُؤُوا قُلُوبَهُمْ قَوْلَهُ مَبْکُورُونَ فابھکاریہ سر پر حملہ اٹھتے ہیں جس سے آخ کی بھائی بھائی۔
 آخ کی جمع آخ ہے اور آخوان بھی اس لیے کہ اخوت یعنی بھائی ہوا وہ قسم کا ہے ملا نسل جس کو ارد میں
 لگا بھائی باپ سڑیکا ماں سڑیکا اور مانی بھائی کہہ دیتے ہیں اس کی جمع اخوت آتی ہے۔ یہ برادران یوسف
 جو کہ باپ کے علاوہ بھائی تھے اس لیے یہاں آخ کی جمع اخوت آئی یہاں اور مانی اور لگے بھائی کے
 لیے آخ کی جمع اخوت ہوگا۔ مگر ابھی آخ اس کو برادری کا جتنا ہے اس کی جمع اخوان ہے۔ مذہبی مسلمانوں
 کو اخوان المسلمین کہا جاتا ہے کہ اخوت المسلمین حدیث پاک میں ارشاد ہے کُلُّ مُؤْمِنٍ أَخٌ لِّکُمْ وَکُلُّ
 لَئِیْمٍ لِّیْمٌ مَا جَاءَ بِیْهِ اخْوَانٌ اَوْ بَرَادَرٌ کِی بھت سے بھی زیادہ مسلمان آپ میں لگے بھائیوں کی طرح
 بھائی ہیں۔ آخ کا مؤنث اخوت ہے اس کی جمع اخوات ہے۔ آخ اپنے دوسرے سے ملائی کے قبار
 سے خواتین اور مواعات ہے یعنی غیر ال کو جو ذکر بھائی مادینا اس کو بھائی چاہہ کتے ہیں۔ جہ فعل ماضی
 حملہ خبر یہ ہے۔ یوسف بحالت خبر غیر متصرف معارف الیہ ہے اخوت معارف کا۔ فَذَلُّوا اَخَاهُ ظَنُّوا بِیْهِ اِذَا
 یسٰی جب دُکھو اما ماضی مطلق معروف بصیغہ جمع اس کا نال برادران یوسف میں مل جاتا یعنی غلط فہمی کا
 ہ صیغہ واحد نائب کا جمع حضرت یوسف ہیں۔ فَخَرَفَ وَتَقَصَّبَ یعنی فوراً واسطہ بغیر کسی کے بتانے عرف
 یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا ہم ضحیر کا سر جمع برادران یوسف ہیں۔ وَهَمُّهُ وَحَالِیْہُ یعنی حالانکہ ہم سے مراد
 وہ سب بھائی۔ مَبْکُورُونَ۔ اسم فاعل مذکر کا صیغہ باپ افعال کا اسم فاعل اس کی واحد مَبْکُورٌ ہے مَبْکُورٌ سے مشتق
 ہے مَبْکُورٌ کا مقابل معرہ لغوی یعنی تینوں مذکر کو الیٰ یعنی پیچھے سے والا۔ صلاقی ترجمہ انکار کر دیا۔ یہاں لغوی ترجمہ
 مراد ہے یہ ظہرے غم مبتدائی۔

تفسیر عالمائے | كَذَٰلِكَ فَتَنَّا یُوسُفَ فِی زَوَاجٍ یَّتَمَوُّ مِنْهَا حَتّٰی یَشَآءَ فَنُصِیْبُ
 بِرَحْمَتِنَا مِنْ نَّشَآءٍ وَلَا نُفِیْعُكَ مِنْهَا فِی الْاٰخِرِیْنَ اور اسی طرح جس طرح پہلے ہم نے ابراہیم پر رب تعالیٰ
 نے اعلیٰات و خیرات کی بارشیں فرمائیں یا جس طرح یوسف علیہ السلام کو پہلے فتنہ پردی کی آغوش
 میں سم لے لی تھی پھر بدائی ڈالی گئی یہاں تک کہ اپنے وطن کی سرزمین میں بھی سکون سے نہ رہنے یا
 گیا کوئی اور قید کی مصیبتوں کا مزہ دیا گیا۔ کیونکہ دین والوں کو ہمیشہ دنیا پر مغرور سے یہی کچھ ملتا رہا۔ مگر ہم نے
 جب نوز کہ چاہیں مرنے میل کا دراز طاقت ان کا مٹا دیا۔ یہ تو ملک مصر کا دار الخلافہ تھا کہ یہاں پہنچنے
 رہائش دے لیتے۔ روایتوں میں ہے کہ ماہ شاہ مصر نے عزیز مصر کو معزز رکھ کر حضرت یوسف کو عزیز مصر بنایا
 تو اپنا ج اور اپنا تخت اور اپنی انگوٹھی دیدی۔ حضرت یوسف نے تاؤ لے لیا کہ یہ میرا باپ نہیں نہ

میرے تادم ادا کا، تخت لڑی پر، نہ فرمایا اور انکو بھی لے لی تخت بہت سی قیمتی تھا۔ آپ نے فرمایا
 کی تخت سے تیرے ملک مضبوط کروں گا اور انکو بھی سے تیرے قانون کو، شاہ مہر نے سارے یوسف
 تمام ہاتھ عزیز یعنی وزیر اعظم ہو مگر اعلیت میں تم ہمارے دلوں کے بادشاہ ہو۔ یہ سب کچھ تمہاری عزت
 دہانی کے لیے ہے۔ یہ بد دن بعد ۷۰ برس قلعہ لوت ہو گیا تو اسی دن حضرت یوسف کا نکاح حضرت زلیخا
 سے کیا گیا مگر یہ سب بہت کرنا آٹھ ماہ بعد ہوا۔ اور بادشاہ اس نکاح میں موجود تھا۔ واقعہ اطمینان۔ جس دن حضرت
 یوسف عزیز مہر مانے گئے اس وقت آپ کی عمر شہید میں بیس بھی مگر ایک قول ہے کہ سینتالیس سال تھی
 کہ اس پر سے اور ایمان۔ یہ کم فائزیاں حضرت یوسف کی خصوصیت نہیں بلکہ ہم اپنے بندوں سے
 ان کو چاہیں یہی وقتیں فرماتے ہیں۔ مثلاً ایک بندہ مثل یوسف ہر حال میں ہمارے دروازہ پر رہے۔ اور ہم یوں
 کہہ رہے ہیں کہ دنیا یا آخرت یا دونوں جگہ عطا فرماتے ہیں مگر غصے کو چاہیے کہ آخرت کا طلب گزار
 رہے۔ دنیا میں کسی نیکی کا بدلہ دے مانگے کہ یہ جلد ہے۔ ہاں خود چاہئے تو خوب تنگ کرے۔ حضرت یوسف کو یہ
 عہدہ اور تخت وغیرہ آپ کی طلب کے ایک سال بعد ملا۔ ملک مصر میں ہر دولت کے بڑے بڑے خزانے
 تھے۔ ہمارے شاہ مصر نے یوسف کے سپرد کر دیئے۔ (صلوی خازن) یہاں تک کہ اپنی خصوصی طور پر دیدی
 اور تمام بار و ج پولیس کے سپاہ سفید کا مالک بنا دیا۔ یہ تو دنیوی عطا نہیں تھیں و لا خیر، لا خیر، لا خیر
 بَلْ لَّيْسَ لَكَ مِنَ الدُّنْيَا حَقٌّ ۚ وَكَانُوا يَتَنَبَّؤُنَ اور یقیناً آخری ثواب بہت ہی ہر وقت ہر طرح اچھا
 ہے۔ فقط ان لوگوں کے لیے ہے جو عقائد میں پورے اسلام پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں پورے شقی
 نے دیں۔ مگر تربیت فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی چیزوں میں آٹھ طرح فرق ہے۔

۱۔ دنیا کی چیزیں کچھ مفید کچھ مضر مگر آخرت کی جتنی چیزیں سب مفید۔ مثلاً۔ دنیا کی چیزیں کبھی مفید کبھی
 مضر مگر آخرت کی جتنی چیزیں ہمیشہ مفید۔ مثلاً دنیا کی چیزیں ایک طرح استعمال کرنے پر مفید دوسری طرح
 مضر مگر آخرت کی جتنی چیزیں ہر طرح مفید۔ مثلاً دنیا کی چیزیں آج مفید مگر آخرت کی جتنی چیزیں ہر وقت
 مفید۔ مثلاً دنیا کی چیزیں ایک کے لیے مفید دوسرے کے لیے مضر مگر آخرت کی جتنی چیزیں ہر ایک جتنی کے
 لیے مفید۔ مثلاً دنیا کی کچھ چیزیں کچھ بے موسمی مگر آخرت کی جتنی چیزیں سب ہی موسمی تو ہمارے۔
 مثلاً دنیا کی چیزیں کبھی موجود کبھی ختم مگر آخرت کی جتنی چیزیں ہمیشہ تک موجود۔ مثلاً دنیا کی چیزیں کسی کو ملتی ہیں
 کسی کو نہیں مگر آخرت کی جتنی چیزیں ہر جتنی کو ملتی ہیں۔ اس لیے آخرت ہی خیر ہے۔ البتہ ہر پرہیزگار نے عرض کیا یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کس چیز سے پیدا کی گئی۔ فرمایا پانی سے۔ اسی لیے پانی کو بھی خیر فرمایا گیا۔ رسانہ
 لیکن جنت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو عقیقہ سے میں مومن ہو لہذا بدعتیہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے۔ اللہ

ہے کہ با تھا یہاں شب کہ چلے گئے سات سات گد گدے ۔ ستر پرانے سب گودام بھر گئے ۔ روایات
مذہب میں ہے کہ اتنا غلہ جمع ہو گیا تھا جو سات سو سال کے لئے کفایت کرتا تھا ۔ اسی گدے کی گدے
کے علاوہ بہت سی قمی کہ کھوٹا کھانا بہت دن کو کافی ہوتا اور سب کو بیٹ بھر پاتا ۔ اور غلہ شروع ہو گیا
وہ سب کے ساتوں دن توں میں قحط آیا پہلے سال تو سب نے پچھلے جمع شدہ غلے ، غیرہ استوں سے لئے مکر وہ سے
سال کچھ ۔ کھانہ ۔ ملک مٹنے سے خالی ہو گیا یہاں پر دو سے سال سب ملاؤں والے معد لی طرف دیکھتے
روایتوں میں آگیا ہے کہ سب کے لوگوں نے سونا چاندی دے کر غلہ خریدا اور سب سے سال میں قحط کے برس سے سال
بھرا ہوا تھا ۔ ہر سال مویشی پر تھے سال غلام لوٹیاں پانچویں سال میں بھی ۔ کھانا سب نے سال ہی میں کھا دیا ۔ ساتویں
سال خود اپنے آپ کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کر کے مصر پر ۔ اسی دن یوسف کو مدد سے لئے سود
ان کے غلام بن گئے ملک مصر میں تو پہلے ہی سب کو معلوم تھا کہ عزیز مصر ملزمت میں ۔ اور ان کے ملاؤں کوں
میں کہیں ۔ ان کو کیا یہی خود ہی پتہ ملک گیا ہر آنکھ اس کے ہاتھ ملاؤں کے سلطان پر چڑھ کر کہ ملک
سال کے سے ایک دن وجہ دو بار ہی ۔ کہ ایک ناب زور ست کی عاقبت نہ کہ ۔ یہاں ۔ یہ سب جو مسرت غلام
سے ہوتا جس کے نکڑاں ملی خود مضرب یوسف تھے یہاں تک کہ ۔ پستے پستے قسیم دل کے لئے ماہ نکال میں
مصر کا یہ سب کو اپنے لئے ان کے منوں کو یہ خبر پہنچی تو چونکہ قحط اب بھی تھا اس لیے مصر کا یہ سب سب کے
یشوں کو بلایا اور دیا کہ ماہ تم بھی اپنے درگزر والوں کے لیے گھر لے آؤ ۔ مٹو سب غلہ لے آؤ ۔ ان کے حکم ان
جاؤں حوالہ لے کر کہیں ہم کو نقصان نہ پہنچائیں مصر کا یہ سب کے اپنے طرف کے ۔ یہ دیا کہ ہمیں
اب وہاں پہلے والے دور جہالت کے حالات نہیں ہیں ۔ چنانچہ نہایت تیاریوں کے ساتھ والہ گرام کی چند
نصائح سن کر ملک مصر کی طرف چل پڑے جو کنعان سے انھیں میں ۔ وہ تھا ایک ۔ ان دنوں میں وہیل کی
موتی خمی گرام صرف تقریباً ساڑھے لاکھ تھی کوں بائیسہ کوں مکتبے جب مصر میں داخل ہوئے توں پر عوام کا
اہل و عارفے ہا سوس کا شہ کیا ۔ کیونکہ اتنا بڑا وفد ایک ہی علاقے کا ان سے پہنچا تھا ۔ پھر ان کی
ان میں خمی ان کی آہل گھر و گوں کو شک میں آیا کہ یہی خمی ہے کہ گنی یہاں تک کہ وہ ہر نہایت کے پاس
آگئے وہاں تیش ہوئی ۔ موں نہیں کھا کہ تیش دانی کرنی کہ ہم جاؤں ہیں بلکہ قحط وہ میں مل لینے آئے
میں ۔ یہاں تک ہے کہ سب سے ہی اسی طرح تیش کی جاتی ہو ۔ ہر ایک ان کو مار مار رہی تھی ۔ کیا تو سب
علیہ السلام نے پہچان لیا ۔ یا اس لیے کہ نبی غضب دان ہوتا ہے یا اس لیے کہ ان کی سکوں میں نہ لی نہ ملی تھی
کیونکہ تبدیلی جہالت کے صرف تین مہینے ہوتے تھے ۔

مٹ بیچیں میں نہ جولی میں ۔ اسی اور قحط وغیرہ سے مٹ جولی ختم ہو کر لوڑ چاہے میں بیچیں کے مدد کی کہی

سال بعد دیکھنے سے بھول نہیں ہوتی اس طرح جوانی میں ہی کسی کو دوبارہ دیکھنے سے بھول نہیں ہوتی ۔
 ملاقات بلاوطن یوسف پہلی اور بڑھ چالی میں ہی تھی ۔ یا اس لیے کہ صحت بھی وہی تھی جیسی پہلے تھی ۔ مگر
 بلاوطن یوسف نے حضرت یوسف کو بالکل پہچانا ۔ یا اس لیے کہ پہلے کہیں بچپن میں ملتے ملتے یا ستر و تنالہ
 دیکھا تھا یا اس لیے کہ اپنی حریت اور بارشاہی کے حسب کی وجہ سے طوطے سے دیکھے کا وقت دیکھا تھا یا اس لیے
 کہ حضرت یوسف نے پر سے میں سے بات کی تھی ۔ ان کو اندر بلایا ۔ دو باہر لشرب لے گئے اس حوال سے کہ
 مہاراجہ پہچان لیں مالا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا ۔ یا اس لیے نہ پہچان لے حضرت یوسف اس وقت شاہی لباس
 میں تھے پتے ہوئے تھکتے شاہی کی کرسی پر بیٹھے تھے اور صرف قافلی لشکر فرما رہے تھے انسان شکل کے ملاو
 ہال وصال تو کاٹھ پائے ہوئے سے بھی پہچانا جاتا ہے ۔ نیچے بہت در کاوباری یا قافلی بار حسب لشکر سے
 پہچان مشکل ہوتی ہے ۔ یا اس لیے نہ پہچان لے کہ ان کا تو خیال گمان بھی نہ تھا جس معصوم بچے سے پہلے دیکھے
 یوسف کو کہ حوں پر اٹھا اٹھا کہہ دیتے رہے کہ میں میں پھینکا پھر چند دن بعد میں کو لے سکوں میں بچ دیا آئے
 چالیس سال یا اسی سال بعد ملاقات میں سمجھ لیتے کہ یہ وہی مہاراجہ ہے مگر کیف صحت یوسف نے اپنے
 بھائیوں سے مگر کے سب حالات پر پھر لیے مگر اپنا کچھ ظاہر ہونے لیا

ان آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے ۔

فائدہ ۱ پہلا فائدہ ۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں انباء کرام علیہم السلام کی شان بہت زیادہ ہے صرف راسخ
 یوسفی سے فلاحی کا دہرہ دہونے کے لیے سارے ملک کو قحط سے پریشان کر دیا گیا ۔

دوسرا فائدہ ۔ بنیاد عظام کا علم ساری مخلوق سے زیادہ ہوتا ہے ۔ دین کو تو نبھاتے ہی ہیں دنیا بھی نبھاتا
 اور ملتا جانتے ہیں اور کام کے انجام سے باخبر ہوتے ہیں ۔ یہی فائدہ ہر کام میں تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے
 اگرچہ اس کا ظہور بندوں کے ہاتھ سے ہو ۔ دیکھ یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر نے عزیز مصر بنایا مگر رب نے فرمایا
 مکتنا ۔ ہم نے بنایا ۔ چوتھا فائدہ ۔ بعض نیک بندوں کو نیکیوں کا بدلہ دیا میں بھی مل جاتا ہے مگر آخرت میں اصل
 بدلہ علیحدہ ملے گا اور دیا کا بدلہ اس میں کٹا ہوا جائے گا ۔

ان آیات سے چند فقہی مسائل منبٹ ہوئے ہیں ۔

احکام القرآن پہلا مسئلہ ۔ تہرت یا معصومی تھا کہ حالت میں حکومت وقت کو مانگے کہ تمام شہاد
 خود ملی رہا ہے لے کر اپنے بھائی سے رشتہ بندی کر کے تمام رعایہ کو نظم و ضبط کی پابندی سے آسامے میں
 سے سب کا گورنر ہو جائے ۔ دوسرا مسئلہ ۔ ایسے ہی جنگی حالات میں حکومت کو مانگے کہ زمینداروں کی
 زمینوں پر اپنی قیمتی گواہی کے مزدوروں کو کام کی اجرت سے کہ پیداوار پر قبضہ کرے اور اپنے لڑکوں پر فروخت

کے تاکہ ظلم یا قحط سے نجات ملے لیکن: یسوں کو کیفیت سے چھینا نہیں جاسکتا۔ اس لیے سوشلزم اور کوزم
قالہ قلوبہ ہے۔ (احکام القرآن للمصنف)۔

یہاں چند اعتراض ہو سکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض: پہلے فرمایا بُعِثْ رَحْمَةً جس کا معنی نبوت ہے اور پھر فرمایا لَا
نُصِيبُهُمْ أَجْرًا یعنی ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں کیونکہ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ نبوت بھی اعمال کے بدلے میں مل سکتی ہے۔ حالانکہ نبوت نہ دوسرے نہ دوسرے نہ دوسرے
کسی طرح نہیں مل سکتی یہ تو کسی نہیں بلکہ وہی سوتی سے

جواب: یہ اعتراض میں طرح لغو سے اول اس لیے کہ یہاں رحمت سے مراد نبوت نہیں ہو سکتا اور نہ پہلے بُعِثْ
خاتا بلکہ رحمت سے مراد دنیوی نعمتیں ہیں۔ دوم اس لیے کہ وہ عاقل ہے جس سے واضح ہو کہ بُعِثْ اور
پہلے ہے آ نَصِيبُهُمْ أَجْرًا اور پھر ہے۔ سوم اس لیے کہ اگر رحمت سے مراد نبوت ہی ہو اور وہ عاقل ہے ہی ہو تب
بھی وہی اور عطائی ہونے کے خلاف نہیں۔ اس دوسرے کہ اگر وہ اعمال کے بدلے کو ہی نہیں کسا ہوا
یاقوت اور کمال کے بدلے کو بھی اور کبھی ہاں ہے۔ دوسرا اعتراض: یہاں فرمایا لَا نُصِيبُهُمْ أَجْرًا
ہم نیکوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر تو مٹی پر مہل ہیں۔ وہ تو ویسے بھی ضائع نہیں ہوں گی ضائع
کا معنی ہے برباد ہونا یہاں یہ فرمایا ہاں ہے تھا کہ ہم اعمال ضائع نہیں کرتے۔

جواب: ضائع کرنے کا معنی ہے مقدار کے پاس حق ضرورت منہ کے پاس ضرورت اور محتاج کے پاس
محتاج پر کا نہ پہنچا مل۔ بندے اکابر ہے وہ اس نے کرنا اور رب تعالیٰ کا کام قبول کرنا تو یہاں بتایا یہ
بار اسے کہ قبولیت عمل کی نشانی ہے عمل کامل (اجر) اور درجہ ملنا اس کا ضائع ہونا ہے عمل کا ضائع کرنا یا
ہو اس کا قبول نہ ہونا۔ ہم قبولیت کی پانچ وجہیں۔

۱۔ حال حسن نہ ہو۔ ۲۔ قبول کرنے والا کریم نہ ہو۔ ۳۔ قادر نہ ہو عاجز ہو۔ ۴۔ باغیر نہ ہو جاہل ہو۔ ۵۔ میں
ہو۔ یہاں پہلی حالت بندے کی ہے مگر حسین کہہ کر اس کی نفی مونی باقی حالتیں سب کی طرف اشارہ
مگر ہاں کل جہالت اور عمر حال الذلت ہے۔ لہذا ضائع کرنا بھی محال ہوا۔ تیسرا اعتراض یہاں اخذ نُصِيبُهُمْ
فرمایا جس سے پتہ لگتا ہے کہ غیر حسین کا اجر ضائع ہو جاتا ہے حالانکہ گنہگار سلطان حسین نہیں مگر ان کو بھی نجات
یا سز کے بعد جنت ملے گی اور وہی انکار اجماع ہے۔ ضائع نہ ہوا۔ جواب: ہر سلطان نیک و بد میں ہے مگر
در حد ہدایت کر پڑھ لیا بھی حسن بننا ہے۔

میں کہ خدہ و زنبلی حبیب اپنے جنتِ قلات کو دارِ امن و تقویٰ کا گہوارہ بنالیتا ہے تو سب اشرار و اخیار پر عریض ہمت یعنی غلبۂ الفت حاصل ہو جاتا ہے وہ گریہ ظاہر پر گندہ نظر آتا ہے مگر دامن میں فرخندہ ہوتا ہے اختلافِ انبیاء پر مسکرتے کہ وہ ظاہر میں امداد دیتے ہیں لیکن باطن میں پراگندہ ہوتے ہیں اس لیے فوراً پہچاننے جاتے ہیں مگر وہ ان الیہ سزا اسی ہوتے ہیں ان کے حالات سے کوئی شاذ و نادر ہی خبردار ہوتا ہے۔ یہ متاثرہ سردار کی اور سرکار کی اپنی پہچان ہم سے ہی ملنا دیتے ہے کیوں کے کریم بھر پر یہ راہ آسان فرما دے

بَارِئُ الرَّسُولِ لَا يُرَى بِحَسْبِ الْفَوْظِ

میں، ہوں سبک دہاں کے ہر طرف

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَّازِهِمْ قَالِ اتُّتُونِي بَاخِكُمْ

اور جب ملز سامنے آئے یاں کو بدے ن کے قیمت کے فرمایا میںے پاس بھائی کلا لپٹے

”جہاں ان کا سامان منہا کر دیا۔ کب ہوا سوچتا بھائی میرے پاس لے آؤ۔“

مَنْ أَيْبُكُمْ ۖ لَا تَرُونَ أَبْنَىٰ أَوْفَىٰ الْكَيْلِ وَأَنَا خَيْرُ

اب سے اب ہنسنے کے کیا ہیں دیکھئے تم بیشک میرے اکرام ہوں ناپ کو اور میں ایسا ہوں

یہ شخص دیکھتے کہ میں پورا ملتا ہوں اور میں سب سے مستعد مہمان نواز ہوں

الْمُنْزِلِينَ ﴿١٠﴾ فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

پس منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو اس کو نہ دیکھنے دے بلکہ تمہارے پاس

پھر اگر 'سے لے کر' مستطیل نہ آزاد تو تھماے لیے مسجد سے پاس

عَنْبِيٍّ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ ۖ قَالُوا سُبْحَانَكَ دَعْنَهُ أَبَاهُ

مذہب اور عرب انا تم سے سیکھ سب سے مقرب عنان کریں مجھے ہم کی اس ماپ اپنے

اب ہنس اڑ مہرے پاس نہ سہکتا۔ بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے

تیناں مصدر لازم سے سنی آنا بروزن نیاں بھولنا۔ اور بروزل عصیان بمعنی نافرمان ہونا مگر اتنی مصدر متعدی ہے۔ سی کا معراج قوی ہے سنی لانا بروزن لٹی جیسی بھلانا۔ اسی لیے حضرت مریم نے کُنتُ نسیا منٹ دراما یعنی نعلی ہوئی۔ بعض نحاس نے فرمایا کہ ایمان کا وزن افضل اضطرابی کے لیے آتے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ غفلان اور نیاں بھی اسی وزن پر ہیں لیکن اسی میں اضطراب نہیں ملتا۔ نئی سے مشتق سے اب صہب کا امر جمع سے ماہ اشتقاق مہوڑ الداء ناقص ہائی ہے۔ یعنی لانا۔ یعنی لانا تم لوں وغیرہ یا۔ مثلاً مطلق یہ ہیں فیہ بھی میرے پاس۔ بابنا ب زائد و مغولیت کے لیے ہے۔ ارج۔ وہ ہے الخو کا مسمی بحالی تکم نام نسبت سے باب مشتق اول ہے ائو کا اور تکم مشتق دوم سے ائو کا کم صرح مع حاضر جو فعل نسبتی ام کی وجہ سے طعنت نے سوتیل کا ترجمہ فرمایا۔ من حرف جر سے طرف سے یا پاس سے ال انما سستہ مکہ سے سے بحالت جر مصاف سے کم ضمیر مصاف یہ مراد ہوا۔ یوسف میں جہاں فی ذی نکس و ماخیزہ نمبر لیلین قان کم۔ ثوئی پہ فلائین مکہ عیونی ولا تقرر تون۔ اہم سورہ لاکر تون مصارع منی بعبطہ جمع مرکز حاضرانی سے مشتق ہے۔ بمعنی دیکھنا طور کرنا یہاں دوسرے مسمی میں ہے۔ ک حرف تحقیق تزع میں نہ ہونے کی وجہ سے الف ہمزہ کے ذریعے ہے۔ باب شکم اسم نہ ہے اولی فعل مصلح بمعنی مال واحد شکم وئی نصف مرق ہے۔ انگلی الف لام حمد طاقی سے مراد سے تمنا لایا الف لام استراہی ہے اور ماہ ہے تمام لوگوں کے طے جو تمنا کے سامنے ناپ ناپ کر اپنے گھنے میں کو تم نے اپنے سامنے سامنے حکم سے جاسے نو کر دل کو ہاتھوں سے پختے دیکھا۔ عطا کیل مصدر ہے بروزن یح حرف یالی۔ یا یہ بمعنی فاعل سے اور مراد ہے پاپے والا رتن پور ہے۔ یا یہ بمعنی مفعول ہے اور مقصد کام ہے کہ وہ ناپا ہوا فخر پور یعنی ہم نے جو قیمت لی اتنی ہی چیز دی یا یہ اپنے مسمی میں سے درج آیا ہے میں تم کو سب کو پورا پورا مدق۔ ہمد ماپنا کر آجوں کسی کی جرئت نہیں کر کم تو نے۔ د عا طہ اقبل معطوف طہ کا جملہ اور اس کا بعد معطوف کا جملہ دونوں مل کر خبر بنیں۔ انا ضمیر مفعول واحد مکمل نیزہ مصدر سے ارج یالی صہب یہ اپنے مصدری معنی میں جو توں کا معنی ہے اچھا ہونا بھلا ہونا۔ اب یہ فاعلیت کے لیے ہر تو اس کا معنی ہے بھلائی بہتری نیکی اور اچھا سلوک کرنے والا متعدی بھی ہوتا ہے اور لازم بھی کہی یہ معنی افضل ہوتا ہے۔ یہاں یہی معنی مناسب ہیں خیر کی جمع خیرات ہے مگر جب اپنے فاعل یا معنی مطلق مستعمل ہو تو جمع خیرات نہ ہوگی بلکہ خیر ہوگی۔ خیر دو قسم کا ہے۔

۱۔ مطلق جو ہر حال میں ہر انسان کے لیے مفید ہو۔ جیسے فیاد و کرام و خدمت کتب آسمانی۔

۲۔ خیر مفید جو کبھی کی کے لیے مفید ہو اور کسی نقصان دہ جیسے دیوی اشیا مال دولت عزت وغیرہ اعلیٰ

تفسیر عالمانہ

وَقَدْ جَاءَ مِنْهُمْ رِجَالٌ قَالَ لُوطُ لِبَنَاتِهِ إِنِّي لَمَنْكُمْ بَشِيرٌ لَّوْنِي لَكُمْ

اور اس تمام گفتگو کے بعد جب کہ حضرت یوسفؑ اپنے کارندوں کو حکم دیا اور برادران یوسف علیہ السلام کا سلام بھی ظہر ناپ کر پوریاں سی دی گئیں تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ آئندہ جب بھی تم آؤ تو اپنے اس بھائی کو بھی لے کر آنا جو تمہارے کئے کے مطابق تمہارا باپ جایا (مٹائی) ہے کیا تم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ چٹک میں کتنا بار بار اپنا ہاتھ دھو رہا ہے اور میں خود آٹا سے لے کر بٹا سے سالوں کا ہمتہ اس کا یہ حوہ ہوں۔ حضرت یوسفؑ نے ایک دن ایک رات اس کو منہ پر اور عورت امرائی کی بستر پر مہاں غاسے میں بٹھایا بہت اچھے عمدہ کھانے اور پھل کھانے عطا کرنا حضرت یوسفؑ علیہ السلام ان قحط کے سات سالوں میں دسے رکھتے رہے اور سحری و افطار بھی اکل منہوں دماغے بادشاہ اور اہل دربار کو صرف چوبیس گھنٹے میں دہرہ ہر کاکھ دیا جاتا۔ باقی عایا کو وہ وقت مگر تین پونہائی کے حساب سے ماہانہ خفاک ملتی۔ دیگر مہالوں کو عام لنگر خانے سے پوری دراک اور وقت ملتی۔ لیکن ان کو مہاں خصوصی کی حیثیت سے شاہی بجان خانے میں رکھا گیا۔ اہل مدینہ میں کیا یا نہ کار آپ کیوں کھا، نہیں کھاتے اور مسلسل در سے رکھ رہے ہیں حالانکہ سب کھانے آپ کے قبضہ میں ہیں مائشہ کا بھی وہ حصار نہیں جواب آپ کا ہے فرمایا بار و ہر سے ایک یہ کہ مجھ کو محمد کوں کی تکلیف یاد رہے وہ یہ کہ مجھ کو پہلا زمانہ میل وغیرہ قیدی کی کیفیت ملے گی۔ اور گناہی نہ بھولے اور اس میں کو کچھ کرانے خالق تعالیٰ کا تاکر مدد ہماروں سو میرا متا سے ہے یہ سب۔ ماریں وقت یہ سے قطعے میں ہے مگر میں بہت حلیل کے قطعے میں ہوں چہاں یہ کہ سب تعالیٰ کی طرف سے ہیں مدد کو قسی ٹری ناں مددیت ہوتی ہے اس مدد سے ہر گناہی برادر۔ زہد۔ یہ سمت۔ جہالت۔ درنگ۔ ہی واجب ہوتا ہے۔ روزہ اور خالہ کشی شکر کے ملاوہ خداداد عطا بھی ہے۔ تیرہ کیر سے لڑیا کہ کوئی نیکن کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے تم کو تمہارا غل پوری ناپ کوں سے دیا۔ جی۔ تک کو ایک دن دلوں اور۔ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے ہر و خانہ خانہ و نائب کے حساب سے ہر طرز کا وصف تمہارے ہی کئے پر مٹا کرتے ہوئے تمہارے ایک بھائی اور دل کاکھ۔ بھی۔ یہ۔ اسادید یا کر قید مال پکوں کے یہ معنی پورا ہو جائے۔ مزید برآں اس حینہ۔ صحت۔ میں سے کسی شاعر تمہاری مدد ملی کی یہ تمہاری خصوصیت سے میں کو تم نے جی آنکھوں سے ملاحظہ کیا کہ ہزاروں مہالوں میں سے صرف تم سے ہی نے کام کیا۔ پہلے گھر میں جگہ ہی جب کہ لوگوں نے تم کو عاسوس بھی بھائی کلام میں اور۔ تاکر لے۔ اپنے تندرستی کے لیے لڑایا۔ اس کا شکر ہے کہ تم تندرست بھائی کو ساتھ لاکر اپنا غنا بھائی کر لگے

اب بھی۔ مَا تَوْفِیْہِمْ دَلٰلَتِنِیْ وَلَا تَقْرَئُوْنَ پس اگر تم اس کو جو تمہارے قول کے مطابق بھائی ہے نہ لائے تو یہاں میرے پاس تو تمہارے لیے مکی میرے پاس ناپ تول اور نذر نزل کے گھا۔ اور نہ تم اس طرح با عزت، شان میرے قریب نہ گھرے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف نے مَا تَوْفِیْہِمْ دَلٰلَتِنِیْ دُعا یا تاکہ پتہ لگے کہ تمہارا ایک اور بھائی جو تمہارے ہی قول کے بنا پر ہے معلوم دے یا جھوٹ کی جیسے اس کو لانا ضروری ہے دُعا جہ سے ایک یہ نذر صرف قطار دو لوگوں کو دیا جاتا ہے تم لوگوں کے ملاقات میں قحط سے یا نہیں اس کا علم تو تم کو ہے مگر ثبوت دنا پر ہے گا۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ تم نے اپنے بھائی کا ذکر کیا ہے اس کو۔ ذکر بات سچی ثابت ہوئی تو مال مالیں بھی سچی ثابت ہو جائیں گی اگر یہی جھوٹ ہوئی تو باقی باتیں قحط زاد ہونے کی وغیرہ وغیرہ بھی غلط ہوں گی۔ اس لیے پھر تم کو کچھ نہ ملے گا اور جھوٹے ہونے کی بنا پر تم میرے قریب خاص و شاہی مہمان بننے کے لائق نہ ہو گے اور یہی وجہ ہے کہ اس دفعہ تم لوگوں کے کہنے کی بنا پر ان لوگوں کا ملکہ بھی تم کو دیا گیا جو یہاں آنے نہیں اور یہ صرف تمہاری نصیب سے ورنہ اور کسی شخص کسی کا غیظ و حسد کے ساتھ نہ دیا جاتا نہ سک کیا گیا نہ غیر موجود کا سہرا لگایا۔ اس لیے ہمارے اس رعایت سے ما عاز غائمہ نہ تھا۔ بلکہ آئندہ اپنے بھائی کہنے کے کہنا کہ آئندہ کا حق اور بقا کا ثبوت بتایا ہو۔ اور کسی بھی معترض کو حد میں کا سرفہ نہ ملے اگرچہ کسی کو اعتراض کیا جہاں نہیں مگر انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اس عدل سے داغ ہوا چاہیئے۔ پھر علماء کرام سے لَا تَقْرَئُوْنَ کو نہی کا صیغہ فرمایا ہے کہ میرے قریب مت آنا۔ تب رحمت کی موت غنی ہے سب کو پہلی تفسیر میں خبردار کرنا مقصود تھا۔ لیکن مشہور پہلا قول ہے۔

وَاقْرَءْ ذٰلِکَ الَّذِیْ نَادٰی نَادِیْ عَلٰی سَبَبٍ یَّکُ وَیَقْتِیْہِمْ دَلٰلَتِنِیْ دُعا یا تاکہ پتہ لگے کہ تمہارا ایک اور بھائی جو تمہارے ہی قول کے مطابق بھائی ہے نہ لائے تو یہاں میرے پاس تو تمہارے لیے مکی میرے پاس ناپ تول اور نذر نزل کے گھا۔ اور نہ تم اس طرح با عزت، شان میرے قریب نہ گھرے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف نے مَا تَوْفِیْہِمْ دَلٰلَتِنِیْ دُعا یا تاکہ پتہ لگے کہ تمہارا ایک اور بھائی جو تمہارے ہی قول کے بنا پر ہے معلوم دے یا جھوٹ کی جیسے اس کو لانا ضروری ہے دُعا جہ سے ایک یہ نذر صرف قطار دو لوگوں کو دیا جاتا ہے تم لوگوں کے ملاقات میں قحط سے یا نہیں اس کا علم تو تم کو ہے مگر ثبوت دنا پر ہے گا۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ تم نے اپنے بھائی کا ذکر کیا ہے اس کو۔ ذکر بات سچی ثابت ہوئی تو مال مالیں بھی سچی ثابت ہو جائیں گی اگر یہی جھوٹ ہوئی تو باقی باتیں قحط زاد ہونے کی وغیرہ وغیرہ بھی غلط ہوں گی۔ اس لیے پھر تم کو کچھ نہ ملے گا اور جھوٹے ہونے کی بنا پر تم میرے قریب خاص و شاہی مہمان بننے کے لائق نہ ہو گے اور یہی وجہ ہے کہ اس دفعہ تم لوگوں کے کہنے کی بنا پر ان لوگوں کا ملکہ بھی تم کو دیا گیا جو یہاں آنے نہیں اور یہ صرف تمہاری نصیب سے ورنہ اور کسی شخص کسی کا غیظ و حسد کے ساتھ نہ دیا جاتا نہ سک کیا گیا نہ غیر موجود کا سہرا لگایا۔ اس لیے ہمارے اس رعایت سے ما عاز غائمہ نہ تھا۔ بلکہ آئندہ اپنے بھائی کہنے کے کہنا کہ آئندہ کا حق اور بقا کا ثبوت بتایا ہو۔ اور کسی بھی معترض کو حد میں کا سرفہ نہ ملے اگرچہ کسی کو اعتراض کیا جہاں نہیں مگر انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اس عدل سے داغ ہوا چاہیئے۔ پھر علماء کرام سے لَا تَقْرَئُوْنَ کو نہی کا صیغہ فرمایا ہے کہ میرے قریب مت آنا۔ تب رحمت کی موت غنی ہے سب کو پہلی تفسیر میں خبردار کرنا مقصود تھا۔ لیکن مشہور پہلا قول ہے۔

وَأَعِظُكُمْ بِالضُّعَافِ -

[illegible]

مکان القرآن | اہل کائنات کریمہ سے جہزِ مٹھے مستطع ہوئے ہیں۔

اسلام اعلان
پہلا مسئلہ: وہی مطلقہ کی جاہلی تہذیب کی جائز ہے۔ ایکھ: سنت پرست
السلام نے اپنے درباریوں اور اپنے بھائیوں کے سامنے فی کدور بلسلہ: عید و عطا درباری
تہذیب کی۔ گریہ جائزہ جو تواتر معصومہ منی یہ نہ کہتے۔ ہاں دزدی طریقہ سے زنی مدعہ فی منع ہے یہ کہ
دو تہذیب ہے۔ دوسرا مسئلہ: حقوق العباد اور ادا کرنے وقتہ: تک پہچانے سے رک رکھنا قانونی: صلحت
کے لیے جائز ہے لہذا انصاف یہ ہے بادشاہ اور حاکم اسی طرح ڈاکٹر حکیم معصومہ منی پر بعض مجرموں: بیماروں کے
ان کی جائزہ دوست طراک وغیرہ رکھتا ہے۔ اسی طرح والد اپنے ناسمان بیٹے کو: مامست پر لانے
کے لیے مامنی طور پر حق کر سکتا ہے۔ یہ مسئلہ ن سٹو مانوئی نہ فلا کشل: سے مستند ہوا
ہاں بنیہ عزم: عاید کی جائزہ چھب: حکومت کی تحویل میں ہے تا سزا: ظم ہے جس کی سزا: خطاب: رہ رہ
مملکت کو ضرور ہوگا اسی طرح بنیہ من: پر یہیز کرنا بھی منع ہے۔ اور جو وجہ کسی شے کو مامنی یا دسی حق کرنا بھی
منع ہے۔ مثلاً سوتیل ماں کے بھڑکانے سے یا ایک بیٹے کی مہمت میں دوسرے کو حق کرا جائزہ سے محروم
کرا لیا ہے۔ تیسرا مسئلہ: کسی کام کے لینے کسی بھی ایک انسان کے ساتھ کوئی بھی ایسی چار پٹھی جس سے اس
کو نقصان بھی نہ ہو اور وہ جائز کام بھی پورہ ہونے۔ یہ جائز ہے یہ مسئلہ سٹو اوڈ کے ملک نصیبی ترکہ
سے مستند ہوا۔ دیکھو براہ الدال: یوسف: اپنے بھائی ائمہ کے ہی کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ کم نیا میں کو لائے

کے لیے اس کے والد حضرت یعقوب کے آگے کوئی چال پیش گئے۔ اگر بہ ناجائز ہوتا تو یوسف علیہ السلام منع فرما دیتے۔

ان آیات پر چند اعتراض کئے جاتے ہیں۔

اعترافات

پہلا اعتراض۔ یہاں اس آیت کریمہ میں ہے **قَالَ لَثَوِي بَابًا تُكَفُّكَ** حالانکہ نوحی قانون کے مطابق باغیگم ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ ظہر صافٹ سرور ہوتا ہے اور سرور ہونے میں نسبت زیادہ عاگر ہوتی ہے۔ یہی مقصود انصاف ہوتا ہے۔

دوسرا اعتراض۔ اس کا مطلب کہ اس طرح نہ فرمایا ہے اور ہم نے بھی تفسیر عالمی میں اسی طرف کچھ اشارہ کیا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ قانون کوئی میں انصاف نہیں قسم کی ہے۔ اصالتاً یہاں جیسے طاحیہ کہ اصل تھا طاحیہ اصل مندرجہ جیسے قائم فقہیہ کہ اصل تھا حاتم من مضمون انصاف لاسر ہے۔ اصل تھا عافہ لکھ۔ یہاں صرف اظہار نسبت مقصود ہوا۔ اصلیت سے بنا کر حرف انصاف کے اظہار کے بغیر صحیح مرکب مافی معرفہ بنا کر بولا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کچھ اور بھی مقصود ہوا۔ ہاں اصلیت کے ساتھ ہوا عافہ سے متعلقہ لفظ۔ اس کا مطلب ہے یہاں غلام جس کو قوی مانتا ہے یہی بقول تیرے سر قدم مشکم کو نہیں معلوم کہ تیرا غلام ہے یا نہیں۔ تو سچا ہے یا ال کہے میں ہوتا۔ بدی وہ یہاں بآج لکھ کتا سمت ہی مناسب ہے۔ اس لیے کہ یوسف علیہ السلام نے گرہ بھائیوں کو پہچان لیا تھا مگر اپنی اس پہچان کو بہت ہی غلطی رکھنا چاہتے تھے لہذا ان کو غرہ کر کے حرف عنایت لکھ کر ہر فرمایا۔ جس سے آپ کی عدم معرفت ظاہر ہوتی ہے۔ یہی آپ کا مقصود تھا **مَا حَيْكُكَ** سے۔ یہاں حاصل مذہبی۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہ رہا۔ ملحوظات نے اس اعتراض کا جواب پٹے ترجمہ میں لفظ سو میلارٹھا کر دیا۔ اس طرح کہ عنایت سرور میں نسبت مکمل ہوتی ہے۔ حالانکہ بھائی مکمل بھائی نہ تھا۔ مکمل بھائی وہ ہوتا ہے جو سگا بھی ماں باپ شریکا ہو۔ جیسے یہ اتل بھائی آپس میں تھے یا بوسہ دیا میں تھے۔ مطلقاً باپ میں شریک، یا اختیاری اماں شریک، ان میں اخوت مکمل نہیں ہوتی۔ اس لیے حضرت یوسف نے عنایت ناقص استعمال فرمائی کیونکہ وہ پہلے سب کچھ بتا چکے تھے کہ ہم انہی کے بھائی ہیں۔ انہی ملاتی ہیں۔ وہ شہر اعتراف۔ ان آیات میں ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بار بار اپنی شان بیان فرماتے ہیں کسی فرماتے ہیں۔ **إِنِّي لَفَرَّاحٌ** میں خان ہیں بہت دانت دارم۔ کسی فرماتے ہیں **هَذَا جَدُّكَ عَبْدُكَ** میں سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا اور سب سے بڑا عالم ہوں۔ کسی یہاں فرمایا۔ **إِنَّا خَيْرُ الْمَرْبُوتِينَ** میں بہترین مہمان نواز ہوں دیکھا میں نے تمہاری کتنی میزبانی کی تم کو کتنے آرام پہنچائے۔ حالانکہ

ہی شان بیان کرنا خود ستالی دریا سے عام کر میزبانی کا احسان دینا تو بہت بلا ہے اور کثرت ضروری ہے جو حال وقت کے خلاف ہے (بعض بے دین)

جواب: خضراء کرام فرماتے ہیں کہ خود ملتی پاد قسم کی ہے اور ذاتی مفاد کے لیے دے، اصلاح کے لیے دے۔ دس کے لیے دے فقط اظہار شان کے لیے یہی نہیں جاسکتا بعض موقع پر ضروری۔ مثلاً بیگانہ ویدی کتا سے کہ میں بیگانہ ہوں، ایک ہوں، کل جا رہے کہ اس میں اس کا بڑا مفاد ہے اکثر یا حکیم طیب یہاں سے کہتا ہے کہ میں بہت مایوس ہوں اور بعض شہاں ہوں۔ بالکل جائز بلکہ ضروری ہے تاکہ لوگ ہم پر غصہ نہ کر سکیں۔ ایک عالم دین۔ خطیب قوم۔ مسلمانوں سے کہتا ہے کہ میں مستند عالم۔ سیدانہ مفتی ہوں بالکل جائز علاحدہ ضروری تاکہ لوگ ہم پر غصہ نہ کر سکیں اس میں قوم کا مفاد ہے اصلاح بھی۔ ایک استاد ایسے شاگردوں سے کہتا ہے کہ تم بہت پڑھتے تھے اتنی محنت کرتے تھے اور ایسے ہونہار۔ انہیں ہونگے تھے ہمارا شمار لائق شاگردوں میں ہوتا تھا اسے شاگرد میں تم کو محنت سے پڑھانا ہوں تمہاری کد میں بھوکہ بہت بھی تھی میں راتوں کو مطالعہ کرتا ہوں۔ اور محنت سمجھ کر تم کو سبق دیتا ہوں تو یہ بالکل جائز ہے کیونکہ مقصد ہے کہ تم بھی محنت کرو۔ اگر اکثر کہے کہ تم کو تو کچھ بھی نہیں آتا لوگوں کی ذرا فواری ہے جو کچھ کہہ اکثر کہتے ہیں تو مطالعہ خاک کرے گا اور کوئی مرید یوں پاس آئے گا۔ اسی طرح ماکہ کے کہیں بالکل ان پڑھ ہے۔ قیاد ناچارہ ظالمانہ ہوتا تو محنت خاک کرے گا۔ ہاں چھٹی قسم کی خود ستالی مدد سرتی حرام و ناجائز ہے جب کہ بلا وجہ یہ سمجھ کر اپنی تعریف کرے کہ کچھ جیسا کوئی نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے اپنی تعریف کی اپنی برائت کے لیے اور یہی تعریف اصلاح ملک کے لیے اور جیسری یہ تعریف با بھائیوں کو جس دینے کے لیے بھی یا مالوں کرے کے لیے کہ آئندہ بھی ایسا ہوگا۔ اس لیے بالکل جائز بلکہ انتہائی ضروری۔ مذہب غرور محمد بنکرہ احسان بنانا۔

تفسیر صوفیانہ | وَلَنُفَصِّلَنَّ لَهُمْ بَعْضَ مَا هُم بِمُنْشَوْنَ بِأَرْجَائِهِمْ وَأَمَّا غَدْرُكُمْ فَتَبْلُغُوا إِلَىٰ آذَانِ لَطِيفٍ خَبِيرٍ | وَلَنُفَصِّلَنَّ لَهُمْ بَعْضَ مَا هُم بِمُنْشَوْنَ بِأَرْجَائِهِمْ وَأَمَّا غَدْرُكُمْ فَتَبْلُغُوا إِلَىٰ آذَانِ لَطِيفٍ خَبِيرٍ

و جب قلب اسالی نے شعور ملکا کر دیا اس اعضا۔ زمینہ کوں کے لیے سامان علم کا تو فرمایا کہ اپنے صورت عام کے اعمال مال کو اپنے غلوں و محبت سے جیسے حضور پیش کرو۔ سب مانتے ہو کہ میں ہی مقامات قدس کے لیے ملال و یووالوں کو بھائی کا ماہ دکھائے دلا ہوں مگر اعضا اعمال سالور پر اعلیٰ۔ ہوں تو خدا علم شعور نہیں مل سکتا اور یہی قرب عام کا مقام حاصل ہوگا۔ صوفیاء کرام دہشتے میں غالب حسی پر گیارہ اعضاء حسی میں ہی حقیقت کو سوائے سر قلب کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر اسے دماغ سے نفس نامہ دے سکتے ہیں

مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰
مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰
مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰

مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰
مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰
مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰

مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰
مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰
مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰

مَنْ مَقُلْتُ رَبُّكَ رَبُّ رَبِّهِمْ لَكُنْ عَزِيزٌ مُبِينٌ ۝۱۰۰

وَقَالَ لِفَتِيِّنِهِ اجْعَلُوا يَصَاعَةً لَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ

وَقَالَ لِفَتِيِّنِهِ اجْعَلُوا يَصَاعَةً لَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَ نَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَ نَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۰﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ

تو جب واپس گئے ۔ تب سب طرف باپ اپنے کی

پہنچے ۔ اور اپنے باپ کی طرف روت کر گئے

قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا

بولے اسے ابا ہمارے ۔ آٹہ روک دیا گیا ہے ہم یہ باپ تول ۔ مٹا دیکھو مجھے ساتھ ہمارے

بیسے سے ہمارے باپ ہم سے مٹا دیا گیا ہے ۔ ہمارے

اَخَانَا نَكْتَلُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱۱﴾ قَالَ

کہ بھائی ہمارے تمہارا میں کے ہم ۔ بچک ہم کی اس اللہ حفاظت کرنے والے میں فرما

میں کو ہمارے ساتھ بیچ دیکھ کر مٹا دلائیں ۔ ہم ضرور

هَلْ أَمْنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمْنُكُمْ عَلَىٰ

کیا بات مانوں میں کسی پر اس کو جیسے مان لی تھی میں نے تمہاری

اور اس کی حفاظت کریں گے ۔ کہا کیا اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کروں

اَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالَ لَنْ يَخِيَرَهُ حِفْظًا ۚ وَهُوَ

بھائی اس کے سے پہلے ۔ پس اللہ اچھا حفاظت کرے والا ہے اور وہ

میرا چھوٹے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ

أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۲﴾

برادر رحم کرنے والا ہے تمام رحم والوں سے

بر مہربان سے بڑھ کر مہربان

یہ ثابت کر رہا کہ پہل آیت سے یہ طرح تفسیر ہے۔ پہلا تعلق۔ پہلی آیت میں صحت ہونے
 کے لئے اس صحت کا ایک پہلو مانا گیا تھا کہ اپنے صحت سے رکعات سے بنایا ہوا ہے
 لیکن اسے اب اس پر ملاحظہ کیا کہ یہ آیت میں اس صحت کا دوسرا پہلو ملاحظہ فرما۔ عاراً ہے کہ آپ نے پوچھی
 اور یہ آیت میں اس کے لئے ہے۔ ہم بھی ان کی باتوں میں رہیں کہ اسے ہمارے غرت کی تکلیف نہ ہے۔
 وہ سزا تعلق۔ پہلی آیت میں یہ مانا گیا تھا کہ صحت یوسف صحت کی طرف سے ملاحظہ کرے۔ اور
 اس صحت میں اس کے لئے ہے۔ ہم بھی ان کی باتوں میں رہیں کہ اسے ہمارے غرت کی تکلیف نہ ہے۔
 یہاں کہہ دیا کہ یہ آیت میں اس صحت یوسف کے لئے اختیار مطلقیت کا اشارہ فرمایا عاراً ہے
 کہ اسے اس صحت کے لئے ہے۔ ہم بھی ان کی باتوں میں رہیں کہ اسے ہمارے غرت کی تکلیف نہ ہے۔
 یہاں کہہ دیا کہ یہ آیت میں اس صحت یوسف کے لئے اختیار مطلقیت کا اشارہ فرمایا عاراً ہے
 کہ اسے اس صحت کے لئے ہے۔ ہم بھی ان کی باتوں میں رہیں کہ اسے ہمارے غرت کی تکلیف نہ ہے۔

تفسیر یحوی
 ۱۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۲۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۳۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۴۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۵۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۶۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۷۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۸۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۹۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔
 ۱۰۔ یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔ اس کا والد یوسف بنی اسرائیل کا بیٹا تھا۔

یہ تفسیر کے لئے ہے۔ ہم بھی ان کی باتوں میں رہیں کہ اسے ہمارے غرت کی تکلیف نہ ہے۔

یاں کے کھادوں، بستروں میں۔ بظاہر قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ کھاد سے اور بستہ بھائیوں کے قہصے میں تھے
 اور یہاں ابھی کادوں کے یاسس نہیں در قیمت حضرت یوسف کے پاس اگر بستروں یا کھادوں میں قیمت
 واپس کی جاتی تو ایسی وقت پتہ ملک جاتا یا راستے میں صوبہ کبھی بستہ کھوتے جب کہ گدیم کی بو یاں مگر
 سی مار کھلتی تھیں، اور غٹ، یوسفنی بھی یہی تھا، یہاں کہ حال فرما آئندہ کے لحاظ سے کہ وہ حال میں
 رکھی جائے والی میں یا حال یعنی اور غٹ پر لانا یا کھانا سادہ بننے والی ہیں۔ پونجی قیمت میں تین قول میں کہ یہ
 کہ وہ ہم تھے اور سی صحیح ہے کیونکہ یہی چیز قیمت بن گئی سے پھر شامی دربار میں تو یہی قبول کیا جا سکتا ہے
 اور ہم ہی جیسا کہ واپس کئے بھی نہ سکتے ہیں بعض مغزیوں نے کہا کہ ہوتے، دکھائیں تھیں مگر یہ غلط ہے "ولا
 اس لیے کہ لازم قیمت کوئی قبول نہیں کرتا۔ "ام اس لیے کہ اس کو چھپایا نہیں پا سکتا سو اس لیے کہ پر اسے
 ہوتے اور کھالیں کو کافی نہیں جاسکتیں۔ یہ تو قوی ہے اور سنے ہوتے اور کھالیں کہاں سے گئیں صحت کہ وہ
 اور توں کی، کھالیں تھیں دفالتو چھپیں، کہنے کا اور مایہ تھا، چھپا ام اس لیے کہ جوتے بغیر، پ، اور غلط مراد
 قول میں کئے ہوتے بعض بے بھر مغزیوں نے فرمایا کہ وہ قیمت آٹھ سو سے ستر سو سے زیادہ کہ تو ہاں کل ہی غلط
 ہے۔ بعض لوگوں کو معترض بننے کا شوق ہوتا ہے اور بے عقل سے یا جاننے بوجھنے ایسی بات کر دیتے ہیں جو بعض
 اختلاف اور غلط بیانی کے کچھ نہیں ہوتا کتنی ہی بات ہے کہ کھک میں غلط پڑا ہے کھانے کو ملنا کچھ
 نہیں اور برادران یوسف شوقے کر آگئے کہ یہ وہاں پہنا نا ہو کھانا سے نو اور گدیم دیدہ، اور پھر حضرت یوسف
 نے ان آٹھ سو دوں کو ان کے سامان میں چھپا دیا کہ مگر پہنچنے تک کسی کو خبر تک نہ ہوئی، اس لیے عقل مفسرین
 کی تفسیر ان نے کئے اسلام کو کھیل دیا اور کسی چیز میں اتفاق، اتحاد نہ ہونے دیا، حضرت یوسف نے یہ درم
 دینا اس لیے واپس رکھوائے تاکہ وہ پیسے کئے کو پہچانیں کہ یہ ہمارے ہی دیے ہوئے درم ہیں کسی نو ملک
 کے نہیں ہیں، غلطی سے نہیں آئے حال کر واپس کیے گئے ہیں اس لیے انکا استعمال اپنے لیے جائز نہیں۔
 اور ساتھ ہی عرب پر مصر کی تکمیل احسان در تمام نوازلات کو پہچانیں اور اگر خواہواستہ ان کے پاس ہر
 عورت مالی آئندہ آنے کی صحت۔ ہو تو وہ پھر ہی قیمت سے کہ وہ ہیں آجائیں اگر ان کے والد محترم ہمارے
 کو ساتھ بھیجے پر کسی بات سے کسی اسی۔ ہوں تو یہ قیمت کی واپسی ہر پر مصر کی صحت کی دلیل حضرت
 یعقوب کے سامنے پیش کی جائے اور برادران یوسف اسی دلیل کے لیے ہیں کہ ساتھ سے کر نفع لے کر
 نہ جھٹوں شاید وہ سب نہیں، اور ایسا ہی ہوا۔ یہ بھی مثال ہے کہ وہ اس سے خیال سے بھی نہیں کہ
 یہ واپس تہ قیمت کیوں دایں "لی آیا غلطی سے ہے یا ہاں کر۔" اور استعداد کریں کہ یہ ہمارے لیے مثال کی
 ہے یا نہیں، جیسا کہ متقیوں سے آئندہ ہوتی ہے، پونجی یا سب کی سب ایک سی ہو ی میں رکھ دی گئی تھی

سے منسلک ہو۔ میسٹر مسئلہ۔ حاکم سلام یا شاہ ملک غلی قادیان کی خاطر عوام کو ان کے جائز حقوق سے بھی روک سکتا ہے اسی طرح تحریرات سلامیہ کے ذیل سے عوام کے جائز حقوق بھی منسلک کئے جاسکتے ہیں۔
 مسئلہ منکر + سے منسلک ہوا۔ لیکن غیر جرم یا غیر قانونی کے صورت میں روک سکتا ہے۔
 روک سکتا ہے اگر کوئی کارکن کسی وجہ سے مہرمت مدد کا ہنگام کو ملے دوست۔ کہتے تو شرعی جرم سے۔ اور عالم سلام۔ اس سے زیر عوام کو فراموش کر سکتا ہے چوتھا مسئلہ۔ حاکم وقت صاحب اختیار اپنے غلی اور قانونی اختیار کے ذیل سے پی مری سے تباہی خزانے کو خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور عوام میں سے کسی کو دے بھی سکتا ہے۔ ایسی قانون شکنی جائز ہے مسئلہ انحصار صنف + سے منسلک ہوا حالانکہ قانون یہ بھی کہ تینتا ملکہ دیا جائے ہر ایک کو اور وہ قیمت حرا سے میں بیع کرانی چلتے

یہاں پیدا افترا میں کئے جاسکتے ہیں۔

اعترافات

پہلا اعتراف۔ ملک کی تمام ششمازی حالت موتی میں جو غلی راستے میں جانی میں۔ کسی شخص کو یہاں تک کہ بادشاہ دربار کو بھی اپنی ذاتی مفتحت کے لیے استعمال کرنے یا روز بدل کر کے کی عبارت نہیں موتی۔ بی بی بیعت میں بیعت المال کی ملکان کی ذاتی ملکیت ہے تو حضرت یوسف نے اسے بھائیوں کو تم اور قیمت کیوں واپس کی یہ قوی نقصان سے۔ جب کہ حضرت یوسف باہر نا بھی دے تھے صرف عزیز مدد یعنی عالم ان امور درباری تھے۔ یہ کام شاہ بیعت کے خلاف ہے۔

حوت۔ در حضرت یوسف صرف عزیز اور عالم ہی۔ تھے بلکہ اس وقت مطلق انشاں صاحب اختیار بادشاہ بھی تھے۔ اور یہ سارا تجارت کسی ناول سے تحت نہ تھی ملک۔ نگاہی طور پر صرف عوام کی ٹھکانا ہونے اور ملک کثرت کے لیے تھی اسی لیے قیمت مقرر تھی۔ چاہا کہ کم کی مال قبول ایک یہی ہر ایک کے لیے قدر ماحتمدوں کے اعتبار سے ملک مہا ہا کہ اس کو قیمت سے کسی کو مفت کسی کو دھم دیا دے کے مہرے کی کو پڑے سناں کے دسلے پر کسی قیمت میں سونا چاندی لی گئی کسی جانور کسی جنیں یہاں تک کہ تزی مار پھوں زدن کو بھی زیادہ زحمت میں قیمت ملال گیا اور ہر سب کچھ واپس بھی کر دیا گیا۔ نیز حضرت یوسف کا یہ قانون ملکہ ہے کہ اس کو ملکہ حرا سے استعمال نہیں کر سکتا شہیت نے کہیں ماحتمد نہ دہائی بیعت سے موقوفہ بیعت المال حرا کما ملکہ ہے۔ بادشاہ دینی مری سے انعامات بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ اس لیے حضرت یوسف کا یہ قیمت واپس کرنا بالکل درست تھا۔

دوئم افترا۔ تہب یہ سارا کچھ ماحتمدوں کے لیے ہی تھا تو حضرت یوسف نے صرف اپنے بھائی سے ملنے کی خاطر ملکہ سے کیوں ممانعت فرمائی وہ بھائی طور خیر اور حقار تھے اور تقدار سے حق کو کا ظلم ہے۔

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَنَبِيرُ أَهْلِنَا وَ

ہست مای حو، اہل مای کی اپنی ہمت اور نوک میں سے پھیل گئے ہیں۔ ہست مای ہستی کی ہمت اور نوک میں سے پھیل گئے ہیں۔ ہست مای ہستی کی ہمت اور نوک میں سے پھیل گئے ہیں۔

نَحْفَظُ أَخَانَنَا وَنَزِدَادُ كَيْلٍ بَعِيرُهُ ذَلِكَ

نحفظ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔

كَيْلٌ يَسِيرُ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ

اور یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔

حَتَّى تَوْتُونَ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتِنِي بِهِ

یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔

إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا اتَّوَلَّ مَوْثِقَهُمْ

مگر یہ کہ تم کو گھرا جائے کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔

قَالَ اللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ

فرمایا اللہ ہے ہر قسم کے حکم کے لیے۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔ یہاں تک کہ اس کے ہم بھائی کی اسے اور زاد کیل کے بے غیرہ۔

پوری کھی تھی۔ متاع سے مراد صرف یوسف میں ہی اس لیے کہ مع والاسال صرف ملنے کی ہر بی بی تھا۔
 سوں اپنی ایسی پوری میں غنی سی تم کو پایا جو عریضہ کو انہوں نے قیما دی تھی۔ یہ رکھ کر حیرت آمیز
 خوشی سے لوٹے مائے ناہاں اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل یا کوئی محنت یا کیا پیر نہیں چلبیسے کہ دیکھو
 یہ ہماری وہی یونانی دولت اور قیمت ہے جو انہیں کر دی گئی ہے ہماری طرف اور بھول کر نہیں ہے
 اگر بھول کر مونی تو ایک پوری میں مونی ہر پوری میں اس کی ہی قیمت کے برابر دھم ہونا اور وہی دھم
 جو ہم نے دیے تھے اس ہاتھ کی دلیل سے کہ ہم پر مزید انسان کہتے ہوئے دانی کی گئی ہے۔ بعض مفسرین
 نے لکھا ہے کہ سب دھم ایک ہی پوری میں تھے مگر یہ اس لیے درست نہیں کہ تبت کر رہی فی عالم فرما
 گیا جو مع ہے اور ہر پوری میں ہیں۔ اور یہاں بھی واحد و ابیدہ جمع ہے۔ بردان یوسف نے اس گفتگو کو
 دلیل مایا اس بات کی کہ اب میں ضرور بنیامین کو پہچانے دینا چاہتا ہوں۔ اور اپنے اہل و عیال کے لیے مال
 جمع کے لیے فکر برآمد کرنا چاہیے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ محفوظ امان پوری دیکھو بحال اور حفاظت کر ل
 گے ہم اپنے بھائی میامین کی اور اس کے ساتھ جانے کا ایک نذر دینا بھی جو گاہ و نواز و کیند بھنہ
 اور زیادہ حاصل کر سکیں گے ہم ایک اونٹ کا پناہ مانگا۔ اگرچہ پہلے ہی بنیامین کا ہتھ عمر مصر نے ہم
 پر اعتماد کرتے ہوئے سے ہی یہ تھا مگر وہ اپنی کا حصول تھا اور اب ہم اپنی قدری سے جلد سکس گے
 اس لیے ذہن "نقد قیسنو" دو نیا ملا مد حاصل کرنا ہر شخص پر ہر اقلیت سے آسان ہے۔ ہم پر اس
 لیے کہ ہم فریادیں کریں گے۔ معاذ سار کو صراطے کر سکیں گے۔ اسے یا اسان مددی کے ہوجائے دے
 سول گے۔ ہم کہیں کھالے کی مذہب ہو گی نہ چال پڑ کرے کھلے مایہ زار گزرا نہ ہسے گا۔ کیونکہ مازوہ
 ہی میامین دیر ہوتا ہے حالانکہ اس پل دفعہ میامین کے شہت کے لیے ہم کو بہت دھم سے اور قسین
 دینی پڑیں جو آئندہ دے جانے کی صورت میں سخت ٹیڑھ منگی اور محرومی سے خالی ہاتھ واپس آنے کا
 صحت ہو سکتی ہیں۔ یہ مزید ملے دیا عریضہ پر ہی آسان ہوگا کیونکہ مانی طور پر ہر شخص کو پھر عموماً مونی
 میں اگرچہ وہ قانون اس کا پاسی مایا ہوا ہو۔ یہی دھم تو اس نے قانون شکنی کرتے ہوئے محنت اور اعتماد
 میں یہ یا مگر نہ دفعہ کر با نہیں ہو سکا۔ اوچو کہ میں علامہ سی سے آدھ سے ایک یہ کہ لالا سے
 اس کے جہ گزرا نہیں اس سے یہ کہ ہے جانی شمعون و ہوزاہ سے اس کے جہ گزرا نہیں اس کے جہ گزرا نہیں
 فی میں کارخانہ اس سے اس بات کو سن کر مذمت و عقوبت کچھ رہو بڑے مگر اس کی حالت مگر شہر کی
 اس سے کی ضرورت مانی اس لیے حال میں اس سے دفعہ جہ گزرا نہیں اس سے اس کے جہ گزرا نہیں اس کے جہ گزرا نہیں
 رہا یا مگر نہ دفعہ کر با نہیں ہو سکا۔ اوچو کہ میں علامہ سی سے آدھ سے ایک یہ کہ لالا سے

درت لی یوسف سے ماں کے بچنے کو نہ مگر تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔ ہاں البتہ تم سب مل کر اللہ کی قسم اور
 اللہ کی ضمانت کی صورت میں اتھالی مضبوط دہ دو کر البتہ ضرر سے ڈر گئے تم اس کو میرے پاؤں لگہ یہ کہ
 اعادہ کر لیا جائے گھیر لیا جائے نیا میں کسی مارکس یا حرم یا مصیبت میں تم سے اور تم لانا نہ سکو تم جو بنے
 پر مجبور ہو جاؤ تو معذوری ہے حیل سے کہ یہ صحت یعقوب کا خداداد علم فیض ہے اور آپ کو یہی شعور
 سے بہت کچھ نظر آ رہا تھا اسی طرح حضرت یوسف کو بھیستے وقت بھی آپ سے آنے والے تمام عادات قول
 کی شہادت ان لفظوں میں فرمادی تھی کہ **وَأَن تَأْتِيَهُمُ الْغِيَاثُ مِنِّي** اور حقیقت بھی یہ ہے کہ
 نبی علیہ السلام کائنات عالم کی کسی چیز سے بے ہر نہیں ہوتا مگر انہما کہ کنا مصلحت سرمد اور حکمت الہیہ کی
 ناہر ہوتا ہے۔ کچھ غفلت سے فرمایا کہ یحیٰ کا کام بھی ہے کہ تم سب ہلک کر دیے جاؤ مگر یہ غلط ہے اس سے
 کہ اس سے دامن نبوت ہے مرنے والی سے دُعا ہوئے گویا کہ حضرت یعقوب کو باقی بیٹوں کی ہلاکت کی پروا
 نہ رہتی وہ سر حال نیا جن کی داپی کے ہی خواہش مند تھے اگرچہ ایک ہی ان میں سے رہا ہے۔ تھیں
 علی حضرت سے جو تھیں پہلو لگتا ہے وہی صحت ہے پیر کرم تاد صاحب نے بھی بہت کمال ترجمہ
 فرمایا ہے کہ تمہیں بے بس کر دیا جائے۔ یہی کوئی ایسی بات ہو جائے کہ تم نہ بچو اور نہ ہی صحت سے۔ ان
 یحیٰ کا تعلق صرف نیا میں سے ہے یہی وہ گھیر لیا جائے تم سے علیحدہ کر دیا جائے **فَدَاكُوهُم مِّنْ نَّقْطِهِ**
 والد محرم کی یہ صحت سب سے بڑے روبرو اور ہر غلوس جملات کے ساتھ تھیں کھائیں تفسیر منظر ہی
 میں سے کہ انہوں نے آخر میں کہا کہ ہم کو رب محمد کی قسم **أَمْ لِي** اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ تب حضرت یعقوب
 نے ان کا تعلق غلوس اور حد درجہ محنت محسوس فرمایا یہ جذبہ اور غلوس اس وقت نہ تھا جب کہ والد یوسف پیش
 آیا تھا۔ غلوس قلبی کی شان ہی حد گذرے۔ غلوس ہو تو اشاروں کنایوں سے بھی نہ ہر ہو جاتا ہے۔ اسی غلوس
 کو دیکھ کر حضرت یعقوب نے اپنی باتوں کو بیٹوں کی باتوں کے ساتھ شامل فرما کر ایک وجہہ دیتے ہوئے
 فرمایا۔ **فَإِنَّ** اللہ علی ما نقول **وَكُنْتُ** حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام
 باتوں و مدوں قصوں سوال جواب اور حادثہ حادث کے تمام حالت پر گواہ سے مشاہدہ فرمائے وہ
 ہے۔ دلیل کا معنی گواہ بھی ہونے میں افسیہ کہ یا اللہ ہی وقتہ دار اسی کے پردہ ماری سب گنگوے
 دلیل یعنی موکل ہے یعنی ہر دیکھا ہوا بات حق ہے کہمان ہے اگرچہ تم نے نہیں کھائیں میں بحفاظت لانے
 کی مگر اس میرا تمہارا اور سب کا محافظ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ تمہارے قلبی ارادے کو کھلی حانت
 ہے مگر غلوس ہے تو اچھی جزا دینے والا ہی ہے گراب بھی فریب ہی ہے تو گل پہلی منہ و سنے والا بھی وہی
 ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نہ خیر حافظاً لہر لیا تھا تو سب تعالیٰ نے دجی بھیجی کہ اسے

پیسے بقیہ بٹھانے توکل کیا ہے تو مجھ کو بھی اپنی عزت کی قسم میں تمہارے لئے میوں کو بڑی شان سے
 ملاؤں گا۔ (وَلَنُؤْتِيَنَّكَ أَلَمًا مِّنَ الثَّوَابِ)

ان آیات کریمہ سے مجدد فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ جس طرح کہ فریب کار کی فریب کاری چہرے سے عیاں ہو جاتی ہے اسی طرح
 مخلص کا اخلاص بھی چہرے سے عیاں ہوتا رہتا ہے۔ لہذا مخلص کے علوم پر خواہ مخواہ اور بلا وجہ شک
 نہ کرنا چاہئے تاکہ شک و ہم کی بیماری نہ پیدا ہو۔ یہ فائدہ تحفظ کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔
 دوسرا فائدہ۔ انبیاء کرام اگلے پچھلے واقعات کا علم فیہ رکھتے ہیں یہ فائدہ الا میں لکھا ط کی جگہ کی
 فرما سے حاصل ہوا۔

تیسرا فائدہ۔ توکل علی اللہ بہت اعلیٰ اور سب سے بڑی قلبی درو حالی جہالت ہے۔ ہر انسان مومن پر
 فرض ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصی شان سے مگر توکل کی وسیع اور جامع مانع فریب سے کہ اسباب
 و مل پر عمل کرے لیکن نظر اور تجربہ الی سند ہو۔

ان آیات کریمہ سے چند مسائل متبسط ہوئے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ جس چیز کے طلال ہونے میں غالب گمان ہو اس کا استعان کر لینا جائز
 ہے۔ برادران یوسف نے جب اپنی اپنی بلاؤں سے اپنی پونجی نکالی تو غور کیا کہ یہ بھول کر رکھ دی گئی ہے یہاں
 کہ تو غالب گمان یہ ہی ہو کہ جان کر واپس کی گئی ہے اگر بھول کر جوتی تو ایک ہوی میں جوتی۔ باری تعالیٰ
 نے قرآن مجید میں اس کا ذکر فرما کر قیامت مسئلوں کے لیے ایسا مال کھانا جائز فرما دیا۔ دوسرا مسئلہ۔
 زیادہ تمہیں کھانا اگرچہ شریعت میں برا ہے لیکن اپنی احتیاط کے لیے تمہیں کھلنا اور قہیں کھانا جائز ہے۔
 تیسرا مسئلہ۔ بدووں کو کسی چیز کا محافظ سمجھا گیا یا شرک نہیں ہے اسی طرح حاجت روا مشکل کشا
 بھی مندہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ حقیقی محافظ اور وکیل اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ مسئلہ تحفظ غانا سے مستط ہوا۔
 یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ مغربی فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے قیمت واپس ای
 لیے رکھ دی تھی کہ یہ بنی زاد سے میں کبھی بھی یہ دولت استعان نہیں کریں گے اور اسی سنانے دینے کے سے
 واپس آئیں گے۔ مگر برادران یوسف نے وہ رقم بغیر تفتیش استعمال کر لی حضرت یعقوب نے بھی منع نہیں
 فرمایا واپس کرنے کو کہا۔ جس سے نبی اور بنی زاد کی پر بھی داغ آیا اور انہی دوسف کو بھی بھیس پہنچی۔
 جواب۔ اگرچہ اصل مغربی نے برائیت لکھا ہے اور ہم نے بھی اس کا ذکر نہ میں کہ سے مگر یہ غیر حق

مٹ مٹ اپنے سامنے دست پاری کو اپنے پیچھے ملک الموت کو اپنے دائیں شریعت کے وکیل کو اور اُس پر پابندی کہ مہرے یہ فرض پورا کرنا ہے ہم بعد ناکارہ میں ملازم ہم کو ہی اس کا لاندہ ہے اپنی بائیں سب کی نعمتوں کو جانیں کہ ہم اُس کی کتنی نعمتیں کھا جاتے۔
مٹ اپنے اعمال صالحہ کو اُس کا کرم اور توفیق جاتے۔

مٹ، ہر عبادت ظاہری مراقبہ میں جا کر پڑھے۔ سجدہ و رکوع کی حالت میں بھی مراقبہ کلام سے ایسے بندہ پر شہدائے کائنات نہیں ہوتا ملاسلوک کے بادیہ پیماکو یہ مضبوط دھبے کرنے پڑتے ہیں اُس کا پناہ دہ مضبوط ہو تو اگر کسی موقع پر شہدائے اُس کا راہ مار بھی دے اور اُس کا غلوں کسی مارنے کی وجہ سے کسی جین بھی جائے تو پکڑ نہیں جوتی۔ اسی لیے مومن اپنی ہمت، محنت، دھبے اڑھے۔ تصور مراقبے کے باوجود اپنی کسی چیز پر غور نہ کرے بلکہ ہر کام سب تقداری کے سپرد کر دے اسی کو پامانہ حقیقی اور وکیل دائمی ہے۔ دل مانع، عقل شعور، اعضاء ظاہری اہل طاعتی سب کمزور ان کے دھبے کمزور۔ لیکن ان کو راہ راست پر رکھے کے لیے ان سے کام لیا فرض ہے۔ اور ان کا بھروسہ توکل علی اللہ کے خلاف نہیں بلکہ عمل توکل اور صبر عمل یہی ہے کہ ان سے دھبے راہ سپرد داری اللہ کی مانگو۔

وَقَالَ يَبْنِي لَا تَدُ خُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَ

اور فرمایا اے میرے بیٹوں داخل ہونا تم سے دروازے ایک۔ اور
اور کہا اے میرے بیٹوں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور

ادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي

داخل ہونا تم سے دروازوں مختلف اور نہیں ہے پرواہ کر سکتا میں
بھرا چھدا دروازوں سے جہاں میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا

عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ط إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا

کو تم سے اللہ سے کسی چیز۔ نہیں ہے فیصلہ مگر
حکم تو سب اللہ ہی کا ہے

لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

شہرہ اُس بھروسہ کیا میں نے اور یہ اُس پر چاہیے
میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو

الْهٰتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ

بھروسہ کریں تمام بھروسہ کرنے والے اور جب داخل ہو گئے وہ سب اُسی طرح
اُسی از بھروسہ چاہیے۔ اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے

اَمَرَهُمْ اَبُوهُمْ ط مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ

جس طرح حکم دیا تھیں کو باپ نے اُن کے۔ بے پروا کر سکے وہ کو اُن سے
اُن کے باپ نے سکھ دیا تھا وہ دیکھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکا

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ

اللہ سے کسی چیز مگر ایک تمنا۔ میں خیال
ہاں یعقوب کے بی کی ایک خواہش تھی

يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ۖ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا

یعقوب سے پورا کیا جس کو اور یقیناً وہ یعقوب علم والے ہیں اس لیے کہ
اُس نے پوری کر لی۔ اور بیشک وہ صاحب علم ہے جائے

عَلِمْنٰهُ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

سکھایا ہم نے اُن کو اور یقیناً بہت لوگ نہیں جانتے۔
سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیات کریمہ کا مکمل آیت کریمہ سے چند طرح سے تعلق ہے۔

تساق

علاقہ پہنچا تعلق۔ پچھلی آیات میں دیبا میں کو بھیجنے اور سنے جانے کا تذکرہ اور تسلی ہمیں سوال جواب کا ذکر جو ان آیات میں حضرت یعقوب کا مٹوں کو آداب سے بتانے کا طریقہ مذکور ہوا اور شہ داخل ہونے کا طریقہ کیا ہوا چلیے جس سے مت ہو کہ طاس کی طور طریقے اور اسباب کو بیان تصوف و توکل کے خلاف نہیں۔ دوست علاقہ۔ پچھلی آیات میں طاس اہمال کی عدائی اور فراق کا ذکر تھا جس کے ضمن میں فرق ہوسا کا بھی اشارہ ہوا کہ ان آیات میں دقت اشارہ سے حضرت یعقوب نے اسے حل کر دیا اور اقوال سے ہر طرح اپنی لائیں اور محتاجی کمزوری ظاہر کی لیکن ان آیات میں سب کرم نے حضرت یعقوب کی انتہائی شان اور فنا و علم ظاہر فرمایا یہی حال تمام بند کرام کی فانی سنت ہے۔ یہی طرح تمام بندوں کو طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

[illegible]

ہے۔ من زندہ۔ ظاہری ترکیب میں متعلق ہیں۔ حقیقتاً مفعول ہیں۔ فہی میں مد قول ہیں۔
 بحالت ندر بوجہ مملکت یسی شیا۔ جیسے قار آیت من آتھو ماسل ماراٹ اعدا تھا۔ یعنی میں
 سے کسی کو نہ دیکھا۔ اسی طرح من شیء۔ ماسل ٹیٹا تھا۔ تب اس صورت میں ماسل کان یفسی کا نامل
 داخل ہوگا۔

۱۱۔ من شئیء عینت رفیع ہے۔ تب ماسل تھا فہی اور یسی ٹیٹا کا معنی فاعل ہوگا۔ ۱۲۔
 معنی ممکن ہے اس طرح یہ اشتنا منقطع ہوا۔ اس کا مستثنیٰ وہ شئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور
 ارادے میں تھی اور مستثنیٰ غیر ارادۃ النی والی شئی ہے۔ حاجۃ بحالت زیر مشنی ہے اس سے معنی ہیں
 خواستیں غلابی۔ یہی کسی چیز کی خواہش نہ تھی اس طرح متفرق داخل ہونے سے نہ یہ جملہ تعد بر الی کو
 توڑ سکتا تھا کہ اس کے کہ ظاہری خواہش جوتی حرف مازنیہ کے لیے ہے نفس یعنی دلی خیال لفظ یعقوب
 معان الہ ہے عقوب سے معان ہے۔ یہ سب مرکب اضافی اور ہمار مجرور متعلق ہے ثابت ہو شہید کیا
 متعلق مقدم ہے معنی کا نفل ماضی بنی اکثر نفسی سے ملتا ہے۔ اس کے تین معنی ہیں۔

۱۔ فیصلہ کرنا۔ ۲۔ ظاہر کرنا ۳۔ وقت کے بعد پورا کرنا یہاں حق یہ ہے کہ پورا کرنا مراد ہے۔ ضمیر واحد
 مرث نائب کا م جمع نا جہ ہے یہ جملہ صفت ہے۔ حاجۃ سب سے مل کر موصوف ہے۔ ذرۃ لند ذرۃ
 لب علیہ و سخن التو تاس را یفعلون و ذرۃ لند لب تحقیق تکبر ہمزہ صرف شرع کلام
 میں مراد ہے۔ قول کے بعد بھی اس لیے ان آیت ہے کہ مقولہ حقیقت نیا جملہ ہوتا ہے۔ ضمیر واحد ذکر
 معرب متعلق کا م جمع حضرت یعقوب ہیں۔ لام کے ذرۃ علم خیرات سے۔ تا۔ لام جازہ موصولہ ایک
 ترل میں امصد یہ ہے۔ ملقا۔ فعل ماضی اب تفعیل سے متقدی بد و مفعول۔ اب الحال اور با تفعیل
 میں پیشہ تہی ہوتی ہے ان میں روم نہیں ہوتا جو لگ اپنی گنگو میں۔ انعام و تقسیم کے الفاظ بول دیتے وہ
 ن کی کم ملی ہے۔ تا ضمیر جمع مشکم سے مراد۔ ذات ہا سی تعالیٰ ہے۔ اما مریع یعقوب ہیں۔ واو ماضی
 ہا یہ ہے۔ لکن حرف تحقیق اکثر اسم تفعیل یعنی بہت زیادہ لگ کر سے جاتا ہے۔ الناس الظلام
 عید و صلی۔ تاں جمع ہے اللہ کی مراد کا ہے یا برگشاخ منکر شان نبی۔ مرکب معانی ہم کل ہے
 لا یفعلون۔ فعل مضارع متنی بصیرۃ جمع مذکر ضمیر ہر شہید کا مریع اکثر الٹ س ہے یہ جملہ نفل
 خبر لکن ہے۔

وَقَالَ يٰٓإِسْحٰقُ اٰذْ حَضُوْهُ مِنْ رَّابٍ وَ جِدِّ وَ دَخُلُوْا مِنْ بُوْبٍ مُّصَرِّفٍ
 تفسیر عالمیہ

وَمَا عٰثَرَ عَمَلُكُمْ مِّنْ شَيْءٍ نَّحْكُمُ لَآئِلَہٗ عَلَیْہِ نَزَّلْتُ۔ وَ عَلَیْہِ لَیْتُوْفِی الْمَتَوَلَّوْنَ

وقت گزرنا بارہ سال تک کہ غلام غم ہونے کے قریب آیا تو وہ سب بھائی جو بہت ارہمیں سلوک سے
مصر سے سرشار تھے وہ گئی کرتوت گزرا ہے تھے والد محترم سے جانے کی اجازت لینے گئے تو والد محترم
نے اجازت کے ساتھ ساتھ نصیحتیں دہرائیں۔ میں میں سے ایک یہ بھی کہ اور مر یا اسے میرے بیٹے ایک دروازے
سے سب کے سب مصر میں داخل مت ہونا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے متفرق ہو کہ مصر شہر کے سب
دروازوں سے اندر شہر میں داخل ہونا ضرورت کی وجہ سے نہیں کر لو کہ میں تم کو کبھی بھی جیسے ہے پرواہ ہو لے
کام نہیں کہ سکتا متفرق ہو یا محاسنت کی لذت کے ساتھ جو ہر حال اپنے ذکر نگہ میں بھانڈوں دعاؤں میں وہی
دریادیں حاجت روا مشکل کشا ہے سارے کائنات میں نہیں ہے علم مگر اسی اللہ جبار، جبار، جبار کا۔ یا
سے بیٹو تم نہ رہو یا کشتے میں تم کو کسی ایسی چیز مصیبت یا مصائب سے نہیں بچا سکا جو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے آنے والی ہو کیونکہ علم ہر جگہ ہر وقت ہر شخص کے لیے اللہ جل جلالہ کا ہی جاری ہے۔ نہایت ہی
سکا جیسا کہ تم نے یوسف کے بارے میں دیکھ ہی لیا کہ یوسف پر تمنا سے ڈریسے تو کھٹ آئے وہی تمہی وہ
اگر یہی جلا کر میں دیا جاتا تھا۔ میں نے خود اسی شہر پر ظاہر ہاٹن محل میں ہر دس کی اور تائیمت
جو کسی شکل بنا یا جاتا ہے اس کو چاہیے کہ اسی اللہ پاک جل مجدہ پر محروم نہ رہے مصر کا تو ایک ملک
کا نام ہے بلکہ یہی مصر ہی جڈاں اکت فقط ایک قلعہ ناشر تھا۔ اور اس کے چار دروازے تھے جو اٹل ہی
عدا ہوا مشرق مغرب شمال جنوب تھے ہر ہر سمتوں کے لوگ اپنے اپنے دروازوں سے نیا کرتے کھانا صاب
ہونٹ کے راستے پر تھا۔ آقا کا مصر سر سبز ملک پیدا ہو ہے مگر میں اللہ مصر دیار نیل کے کنارے تھا۔ یہ
بہت بڑا قدیم قلعہ تھا اس کے جانب مشرق یک بہت بڑا قلعہ صفت تھا۔ آٹھ کل اسی ہڈ یک حتی آزاد
ہے جس کا نام صفت ہے یہ صفت اس وقت دار ملازمتھار ہاں ہی بادشاہ کا محل اور عدالت و دربار تھا اس جگہ
سب شہر ہی محلے کے مکانات تھے اس کی میل بالکل مغربی جانب شہر کے دوسرے کنارے پر تھی۔ حضرت یعقوب
علیہ السلام نے کسی مصر مدد دیکھا تھا مگر اپنے بی بی علم سے جان یہ کہ اس کے دروازے زیادہ ہیں۔ ہر صفت دروازوں
سے شہر میں داخل ہو لے کا حکم دینا اس کی اصل حکمت و درود و یعقوب علیہ السلام اور ان تعالیٰ ہی بہت عانتا
سے مگر مغربی لے میں وہیں جیاں کی ہیں۔

نہ رہا اس لیے کہ یہ اس وقت مع میا مین دس بھائی ہیں سب یہ چار دروازوں سے صفت ہو کر میں میں
ہا نہیں گئے تو یقیناً ان میں ایک ایک دروازے سے جلسے گا۔ جو محل سر کے قریبی دروازے ہے اور پورے ملک کے
پاس جلدی حکومت میں بھی جلسے گا کیونکہ کھانی دروازہ محل کے قریب تھا یہ قول تفسیر خازن اور تفسیر کبیر نے
بیاں کیا اس وجہ سے علم فیہ کائنات ملتا ہے۔

م لے ان کو سکھائیں۔ اور پس نشے عقل۔ بہ حکمت۔ ناسق و بر۔ کشاخ و شکن و گس مات کو نمیں جاتے کہ ہم سے اپنے انبیاء کو کی کو سکھایا۔

لیا ت کریمہ سے یہ نام سے حاصل ہوئے۔

فائدہ سے

پہلا فائدہ۔ احادیث سے مات سے لہجہ ہر پہ قابل تراد حق میں ہی کا اثر و سے پر موحا سے یہاں تک کہ انبیاء و پیار بھی۔ مٹ سہی تو زہت عاویٹ پھوٹک اور ام کرنا سے تعویذ کہہ کر گئے میں ڈالنا سے تعویذ پلانے لفظ۔ روایت سے حضرت ابراہیم لفظ مد سے بکھنے والی و عا میں پڑھ کر حضرت اسماعیل و اسحاق علیہم السلام پر ام مٹنے گئے۔
دوسرا فائدہ۔ کسی بری سے بچنے یا بچا سے کی مدد کرنا سنت انبیاء ہے۔ یہ دونوں لائن سے لائن خلوف اور لائن خلوف سے حاصل ہوئے۔

تیسرا فائدہ۔ کسی کی تدبیر سے کوئی بھی تقدیر نہیں بدل سکتی یہ فائدہ و غنیمت اور مفکون یعنی سے حاصل ہوا۔ ہاں اللہ عاقل و متجاہل فریادوں سے مدد و حق بدل جاتی۔ لیکن امرا و کرام کی دماغ سے تقدیر ہم بھی بدل جاتی ہے مگر انبیاء کرام ایسی دماغ سے بھناب مراتے ہیں۔ اس کا ثبوت بہت سی آیت احادیث میں موجود ہیں۔

چوتھا فائدہ۔ ماں باپ کی دماغ و رادری رب تعالیٰ کی ہدایت میں بہت پیاری و پسندیدہ ہے۔ فائدہ و مامورہم انوہم کے زمانہ فی سے حاصل ہوا۔

ان آیت کریمہ سے چند مسائل مستط ہونے میں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ نظر مدنگ عاقل حق ہے اور اس سے بچنے کی تدبیر کا حازر سے و لگی ہوئی نظر کو اتارنے کے لئے مامور گئے کے لئے ام کرنا تعویذ تک یا کوئی عمل مفید کرنا تر قابا سکل عاقل سے یہ مسئلہ لائن خلوف میں ہاپ و حور سے مستط ہوا۔ یہ بہت سی عاقل سے بھی خوب اور پھوٹک۔ کرام کرنے کا ثبوت موجود ہے گئے میں تصور ڈالنا۔ اس کا نام لکھ کر بالکل حازر سے دہائی ان کے منکر میں یہ ان کی صالت ہے دوسرا مسئلہ۔ نہ بوس اسلامیہ میں والدین کا حکم و فرماں مری کی حیثیت کتا ہے و اس کو مامور صلاں۔ یہ درمیں سے یہ مسئلہ ہم فہم فرما سے مستط ہو۔

تیسرا مسئلہ۔ علم انبیاء ان کی عاقل کی عاقل سے اس کو ماننا۔ مسلمان ہر لازم ہے یہ مسئلہ عاقل کے تدار نفس سے مستط ہو۔ مروت کے منکر مشک جھٹے میں جیسا کہ اکثر مسائل کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا۔

یہاں چند اعتراضات کیے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مَا أَغْنَىٰ عَنْكَ مِنَ اللَّهِ^{۱۲} یعنی جو کچھ اللہ کو منظور ہے وہی ہوگا میں کچھ نفع نہیں دے سکتا تو پھر حضرت یعقوب نے پہلے کیوں فرمایا کہ ایک دروازے سے داخل ہوں۔ یہ تو نظر بد یا حسد عاصی کے شوق دے سے بچانے کا طریقہ تھا۔ یہ دونوں قول متضاد ہو گئے ان کی مطابقت کیونکہ ممکن ہے پہلے قل سے ثابت ہوتا ہے کہ میرے کچھ جو سکتا ہے اور دوسرے قل سے ثابت ہوتا ہے کہ تدبیر بیکار ہے میرے کچھ نہیں ہو سکتا۔

جواب۔ یہ اعتراض دو وجہ سے درست نہیں۔ اولاً تو اس لیے کہ متفرق دروازوں سے داخلے کا حکم تدبیر نہیں بلکہ اور دوسری حکمت ہے اگرچہ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا نظر بد کی تدبیر ہے مگر یہ حتمی بات نہیں اور آیت کے بھی خلاف ہے۔ دیگر تفسیر کے مطابق یہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔ ہم اس لیے کہ اگر اپنی تفسیر ان پانچاٹھ نے کہ یہ داخلہ واقعی تدبیر تھی تب بھی یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ پھر یہ مسئلہ تقدیر کی سہولت ہی جانے گی۔ درمیان میں یہ ہوگا کہ یہ تدبیر بھی میں اللہ ہی ہے اسی طرح حتمی بھی احتیاطیں و عائنیں و عائنیں ہیں۔ اور بچاؤ کے کام میں وہ سب اگر مفید ہو جائیں تو میں اللہ ہی ہوتے ہیں۔ یعنی اسے بیٹو جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ میرا حکم نہیں بلکہ اللہ کی ہی طرف سے جانو اور اس کام سے جو تم کو فائدہ پہنچے گا اس کو بھی عند اللہ جاننا سب کوئی تصادم نہ ہو۔ دوسرا اعتراض اور شاید اس سے پہلے انھیں ارجح تھا۔ سب حکم ات ہی کا ہے۔ تو پھر وہ کسی کو حاکم ماننا شکیں ہوا۔

جواب۔ حکم۔ لفظ مشترک ہے اس سے پانچ ترجمے ہیں۔ ملہ دران۔ ملہ فیصلہ ملہ قانون ملہ اہل بات ملہ تقدیر الہی۔ یہاں لفظ حکم اپنے آخری معنی میں ہے۔ نیز جب حکم کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو مراد ہوتا ہے فرمان دینا یا کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنا۔ اور جب حکم کی نسبت اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی طرف ہو تو معنی ہوتے ہیں۔ اہل بات معنی اور تقدیر کی قانون قرآن مجید میں دونوں طرح یہ لفظ مستعمل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی۔ جیسے حَتَّىٰ يُخْلِقُوا ذُرِّيَّتًا مِّنْ نَّحْوِ رَبِّهِمْ مِمَّا رَزَقَهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ ذَٰلِكَ يَتْلُو ذَٰلِكَ ذِی الْقُرْآنِ ۚ (سورہ النحل: ۷۶) اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ حاکم ہوا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مگر غیر خصوصی۔ صرف یہی نہیں بلکہ قرآن مجید نے اور احادیث سے چوتھیں مرد اللہ تعالیٰ کی صفات نبی کریم و قرآن پاک کو عطا فرمائیں۔ خدا۔ کریم۔ مجید۔ روف۔ رحیم وغیرہ اسی طرح حاکم بھی دوسروں کی صفت ہو سکتی ہے۔ ان خصوصی صفات الہی کی نسبت کسی اور کی طرف کرنا شرک ہے خدا خالق رازق معبود۔ رحمن وغیرہ۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ

اور جب وہ سب داخل ہوئے پر یوسف درپے درپے ہی بھاگ کر اپنے
دو بھائیوں کے پاس گئے اُن سے اپنے بھائی کو اپنے

قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

کہا میں ہی بھائی ہوں تیرا تو نہ مگر سے اُس سے
پاس نہ کرنا میں میں ہی تیرا بھائی ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں

يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ

کرتے رہے ۔ پھر جب سامان بنا دیا اُن کو میں سامان اُن کے ڈال دیا
اُن کا تم نہ کھا ۔ پھر جب اُن کا سامان مستیا کر دیا

السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

ہیئت میں دوی بھائی اپنے کی پھر سامان کیا کسی اعلان کہہ والے نے
بڑا اپنے بھائی کے کھانے میں رکھ دیا پھر ایک منادی نے ندا کی

أَيَّتَهَا الْعِزُّ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝ قَالُوا وَقَبِلُوا

اے قائلے والو بیشک تم ملوث ہو ۔ اے بولے والے اور سامنے آئے
اے قائلے والو بیشک تم بھڑے ہو ۔ بولے والے اور میں نے سنا ہے ہوئے

عَلَيْهِمْ مَاذَا اتَّفَقُوا ۝ قَالُوا لَقَدْ صَوَّأَ

اُن ہڈیوں کے کھانے وہ جو تم پاسے جو تم بولے والے ہڈی ہڈی سے میں ایک ہڈی
تم کیا کہیں پاسے ۔ بولے والے ہڈی ہڈی سے میں ایک ہڈی ہڈی سے

الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا

بادشاہ کا اور کہ اسی شخص جو لانے اُس کو زندہ ہے۔ پوچھ یک اونٹ کا اور میں
”جو اُسے لانے گا اُس کے لیے ایک اونٹ کا لالہ ہے۔“ اور میں

”جو اے اے گائیک کے لیے ایک ایسا کام ہے اور میں

بِهِ زَعِيمٌ ٤٢

کے اس خاص منہ ہوں

اُس ۲ ضامن ہوں

تعلق | ان آیات کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق۔ پہلی آیت کریمہ میں بھائیوں کو بھیجے اور حول مصر کے آداب سکھانے کا طریقہ ذکر تھا اب یہاں بھائیوں کے پیچھے اور ملاقات کا ذکر ہے۔ دوسرا تعلق۔ پہلی آیت میں بنیامین سے حضرت یعقوب کی محنت کا تذکرہ تھا اب آیت میں بنیامین سے حضرت یوسف کی محنت کا ذکر ہے۔ گویا کہ محنت بنیامین وہ بیوں کے محبوب تھے یہ کمال خوشی تھی ہے۔ تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں مال شری بیٹے کا ذکر تھا اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بھلا محسوس کیا ہے حضرت یوسف اور بنیامین کا قرب منوری حاصل ہوا اب آیت میں مال شری بیٹے کا ذکر ہے جس کے بیٹے محنت یافتہ بنو یوسف کی سرپرستی و احاطت بنیامین کو ملے کے خدار ہو گئے۔ ایک باطنی میل تھا اور ایک ظاہری اور دونوں شرفا ہاں ہیں۔

تفسیر لکھی

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَىٰ بِيْتِهِ إِسْحَاقُ قَالَ قِي مَا لَكُمْ ذِكْرًا يُوسُفُ قَالَ لَا مَعْشَرٌ هَاهُنَا قَالُوا بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ مُّسْتَكِبٌ أَفْكَارًا

اور دوسرے علماء اجداد کلام کے لیے لغات عربیہ شریک زمانہ میں اس وقت دُخلوا ازل ماضی معروف لازم بعینہ جمع مذکر غائب حم ضمیر پوشیدہ اس کا قائل علی حرب برہسنی منہ طریقہ یعنی پاس یا سامنے یوسف محاسنہ ہے۔ اور ضمیر منصرف زیر آیا۔ اوی۔ اصل ماضی واحد۔ اوی سے مشتق ہے۔ مجہول تھا اور نصف مقرون ہستی اقرب کرنا تھا کلاؤنا۔ نزدیک ٹھانا۔ یہاں یہوں معنی ہی سکتے ہیں۔ یہ سب جملہ علیہ جواب ہے لاکھ لیا الی جازہ ضمیر واحد مجرور مطلق کا مرجع یوسف میں عطاء اٹھا۔ سب سے کہہ رہے ہیں محاسنہ ذکر۔ مفعول ہے ہے اوی اصل کا۔ کلاؤ ازل کا قائل یوسف مراد یوسف میں۔ قی۔ حق حرف تحقیق مشتمل ہے اپنے اسم یا حکم سے کسر مجہول سے اور مفعول ہونے کے۔ ایا ضمیر منضم منضم اسم

انوکھا محاسبہ پیش ہے جو ہر انسان کے۔ کت ضمیر واحد حاضر کا مرجع بنایا میں ہے۔ فَلَا تَنْتَشِرُشْ ۔ ب
 تنقیہ۔ لَا تَنْتَشِرُشْ ۔ فعل نسبی واحد مکرر حاضر کا صیغہ۔ تَنْشُرُ سے بنا ہے۔ مہموز انھیں افعال ذم سے ہے
 باب افعال سے ہے۔ بستی تم کرنا۔ برا سمجھنا۔ پریشان ہونا۔ یہاں پہلے معنی مناسب ہیں۔ مناسب جانا یعنی
 بہت نامرور، گلا کلام اس کا مطلب ہے۔ كَلَّا لَا يَفْعَلُونَ ماضی استعاری بصیغہ جمع مذکر غائب۔ اس
 کا ماضی ضمیر جمع غائب محکم پوشیدہ کا مرجع رہا یوسف میں۔ علاوہ بنیامین کے قَتْلَ أَخَاهُ يَهُدَا وَجَعَلَهُ
 شِقَاقِيَةً لِّرُحْلٍ اِخِيهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَتَتْهَا يُعْزِّرُهَا وَيُكَفِّرُهَا قَوْلًا لِّفَقِيرَةٍ مَعْنٰی ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَرْزِيَةً بَارِئَةً
 عَنْ رُحْلٍ مَصَارِعِ مَعْرِفٍ اِخِيهِ وَاحِدٌ غَائِبٌ بَابِ تَفْعِيلٍ سے ہے اس کا ماضی حضرت یوسف یعنی تَنْ سے
 محکم ضمیر کا مرجع سب برادران یوسف بھائی جنم بھائی ہارے مغولیت حضرت بھائی قتل سالان یہاں مراد ہے
 لَمْ يَكُنْ مَصَارِعِ سب بھائی۔ بیکل فعل ماضی ظاہر فاعل یوسف ہیں کہ ان کے مشورے سے انکے سے نکال دیا گیا۔ بیکل کا معنی
 ہے بنانا۔ رکھنا۔ ڈالنا۔ یہاں دوسرے دنوں معنی دسٹ میں۔ اَنِتَّقَايَا مضمون بہ روزین خالہ۔ یہی
 اَقَارُہُ ۔ خازنہ وغیرہ۔ یہاں یعنی ام کہ ہے یعنی پانی پینے کا پیالہ۔ الف لام عہد ماضی جس سے ثابت ہوا کہ پہلے
 کبھی پانی پیسے کا برتن ہوا ہو گا یا پینے والے برتن کی شکل ہونے کی وجہ سے اس کو ستایہ کہا گیا۔ بنی ظریفہ حرف و
 پینے ہی معنی میں مستعمل ہے رُحْلٍ سفری سالان۔ رُحْلٌ سے بننا ہے لغوی معنی سفر کرنا اسی لیے مرنے کو رَحْلٌ کہنا
 کہتے ہیں۔ رُحْلٌ رُحْلٌ کے زمر سے اصل معنی کڑی کا ہوا یا ان جلاوت پر لکھا جاتا ہے سفر پر جاتے وقت اسی معنی میں
 تَرْلَہِ پک رکھنے والی کڑی کی شکل کو رُحْلٌ کہہ دیتے ہیں جو جب ہشکل ہونے کے۔ مجازی معنی میں سالان سفر کو
 کہہ دیا جاتا ہے رُحْلٌ سے یہاں یہی مراد ہے۔ اِنْسِيْ مَحَابِثِہِ جرم صاف الیہ ہے یہ کا مرجع یوسف میں۔ ثُمَّ حَرْبٌ
 حَلَبَہِ اِلَیَّ تِلَیْہِ یعنی کافی دیر بعد اذن۔ اَذَّنَ سے فعل ماضی باب تَفْعِيلٍ کا۔ اِس کا چار معنی۔ اَذَّنَ دینا۔ اعلان
 کرنا۔ شہر پہلانا۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ اِس کا فاعل مُسَوِّدٌ تِلَیْہِ اَذَّنَ کا اسم فاعل ہے
 اِتَّخَا۔ اِنْسِيْ حَرْبٌ تِلَیْہِ کا موصوف ہے عارضہ منیبہ ہے جو اگلے اسم معرفت یا اَلْم کے ساتھ ملانے کے لیے آیا۔
 اَلْغِیْرُ الْعِلَامُ عہد ظہری میں چھوٹا قافلہ ایک گھریا ایک شہر یا ایک خانہ کے چند مسافر جانور مل پر سفر کرنے والے
 مسافروں کو عیر کہتے ہیں۔ مثلاً گھوڑوں۔ گھوڑوں چرواں۔ اونٹوں پر۔ لیکن لفظ قافلہ ہر طرح کے باہمی مسافروں کو کہہ
 دیتے ہیں بحری۔ بڑی۔ ہوائی۔ ابن حنفیہ مَشْتَبَہُ بِاَنْوَاعِہِ یہ قافلہ عیرہ ہے بنی خرواع کلام میں ہے
 کَمُ مَضِیْرٍ اِنْ مَرَادُہِ بَہَاؤِہِ فِی۔ مَسْتَاہِ قَوْلًا۔ لام تحقیق کا ہے۔ سَارِکُوْنٌ جمع سَارِکٌ کی ہے۔ سَرَقٌ
 کا اسم فاعل ہے۔ باب ضرب سے ہے۔ سَرَقٌ معنی مغلوط قسمی مال چھاپنا لہذا اجازت مالک اسی کو اورد میں
 جو رکھتے ہیں قَانُوْدٌ مَعْنٰیہُ مَا دُوْنِ قَوْلِہِ اَنْ تَلُوْا اَنْفِیْہِہُ وَ غَوَیْہِہُ وَ مِیْنِہِہُ جَاوِہِہُ جَعْلٌ یَعْنِیْہِہُ اَلْمَاہِہُ

کہ ایک لڑکے میں تو شخص رہی۔ اور خود حضرت یوسف نے ہی چناؤ کیا ایک نول ہے کہ بھائیوں سے نہ میں
 شمعون بھی شامل ہو گئے تھے خود ہی اپنے آپ کو کہوں کہ بے چارہ بن گیا میں اکیلے رہ گئے اور وہ نے لگ گئے
 حضرت یوسف نے بچاؤ میں مدد دی جو تو عرض کیا کہ ہم بھی وہ بھائی تھے ایک میل بہت ہی پیدائشیں و عمل
 نیک قلب ظاہر محو لا محالہ بھائی تھا جن کو یہ بھائی جنگل میں لے گئے تھے اور شام کو خون کو کر نہ لاکر کہا
 تھا کہ اس کو بیٹہ لکھا گی اگر آج وہ ہونا تو میں بھی اکیلے نہ ہوتا بلکہ میرا بھائی مردقت باوانا ہے حضرت نبیا میں اتنا
 روئے کر بیٹوش ہو گیا کہ اب چھڑک کر ہوش میں لایا گیا تو حضرت یوسف نے فرمایا اچھا میرے ساتھ ہو گئے
 پھر غلط میں کہ بائیں بڑی ہی مطلب ہے فرمان مقدس کا کہ اور حسب سبب و عمل ہوئے یوسف کے وہاں میں
 تو یوسف نے اپنے بھائی بلوین کو اپنے پاس بلے دی۔ معزز اگر تین دفعہ حضرت نبیا میں بہت روئے۔
 پہلی بد حسب و وارہ و معزز میں داخل ہوا سے لگے تو شام کا وقت تھا اور بالی دوسرے بھائی تین تین ہو کر دوسرے
 درہ زول کی طرف چلے پڑے نبیا میں کیسے اپنی شام کا واس وقت نہ تھا اس وقت بھائی یوسف کو دیکھے
 روئے کر اگر میرا بھائی یوسف ہوتا تو مجھ کو اس طرح کیلئے چھوڑتا مہتری فرماتے ہیں کہ یہیں حضرت یوسف کی
 ملاقات تنہائی میں ہو گئی تھی کیونکہ یہ وہ وارہ عمل شامی کے قریب تھا اور حضرت یوسف اس طرف آنے ہوئے
 تھے کہ اتالی ملاقات ہوئی جس کی طبیعت کا شدہ حضرت یعقوب سے فرما چکے تھے۔ اسی مقدمہ یعقوبی کا ذکر جب
 تعالیٰ نے اِلْحَاجَۃً فِی نَفْسِ یَعْقُوبَ اَمْرٌ اور لَدُوْ عِیْذٍ کہہ کر فرمایا۔ دوسری بار یہ کہوں کی تقسیم
 کے وقت۔ اس وقت حضرت یوسف نے یہ بھی پوچھا کہ اسے نبیا میں تمہاری تادی ہو چکی ہے عرض کیا ہاں اور
 مجھ کے ساتھ دیکھیں ہیں۔ اچھے نے اپنے بیٹوں کے نام اپنے بھائی کے حق کے مطابق سکھے ہیں۔ ایک کا لقب ذنب رکھا
 ہے۔ کیونکہ کہا گیا تھا ذنب لے کیا ہے ایک کا لقب دم رکھا ہے کیونکہ دم یعنی خون ہی قیض لٹا کر لائے تھے دوسرے کا
 نام یوسف ہے بنے ہیں حضرت یوسف بھی روئے لگ گئے اور دل میں سوچنے لگے کہ حسب بھائی کو اتنا مہ سے تو
 والد محترم کو کتنا غم ہو گا بیٹری بار۔ پہلی دفعہ حسب بھائی کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک ایک پلیٹ میں دو۔ دو
 آدمی کھائے کا اہتمام تھا ہر دس بھائی دو دو ہو گئے اور یہاں بھی نبیا میں اکیلے نہ گئے تو دوسرے حضرت یوسف
 نے کہا اسے نبیا میں کہوں دو کہ ہو عرض کیا کاشش تھا یوسف ہوئے تو میں اکیلا رہتا۔ حضرت یوسف پاس آ
 کر بیٹھ گئے اور فرمایا مجھے تیرا بار بار عزم ہوتا اور رونا نہیں دیکھا جذا اگر میں تیرا بھائی بن جاؤں تو کب ماسے۔ عرض کیا یہ
 کے بھائی بننے پر کس کو ناز نہ ہو گا مگر لاغذب کی دلیریت اور راحیل کا محنت ہو نا تو آپ کو بیٹری نہیں اس کے بعد حضرت
 یوسف نے ساتھ کھا شروع کیا یہ وقت تھا جب حضرت یوسف بلوین کے بہت قریب ہوئے۔ مہ نبیا میں
 نے بہت دور سے دیکھا تو دیکھتے ہی چلے گئے حضرت یوسف نے فرمایا سے نبیا میں کہا انا کاؤ لکھ کو کیا دیکھے جا ہے

ہو عرس کیا اسے درمصر اسے ماساء۔ اسے عرس کے تپ کا چہرہ اپنے بھائی یوسف سے کچھ ملا بہت نظر آتا ہے اس لیے وہ بھوکے پر پھر دیکھ رہے تھے۔ حضرت یوسف ٹرپ گئے مگر ضبط کیا اور فرمایا اسے لیامین کھا کھا کھائے کے بعد تپ نے نہایت آہستہ سے دعا مانگی کہ اسی ان دکھوں اور غموں والی حدیثوں کو ختم فرما دے۔ ایت سے کہ پھر فی الحقیقت اسے یوسف صاحبوں کے سردار نہادی دعا قبول ہے جدنی جنم پنا تپ صرف اپنے بھائی برظاہر کر اور کسی کو ابھی دینا۔ تپ آپ سے فرمایا۔ ایت سے تپ اب غمزدہ صفت ہو دیکھ میں ہی نیزا بھائی یوسف ہوں بھائیوں نے جو ظلم کئے اس کا غم نہ کرنا۔ اٹ اٹ کر کھیرا۔ کیا دو وقت ہو گا اور اس شہر عظیم سے لیامین کے ال پر کسی شادمانی بھائی ہوگی۔ اس کو کلمہ کھنے سے عاجز ہے صاحب درد ہی ماننا ہے کہ حسب رد کا درماں ہو جائے اور شکل کا شکل کٹا جائے، عمر کے بعد اصل مل جائے تو پھر کیفیت کیا ہوتی ہے بس اس اپنا کچھ ٹوٹھری سے بنیامین پر ہم نشی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ حسب افادہ ہوا۔ تو بنیامین نے عرس کیا اب تو میں تم سے جدا نہ ہوں گا۔ کیونکہ مجھے ان سے یہ خطرہ ہے کہ جب تپ سے والد عمر ملے محبت کی تو انہوں نے تپ کو نقصان پہنچایا اب آپ نے کل سے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے جس کو یہ محبت دیکھ رہے ہیں جو سکتا ہے ان کو پھر حمد ملک حائے اور یہ کچھ پر بھی راستے میں ظلم کریں رکھا مگر تپ سے فرمایا اسے نمایاں تم اس کا ظلم نہ کرو چہرہ پہلے کہتے سے اور ابھی اس درد کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اس کا بھی وقت نہیں آیا میں تم کو ابھی روک سکتا ہوں کوئی وجہ تانی چڑے گی اور راز فاش ہوئے گا اندیشہ ہے۔ ہاں اللہ رب العزت مستجاب لاسہل ہے۔ اس وقت حضرت یوسف کی عمر اکیس سال تھی بنیامین کی تقریباً ۱۷ سال آپ چار سال تقریباً چھٹے تھے جدائی کے وقت حضرت یوسف کی عمر سال بنیامین سات سال کے تھے۔ دائرہ اعظم بالعقوب۔

فَدَسَّ جَهَنَّمَ بِجَهَنَّمَ رَهْمَ جَعَلَ الشَّفَاةَ فِي دُخَانٍ أَجْمَعٍ ثُمَّ أَكَا مُؤَدَّاتٍ يَتَّبِعُ الْعُتْرُكُ سَادَ قُورٍ
سب قانون دیامین دل دکھ کر پھر صوبہ ملان (غلہ کی بویاں) اُن کے لیے تیار کیا گیا تو دل دیا قدرت الہیہ نے دلیا بھولے سے اپنے واسے ملازم نے یا دل دیا خود حضرت یوسف نے بنیامین سے ملے شہرہ بروگرام کے مطابق یا دل دیا بنیامین نے بی بی پر اگر م کے مطابق تخری پوری یوسف کے بھائی کے غلام میں۔ بادشاہی گلاسس حواری ناپنے کے لیے بدست بڑا منوط اور قیمتی جو بصورت جو یا گ تھا اس پر شاہی مہر بھی لگی ہوئی تھی ایک مہر گد م میں آئی تھی مینی ساتھ پلاس یہ قاک کے تقریباً چار کلو گرام۔ پیٹنے والے گلاس کی شکل کا تھا اس لیے اس کو ستابہ کہا جاتا تھا اس میں اب بھی قول میں مگر یہ بی مستر ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے پہلے بادشاہ پانی پیا کرتا تھا پھر ان نھا کے جنگامی انوں میں دوسرا استعمال ہونے لگا مگر یہی نہیں جانتا تھا ہے آنا بڑا گلاس لانی پیٹنے کے لیے نہیں یہ تو پوری باشی برابر تھا باقی سے کون پیتا ہے۔ بعض نے کہا یہ جانوروں کو پلانے کے لیے تھا پھر ناپنے کے لیے

استمال ہونے لگا۔ مگر یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ مازدوں کا بزن خواہصوت اور کسی نہیں ہوتا اور پھر کم ہونے پر سناؤ صونڈ خاصی دہانا نہ ملنے کو پریشانی ہوئی۔ لیکن یہ پیالہ رکھ کسی سے اس میں مغسرتی کے مندو جس پر پلا چار قول میں لیکن ہر حال کسی کو کانوکان خبر نہ ہوئی اور باہران یوسف کا قافلہ مع دیگر لوگ اس طستے کے اہل قافلہ کے ساتھ چل پڑا۔ اور کارندے دوسرے خریداروں سے استنبیحت لین دین میں مشغول ہو گئے جب دوسروں کو آپ کر دینے کا وقت آیا تو وہ گلاس پیالہ صونڈ سے سب سے طاقتور اس شاہی پرچلنے اور مزید مصر کے خوف سے کارندہ دھڑپڑے کہ ہو یا ہو سی لوگ خواہصوت اور قیمتی بیہود یا موتیوں بڑا گلاس چاکر چاکر کر گئے پھر قریب پہنچ کر آواز دی ایک آواز دینے والے سے ہو اس کے لئے کا ذمہ دار افسر تھا۔ اسے انہوں کے قافلے والوں کا پتہ تک تم ہی چور ہو۔ قَاتُوا اَوْ اَقْبِلُوا عَذَابُهُمْ مَا ذَا تَقْلِقُ ذَنْبًا۔ بوسے وہ سب قافلے والے اور پہلے متوجہ ہونے سب قافلے والے ان اعلان اور آواز دینے والے شخص انداز کے ساتھیوں کی طرف۔ بوسے یہ کہ کیا کم پاتے ہیں یا تو یہ قول سب قافلے والوں کا ہے یا صرف بلا درازا یوسف کا ہے کیونکہ آخری قافلہ انہی کا تھا۔ اور کارندے انہی کی طرف قریب بھی تھے اور انہی کی طرف توجہ اور مخاطب تھے۔ میس یہ ہے کہ پہلے متوجہ ہونا پھر بوسے۔ اور متوجہ تو سب ہونے لگے مگر بوسے صرف بھائی۔ قَاتُوا اَوْ اَقْبِلُوا عَذَابُهُمْ مَا ذَا تَقْلِقُ ذَنْبًا۔ وہ سب کارندے ہو پالہ کم ہو جانے کی وجہ سے مزید مصر کے خوف سے استمال پریشان تھے بوسے ہم بادشاہ کا راجہ کم پاتے ہیں اب ہم کس سے تاپ کر دیں گے اور قیمتی بھی بہت زیادہ ہے ہم سی (رگ) اس آئے ہو مہ پالوں دوست اگر کم میں سے کوئی وہ گلاس ہم کو خود بخود دیدے تو انعام میں ایک عطا ہوگا اس کو دیا جانے لگا۔ اور پہلا اعلان کرنے والا افسر بول یہ انعام دلا تا میری دینے والی ہے خواہ مجھ کو اپنے پاس سے دیکر کر دینا پڑے میں معتبر اور ذمہ دار افسر ہوں۔

ان آیات کے تحت سے چند قائلے حاصل ہوئے۔

قائلے پہلا قائلہ۔ بزرگان دین لڑنے میں کہ اپنی نیکی دوسرے کا گناہ بھول جانا چاہیے وہ سبق اور لائدہ

آیت میں فلا تبتئسوا وہ فرمانے سے حاصل ہوا۔

دوسرا قائلہ۔ کسی گروہ یا جماعت میں سے کسی ایسے شخص کو جس میں کچھ خصوصی صفات ہوں اور یہ صفات چاہیے اور اس لائق قدر اور قابل عزت شخص کو خصوصی مراعات سے نوازنا۔ ستر سے اسی طرح کسی کو معاف خصوصی دینا بھی جائز ہے اس میں کسی شخص کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ یہ لائدہ آدمی الیہ سے حاصل ہوا کہ حضرت یوسف نے شاندار میزبانی تو سب کی کی مگر باہرین کو خاص اپنے پاس بلکہ دینا بہت سی ظاہر و باطنی وجوہ کی بنا پر تھا اس خصوصی عزت انسانی کا ہم عادیہ پاک میں بھی آیا ہے دیکھو جلدی کتاب فضل میلاد۔ وہ جو حدیث پاک میں آئی ہے لائدہ میں سے کسی

کو خاص اہمیت دے دیا میں دوسروں ساتھیوں میں سے علیحدہ ہو کر کوئی خفیہ گفتگو نہ کریں۔ انا قاضی مقدمے
دلوں میں سے کسی سے علیحدہ بات نہ کرے وہ اس کے خلاف نہیں لندہ نمایا مشاع کی خصوصی عزت کرا چاہئے۔
گروہ کے دوسرے ساتھیوں کو سہ یا ناراضگی نہیں کرنی چاہئے۔ عیسائی مذہب۔ مگر کسی نیک ماں کو تہمت لگ جائے
بگھ اہل جو تو اس کو نہایت فتنہ زدہ باری اور غور و فکر سے اس کے دور کرنے کی کوشش کر لی چاہئے ایسے وقتے
پر دہی دھو کر یا فتنہ کرنا نقصان دہ ہے یہ فائدہ نہ آتا، ذرا قسوا فرمانے سے حاصل ہوا۔

ان آیت سے فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن پہلا مسئلہ۔ کسی شخص کے اہل فائدے کے لیے اس کی اہلیت سے گھر رکھ کر حرم کی بھلی
تہمت لگانا شرعاً جائز ہے۔ یہ مسئلہ فعل کی مشورہ تفسیر سے مستنبط ہوا۔

دوسرا مسئلہ۔ کسی حرم کے ظاہر ہونے پر رشک کی بنا پر مشکوک آدمی کو مجرم کہہ دینا شریعت اسلامیہ میں جائز
نہیں ہے مسئلہ اٹکھ سسار قون سے مستنبط ہوا۔ در حضرت یوسف اس کہنے والے کو سزا دیتے ہیں کہ سب تو
چور ثابت ہو سکے تھے۔ تیسرا مسئلہ۔ کسی چیز کے لینے کے لیے انعام کی شرط لگانا۔ اور اس کا خاص امتداد
بنا جائز ہے اللہ فقط عظیم یاد مژدار یا نامن بول کہہ دینا شرط امتداد و تلبس اور اس پر امتداد داری واجب ہو جائے
ہے۔ یہ مسئلہ جامع در علم سے مستنبط ہوا۔ ضمانت اللہ شرط کے پورے مسائل مدایہ اور دیگر کتب فقہ میں دیکھو۔
اسی طرح جنگ جہاد کے موقع پر انعامات یا سوز کا اعلان کا جواز بھی اسی آیت سے مستنبط ہے۔

یہاں چند اعتراضات پر نظر فرمائیے۔

اعتراضات پہلا اعتراض۔ تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف نے یہاں پہچاننا یہ کام فریب ہے
جوشان نبوت کے خلاف ہے۔

جواب۔ عمل کی جہت تفسیر میں ایک یہ بھی ہے جو معترضین نے بیان کی اگر اس تفسیر کو تسلیم کیا جائے تب یہ اعتراض
پر ممانع ہے اور جواب یہ ہے کہ فریب وہاں ہے جس کا عامی کہ فریب طور دو کو پتہ نہ ہو۔ مگر یہاں جس کو اس کام کا
نقصان ہوتا ہے اس کو پتہ ہے اس کی مرضی سے جو رہا ہے لہذا جائز ہے
دوسرا اعتراض۔ تفسیر میں ہے کہ حضرت یوسف کے حکم سے انسرے آزاد دی کر اٹکھ سسار قون۔ تم چھو۔
یہ جھوٹا بیان۔ تہمت ادیب گناہوں کو سزا ملے جو سراسر ظلم ہے۔

جواب۔ امام ابن ابی بکر مازی نے اس کے معنی جواب دیے ہیں۔ پہلا یہ کہ سب کام جیلہ شرعی ہے اور جائز
ہے جیسے اللہ جل شانہ کے لیے ان کی بیوی کے سرکڑوں کی قسم پوری کرنے کے لیے رب تعالیٰ سے جھاد مار
بٹنے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابراہیم کا زنی بیوی کا من کہہ دینا۔ اسی طرح شریعت اسلامیہ میں کسی کو پہچاننے کے لیے

یا خود بچے کے لیے جیل کرنا جائز ہے۔ ”مسکدا جرب“ کہ یہ کام، عداوتی نے خود کیا حضرت یوسف نے اس کا حکم دیا تھا۔ تیسرا جواب یہ کہ حضرت یوسف نے ان کے سابقہ ظلموں کی مشابہت دیتے ہوئے یہ لہذا قوت کا لفظ قرینہ کھدایا۔ یعنی تمہارے تمام کام چوروں جیسے حالہ میں۔ ”ہم سے ہی تفسیر میں اس جملے کو سوالیہ انداز میں لیا ہے۔ ”کئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ تیسرا اعتراض۔ جب میں نے گدیابا تم چور ہو پھر احرام دینے کی ضمانت دینا کیا حیثیت رکھتا ہے جو کو انجام دینا درست نہیں ہے۔ ”حوب“ تاؤں شریعت کے مطابق جب تک متذکرہ حادثہ میں۔ چلنے بھرنے کو بچانا اس سے مال لکھنا باقرار جرم کے لیے کوئی دالیل دیا جائز ہے اور چھوڑ دینا جائز ہے۔ ”نہر کہ دروں کو صبح تو معلوم تھا نہیں کہ۔ چور میں یا نہیں۔“ کا مقصد اس برآمد کرنا اور جلدی مٹا دینا اس لیے ضروری کیا گیا کہ دیکھو اگر ہماری نقش کے بغیر ہی تم ویدر پتہ بتا دو تو ہمارا بھی وقت بچے کا پریشانی دور ہو گی تو ہماری بھی عزت رہے گی اس کے لیے تم کو انجام بھی دیں گے۔ ”گواہ ہماری نظروں میں چوری نہ ہو گا۔“ انا بھی مجرموں میں سے کہہ دو خدا تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کی شرمی اصل یہی آیت ہے اس سے ہم کو اعمال اور جلدی سے پرہیز کیا ہے۔

وَمَا تَدْعُو عَلَىٰ يُسُفَ آدَىٰ بَيْنَهُمْ أَسَاءَ مَا لَ قِي مَا تَدْعُو دَلَا تَشْتَرُونَ لَا تَوْافِقُونَ
تفسیر صوفیانہ ہزاروں محنتوں مشقتوں ریاضتوں مجاہدوں کے بعد پھر کبھی مرادیں راہ خدا پر وہ وقت آتا ہے کہ محبوبِ دلی ٹوٹتا ہے اور پردہ فراق ٹھٹھکے۔ ”فرت نزل کے بعد جب باہر دہل میں، غلغلیہ ہوتا ہے تو خوش سبب کو پہلی دفعہ ہی بار بار غلیہ ہو جاتی ہے۔“ سر رات کا یہی اشارہ ہے۔ ”نیا میں بھائی بنائے والا باپ موتا ہے اور بھائی بنے والے دلدار جوتے ہیں مگر دلہن ملک میں بھائی بدلنے والا مرشد کامل اور بھائی بنے والے مرید میں مطالبات من میں۔ دنیا کی برادری نسب سے سے جتنی کی برادری سب سے سے ملنا شریعت مروتے ہیں کہ ایک نطفے کی، دلدار صائی ہے۔“ مولانا فرماتے ہیں ”مشرک کی مثال بھائی ہے“ محافل دنیا میں کسی بھائی کو مقام شرات دیا جائے مگر مجلس طریقت و حقیقت میں مدارہ معرفت والے کو بھائی بنایا اور اپنے ”عرب غامی میں جکڑ جاتی۔“ عالم ناسحت کی جاں پہچان تو نیست اور ”گنگ“ مشکل و شہادت ہے مگر عالم لاہوت کی جلالہ یہاں عشق و جذبیت الہیہ ایمان۔ ”تحت عبادت و مجاہدات سے سے وہاں تو تعلق الہی دیکھا جاتا ہے۔“ ظہورِ بیت کو انا انوک کا تمہ اور لقب دیا جاتا ہے۔ ”ایمان سے مراد راہ خدا دینوی رشتوں کے جڑنے ٹوٹنے کی پروہ نہ کرو اس پرستہ“ ”ہی کی فکر کرو جو بادی ہے جس کو فلا تلبیس کی توست ہے۔“ جس کو کسی فنا کا فہم نہیں جس کو قلب رحمانی عرش بزدالی کا رشتہ، اخوت مل گیا پھر اس کو اہل دنیا کی طرف سے منصب و تکلیف حمد و بعض کا خیال تک نہیں رہنا۔ ”گواہ ہماری نظروں میں چوری نہ ہو گا۔“

فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿١٠﴾ قَالُوا فَمَا

میں زمین اور ہمیں غصے ہم کسی چور ہوئے پہلے ہی تو یہ سو
ہئے " ہم چور ہوئے " ہم نے کہا

جَزَاءُؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿١١﴾ قَالُوا جَزَاءُؤُهُ

بدل اس کا اگر جو تم محسوس ہوئے ملال اور سرسرا
سزا ہے اُس کی اگر تم جھوٹے ہو تو اس کی سزا یہ ہے

مَنْ وَجَدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاءُؤُهُ كَذَلِكَ

ہی شخص نے پایا جا سکے ہمارے پوری جس کی لڑائی ہو رہے اُس کا یہی حرج
کو جس کے حساب میں ہے وہی اس کے دے نہ ہو غلام بنے حساب

نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿١٢﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ

دل دیتے ہیں ہم ظالموں کو ۔ ۔ ۔ نو داری لے سکے کیا ہیں سامان اُن کے
زبان ظالموں کی یہی سبب ہے ۔ تو اول اُن کی طور پر ہیں ۔ سے

قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ

پہلے سامان بھائی اُس کے پیر نکال یا اُس کو سے
تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خودی سے

وَعَاءِ أَخِيهِ كَذَلِكَ كَدُنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ

سامان بھائی اُس کے اسی طرح تدبیر ثنائی ہم نے کیئے یوسف کے نہیں ہے
پہلے پھر اُسے اپنے بھائی کی سوچی سے نکال ہم نے یوسف کو یہی تدبیر ثنائی مادر شاہی

لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

کہ سب سے بھائی کو ایسے میں دن بادشاہ مگر یہ کہ چاہتا ہو
 قانون میں اُسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو سب سے مگر یہ کہ

اللَّهُ ^ط نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءٍ وَفَوْقَ كُلِّ

خدا جابے م سے چاٹیں درجوں بلند کریں اور جبر

ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٤٩﴾

۱۰ 'مے علم کے ایک بے علم والا ہے

علم حاصل ہے اور ایک علم حاصل ہے

تعلق | ان آیات کریمہ کا پھیل آیا ہے سے چند طرح تعلق ہے پہلا تعلق پہلی آیت میں جس طریقے کا بعد انی ذکر ہر تحریر آیات میں اسی کے تحت کا ذکر ہے، دوسرا تعلق پہلی

یادت میں ذکر تھا کہ نبیائیں کو بھیجئے وقت حضرت یعقوب نے ان ہی اپنے بیٹوں سے پکا وعدہ کیا تھا کہ ان کے لئے کیا ہے جس کی بد پر وہ نبیائیں کو داپس ماسے پر شرمی لہر پر مجبور تھے اب ان آیت میں حضرت یوسف

کی اس قانونی اور شرعی کھنگال کا ذکر ہے جس میں حضرت یوسف نے من جانحوں سے پوچھا جس کی بنا پر وہ بھیابی بیابان
 کو چھوڑنے پر شرفاء مجبور تھے

یہ ستر اطفال : پہلی ایسا کہ سرخ یا سفید ہے، دوسرا لالہ یا سیاہ اور تیسرا سفید یا سیاہ۔
 طائفہ دوم حضرت یوسف کی سوچ ہماری کاغذ پر ہے گمان آیا کہ میں علیا گیا کہ یہ فتنہ تعلل کی طرف
 سے ہٹام کے ذریعے چلا گیا؛ تفصیل نہ نحو ہی و شاعر عین غزل "یوسف" دی بندہ خدا و دل آویزاں مثنوی تلاشی

فَأُتِيَ قُلُوبُ يَهُوذاً يَوْمَئِذٍ بِرُوحٍ قُدُّوسٍ وَأَلْهَمَهُمْ قُلُوبُهُمْ قَوْلَ مَوْلَاهُمُ الْيَسَّى ابْنِ مَرْيَمَ الَّذِي يُذَكِّرُ قَوْمَهُمْ بِأَنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مِمَّا كَانُوا يَعْبُدُونَ

لب لعل سے ہے کاشہ۔ رتِ میرِ نجاتِ بعرو کے نزدیک اہل عرفِ تم مرشدِ ادا ہے۔ ہاں اور شاہ کے

ملنے میں ہیں۔ مگر صبح یہ سے کہیںوں حرف پنی جگہ منقل حرف قسم میں یہ قسم تعجب کیے ہے تمام حرف قسم جاریہ ہوتے ہیں۔ لفظ اشدال کا خبر ہے قد علمتھ لام تاکید قسم کے لیے ہے قد علمتھ ماضی ثوب ہے۔ یعنی اسے درباریو تم نے جیسی قدرت سے ابھی اسی جان ہی یلبے۔ عاجنا۔ فعل اسی مطلق منفی یعنی جمع کلمہ فاعل برادران یوسف یہ سب عبارت جواب قسم ہو کر مقولہ ہے قالوا کا علمتھ کا منقول ہے۔ لام یلبے۔ فی ظرفیہ یعنی علی الارض یعنی تمام روئے زمین اپنے اصل سے ہیں یہ سے انف لام جہنی ہے۔ اھا کثا۔ ماذا عاطف کثا فعل ناقص اس کا اسم ناخیر متکلم مفعول مستر یہ فعل ماضی مطلق اور عند معطوف علیہ یعنی مستقبل۔ کوئے سے بنا ہے۔ یعنی بگاڑنا۔ پریشان کرنا۔ کسی کو اس کی مفید جگہ سے اٹھانا۔ دکھ دینا۔ سال آفری معنی مناسب ہیں۔ ساتین۔ جمع ہے ساتی کی۔ شرق سے بنا ہے۔ یعنی چوری کرنا۔ فاعل کرنا۔ کثرہ ہوا چھٹنا (العجبہ لیل) یہاں پہلے معنی ملا ہیں اور ہی زیادہ مشہور مستقل میں۔ شریعت میں کہا کی ضروری دایم ہی پیر کو حفاظت کے اندر سے بغیر رضاء مالک لے جانا شرق ہے۔ یہ اسم فاعل ہے یعنی جمع نسبت تمام برادران یوسف کی طرف۔ ترکیب خبر ہے کثا فعل کی محالیت زبر ہے۔ قالوا اھا جذا اودا ان کثہ کد بین قالوا کا فاعل اہل دربار حاکم ہیں یہ گنگو جانا ہے۔ ف تفسیرہ ناموالیہ یہاں ایک فعل یخزئی یا یئدن یا یئکون۔ تاثر پوشیدہ سے جذا اس کا فاعل ہے۔ ناخیر فاعل مجرہ منقل کا مرجع ساری یا تم لوگوں کا بھوت۔ یہ عبارت جواز مقدم ہے۔ ان حرف شرط کثم۔ فعل ماقصہ۔ مفید جمع پوشیدہ انتم اس کا اسم کذین جمع ہے کاذب کی محالیت زبر ہے کہ نہ خبر ہے فعل انص کی قالوا جذا اودا من وجد فی راحہ فلو حراء اذ کذا لای نجوی انھا لسنن۔ قالوا۔ یہ فعل قول سے جواب الجواب برادران کا۔ جواز امر کتب اعلیٰ متنا ہے۔ من موصول اپنے پوسے صلے سے مل کر خبر ہے جذا کی اھذ فعل ماضی بھل۔ مخو ضمیر مستر نائب لائل کا مرجع من ہے لی ظرفہ اپنے معنی میں ہے۔ ف بیہر یعنی اس دوسے ہو کا مرجع وہی من یعنی چوری جذا ہے۔ جذا اذ اس کی خبر ہے۔ یہ دہر املہ خبر یہ شہد کلام کے لیے ہے۔ یعنی بس یہی اس کی جزا ہے۔ واصل یہ عبارت بھی فمؤ مؤ۔ یعنی وہ چور خود ہی اپنی جزا ہے۔ یہاں حجابتی سزا ہے۔ اھذ اعلیٰ شہد اور نکلار کی وجہ سے تتمہ و کلام سوال و جواب ہو گیا۔ گذا لای حد تنبیہ مشہد جزا ہے۔ اسی دلیل سے جس نوریوں نے فریاد کیا پہلا جذا اذ برادران یوسف کا دل ہے اور فمؤ جذا اذ کلام ناخیر ہی طور پر۔ یہی جب بھائیوں نے کہا کہ وہی چور اس چوری کا بدلہ ہے تو خدام و بدلتے کہا ہاں واقعی یہ ہی جزا ہے۔ یہاں سب عبارت بھی خدام و بدلتے کا مقولہ ہے۔ یہاں اذ لایا تا ل مؤذن پوشیدہ ہے بخزئی۔ فعل مضارع یعنی جمع حکم یعنی ماضی یا بھی مستقبل ہے۔ یعنی شروع سے دیتے رہتے ہیں یہ سزا اس کو یہ دیں گے یا آئندہ سب غالیین

کو یہ ہی سزا دیا کریں گے الظالمین۔ الف لام استعراقی ہے۔ جمع ہے ظالم کی۔ ظلم سے مشتق ہے بمعنی نقصان کرنا
 پشایا کسی کا قید کیا دیتا تھا قتل و عذاب بخینہ تھا استعمر حرمنا من دعا و یخیر کذلک کائنات تعقیبہ بداء
 فعل ماضی بداء بمعنی اعلام سے ہے باب فتح سے بمعنی ظاہر ہونا، شروع کرنا، تلاش کرنا۔ یہاں تلاش کرنا
 مراد ہے۔ مثل اسرار کے یہ بھی دو معنی ہیں آجائے یہی بتائی تلاش۔ جیسے کہ اسرار کی سیر۔ اور جمع جمع
 ہے دعاؤ کی بمعنی جزو تھیلا۔ جس میں مسافر کا سارا سامان آجائے۔ ہنر مند کو بھی آگ کل کہہ دیتے ہیں۔ یہاں مسدود
 گندم کی بوٹیں ہیں حرم خمیر کا مرعہ سوئیٹے بھائی بن یا مین کے۔ قتل طرف ہے بداء کا دعا و یخیر۔ بداء
 مرکب احوالی مصافحہ ہے قبل کا اذ انشاء بستہ میں سے ایک ہے بمعنی بر بوجہ انصاف۔ ہنر مند کا مرعہ
 یوسف میں۔ ثم برائے تراوی یعنی در کے بعد استخرا بیج فعل ماضی مطلق باب استفعال متعدی ہے ایک
 مفعول۔ خاصہ ہنر مند کا مفعول یہ ہے مراد گندہ پیالہ ہے کیونکہ فروع مذکر مؤنث دونوں طرح ہے
 مصل نے کہا حار سے۔ و رتہ ہے۔ مین جدہ ظرفیہ بمعنی بی۔ و فاعل بحالت زیر بوجہ مین۔ ایک قرنت میں
 اٹھا رہا ہے۔ مگر اصلیت وہ ملا ہے ماد کو، حمزہ سے بدل دیا کیونکہ و لو پر کسرو لقیل ہوتا ہے۔ بمعنی نسوی اس کو
 ہمت سے دعا دے دیتے ہیں و تغیرانی البقا ملکہ کہ ملکہ حرف تشبیہ بمعنی اسی طرح اس کا مشبہ بہ سالفہ کلام
 ہے یہاں شاد باری کہائی ہے۔ کہ ما۔ فعل ماضی مطلق باب ماغ سے ہے۔ کید خوف یاٹی سے بنا ہے۔ بمعنی دھوکہ
 میل۔ نتیجہ برکشتش۔ مقصود الینا۔ برائی سے بچنے کا طریقہ بتانا۔ کامیابی کی خفیہ تدبیر بتانا۔ یہاں یہ آخری معنی
 ہی مراد ہے۔ اس کا فاعل خمیر حکم کا مرعہ ذات باری ہے۔ یوسف۔ لام حرف جر بمعنی مفعولیت یوسف کائنات
 جہے بوجہ لام کہ ظاہر از ہے بوجہ غیر منصرف کیونکہ مجہول غم ہے ماکان فیہا حد اخاء فی دین انہما و ان یثاء
 اللہ نزلہم در جہت من نشاء و کونی کئی ذی علیہ علیہ نمانا فیہ۔ یہ سب عبارت کدنا کا بیان
 ہے۔ کان اسم ہے۔ جب مضارع کے ساتھ آتا ہے تو علامت استمراری بن جاتا ہے اور جب ماضی مطلق کے
 ساتھ لگتا ہے تو اس کو بعد بنا دیا ہے۔ لہذا کہ کان اپنی پروری گردن کے ساتھ اسم ہو کر ماضی میں علامت بعد
 ہے مضارع میں علامت ماضی استمراری ہے اور علیحدہ اکثر فعل ناقص ہے کبھی کبھی فعل ناقص ہے۔ لیاخذ۔ لام
 صحیحہ ناصب مضارع نے یاخذ فعل مضارع کو نصب دیا۔ یہاں فقرہ دراصل اسی طرح تھا۔ لہذا کان یاخذ
 ماضی استمراری معروف منفی اور لام کئے برائے وضاحت۔ یعنی البتہ نہیں لے سکتا تھا یوسف اپنے بھائی کو۔
 لہذا اس طرح تو ذکر بیان فرماتے ہیں مزید شدت سے وضاحت مقصود ہے۔ اخاء۔ مفعول بہ ہے یاخذ کلامی
 حرف جر ظرفیہ سے دین۔ سے مراد مذہب اور قانون یا صرف قانون کلامی معنی بادشاہ۔ الاخر یہ اشتباہ ہے
 یہاں شتہ متعلق ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں اگر اٹھ چا تھا تو دین ملک سے اخذ ہو جاتا۔ ان حرف ناصب

مضارع اس سے یثناؤ فعل مضارع کو زبردیاشی سے بنا ہے مثنیٰ مشقت یہاں مضارع مثنیٰ حال ہے۔ اس کا مائل ظاہر لفظ اللہ ہے۔ ترفع فعل مضارع کلام باری تعالیٰ ہے ترفع یعنی بلند سے منسوب ہے۔ قد جئت جمع ہے درجہ کی بہنی مرتبہ عزت شان جمع نوشت سالم ہے بحالت زیر ہے جو جس مفعول ہے۔ ترفع منفذی ہند مفعول ہے اس کا مفعول اول درجہ ہے اور مفعول دوم من ثناء ہے ایک قرئت میں درجہ صاف ہے من موصول کا بغیر تون کے ثناء فعل مضارع بھینڈ جمع متکلم مرجع فاعل ذات کی تعالیٰ واو عاطفہ یا بہیہ ہستی اس سے یا کیونکہ فوقی ہم ظرف بحالت میں بر فتح مضاف کل مضاف الیہ۔ ذی بحالت زیر کل کا مضاف الیہ۔ سماء سماء کبرو سے ہے ایکلائیں اسکا اس لیے ظلم مضاف الیہ سے بڑھ کر آیا۔ ایک قرئت میں یہ لفظ عالم ہے اور ذی ماند ہے یہ پوری جہاں جبر مقدم ہے اور کلیم برہنہا فقیذ کریم زوجہ مائے کا مینہ ہے۔ سماء و موثر ہے۔

تفسیر عالمانہ ﴿قَالُوا أَنَا نَلْعَنُكَ يَتِيمَ قَارِعِنًا مِّنْ غَيْبَتِنَا لِمِثْلِكَ بِذُنُوبٍ كَثِيرَةٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ یہ سوالیہ تہمت سن کر وہ برادران یوسف یوسف کی تم کتنا تعجب ہے کہ تم نے الہ ربک ایک ہی ملک کے جمائے تمام ظاہری حالات کو جان لیا ہے کہ کسی دفعہ بھی نہیں آئے ہم کہ فساد پھیلاتے ہم دین میں یہ تو ہماری ظاہری عادیں اور مصلحتیں تم نے آج تک مشاہد کیں کہ ہم نے اپنے دشمنوں کے منہ تک باندھ دیے تھے ہم کسی شہر بستی باغات وغیرہ سے گزرتے رہے تاکہ ہماری جانور بھی کسی دکان یا باغ یا کسی کی چھوٹی موٹی کھیتی میں نہ داریں اور ہماری باطنی حالت یہ ہے کہ ہم کسی بھی نہ چور ہونے نہ میں نہ ہوں گے۔ تار بخوں میں آنا ہے کہ برادران یوسف نبی زادہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی نیک متقی اور عبادت گزار تھے۔ اگرچہ خط سالی کی وجہ سے عام کھیت نہ تھے مگر دن رات عموماً درختوں پر منہ مارتے ہیں اس لیے انہوں نے تمام اونٹوں کے منہ باندھ دینے تھے۔ یہ ان کا انتہائی زہد تھا بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ اسی چکر میں برادران یوسف وہ ساری رقم واپس لے آئے تھے جو پہلے ان کی بوریوں میں نکلی تھی اسی لیے کہہ رہے ہیں کہ تم جننے ہو کہ ہم نہ فساد میں نہ چور ہم نے تمہاری رکھی ہوئی رقم بھی تم کو لا کر واپس کر دی اب بھی تم ہر تعجب ہے کہ تم ہم کو چور سمجھ رہے ہو اتنی باتیں سمالنے کے ماحول قارواۃ فاسا حراۃ فان کنتھ کسید یمن۔ بولے۔ ہم نے تمہاری باتیں تو سب سن لیں لیکن یہ بتاؤ کہ اگر تم بھوٹے ثبات ہو گئے وہ ہماری تلاشوں لینے کے بعد تمہارے سامان میں سے وہ پیالہ نکل آیا تو اس چور کی سزا کیا ہے۔ قَالُوا جَزَاءُ ذَٰلِكَ أَن تُجَدِّفَ فِيْهِمْ ذَٰلِكَ جُزْءُ مَا يَجْزِي الْعَاقِبِينَ بولے اس چوری کا بدلہ دی شخص ہے اپنی جائے وہ چوری شدہ چیز جس کے سامان میں سے تو وہ چور ہی اس چوری کے جرم کا بدلہ ہے ہم تو اپنے قانون اپنی شریعت میں اسی طرح ظالموں کو مجرموں اور چوروں کو سزا دیتے

میں۔ وہ انہوں میں آکر ہے کہ صوفی حضرت علیہ السلام صاحب شریعت رسول مکرم تھے اور آپ کی شریعت میں چور کی سزا چمکو غلام بنانا تھا یعنی جس کی چوری کی ہے حالت کا بغیر یہ ہوتا تھا کہ چور ہی کی حکای میں سادی زمرہ کی گرفت ہے اور اس کو بچا بھی جاسکتا تھا گویا کہ غلامیت پر سے حقوق کے ساتھ حقوق بھی روح الہیان لے فرما کر ایک سال کی غلامیت ہوتی تھی مگر یہ غلط ہے کیونکہ غلامیت نام ہے حکیت تائید کا اور حکیت متقاضی ہے پس سے حقوق کی میں میں بچنا بھی شامل ہے ایک سال کی غلامیت میں بچا نہیں جاسکتا اور پھر جس کا مال چوری گیا اس کو کیا فائدہ ہوا ان اس کو ایک سال تک کھانا پلانا ہائٹ با سس کا زچہ پڑ گیا مکمل غلامیت میں کم لاکم اس کو بیچ کر نہ نقصان تو ہوا کہ سکتا ہے۔ یا اس سے کاروبار کر اگر اپنا مال نکلا سکتا ہے بعض نے فرمایا کہ ایسے غلام بیعت منع تھا صرف خدمت لے سکتا تھا یہ سب شریعت بھرتی کے قانونی تھے مگر آج شریعت ایک میں ہاتھ کا سنا ہے اور اس وقت معمر کا قانون بھی کچھ سزا پر بیٹ اور ملک بدر کرنا تھا۔ *فَبَدَّلَ بِهَا سَبْعِينَ مِائَةً ذِيئًا وَفِيهَا رَجُلٌ ذُو فَتْرَةٍ* اس کا تعلق ہے یہ مدت قسیم کر لی اور سب کو مال لے آئے ہا ملین یوسف کے علاوہ لوگوں کو بھی اور وہ بار یوسفی پہنچ کر خود ہی غلامی لی ابھی حضرت یوسف کو چتر نہیں کر رہا ہے جسے بھائی کا سامان اور بوری یکہ کر نہیں رہا سب کی بوری اور دیگر سامان دیکھا یہاں تک کہ آخر میں یاہ میان میں ہی بنیامین کا سامان دیکھا تو اسی افسر نے جو پریشانی کی وجہ سے خود ہی غلامی لے رہا تھا یوسف کے بھائی بنیامین کی بوری میں سے وہ گلاس برنگ کر لیا۔ اب تو ان کے ہوش اڑ گئے اور شرمندگی سے ان کے سر حلق گئے کسی کو اتنا ہوش وادار کہ اب اپنے بھائی کی بیگاہی نہایت کڑی ہوئے یہ کہیں کہ ہناب بوریوں کو تو ہم نے ہاتھ بھی دے لگایا تھا کہ نے خود ہی بھر کر سی کر ہم کو دی گئیں ہم نے خود ہی بھول کر یا مان کرے گلاس رکھا ہو گا۔ پس بنیامین کو را بھلا کہنے لگے اور طلب بیغیاتی کی کھاندہ دل نے سارا معجزہ یوسف علیہ السلام کو سنایا اور عبادت گاہی لوگوں نے خود ہی یہ سزا چمک کے لیے بتائی ہے کہ جاسے کا نون میں چور کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے رب کریم کی کہ جب جہان و زمان کی گودیاں تھیں تو کس طرح معافیاں ہوتی ملی گئیں ہر مردہ چاہتے بر بھی اور اب جب کہ ہل نمویں کا وقت بہار قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے تو ارفی واری تعلق ہوتا ہے۔ *سَوَاءٌ كَانَتْ مَالُكَ كَذٰلِكَ كَذٰلِكَ يُوَسِّفُ مَا كَانَ لَهَا خَدًا اَخَاؤُ فِي دِيْنِ الْمَدِيْنَةِ اَلَا اَنْ تَشَاوَدَ اللّٰهُ تَزْكُوْةٌ دَرَجَتٍ مِّنْ اَشَاوَدَ كُوْنِيْ مَلِكٍ وَّ فِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ*۔

ای طرح مہنے طریقہ تدبیر اور ارادہ اختیار فرمایا اپنے مابہ۔ مدنیق۔ نبی یوسف کے لیے۔ یا یہ تدبیر کہ پیالہ ہی ہماری نصرت سے لکھا گیا کہ کانلہ دور یا گھر پہنچنے سے پہلے ہی پڑا گیا یہ کہ وہ برادران خود سزا بخور چرہ کرتے اور یوسف علیہ السلام کو خود اپنے ملک کی معاویہ پڑتی یا معاف کستے یا یہ کہ وہ معافی معصیت ملک سے لیتے یا یہ

کے پیچھے ہی بنیائیں کا ساماں دیکھ لیا جاتا اور کانٹے والی کو شک کر جاتا کہ کوئی سوچی بھی نہیں ہے۔ یہاں یہ کہ
بھائی کر دیتے کہ بوری میں سے پیالہ نکلا ہمارا کام نہیں آیا۔ کارندے پریشان ہو کر دھڑکنے اور خود اُن
سے سزاوارکے متعلق بدبوچھتے۔ اگر ایک محنت یہ ساری سدا پر مسند جمع نہ ہو جائیں ایک بدست بھی رجحانی تو
البتہ پوسٹ اپنے صفائی کو ہرگز نہ لے سکتے بادشاہی دیں کے قانون میں مگر یہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ بلند درجہ میں
ہم بہتے اپنے جس بندے کے پاؤں پر لٹا لٹا سے اور دنیا جاس گئی کہ ابن تمام علم قتل بدیر کر جانوں سے اور زیادہ
علم والا ہی ہے یعنی جس کو اللہ نے علم بنایا وہ اپنی ہر شان میں ہر وقت بلند ہی رہا۔ یہاں کہ کوئی شخص یہ دیکھے کہ
میں سب علم ہیں کہ کہ اُس سے بھی زیادہ علم مائے موجود ہیں۔ یہاں کہ علم علیہ سب تعالیٰ ہے اور دنیا میں
بہ تسلسل ملکہ الیہ یہ تسلسل مخلوق میں آقا۔ دو عالم علی اللہ علیہ وسلم ختم ہوتا ہے اور موجودہ میں سب قائل
ہیں۔ یعنی ہر علم مائے کے اوپر علم والا ہے خواہ کسی قومیت کا علم ہو یا ہر شخص ایک دوسرے سے کسی علم میں
نہا ہے کسی میں اور نہ چاہا۔ اور انجیل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ صدر احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
مخلوق کسی علم میں فوق نہیں ہے نہ کیا کہ ہے۔ انجیل علم والا جس اللہ تعالیٰ میں جو ہے۔ یہاں معنی ہے کہ تمام علم والوں
سے اور نہ چاہا ایک ہی علم ہے۔ ملکہ کلام لڑتے ہیں کہ ذی علم اور علم میں گیدہ طرف مرق ہے۔

مذ۔ ذی علم۔ پڑھ کر یا کسی میٹے سے علم لینے والا۔ علم وہ جو بن پڑے عالم ہو۔ مذ ذی علم وہ جو ظاہری علم
رکھے۔ علم وہ جو ظاہری باطنی ہر شیا کو جانے مذ ذی علم وہ جو مطالعے سے علم پائے۔

علم وہ جو ذاتی علم کا ملک ہواں میں علم سب تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے۔ مذ ذی علم وہ جو مہارت
سے علم پائے۔ علم وہ جو صفات سے علم پائے مذ ذی علم وہ جو علم نے کے علم وہ جو علم نے کے مذ ذی
علم وہ جو عالم ہو علم وہ جو معجز ہو۔ عذ ذی علم وہ جس کی صفت علم ہو علم جس کی صفت علم ہو عذ ذی علم
وہ جو مخلوق سے علم نے علم وہ جو خالق سے علم نے۔ مذ ذی علم وہ جو بدعت کے بعد
علم حاصل کرے علم وہ جو اہل مامور میں علم پائے مذ ذی علم وہ جس کے علم کو فنا ہو جائے علم وہ جس کے علم کو
فنا ہو جائے بقا ہو مذ ذی وہ جس کے علم کی کوئی حد ہو علم وہ جس کے علم کی حد ہو۔

ان آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

لَا تُکْسِرُ لَکَیْہِ [پہلا فائدہ۔ زمین میں سب سے بڑا مسادگانہ کتاب ہے کہ اس سے ظاہری اور باطنی گنگی
ہے جو گنگی کہ زمان ہے کہ گنگی سے زمین لڑ جاتی ہے۔ غلام بگتے ہیں کہ شاید سیاسی تخریب کاری فساد کی ہے
علاوہ اسل فساد کی فاش فاجراہ اللہ رسول کا نافرمان شخص سے۔ یہ فائدہ کا جتنا سے حاصل ہوا۔
دو ٹکڑا فائدہ۔ دنیوی مصیبت سے بچنے کے لیے بندوں کے سامنے اپنی نیکی کا طہار گناہ یا ریاکاری نہیں یہ

نائدہ نقد غلطی کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔ علماء کلام فرماتے ہیں کہ جو فرضی دینی عبادت ظاہر نہ ہو وہ براد اور جو منی عبادت ظاہر کر دی جائے وہ برباد یہ عام علامات اور برکات کی نیست سے ظاہر کرنے کا ذکر ہے اسی لیے حکم سے نقل ہوا اور فرعی کی نادر ذکر کو خوب مشہور کرو۔ پیغمبر اکرمؐ کا نذر کے ہوتے تھے دوسرے دیوی بنے ہوئے قانون پر عمل کرنا منع ہے ان لوگوں کو جس کیلئے وہ شریعت الیہ نازل ہوئی ہو۔ یہ نائدہ نما جزاء (الہام) کی پوری آیت کی تفسیر سے حاصل ہوا۔ لہذا مسلمانوں کو اسلامی قانون پر عمل کرنا فرض ہے۔

ان آیات سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ مجرم کی سزا کے متعلق خود مجرم یا اس کے لواحقین سے پوچھا جائے۔ یہ فقہاء جہاں سے مستنبط ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ جرم کی سزا صرف حاکم عدالت یا حکومت کے ہر اکین دے سکتے ہیں جن کو بادشاہ یا کسی بھی سربراہ مملکت نے حالت کا اختیار دیا ہو۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص لازمی سزائیں دے سکتا ہاں دلا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ شخص حکومت کا ملازم ہو یہ مسئلہ کثیر النسخ کی ایک تفسیر سے مستنبط ہوا۔ تیسرا مسئلہ۔ مجرم کو اس کے دین کے مطابق سزا دینا ہائز ہے اگرچہ اپنے دین یا اپنے قانون کے علاوہ ہو۔ اسی لیے حدیث میں ہے کہ ایک مومن پر آقاؤں دو عالم علیؑ و سلمؑ کو سزا دینے سے دین کے متعلق خود ان سے پوچھا تھا اور تو ریت دیکھ کر رحم کیا تھا۔ بعض علماء کلام فرماتے ہیں کہ شریعت بقول میں پوری صرف حق العبد ہی نافذ ہے۔ چوتھا مسئلہ۔ حق العبد والے جرم میں تعزیر جہتی ہے اور حق اللہ والے جرم میں حد جہتی ہے۔ تعزیر کا شرکاء جائز ہے تعزیر کی سزائیں مشورہ جائز ہے نیز حد سے کے نقصان دہ جرم حالت میں آئے سے پہلے صرف حق العبد ہے لہذا تجویز سزا کا شدہ جائز۔ یہ مسئلہ بھی نما جزاء (الہام) سے مستنبط ہوا۔ لیکن حاکم کا طرہ عمل ہے کہ غیر شرع یا شرعیت کے خلاف سزا دے۔

یہاں چند اعتراضات پیش کیے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات پہلا اعتراض۔ وہاں آیت دیکھو کہ دوسری دفعہ فرمایا گیا جب کہ دوسری دفعہ استثنیٰ تھا کہ

کہا کالی تھا۔ خواہ خواہ الفاظ کی زیادتی فصاحت کلام کے خلاف ہے۔ جواب۔ خواہ خواہ نہیں بلکہ بہت ضروری تھا کیونکہ تعزیر جرم کا مرحلہ تھا اور کسی کو مجرم ماننا بہت نازک کیفیت ہوتی ہے اس لیے اگر وہ صاحب کلام اور مطالبی معاملات کے پیش نظر ایک بات کو دس دفعہ بھی دہرائی پڑے تو میں درست ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام بیان شہادت میں دہراتے ہیں کہ گواہ کو اپنے بیان میں ضمیر پر استعمال کرنا منع ہے بلکہ بار بار جب موقع آئے تو علیٰ اصدائی جیلہ کا صاف صاف نام یا رشتہ ذکر کر کے نیز

یہ تکرار عقلی فصاحت کے خلاف نہیں۔ فصاحت کے خلاف ہر مائین قسم کا بے طبعی قواعد کے خلاف ہوا۔ بے مری انتہائی کے خلاف ہونا۔ بے کلام میں سقم رکاوٹ یا شکل پیدا ہونا۔ نیز یہاں اس لیے بھی ضروری ہے کہ پہلے دعاء میں صرف بقیہ کا ذکر ہے۔ تلاش کا نہیں ہے اور یہاں تلاش کرنے اور جرم ثابت کرنے کا ذکر ہے۔ دو شہر اعتراض۔ کہنا۔ کامیابی ہے مگر کیا ہم نے اس کی نسبت سب کی طرف کرنا گستاخی ہے۔

جواب۔ غلط ہے۔ کہنا کہنا سے نہ اسے ہی کا ترجمہ تشریح تفسیر نحوی اللہ مال اللہ میں کردی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے تدبیر کرنا۔ یا ارادہ کرنا۔ اعلان و نواں معنی کی نسبت سب تعالیٰ کی طرف میوہ اور گستاخی نہیں۔ ہاں نسبت خیر کی تدبیر بھی ہوتی ہے اور نسبت بد کی بھی۔ جب کہ کسی کا نقصان ہو تو ابی نقصان وہ تدبیر بری۔ یہاں کسی کا نقصان نہ تھا بلکہ دنیا میں کی مرضی سے ہوا لہذا تدبیر اچھی لاندہ سند تھی۔ کہنا۔ مشترک ہے خارجے میں۔ تدبیر کرنا۔ ارادہ کرنا۔ صحیح بات دل میں انا۔ سیدھی راہ چلانا۔

تیسرا اعتراض۔ یہاں مجرم کی سزا کے متعلق خود مجرموں سے کیوں پوچھا گیا۔ یہ تو عدالت کی زمین اور قانون کی کمرہ کی ہے۔ جواب۔ اس کا جواب تفسیر مال اللہ میں دے دیا گیا کہ سزا نہیں پوچھی تھی بلکہ اہل کے درجہ کا قانون پوچھا تھا۔ ہر پوچھے والی عدالت۔ تھی بلکہ کہنے والا ملے تھا۔ جیسے پولیس کی مجرم سے پوچھ لے کہ بتا اگر جو ثابت ہو گیا تو تجھے کیا سزا یا سزا دینے کا ارادہ ہے کہ بتا اگر تجھ کو سبق یا سزا ہو تو تجھے کیا سزا۔ ان تفسیروں کا مدول کے اختیار میں نہ سزا تھی۔ عدالت کا قانون ان کے پوچھ لینے سے عدالت کی قوانین سے نہ قانون کی کردی۔ حضرت یوسف نے نہیں پوچھا تھا ہاں اللہ انہوں نے اس سزا پر عمل نہ آد اس لیے کر لیا کہ وہ شریعت اللہ کی قانونی سزا تھی نہ کہ ان کے کہنے کی بنا پر اگر یہ سزا شرعی نہ ہوتی تو کسی اس پر عمل نہ ہوتا بعد میں بحالی کتے ہے سزا کو اس طرح بدل دو کہ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ رکھ دو مگر یہ بات غیر شرعی تھی اس لیے نہ مانی گئی

تفسیر صوفیانہ
قَامُوا اَتَاٰلَهُمْ نَقْدًا عَلَيْهِمْ مَا جِئْتُمُوْا بِهَا مِنْ شَرِّ لَّيْسَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ہے طریقت پوشیدہ ہے اور اس کی تا فرماں چوری سے۔ بدوہ کامل بننے کے لیے شریعت کا وہ قانون طریقت کا زور پست ضروری ہے اہل شرعی کا اظہار ضروری ہے اور راہ معرفت کی گہوں سے خاموشی سے گزرتا ہے۔ جو بھی اس راہ مجرم ہو گا وہ جہاد ہو گا جو سب سے اس کو جہاں کی سزا ہے اور یہ سزا اس کے اپنے ہی منیر کی آواز کے مطابق ہوگی۔ کامیاب فرماتے ہیں کہ راہ سلوک بہت نازک ہے طالب کی ذہنی بھول اس کی پہلی ساری محنت کو برباد کر دیتی ہے سب سے زیادہ نقصان صحت اختیار سے ہے۔ اس راہ میں زبان کی تقاضی کام

[illegible]

جس کے کجاوہ دل میں اُس کا پیارا عشق لکھ آئے وہی خوش نصیب اُس کا بدلہ سے۔ اسے ظاہر
میز تھنے محذوب کو مقرب خیر کو حقیر سمجھ۔ مگر کسی مجذوب الٹی اور نفیر معطلانی سے تو پوچھو وہ تو اہل بات
پہری تہاں و فرماں ہیں کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے پیارہ عشق رکھا اور اُغیار سے ملوں کر لیا اور غیروں کی
تفتیش میں ڈال دیا۔ خود ہی عشق کا بھانڈا پھوڑا اور پھر کمال راز داری سے اچھا بنایا۔ غیروں کی تلاشی اور ان
سے لگاؤ تو باری دیکھا دیکھا یہ تو دنیا کی چند روزہ فانی تھی ابدی محبت تو اُس کو ملی جس کو عشق و محبت کا
چور بنا ڈالا۔ کَذَابَتْ كَذَابًا لَّئِنْ لَوْ شِئْنَا مَا كُنَّا لَبَاحِدًا فَوْقَ دُونِ الْمَلَائِكَةِ أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَوَفَّعْتُ ذَرْبًا مِنْ
نَسَاءٍ وَفَوَيْتُ كُنِّي وَفِي عِلْمِي عِلْمٌ۔ یہ اشارہ بتاتی ہے مہدین زہدین لطیفین کے لیے کہ سب
تو رفیق تہمیر ہماری طرف سے ہے۔ ہم نے اکیلا سب قلب کو تدبیر اخلاص بتائی ورنہ فعل انسانی کے
دل سے غلوں کی پافست و محابہ سے حاصل نہیں ہو سکتے وادی عشق میں نقطہ مشیت ایزدی ہی مقادیر کل ہے
رہاں سب کے قانون ٹوٹ جاتے ہیں۔ اسے مجاہد سے کہے اور قدم تھما سے اُٹھنے میں تو نین ہماری ہوتی
ہے فعل تھما سے ہوتے ہیں تہمیر ہماری جوتی پچھم اسے قرب حاصل میں بھی کو مہا ہتے ہیں و ہوں ملندی طافرا
میتے ہیں۔ مونیافر ملے ہیں کہ مصر معرفت میں آٹھ دہے ہیں اور ہر درجہ ایک علم ہے۔ منزل پر پہنچنے
والا دی علم سے اور سب ہمارے کوئے کے قرب حاصل کے تان و تخت دو سیاح سفید کے ملک علم ہے
اس سے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ یہاں پہنچ کر بندہ کامل ہو جاتا ہے اور عقل جبران ہو جاتی ہے۔ اسے علم اس علم کے

عقل میں کوشش کرو۔ یہی حیات دنیا کا مقصد ازل ہے۔



قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ

بولے د۔ اگر یہ چوری کرتا ہے تو بھگ چوری کی بھی بھائی سے اس کے سے
بھائی بولے اگر یہ چوری کرے تو بھگ اس کا بھائی اس سے پہلے یہی

قَبْلُ ۚ فَاسْرَّهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ

پہلے۔ تو محسوس کی یوسف نے یہ بات میں دل اپنے حال کو
کر چکا ہے تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور اس پر

يُبْدِيهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا وَاللّٰهُ

ظاہر کی اس ہمارے کو یہ نہیں کہے دل میں کہا تم شرارتی جگہ ہو اور اللہ
ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ۝ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ

بہت جانتا ہے اس کو جو تم بتاتے ہو بولے اسے عزیز
خوب جانتا ہے جو تم بتاتے ہو بولے اسے عزیز

إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدًا مِّنْ

بھگ اس کے والد بڑے ہیں بہت۔ تو نے کوئی کو ہم میں سے جگہ اس کی
اس کے لب میں بڑے بڑے تو ہم میں سے اس کی جگہ کسی کو

إِنَّا نَتْرِكُكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۸﴾ قَالَ مَعَاذَ

حک ہم دیکھتے ہیں تم کو سے احسان والوں فیرا اللہ کی
لے نو شک ہم تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں کہا سر کی

اللَّهُ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا

پناہ اس سے کہ میں ہم تمہاری کو پایا سے سامان اپنا
پناہ کہ ہم میں تمہاری کو جس کے پاس

عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا الظَّالِمُونَ ﴿۱۹﴾

پاس جس کے شک ہم تب تو اللہ ظالم ہوں گے
ہمارا مل ملا سب تو ہم ظالم ہوں گے

ان آیات کا پہلی آیات کی بر سے چند طرح تعلق ہے۔

تعلق

پہلا تعلق۔ پہلی آیت میں حضرت یوسف کی جنت اعدان اور شفقت کا ذکر ہوا چلا آ رہا
ہے جو بیدارشی حسی افلاک کا مظہر ہے۔ ان آیت میں سوتیلے بھائیوں کی گستاخانہ جلی عداوت کا ذکر ہے
کہ وہ اب بھی کس طرح اپنے گم شدہ بھائی کے حق میں نازیبا خیالات رکھتے ہیں دو ستر تعلق۔ پہلی آیت
میں شریعت مقرب علیہ السلام نے ایک مسئلے کا ذکر جواب ان آیت میں اس مسئلے پر عمل کرنے کا ذکر ہے جس
سے ثابت ہو رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام اگرچہ بچپن میں ہی اپنے وطن سے جدا کر دیے گئے تھے مگر اپنے
وطن لڑائی کے ذریعے تمام شریعتوں سے واقف تھے۔ تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں بتایا گیا تھا کہ حضرت یوسف
بادشاہ درج العزت میں نہایت بلند شان والے میں اور کلام کے دارت میں باقی آیت میں بتایا گیا کہ تب
نہایت طلق اور محسن میں شامل ہیں۔

تفسیر لکھی کہ
قَالُوا إِنْ تَسْقُو فَقَدْ سَرَقْتَ آتَتْهُ مِنْ قَدَمَيْ يَوْسُفَ فِي نَفْسِهِ وَهَمْ يُدْهِمُهُمْ
قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَشَايَا وَاللَّهُ اعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ۔

قَالُوا ائْتِنَا بِبُرْهَانٍ مِمَّنْ يَدْعُو بِهِ كَذِبُوا قَالُوا نَدْعُو بِهِ كَذِبَنَا قَالُوا إِنَّكُمْ لَفِي ضَلَالٍ عَمٍ

مقولہ ہے قول کا۔ یُسْرِیْ لعل مضارع یعنی ماضی قریب من شریکہ کی حرف جار ماضی کا ماضی ماضی ماضی
 یہ جملہ فعلیہ بن کر شرط ہوا اس کی جز اللاتھب پر مشیدہ فقہ۔ ف سببہ۔ اند سرفی فعل ماضی قریب ہے
 مگر بعید مراد ہے ف بھی کیونکہ ہے۔ مع اسم مکتزہ بحالہ۔ مع وجہ فایست نہ۔ لام اسات لے مصر کا
 لاندہ دیا۔ یہی اس کے بجائے ہے چوری کی تھی۔ کامر مع یوسف ہے۔ منی جاتہ نامہ نقل معات ہے
 محالبت حتمہ کیونکہ معات ایہ عنوان منوی ہے دراصل تھا ماضی قبل۔ ف تفسیرہ یعنی تم لازمی اسر۔ فعل
 ماضی شتر سے مشتق ہے باب الحال مضارع ثلاثی یعنی عروس کرنا یعنی کسی بدت کو ال میں رکھنا خاصہ
 واحد مؤنث ماضی اس تمام مہارت میں بہت سی ترکیبی لکھی ہے۔ ایک اول میں یہ عبارت تقدم واصل
 ہے۔ اس طرح تھی قال انکم یخرون کما نانا مسرہ۔ دوسرے قول میں عاصمیر کامر مع تم۔ شتر کا جملہ
 ہے۔ اور لم یبوءوا تھم میں عاصمیر مع ہی ہی اتم کا جملہ ہے۔ مگر آسان اور زیادہ صحیح ترکیب محوی
 اس طرح ہے کہ عاصمیر کامر مع ساقہ عمدہ فقہ متوقی (۴) ہے اور چونکہ لفظ علم مؤنث ہے اس لیے
 عاصمیر مؤنث آئی۔ بعد اللہ ابن مسعود کی قرئت میں مسرہ ہے وہ عاصمیر مذکر کامر مع قول یا کلمہ
 کو بناتے ہیں اور وہ مذکر تو ضمیر مذکر (تفسیر کبیر) یوسف داہل ہے اکثر کا بعضی ظرفہ نفس کے چر ماضی یہاں
 مراد۔ دل ہے۔ ۱۰۔ ماضی۔ فقہ یوسف فعل مضارع ثنی۔ ظم معنی ماضی قریب۔ بدہ مہمور الامام یا بدہ ماضی ناص
 یانی سے مشتق ہے۔ معنی ظاہر کرنا بحالبت جزم ہے اس لیے لام مکرر گیا۔ عاصمیر مؤنث واحد کامر مع مسرہ
 کا حاصل مصلد ہے۔ یعنی اپنے اس کو بالکل ظاہر نہ ہونے پر۔ لکم نام جاتہ یعنی عنہم ضمیر مجرور متقل کا
 کامر مع برادران بنیامین میں۔ قال لعل ماضی کا فاعل یوسف ہیں اور ذاکر رب تعالیٰ ہے۔ قول سے مراد بہت
 آہستہ زبان کھلت ہیں۔ بعض کے نزدیک قلبی قول مراد ہے۔ جس میں زبان بالکل نہیں ملتی۔ اس لیے کہ
 قول مامہ سے لسانی۔ قلبی۔ برسی۔ ثقی۔ بھری باتوں کو۔ اتم ضمیر جمع مذکر حاضر مرفوع متفعل متدا ہے
 شتر مینر مکانا تیسر ہے۔ جتنا اہل کر حال کا معنوی قول ہے کیونکہ یہ کلمات ایک قول میں زبان سے ادا
 ہوئے۔ لفظ شتر مصدر یعنی شتریز مبالغہ کے لیے ہے۔ جنوں تعلیم کے لیے ہے واحد جمع ہر دو کے
 لیے متصل ہے۔ جیسے نیتہ خلل۔ مکان معنی منزل زاد ہما اسم ظرف ہے دراصل تھا مکتون۔ رورن مسرہ داہل
 فتح ثقیل تھا لندا ماد کہ الف سے بدل دیا اور فتح ماکل کو دیا واللہ۔ داو ماضی ماضی کا جملہ معطوف ہے۔ یہ
 جی ظل معطوف علیہ کلام ثنی یا ستری قلبی ہے۔ لفظ اللہ جتدا اسم ناں سے جادہ ہے۔ اتم۔ اسم تانیل کہ
 ظم سے مشتق باب مع سے ہے۔ ماضی جادہ ماضی ماضی۔ ہار مجرور متعلق ہے ظم کے۔ لفظوں۔ فعل
 مضارع بعیدہ جمع مکر حاضر اس کا فاعل برادران بنیامین باب ضرب سے ہے۔ ولف شمال وادی سے مشتق

ہے۔ یعنی حالت مہمان کرنا۔ تعریف کرنا۔ شہرت کرنا۔ کسی بات کو خاص کرنا۔ جھوٹ گھڑنا۔ کچھ بتانا
 یہاں یہ تحریر معنی مراد میں۔ قَوْلَانَا لَهَا نَعُوذُ بِكَ اَنْ تُشْبِعَ كَسْبًا فَتُفَكِّنَا اَنْ
 سَارَ اَنْ يَنْتَحِسِنَ قَالُوا۔ فعل ماضی۔ بیضہ و نوح۔ محول ہے برادریاں بنیامین ہم ضمیر متصرف عامل
 ہے اس کا مراد یہی برادران میں۔ یا یٰ ایتھا۔ یا عرب نہ مطلق ہے۔ ایتھا عرب۔ تنہا ہے۔ یہ ماضی۔ مع
 سوال ہے۔ ایک قول میں لفظ یٰ ایتھا مطلق و نا۔ کے لیے سے تاکہ یا کی حالت برقرار ہے۔ مع۔ ماضی
 معترف بالظاہر ہے۔ اس زمانے میں مصر کے وزیر اعظم کا لقب قانوقی ہوتا تھا۔ یعنی غالب عزت منان
 قانوقی سے مشتق ہے۔ بدل فیل ہے۔ ان حرف جہت فعل رائے یقین وصال۔ نذر و سہا کی پر امتنا
 ہوا تھا یہ لیا علم سے اس لیے ان مکسور ہوا۔ لام مسات کا ہے۔ ضمیر محمول و احد مذکر غائب
 کا مرجع بنیامین ہے۔ عا در محمول و مشتق سے مؤنث و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 انتہا مشترک ہے سات معنی میں لغت۔ ایک لفظ قانوقی ہوا ہے۔ تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 ماضی صائب لکب والد میں یہ ماضی معنی میں اس لیے یہ لفظ غائب و لد کے لیے مقول اطلاق ہو گیا
 یہاں یہی مراد ہے۔ مہربان کے تقدم میں صبر کا مادہ ہوا و طرح سے۔

مل۔ اس کا ماضی والد ہی ہے والد نہیں۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 بہت بڑھا۔ اور جو بڑھا ہو وہ مثل بچوں کے زیادہ پریشان ہوتا ہے۔ صفت اول سے انا کی کثیر اسفیت
 دوم سے انا کی لفظ کثیر عام ہے۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 ہے شیخا کی تب کثیر سے عرب مر کی بڑائی مراد ہوگی۔ فخذ۔ ف تیلید معنی لفظاً عذ۔ فعل امر صیغہ واحد
 مذکر حاضر باب نصر لفظاً معنی لفظاً ہے۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 جمع ہو نہیں پور یہ اجتماع وجب۔ نفس منع تھا اس لیے بلی ہمزہ و بدل گر گئی پھر دوسری ہمزہ و بدل سکوں گر
 گئی۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 اعلان سے ہے مگر یہاں تکبیری ہے معنی کوئی کسی۔ مضاف بسوئے جمع ضمیر مکتوم۔ مگانہ۔ مرکب ابائی۔
 لفظ مکال چھ معنی میں مشترک ہے م ظہر۔ م منزل۔ م درجہ۔ م گھر۔ م جگہ۔ م بدلہ۔ یہاں
 سی آخری معنی میں ہے۔ مضمیر کام جمع بنیامین ہے۔ ماضی۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 حکم۔ رائے فعل معارض معروف ماضی حال۔ ماضی سے مشتق ہے۔ ماضی۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 دل۔ و تہ ثانی مقدم کا۔ اسم مکبر ہے اسم مؤنث ہے ان کا یہ لفظ
 ی گر گئی ہمزہ کو رائے تخفیف ماضی سے بدلہ یا ترا ہو گیا۔ مضمیر منصوب متعل اس کا مرجع عزیز مصر غائب۔

کو اور زیادہ ندامت اور شرم کی اور بنیامین پر غصہ کیا سی آسمانی غصہ میں انہوں نے پاکدامنی کم لندو
یوسف بھائی کو بھی مدد بخشا اور بوسے کر دلا تو اس نے چوری نہیں کی عاب غلطی سے اس کی بوری میں گلاس گر گیا ہو
گھا در اگر اس نے چوری کی ہے تو کیا حیرنی بیشک اس کے گلے گم شدہ بھائی سے بھی چوری کی تھی اسس
ہے پسے۔ تو حضرت یوسف علم کے پہاڑ بربارہ صابروں سا کر نی نکر م نے کمال ثنات سے اس بات کو دل
میں اگر پھر سرس کیا مگر پنی لیا اور کسی بھی بلا ہی باطنی طریقہ سے اُن پر ظاہر نہ ہونے دیا نہ رویت بدلا نہ چہرے
بدل سکے آنے ہی میں کہتا کہ تم اب بھی شرم پسند ہو۔ یہی تمہاری بات کی حقیقت تو اس وقت اس کا
کہا اب دیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کو طوب جانتا ہے جو تم صدور بغض کے جذبے سے کہتے
ہو۔ برادران یوسف کے متعلق یہودیوں نے اپنی اسرائیلیات میں بہت کچھ لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ برادران کو
جب غصہ آتا تو اسی دور سے چھین مانتے کہ وہ شست سے حاملہ کا حل کر جاتا۔ جب بنیامین کو یوسف علیہ
سلام نے بطور مذاکھ لیا تو بھائیوں نے جھکی دی کہ بنیامین کو چھوڑ دیا جائے ورنہ ہم جیسیں ماریں گے اور
مصر یوں کو تل کریں گے۔ حضرت یوسف نے دھمکی سنی میرا یوسف نے ردیل کو لھو کر ماری ردیل اور بھائیوں نے
پر آمادہ ہوئے تو یوسف نے ردیل کا گرہ بان پکڑ کر زمین پر پٹچ چاہس سے باقی بھائی بھی ڈر گئے۔ اسرائیلیات
میں یہ ہے کہ دلا یعقوب کو جب غصہ آتا تھا تو کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا مادہ جب تک اولاد یعقوب
میں سے ہی کوئی اس کو ہاتھ نہ لگاتا غصہ ٹھنڈا نہ ہوتا تھا جب کوئی ولد یعقوب کا فرد ہاتھ لگا دیتا تو نہ غصہ
باقی رہتا تھا نہ جوش و توت۔ حضرت یوسف کو بھی یہ بات معلوم تھی جب شمعون کو غصہ آیا تو حضرت
یوسف نے اسے بٹے بیٹے فریم سے کہا کہ پیچے جا کر اُس کو ہاتھ لگا کر آ جا۔ جب اُس نے ایسا کیا تو اُس کا
غصہ بکرم ختم ہو گیا اور پھر داسکا سب بھائیوں سے آپس میں کہا معلوم ہوتا ہے کہ سال کوئی اولاد یعقوب
میں سے ہے۔ کیونکہ اس کے سوا غصہ ختم نہ ہوتا تھا۔ مگر حیران ہو کر خاموش رہے۔ چاہے مفسرین نے
بھی ماسچے سمجھے اس طرح کی باتیں لکھ ڈالی ہیں مگر یہ سب باتیں غلط ہیں۔ سلاہوں سے کہیں شہادت نہیں۔
اسرائیلیات میں حضرت یوسف کی طرف یحییٰ کی تین چوریاں منصوب ہیں پہلی یہ کہ یوسف کا نانا وایل کا لڑ
تھا ایک گھریلویت کو پوجتا تھا حضرت یوسف نے اس کو چھپ کر لھایا اور توڑ کر راستے میں پھینک دیا
خواہ اپنی مرضی سے یا اپنی والدہ راحیل کے کہنے سے اور مشہور ہو گیا کہ یوسف نے بت چرایا اور توڑ دیا دوسری
یہ کہ آپ کو بھوکوں فقیروں سے بہت محبت تھی جب کوئی صدائے پر بھوکا آتا تو آپ بغیر پوشے اہ جلائے
دکھائے تھوڑا سا کھانا بھوکے کو کھلا دیا کرتے تھے۔ اس کو بھی چوری بھایا۔ تیسری یہ کہ حضرت یوسف کو
یعقوب بھی بہادر کرتے تھے اور آپ کی بیوی بھی یعقوب علیہ السلام کی بہن۔ دونوں چاہتے تھے کہ یوسف

ہر وقت میرے پاس رہے تو پھر بھی نے قاتل کی طرح پراپنے پاس رکھنے کے لیے یہ چال چلی کہ اپنا ایک موٹی
 قمیٹ چھپا یوسف علیہ السلام کی کہ سے لپیٹ دیا اور اسے اتنی کپڑے پہنا دیے کہ اس کی دھڑکن شروع
 کر دی بھت تلاش کرنے لگی تو کسی نے یوسف کے کپڑوں کے نیچے دیکھ لیا۔ اس طرح چار سالہ یوسف
 چوری کیا اور چور کا بدلہ چور کے قانون سے چوری سے اس کو ظلم بنایا۔ اگلیہ بھائی اسی چوری کا طعنہ
 دیتے ہیں۔ مگر یہ قاتل کی طرح ہے روایت میں بھی آیا ہے۔ لیکن دوسرے احوال یہودی سازشیں ہے
 انجیل پیدا نکل میں تو یوسف علیہ السلام کو معاف نہ چل خور بھی کہا گیا ہے۔ بنیامین نے بھائیوں کی سب بری
 جلی باتیں برداشت کیں لیکن کچھ نہ بولے اس لیے کہ ان کو بھائی بھائی نے اہ قریب رہنے کی جو خوشی تھی
 اس کے سامنے یہ کڑی باتیں بچھیں فقط ان میں سب انہوں نے بھائی کو بھی تھمت اور چوری میں شامل
 کیا تو بنیامین سے کہا کہ گرمی چور ہوں اور میرا بھائی چور تھا تو تم بھی بڑے چور ہو تم سب نے پہلی دفعہ
 جرم چاکر اپنی اپنی بوری میں چھپائے تھے۔ تب وہ بھائی کا موش ہونے اور اگلی باتیں سونچ کر عزیز مصر کے
 دربار میں نہایت عاجزی سے عرض کیا قَاتِلُوا اَنْفُسَكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا تَاْتِيكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ
 اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ۔ پہلے تعارف کرنا کہ ہم سب ایک ماں کی اولاد ہیں اور نیک چال ہیں کہ ماں
 میں یہ بنیامین وہ بھائی دوسری ماں سے تھے ہم اور یہ والد میں گئے ہیں والد میں سو تیلے۔ چاروی والدین
 میں اس کی لڑائی لڑائی نہایت زور ہو گئی تھی اس لیے والد کو ان سے ہمت ہزار ہے۔ اور سب بولے کہ اسے
 عزیز شک اس کا والد بڑا صاحب سید ہے یہ اس کی زندگی کا پیارا سہارا ہے اس کو بچاؤ بلکہ اس کی
 جگہ ہم میں سے کسی کو چوری کی سزا میں بچاؤ لیجئے۔ میں امید ہے کہ چاروی یہ درد مندانه التجا قبول ہوگی شک
 ہم نے شروع سے آپ کو بہت احسان کرنے والوں میں سے پایا کہ آپ نے ہم میکینوں غریبوں بھوکوں
 پیاسوں مساکینوں کی ایسی عزت سہاں نوازی کی جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی لہذا اب بھی یہ کرم نوازی فرمائیے
 یا یہ کہ آپ بنیامین کو چھوڑ کر ہم میں سے کسی کو لے لیں تب ہم آپ کو عین میں سے ہائیں گے قَالَ مَقَادِمْ
 اَنْ تَاْتِيكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ
 میں نے تمہاری عزت خاطر تواضع سب سے زیادہ کی مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب تمہارے کہنے پر
 اللہ تعالیٰ کے شرعی قانون کی خلاف ورزی کر کے اس کو گرفتار کروں اور ظلم ہالوں جس کے پاس سے
 جرم ثابت نہیں ہوا اور وہ بیکار ہے تو یہ نعوذ باللہ۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کہ ہم اس کے سوا کو بچاؤ جس
 کے پاس سے ہم نے اپنا سامان پایا ہے اگر فدا کر دے ہم یہاں تک کام کر رہے تو ہم یقیناً اللہ ظالم ہوں
 گے۔ ہرگز اس مشورہ سے دو۔

اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ سے حاصل ہونے۔

فائدہ سے پہنچا لی زندہ۔ کلنی حد معض اور کہ دست بہمت بری بلا ہے کہ دیانت دہی کے ساتھ ساتھ عقل و فہم بھی سناہ کر دیتی ہے۔ اور جو میں خوبی ہو وہ عائد کو عیب نظر آتا ہے نہ کامت تو زما یا مسکین برہم سے لکھنا کھانا، حدیث یوسف کا ایمانی کمال تھا مگر برادرانِ یوسف نے اس خوبی کو بھی گناہ عیب و لغت زنی کا ذریعہ بنایا۔ یہ لائدہ اور سنن فہم و شوق، آج کے دور سے حاصل ہوا۔
دوستدارانی ٹڈ۔ بزرگوں نیک و نیکوں کا طریقہ ہمیشہ بھلا اور نادانوں کی ابدارسانی پر صبر و تحمل اور برو باری کا مظاہرہ ہوتا ہے اسی میں اللہ کی خوشنودی اور رضا ہے۔ یہی چیز ارجوں کو بڑھاتی ہے۔ یہ فائدہ و کلمہ نئے سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ مسلمان کو چاہیے کہ سر حال میں نیکی کرے پُر خلوص طریقہ کی نیکی نہیں کو بھی ایسا کر دے نہایتی ہے۔ اگر بار بھی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یہ فائدہ ان سے (۱) (۲) سے حاصل ہوا۔ اچھا نہ کہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور انعام ہے۔ چوتھا فائدہ۔ بزرگوں کا یہ بھی طریقہ ہے کہ تب کوئی شرعی یا پسندیدہ بات ہو جائے تو معاذ اللہ۔ لغو یا لٹ۔ الیا ابائٹ وغیرہ الفاظ ادا کرتے ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ اللہ کے حکم کے خلاف بات ہے ہر مسلمان کو ایسا ہی کرنا چاہیئے یہ فائدہ قولِ خدا تعالیٰ سے حاصل ہوا۔

ان آیت سے چند مسائل متنبط ہو گئے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ حالت میں آنے سے پہلے مجرم اپنے حق اجداد سے جرم کی سزا یا معافی کا سبب جرم میں کیا جرم ہے، سے مانگ سکتا ہے اگرچہ وہ صاحب جرم خود حاکم یا عدلی کیوں نہ ہو یہ مسئلہ فقہاء میں مختلف ہے۔ بعض فقہاء سے متنبط ہوا۔ دو کمر مسئلہ۔ صاحب حق اپنے جرم کو معاف کر سکتا ہے اگرچہ وہ حاکم ہو۔ اور حالات میں ہو بشرطیکہ اس جرم میں کوئی اور دوسرے فرد صاحب حق نہ ہو۔ یہ مسئلہ فقہاء سے متنبط ہوا۔ تیسرا مسئلہ۔ حالت کے یسے کے بعد، عہد کی درخواست دیا منع ہے۔ بشرطیکہ فیصلہ قابل عمل، اگرچہ اس سے درست ہونے کے علاوہ شرعاً بھی درست ہو یہ مسئلہ فقہاء میں مختلف ہے۔ بعض فقہاء سے متنبط ہوا۔ یہ مسئلہ اور بادشاہ حق بعد و حق اللہ میں سزا یافتہ مجرم کی عہد کی درخواست قبول کر کے سزا عاف کرنے کا مجوز نہیں ہے۔ ورنہ بادشاہ خود شرعی اسلامی مجرم بن جائے گا۔

یہاں چند اعتراضات ہر سکتے ہیں۔

اعترضات

پہلا اعتراض۔ جب پہلی دفعہ ہی حضرت یوسف کو پتہ لگ گیا تھا کہ میری گم شدگی

کے بعد سے اب تک میرے علم میں والد محترم لم تکلیف ذائق میں نہ حال۔ بستان پریشان میں آپ سے
اسی وقت کیوں طلاع نہ ملے گی یہ مزید اڑی سے مزید تھی تکلیف حضرت یوسف کی جانب سے ہونی
تو پہلے سے عرصے میں نے رلایا اب نہ بتا کر حضرت یوسف کے آپ سے باپ کو رلایا حرم بزرگ ہو گیا۔
یا جب آپ تلخ فتنہ ہونے سے تو آپ کو گھر سے بھی یاد ملے، ارکھن کا سب سے بھی معلوم تھا کہ
کو بھی دیتے۔ گھر والے قریب سے میں اور آپ اپنا تخت کاٹا نہایت شادی بیاہ چائے بل بچوں
میں خول و خرم بیٹھے ہیں یہ تو نہایت سرگرمی سے۔

جواب۔ اولاً تو ملکہ کا حکم نہ تھا کہ وہ اس کو بلدی ملا برکریں۔ نیز آپ استہالی مصر دیات میں تھے قحاک کی
میںوں سے سرد آزا ہو لے کے یہ دن سات کی ایک محنتوں میں مشغول تھے اور تخت و تاج سے آپ
کو پیش نہیں ملا بلکہ جھوک لاتے رہتے۔ بھنگوں کی پریشانیوں کا علم کہ گھر والوں کو فقط یوسف کا ور یوسف
کو سانسے جہاں کا علم وہم یہ کہ حکمت اللہ یہ تھی کہ اتنی سہائی اور بیاہ مصر کے لوگ جنہوں سے یوسف کو
غلام بنایا اور سمجھا سب اس کے حضور پہنچے غلام بن جائیں پھر ظاہر کیا جائے کہ تم سب بھائے یوسف
کے غلام ہو۔ دوسرا اعتراض۔ بھائیوں نے والد محترم سے یہ سب کو ہدایہ دو غلام کھائے اور یوسف نے
والد محترم سے بیامین کو جدا کیا تو وہ بھی غلام ہوئے۔ (معاذ اللہ)

جواب۔ یوسف علیہ السلام کا بیامین کو ان کا علم نہیں۔ ہی والد محترم کی ایذا رسالی سے اس سے کہ والد محترم کے
نریک ذائق لیا میں چار طرفہ فرق ہے۔ یہ کہ یوسف علیہ السلام اس کے خیر و خیر سے باپ کے پیار کی بہت
مروت تھی اس لیے اس سے والد کو فداقی بہت زیادہ تھا۔ بیامین سے والد کو دیکھا ہی نہ تھا وہ مامتا کاٹنے
ہی نہ تھے اس لیے ان سے اس اور طرفہ کا پیار نہ تھا۔ دوسرا یہ کہ یوسف علیہ السلام کو ملا جتہ کیا گیا تھا۔ جس کا
غم بہت ہوتا ہے نظروں کے سامنے سرسبز فضا ہو جاتے کا ان کا علم نہیں ہوتا جتنا گم سوے کا اور
بائوں کی ذکاوت سے۔ اعتبار یہ جو کہ یوسف کا کردار خوں آلودہ تھا مگر پشیمان ہوا تھا۔ بیامین اگرچہ بدلتا ہوا اگر
گم نہ ہوا جتہ ہے کہ مصر میں بہت آرام سے شاہی و نہ خوں پر ہے۔ اس لیے بیبا آپ سے بیامین کی فضا
اسی تب بھی ماسعی علی یوسف کہہ کر یوسف کو یاد کیا کہ بیامین کو سرگرم نہ بیامین کی عدالتی حوالہ اس
کے اپنے کردار کی جیسے ہوئی۔ کہ بیامینوں کے ظلم کی وجہ سے چھٹا یہ کہ بیامین کی مدنی شری تلوں
کے حکمت ہوئی اس لیے والد کو بدلتا کل غم نہ ہوا یا کم از کم یوسف کے غم جیسا کہ اس کے عشر عشر تک نہ
ہوا۔ لہذا یوسف علیہ السلام کا بیامین کو روک لینا نہ لگ ادا ہے نہ قطع رحمی نہ مقول والدین مفسرین سے
یہ جواب بھی دیا ہے کہ یوسف علیہ السلام بھائیوں کی سند سے اب بھی خوفزدہ تھے کہ کہیں میں یہ کہہ دوں کہ

میں یوسف ہوں عازہ والد کو جھانپتو وہ میری شان و شوکت دیکھ کر حسد میں والد کو مسح باستہ بتائیں بلکہ
وٹ کر ہی نہ آئیں۔ مگر یہ جواب کمزور ہے۔

تیسرے اعتراض: یوسف علیہ السلام کھانا اشد کیوں فرمایا کیا بھائیوں کی درخواست گناہ تھی۔

جواب۔ ہاں غنا و خشی عین وجہ سے ایک یہ کہ پاہنے نے قانون شرعی حکم ہے لہذا سب پر لازم مجرم کو چھڑ کر دے کہ پکڑنے کا کوئی جواز نہیں وہ یہ کہ ظاہر انبیاء میں کو پکڑنا ظلم نہ تھا کیونکہ اس کی رسالت ملی تھی وہ جس سے بھائی کو پکڑنا ظلم تھا کہ وہ لاطم تھا اصل حقیقت سے سوچ یہ کہ فساد مراغذہ حاصل نہ ہوتا حالانکہ میاں کو پکڑنا عین حکمت باری تھی اس کی مخالفت مرا سرتگاہ اح ظلم اس لیے فرمایا معاذ اللہ۔

تفسیر صوفیانہ

قَالُوا اِنْ نُسْرِقْ فَقَدْ سَرِقَ اَبُو نُوَيْسَ مَا سَرَقَ اَبُو نُوَيْسَ فِي نَفْسِهِ وَلَكِنْ

سیدھا کہہ دیاں اتم شرمتکا نادیکہ، علم برماضفوا دیا امتحان علماء مبرورنا ہے۔

طالب مولیٰ کو پہلا جز یہ ہے کہ اشرار و اعیار کی اذیت برداشت کریں۔ دل کو بھیس پہنچے مگر لب جنبش نہ کریں۔ آقا اگر غموں اُفقت لے محبوب کی رعدہ پوشیدہ سے محبت کے پیاسے چرایسے لڑاس کی قیمت ہے۔ قلب مومن بھی انوار کے جوہر چھپاتا رہا ہے۔ محبت کے حامد سمجھتے ہیں کہ خلوت نفسی حبیب ہے مالا لکہ یہی عمل محبوب بارگاہ ہے۔ ظاہر میں جس کو چوری سمجھتے ہیں، اس کی حقیقت کو اللہ ہر جانتا ہے کہ وہ جس کو تم چوری سے موصوف کرتے ہو وہ تو امانت الہیہ کی ودیعت ہے اور یہ ہی اسرار قرب کا خلیجہ ہے قاتلو، مانٹھا، نقریران لہ، انا شیعہ کبیر تھوڑا آندہ ما صکانہ انا مرق من تھمن مام، نیا میں اہل دنیا ہر تین کیفیات گزرتی ہیں۔ مل دقت شباب یہ دنیا پرستی کے لمحات ضعیفہ ہیں۔ عزت و آبرو جاہ و جلال کی تمنائیں جوان بھرتی ہیں درویشی میں بھی عیازی چاہتا ہے دین کو بھی دنیا کی ترار میں ترانا ہے۔

۴۰۔ وقت غراب۔ جب آسپیں لوٹ جاتی ہیں۔ منصوبے برباد اور امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ یہ وقت مندے کے لیے انتہائی بے بسی کا سوتا ہے۔

۷۔ وقت ضعیف جب التجاؤں فریادوں کا سہارا لیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بے غلوص عمل قبول ہو جائیں

ناجائز دعائیں منظور ہو جائیں۔ سیز پڑکینے سے سر سے پیر تک حرام سے قطعاً ہوا ہے مگر چاہتا ہے کہ قرب الہی نصیب ہو جائے۔ کیا عجیب تمنا ہے کہ کبوتر۔ حسد۔ نفرت۔ حرام تمہارے۔ ناجائز خوراک۔

سراسر شریعت کی، فرمائی، عبادت میں شہادت، ریاضت سے دور، محبت دنیا میں پھنسا ہوا، الفت
 (فی سے بے خطر پھر کہتا ہے) فخذوا حذرکم لعلکم تقاتلون۔ اُس پاکبلا شریف مخلص کے بچائے ہم میں سے کسی

مقبول رہا ہے اور انہیں یہاں عشق و معرفت کے ہم کو قرب محبوب میسر آجائے۔ بیشک ہم سب نے یہاں

دنیا میں سمجھ کر بہت سخی پایا کہ سب کو دنیا و دنی سے نوازا دیا۔ ہماری بڑھی ایتد دل کو اب بھی سہارا عطا فرما فان معاذ اللہ ان نأخذ ذلک من دیننا متاعنا بعد ذلک انما نؤتیہم ما کان وعدہم ورنہم لکن یسئرون دنیا جلی کی غرض سے راہ معرفت میں قدم رکھتا ہے تو ہاتھ نہیں سے آواز آتی ہے۔ زندگی پناہ اس بات سے کہ اشتراک و اغیار حال قرب میں سے جائیں۔ اسے طالب دنیا تمہاری نگاہیں عیاں یار کی طرف نہ تھیں بلکہ یار کی عطا لذت دنیا کی طرف تھی تم سے محبوب کی معرفت نہائی معرفت اُس کی محفل میں دنیا کو دیکھ کر اُس کو من اقصین کہہ دیا۔ یہاں تو اُسی کو پکڑا اور قبول کیا جاتا ہے جس کے پاس عشق ہی کا ہیار برآمد ہو۔ قرب یار اُسی کو نصیب ہوتا ہے جی میں معرفت کی استعداد و شوق و سال اور کثرت جمال کی تاب ہو۔ اغیار کو محفل اسرار میں داخل کرنا تو ظلم ہے۔ کیونکہ شریعت الہیہ کے خلاف عمل کرنا ظلم ہے۔ شریعت کا نافرمان خان ہے۔ اور خان کی محفل میں جانا ظلم ہے۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ صحبت بدر زہر قاتل ہے اور صاحب اسرار کو اُن غیر نیک محفلوں میں جانا ظلم ہے۔ بلکہ اغیار سے زرخ ملنا بھی ظلم ہے۔ محبوب الہی کا ادنیٰ قصور بھی ظلم ہوتا ہے۔ در غالب مولیٰ عطا کر لیں کہ ظلم بہت ہے۔ لیکن بندہ مضطرب بڑے گناہ کو بھی چھوٹا سمجھتا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَأْيَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ

تو جب سخت بلکہ س ہو گئے وہ بھائی سے اُس چھوٹے بھائی علیحدہ ہوئے سرکشی کرنے کیلئے کہ پھر جب اُس سے نا امید ہوئے الگ جا کر سرکشی کرنے لگے۔ اُن کا

كَبُرَهُمُ الْمَعْلَمُ تَعْلَمُوا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اخَذَ

بڑے نے اُن کے کیا نہیں جانا تم نے بیشک باپ نے تمہارے پاس ہے بڑا بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے

عَلَيْكُمْ مَوْتًا مِّنْ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا

میر تم سخت درد طرف سے شر کی مالاگہ سے پیسے کتنی تم سے اللہ کا عہد لیا تھا اور اسی سے پیسے یوسف کے حق میں تم نے کی

فَرَطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۚ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ

ریاضی کر چکے ہو تم باد سے میں یوسف کے تو ہرگز نہ ہٹوں گا میں اس علاقے سے

تقسیم کی تو میں یہاں سے ہٹوں گا یہاں

حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ

یہاں تک کہ اجازت دی مجھ کو والد میرے یا فیصلہ کرے مجھے میرے درود

یہاں تک کہ میرے باپ اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے اور اُس کا

خَيْرُ الْمَكِيدِينَ ۝ رَجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ

اچھا ہے سب فیصلے والوں سے۔ تم لوٹ جاؤ لوگ اب اپنے کے

بہن سب سے بہتر اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ۔

فَقُولُوا يَا بَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا

پھر کہو تم سے یا جان بیشک تمہارے بیٹے نے چوری کی مگر ہم نہیں شہادت دیتے

پھر عرض کرو کہ اسے ہمارے باپ بیشک بچہ بیٹا سہجوری کی اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوتے تھے

إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَفِظِينَ ۝

مگر سی کا جو جانا ہم نے اور نہیں تھے ہم غیب کی حفاظت واسے

جتنی ہمارے علم میں تھی اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے

وَسُئِلَ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ

اور پوچھا وہ بستی سے جس میں تھے ہم وہ قافلہ سے

اور اس بستی سے پوچھا دیکھنے جس میں ہم تھے اور قافلہ سے

الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَدِيقُونَ ﴿١٠﴾

وہ کہ آئے ہم میں جس اور بیشک ہم اللہ سے واسطے ہیں۔
جس میں ہم آئے اور ہم بیشک سچے ہیں۔

ان آیات کریمہ کا پہلی بات کریمہ سے پسہ طرح تعلق ہے۔

تعلق پہنچا تعلق۔ پہلی بات میں حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کا ایسے ہی کچھ مکالمہ مذکور ہوا اب اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ حضرت یوسف کے دلال قانونیہ کے سامنے وہ سب لاجواب ہو کر خیمائیں کے بجائے میں ناکام ہو گئے تھے انتہائی دایوں ہوئے تو ان کے آپس کے مکالمے کا یہاں ایک سے دوسرا تعلق۔ پہلی آیت میں نہ صحت کے مصداق قانون پر مکالمہ ہوا تھا۔ اب ان آیت میں کہنے ہوئے مضبوطی سے پر مکالمہ ہے۔ تیسرا تعلق پہلی آیت میں ان باتوں کا ذکر ہوا جو یوسف علیہ السلام سے ہوئی اب ان باتوں کا ذکر ہے جو یوسف علیہ السلام سے ہوئیں۔

تفسیر نحوی قُلْتُ اَسْمَا يَلُكُو مِنْهُ حَقُّو بِحُثَايَا لَسْبُرُهُمْ تَعْتَلِمُوْنَ اَنْ يَّاكُم نَدَا حَذَّ عَنْكُمْ مَوَدَّةَ قَوْمٍ لِّلّٰهِ وَمِنْ مَّا مَرَّ طَلْتُمْ فِيْ يُوْسُفَ ف تَقْيِيْبُهُ مَعْنٰى ثُمَّ لَمَّا اَسْمَ ظَرَفَ زَمَانٍ مَعْنٰى حَبِ

اَسْمَا يَلُكُو مِنْهُ حَقُّو بِحُثَايَا لَسْبُرُهُمْ تَعْتَلِمُوْنَ اَنْ يَّاكُم نَدَا حَذَّ عَنْكُمْ مَعْنٰى حَبِ
میں اگر فعل کی زبانی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً بالی و مصور العین۔ اس کی تفسیر نحوی میں بہت قول ہیں مگر
ضرر۔ من جادۃ اجتماعاً فی ضمیر ذکر کا مرجع نیا میں غلطی، فعل ماضی بعید، جمع نائب باب نصر۔ مادہ
یصح تمام زود اصلہ میں نحوی واو جمع کے لیے اور الف آخری تکرار کے لیے غلطی، سے سا ہے معنی خاص
ہونا، چھٹا پانا۔ طیمہ ہونا یہاں یہ آخری معنی مراد میں اس کا فاعل ضم ضمیر جمع نائب پوشیدہ ہے نیچا
حال ہے ضم ضمیر جمع کا جو فاعل ہے غلطی کا۔ نیچا کے واحد ہونے کی تین وجوہ۔

۱۔ نئی معنی مانیا ہے یا مانا جیسا۔ فاعل کے ہم معنی یہ ہے وہ غلطی معنی معاشرہ و عاقل۔ اور فاعل واحد آتا ہے
ضمیر جمع کے لیے بھی اسی طرح یہ بھی۔ ۲۔ یا نئی صفت مشتبہ ہے بردن فعل اور صفت میں مبالغہ ہو چکی ہے اس لیے
احدی آتا ہے جو حسبہ مشابہ مصدر کے جیسے رید مل اور مل کریم۔ ۳۔ یہ نیچا مصدر ہے اور مصدر جمع
تکرار نہیں ہو سکتا فاعل ماضی بعید واحد مکرر نائب اس کا نام کریم ثم کبیر صفت مشتبہ رذل فعل معنی اسم تفسیل
کبیر معنی سب میں بڑا۔ انفر غلطی۔ جزو سرائیہ معنی یا نہ تعلیموا بعضی محمد بلکہ مسارع بنی ماضی

قریب یہ اگلا سارا جملہ مقولہ سے قال کا ۔ علم سے بنا ہے بمعنی حفظ یعنی یاد رکھنا ۔ یہاں متعدی بیک
مفعول ہے ۔ اگلی عبارت تمام اس کی مفعول بہ ہے ۔ ان حرف تحقیق پر وجہ مفعول بہ درمیان کلام میں
ہے اس لیے ان پر سے ہوا ۔ آیا ۔ بحالت ذرا اسم ان مضاف سے تم ضمیر جمع حاضر مجرور مفعول کا ثناء اخذ ۔
فعل ماضی قریب بعینہ واحد قائب ہو ضمیر واحد قائب مستتر کا مروجہ ہے ۔ اخذ سے شائے بتی
لیا ۔ ملکتکم علی جازہ معنی میں ۔ مگر اظہار شدت کے لیے بھائے میں علی فرمایا گیا ۔ تم ضمیر جمع حاضر سے
مراد ہائی بھائی میں خوشنوبرن نورنا مصدر می سے ذوق مثال دادی سے بنا بمعنی مضبوط گرہ ۔ پکارتا
علفہ یہاں ۔ اسی سے ہے میثاق ۔ میں جازہ بیانیدہ بتی بہ قمیمہ ۔ تبد یہاں لفظ قسم پوشیدہ ہے یہی
میں قسم شدہ ۔ عاقلہ قبل اسم ظرف مضاف ہے ۔ ندی مضاف الیہ ذالک کا اس لیے جی سے ضمہ
پرنا ۔ اس میں میں قول ۔

ملکہ نائمہ سے اللہ میں اعلیٰ متعلق مقدم سے فرستم فعل ماضی بعینہ جمع مذکر حاضر کا یہ تفریط باب فاعل
سے سے سنی لعلی کرنا ۔ حد سے گزرتا ۔ بڑا چارہ صراحت بیان کرنا ۔ اندھی غفرت رکھنا بہت زیادہ سست
یہاں یہی آخری معنی مراد میں (مجدد عربی معجم مطبوعہ)

مراد ما مصدر یہ ہے ۔ اور مبتدا ہے اس کی خبر مقدم میں قبل ہے ۔ مگر یہ غلط ہے اس لیے کہ خبر مبتدا
میں کامل ہونا شرط لیکن سہا ظروف بغیر اصناف کے ظاہری ناقص ہوتے ہیں ۔

متراد ما مصدر یہ ہے اور منصوب ہے بوجہ مضاف ہوئے فعل تعلقو کے ان مفعول بہ پر ۔ یا منصوب ہے
بوجہ مضاف ہونے کے ان کے اسم ایا کے پوسے پوسے ہلے پر ۔ لی عرب جو ظرفیت کے لیے ہے بیان کیفیت
میں یعنی ماسے میں یوسف غیر منصوب مجرور ہے ۔ لکن یوسف ذار صحتی باذن فی ابی ذی جلالہ وہو
حیدر الحق یمنن فی تعقیبہ معنی تم ۔ ان ابرع ۔ فعل مضارع منفی ناکید من بمعنی مستقبل بحالت ربر
بوجہ حرف نصب نساء سے معلق بمعنی حشا ۔ رکنا زائل ہونا ۔ یہاں پہلے معنی مراد میں فعل تامہ بھی ہوتا
ہے ماقصد بھی مگر یہاں تامہ سے اس لیے کہ ناقص کے لیے شرط ہے ظرفیت فی جازہ کے ساتھ ہوتا یہاں
ظرفیت بغیر فی میں مگر فی الاذہیں متاثر یہ ناقص ہوتا لاؤرض الہ لام مصدر فی مراد علاقہ مصر
زمن بحالت زیر مفعول بہ ہے ۔ حتی حرف جر بھی ہوتا ہے حرف مضاف بھی ۔ یہاں مضاف ہے اسی حتی
میں ان نامہ پوشیدہ ہوتا ہے اتھا ، فعل کو یہاں کر رہے یاؤن ۔ فعل مضارع معرف بعینہ واحد مذکر
عائش معنی مستقبل ذن مسود اللہ سے مشتق ہے بی لام جازہ ہی ضمیر حکم واحد کے لیے الی مرکب انسانی
ظاہرہ مل ہے باؤن کا اور حرف مضاف ہے کلام کو ختم کرنے کے لیے ۔ محکم ۔ مضارع معنی مستقبل حتی کے

یوسفؑ نے اس کو نصیب دیا اس سے پہلے تو مالطہ نے اس کو طلب کیا کلم سے مشتق ہے بمعنی
 فیصلہ کرنا حکم دینا۔ یہاں دونوں درست ہیں اس کا فاعل اسم ظاہر بقطع اثر ہے۔ و ما ظہر سنی و جہ علت
 مؤخرہ مستأخر کی خبر خیر الخاکیب میں لفظیہ محارف ہے حرف مالکیں کے معنی اچھائی بھائی۔
 ہر طرح مفید۔ سب سے نیا و صحیح یہاں یہی آخری معنی مناسب ہیں۔ الحاکمیں۔ الف لام استقراتی
 ہے۔ مع ہے عالم اسم فاعل کا باب نفع سے جمع کثرت ہے۔ الف لام بمعنی الذین کی وجہ سے از جہو
 سبکفعو یأ تانان سرق و ما شہدنا رما عند و ما کنا لنعیب بعضی و شئیل تقریۃ الخی
 کنا فہماذ نعیر لکی اھنہا و تانان سرق۔ فعل امر حاضر بعینہ جمع مذکر خطاب و جوابی ہے دیگر
 صحابوں کا مرجع سے شاہد معنی واپس جانا اگر بعد میں الی جا رہے۔ یہی معنی ہیں کیونکہ یہاں بھی بعد میں
 الی ہے۔ اگر بعد میں من جا رہے ہو تو بسنی و پس آتا اگر بعد میں نی جا رہے ہو تو واپس لینا۔ الی کمالت جڑ ہے بوجہ
 الی جا رہے کلم سے مراد بالی و رعد بھائی ہیں۔ فقو نوا۔ ث تعصیہ بمعنی تم مع تراکی تو نوا فعل امر بعینہ
 مع ذکر عا ح فاعل فاعل بالی و پس ولسے بھائی یا عرب یا لہو یا جملہ مقول متراخہ ہے یا متادنی معارف
 ہے ناخیر مع مشکلم معارف الیہ ہے اس لیے آماز و الا ہے۔ ان حرف تحقیق ابشک اس کا اسم بھائی زہر
 کلم سے مراد فیما می اور کث ضمیر واحد سے مراد الی یقول علیہ السلام ہیں۔ سرق۔ فعل ماضی معرود باب
 ضرب سے ہے۔ اس کا فاعل ضمیر مؤخر کا مرجع الی ہے تقدیم سے حیران فی کا فائدہ ہوا جس سے کلام میں
 خبریت کے ساتھ ملتی بھی پیدا ہوا یہ خبریت ہے ایک قرئت مستوی۔ فعل ماضی بھول باب فیل سے ہے۔
 جس میں حقیقت سے ماضی کا اظہار ہے۔ و عالیہ ما شہدنا نال ماضی معرود متنی بعینہ مع مشکلم۔
 شہد سے شاہد ہے بمعنی حاضر ہونا۔ مشاہدہ کرنا۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی ہم نے اس چوری کو کچھ نہ
 دیکھا۔ ان حرف اششاسے مشنا متقل ہے کیونکہ علم مشاہدہ ہم معنی بھی ہوتا ہے۔ ہر اگر ہر دو کو ملیدہ
 رکھا جائے تو مشنا متقل ہے۔ اس اششاسے مشاہدہ کی نفی کو تو دیا یا ثابت بعینیت کی ما و موصولہ مانا فیہر
 کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ خود حرف ہے۔ ما موصول اسم سے۔ اصلا غیر عقل والوں کے لیے مگر عقل کے
 لیے بھی مستعمل ہے۔ بخلاف من موصول کے کہ وہ عرب فقہ کے لیے ہے۔ علنا۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ ملہ
 ہے۔ و ما ظہر ما شہدنا یر علف ہے یہ سب عمارت سرق کا حال ہے۔ ما کنا۔ فعل ماضی قریب ما قصہ
 بعینہ و مع مشکلم ناخیر اس کا اسم بلعیش۔ لام اول حرف جر۔ لام دوم معرکہ کا۔ استقراتی بھی کوئی
 بھی غیب یا۔ عمد قاری۔ یعنی اس واقعہ کا غیب تب ماضی بعینہ ہے العیب مصدر معنی مشغل ہے
 یعنی غائب شدہ غیب کا لغوی ترجمہ و حیرت کی طرف توجہ نہ ہو۔ غیب کا استغوال شرعی معنی جو چیز حواس

تیسرے سے مدد مانی جا سکے یہ عار محروم معنی مقدم سے دفعین کا یہ معنی ہے حافظ اسماعیل کا حلقہ سے
 مشتق ہے۔ معنی یا رکنا۔ طاقت کرنا۔ جمع کما۔ یہاں سب معنی ہی لکھتے ہیں۔ دوسرے معنی کلام کے
 لیے۔ اسلئے۔ اصل ہر حافظ واحد مذکر۔ مثل سے مشتق ہے باب فتح سے ہے اہمیت کے لیے ہے۔
 کسی عاری طرف سے آپ کو اکل پونچنے کا اختیار ہے۔ قرینہ۔ اسم عامہ ہے کائنات معنی مفعول
 سے یعنی چھوٹا شجر۔ معنی ہر شجر۔ کٹنا۔ فعل ماضی بمعنی اچھڑے یا تھیرے معنی کلمہ اس کا اسم فاعل
 عار محروم تعلق ہے پوشیدہ ہوا تو ان اسم مفعول کے جو خبر سے کٹا کی۔ و ما اثمہ۔ افعیہ۔ الف لام عسہ
 مابن۔ خبر کائنات زر المظہب ہے قرینہ پر۔ قرینہ ہر حال میں غلطی ٹوٹت ظاہر تھا اس لیے اسٹی موصول
 سے آیا۔ مگر یہ کہ عہد عطف کی وجہ سے اسٹی موصول ٹوٹ گیا۔ عیہ کا غوی ترجمہ بہت پھر نے والا۔
 اصل تھا یہیہ دروں فعلیہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اصلا ہی ترجمہ ہے اوٹوں کا قافلہ۔ اسٹی اسم موصول ٹوٹت
 بٹنا۔ فعل اسمی صیغہ جمع متکلم قبل سے مشتق ہے معنی آگے ہونا شامل ہونا۔ قبول کرنا۔ ظاہر ہونا۔
 ایس آنا۔ یہاں یہ بن آزی معنی ملا ہیں۔ فی ظرف جارہ متعلق ہے اُبتنا کے صا کا مرجع میز ہے۔ لفظ غیر طبعی
 کی التعلیل سے اس لیے صا ضمیر واحد مؤنث کئی۔ و۔ عالیہ یا ماطلہ۔ یا قمریہ ہے تب لفظ اللہ پوشیدہ
 ہے۔ انا۔ در اصل ہے انا۔ حرف تحقیق اور نا ضمیر اس کا اسم۔ خیال رہے کہ اس ہمزہ مکسورہ تب ہوگا جب
 کسی مال کا موصول بن کر نہ آئے۔ اسی کو شروع کلام کہا جاتا ہے۔ ان اس کے برعکس ہے
 نام کے تحقیق کے لیے ہے۔ صادر قون سماعت پیش ہے کیونکہ خبر ان ہے۔ جمع ہے صادر اسم فاعل کی باب
 نصر سے ہے۔ صادر سے مشتق ہے۔ یعنی۔ سچی ہونا۔ سچا بننا۔ یہاں پہلے معنی مرد ہے
 اسے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔

تفسیر عالمگیری

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَدَائِدِ اللَّهِ يَتْلُو آيَاتِهِ لَوْلَا قَوْلُ اللَّهِ تَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ الْغَوَّاصِينَ
 فَمَنْ لَمْ يَدْرِكْ مَا يَدْعُونَ لِي بِمِائِدَتِي يُفَتِّحْ أَفْئِدَةً يَبْغِي بَرَاءً أَوْ يَخْتَلِفُ ذَا فَيَكْفُرْ بِمَا كَفَرَ
 وَهُوَ يَكْفُرُ خَالِئًا وَهُوَ يُكَلِّمُ الْوَسْوَاسَ الْخَافِينَ ۚ

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَدَائِدِ اللَّهِ يَتْلُو آيَاتِهِ لَوْلَا قَوْلُ اللَّهِ تَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ الْغَوَّاصِينَ
 فَمَنْ لَمْ يَدْرِكْ مَا يَدْعُونَ لِي بِمِائِدَتِي يُفَتِّحْ أَفْئِدَةً يَبْغِي بَرَاءً أَوْ يَخْتَلِفُ ذَا فَيَكْفُرْ بِمَا كَفَرَ
 وَهُوَ يَكْفُرُ خَالِئًا وَهُوَ يُكَلِّمُ الْوَسْوَاسَ الْخَافِينَ ۚ

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَدَائِدِ اللَّهِ يَتْلُو آيَاتِهِ لَوْلَا قَوْلُ اللَّهِ تَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ الْغَوَّاصِينَ
 فَمَنْ لَمْ يَدْرِكْ مَا يَدْعُونَ لِي بِمِائِدَتِي يُفَتِّحْ أَفْئِدَةً يَبْغِي بَرَاءً أَوْ يَخْتَلِفُ ذَا فَيَكْفُرْ بِمَا كَفَرَ
 وَهُوَ يَكْفُرُ خَالِئًا وَهُوَ يُكَلِّمُ الْوَسْوَاسَ الْخَافِينَ ۚ

اس کی اہمیت کا حال مسلم ہے اس لیے رذو دل کی گنجائش نہیں دی جاسکتی لہذا سب دیوانہ ساری کی حالت سے لکل کر کسی جگہ ایک کونے میں علیحدہ پا بیٹھے سب سے دور ہو کر اور ہمت آہستہ آہستہ میں صلاح مستورہ بات چیت کرنے لگے۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہی ظاہری جرم کی منہ پر مصری پوئیس کے دیوانہ نیا میں کو ظالموں کی طرح ہاتھوں کو اور گردن کو پکڑ کر در اس کے اندر کسی کمرے میں یا کسی طرف لے گئے جس کو دیکھ کر یہ سب آبدیدہ ہو گئے اور اتمائی پریشانی۔ غم۔ فکر میں اس جگہ سے نئے اور کھنے لگے کہ مثنی پریشانی ہم کو آج پہنچی ہے ساری عمر کبھی نہیں تا بخیر میں سے کب ملے گا کہ ہم سے بھی جیتے پٹے ہوں کہ ستا یا ہی ہے جس کا دل تو کچھ لطیف ہے ایک سنہ کہ آج پتہ لگا کر کسی کے دل کا غم کیا ہوتا ہوتا یہی باتیں سو رہی تھیں کہ ان کے بڑے بھائی سے ادھر تو عمر کی باتوں کا رخ مٹھتے ہوئے آئندہ سے پر گرام کے متعلق کہا وہ بڑا احمائی یا دیل تھا یہ نگہ وہ عمر میں بڑا تھا یہ سو مانا تھا کہ وہ غل و غل میں باقی فوسے رہا۔ د تھا اور اس کی بات مانی جاتی تھی یا شہوں تھا کہ وہ اسیر غافل تھا۔ سب قافلہ اول نے آج اس کو سہرہ بنایا ہوا تھا۔ کیونکہ سب میں ادنیٰ ذیل اول اور طاقتور تھا۔ بولا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تم سے تھما سے والد نے تمہیں لی ہوئی میں جیسا کہ تم نے گر جو کو بتایا ہے اور اس سے پہلے یوسف کے بھائی میں جو علم زیادتیوں کر چکے ہو وہ بھی یاد ہیں۔ سب نے کہا واقعی اب ہم اس منہ سے جانیں گے اس لیے ہم کوئی نہیں مانیں گے۔ سب کے سب یہیں کہیں منہ چپا کر پڑ رہے ہو پھر کسی نے کہا کہ اس سے تو اور زیادہ خرابی پڑے گی کیونکہ یہ کہ وہاں گنہگار انتظار ہو رہا ہے گھر والے بھوکے ہیں۔ وہم یہ کہ والد محرم بھیجیں گے شاید سب ہلاک ہو گئے تو اتمائی سے صحت غمزہ ہو جائیں گے ایسا نہ ہو کہ غم سے فوت ہو جائیں۔ سو یہ کہ گھر میں جائے علاوہ جواں مردانہ لون نہیں والد بوڑھے کمزور اور بیمار غمزہ میں ہم نہ ہائیں تو کاروبار کا میں کوئی پلانے گا اور گھر کی دیگر مہویات لون پوری کرے گا۔ اس لیے جیسا ضرور چاہیے۔ بھائی کے کٹھنیک ہے تم سب حاد گھر میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک والد محرم مجھ کو خود ہمازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اپنی نصرت سے یا والد محرم پر وہی نیک کر میرے لیے کوئی فیصلہ نہ فرمائے یا راہ ہموار نہ ہو جائے بنیامین کے نکالنے کی اور وہی اللہ تعالیٰ حاکموں میں سب سے چھا ماکم ہے کہ اس کا فیصلہ جیشہ حق مضبوط عدل و شاندار ہوتا ہے۔ اور سب تم اپنی ممالی بھ خدا پر چھوڑ کر بلور از جلد۔ از جھو الی اے انیکم فقولوا یا ماماں بیک سرری وھا سہلہ نا انا ہا عتدنا وھا کنا یغیب غیبتین ونبیل القریۃ یغی کنا فیہا و لیغیر لئی اشد جہاد نا نصار کون۔ وٹ حاد سب ایک ساتھ اپنے والد کی خدمت میں اور تم سے میرے اور بنیامین کے پاس سے پوچھیں اور بنیامین کے مارے تو یقیناً پوچھیں گے بات خود ہی پہل کے کہ یہ بنیامین صاف صاف کہ اسے ہمارے والد محرم ہیک تمہارے لڑائے

جیسے ریاض بیٹے دنیا میں نے چوری کی ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلا اور شاہی پیار اس کے سامان میں پہنچ گیا خیر نہیں کوئی کس مہارت سے اس نے ڈال دیا۔ لیکن ہم نے یہ بات صرف اپنی ظاہری معلومات کی بنیاد پر کہتی ہیں یہ ہماری شہادت نہیں ہے کیونکہ گواہی تو واقعہ کے متناہد سے ہوتی ہے ہم سے چوری کشادہ نہیں کیا مگر جرم سنا۔ ہم نوہ خیر آپ کو نے ہے جو ہم نے وہاں جانی کہ جب ہم لسی مہر سے نکل کر ایک قری گاؤں کے اندر سے گزر رہے تھے اور انھن کے دیگر لوگوں کا قافلہ بھی ہم سے ساتھ تھا تو شاہی کاررواں نے چوری کا طعن کر کے ہم سب کو گرفتار کر لیا اور ہمیں بیجا گرفتار کر لیا تو سب سے آخر میں دنیا میں کی لہجہ میں سے پیار ہو کر نکل آیا پھر مصر کی عدالت میں پیشی ہوئی تو بھی دنیا میں سے اپنی صفائی میں اپنے جرم کے خلاف کوئی ثبوت نہ دیا تھا ہم نے برا بھلا کیا کیا ہے سب چیزوں نے گئے سے پڑ کر گرفتار کیا ہم نے تو بہت کچھ شور و ادب کیا مگر مسا میں کچھ نہ دیا جس سے ہم سے خاموشی سے الزام جرم کا اندازہ لگایا۔ ہم سے اس کی مخالفت کا اندازہ واقعی آپ سے کیا تھا مگر اس کی فائزہ حرکتوں پر کیسے نظر رکھی جاتی۔ یا ہو سکتا ہے پہلے بھی وہ گھر بازار میں چھوٹی موٹی چوری کر لیا ہو جو قریب کے محافظ نہیں ہیں۔ یا یہ سب کچھ جو ہم کو مطمئن ہو رہا ہے وہ تو ظاہری حالات کی محض حقیقت میں ہو سکتا ہے وہ چور نہ ہو اور اس کی خاموشی ناگمانی آفت کے غم شدید کی بنا پر ہو لیکن ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اسی طرح ہے۔ بیشک اگر آپ کو ہم پر یقین نہیں آتا تو اس بستی کے والوں سے پوچھ جائے جس میں سے ہم کو واپس لے جایا گیا اور سب بازار والوں کی محفلے والوں نے۔۔۔ نظارہ کیا مہر کی لسی سے پوچھئے پوچھئے اور نہیں تو اپنے محلے کے ان کنایوں سے پوچھ لیجئے جو قافلے میں ہمارے ساتھ تھے۔ وہ بھی بتا دیں گے کہ ہم بیشک آپ سے بیخ کدے ہیں اور ہم سچے میں ظاہری بھی سچے باطنی بھی۔ آپ واقعتاً یوسف کو مد نظر رکھ کر ہم کو اب بھی جھوٹا خیال نہ لہرائیں آج تو ہمارے پاس اپنی سچائی پر بہت گواہ ہیں۔ وہ قافلے والے۔ بستی والے۔ کاندسے۔ پولیس والے اور مصر کے بہت سے دیکھنے والے لوگ بلکہ خود مصر ہمارے اس بیان کردہ سچائی پر گواہ ہیں۔ آپ کسی کو بھیج کر پتہ لگائیں۔ غرض کہ میں نے خوب ہی مشق مصالحتی لگا کر بڑا چارہ لگا کر اس واقعے کو بیان کیا تاکہ دنیا میں والد کی فہم و فہم سے گرجائے ہم قابل عزت بن جائیں اور والد محمد کا دنیا میں پیدا نہ ہو۔

ان آیت کریمہ سے مسلمانوں کو چند سبق اور فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

فائدے

۱۔ پہلا فائدہ۔ مسلمانوں کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جرنی کو غیب کا علم عطا فرمایا جو اس عقیدے کے خلاف ہو وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔ اس لیے کہ غیب نبی کا ثبوت قرآن مجید کی صریح آیتوں سے ہو رہا ہے یہ فائدہ عقلاً استقامتاً اور دل سے حاصل ہو رہا ہے ال حادثے

کا ذکر حضرت یعقوب نے اِذْ اَنْ يُّنْحَاطَ کہہ کر پہلے ہی نبوی خبر وراثت سے فرمایا تھا۔
 دو ٹکڑا فائدہ۔ برادران یوسف کو اس ظالم کہنایا لکھنا گناہ اور ظلم ہے کیونکہ انہوں نے نام اور شہر مندر
 ہو کر اپنے تمام فعال کو شرعی اور اخلاقی جرم سمجھ لیا۔ جرم کو جرم سمجھ لینا اور اس پر نام ہونا ہی تو بیک مصلحت
 ہے صرف تو بہ زبان سے کہتے تو بہ نہیں مل تو بہ تو دل میں شہر مندر ہونا اور آئندہ باز بہتے پیچھے کا امداد قلبی
 کنا تو ہے۔ یہ فائدہ قَالَ كَيْفَ يَكُونُ لَكَ سے حاصل ہوا تیسرا فائدہ۔ مسلمان کو چاہیئے اپنے وقار
 عزت اعتبار کو قائم رکھنے کے لیے ہمیشہ دُعا بوسے دُعا سے دل بھی پختا ہے اور دنیا بھی دیکھو برائیاں یوسف
 نے پہلے ایک دفعہ جھوٹ بولا تو اب ان کو خود محسوس ہوا کہ ہمارا اعتبار نہ ہوگا خواہ اب کہتے ہی پہتے کہوں
 نہ ہوں یہ فائدہ دُسُوسُ الثَّقَلَيْنِ سے حاصل ہوا۔

ان آیت پاک سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں
احکام القرآن | پہلا مسئلہ۔ جب تک جرم پورا ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک مجرم کے

خلاف نہ کو ای جائز ہے نہ جرم کی سزا ہو سکتی ہے صرف مال برآمد ہو جانا جوری کا ثبوت نہیں اس لیے برادران
 یوسف نے عرض کیا مَا شَرُّ هَذَا۔ ہم بنیامین کے چور ہونے کی گواہی نہیں دیتے۔ حضرت یوسف نے
 بنیامین کو روکایہ چوری کی سزا دہی صرف مال برآمد ہونے کا عرض تھا اور وہ بھی ہماریوں کے اسی کہنے کے
 بنیامین کو سزا دے مَن وَجِدَ رَاٰی۔ اگر نہ چوری کی سزا موتی لڑکا جاتا، حَذَا عُوْثٌ مِّنْ سَرَقٍ۔
 دوسرا مسئلہ۔ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ طبرہ مقلد ہال لڑک چھوٹے سے گاؤں میں بھی ہائے مانتے ہیں۔ اور
 اہل لاتے اس حدیث سے جس میں جمعہ کے لیے قریہ نہ پایا گیا ہے۔ وہاں مراد قریہ سے شہر ہے، اور شہر کے
 لیے قریہ کا استعمال ہوتا ہے جیسے کہ یہاں قریہ مصر جیسے بڑے شہر کو کہا گیا۔ یہ مسئلہ دُسُوسُ الثَّقَلَيْنِ
 کی ایک میں مشہور مقبرہ تفسیر سے مستنبط ہوا۔ بعض جملانے اسے ملک کو پہانے کے لیے یہاں قریہ کا رنہ
 گاؤں بھی کیا ہے اور کہا کہ دور کسی گاؤں میں نہ پہنچ جانے کے بعد پکڑے گئے تھے اور والد کے سامنے اس
 گاؤں کا ذکر کیا تھا مگر یہ سب باتیں فنسول ہیں۔

یہاں چند اعتراضات پڑ سکتے ہیں۔

اعتراضات | پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا اِذَا اَشْتَايَسَ اَشْتَايَسُوْا۔ جب دو دلوں ہو گئے ایک
 اور آیت میں ہے اِذَا اَشْتَايَسَ اَشْتَايَسُوْا۔ جب رسول دلوں ہو گئے۔ یہاں الی آیت میں ہے کہ
 مایوس ہو کر لوگوں نا شکروں مدعیوں کا کام ہے۔

جواب۔ برادران یوسف کا یہ مایوس ہوا غریب مصر کی طرف سے ہے اور اللہ کے رسولوں کا مایوس ہونا کفار

سے ہے۔ یہ مالک ٹھیک سے بڑا اہل ایمان کا دنیا اور اہل دنیا کے نفع سے باہر ہو جاتا تو ہمیں ایمان ہے جس مالک کو کفر اور ناشکری بدعتیں گم کیا گیا ہے وہ اللہ سے باہر ہو جاتا ہے اس کے فضل و کرم اور رحمت و رحمت سے باہر ہو جاتا ہے وہ واقعی کذاب ہے کافروں کا کام ہے۔ دو مشہور اعتراض یہ ہیں جو سناے والد کے سامنے بنیائیں کو چور کہا۔ رات اٹھائے سوئی۔ حالانکہ چوری کہنے کسی نے دیکھا نہ تھا نیز محض ترین کے قول کے مطابق بنیائیں نے خود بھی ظلمت میں کرکھا تھا کہ میری بہری میں گلاس اسی نے رکھا ہے جس نے سہادی بریل میں قیمت رکھی تھی۔ لہذا یہ اتنا ہے وہ یہ مرید جو ہم سے اس کی ضمانتی بھی مانگوا لی گئی۔

جواب۔ تفسیر کبیر نے اُس کے پانچ جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ فیاضی کی ان نطلوں میں بنی صفائی پیش کرنی ضرور ہے۔ بھائیوں نے سوچا کہ اگر قیمت جس نے لکھی تھی سی سے یہ مالہ رکھا تو پھر تلاش و تحقیق کیوں ہے قیمت کی تلاش کیوں نہ ہوئی اب تک نیز ہم سے تو فیاضی میں یہ کمر رہا ہے مگر حالت کے سامنے خاموش ہے۔ ملاحظہ فرما چوری ثابت ہے۔ ”اشعور“ جواب یہ کہ۔ محائوں کا اصرار کلام مذکور ہوا پوری بات یہ ہے کہ مصر کی انتظامیہ۔ عدالت اور اہل تحقیق کے قول کے مطابق اور ظاہری حالات میں اِنَّ اَمْرَكَ مَسْرُوقٌ تمہارے بیٹے نے چوری کی ہم گواہی نہیں دیتے یہ جواب زیادہ درست ہے اگلے حصے کے مطابق ہے۔

یہ سراسر جواب یہ کہ ہیں ایسا لگتا ہے جیسے واقعی تمہارے سینے نے چوری کی ہے۔ اس جواب میں تو سنو قیامت کا احتمال کے معنی میں ہے۔ چوتھا جواب یہ کہ واقعی بیٹوں کے ماں کا لکھا کہ بنیامین نے چوری کی ہے۔ مگر یہ کہنا گناہ نہیں کیونکہ تمہارے نہیں۔ جب کہ حالات بھی یہ ہی کہہ رہے ہیں اور عدالت کا فیصلہ دسرا بھی اسی سے بنیامین کا جرم نہ کیا نہ بھائیوں سے معافی مانگ لی گئی۔ پانچواں جواب یہ کہ ابن عباس کی قرأت ہے اِنَّكَ سِرْتٌ تَهَارِي سِرْتٌ چوری منسوب کی گئی ہے۔ اس قرأت میں اصل بھی ملتی ہے۔

تفسیر صوفیانہ
 قَدْ اِنشَأْنَا بَشَرًا مِّنْهُ فَخَلَقْنَا قَالٍ كَيْمَرُفَهُمْ لَعْنَةُ عَلِيٍّ اِنَّ اَبَاكَرَ قَدْ اَحَدَ عَلِيٍّ مِّنْ تَوَلَّيَاتِهِ
 اللہ دمر قتل ما قوتہم لی یوسف علیا ادر لاد من حق یاد لی فی توغیکم ملہ فی دھو خیرہ کیمن
 صوفیاء کہتے ہیں کہ اہل دنیا جلدی بالوس ہو جاتے ہیں اور آسمانہ نفس سے ہٹ جاتے ہیں دماؤں التجاؤں
 کو ترک کر کے اپنی دنیا اور تدبیر دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں یہی اُن کی اہل عروجی کا سبب بن جاتی ہے۔ انسان
 کی عہد بازی نے اُس کو ظلم و جہول کا شیب دیا۔ غالب جسدی میں لہرے اعتبار سے روح بڑی ہے مشورے
 کے اعتبار سے عقل بڑی ہے۔ اور اختیار پسندی کے لحاظ سے نفس نادر ہے جو اعضا کو اپنے اختیار میں رکھنا
 چاہتا ہے لیکن حقیقت میں ضمیر انسانی سب سے علیٰ ریش و کیر جو ہر موقع پر صحیح مشورے دیتا ہے۔

ان ہوں پر ملامت لکھنوں حطاؤں پر سچی رہنمائی کرتا ہے ماحین اسی کے فرماں پر چلتے ہیں اس کی
 کواڑ پر لپک کتے ہیں۔ یہی مدبار طبیعت اسانی کو چھوڑ، چھوڑ کر آگاہ اور خبردار یا ملامت کئی ہے کرے
 عالم ناسوت میں اگر نفست کی ساتیں گزاسے والو کیا تم کو کچھ یاد ہے کہ عالم مدح میں محبوب مدحی سے
 کیا وعدہ کر کے آئے تھے۔ بہتیاں دنیا میں طرح حصول دنیا میں برادری کے لیے تو نہیں ملی۔ سابقہ زندگی
 کی گواہیاں کیا کم ہیں جواب مزید بڑھانے جا رہے ہو انھیں کھو رہی ہوں جنھماو قلب نہیں کو تمہارے
 ہی مل اور اسے۔ منت اور فکر کے ظلم نے برادری گناہ تمہارے کئے سیاہی عم دل پر آئی، غریب تمہارے کئے
 مصیبت دل کو پنی تمہاری سیاہ کاروں نے روح کو تڑپایا۔ روایت میں ہے کہ سب اعضا زبان سے پناہ
 مانگے کیا ان اس کے شہ سے ہم کو بچا۔ سب اعضا ہوں میں نفس اتار کا ساتھ دیتے ہیں مگر ضمیر ساتھ
 نہیں دیتا اور کتاب ہے کہ میں تو مزید یہ منت نہیں پاتا کہ رنی کوتاہیوں سنہنوں زبان درازیوں سے روح کو مزید
 فزودہ کروں دھماکے ساتھ کسی مزید چرب زبانی جملہ بازی میں شریک ہو سکتا ہوں اس دن میں انسان کیا
 کچھ شرمستیاں نہیں کرتا یہاں عبرت کی آنکھ بند ہوتی ہے لیکن حب موت کے سپاہی گرفتار کرتے لے جاتے
 ہیں اور حالت قتاری کے فیصلے سے متاراع ملل اور دنیوی جاہ و بطلان بس کی ملامت کے لیے اور چھانے
 کے بٹے بڑے چیلے و صحت جس کے جوئے سے یکدم چین لیے جاتے ہیں تب شرم کی گردنیں جھک جاتی
 ہیں اور پچھلے اعمال نامے پر پھینکا ہوتا ہے ب ضمیر کی آواز اور ملنے سے فیصلے کا فطر ہو تب صورتی فرماتے
 ہیں اسے غافل مند سے یا اتیں اس بات کا اٹھا فرما ہی ہیں کہ ہر سوسے پر یہ شرمندگی کی ساتیں آنوالی ہیں
 پہلے فیما میں کفالی کا شیوہ اختیار کرو۔ ارحمونی سلم تقووا بآبائنا ربنا انکس شرف و ما شہدنا انما عیننا
 و ما کنا لنصب حقلین و شمل انقریۃ انی کنا فیہا فیکو نعمر لقی اقلنا انہا و انا انصا و قون۔
 اسے حضرت یوسفؑ سے محروم اور معرفت محبوب سے محروم ملا ہو ہا ابھی تم مکاشفہ الہی کے لائق نہیں
 لوٹ جاؤ مرشد ایمانی کی طرف اور کہو کہ ہم اسرار غیب سے ناواقف ہی رہے نفس سلطانی کو نہ پہچان سکے
 مگر مرید باصفائے ایک ہی ماحیت پہلے نظارے میں قرب کمال کے ساتھ درجے کرے اور پیمانہ
 عشق کی پوری سے گرفتار جس بار کر لیا گیا ہے۔ جاسے ہاں وہ ترکی نفس نہ تھا جس سے باطنی حقیقت کا شہ
 نکاتے ہم کو لو عالم ناسوت کا صرف ظاہری مشاہد ہی تھا ہم کو اسی مشاہدہ ظاہری کو سراج معرفت سمجھتے
 تھے ہم ہی کیفیات و عادات و محرومی حالات میں پتے میں اسے مرشد راہنما ہمارے فریڈ خلوت قافلہ
 خلوت کو ملاحظہ کیجئے۔ مونی فرماتے ہیں کہ جس طرح بیماری کے بعد تندرستی کی تیز اور قد ہوتی ہے عروبی سے
 میری کی تھ۔ معروضات میں نراست اور بد حالی میں خوشحالی کی شان کا پتہ چلتا ہے اسی طرح طالب مدق

کو محمدی سے محمدی کی قدر آتی ہے تو شہادت ہے وہ اس سے عولی اور فراقست میں محبوب کو یا
یا سالیہ۔



قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا

فرمایا کہ بھلا وہ تم کو نفسوں کے تمہارے ان پاسے میں
کا تساہل میں سے تمہیں کچھ حد نہ دیا

فَصَبِّرْ جَمِيلٌ ۝ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي

پس اب صبری اچھے عجب یہ کہ لائے گا میرے پاس
تو اچھے میرے کہ ان ان سب کو کچھ بات لا دے

بِهِمْ جَمِيعًا ۝ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَ

ان کو اکٹھا بیشک وہ ہی بہت علم بہت حکمت والا ہے۔ اور
بیشک وہی علم و حکمت والا ہے۔ اور

تَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَفِي عَلَى يُونُسَ وَ

ہٹ گئے پاس سے اُن کے او فرمایا ہائے الیوس پر یوسف اور
اُن سے منہ پھیرا اور کہا ہائے الیوس یوسف کی جسدنی پر

أَبْيَضْتُ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

سفید بڑھ چکی تھیں ان کی سے علم پس وہ غم و غم سے عینے پڑے تھے
اور اس کی آنکھیں علم سے سبھ ہو گئیں تو وہ عینہ کھانا رہا۔

قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرْ يُوْسُفَ حَتّٰى

تھر والے یوسف قسم اللہ کی ہے، پہنچتے ذکر کرتے ہی، جوئے یوسف کا یہاں تک کہ
یوسف خدا کی قسم آپ بوشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک

تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۵۰﴾

موت ہو یا تم ہتھیاری کر دو یا موبادہم سے ہلاکت والوں۔
کر مرنے سے یا نہیں اس سے گھر جائیں۔

قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثًى وَّحُزْنً اِلٰى اللّٰهِ وَ

فرمایا تمہارا شکایت کرنا ہوں میں یہ لڑائی اور غم اپنے کا طرف خدا کے اور
کہا میں تو اپنی ہر لڑائی اور غم کی تسکین خدا ہی سے کرتا ہوں

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۱﴾

میں جانتا ہوں طرف سے خدا کے جو تم نہیں جانتے۔
مجھے تو کی وہ سب نہیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

تعلق | پہلا تعلق۔ پہلی آیت کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے چند فرق تعلق ہے۔
پہلی آیت میں حضرت یوسف اور بھائیوں کی تفصیل گفتگو لا ذکر تھا اب سب
بھائیوں کے مصر آنے کے بعد یعقوب علیہ السلام کی گفتگو مذکور ہوئی۔

دوسرا تعلق۔ پہلی آیت سے پتہ چلتا تھا کہ لایہ یوسف علیہ السلام کے متعلق والد محرم حضرت یعقوب
کو پوچھ رہے ہیں۔ مگر ان آیت کے طرز تکلم سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت یعقوب کو یوسف علیہ
السلام کا پورا پورا علم تھا۔

تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں حضرت یعقوب کے ان بیٹوں نے اپنے علم غیب کا انکار کیا اور یہی حقیقت
تھی اب ان آیت میں حضرت یعقوب اپنے باپ سے میں صاف صاف خدا دار علم غیب کا اظہار فرما رہے

اس لیے کہتے ہیں کہ وہ میرے ہنگامہ دوستی میں مشغول ہوتا ہے مضمّن من جازۃ استبعاد کے لیے ہے یعنی دوری مکانی۔ مضمّن کا مرجع وہ بیٹے یا سب گھر والے۔ وقال۔ وحابر۔ مال۔ فعل ماضی مطلق یا اپنے معنی میں یا ماضی استمراری کے لیے یا اسنی حرف یا اپنے منادی معنات کے ساتھ واصل تھا۔ اسنی۔ خزنی کی مشکم۔ معنات ایہ کہ جب فعل الف سے بدل دیا اسی لیے بعض نحو یوں نے کہا کہ یہ الف اسم ہے کہ بدلے اسم نریہ کے ہے اسف۔ مصدر مہود الف ہے اسی سے ہے تأسف۔ مسمی غم زدہ افسوس علی جازۃ بمعنی فی ظرفیہ۔ یہاں لفظ مراد شیدہ ہے یعنی فی مہود یوسف۔ ونبوہد انبسط فعل ماضی بعینہ واعدت۔ باب العلال اس کا مصدر انبساط۔ لٹلائی مزید غیر ممکن برائی باہرہ اصل کا جو تھا باب ہے لازم ہے۔ یعنی زخرف یا ان سے مشتق ہے۔ یعنی سفید ہونا۔ یلنا تنبیر ہے فعل کا لفظ تنبیر ہے یہاں بمعنی آنکھ ہے بعینت اور من الثمر کے قرینے سے یہاں نول تنبیر جب انانیت گر گئی۔

محالیت رفع (پیش) فاعل ہے ایضاً کا من جازۃ سببہ انحراف الف لام عہد ظاہر ثمن۔ دل میں بیٹھ جائو الاظم۔ فہو۔ ک تعقیبہ مؤ ضمیر کا مرجع حضرت یعقوب بتدایہ۔ کلیم خبر ہے بتدایہ کی صفت مشبہ۔ مبالغہ کے لیے ہے باب ضرب ایک قول میں بروزن ضرب معنی کٹم مگر صحیح تر باب کرم سے۔ کٹم سے مشتق ہے بمعنی عفرہ پینے والا۔ دل میں گھسنے والا۔ یہاں دونوں معنی مناسب ہیں فانوا تاتوا ففکونوا کونوا یوسف حق تکون حرفاً وکون من انھا لکن سبب گھر والے مراد میں یہی یہوی بکوں نے یہ کہا۔ تاتوا۔ من جازۃ تیسرے ہے۔ انطا اللہ مقسم۔ انقشوا۔ فعل ناقص معارض بمعنی مستقبل محالیت جزم سے جواب قسم ہے ترجمہ ہے زائل ہونا فنوا یا فنی سے مشتق ہے۔ ماضی بھی آتا ہے۔ باب فتح سے کشف کے ظن ہے اس کا اسم انش ضمیر مستر واعدک حاضر کا مرجع یعقوب علیہ السلام۔ تذکرہ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس لیے پورا جملہ محالیت نصب ہے۔ نہ کہ فقط تذکرہ جیب کہ بعض نحو یوں کو دھوکا لگا۔ چونکہ انقشوا کا جملہ باب قسم ہے اور قسم بآ قسم کی ہوتی ہے۔ ثبت۔ منشی ثبت کی نشانی ہے کہ جواب قسم میں لام تاکید یا نون تاکید یا دونوں نہیں یہاں کہیں نہیں اس لیے یہ قسم مسمی ہے۔ او او شیدہ سے۔ اصل تھا لا انقشوا۔ بحکم الامت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ دونوں کی تریح اسی طرف ہے۔ یعنی نہ کہ گے قسم نہ کرنے سے یوسف مفعول ہے اس لیے محالیت زبر ہے۔ حتی حرف عطف انتہا کے لیے اس میں ان مناسب معارض یا شیدہ ہوتا ہے جیسے بکون فعل ناقص معارض ثبت معنی مستقبل بعینہ واعد حاضر اسم انت پر شیدہ کا مرجع حضرت یعقوب میں حرفاً خبر تکون ہے۔ مصدر مبالغہ کے لیے ہے۔ اس لیے اس میں واحد تنبیر جمع مذکر۔ مؤثک یکاں سے۔ اس کا معنی سے نقصان۔ وحب عطف سائر کی مشکوک

نئی کے لیے یہ جنکوں معلوم ہے بیسے جنکوں پر اس لیے حکایت زبردہ ہے۔ منی ہزارہ بعینیت کا الی لکھنا۔
 اب نام سترتی سے حاکمیں مع شریعت سے ملائی کی اہم سے۔ منی ہزارہ ہلاکت ہونا ایسی مر جانا۔
 قال فما استخفنی وحوونی فی القلہ وخذ من قتلہ ہازعہ منہ۔ قال۔ فعل ما منی میرہ ہازعہ غائب کا اہل یقرب
 میں۔ اما ان حرب تحقیق ما کا فہ نافرمانی نے اہل ان کو ہو کرے کلمہ چھہ سادیا۔ یعنی فقط یا لیس۔ انکو فعل
 معہا۔ ع میرہ۔ احمد تکلم یعنی مستقبل با حال۔ اعلیٰ سے اور اہل کی تیغ میں جہنے بھی مہی حال مرالیا
 سے۔ اس لیے کہ اہلیت سے و مثال فوت سے ہی اہل ای کو مہ میل کئے ہیں۔ شکو سے بتا ہے
 اب نصر سے ہے۔ شکو۔ ناقص داری سے مشتق ہے۔ نقصا یعنی کموں۔ املا ما یعنی چھوٹے ٹکڑے
 کا پانی نکالنا استعارہ یعنی شکوہ شکایت کرنا۔ و کلمہ سے سسنا۔ دریا میں کرنا۔ یہاں یعنی و کلمہ سے سسنا
 سنی۔ ترک صافی۔ صاف اہل یاہ تکلم۔ مت مصدر سے مساف لان کا یعنی منوٹ۔ تم کوئی۔
 ت تیموں کے مہی ہیں مہ۔ مگر ہول میں ہی سے بھی کسی طے ہے۔ ہوہ حزل ہے۔ جو طامات سے
 بہرے و میرہ ظاہر مول مہ ہے یہ علم کی زیادتی سے و طامات ہوتا ہے۔ اور جب اس سے مروج ہو
 جس کی بیکاری سنبھالی دے مائے قوت ہے۔ غوی زمر۔ نشانات انبیاء اور کیمہ ناہی ہیں۔ یہاں مراد
 و اہل مائی مہ ہے جس کا کہ کردہ کے در کے۔ و مالک۔ خزنی مکت غائی سیدہ مشکم۔ یہ عطف پوہا حالت
 نصب ہے مفعول بہ سے و شکوہ اہل اللہ جاوہر معلق سے شکوہ۔ الی ہارہ امتداد غایت کے لیے۔
 و غم۔ و لوسہ حمد امتداد کلام کے لیے۔ غم اسم تفضیل علم سے مشتق ہے۔ بھی زیادہ جاننے والا مہی ماضی
 من مادہ کا مہی ہے طرف سے اس کے بتائے سے لفظ اللہ مجرور معلق ہے لکم کے۔ صا۔ موصولہ کما
 ر مفعول بہ ہے اظم کا۔ لا تعلمون منفی فعل معارف معینہ۔ مع حاضر۔ انتم۔ ضمیر جمع
 در سے ۲ مر جمع مل مانہ۔

تفسیر عالمیانہ
 قال من سؤئت لکم نفسکم اما وعتہ حیل غشی اللہ ان تاتینہم جمعاً ربہ
 ہو انیمیم بحکیم۔ و نولی عتقہ و قد ہو سولی یوسف و یوسف عینہ من خزن لہو کظیم۔
 فرمایا۔ اے میرے بیٹو تمہاری کئی لپٹی مانوں سے بھوکو کچھ بھوکو آ رہی ہے کہ حقیقتہً پاس وہ نہیں جو تم لپٹیں
 و اہل چاہتے ہو کہ تمہاری جگہ ہار لپٹوں سے و کوہ طریق من معاملات اہل ہریش عالمت میں اگر ذرا
 سوچ بچار فکر و تدبیر سے اور تحمل سے غور کرتے ایک ام پریشاں ہو جوتے تو کسی بھی فیما میں ہر چہری
 ثابت نہ ہو سکتی۔ اور اس پر ہی غور کر لینے کہ جب بھی تم اہل سے آئے تمہاری پریشاں میں کچھ نکل آتا
 ہے۔ اس پریشاں اور کھلی حسد و رقابت کی وجہ سے تم کو تمہارے صوں نے ایسی پاکہ اسنی اور پچی بڑور لیا

۱۱. بنیامین لی ساری نیکیاں جسی سلوک کو مجرم ٹہرنے دیا موسس کر دیا کی یہیے تمہارے فسوں نے حقیقت مال کو جان کر چھپایا۔ تو اب ہر حال میں سے یہیے صبر ہی میل مفید سہاڑے یا میرے یہیے صبر جیل ہی سہاڑا ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ صبر جیل وہ ہے جس میں مخلوق کے سامنے ظہار شکوہ نکار نہ ہو یا غم کی حالت میں اپنا کسی کا نقصان نہ کیا جائے۔ صبر جیل کی فلاں میں ہیں۔

۱۲. شور نہ ہو۔ مٹ پھٹنا کو ٹھنکا تم کرنا نہ ہو۔ مٹ اشر کی شکایت نہ ہو۔ مٹ مخلوق کے سامنے اظہار مصیبت نہ ہو۔ مٹ زمانہ یا موسم کو برا بھلا کہنا نہ ہو۔ مٹ جس کی طرف سے غم پہنچے اس کو کالی گلدوز نہ ہو۔ مٹ عبادت میں کمی نہ ہو مٹ ایسا نقصان جیسی گریبان پھاڑنا مال تو پنا وغیرہ نہ ہو۔ مٹ بالکل ہی غم کو چھپایا جائے یا اس طرح کہ گوشہ سہانی میں رہ پوٹ ہو جائے یا اس طرح کہ جب یا نیکی آ جاتی ہے مٹ چھپ چھپ کر رو لیتے ہیں۔ حضرت یعقوب کا صبر اسی آخری درجہ کا تھا۔ یہ تو قلم و علم کی تحریریں ہیں وہ نہ حقیقت صبر کا بیان ناممکن ہے صبر جیل تو اس سے بھی لمبا کیفیت ہے۔ تلخی صبر اور سختی غم وہی جانتا ہے جو اس میں جتلا ہو۔ حضرت یعقوب نے دل میں کہا یا زبان سے کہا مگر بدست آہستہ یا بیٹوں سے ہی مطالب ہو کر فرمایا۔ کہ تم نے مجھ کو وہ بتایا جو تمہارے فسوں نے تم کو بھایا مگر میرا ضمیر غم۔ اور اندازہ یہ کتاب ہے کہ بدست ہی بلدی منتظر پ اللہ تعالیٰ میں تمام کو اکٹھا ایک دم میرے پاس لے آئے گا۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر وقت ہر چیز کو ہر طرح جاننے والا ہے اور کیا چیز کس وقت ہونا مناسب ہے اس کی حکمت جاننے والا بھی وہ ہی ہے۔ بندوں کو علم، غم، شور، ضمیر۔ اور اندازہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ اسی کے بتانے سے ہوتا ہے۔ اسی لیے قائم الغیب مرن سب کی ذات ہے۔ اُس کے بندے متعلم اینیب مظہر الغیب مظہر الغیب ہو سکتے ہیں یہ کہ اللہ کی حمد و ثنا کی ادائیں سے بالکل اور علیحدہ گوشہ خلوت میں چلے گئے پھر نہ کسی کی سنی نہ کسی سے کہی۔ اور جاتے جاتے بس اتنا کہا۔ یا اللہ یوسف ہر غم سے جو میرے اختیار سے باہر ہے با۔ بائے میرے غم یوسف پر۔ یا۔ اسے میرے بھر یوسف کی ساتھی غم۔ یا۔ بائے افسوس یوسف پر۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت یعقوب کو تقریباً تیس سال غم یوسف کا نکلا اور اسی غم میں اتنا روئے کہ آنسوؤں کی گرمی اور مسلسل روانی سے آنکھوں پر سفیدی پھا گئی اور کالی بلی بالکل سفیدی کے پڑے میں چھپ گئی جس کو آج کل سفید موتیا کہا جاتا ہے۔ اسی کا ذکر یہاں ہے کہ ایچفٹسٹ بیٹھا ان کی دونوں آنکھیں سفید پڑ گئیں غم کی وحدت سے اور بالکل ہی نابینا ہو گئے۔ جب یہ بیٹے لبیا میں کی خبر لائے تو اس وقت چھ سال بدست چکے تھے نابینا ہوئے۔ اب یہ مزید دھجکا لگا تو سابقہ غم۔ والا ہو کر بھرا اور بے اختیار

دینی ہوئی آجیں نکل پڑیں۔ پھر بھی وہ ہمارے رسول مکرم کمال تحمل سے اندر غصہ پہننے والے۔
 تم کھانے والے۔ دل میں درد گھونٹنے والے تھے ملکہ برداشت کے پہاڑ تھے۔ یہ افسوسناک
 سروا میں اور گھٹی گھٹی غم کی باتیں سن کر۔ تَاوَا تَاوَا تَعْمُوْا کُرُوْا سَفَ حَتّٰی تَكُوْنَ حَرْقًا اَوْ تَكُوْنَ مِّنَ الْهَابِیْکِیْنَ
 قَالَ تَمَّاشُکُوْا اَبْنٰی دَعْرِیْ فِی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یہ غمزہ اور افسوسناک اور آج اسٹن سے
 کے بعد پھر درد و فراق یوسف کی آجیں سن کر وہ بیٹے با دیگر گھر والے ماسب ہوئے اسے والد محترم اسٹن کی قسم
 ابھی تک آپ یوسف کو بھولے نہیں مالا کر پچیس سال امر کا ایک بڑا حصہ گزر گیا یوسف کی ہڈیاں بھی باقی
 نہ رہی ہوں گی مگر آپ ہیں کہ نہیں چھوڑتے جو یوسف کا تذکرہ کر کرتے ہی رہتے سوز کرتے ہی رہو گے
 یہاں تک نڈھال ہو جاؤ گے یا جو جاؤ گے تم ہلاک ہونے والوں میں سے۔ یہ کلام انہوں نے بھی ترس
 کھاتے ہوئے فکر مندی اور افسوس میں کہا تھا اس خیال سے کہ شاید اپنی حالت ہماری بڑھاپے اور کمزوری
 اور دن بدن گرنا حالت کی طرف کچھ دھیان دیں۔ آج بیٹے اس بات کا غم کر رہے ہیں کہ کاش ہم کو معلوم
 ہوتا کہ محبت یوسف و عشق مجاہد کے اتنے گہرے نقوش جوتے ہیں تو ہم کبھی بھی یوسف کو حداثہ
 کرنے ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ دو چار دن غم ہو گا پھر ہم سے ہی یکتا محبت پلہ ہو گی اب گویا مختلف قسم
 کے غموں میں سب گھر ہی مبتلا ہو گیا۔ حضرت یعقوب نے یہ تسلی آمیز گفتگو سن کر فرمایا کہ اے مہرے گھر
 و رنجہ کو کسی سے کوئی شکوہ شکایت نہیں میں اپنے درد کو ظاہر کر سکتا ہوں اور زبان فیسی کو
 لفظوں میں بیان کا حاسکتا ہے۔ میں اپنے اسٹن کی طرف ہی اپنے طلال اور اپنے غم کی شکایت کرتا ہوں
 جس سے میرے دل کو بڑھ مردہ اور کمر کو ٹیڑھا کر دیا ہے کیونکہ اُس سے دنیا کی شکایت عین صبر ہے اور اُس
 کی شکایت دنیا سے بے صبری ہے۔ حینال رہے کہ شکایت چار قسم کی ہے۔

ملکہ دنیا کی دنیا سے شکایت ملکہ اللہ کی اللہ سے شکایت ملکہ انسان کی دنیا سے شکایت
مگر پہلی شے یہ ہے کہ خواص کو صرف آخری جائزہ لیکن خاص الخاص کو زبان سے کوئی شکوہ شکایت
صحیح جائز نہیں حضرت یعقوب کا فرمانا اٹھو! یہاں قلبی کیفیت آنکھوں کے آنسو چہرے کی مچا ہونے
سرد آہیں غلوست کی دھماکیں مراد ہیں نہ کہ زبان کی فریادیں یا ٹھکانی الفاظ۔ اہل لغت اور محققین عارفین
کے نزدیک بہشت اور حزن میں پھر طبع فرق ہے۔ بہشت کلب کی گہرائی میں اترا جانو! غم۔ حزن عقل و
دماغ پر چھا جانے والا غم ملکہ بہشت عشق کا غم حزن مجتہد کا غم ملکہ بہشت باطنی غم حزن ظاہری غم ملکہ بہشت
روحانی غم حزن جسمانی غم ملکہ بہشت ختم ہوئے والے غم حزن تغیر حالات سے ختم ہونے والا غم ملکہ بہشت
وہ روحانی غم جو جہانیت کو گھلا دے۔ حزن وہ جسمانی وہ وجود کو متاثر کر دے۔ اس سبب کتاب

تالود وغیرہ میں حم یعقوبی کے بارے میں بڑے بڑے کھتے بیان کئے ہیں ہمارے مفسرین متقدمین نے بھی
 ان کو نقل کر دیا ہے مگر حقیقتاً وہ سب غلط ادگستاخی ہیں۔ کھتا ہے کہ حضرت یعقوب نے ایک بکری کا
 پھر دیکھا اور اُس کی مال تراپتی رہی اُس کی بد و ماسے یوسف و یعقوب کی جدائی ہوئی۔ نیز کھتا ہے کہ
 ایک لوندی رمدی اُس کا شیر گزار پچھڑ خرماس کی بد و عالمی کہیں کھتا ہے یعقوب علیہ السلام نے ایک
 بکری مانج کی اور پکا کر خود ہی کھالی پڑوسی بھوکا تھا اس کو نہ پوچھا۔ اُس کی سزا سب تعالیٰ نے فراق یوسف
 کی مکمل میں دی۔ (العیاذ باللہ وغیرہ بہ حسب بکرا سیات میں۔ ہم کو یہود و نصاریٰ سے شکایت
 نہیں وہ تو بنم کے یہود ہیں ہم کو تو اپنے مفسرین سے شکایت ہے جن کی ان ہی بھرمار نے ہدیہ غلامی
 اور شان نوٹ کو کھیل بنا دیا۔ اللہ کے نبی نہ کسی جانور کو ستائے بد و عا یلختے ہیں نہ انسان کو نہ اُس پڑوس
 سے لاف۔ حضرت یعقوب نے فرمایا۔ اسے میرے گھر والوں میں اللہ کی طرف سے وہ وہ غیب۔ اسرار
 اور حکمتیں۔ رمزیں۔ برکتیں جاتا ہوں جو تم عام لوگ نہیں جانتے۔ اس لیے میرا یوسف کو ابھی تک
 یاد کرنا۔ یاد رکھنا کسی علم لدنی کی بنا پر ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ نبی کی غیب دان آنکھ جو دیکھ لیتی ہے
 وہ کسی کی آنکھ میں طاقت نہیں عام تو درکنار فوت و قلوب بلکہ مصابی پاک کو بھی وہ علم نصیب نہیں جو
 نبوت کو مظار ربانی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقُصُوْب۔

ان ایت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ کوئی نبی پیدا نہیں ہوتا تاہم انبیاء نہیں ہوئے ہاں درود فراق اور غیبت الہی یا شوق
 دل الہی میں تڑپ اور آزاری سے آنکھوں کی مینائی جاتی رہتی باپس پردہ ہو جاتی ثابت ہے جیسے کہ
 یہاں یعقوب علیہ السلام کا ذکر ہوا اور جیسے حضرت شعیب علیہ السلام غیبت الہی میں مدتے روتے
 تائینا جو گئے تھے۔ بخیر ان پیغمبران کرام کے کوئی نابیاض ہوا۔ یہ فائدہ وَالْمُتَّقِينَ غِنٰۃً سے حاصل
 ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے علم غیب کے ذریعہ حد عبد یوسف کے تمام
 حالات سے خبردار تھے۔ یہ فائدہ اِنْ یَّاتِیْکُمۡ بِوَحۡیٍ مِّنۡعَارۡمٍ سے حاصل ہوا اس لیے کہ وہاں تو
 صرف شمعوں اور لیمین ہی رہ گئے تھے مگر آپ نے فرمایا ہم۔ ہم ضمیر جمع کم از تین پر بولی جاتی ہے یہ
 ہمہ اکون تھا ہاں یوسف ہی تو تھے۔ چوتھا فائدہ۔ کسی بھی مصیبت کے وقت کوئی بھی مسلمان اگر رب
 تعالیٰ سے فرمایا منا جات یا شکوہ شکایت کرے تو وہ بے صبری نہیں ہے۔ ہاں بندوں سے شکوے کرنا
 بے صبری ہے حضرت یعقوب علیہ السلام سال یا اسی سال ایک سال کے مطلق۔ زندہ ہے مگر کسی بندے
 سے کوئی شکوہ کسی بھی دیکھا۔ یہ فائدہ وَخَوِّفۡنِیْ اِلَیَّ اَللّٰہ سے حاصل ہوا۔

ان آیات کرمہ سے چند مکے حاصل ہوئے ہیں۔

احکام القبرآن

احکام القبران اپتلا مسئلہ۔ پیادوں کے فراق اور غم میں دوا جاننے سے آقا و عالم علیہ السلام علیہ وسلم اپنے آخری فرزند پاک ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم میں آنسوؤں سے روئے۔ یہ مسئلہ امت سے منطبق ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ کسی بھی غم میں انہوں کے کلمات کہنے جائز ہیں۔ یہ منہ حضرت عتبہ کا یا سقیٰ بنی یوسف فرما ہے منطبق ہوا ہاں ابستہ نوسہ کرنا کفر یہ احاطہ ہائے نبیہا کو ناسا حرام ہے جس کی حرمت نیت و عاقبت ثابت ہے۔ تیسرا مسئلہ۔ کسی بزرگ کو کچھ سمجھائے کے لیے یا بچانے کے لیے اب کے دائرے میں کچھ محنت لفظ کہے گا یا بلے "بی میں نبی کر نیت ناسا ہے اور خیر خواہی کی جو۔ یہ مسئلہ تالیف نفثو" و۔ من انہا لکنی سے منطبق ہوا۔

یہاں چند اعتراض پڑ سکتے ہیں۔

اعترافات

اعتراف و عزائم [پہلا اعتراف]۔ جب کہ راجا ایل یوسف نے ایک حقیقی اور سچا واقعہ بیان کیا ہے کہ بنیامین چوری میں پکڑا گیا اور دو زردمک کی گواہیاں بھی پیش کیں کہ ہم پہے میں تو حضرت یعقوب نے بھائے ایل قافہ سے پوچھنے کے یہ کیوں دیا یا بن سٹوٹ نکم انفسکھ۔ یہی بات اُس وقت کی تھی جب یوسف گم ہونے لگے۔ حالانکہ دولوں کے ظاہری بیانیہ میں ادھتقیقت میں کالی فرق موعو ہے۔ جواب۔ اے کے دژ جواب دے کئے ہیں ایک یہ کہ حضرت یعقوب نے دراصل یہ اشارہ یوسف کی طرف کیا ہے سے بیٹو پیٹے تم نے یوسف کو ہدا کرنے کا ایک جیلہ بنایا تھا ورا ب یوسف نے بنیامین کے ہا کر نے کا ایک جیلہ بنایا۔ کام وہ بھی میرے بیٹوں کا تھا کام یہ بھی میرے ہی بیٹے کا ہے۔ لہذا یہ ایک غیبی اشارہ ہے۔ دو تم یہ کہ۔ سٹوٹ۔ یہاں معنی اہل سنت ہے۔ یعنی تم سب کو تھلکے نفوس لے اس خیال و دم میں اے الیا کہ بنیامین سے توری کی ہے حالانکہ دیا نہیں۔ پہلے سولت کا یہ مسئلہ نہیں۔

دوسرا اعتراف۔ حضرت یعقوب نے بنیامین کا سن کر اسلی علی یوسف کیوں دیا۔ علی بنیامین کو ہنا چاہیے تھا کہ یہ نیا علی مصیبت تھی۔ اور نیا غم زیادہ سخت ہو گیا ہے۔

جواب۔ اس لیے کہ ذائقہ نیامین نے فہم و سہمی کو نازہ کر دیا۔ نیز ذائقہ یوسفی فائق نیامین سے ماہر صنعت نمی اور بہت طریقات میں فرق ہے۔ یہ فرق تغیر حالات میں بیان کر دیے گئے۔ نیام تب سمجھ لگتا ہے جب پہلے فہم کے برابر ہو یا زیادہ ہو۔ اگر نیام فہم کم ہو تو اس کو طبعی سمجھ لگتا ہے۔ میں سمجھ لگتا فہم شہد ہو جاتا ہے۔

یہ ستر اعتراف۔ جب گھروالوں کو نہ تو یہ مقبول علیہ السلام کی طرح فیسی علم و الہام تھا نہ یقینیت مال کا۔ نہ تھا نہ تانہ کہ یہ کہ قسم کسوں بولدی محولی قسم نوگاہ ہونی بت۔ جواب۔ یہ میں نے سے۔ یہی کو کر کے

کلام کے طور پر بولا جاتا ہے۔ وہ گناہ نہیں۔ یا یہ ظاہری حالات کی بنا پر ہے کہ ان حالات کے پیش نظر ایسا ہونا یقینی ہے۔ یہ قسم کلام کی تاکید کے لیے بول جاتی یہ بھی گناہ نہیں۔

چوتھا اعتراض۔ آج فرماتے ہیں۔ "لَا تُكُونُوا مَنَاسِكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَى اللَّهِ" یعنی میری کسی سے کوئی شکایت نہیں میں سے ایسا شکوہ تم ٹکے حضور پیش کیا سے گرہے زبانی ستوت لکم، اللہ! بھر دیا۔ یعنی "اَللّٰهُمَّ" یہ بھی تو لوگوں کے سامنے شکوہ نہ گاریت ہی ہے۔ جواب یہ شکوہ نہیں بلکہ "وَلَا تُكُونُوا مَنَاسِكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَى اللَّهِ" کے مقصد یہ ہے کہ تم اپنے حلوں سے بھر کو۔ ہو کہ نہیں اسے چکے۔ مجرم کو یہ پتہ دیا کہ تیری پالیں ناکام ہیں یہ عین اصل مدی ہے اور اس کے دست فائدے ہوتے ہیں۔ اور یاسنی فرما۔ یا تو یہ اختیار ہی ہے اور یا یہ بھی اس سے مراد ہے۔ جیسا کہ غیبی عالم میں واضح کر دیا گیا۔ مذاہبے مہی، وغیرہ کا کوئی اعتراض نہیں۔ حضرت یعقوب نے تو اپنے پڑوسیوں کو بھی کسی دو علم کا سنا دیا تھا۔ پانچویں اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب کی آنکھیں غم سے نابینا ہو گئی تھیں مگر غم سے آنکھیں نابینا نہیں ہوتیں غم تو دل میں ہوتا ہے جو تب غم دل میں ہوتا ہے غم سے رونا آتا ہے اور رونے سے آنکھیں تراب اور نابینا ہو جاتی ہیں۔

یہاں بات حقہ کرنے کے لیے اصل وجہ بیان کر دی گئی۔ چھٹا اعتراض۔ حضرت یعقوب نے قسارین کی خبر سن کر یاسنی فرمایا "بِإِنَّ اللَّهَ بَرَّحًا" یا بیٹے کہ ان کے صرف مسلمانوں کو ہی ہے پچھلے یہ کلمات مشہور تھے اس کا شرعی حکم تھا۔ یا اس لیے کہ یاسنی و ماہی، و یہی حالت میں دُعا ریلو اسٹر ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

فَكَانَ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ ثَمَرًا نَضِيبًا جَمِيعًا عَنِّي اللَّهُ نَبَاتٌ تَقِيَتْهُمْ جَمِيعًا لَهُ هُوَ
أَعْلَمُ الْحُكْمَ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَعْدُ عَلَى يَوْسُفَ وَنَيْفَتُ غَدَهُ مَسْجِدٌ لَهُ كَوْنُهُ

تفسیر صوفیہ

نفاہ قلب کے بعد عارف کا دل ماسواۃ کی محبت سے کٹ جاتا ہے اس میں محبت مخلوق کی گہرائش ہی نہیں رہتی۔ عارف کا دل کو سارا عالم جلوہ گاہ اوجھت معلوم ہوتا ہے۔ اور صرف یوسف آئینہ ذات نال سے۔

اس کے رخ کو دیکھنا ہی ذات جمال کا مشاہدہ کرنا ہے۔ سچ یوسفی کے ماسواۃ کو دیکھ کر حلال یار کی امید کرنا۔

ثَمَرَاتِ اللَّهِ أَنْفُسُهُمْ ہے۔ نفسانی وہ کہ ہے۔ کیونکہ سورج کی دہریہ گرہ سے عالم پر جلوہ ریز ہے مگر ذات سورج کو دیکھنے کے مشتاق رخ آئینہ کو دیکھتے ہیں۔ اسٹیا، عالم سورج کی صفت کا مظہر ہیں یعنی دھوپ کا

جس نے اسٹیا کو دیکھا صفات آفتاب کو دیکھا نکل آئینہ ذات سورج کا مظہر ہے جس نے آئینہ آئینہ

کو دیکھا سورج کی ذات کو دیکھا۔ ہر دین یوسف اور تمام مخلوق صفات ذات کو دیکھ چکے ہیں مگر دنیا، کرام

خود ذات کو مشاہدہ کر کے میں آئینہ کو دیکھنے کا مقصد آئینہ نہیں ہوتا۔ بلکہ مظہر آئینہ ہوتا ہے ہر جہرہ یوسف

دیکھنے کا مقصد یوسفؑ کا معاملہ ہے۔ یعقوبؑ کو صبر و یوسفؑ میں جلوۂ یار نظر آتا تھا۔ اس بل مجاہد کے نور مشاہدہ ہوتے تھے۔ عشق یوسفؑ کا وہ تھا جلوۂ کبریا کی کا تھا۔ وہ یوسفؑ کے لیے د تھا۔ یوسفؑ تو خلق ذات محاسبہ، عالم و کسم کی ہیں۔ مل تعلق دنیا والی۔ مل تعلق آخرت والی۔ متعلقہ دنیا و آخرت کے مصلحت الہیہ میں مگر عارف کامل طالب ذات ہے۔ متعلقہ آخرت مصلحت ذات میں عارفین اسی کے متعلق ہیں۔ دنیوی غفلت مصلحت ذات کے ماسوا سے مزہ مٹا لیتے ہیں۔ اور ظہر کو دیکھنے سے اُن کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ سورج کو مسلسل دیکھنے والا صاحب اپنی نگاہ سورج سے پھیرے تو سب چیزیں اُن کو سیاہ دجستہ نظر آتی ہیں۔ آنکھیں پیکار ہو جاتی ہیں ذات جلال کو دیکھ کر پھر کس کو دیکھا جاسکتا ہے۔ کون نظروں میں ہے دیکھ کے تلو تیرا۔ فہو کظیم مسافر صرف طالب ذات ہے باقی شبا سے متغیر ہے۔ جب لذت مشاہدہ ذات پھیلا دیا گیا تو صبر بمل ہی عاشق ذات کا آخری سہارا ہے قائلو انا لله نعتو کما ندکونہ سہو حقون حد شہد کون میں تھا لیکن اہل ظاہر عاشقین ذات کے در دو فراق کو نہیں سمجھ پاتے۔ وہ یوسفؑ تلبی کو صرف ایک معرہ ہی سمجھتے ہیں جس کو فنا ہے۔ اسی لیے اُن کی یاد کو فنا و روحانی اور طاقت جسمانی جانتے ہیں بہائے اس کے کہ خود بھی اُن کی یاد سے لذت و رہ پائیں۔ عاشق صادق کو بھی روکتے اور طعون کرتے ہیں۔ قال شہد اشکو انی دھرتی اہل الله فہو علم من الله ملا تعلق من رواں راہ خدا جانتے ہیں کہ اہل دنیا و آخرت ذات سے ہیں اُن کے لیے اُن کی جمالیات کا پر تو سے اُن کی نگاہیں مکانات و صر میں لگی ہوئی۔ اسی لیے وہ ایسا و صرف اپنے محرم راز اللہ رب العزت کو ہی سنا، عانا دکھا تا ہے۔ وہ اسم علی و کبر۔ ملک معرفت کے وہ علم جانتا ہے جہاں جہان والو تم نہیں جانتے۔ رنوی۔ آخر وی استیلا کا فرق اس کو معلوم ہے کہ کس کی جنت تمام و ناچار ہے اور کس کی جنت واجب ہے۔ یہ معرفت کی وہ چوٹی ہے۔ جہاں صرف انبیاء کی رسالت ہے۔ ہر دروہاں و البعد بصرہ اس کی رفعت سے بھی آفتناؤں۔ کسی طوف و تلب کو معرفت کا یہ مقام حاصل نہیں اس دریا و معرفت اور بحر مشاہدات کے کنارے پر میں سب رک جاتے ہیں۔ یہاں پر پہنچ سب کی آہستہ لیکن انبیاء کرام ہی بند کمان کاٹتے ہیں۔ باقی تمام اولیا طوف و تلب ہیں کے در کے ہمدردی۔

يٰۤاَيُّهَا اِذَا هَبُوا فِتْحَسُوا مِنْ يُوْسُفَ وَ

اے بیٹو میرے عاؤ بس بھی طرح تلاش کرو کو یوسفؑ
اے بیٹو جاؤ یوسفؑ اللہ اس کے بھائی کا سراخ نکاؤ

أَخِيهِ وَلَا تَأْيِسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا

بہال اس کے "۔ نہ یوسس ہو تم سے رست اللہ کی ہمت نہں
"۔ اس کی رست سے نا امید نہ ہو ۔ ہمت اللہ کی

يَايُسُّ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ ﴿٥٠﴾

یوسس ہوتی سے رست اللہ کی مگر قوم کا کافروں کی
رست سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر ہوتے

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا

پھر جب کہیں داخل ہوئے وہ بھائی پر اس بولے اسے عزیز پہنچی ہم کو

پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو اسے عزیز ہیں اللہ ہمارے مگر "انکو

وَأَهْلْنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُرْجَاةٍ

"۔ مگر دلوں کو ہمارے تنگہ سنی اور اس دفعہ لائے ہیں ہم قیمت معمولی

قیمت پہنچی "۔ ہم بے قدر ہو چکے ہیں کہ اسے ہیں

فَاَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ

لیکن پورا دینا ہم کو ناپ کا ملہ اور صدقہ ہم پر لینا ہم پر بیشک اللہ تعالیٰ

تو آپ میں ناپ ایسے اللہ ہم پر خیرات کیجئے بیشک اللہ

يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٥١﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ

بدلہ دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو ۔ فرمایا کیا تم نے کبھی عور کیا کہ

خیرات دلوں کو ملد دیتا ہے ۔ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف کو

مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَ أَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ

یا کیا تم نے ساتھ یوسف کے اور بھائی اُس کے اُسوقت کیا تم
اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم

جَاهِلُونَ ﴿١٤﴾

نادان تھے

نادان تھے

تعلق ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے چند لفظ تعلق ہے۔
پہلا تعلق پہلی آیات میں یہ ذکر تھا کہ حضرت یعقوب بیٹوں کی باتیں سن کر غمزدہ ہو کر
اُن کے پاؤں سے دو پہلے گئے جس سے غمزدہ ہوتا تھا کہ بیٹوں اور گھروالوں کی طرح آپ بھی ناظم
اور مالوس ہو گئے۔ اب ان آیت میں اس خیال کی تردید فرمائی جا رہی ہے کہ نہیں بلکہ حضرت یعقوب
شان مومن بنانا چاہتے ہیں کہ کسی حال میں بندہ سے کو مالوس نہیں ہونا چاہیئے۔
دوسرا تعلق پہلی آیت میں ان تمام بیٹوں کے متعلق یہ خیال گھڑتا تھا کہ ان کی سابلہ رذائوں کی
بنیاد پر شاید حضرت یعقوب ان سے غمزدہ ہوں اور نبی کا کسی سے غمزدہ ہونا باعث کفر ہے تو یہ سب بیٹے
کفر میں ہو چکے ہوں مگر ان آیات میں حضرت یعقوب کی ایسی گفتگو ارشاد ہوئی جس سے ان بیٹوں کے
مومن ہونے کا پتہ پتا ہے۔ تیسرا تعلق پہلی آیت میں ان بھائیوں کے دُور فہ مصر میں جیلنے کا ذکر
ہو اب ان آیت سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت یوسف کی بارگاہ میں بھائیوں کی یہ شکری اور آفری
وہ حاضر ہی ہے جو قحط کے سات سالوں میں ظالیسے کی غرض سے ہوئی۔ اور تمام ظالوں کے لوگ، نسائی مغربی
فریبی اور لاد مار حیثیت سے حاضر ہوئے۔

يَا نَحْنُ اِذْ هَبُوا نَفْسًا مِّنْ يُّوسُفَ وَ اَخِيهِ وَ اَنْتُمْ لَا تَأْتِيْنُوْنَ مِنْ رُّدُوْهِ اِنَّهٗ اِلٰهٌ لِّاَنْتُمْ مِنْ رُّدُوْهِ اِنَّهٗ

تفسیر نحوی اِنَّهٗ اِلٰهٌ لِّاَنْتُمْ مِنْ رُّدُوْهِ اِنَّهٗ اِلٰهٌ لِّاَنْتُمْ مِنْ رُّدُوْهِ اِنَّهٗ اِلٰهٌ لِّاَنْتُمْ مِنْ رُّدُوْهِ
مراہ جمع معنات یا و متکم کی طرف۔ اِذْ هَبُوا نَفْسًا مِّنْ يُّوسُفَ وَ اَخِيهِ جمع مذکر حاضر و غائب سے مشتق سے بسنی
ہانا۔ یہ فعل با قائل جملہ قلیہ ہو کر معمول لہ ہے یا کے قائم مقام اِذْ هَبُوا نَفْسًا مِّنْ يُّوسُفَ وَ اَخِيهِ کافِ رَبِّ تَحْقِيقِ

بہنی تَنْظُرُ تَحْتَسِبُوا فعل امر جمع حاضر جس سے مشتق ہے اب تَقْتُلُ سے ہے۔ یعنی تَحْسُسُ ایک قول میں تَحْسُسُ اور تَحْسُسُ ہم معنی ہیں (مرادف) مگر صحیح یہ ہے کہ بھی مجزی کرنا تَحْسُسُ اور بری مجزی تَحْسُسُ ہے اسی سے ہے جاسوسی۔ بن حرف مجہول ہے بمعنی عَن۔ اس سے کہ تَحْسُسُ کے بعد ماضی ہی آتا ہے در تَحْسُسُ کے بعد میں۔ اسی بنا پر پہلے قول میں دونوں کو مرادف مانا گیا۔ تَنْظُرُ بحالت جزاء بر یا ہوا غیر منصرف غلم و لجنی ہونے کی بنا پر۔ و ما ظفر الخ اسم مکملہ ہے مضاف ہے و ضمیر کی طرف۔ و ما ظفر لَا تَنْظُرُوا فعل نسبی عطف ہے اِلا جہتو پر مبنی ہارہ رذخ تَلَّے زیر سے یا رفع سے بمعنی رجعت۔ مصدر کی مادہ ہے مضاف ہے بسوہ لفظ المثل۔ اِن حرف مشبہ بسوہ و ضمیر شان اس کا اسم لَا تَنْظُرُوا فعل سفارح منفی بلا معنی مال ایمان حقیقت کے لیے مبنی ہاتھ رُوخ بمعنی رحمت مرکب انسانی حسب سابق مجرور ہے الآخر استثناء مفرغ کیونکہ مستثنیٰ منہ پوشیدہ ہے لَقَدْ بمعنی مکمل گردہ موصوف الکھبر و صفت ہے۔ دونوں مل کر مشتبا ہوئے یا یہ الا بمعنی سوا ہے یا غیر ہے تب استثناء لغو ہوگا بہر حال انفصال نہیں اتصال ہے۔ قوم منوی مکمل جمع ہے اس لیے اس کی صفت غفلی جمع ہے فَلْتَا خَلُوا تَطْلِقُوا نَوُ يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَدًا اَهْلًا اَعْتَرَدَ جِئْنَا بِضَاعَةٍ فَزَحَايَا فَادَّبَ لَنَا اَمْكِلْ وَتَصَدَّقْ فَلْيُنَا اِنَّ اَهْلًا يَخْجِزُ اَلْمَشْعَسِي اِلَيْكَ فَيَلْبَسُ ف تَقْيِيْبِيْہِ مَسَالِ مہارت پر شہید ہے معنی والد مکرم کی نئی نصیحت سن کر اس پر عمل کرنے کے لیے وہاں سے صحت کر چلے۔ لئلا حرف شرط ہے و خَلُوا فعل ماضی اپنے ہی معنی میں ہے اس کا فاعل تو بھائی علی حرف جر و ضمیر مجرور کا مرجع یوسف علی بمعنی عہد ہے ظرفیت مکانی کے لیے۔ قالوا فعل ماضی۔ پورا جملہ فعلیہ جزا ہے ف براثر لئلا کی وجہ سے نہیں آئی اس کا فاعل وہی بھائی میں۔ یا اَيُّهَا۔ یا حرف ندا اس کا مناد اسی العزیز چونکہ معرف باہت لا ہے اس لیے بلا سردست دو معرفہ کر نوال چیزوں کے اجتماع سے بچنے کے لیے درمیان میں اسم موصول آئی اور حرف تنبیہ حال گایا اس کا ملکہ وہم تخیف موزوں سے اس لیے اُنکی بھنی رفع سے ہے۔ مَسْ فعل ماضی باب نصر۔ موزون فَبْ مَسْ سے مشتق بمعنی بیک مفعول ہے۔ معنی چھو جانا۔ لگنا۔ یہ پہننا۔ یہاں سب معنی بن سکتے ہیں۔ نا ضمیر جمع متکلم منصوب متصل اپنے مفعول اَخْلَنَّا سے مل کر مفعول بہ ہوگا مَسْ کا واذ حرف عطف ہے۔ اہل بالی کمر واسے افراد ماطلہ چنا فعل ماضی لغینہ جمع متکلم کا عطف ہے متساوی۔ یہ سب مہارت مفعول لہ ہے نہ تو ابرو شہیدہ کے۔ بھنی سے مشتق ہے باب نفع بمعنی اَنَلْ بِضَاعَةٍ بْ ہارہ بمعنی مع۔ بِضَاعَةٍ بَضْع سے بنا ہے برونین و فاعلہ رِدَاعَةٌ يَجَارَةُ لَمَالٌ کا مصدر ہے بمعنی وہ سلمان جو سفر کے لیے علیحدہ کر کے رکھا جائے۔ گوشت کے

کئے ہوئے نکلوان کو بھجوا دیا گیا ہے۔ باب کے زیر سے بہتی چند چیزیں ہیں۔ یہ موصوف ہے اس کی صفت سے مزینات واصل تھا صرحۃ یا صرحۃ بوجہ برسی یا دالف سے بدل گئی زنی سے بہتوں سے سنی حقیر شکیف سنیہ فف فل ہر مائتہ ہینہ۔ اب ذکر وئی سے بنائے بہتی پر کرنا انا مادہ مجرور متعلق سے اب باب افعال کے ہر کا اکیل سمات ہر معمول ہر اب کا مراد ہے غنم کا قالولی مقرر شدہ ہر فرد کے سے سال بھر کا حصہ۔ کرب کے لغوی معنی میں اپنا۔ جہاں بہتی مفعول یعنی مکلی گد م ہے۔ و۔ ہر تلمہ شدت فعل ہر عامہ واند مذکر باب متعل سے سے۔ یہی لما معاودہ و ملا ست ق کوئی پیر مانگی یا اپنی بدعت سے ناہے سنی بھی یا مال چہر علی زب دراپے ہی معنی میں سے اضمیر جمع مشکم مجرور متعلق کا مرجع ہی تمام موجود و غیر موجود اہل عامہ ہیں۔ ان زب تلمہ و تحقیق لفظ اللہ اس کا اسم ہے لفظ مصحوب سے بھرئی فعل مضارع ہستی مستقبل یا ہستی حال بزنی سے بنائے سنی ملہ دیا۔ باب مذہب سے سے متعدی ایک مفعول بھی ہوتا ہے بدو مفعول بھی۔ جیسے جَدَّ اَنَّهُ حَذَّ اَلْمُصَدِّقِینَ تَعِیْ کَثْرَت سے مُصَدِّقِیْنَ کا وجہ الف لام یعنی اللہ تعالیٰ بحکم اسم نال ہے ترکیب میں مفعول رہے بھر ہی کا۔ قَالَ هٰذَا مِنْهُنَّ سَفْہَا فَعَلَتْهُنَّ یُوسُفُ وَانْفَضَّ ذُنُوبُہُنَّ فَهَلُوْنَ کُلُّ فَعْلٍ مَّاضٍ اس کا نال مضرت یوسف اگل عباست اس کا مقولہ ہے فل حرف استفہام اڑا ہی ہے بے گام کی امیتت نال کے سے یے تلمم فعل ماضی میلہ جمع مذکر عامر متعدی بدو مفعول سے ایک مفعول ہی ہو سکتا ہے تا اسم موصول ہے سلسلے سے مل کر مفعول ہے جے تلمم کا تلمم فعل ماضی کا نال ضمیر جمع عامر اس سب کا مرجع براہان یوسف ہیں یوسف اب کے معنی یہاں ساتھ ہیں یوسف سمات حرف عاملہ اخی اسم مکبر و سمات زیر مطلق ہے یوسف ہر مضمیر کا مرجع یوسف سے۔ ادا مفا جاتیہ ہے معنی اپنا کم۔ یا اذ ظاہر ہے معنی اب کم۔ جاصلون اسم نال صیغہ جمع مذکر۔ اس کا واحد بدل ہے مطلق سے مشتق ہے۔ معنی لا علم یا ادا تفعیل یا بھول جانے والا۔ یہاں سب معنی بن سکتے ہیں۔ یہ کلام بطور لغز ہے یا بطور خبر۔

تفسیر عالمائے اہل حق دھنوا ففحشوا من یوسف وحنہ وانا لنسوا من ذہ۔ فہ ثلثا بالکسر من ذہ۔ جتنی دھنوا ففحشوا من یوسف وحنہ وانا لنسوا من ذہ۔ کافی دل غفلت میں مناہات کرے بعد باہر تشریف لائے اور سب بیٹوں کو جمع کیا پھر فرمایا سے میرے میں ہاؤ انا کا نام لے کر چہری فعل و مفعول کے حواس سے پتہ لگاؤ یوسف کا اور اس کے بھائی کا۔ ایک شاد آہستہ میں فحشوا ہے۔ یہی جاسوسی کر دہم۔ مضرتیں فرمائے ہیں کہ تحشش اور تحشش میں دو طرح فرق سے ملے تحشش تیر کی تلاشت تحشش تیر کی تلاشت۔ مے تحشش کسی کی بیکیاں۔ تلاشت رنا تحشش کسی کی بیکیاں۔ تلاشت صیغہ تلاشت کرنا۔ لہذا تحشش

دشمن کرتا ہے گشس دست اور خیر ۱۶ آ کر سے ۔ اس لیے یہاں فتنہ سوا فرمایا نہ کہ جشم سوا ۔
یوسف اور معالی کا ذکر فرما کر اپنی قیبت الہی کی ڈرٹ شاہ فرمایا کہ جہاں معالی ہے وہیں یوسف ہے ۔
اور گشس ہر یوسف کا ہی ہے کیونکہ مباح میں کی تہ تو سب کو ہے ۔ دوسرے معالی ۱۷ مایا مالا نگہ
بقول مفسرین معانیوں کو دہلیس سمجھ کر وہ بڑھ معالی بھی دیر مصر کے پاس ہی چلا گیا تھا اور مانی کے مہمان
خانے میں بعد عزت و لطف رہا تھا ۔ بعض کے آں میں مصر میں ہی کہیں مراد کی کوئے لگ گیا تھا ۔ ہر کیف
مصر میں تھا حضرت یعقوب سے وہ بھی یہ تھا کہ سلاٹس ۱۸ ۔ لگائے میں اس کام شامل و ذبا
کیونکہ وہ اپنے اہلیا سے مدد نہ تھا پھر وہ بڑا تھا سمجھا اور جہاں کہہ دیا تھا صاحب ہا ہتا اسکتا تھا بیٹوں
نے دس کیا جہاں دیتوں میں آتا ہے کہ یہ یوسف و کہاؤ حوڈ میں کسی کا سرگیا اس کو تو بیٹا یا کایا تھا اور
میا میں کا پتہ ہی ہے کہ کہل سے جس کو بیٹا یا تھا کرے گیا یقیناً اس نے کہا ہی رہا ہو گا ایسے دوست خود
نوم کی و حوڈ میں تو حضرت یعقوب نے فرمایا کہ سے بیٹو نہ مایوس ہو تو اللہ کی رحمت سے اللہ کی ہی بول
زیر کی سے ۔ اس کی عجیب حکمت سے ۔ اللہ کی رحمت کثادگی اور دی ہوئی خوشیوں سے ۔ یا ہ
مایوس ہو تم اس کی قدرت کا طے صعب غریبہ اور اسباب عجیب سے تم اپنے خواہش کو درست کر کے نکلو تو
پھر دیکھنا اس کا فعل کیا کرم کرتا ہے ۔ بیشک نہیں مایوس ہوئے ۔ اللہ کی رحمت و فضل و قدرت سے مگر
کافر لوگ ناشکر سے اور بد عقیدہ انسان ۔ کیونکہ کار کا عقدہ ہے کہ اللہ کمال پر قادر نہیں کئی معلومات پر
عالم نہیں ۔ واکرم نہیں خیال سے معاذ اللہ ۔ اور جس کے یہ عقائد ہوں وہ ہی کافر سے مایوس ہے اسی
لیے کافر آدم میں مغرور ہے ۔ سہولت میں مغرور ہے ۔ دولت میں مسرور ہے ۔ غریبی میں مجبور ہے ۔ مصیبت
میں مایوس ہے ۔ اور آخرت میں مقہور ہے نہ کبھی صابر نہ کبھی ناکر ۔ مگر وہ من کی شان ہی زالی ہے وہ
امیری میں شاکر پیش میں حامد مہولت میں ساہد ۔ مصیبت میں صابر ۔ تکلف میں ذاکر خلوت میں ناجی
خلوت میں رانی ہے ۔ وہ نہ کبھی یاس میں ہے نہ کسی قسط میں ۔ ہر حال میں اپنے کرم اللہ سے پر امید ہے ۔
خیال ہے کہ یاس اور قسط میں چار طرح فرق سے ۔

۱۔ یاس وہ مایوسی ہے جو اسباب کے دیکھے خیر ہو ۔ قسط وہ مایوسی جس میں مصیبت ملے کے کچھ اسباب
نظر آئے ہوں ۔ مثلاً یاس وہ مایوسی جس میں مصیبت فریب ہو ۔ قسط وہ مایوسی جس میں مصیبت ابھی دور
ہو ۔ مثلاً یاس وہ مایوسی جس میں بیکے کا دایا نقلیہ یہ بھی سمجھ نہ آئے ۔ قسط وہ مایوسی جس میں تبدیری
نظر آتی ہو ۔ مثلاً یاس وہ مایوسی جس کی مصیبت میں دنیوی سائے ساتھ ٹوٹ جائیں صرف اللہ ہی کا
ایک آسرو ہو ۔ قسط وہ مایوسی جس کی مصیبت میں مثلاً انسان کو دنیوی سلاٹس ہے ہوں ۔ حضرت یعقوب

کے نام سے مقرر کیا گیا۔ اس لیے کہ یہ نصیب احمد اس کامل امثلہ کی ذات کے سوا اور کسی کے پاس نہ تھا۔ سب اس سے ہمارے نوٹ پکے تھے۔ ان جیسی مصیبتوں میں بالواسطہ ہونا مومن کی ہی شان ہے۔ حضرت یعقوب کے بھالے بھالے یاد رہے جی گندم کے لیے گھر سے مصر کی طرف نکل کر اسے تھیں کیم وغیرہ نے لکھا کہ حضرت یعقوب نے ایک رقبہ بھی ساتھ لکھ کر دیا جس میں وزیر مصر کا سابقہ ملک پر شکوہ کیا اور ایسا تعارف کرایا اور فیا میں کو چھوڑنے مری کرنے کا حکم کر یہ لفظ ہے اور یہودیوں کی من گھڑت ہے صرف اس لیے کہ اس میں یعقوب علیہ السلام کے رقبے میں یہ غلط بات شائع ہو جائے کہ یعقوب نے لکھا کہ میں اسحاق (زید) کا بیٹا ہوں اور ابراہیم صابر ہوئے آگ میں جا کر اور علیل ہوئے آگ گوار بنا کر اسن صابر ہے پھر ی کے نیچے آگ اور زید اٹھ ہوئے فریہ لے کر۔ حالانکہ زید اٹھ حضرت اسماعیل ہیں اس کا پورا بیان ہماری فتاویٰ سوم میں دیکھو مثلاً وَحَبْلٌ مِّنْ نَّوْءٍ مَّا تَنَاسَلُ مِنْهُ مُنْجَاؤُكَ وَتَوَلَّى وَرُوحُنَا غَافٍ مِّنْ لَّا نَعْلَمُ وَتَوَلَّى وَرُوحُنَا غَافٍ مِّنْ لَّا نَعْلَمُ اس تو ہرے اسے عزیز۔ اس رقبہ تو ہم بہت سے علماں آئے ہم کو بھی اور گھر میں باقی ماندہ مل عامہ کو نصف تکلیف اور غریب بہت سی بڑا بھائی جو کاروباری تھادہ شرم کے واسطے گھر دیگ کاروبار بند تھو سالی زردن پر دیکھ کالے کو دکھانے کو جو تھوڑی بہت دولہا درم و دینار کی مشکل میں تھادہ سے آئے ہیں۔ مگر وہ ایک تو تھوڑی سے گندم کے بھاؤ سے پوری نہیں دوہرے سے کہ پڑا سکتا ہے جو آج کل کسی بازار میں چلتا نہیں کسی گھر میں پڑا ہوا تھا آئی انتہائی ضرورت کے پیش نظر اس کو مال گھر کو لے کر رہا کہ ان سے غرضت یعنی واپس پھر ہوا ہے۔ آپ کا ہی آستانہ ہے جس پر اس نے آگے ہیں تیار تھوں میں ہے کہ یہ وہی درم تھے جو برادران یوسف نے یوسف کو بیچ کر حاصل کئے تھے اور پھر چھوڑے تھے ایک قول ہے کہ گھر کا ادھر اچھڑا مسلمان تھا بستر کپل چڑھ دی پٹائی۔ ایک قول ہے کہ وہ طاقتور کندان کا سکر تھا مصر میں بد پلتا تھا اس لیے یہاں کھوٹا اور مڑ جلتا تھا مگر یہ قول صحیح نہیں۔ کیونکہ ہر علاقہ کے سکے سے لے کر بارہ تھے تو اس میں کیا تھا مصر ہو سکتی ہے اور پھر پہلی دو مرتبہ لے لی گیا تو اب کیا مرالہ۔ نیز پہلے زہلوں میں کاغذ یا لوسے میں کے سکے ہوتے تھے بلکہ خالص چاندی کے سکے جس کو درم اور خالص سونے کے سکے جس کو دینار کہا جاتا تھا اور اسی عا ج کی بنا پر آج کلک سونا چاندی کی اصل قیمت اور ٹن کر پائی گئی ہے۔ اور وہ کبھی مزید یعنی کھوٹا نہیں جو کتا دپلے کبھی غائب۔ تفسیر میں کبیر نے لکھا کہ اس وقت مصر کے سکے پر یوسف علیہ السلام کی تصویر ہوتی تھی۔ مگر یہ اسرائیلی خرافات ہے جائیداد کی تصویر ہر خیریت میں شروع سے حرام رہی آج کل کے فحشی پرست مسلمان مولوی اور پیراں ہی

تفسیر لعلی اور نفل اقبال کے ساتھ ساتھ اس کی تفسیر من یوسف علیہ السلام سے جانتے چلے جاتے ہیں خدا
 ہم کو ہدایت دے (آمین) قول پہلا ہی درست ہے کہ اسے عزیز مصر ہم سے کھوٹے سکتے پر اسے درم
 ہی قبول کر لو اُس کے ہمارے سبب سابق ہر کو ہمارے حق کا ملکہ ہو مانا آپ کو دے دیکھئے اور ہمدی قیمت
 دے دیکھئے اپنے کرم میں غن اور فضل و رحمت کا صدقہ ہم پر بھیجئے کیونکہ ہم اس وقت بے بس یکس غریب غلامان
 حناک اور المومنین ہیں۔ اور آپ صاحب ثروت، مالک دولت، عامل مروت، وارث ملاقٰی حیدر ہیں۔
 آپ جانتے ہی ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہر طرح کا صدقہ کرنے والوں کو ضرور بدلہ عطا فرمائے گا۔ وایہ
 داعیہ علیل ہے کہ مولیٰ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو اپنا بندہ دے۔ روایتوں میں ہے کہ یہ غلام کا پوتہ تھا سال تھا
 تمام وہ بھائی جنہوں نے کسی یوسف علیہ السلام کو ذلیل و خوار کر کے غلام سا کر بیچ دیا تھا آج فناء قصص
 سے اسی یوسف کے سامنے اتھرائی ذلیل و خوار ہو رہے ہیں گویا کہ غلام بن کر صدقہ وغیرہ کی جیبک مالک
 رہے ہیں یہی نہیں بلکہ ملائکہ کے سامنے ایک پہلے سال دولت و درم و شمار۔ دوسرے سال گھر کے نیوٹا
 تیسرے سال گھر کا تمام سامان چوتھے سال جانور و ماکہ وغیرہ۔ پانچویں سال اپنے نو کی بچوں کو بیچ کر غلام
 بنا کر لارے کر گئے۔ چھٹے سال سب سے خود کو حضرت یوسف کی غلامی میں بیچا۔ ساتویں سال سارے غلام
 بھی ختم ہو گیا تو حضرت یوسف نے بیابان دیکھا کہ لوگوں کی بھوک پیاس مثالی اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا حسن تھا
 کہ جو دیکھتا اُس کی بھوک پیاس مٹ جاتی یہ تو شان حسن یوسف تھی مگر ہمارے آقا کے نام اور درود شریف کی
 شان یہ ہے بعض درود شریف دینی کہتے ہیں بعض درود شریف ٹھنڈک بخشتے ہیں۔ بعض نور۔ بعض سرور۔
 یہاں تک کہ ماریٹ کا تجربہ ہے کہ درود رحمت بھوک پیاس اور دوزخ سے کی مدت مٹا دیتا ہے۔ حضرت علی
 فرماتے ہیں کہ بھوک کو نہ سردی ملتی ہے نہ گرمی کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے آپا صلی اللہ علیہ وسلم کا درود
 دیکھا ہے جو شاید کسی نے نہ دیکھا ہو۔ تب سے سردی گرمی ختم ہوئی۔ ساتویں سال سب غلامی میں گئے
 اور نظارہ حسن یوسف کو سنی کر لیا تب دریا و مصر پر درگاہ جمش کرم پر آئی اور خوب بارش ہوئی، دشاہ مصر اپنی
 حکومت اور سب کچھ تاج و تخت شاہی آپ کے سپرد کر کے گوستہ نشین ہو گیا۔ بعض نے فرمایا کہ سلام
 ہر تھے سات سو ہیں جا اور ساتویں سال فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جب حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں
 کی یہ فرمایا اچھا نہیں میں اور غربت و مسکینی دیکھی تو نصیحت الہیہ سے وہ آبدیدہ ہوئے اور رہا نہ گیا کہ اب چھوٹا
 ملے اور بھوکے کر اب یہ وقت منتظر اسی میں پر وہ اٹھنے کا ہے۔ چنانچہ۔ قَالَ هٰذَا غَدَتُمْ قَاعَدْتُمْ یُوسُفَ
 وَخَیْذَہُمْ فَہُوَ فَرِیْضٌ اَسَہَ آہِ تہائی عاجز مسکین بنے واسے بھائیوں کی تم کو وہ سلوک معلوم ہے جو تم نے
 کسی کیا تھا یوسف اور اُس کے بھائی بھائی کے ساتھ ایک کوستا کر ایک کو ترپا کر یا ایک کو گم کر کے اور

ایک کو طرح طرح کی صن و تخیل اور برائی کی ایذا میں دے کر یا ایک کو جہلی ایذا میں دے کر اور ایک کو قلبی ایذا میں یا ایک کو عظم ساؤنک کو جو رسا کر دیکھ کر اس وقت اس وجہ سے کہتے تھے کہ تم تڑپیں کی وجہ سے بلان تھے یا سحام سے بے خبر تھے یا سوچنے پر کے تعصب سے تم جاہل بنے ہوئے تھے یا جنت پوری میں تم نے یوسف کو اور سحانی سے جدا کیا اور چاہا کہ ہم ہی صرف باپ کے پیاسے بنے رہیں مگر یہ ساری جماعت تھی۔ یاد رہے کہ تم اس تمام علم کے کاموں کی آزادی ہے، واقف ہو اور نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ خالصوں کو کیسا دیکھتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے گا۔ ساریوں میں ہے کہ حضرت یوسف کی ایک سہیلی تھی جس کا نام ریب تھا مذاق پرستی کے وقت وہ موجود تھی مگر بوقت موت ہو چکی تھی اس لیے اس کا ذکر کیا گیا۔ یوسف علیہ السلام سے چھٹی دنیا میں سے بڑی تھی۔ وہ بی قصوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے ایک قول میں وہ مصر آئی ہے اور اب تک وہ تھی مگر مشقت کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں آیا۔ وہ اللہ علیہ السلام باعتراف ارقیہ مان، مولیٰ، منادی، بیان، کبیر، مساوی، مدارک، اعمال، خزائن، سب، اللہ تعالیٰ نور اللغات وغیرہ۔

ان بہت کریمہ سے یہ فائدہ حاصل ہوئے

فائدہ

پیشلا فائدہ۔ تلاش حق کے سفر کا دوری ہے اور سفت نبیاء کہہ رہے دیکھو حضرت یعقوب سے یوسف علیہ السلام کی تلاش کے لیے سفر کیا۔ تو حسد لہیہ کی تلاش کے یہ درگزر، دیوں، غزوں، قتلوں اور تنگ بندوں کے پاس سفر کے عاتق بھی باعث ثواب و فیدہ ہے۔ فائدہ۔ سنی اذہنوں سے حاصل ہوا۔ دو تشر فائدہ۔ اگر، ماذن کی قبولیت میں دیر لگے تو دل تنگ با یوس نہ ہونا چاہیے۔ دیر تو عہد نبوت کی قبولیت میں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ فائدہ۔ زائد و امن زودح اللہ سے حاصل ہوا۔ تشریف لکھو۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ بندوں سے اپنی عاصات و ریاست مانگا اللہ کی خوشنودی اور رضا کا سہا ہے۔ دیکھو سی کے حکم سے غی ز سے فیدت یعنی عزیز مصر کے سامنے لہاؤ کر رہے ہیں اور یہی حالتیں مان کر رہے ہیں کہ بھی نہیں پڑ بھی ہیں کہ یہ عزیز مصر مومن ہے یا نہیں تو اللہ کے ولی کے سامنے دعا مانگا و شکستائی جا۔ نامی خوشنودی نہیں ہے یہ فائدہ مانگا انعد و ز۔ جو سمجھا حاصل ہوا۔

الکینت سے چند نفسی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پیشلا مسئلہ۔ امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک کھانے کی چیز میں ناپ کر چھنا کر رہے۔ جب کہ دیگر آئمہ فرماتے ہیں کہ تول کر چھنی چاہیے۔ امام اعظم کا مسلک ذی لکھنہ علی سے مستنبط ہو رہنی مسلک میں لکھنہ ناپ کر تول کر طرح جائز ہے۔ دو تشر مسئلہ۔ صاحب مال

پناہ مل کر طرح طرح ملتا ہے۔ سستا، سستا، کن کر سستا۔ کسی کو بھانڈے سے اور ان کو چاہے وقت بھی دے ملتا ہے۔ نیز پہلے زمیں میں پادشاہان کے ملک ہوتے تھے آج تصوریت سے دور میں ملک کا رہنا بخیر و دار ہے اس لیے یہ ملک نہیں ہوتا۔ بلکہ گورنمنٹی جہزوں کی ملکیت کسی فرد و معدن میں ہوتی۔

تیسرا مسئلہ۔ جب تک کسی کے ایمان یا ایمان ہونے کا پور علم نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو انجوری دیا نہیں جاتا۔ اسی طرح امتداد اسلام کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ یہ بھی انجسروی دعا ہے۔ یہ مسئلہ ان دنوں بخیر و دار سے منقطع ہوا۔

اس آیت کریمہ پر چند فرائض پڑھتے ہیں۔

اعترافات پہلا اعتراف۔ والد کرم نے تو بیٹوں کو یوسف و زلیخا میں کے محسوس۔ اور تلاش کے لیے بھیجا تھا۔ سب کچھ چھوڑ کر ملتا مانگتے اور اپنی عزت بھوک پیاس جتانے عزیز مصر کے پاس کیوں پہلے گئے۔ جواب میں یہ کہ یوسف کے متعلق تو ان کا خیال تھا کہ وہ تو کسی کے فوت ہو گئے ہیں یا غلام بننے پڑے۔ بعد میں کہیں پہنچ گئے ہوں۔ ان کو کہاں تلاش کریں یہ ہم تو سمجھنا مشکل ملکہ ناممکن کی صفت ہے بہت جہاں میں کوئی نہ کسی طریقے سے پھرنے کے لیے ایک مرتبہ پھر کچھ کر کے دیکھ بیٹے ہیں اس لیے سید صاحب نے مصر کے پاس آئے در اس کے دل کرم کو لے کر اس کھلانے کی غرض سے نہایت عجز و مسکینیت کا اظہار کیا اور سوچا کہ جب یہاں اس کا دل نرم ہو گیا تو شاید مگر مصلحت کچھ آساں ہو جائے اور ہم بڑیاہن کو چھڑا سکیں مگر یہاں تو یہاں ہی کچھ ہو آئی جس کا حق کو دم و گن بھی نہ تھا خیال یہ ہے کہ بڑا دراپر یوسف نے دربار مصر میں کسی ملاقات کے دوران بھی بڑا پکڑا ٹوٹی ٹھکانا دکھایا طاقت کا مظاہرہ کیا۔ جیسا کہ بعض مفتین اسے زلیخا کا سامانے کر اس طرح کی غلط بیانی لکھ گئے ہیں۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو آج یہ مسکینیت کھدائی۔ دوسرا اعتراف۔ بھائیوں نے اپنے اور گھر والوں کے بے صدقہ کیوں مانگا وہ بھی اس بادشاہ سے جس کے مومن مولے کا بھی ان کو پتہ نہیں۔ صدقہ مانگنا تو بہت محبوب کا ہے اور نبی اور نبی زادوں کے لیے تو حرام ہے۔

جواب۔ اس کے چار جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ یہاں صدقہ بھی نہ بانی اور فضل ہے نہ کہ حیرات اور اس لیے ہائر ہے کہ کسی چیز کا بھاد کم کرنا کسی لیے بھی ہو چاہے۔ دوسرے۔ دوسرے یہ کہ نبی صدقہ مانگنا جائز ہے۔ محبوب نہیں۔ آج تم شریف کی ٹھانی۔ قربانی کا گوشہ منہ مانگ کر یا جاتا ہے حالانکہ یہ صلب فعلی صدقات ہیں۔ سوم یہ کہ یہ صدقہ غلہ کا نہیں مانگا بلکہ بے غلوں میں بنیامین کو مانگا تھا اسی لیے دَقَصَدَر دَلَا بَعَثُ اَنْک ہوا۔ چنانچہ کہ صدقہ مرضی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر حرام ہے پہلے انبیاء کرام کے زمانوں

میں یا تو سدقہ فرمائی تھا ہی نہیں یا تھا تو کسی طریف پر عام نہ تھا ہر طریف نبی غیر نبی لے سکتا تھا۔ مگر یہ جواب کمزور ہے۔ تیسرا اعتراض۔ حضرت یوسف نے ذرا خیبر ساتھ کیوں لڑایا۔ یوسف علیہ السلام پر تو جو ظلم کیا تھا وہ ظاہر تھا بغیر میں پر کیا ظلم کیا تھا۔ یہ قید کر لیا چوری کا مشورہ دیا۔ جواب۔ یا پیالہ برآمد ہونے پر من لطفن ملا رہے یا بھائی کا ظلم ڈالنا مراد ہے جیسے کہ والد پر ظلم ڈالا تھا۔ چوتھا اعتراض۔ حضرت یوسف نے اپنے بڑے بھائیوں کو جاہل کیا یہ تو مصادیقہ۔ بد اخلاقی ہے۔ بڑوں کا ادب اور توقیر کرنا چاہیے۔ کسی کو جاہل کہنا تو گالی کے درجہ میں ہے۔ جواب۔ یہاں جاہل بمعنی غری ہے یعنی نادان نادانف اور یہ ان کی تسلی اور خوف اور کرنے کے لیے ہے۔ بطور ہمہ پانی ہے یا حضرت یوسف عدالت کے لافنی میں اور عدالت کی حالت کر رہے ہیں اور یہ بھائی بطور مجرم ہیں۔ قاضی وقت مجرم کو برا سمجھا کہہ سکتا ہے۔ نیز برادر الیوسف صرف عمر میں بڑے میں درجہ سے یا شان میں بڑے نہیں اور اصل بزرگی شان سے ہوتی ہے اور پھر شان نبوت تو بہت اعلیٰ درجہ ہے نبی تو اپنے غیر نبی والد سے بھی افضل ہے۔ اور پھر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ عدالت میں کسی رشتے داری یا بھائی برادری کی بڑی کاملاً درکھا جائے۔ مجرم کو مجرم ہی کہنا اور بھائی ہانے پر یا بھائی کا اعتراض۔ آیت میں رحمت سے مایوسی کرنے والے کو کافر کہنا ہے حالانکہ رحمت سے مسلمان مایوس ہوتے ہیں حدیث میں آیا ہے ایک شخص نے مر کے وقت بخشش سے مایوس ہو کر خود کو جلانے کا حکم دیا تھا جس کو بعد میں رہب گھاٹی لے زندہ کئے گئے دیا تھا۔

جواب۔ ازل تو یہاں ایک قول کے مطابق کافر سے ناشکرا مراد ہے۔ دوم یہ کہ مایوسی والا کافر نہیں ہو جاتا بلکہ مایوسی کو کفر کی لٹنی دیا گیا ہے جسے کوئی کئے کر جو کلمہ کفر سکھوں کی نشانی ہے تو کوئی مسلمان یہ کام کر کے اسلام سے غافل نہ ہو گا۔ حدیث پاک میں جس کا ذکر ہے وہ مایوس نہ تھا بلکہ یہ وحیئت حبیب الہی سے کی تھی۔

تفسیر صوفیانہ
 یٰحٰیثُ اٰھٰنُ فَعَسُوْا مِنْ تَوَسُّعٍ ذٰلِکُمْ وَ لَآ تُلٰسُوْا مِنْہٗ دَرَجَۃً اَللّٰہُ بِکُمْ اٰتِیۃٌۢ بَیِّنٰتٌ
 اَللّٰہُ لَا یَقُوْمُ بِالْکُفْرِ اِنَّ رِیَاضَیَہٗ فِی الدِّیْنِ سَعٰی سَعٰی طَرِیْقَتِہٖ
 کی سمجھنے کا طبع کی طرف اشارہ ہے جو پہلے تو کھڑی جتنہ دستاویس کر رہا منزل کے شہسواروں میں شامل ہو جاتے ہیں مگر کچھ دور ہی چل کر جب ریاضت و مجاہد سے کی گری میدان عشق کا لائق حق۔ یا باہان ناپید کا نظر آتا ہے تو راہ میں ڈٹو رہتے ہیں مطلب کی تلاش سے روگردانی کرتے ہیں اور معرفت محبوب اور لقاء حبیب سے مایوس ہو جاتے ہیں ان کو بھی یا جارہا ہے کہ روحانی ریٹو مزید ان نو ساختہ دنو خاستہ۔ ابھی سے گھبرا گئے امی تو دو ملاقاتیں اور ایک ہی گرفت ہوئی ہے جاؤ اور اس کتاب وسیع کے اندر قلب منور

اور اُس کے اسرارِ قدرت کو تلاش کرو۔ یہ زندگی تلاشیں یاد کے لیے بنی ہے مددِ بھنی نیند کے لیے۔
 ہر سہانے ہر بھرے سے تمام ابواب سے مدد ہو کر آپ ذرا شکر کی رحمت کے ساتھ لگ جادو پھر دیکھو
 کہ رحمتِ رب تعالیٰ کس طرح تمہاری فریاد ہی فرماتی ہے۔ سب سے دیوس ہو کر اُس کی رحمت سے
 امیدیں نکالو۔ اس سے دیوس مت چنا کیونکہ اُس سے دیوس ابھی ہوتا ہے جو ملاویمان پلے پڑا موزن
 نہیں ہے بلکہ منزلِ معرفت کا دروازہ ہے۔ عشقِ حق سے بدعتیہ و کلماتِ الت سے ناواقف۔ انہو
 صفات کا منکر ہے دیوس کی محنت برآوردہ کی ناشاد اُترت تہا و روح فنا۔ فَتَنَّا ذَٰلَکَ عَنْ حَبِیْبٍ قَائِلًا یٰٰثُمَّ
 نَعْرِیْ نَفْسًا ذَٰلَکَ نَعْرِیْ وَحَسْبُ عِلْمًا بِمَصْرِعٍ لَّذَٰلِکَ نَعْرِیْ وَنَعْلَمُ مَا تَعْمَلُ ۚ اِنَّہٗ یَجْعَلُ مَنصُورًا
 ہنسی لگن و ا مطالبِ ملاق مرید با صفا مشہدِ طریقت کی آواز پر بلیک کتا ہوا آستانِ قدس پر پھر حاضر ہو
 کر مناجات و فریاد میں مہا جلالت اور توحیدِ نفس میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ایسی ریاضتیں ہی رہتا ہے کہ
 ہر رطل سے محتاجی و غربت ظاہر ہو جاتی ہے اعمال کا خور۔ عبادت کی تلاش ختم ہو جاتی ہے۔ جب
 جسے کا یہ حال ہو کر اپنے اعمالِ صالحہ کو بھلائی و نجات کے لیے اور ہر انعام کو مبدوء کا کوم اور فضل کا صدقہ سمجھ
 اور صہبِ الاسباب کے اسبابِ خیر کو اپنے لیے وسیلہِ عطیٰ تب سمجھ لے کہ دیدِ بریاء کی منزل قریب
 ہے جب تک طالبِ شوق کی یہ حالت نہ ہو اُس وقت تک سب وجود و عینِ علم و عمل سجدہ و رکوع
 مجاہد ہی مجاہد ہیں۔ دنیا میں ہر کام آسان ہے مگر اپنی آوازِ غرور و لالی توڑ کر عاجزی پیدا کرنا بہت محال
 ہے قَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا فَعَلْتُمْ تَوَّسُّفَ دَحْدَ ذَٰلَکَ نَعْرِیْ وَنَعْلَمُ مَا تَعْمَلُ ۚ اِنَّہٗ یَجْعَلُ مَنصُورًا
 دیدارِ انوار سے دور مشاہداتِ تجلیات سے محروم رکھتا ہو اُس کو مار و لطم میں ڈالنا جانتا ہے مگر جب اُس کو
 نظارہِ جمال کے لائق بنانا ہو تو اُس کو سخت تنگیِ غفرت اور جبرِ ک کے کانٹوں میں گھسیٹا جاتا ہے۔ اہلِ غرور
 سختی یار کو مکاشفہِ جمال سمجھتے ہیں اور اُس کے برا بھلا باہل گنوار پر قوف کرنے کے وہ اُس کی معرفت کا زینہ
 سمجھتے ہیں یہی وہ سہو پہل ہیں جو ہمارے معرفت کا پتہ دیتی ہیں۔ یہی وہ پھوار ناگوار ہے جو پھول کھلنے کا
 باندھ رہی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَٰلِکَ

قَالُوا اِنَّكَ لَآ اَنْتَ یُوْسُفُ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ

ہم نے کیا بیگ تم ہی یوسف ہو فرمایا میں یوسف ہوں
 ہوسے کیا سچ سچ آپ ہی یوسف ہیں کہا میں یوسف ہوں

وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنَّ

اللہ یہ میرا بھائی ہے یقیناً حسان فرمایا اللہ نے ہر ہم۔ شان یہ ہے
اور یہ میرا بھائی بیشک جو اللہ نے ہم پر احسان کیا بیشک

يَتَّقِ وَيَصْبِرُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

کہ جو متقی ہے اور صبر کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ضائع فرما دے گا
یہ بہرگاہی اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا بیشک

الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَُوا تَاللَّهِ لَقَدْ أَشْرَكُ

نیکوں کا۔ اے بھائی قسم اللہ کی قسم بیشک بہت مرتبہ دہاتم کو
ضائع نہیں کرتا۔ اے بیشک خدا کی قسم اللہ نے آپ کو ہمیشہ

اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخُطِئِينَ ۝ قَالَ لَا

اللہ نے ہر ہم اللہ بیشک شان یہ ہے کہ ہم اسوہ خد کا مال سے تھے۔ لہذا ہمیں ہے
فضیلت اسی اور بیشک ہم خطاوار تھے۔ کہا آج تم پر

تَثْرِيبٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يُغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ

بزرگ ہر تم آج۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو قسم
کہ ملامت نہیں اللہ نہیں ملامت کرے

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝ إِذْ هَبُوا بَقِيصَ

اور وہ زیادہ رحیم ہے رحیموں سے۔ اے ہاں کو قیاس ہمسای
اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے میرا یہ گزشتہ سے جاؤ

هَذَا أَقْلُوهُ عَلَى وَجْهِ ابْنِي يَأْتِ بِصِيرًا

یہ پس ڈال دینا اس کو ہر چہرے والہ میرے کے آجائے انھوں کی روشنی
اسے میرا ب کے منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی ۔

وَأَتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝۱۳

اور سب آؤ تم کو گھر بار اپنے سب میرے پاس ۔

اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ ۔

تعلق: ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے چند طرح تعلق ہے ۔

پہلا تعلق: پہلی آیت میں حضرت یوسف کی طرف سے پہلی مرتبہ تعارفی کلمات کا

ذکر ہوا ۔ اب ان آیتوں میں بھائیوں کی انتہائی حیرانی اور طوطی آمیز تعجب کا ذکر ہے ۔

دوسرا تعلق: پہلی آیت میں حضرت یوسف کے ظاہری اور دنیوی تصدیق کا ذکر ہے ۔ اب ان آیت

میں حضرت یوسف کے باطنی اور اخروی تصدیق کا ذکر ہے ۔ کہ غلہ دے کر جہانی معیشتوں اور بھوکے پیاس

سے بچایا اور سابقہ تمام ٹکلیفوں کی ایک دم معافی دے کر اپنے بھائیوں کو اخروی عذاب سے بچایا ۔

تیسرا تعلق: پہلی آیتوں میں اپنے بھائیوں کی نادانی ناواقفی اور جہالت کا ذکر فرما کر حضرت یوسف

نے اُن کی تمام سابقہ خطاؤں کی بار دہائی کرادی تھی تاکہ نام ہوں اب ان آیت میں حضرت یوسف کے

کریمانہ حکیمانہ شفقت مداح حسن سلوک کا ذکر ہے جس کا مظاہرہ صرف نبی کی ذات سے ہی ہو سکتا ہے ۔

یہ بھائی ٹکڑے بندے بن جائیں ۔

فَاتُوا إِيَّاكَ لَا تَيَسَّرُ يَوْسُفُ قَالَ أَمَا يَوْسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ صَحَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رَحْمَةً مِنْ رَبِّي وَنِعْمَ

فَاتُ اللَّهُ وَنِعْمَ أَخُو تُحْسِنِينَ قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَنْصُرْنَا بِهَذَا لَكُنَّا فَاكِلًا خِثَمٍ تَفْسِير: یوسف کا

مرجع ہزاران یوسف اُٹھتے ۔ اہمزو استقام تعجب کیسے ہے استفہام در سوال کی چار قسمیں ہیں

۱۔ انکاری ۲۔ تساری ۳۔ تعجب ۴۔ استعرائی ۔ اُن دراصل تھان اُن در ہمز کے جتماع کی وجہ

سے پہلے شکل الف ہے دوسری اپنی شکل میں حرف تحقیق ہے گٹ نمبر واحد مذکر ص مزان کا اسم ہے

اگلی عبارت اس کی خبر اُٹھتے میں پانچ لڑکیاں مشہور قرشت یہی ہوتے ۵۔ ث بشلے ہمز کو ٹی سے

میں۔ یہاں مراد نصیحت دینا ہے متعدی ایک مفعول ہے کئی مفعول یہ ہے، اللہ فاعل ہے علی بدل
 ناصیر مجرور متصل۔ وھالہ یارچہ یعنی اور۔ الہ واصل تھا اتنا حرف تحقیق اور ناصیر جمع متکلم برائے تخفیف
 ان کو کہ کیا اور نصیر کثرت کے قرینے سے لگائی۔ کثرت فاعل یعنی جمع متکلم سادہ ہے فاعلین۔ لام کے معنی البتہ
 یقین اور قرآن کے لیے ہوتا ہے۔ یہاں اقراری ہے فاعلین جمع کثرت ہے اس کا واحد فاعل ہے خطا
 سے مشتق ہے بمعنی جانکر قاط راہ چلنا یا گناہ کرنا۔ باب افعال میں اگر اس کا اسم فاعل غلطہ ہوتا ہے
 جس کا معنی ہے وہو کے سے غلطی کرنا۔ قَاتِلٌ شَرِّبٌ مُسَلِّمٌ نَبُوذٌ یَغِیْرُ مَلِکُہُمْ وَھُوَ رَمُّ شَرِّہِیْنِ اِذْ هَمُّوْا
 یَقْبِضُہِیْ ہَذَا اَنْ تَفُوْذَ عَلٰی دُحْمِہِ رَبِّیْ یَا یٰبِ نَصِیْرٍ وَ اَنْ تُوْنِیْ بِاَھْدٰہِہٖ فَعَلِیْنِ کَالْ فاعل حضرت
 یوسف۔ تاللی جنس کے لیے شرب رب اس کا اسم ہے شرب سے مشتق ہے باب تفعیل کا معنی ہے
 شرب تین معنی میں مشترک ہے۔ ملامت پریشانی مہیجہ کرنے والی ہو۔ مہیجہ کی چربی پھیلا
 دینے والی بیماری یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ اسی سے ہے شرب قوم عاملہ کا ایک شخص جس کا نام شرب
 ملا گیا تھا کیونکہ انہوں کا دائمی مریض تھا جس کا اثر اس کے چہرے کی پیلاہٹ سے عیاں رہتا تھا۔ اسی
 کے مدینہ منورہ کی سرزمین میں پہلا گھر بنا کر بسنے کی بنیاد ڈالی۔ یہاں کی آب و ہوا بہت سردی والی تھی اس لیے
 اس بستی کا نام شرب رکھا گیا یا بانی کے نام پر یا آب و ہوا کی بیماری کی بنا پر۔ مسئلہ اب مدینہ منورہ کو شرب
 کفار حرام ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۳
 جلد ششم اور تفسیر معانی پٹ سوہ اہزاب ص ۱۳۱ پر اعلیٰ درجہ میں۔ ہدایت ہے وہ مصنف
 واعط وہ شاعر جو اب بھی اپنے کلام میں جانتے سمجھتے مریضہ طبع کو شرب کہتے (یعنی بیماریوں کا گھر) طیکم
 جار مجرور متعلق ہے وَاوْدُ اس فاعل پر شہید وادیہ حملہ اسید بنی کر خیر لاسے۔ جملہ اسمیہ استمرار کا فائدہ
 دیا یعنی اب کبھی تم پر ملامت و سزا ہوگی۔ اَلْیَوْمَ۔ الف لام عیدہ جاری اس معرذ سے۔ یَوْمَ عَمُوٰی کو
 زمانہ حال سے نام کر دیا اور معنی ہو گیا آج یا آئندہ۔ اس کے تعلق میں دو قول ہیں۔

۱۔ یہ طرف ہے شرب کا۔ ملامت طرف ہے یغفر کا۔ یَنْظُرُ فُلٌ مَّحَارِجَ خُفْرِیْہِ بنا ہے بمعنی مشابہ
 بخشا۔ یہاں آخری معنی مناسب ہیں۔ یہ جملہ خبریہ استقبالیہ ہے تب اَلْیَوْمَ کا تعلق اس سے مناسب ہے
 یا یہ جملہ دعائیہ ہے تب اَلْیَوْمَ کا تعلق اس سے نہیں ہو سکتا۔ اللہ فاعل ہے بدیں و عہد مروج ہے لکن
 لام ہازہ بمعنی ملامت لکن ضمیر جمع حاضر سے مراد سب براہ ان ہیں۔ وھالہ یا عافہ یا ابتدائہ صو
 ضمیر کا مرجع ذات ماری تعالیٰ ہے لکن اسم تفضیل بصیغہ واحد مذکر مضاف ہے۔ اَجِیْبُوْنِیْ جمع ہے
 راجع کی مضاف الیہ ہے رَمُّ سے بنا ہے اِذْ هَمُّوْا یہ نیا علم ہے فعل امر مینہ۔ جمع ملامت و شرب سے

یوسف نے فرمایا۔ اہا واقعی میں یوسف ہی ہوں چہ یہ تعارف یہ کہ یہ دنیا میں میرا بھائی سے جس کو تم سے مارا پینا کوئیں میں پھینکا کھوٹے درہموں سے بیجا غلام بنایا اور منگولنا غلام طاہر کیا میں وہی یوسف ہوں اور جس کے گلاب ٹنگین کو تم نے اپنے طعن تشنیع گالی گھڑے کے خنڈوں سے ستنے سال زحنی کیا اور جس کے لیے تم نے صرف لغز توں حقارتوں کے کوچ بہنے یہ وہی میرا بھائی ہے۔ تم نے تو یہ سوچ لیا لیکن اللہ تعالیٰ بن مجدد نے ہم دونوں پر کیسا فیض احسان کیا کہ ظلم کے بعد رحمت۔ کوئیں کے بعد ملک مصر غلامیت کے بعد قیامت۔ قید کے بعد سلطنت۔ ابتلا کے بعد خلاص جدائی کے بعد مل پ دیکھو بہت کم کے بعد نوری حضرت کے بعد یسوع مسیح اپنے کرم سے عطا فرمایا۔ بندے کا کام صرف اتنا ہے کہ ہر کام ہر وقت ہر لحظہ اپنے رب سے ڈرتا ہے اس طرح کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچے حرام سے دور رہے۔ اللہ کے عذاب اور ناراضگی و مولا تعالیٰ سے خوف کھائے۔ اس لیے کہ بیشک جو شخص بھی میں یا تم یا کوئی بھی ہر حال میں تقویٰ اختیار کرے گا وہ تقویٰ کی بنا پر اگرچہ تکلیفیں مصیبتیں بھی کبھی آجائیں اور صبر کرے۔ تو اللہ کریم ایسے نیک لوگوں کا اجر و ثواب حائث نہیں فرماتا۔ تعارف کر لے کر لے۔ سبحان اللہ۔ کیا شاندار وعظ و نصیحت اور عبادت تعالیٰ ہے گویا کہ آج صرف یوسف ہونے کا تعارف نہیں کرایا بلکہ یوسف ہونے بھائی ہونے مومن ہونے صابر ہونے متقی ہونے اور اللہ کا انعام یافتہ ہونے کا بھی تعارف کر دیا۔ یہی مکمل تعارف ہے تفسیر کبیر لے فرمایا کہ بھائیوں کا پہلے یہ کہنا کہ لا تَقْرَبُوا مَعْرُوفَ الْمُتَعَدِّ حَتَّىٰ تَقُولُوا لَهُمْ حَقَّ قَوْلِهِمْ اَلَا تَرَوْا كُنْتُمْ اَنْتُمْ كَاذِبِينَ۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو جزا دیتا ہے اور یہ مدد گناہ اللہ تم کو جزا دے گا اس لیے تمہارا بھائی نہیں جانتے تھے کہ عزیز مہر مومن ہے یا کافر۔ اگرچہ یہ قول کنز ہے مگر حضرت یوسف لے پورا تعارف کر کر یہ اندیشہ دور کر دیا۔ فَقَدْ اَسْرَفْنَا وَنَكَلْنَا لَحْمِطِينَ قَالَ لَا تَسْتَرْشِدْ عَنَّا نَحْنُ مَغْفُورُ اللّٰهِ لَكَ وَهَؤُلَاءِ سَوَءٌ تَأْوِيلُ اِنَّ يَؤُوسَ بِلِیْلِ یَدْرِ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰمُ الْغُیُوبِ۔ اتنے متاثر اور خوش ہوئے کہ بے ساختہ پکار اٹھے خدا کی قسم۔ آپ بہت خوش قسمت ہو کہ اللہ بیشک آپ کو اللہ تعالیٰ لے ہم پر ہر طرح کنی دے فیض دے کہ آپ کو سائے زمانے کا تختہ لگایا۔ بنایا۔ امیر۔ غنی۔ دوست مند۔ سخی۔ غلیظ۔ معان نواز۔ خوش باش۔ صحبت مند۔ طرہ دور۔ متقی۔ صابر۔ حاکم ملک۔ عالم۔ عظیم۔ محسن۔ حلیم۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ درد مند۔ غمگ۔ بادشاہ بنایا۔ پھر اس کے بعد جو وہابی رحمہ اللہ بنایا۔ اور ہر حال میں اپنے رب کو یاد کرنے والا بنایا۔ اسے پہلے یوسف آج ہمیں اعتراف ہے کہ شروع سے بیشک ہم ہی البتہ غیباں کرنے والے تھے اور ہر لمحہ ہم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں واقعی ہم نے ظلم و حسد میں کوئی وقت کوئی موقعہ خالی نہ جانے دیا بڑا بڑا تڑپایا رلایا

دیکھ رہا تھا۔ یوسف اب ہم اقرار می بن کر مجربانہ حیثیت سے دہر پر حاضر ہیں پکڑے گئے ہیں ہم سے
 وہی سلوک فرمائیے جس کے ہم لائق ہیں اللہ اکبر۔ کیسی معالیٰ ہے کسی تو بہتے کو نہ دل ہوگا جو اس وقت د
 بھٹ پڑا ہوگا کسی آنکھ ہوگی جو اس وقت اُمید منظر پر نہ رہی ہوگی۔ اور کوئی عقل ہوگی جو لب فیصلہ یوسف کی
 منظر نہ ہوگی زمانے کی تاریخ ساز عالم حاضر میں بے مثل منظوم کے دوبار میں۔ مگر کائنات عالم نے موزنین
 دسرنے سوا دڈ موقوفوں کے رحم و کرم دلی ششش و کرم کے ایسے دلکش حیران کن نظارہ کہاں دیکھے تھے ایک ہی
 بار گاہ نبوت کا حضور کرم اور دوسرا فتح مکہ کے موقتہ پر اس سے بھی زیادہ اور جہرور مظاہرہ کسی آنکھ نے بھلا کب
 دیکھا تھا آج بھائیوں نے ہانکے ہیں کہ ہم ہیئتہ صرف یوسف ہی دیکھتے رہے اور جس کو عقل حاسد نے کبھی تو سنے
 بھائی سے مانگے درجہ نہ آیا اور جس کی نازک اندامی بھولی صورت کو والدہ گھر والوں کے لیے عیشہ بیکار سمھا
 اور اپنی جوانی صفت طاقت عقل فہم علم کا دوبارہ نہایت کا پرچہ کہے یوسف کو سب کی نظروں میں حقیر
 کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ تو صبر و تحمل عفو و درگزر عفت و پاکدامنی خوف خداوندی خلیت الہی کا
 ہیکر عظیم ہے۔ جسم سرد میں۔ نگاہیں نہاد صحت سے نیچی ہیں۔ سانسے ہمارے پر فرماں شامی کے انتظار میں عجیب
 سناٹا طاری ہے کہ اچانک نہایت ہی پیداری و جیسی میٹھی ستر تم عدد شامیں اصل ہوئی آواز جسے جہاں کے
 ساتھ بھرتی ہے اسے بھانے دھور و گہرا۔ لَا تَنْزِلْ عَلَیْکُمْ نَوْمٌ تَامٌ پر کوئی قہر سزا بدار بلکہ
 ملاصفت تک نہیں اپنا سر نہاد صحت سے نیچا صحت کہ بلکہ شکالہی سے بلند کر دے تھامنا بھائی صرف بادشاہ ہی
 نہیں نبی اور رسول بھی ہے۔ اس کی بارگاہ میں انتقام نہیں معافی ہے اس کے پاس بدلہ نہیں کرم ہے۔ اور
 اسے بھائی صرف میری طرف سے صاف کرنا ہی نہیں بلکہ اپنے رحیم کریم رب علیل سے جی بخشش کے
 خانے لے کر وہاں گاہ خیر و کرم کو تختہ سے گاہ اور وہی تو ساری کائنات سے سانسے رحم و دالوں سے کہیں زیادہ
 عظم کرے ہر دم کراے و اسے اسے رحیم کریم آقا مویٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کینہہ روئی گندہ گیوں کا کوزہ اقتدار
 ہر اتالیقی۔ جس کو آپ نے آج سے ایک ماہ پیشتر چاکرے کے لیے بلایا اور تھائی آرام سے جہنے
 پاک میں رکھا تھا میرے ہاتھ کا علم تو کرم یوسف کو کھدیا ہے مگر میرے خیالات میں فتح مکہ کی معالیاں ہیں
 اور میری عقل پہنے گا ہوں کو غلوں سر کشیوں کو گھی رہی ہے اور جو تھارے باہر ہیں اور آپ نرم دل رحیم اکا
 کی نافرمانی سے نہ صحت کے اہم میری آنکھوں میں رہی۔ مگر اصرار اور امید پڑھیں ہے کہ مجھ کو تشہیبت اور
 بقدر اللہ کا خیر و عفو دے گا۔ اسے میرے نبی میری اس اس کو پورا فرما دیکھئے اور اللہ اللہ ضروری آٹھ
 مارچ کے طے سے میں کہ لوگوں نے مجھے امداد دی ان کو بھی میرے ساتھ بخششوں رعولوں میں شامل فرمائیے
 کتنی لذت ہے ہمارے نبوت کی اس کی حقیقت کو یا فتح مکہ کے دن بل مکہ نے جانا یا آج براہ حال یوسف سے

پہچانا۔ ابھی تو انہوں نے ثابت نہی کے کرم کو دیکھا ہے لیکن سحر سید یوسف تو کچھ در بھی سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور قیامت تک کے منکر ہی نمایاں رسالت کو بتانا چاہتے ہیں کہ نبی کا قوت و اختیار تو بے مثل ہے ہی نبی کے تو جسم سے جو چیز نکل جائے وہ بھی اللہ کی عطیہ سے جنت و دشت کی شکل کشا۔ اور نہ بخش ہو جاتی ہے اسی لیے فرمایا: **ذَٰلَکُم بِعِیْشَتِیْ هَٰذَا اَمَّا نَفْسُکُمْ عَلٰی دَٰخِلِہٖ فِیْ سَاتِرٍ مُّضِیٍّ وَ تُوْفٰی بِاَفْہٰکُمْ مَحْضٰتِہٖ** سب سے جادو میری اس قیص کو جو یہ پوری ہوئی ہے میں اس کی طرح میرے والد محترم کے جسم سے ہر ذال و سبب۔ نور ان کی بینائی آنکھوں کی روشنی بے حد و پس آجائے گی۔ آپ سے اپنی اسی قیص کی طرف اشارہ فرمایا جس کو اس وقت پتا ہوا تھا کہ وہ شاہی لباس کا کرتہ تھا۔ صرف جسم پوشی نے گلے کی وجہ سے وہ قیص مجبور بن گئی تھی اس کی یہ غایت ابھی ابھی پیدا ہوئی تھی جب یوسف علیہ السلام نے اس کو ہاتھ سے پکڑ لیا صرف اشارہ کر کے فرمایا: **گُوا کہ جسم کے لمس نے اس کو مجبور بنایا اور زبان کی اداس نے یہ شفا پیدا کر دی۔** اس قیص کے پاس میں مفت نہی کے۔ ابھی اقول میں مگر استدلال قرآنی سے یہی ثابت درست ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ کسی نے کہا یہ وہ قیص تھی جو جبریل علیہ السلام نے کوئٹہ میں پہنائی تھی اور جنت سے آدم علیہ السلام اٹھے تھے یا جبریل جنت سے اس وقت لائے تھے جب نابینا ہو کر جنت پہنچا۔ گئے تھے تو جبریل نے قیص علیہا السلام کو پہنائی تھی انہوں نے اسی جنت اسماں کو انہوں سے بلکہ کوہوں سے یوسف کو ہی دیکھا۔ اور وہ جنت سے یعقوب کو ملی اور آپ نے عویذ بنا کر یوسف کے گلے میں لالی جبریل علیہ السلام نے کھول کر پہنائی۔ مگر یہ سب ہمیں بائبل سے ہیں۔ جنت سے کوئی قیص آئی۔ حضرت آدم جنت میں قیص پہنا کرتے تھے وہ جنتی لباس اور سی تھا۔ تارکوں سے تو یہی ثابت ہے کہ سحر سید یوسف کوئٹہ سے بغیر قیص نکلے گئے تھے۔ اور اس زمانے میں غلام کی یہ مثال ہوئی تھی اسی لیے بھائیوں نے آپ کو بھگڑ غلام کہا۔ قافلے والوں نے مان لیا۔ وہاں لوگ اس قول کو بہت مانتے ہیں صرف اس لیے کہ غلام بنوئے ثبات نہی کے مگر میں کہتا ہوں کہ ان کا دین تو میری ختم ہو گا کہ قیص بہر حال غیر اللہ ہے اور شفا دہی ہے۔ حضرت یوسف نے تھوڑی دیر بعد اللہ جاکر قیص اتار کر بھائیوں کے حوالے کی اور دیکھا کہ اب فکر نہیں ملے گا۔ بلکہ ہاؤ اور سب کو ہمیں میرے پاس لے آؤ ایک ساتھ۔

ان آیات کے بعد سے چند فائدہ حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ بھائیوں کے سب سے بڑا قرب اللہ تعالیٰ پہچان بھی قرب اللہ دلی معرفت ہے۔ اور یہ چیز عمر و انگار سے حاصل ہوتی ہے مگر وہ گستاخ اور حامد انسان جماعتی قربت تو شہید حاصل کرے مگر دلی قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور معرفت دلی قرب سے ملتی ہے نہ کہ جماعتی قرب سے۔ دیکھو اور ان لوگوں

دو دلوں پہلے آئے مگر یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے اس دوسری بار مجر و انگار کے ساتھ آئے تو مرنے پر بھی حاصل ہو گئی یہی حال مصر میں بھی اور قرب مصطفائی کا ہے۔ یہ لائدہ نصرتی عینیت سے حاصل ہوا دوست کا فائدہ۔ دنیوی نعمتیں آرام۔ آسائش دوست عزت۔ راحت۔ خوشی۔ تاج و تخت وغیرہ بھی شد کا اصل ہے اس لیے دنیوی چیزوں سے دین حاصل کرنا چاہیے۔ اور دنیا کو دیرینہ دین سمجھنا چاہیے۔ اللہ عزوجل طے سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دنیا کو دنیا کے لیے مدت کھاؤ۔ یہ لائدہ۔ قد من الله عنیت سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ بزرگوں کے ہم سے جو چیز گم ہائے وہ بھی مشکلنا رائج باہر جاتی ہے یہ لائدہ۔ ادھنوا بقیہ من هذا کی اخلاص و نسبت سے حاصل ہوا۔ جب جسم یوسف سے قبضہ لگی تو مٹا ہو گئی۔ قدم معلیٰ سے خاک مدینہ مل تو شفا ہو گئی۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام

احکام القرآن اپنی کتابت کریمہ سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ دنیوی کاموں میں جائز ہے۔ برادران یوسف نے مد یعقوب علیہ السلام سے دشمنی کی وہ یوسف علیہ السلام سے ملکہ حضرت یعقوب سے اختلاف رائے کیا کہ ان کی محبت یوسف کو غلط اور جاہلدارسی قرار دیا۔ اور حضرت یوسف کی مخالفت کی کہ ان کو تنہی تکلیفیں معنی جدائی کے لیے دیں۔ اگر یہ کفر ہوتا تو ان سے صرف توہ نہ کرائی جاتی بلکہ تجدید ایمان کرایا جاتا یہ مسئلہ دین گناہ غصہ طعن سے مشیط ہوا ان کے یہ الفاظ ان کی توہین نہ کہ تجدید ایمان اسی لیے سمجھ لو کہ صحابہ کرام کی جگہیں صرف اختلاف رائے کی بنا پر ہوئیں نہ کہ دشمنی کی بنا پر۔

دوئم مسئلہ۔ برادران یوسف گناہ حق العبد بھی تھا حق اللہ بھی تو ہوا شریعت کے مطابق پہلے حق العبد صاف دوا چاہیے پھر حق اللہ کی بخشش مانگنا جائز ہے۔ اس سے آپ نے فرما کر لا تشرب من عنبکم ثم یومر انما حق صواب کر دیا پھر فرمایا یغفر الله (۱۶) بتا قیامت یہی قانون جاری ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ تبرکات بزرگان سے نفع لینا دید جائز ہے بلکہ ان کو سرانگہوں پر بکھنا اور قہر میں رکھنا شرعاً جائز ہے یہ مسئلہ ذھنوا ۱۰۰ سے مستنبط ہوا۔

یہاں چند اعتراض پڑ سکتے ہیں۔

اعترافات اپنی کتابت اعتراف حضرت یوسف علیہ السلام نے خود کو معافی کہا یہ دکھلا دہے اور دکھلا دیا یہ گناہ ہے اپنی نیکیوں کا اظہار جائز نہیں۔ جو اس پر یہ اعتراض جب پڑ سکا تھا جب کہ یوسف علیہ السلام کہتے کہ میں معافی میں نیکی۔ ایسا تو نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے عام بات فرمائی کہ جو معافی اور صابر بنے

اُس کو اچھے گا۔ نیز تقویٰ بہت مہی ہے۔ اس کا معنی اللہ کا خوف بھی ہے اور یہ کہنا کہ میں اپنے
اللہ سے ڈرتا ہوں یہ نہیں بلکہ اظہارِ عجز و انکساری کی بات کرتا ہے اور یہ بالکل درست و جائز ہے۔
اور پھر ہر عبادت کو ظاہر کرنا گناہ نہیں فرض عبادت کو ظاہر کرنا گناہ کی ہے ہم اذان نماز فرض رکوع
روزہ صمت و ہوم و ہام سے کہتے ہیں چھپ کر زکوٰۃ یعنی یا فرض نماز گھر میں چھپ کر پڑھنی منع ہے۔
انبیاء کرام کی ہر عبادت حق کے لیے مثل رو ہے اس لیے اس کا ذکر نہ دیا۔
دوسرا اعظم اعلیٰ۔ براہِ ان یوسف اپنے آپ کو غافلین کیوں کہا مصلحتیں کیا چاہتے تھے اس لیے کہ غافلین
لازم ہے ترجمہ ہے خطا دار ہونے والے۔ غفلین باب افعال سے ہے متغی بہت ترجمہ سے خطا کرنے
والے یہاں یہی مناسب ہے۔

جواب۔ نہیں بلکہ غفلین ہی درست ہے اس لیے کہ غفلین کا ترجمہ بھول کر خطا کرنے والے۔ اس خط سے خطا
کار ہونا لازم نہیں آتا۔ خطا کر لینا ہم نہیں۔ خطا کرنا۔ ہونا جرم ہے۔ آٹا وہ توبہ کرے میں در توبہ کے
لیے۔ ضروری ہے کہ جرم پہلے اپنے آپ کو جرم ثابت کئے۔ غفلین کا مطلب تو یہ ہوتا کہ ہم نے جو کچھ کیا
وہ بھول کر کیا یا بالاختیار ہو گیا۔ حالانکہ نہ یہ حقیقت ہے نہ اس طرح اُن کی توبہ ہوئی۔ انہوں نے کیا جا کر کیا۔
یہاں اعظم اعلیٰ۔ بات بغیر کہتے وقت اپنے انشاء اللہ کیوں نہ کہا۔
جواب۔ انشاء اللہ اپنے فعل پر کہا جاتا ہے یہ شفا میں جانب اللہ بھی۔ نیز انشاء اللہ غیر یہی فعل پر کہا جاتا
ہے مگر اللہ تعالیٰ کے تمام افعال یعنی۔ یہ تو کہا جاتا ہے کہ انشاء اللہ میں ایسا کروں گا مگر یہ نہیں کہا جاتا کہ انشاء
اللہ ایسا کرے گا۔ انشاء یوسف علیہ السلام یہی تھا کہ اگرچہ قیصر میری ہے مگر شفا۔ بس کے دینی ہے۔
دریغ اور وسیلہ قیصر ہے۔

فَاتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَرَبُّكَ

تفسیر صوفیانہ

حسن یوسف کے تعلقہ چرچے اور نظائس میں یہ حسن ظاہر ہے یہاں کی معرفت کامل ظاہر ہے۔
مگر قبر دشر بازار حسن محمدی ہے جو حال جہاں آرا یہاں ایسا ہے وہ تقی ہے کہ نہ اپنوں کے پھیا
پر ایوں نے یہاں کسی نے ہٹ سمجھا کسی نے نور۔ کسی نے نقطہ عبد اللہ کا بیٹا جاتا کسی نے علیہ کی بگلیوں
والا۔ یہ بھید کسی پر کھلا ہی نہیں۔ وہ جلوہ احمدی حب قر میں آشکارا ہوگا تو جنہو عارف پرکار اُنھے گا کیا تو
ہی وہ حسن دل با محبوب خدا چاند ازل سے بارگاہِ قدس کے مقامِ محو پر جلوہ افروز رہا۔ آج دنیا کے دل
دماغ بصیرت و بصارت پر تو مصطفیٰ کے پھانے سے قاصر ہے۔ لیکن چشمِ میسرہ جاتی ہے کہ معرفت

گناہگاروں کا جس سیدہ بختوں کو پہنچے وہی میں بلایا۔ دُعا کرو افسوس کرو اے جنوب پرست!۔
 نو ماں یوسف کی نگر تھی مگر باپ سے نبی کو یہاں کائنات و یعقوب پرستہ یوسف سے باپ پرستے
 محمد مصطفیٰ است سے نبی نہیں ہیں۔



وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَذْرَاءُ قَالَ أَبُوهُمَ إِنِّي

وہ جب رخصت ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نے ایک بیٹی
 کو دیکھا ہے جس کا نام یوسف ہے اور اس کے باپ نے کہا کہ ایک

لَا جَذْرِيَّحَ يُونُسَ لَوْلَا أَنْ تَفْقِدُونِ

میں نے ایک بیٹی کو دیکھا ہے جس کا نام یوسف ہے اور اس کے باپ نے کہا کہ ایک
 بیٹی کو دیکھا ہے جس کا نام یوسف ہے اور اس کے باپ نے کہا کہ ایک

قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ

وہ کہتے تھے کہ تیرے باپ نے تیرے بیٹے کو گمراہ کر دیا ہے۔
 انہوں نے کہا کہ تیرے باپ نے تیرے بیٹے کو گمراہ کر دیا ہے۔

فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ

پھر جب کہ آیا خوشخبری والا آیا اس کو ہر پہرے میں لے کر
 میں لے کر ہر پہرے میں لے کر ہر پہرے میں لے کر

فَارْتَدَّ بِصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ

تو لوٹ آیا بے دھن کی۔ فرمایا کیا میں نے تم کو
 اسی وقت اس کی آنکھیں کھلیں، کہا میں نے کہا تھا

إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾ قَالُوا

بیشک میں زیادہ جانتا ہوں طرف سے اللہ کے وہ جو تم نہیں جانتے۔ بیٹے بولے
کہ مجھے اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

يَا بَنَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا

سے اب ہمارے بخشش مانگتے ہیں ہمارے گنہگاروں کی بیشک ہم تھے
اسے ہمارے اب ہمارے گنہگاروں کی معافی مانگتے بیشک ہم

خٰطِئِينَ ﴿۱۱﴾ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ

ظلمہ کار۔۔۔ فرمایا عزیز بخشش مانگوں گامیں یہے ہمارے
ظلامتوں میں کہا بلا میں تمہاری بخشش اپنے رب

رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲﴾

اب سے اپنے بیشک وہ ہی بخشنے والا رحم والا ہے
سے پڑھوں گا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے

تعلق ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔
پہلا تعلق۔ پہلی آیتوں میں حضرت یوسف کی پہچان کا ذکر ہوا تھا کہ اپنے ظاہری علامات

اسباب سے اپنے بھائیوں کو پہچانا۔ ان آیات میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی پہچان کا ذکر ہوا
ہے کہ آپ نے باطنی علامات و اسباب سے کس طرح یوسف کے اس قریب کو پہچانا۔ دوسرا تعلق پہلی
آیتوں میں حضرت یوسف کے ایک معجزے کا ذکر ہوا جو جسم سے نکل ہوئی قمیص کے ذریعے ظاہر ہوا۔ ان
آیتوں میں حضرت یعقوب کے ایک معجزے کا ذکر ہوا کہ آپ نے قوت خدا داد سے حضرت یوسف
کی خوشبو سونگھ لی یہ طاقت تہاتر کسی بشر میں نہیں ہے اگرچہ ہندو قریب ہی کیوں نہ ہو۔

مگر قرب و بعد کا کوئی تہ کرہ نہیں۔ اسی طرح مضارع مشقت کو معنی مستقبل کرنے کے لیے دوا حرف میں ملتا ہے۔ یہ حرف مضارع کو مستقبل قریب کے معنی میں کر دیتا ہے۔ مثلاً سوف یہ حرف فعل مضارع مشقت کو مستقبل بعد کے معنی میں کر دیتا ہے۔ استغفر فعل مضارع معنی مستقبل ہیں۔ صیغہ وان منکلمہ فاعل متعجب یعقوب کلمہ دام نفع کا۔ تم ضمیر مجرور متعلق سے مرد بلا ان پر حرف میں رہتی لغت عرب سے تہ تالی کا اسم صفت ہے بحساب زہر سے منقول یہ استغفر کا۔ انہو و عرب میں سے یہ سائنس قوم سے غیر صحیح ہے۔ تمام مصنفات یا، مشکم۔ ان حرف تخیل و ضمیر اسم ن نحو ضمیر مرفوع متعلق بہ استغفر۔ ذل فاعل مبالغہ کا صیغہ غفر سے مشتق ہے الف لام عہدی یہ غلط یا موصوف سے یا خبر اول سے مبتدا ہوگی۔ آخریم۔ الف لام عہدی ہے حم سے بنا ہے صفت مثبت ہے یہ بھی یا صفت ہے موصوف کی یا خبر دوم مبتدا کی۔ یہ جملہ اسمیہ خبر ہے ان کی۔

تفسیر عالمنا لفظ مصدق لیتے کہ قال انو هذا ابي راجحاً بنحو يوسف قولاً لفظاً وروياً بنحو ما رواه
 حضرت یوسف نے اپنی قیص بھائیوں کو کہی تو یہودانے عرض کیا اے محمد مصدق
 یہ قیص بھ کو یہ سمجھئے کیونکہ میں وہ ہوں جو آپ کی پہلی قیص بھی خون و در کے لئے گیا وہ میں نے ہی بھولی تھی
 بنا کہ وہ علم کی قیص والد محرم کو دی تھی۔ میں ہی وہ ہوں جس سے والد کو لایا بھائی کو ستیا تھا۔ میں ہی
 فزق ڈالنے والا تھا اس لیے میں ہی خوشی کی قیص لے کر جاؤ گا۔ کیسی زیست سے کہ آغ مجرم خود اپنے جرم کو
 عدالت میں بیان کر رہا ہے بات یہ ہے کہ عدالت کرم پر ہے۔ اسی سے سب کی باہیں کھلی ہوئی ہیں مسکراہٹیں
 پھوٹی پر زنی میں خوشیاں بھل رہی ہیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر خوشی اس وقت ہوگی جب میدانِ محشر
 میں عدالت الیہ سے بخشش و کرم کا اعلان ہوگا۔ حدیث پاک میں آگے ہے کہ جب گناہگار سیدہ کار کی محفل
 کا شرعہ بنایا جائے گا تو خوشی سے مسکت ہو کر چل چل کر عرض کرے گا کہ یا اے میرے کریم میرے جسم میں
 نے یہ بھی گناہ کیا تھا یہ بھی کیا تھا۔ کاش وہ نازل نصیب وقت لمحہ کو بھی نصیب ہو۔ حضرت یوسف نے
 ان کے چھماے اور مسکالے کو دیکھا تو آپ بھی ٹکڑی سے مسدو ہوئے وہ قیص یہود کو بی وی ایک
 ایک ڈال ہے کہ وہ شاہی جہت تھا۔ اور اونٹ بھی تار و دم ویسے کہ ابن حوجہ ورت دنوں پر جاؤ اس خوشی میں
 نہ کسی کو کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا اور اہل پڑ سے یہ بھی نیوں کا تیرہ پکڑ تھا اس دفعہ بھی آؤ دن
 رات ٹھیرے تھے اور آغا ہی قیص وی گئی پھر ایک منٹ نہیں ٹھیرے۔ دھر بھی وہ سب بھائی
 بستی و مصر یا در بارہ سے ذرا ہٹے ہی ہیں اور اونٹوں کا یہ غیر قافلہ چل ہی ہے ذرا سا نامملہ ہوا سی ہے
 کہ اُدھر اٹھی لڑائیگ دور بھی دو سو چالیس میل دور پہل انھو رائوں کا سفر اونٹوں پر تین دن تین رات کا

سفر تھا کہ لڑیا ان کے والد محترم نے کہ اسے گھر مانو۔ بہو بیٹو۔ پوسے پوچھو۔ اگر تم مجھ کو ہڑ صابو قوت
 نہ سمجھو تو یا مجھ کو شہنشاہ ہوا۔ پہلی باتیں کرنے والے۔ پریشان خیالوں والے یا نفسیاتی بیمار نہ کہو تو میں تم سے
 کہوں کہ میں آج اپنے یوسف کی دل آویز خوشبو محسوس کر رہا ہوں میری قوت شامہ یوسف کی خوشبو بونگہ
 رہی ہے۔ ملستری نے اس باسے میں بہت باتیں بنائی ہیں کہ یہ خوشبو کس کی تھی کیسی تھی کیز کس کی۔
 کسی نے کہا کہ ہوا نے ہار گاہ انی میں عزم کی یا اللہ میں چاہتی ہوں کہ اس قلنسے سے پہلے میں یوسف
 کی خوشبو غمزہ و دلہ کو پہنچا دوں اور یہ سعادت مجھ کو نصیب ہو۔ رب تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی تو
 ہوا کئی بار ہم یوسف سے مل کر کہان پہنچی و رسیدہ حضرت یعقوب کے بیٹے گریہ مجرہ و ہجر میں
 پہنچی اور وہیں دفع بس گئی۔ وہ یعقوب علیہ السلام نے وہ سونگھی تو آپ دوسرے مکان کے حصہ میں تشریف
 لائے اور یہ فرمایا۔ ایک قول ہے کہ وہ کرتہ چھکے جنت کا تھا اس میں جنت کی خوشبو تھی اور کوئی چیز جنت
 کی دنیا میں تھی نہیں اس لیے آپ نے جنت کی خوشبو پائی تو آپ کو کرتہ یاد آیا اور ساتھ ہی یوسف بھی
 یاد آگئے جھگڑے کہ یوسف کہیں قریب ہی زندہ موجود ہے۔ مگر صبح بات یہ ہے کہ نبی کی قوت شامہ کی
 یہ طاقت ہے کہ وہ انسانی خوشبو بھی سونگھ سکتا ہے اور یہ آپ کا مہرہ تھا۔ بذات خود یہ خوشبو سونگھی
 اور آپ نے جب یہ بزرگواروں کو سنائی تو سب فرزدہ پیچھے میں انوسناک ٹٹناک انداز میں بولے خدا کی
 قسم اسے با جان بیشک آپ کو ابھی تک کسی برلی جنت و لذت میں ڈوبے ہوئے ہو اس جنت نے
 آپ کو ابھی تک اس حقیقت پر نہیں آنے دیا کہ یوسف تو چالیس سال ہوئے کبھی کامرچکا ہے۔ اللہ عش و جنت
 عاشق کو جیش حقیقت کے رہ سے گمراہی کھتا ہے وہ ایسے ہی خیالات کے تلے بالے اور تصورات کی
 دنیا میں دھالے کہاں کہاں بھٹکتا رہتا ہے۔ مگر عش سے غالی عقل چند دلی غم کر کے پھر حقیقت واقعی کے
 بندھے ماہ پر اگر اپنے کاروبار دنیا میں مل ہو جاتی ہے یہی عام دنیا واول کا حال ہے تفسیر ابن کثیر میں
 ہے کہ گمراہوں نے بہت ہمارا بھلا کہ روایت قتادہ۔ مگر یہ غلط ہے۔ لَقَدْ كَانَ نَحْنُ الْغَالِبِينَ لَقَدْ كَانَ عَلَىٰ ذُلٍّ مُّقْتَدِرًا
 بَصَرَ قَالَ اللَّهُ فَقَدْ تَقَدَّرَ إِنِّي أَغْلِبُ مَا كَانَتْ تَقَدَّرُ پھر کچھ دنوں کے بعد جب آیا خوشخبری لائے دانا اکیلا
 یا قافلے کے ساتھ۔ دو قول ہیں ایک یہ کہ یہود واجب الستی کے قریب پہنچا تو اپنا اونٹ ڈراتیز دوڑا کر
 خوشی میں جلدی گھر گیا ورتے ہی سب باتیں سنا کر وہ تیس دن و لہ محرم کے چہرہ پاک پر ڈال دی۔ بس پھر کیا
 ایک دم آنکھوں میں روشنی چہرے پر بتا شست جسم پر تراوٹ دل میں سرور آنکھوں میں نور آگیا۔ ابھی گھر میں
 یہی خوشیاں درجیریاں ہو رہی تھیں کہ ہاتی بھائی بھی ہنستے مہکتے کھل کھلاتے داخل ہوئے دنیا میں
 بھی ساتھ ہیں۔ ایک قول ہے کہ سب ایک ساتھ ہی آئے اور بالکل اسی طرح نقشہ بنایا جیسے پہلے غم

کی خبر لے کر آئے تھے۔ مگر آگے آگے یہودا قیس اٹھائے ہوئے پیچھے پیچھے پانی سبب فرقہ میں
 یہ تھا کہ اُس وقت قیس پوسنی بھولے خون میں شغری ہوئی تھی آقا قیس و یوسف میں سی جونی داظم لڑائی
 کی قیس تھی یہ سرد وصال کی۔ اُس وقت سب بھائی بھوٹا رونا روتے آئے تھے آقا بھی منسی ہنستے آئے
 والد محترم نے آقا کا کئی زمانے کے بعد اپنی آنکھوں سے اپنے بیٹوں کے سرور چہرہ سے دیکھے سائے غم وصال
 گئے لہذا اسے ڈٹو اور سائے گھر اوکھا میں نے ایک اندہ تم سے کہہ دیا تھا کہ اللہ کی طرف سے جو نبی
 علوم میں جاسا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اہ تم میری ہر بات کو تصوراتی۔ خیالی اور بے مسمی سمجھتے تھے تم
 سمجھتے تھے کہ شاید میں ہر بات محض عشق کی لہر مہمت کے جنوں یا غم غلا کرنے کے لیے کہہ دیتا ہوں۔ پھر
 آپ نے پوچھا کہ یوسف کو کہاں دیکھا کیا کہیں ماہ جاتے مل گیا کیسے مل گیا کیسے پہنچا یا کیسی صحبت کیسی
 حالت کیسا لباس تھا تم سنا تھے کہ کیوں آگئے انتہائی خوشی کے عالم میں آپ نے ایک ہی سانس
 میں کئی سوال کر ڈالے۔ بیٹوں نے عرض کیا بابا جان ابی عزیز مصر ہی تو آپ کا یوسف آپ کی آنکھوں کی
 ٹھنڈک اور ہمارا بھائی ہے۔ آقا ملنے زمانے کا حاکم مکار وہی ہے تاہم تخت والا ہے۔ ہم غنی و لدو
 مصر گئے وہی ہمارا میزبان تھا ہم نے تو آقا پہنچا۔ اُس کا چہرہ نورانی اس کا مل لاثانی اور لباس شاہانی ہے
 والد محترم نے پوچھا کس دین پر ہے عرض کیا ابراہیم راسخ کے دین پر ہے۔ تب آپ نے سجدہ شکر داکا اور
 مار گاہ الہی میں عرض کیا کہ مولیٰ تیرا شکر ہے کہ میرا بیٹا تیرے سے دین پر ہے۔ اب سب گھر والے اور بیٹے پھر
 والد کے حضور جمع ہوئے اور کانٹا یا آنا یا استغفر اللہ ذلک یا ربنا کذا خطیب اس در سب نے عرض کیا بیٹوں نے
 بھی اور گھر والوں نے بھی اسے بابا جان آہ ہم نے محسوس کیا ہے ہم سے آپ کی شان میں بہت بڑھاپا ہو گیا
 بات بات پر آپ کی خبروں کو بھلایا۔ طعنہ بازی کی جھوٹ بول بول کر آپ کو ستیا فرمایا یوسف کی نگ میں بلایا۔
 غیا میں کو لایا بارگاہ الہیہ کے طرف و تثلیث کی بھی پردہ کی ہر طرف سے مجرم بنے خطائیں کیں ہم نے حرم خطا
 میں کسی دکی سے پیاسے ابوجی اب آپ اپنے کرم رحیم غفار و ستار شہ سے ہمارے لیے جہے گناہوں
 کی بخشش مانگتے اور بخشش مانگنے میں آپ کی رہا ہے۔ ہم خود اس لی بارگاہ کے لائق نہیں رہے کسی مُنہ سے
 آج اُس کے سامنے روئیں اور اُس مبارک شمار کا جلال ہماری نافرمانیوں پر نہ معلوم کس غصہ میں ہے اس لیے
 اسے بابا جان آپ ہمارے وسیلہ غلطی میں جلیے۔ والد محترم اپنی خوشی میں بیٹوں کی طرف سے پہنچی جونی
 ایذا میں یکسر بھلا چکے تھے جب بیٹوں کی یہ دردمندانہ التجا پیشانی اقرار خطا سنانا نہایت پیار سے فرمایا
 تَعَالٰی تَوَفَّ اَسْتَفْغِرُ لَكُمْ رَبِّ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ کہ اسے میرے بیٹوں ابھی نہیں کچھ دن بعد میں بخشش
 مانگو گا اپنے رب کریم رحیم سے۔ بیشک اب تم صبح بارگاہ کی طرف صبح راہ پر آگئے ہو واقعی بیشک وہ

ہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر شخص کو بخشے والا ہے اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ برادرانِ یوسف کی یہی وہ عاجزی اور انکساری تھی جن کی بنا پر باوجود اس قدر ظلم و جرم کرنے کے خوابِ یوسفی میں ان کو ستارہ دکھایا گیا۔ حضرت یعقوب نے اسی وقت بخشش نہیں کی۔ بعد میں مانگنے کا وعدہ فرمایا اس کی وجہ میں منہ پر کے چند قول میں یا اس لیے کہ میٹوں کے یہ جرم حقوق اللہ بھی تھے اور حقوق العباد بھی یعنی یوسف علیہ السلام پر ظلم تو سب تک یوسف علیہ السلام سے معاف نہ کر لیا جاتا اس وقت تک بخشش مانگنا شرعاً منع تھا یہی حال ہر گناہ و جرم کلمہ ہمارے شریعت میں بھی تاقیامت۔ اور یہی وجہ زیادہ درست ہے۔ یا اس لیے کہ اس وقت دنیوی خوشیوں میں اور بات بہت میں مشغول ہیں ایسی حالت میں دعا مانگنا ادب دعا کے خلاف ہے اس کے لیے نہایت اہتمام خشوع خضوع اور تیاری کی ضرورت ہے۔ یا اس لیے کہ یہ وقت قبولیت دعا کا نہیں تہجد کے وقت یا کسی مناسب مبارک دن میں جو زیادہ مقبولیت کا ہو مانگی جائے گی۔ مگر یہ قول غلط ہے۔ اس لیے کہ دعا کی مختلف اوقات امت کے لیے ہیں۔ نبوت اس سے دراز اور اہم ہے نبی کی دعا ہر وقت سران قبول ہوتی ہے۔ بلکہ وقت کو قبولیت کا شرف بھی نبی کی امت سے ملتا ہے۔ جس وقت سے کسی نبی نے محبت فرمائی وہی بارگاہ الہی میں قبولیت کا ہوگا۔ روایات فرمودہ سے کل بیس وقت قبولیت دعا کے لیے مجرب ہیں۔

۱۔ وقت تہجد صبح صادق سے سنت فجر کے بعد فرضوں سے پہلے نماز کی نماز کے فوراً بعد طلوع آفتاب سے پہلے ۲۔ چاشت کے وقت یعنی زوال سے ایک گھنٹہ پہلے ۳۔ زوال کے فوراً بعد۔ ۴۔ نذر کا سامان دہانی وقت ۵۔ جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان وقفے میں مگر یہ دعا صرف دل میں ہو زبان نہ پہلے ۶۔ خطبے سے نماز جمعہ تک مگر یہ بھی دل میں زبان سے نہ بولے ۷۔ بعد نماز مغرب وقت عشاء سے پہلے ۸۔ عصر کے بعد سورج پھل ہونے تک ۹۔ فطار کے وقت ۱۰۔ سحری کھانے بعد ۱۱۔ بارش ہونے کے وقت ۱۲۔ عالم متقی کا چہرہ دیکھ کر ۱۳۔ ولی اللہ کی محفل میں۔ ۱۴۔ مقدس مقامات کی عاصری کے وقت ۱۵۔ ختم قرآن مجید کے وقت ۱۶۔ شبِ قدر میں ۱۷۔ صبح میلاد النبی میں۔ ۱۸۔ وقتوں کو کسی نہ کسی پیاسے بندے سے نعمت سے اس لیے یہ وقت شرف قبولیت سے مشرف ہوا۔ یہ اوقات صرف امت کے لیے ہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم۔

ان آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدہ

۱۔ نبیؐ فائدہ جس طرح رب تعالیٰ نے پھروں اور نبیائے میں خوشبودی ہے اسی طرح قدس الہی نے انبیاء کرام اولیاء عظام اور نیک بزرگوں کے جسم بلکہ اعمال صالحہ میں بھی خوشبودی ہے۔ سب

سے ملی نوبت کی خوشبو ہے یہی وہ خوشبو تھی جس کو حضرت یعقوبؑ نے سونگھا تھا۔ یہ فائدہ دہا آج
 ریحہ سے حاصل ہوا آگاہ دو عالم علیؑ اثر علیہ وسلم کے ہم پاک کی خوشبو تو اپنی کثرت کی بنا پر گلِ گل
 کو مغلز کر دیتی تھی اور کافی دیر تک ہر شخص سونگھ سکتا تھا۔ تو یہ اور مثال ہے کہ کثرت درودِ تاج سے مزہ
 میں ایک خاص عینتی بہک پیدا ہو جاتی ہے۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ اگلے دم کوٹنے جیسے میں خوشبو پیدا ہو
 جاتی ہے۔ اسی طرح گل ہوں سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ دو ٹکڑا فائدہ۔ نبی کی ہر چیز بے مثل ہوتی ہے یہاں
 تک کہ آفتِ منہ ازہ سامد بھی بے مثل ہے جو کسی کو منہ نہیں دیکھو حضرت یعقوبؑ نے اسی کوں سے
 جسمِ یوسفی کی خوشبو سونگھ لی جب کہ اور کوئی وہ سزا سونگھ سکا۔ اسی طرح حضرت یحییٰؑ نے تین میل سے
 چوڑائی کی آواز سن لی۔ کوئی دوسرا بال موجود نہ تھا۔ یہ دونوں واقعے قرآن مجید میں ہی ہیں۔

تیسرا فائدہ۔ بعض معجزے اختیاری ہوتے ہیں بعض معجزے غیر اختیاری۔ اختیاری معجزہ نبی کے قبضے
 میں ہوتا ہے جب چاہے ظاہر کرے دکھائے۔ غیر اختیاری خود بخود ظاہر ہوتا ہے جب سب اطمینان
 کو منظور ہو تو ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ خوشبو سونگھنا غیر اختیاری معجزہ تھا جو پہلے ظاہر نہ ہوا
 اب ہو گیا۔ اور قبضے یوسفی اختیار ہی معجزہ تھا۔ اسی طرح حسن یوسفی غیر اختیاری معجزہ تھا۔ اور علمِ یعقوبی اختیار
 معجزہ تھا۔

ان آیت سے چند فنی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ قانونِ حریت کے مطابق گناہ دو طرح معاف ہوتے ہیں۔ بعض
 گناہ تو سے معاف ہوتے ہیں۔ کفارہ کا ہے کفارہ شمی اور کفارہ تحریری۔ تحریری کفارہ ہند خود بھی اپنے
 لیے معجز کر سکتا ہے یہ مسند ان جاء البشیر کی تفسیر سے مستنبط ہوا کہ یہود اسے یہ خوشی کی قبضے اس لیے اپنے
 ہاتھ میں رکھی کہ اس غم کی قبضے کا کفارہ ہی جانتے۔ ایک تفسیر میں ہے کہ یہود اپنے گناہ کے لیے پہلے پہلے
 اور کہیں (دوسرے کہیں یہ پہلے اسی کوں (دو سو چالیس میل) کی مسافت سے سفر کیا۔ یہ سب تحریری کفارہ
 جو خود اپنے پر قدر کر لیا تھا۔ جنگِ یمامہ میں میلہ کذاب کو قتل کر کے حضرت وحشیؑ نے کہا تھا میں نے قتلِ عدا
 کا کفارہ کر دیا دوسرا مسئلہ۔ کسی خاص دینی معلومت کی بنا پر عبادت میں دیر لگانی جائز ہے اگرچہ وہ
 نماز ہی ہو بشرطیکہ قضا نہ ہو۔ یہ مسئلہ ستوات استغفر سے مستنبط ہو۔

پہلے چند اعتراضات درج کیے ہیں۔

اعترافات

پہلا اعتراف۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا لی لا اجد۔ ۳۰۔ الحمد للہ و الحمد
 سے یہ اعمال کلوب سے ہے جس کا تعلق دل سے ہے اور سونگھنے کا تعلق ناک سے ہے اس لیے یہاں

اعظم فرمایا چاہئے تھا۔ جواب۔ وچند ایسے معنی میں واقعی افعالِ قلوب سے ہے لیکن یہ بات ذہن
شعیں ہوتی چاہئے کہ تمام حواس کا رابطہ دل سے سے قلبی رابطے کے بعد نہ کوئی سونگھی جاسکتی ہے۔ یہ بھی نہ
نی نہ دیکھی۔ اگر دل کا رابطہ نہ ہو ورنہ سب سے ہو تو ہم نہیں آتی کہ کس کی خوشبو ہے گویا کہ ناک کا کام ہے
سونگھنا اور دل کا کام ہے سمجھنا اور تیز کرنا کہ یہ کس کی خوشبو ہے۔ اجد کہ کر یہ بتایا کہ میں خوب سوتے سمجھ
رہا ہوں کہ یہ یوسف کی خوشبو ہے۔ اٹم کہہ کر یہ مقصد نہ سمجھایا جاتا۔ نیز ریح اس خوشبو کو کہتے ہیں جس
کے ساتھ ہوا وغیرہ بھی سو جو ہم کو لگے۔ اب اجد کے معنی یہ ہوتے کہ میں صرف مسیاتی یا قصوداتی وہم کی
بات نہیں کہ ہاتھوں ملکہ واقعی میں نے یہی ہوا۔ ٹھنڈی یا گرم پیتے ہم سے مس ہوتی پانی ہے جس میں
یوسف کی خوشبو ہے۔ لہذا اجد کہنا سہایت جامع مانع کلام ہے۔ اسی سے اگلا کلام فرمایا کہ اجد کی وجہ سے
تم مجھ کو۔ ٹھنڈ اور ملکی باتیں کرے والا نہیں کہہ سکتے۔ دوستر الاطراف۔ مگر والوں نے تاملہ کہہ کر قسم
کیوں کھائی۔ جرات کلام کو صحت کرے کے یہی خیال رہے کہ شہادت میں قسم کی چار قسمیں ہیں۔
علا۔ یہیں معقدہ۔ اس کے بدلنے سے کفار و لازم آتا ہے۔ یہ بار بار بولنا منع ہے۔ مثلاً یہیں لغو۔ مثلاً یہیں
فہم سس۔ یہیں دور جو یکہ کلام بن جاتی ہے یہاں تاملہ کہنا ایک قول میں یہیں فور ہے۔ اس سے کلام
کی تاکید و سستی محسوس مقصود ہوتی اسی طرح پہلی قسم۔ اللہ تعالیٰ والی قسم۔ یہی تاملہ مقصد اثرات اللہ
یہ یہیں قسم ہے۔ اس میں مھوٹ دینے کا افعال ہوتا ہے۔ یہ قسم کسی چیز کو ہمارے کلمے کے یہی بولی جاتی ہے
گویا میں بھی یہ قسم ہوتی ہے۔ اس پر سے واقعی میں تین دفعہ قسم بولی گئی ہے۔

وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِينَ ﴿٢٠﴾

اور عرس یا غل مو حار مصہ میں حجر چاہا نہ سنے تو میں اسے نہ دے
اور کس مصہ میں غل مو حار چاہے تو ان کے ماتھے

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ

”اچھی ٹھایا ایسے دل باپ کو تخت پر اور سب جھک گئے بت میں کے
”اپنے دل آپ کو تخت پر ٹھایا اور سب اُن کے سرِ محدست

سُجِّدَ ۱۰ وَقَالَ يَا بَيْتُ هَذَا تَأْوِيلُ رُءُوسِي

سجدہ کرتے ہوئے وہ غفلت کی اسے والد مہدیہہ - رحمہ سے جواب مہدیہہ کی
میں گئے "۔ یوسف سے کہا ہے کہ آپ یہ جیسے ہیں۔ آپ کی

مِنْ قَبْلُ. قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا. وَقَدْ

تو میرے جتن سب کچھ میرے لئے چھا گیا
تو میرے جتن سب کچھ میرے لئے چھا گیا

أَحْسَنَ بِي إِذَا أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ

ایمانی سب سے کی ساتھ میرے کو ہنگامہ نکالا مجھ کو سے قید سے رہا
مگر ہر انسان کیا کرے قید سے نکال اور آپ سب کو گاؤں سے

بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَعَ الشَّيْطَانُ

مگر ہم سب سے کم از کم اس کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب سے کم از کم اس کے بعد اس کے استیعاب سے بھر میں اور یہ ہے۔ محاسبات میں

ایک کاتبینہ ہے دراصل تھا ابو بن فون اصناف سے رگمی و ضمیمہ مصنف الیہ کامر جمع حضرت یوسف و
 عائشہ یہاں غلط جملہ کا جملہ پر اور پھر جزا سے لقا و خلوا کی قال کا مائل حضرت یوسف اذ خلوا امر ہے
 کہ جملہ مقتولہ سے لگاں کا قائل تمام انہو سے میں معہ مفعول فیرہ و شہ و اذ خلوا ہے۔ و ہر دو بڑے عالمات
 کا نام معہ سے۔ ان حرف شرط ایسے ہی معنی میں ہے شاء فعل ماضی و حد فائب سماء لیسے سے
 شاعی اسی سے ہے شئی بمعنی چاہنا یا چاہا ہوا۔ محال۔ شئی نہیں ہو سکتی اللہ اس کا قائل ہے۔ یہ
 جملہ یا شرط مؤخر سے تب اس کا تعلق و خلوا سے ہے وہ اس کی حرار مقدمہ بنے گا۔ اپنی جگہ شرط ہے
 تب اس کا تعلق زمین سے ہے مثبت النیر یا حوال میں ہے یا انہی میں۔ و۔ ہر جملہ فتح فعل ماضی
 میفہ و حد فائب رفع سے مناسب ہے معنی ملندہ کرنا۔ اپنی جگہ قائم کرنا۔ یا بٹھانا۔ و ہر جملہ و شاعی یہاں مراد
 و نیکی جگہ بٹھانا ہے۔ قریب کرنے کے معنی میں بھی مشرک سے۔ یہاں یہ بھی مناسب ہیں اس کا قائل
 یوسف میں ابو یہ سے مراد اس باب لفظ اب کے چار معنی ملد والد یہ منقول صراطی ہے۔ و۔ اصل معنی
 بڑے والا یہ سے ابو تراب ابو ہریرہ وغیرہ و۔ اس معنی میں پوچھا گیا کہ یہاں کبھی جاتا ہے۔ جیسے کہ
 قرآن پاک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا ذکر کو نبیہ فرمایا۔ ملائکہ حضرت ابراہیم کے والد محترم حضرت
 سارخ تھے جو یک روایت کے مطابق و لا اسے پاک سے ایک ماہ پہلے فوت ہو چکے تھے اور اس نونی کے
 مومن تھے۔ بعض نادانوں نے ذکر کو والد کہہ دیا صرف لفظ ابی دیکھ کر یہ من تھا کہ عربی لفظ سے نانا تعلق کی
 علامت ہے۔ لفظ اب اس وقت جمع ہو گا تو یہ دادا۔ پر دادا کا معنی بھی مے گا اور جب یہ تشبیہ ہو گا تو
 اس کے معنی والدہ بھی ہوں گے یا سوتیلی ماں بھی یہی معنی یہاں مراد ہیں۔ مل جائے مرث سے مراد ستاسی
 تخت سے اموی معنی سے محبت اور نیکی جگہ۔ و۔ ہر جملہ یہ نیا جملہ سے خر و فعل ماضی مطاق میفہ
 جمع فائب باب بعد سے ہے و۔ معانف لفظی سے ہے معنی مسکے بل ٹھکانا۔ و۔ لام حارہ ہنسنے
 لی و۔ امر جمع یوسف نبیاً۔ تبع کثرت معنی سے ہی کا واحد سابعہ اس کی جمع کثرت سابعہ ہے۔ ہجہ
 سے مناسب ہے معنی زمین سے پوری طرح ٹھک جانا شری معنی ہیں سات اعضاء زمین سے لگا سجود ہر نسبت
 میں ایک بیکار یا خیال رہے کہ عربی میں ہر اسم کی جمع کثرت بھی ہوتی ہے جمع کثرت بھی تڑ کے معنی میں
 بھٹکانا۔ گرما۔ ذلیل ہونا۔ عاجز ہونا۔ جب سجود کے ساتھ خر آئے و معنی ہوں گے گرنا۔ یہاں یہ ہی
 مراد ہے و قال مات ہذا و ذیل دلیلی من قد قد خلت ذوق حد و حد حسن ہذا خود ہی میں بخوبی
 و۔ ہر جملہ قال فعل ماضی اس کا قائل حضرت یوسف یا حرف تدا بمعنی اذ غسوا آیت دراصل محال بل مکب
 مثالی یہاں حکم بوجہ فعل کی کو گرا دیا بطور نکاتی لیر لگا دی سے ہر کی وجہ سے لگا دی جاتی ہے۔ و۔

شمال ہوا ہے۔ نگے مال باپ کے لیے غصہ والہ۔ والدہ۔ اور والدین سے یہ الفاظ جا
 اور سوتیلی ماں کے لیے استغناء نہیں ہو سکتے۔ ان کی بیٹی بھی نہیں تھی کہ وہ کسی سے ہو سکتے ہیں
 کھلا اب کے کہ جس کی جمع آبا ہے۔ اور وہ باپ چچی تباہ۔ والد پر دار و خندہ ہو سکتے ہیں۔ حضرت یوسف
 یہاں تک کہ ان دنوں غصہ سے بھر میں کیا۔ سے باجوان مثبت ایک کے نمک سے بے ساری علم
 کے یہ حصہ میں تہ یوسف سے چلنے اس رعایت کے ساتھ اب مصلیوں سے ڈرنے اور فلوں سے
 فکر کا زہر خیمہ ہوگ۔ حسب اہل شامی میں پتے تو حضرت یوسف یہاں بھی تھے کو ایسے قہقی سہاوی
 تکس پر ملک وہ جس وقت خوشی و محبت و درہ اور سکت کے ساتھ میں ماں باپ نے ابھاروں نے
 بہت و رنگ تھمت پر ہی حضرت یوسف کے گم سے یا نو دی سب نے حضرت کو کچھ سے مل
 کھسکا میٹھے میٹھے ہی حسب ہی کس پتے دلہ چرواں کو ایچہ کر ماتی سب کی ٹٹا کہ یوسف پلہ ستون
 امیال میں تھے اور پاروں ٹرٹ ٹول وار سے میں مثل بعد تہہ ڈکریہ یا تھینہ یا سب حسب سے ہر ٹھیکہ
 تو کہا یاں حالت کے دوران کہا۔ سے باجوان یہ ہے یہی کی حسب کی تعمیر جس کو سب سے یا میں سال
 پہلے دیکھی تھی و سب کو سب یا تھا سب کے نمک سے بھاریوں سے چھایا تھا۔ اس کو میرے رب اسنے
 عرصے کے بعد آج تیار یا۔ وعدہ حسن و د خیر میں سننے سے یا سب میں سب
 من بعد ان سے نہ سب سے یا جس حد فی ن دی نصف یہاں آ کر لفظ العبدیہ لفظ
 سے اور یا۔ رتے دار تھا ثور درمیر سے ماں باپ سو کہ مشک محمد پر میرے رب تھا نے سکتے
 حسب نہ سب میں۔ کسی کہ سب میں مرقوں رفوں کے ساتھ بچہ کو قید سے نکال دیتا تو قید ہو کر
 و ت فرق نہ حسب مری سے کاؤں سے نکال۔ در حال برادران حلوں سے حسب نے
 تہ میں میں سب سے یا۔ حسب کی کہ اسات میں۔ درہ رلی مری دشمن بانی تھیاں
 میں سے و سب سے حسب سے یا پتی مست درمیر سے بھانوں کے درمیان ڈال دی تھی کہ سب
 مستی کوئی ہو سب۔ تھی۔ سب سے بے مہر و مہر میں و سب کی شہرہ یا سب سے مہر میں
 حقیقہ و یا۔ وں کی میں۔ پتے کو کھو گئے۔ یوسف و سب کی شہرہ کی جہرہ و سب سے
 حال میں میرے سے جہرہ بندے و۔ سے در سب کام میں میری کی عقب فیہ عظم کھنوں دلہنے۔
 رہا میں سب سے دتے ہر پیش مری میں غور میں سب کے سات چمیاں و ماں باپ کل بہتر ذرا سے
 یوسف سب سے یا۔ ہی مہر سے فرعون کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلتے ہیں تو سب در
 و سب کو ازاد ہوتے ہیں میں میں مہر جو ان مہر چر یا و پانچ سو سے سب دتے و سب سب سب سب

آتا۔ ”مالم علی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک جب کہ اسے غلطی سے توصف نام زین لعادین مرد میں نسل پاک مصطفیٰ کا شمار خیر اور مام حسن فکری کا عبت فکر فرماد ہی ہیں۔ مگر کج کائنات میں کثرت مادات کو کون شمار کر سکتا ہے۔

ان آیات کریمہ سے بہت دیر سے حاصل ہوئے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ کسی روحانی و سنی کے بعد پھر اس کے حرم کا ذکر نہ کرنا چاہیئے نہ اس کو نہ منہ کرنا چاہیئے نہ روحانی کا ذات منہ ہو جائے گا۔ دیکھو یوسف علیہ السلام نے جیل سے نکلنے کا ذکر کیا مگر کوئیں سے نکلنے کا ذکر نہ کیا کہ بھائی نہ منہ نہ ہوں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ کوئیں کا ذکر نہ کرنا تو جس سے ہے کہ یہ کہ بھائی نہ منہ نہ ہوں۔ دیکھو یہ کہ کوئیں کی بڑی مصیبت تھی مگر یہی تھی کیونکہ تو اس طرف ایک یا دو برس جیل یا دس سال کی مصیبت یا یہ کوئیں میں قدرت بہ نعل کا ساتھ تھا جیل میں چودوں یا کواں کا یہ کوئیں میں حال کو مصیبت کی طرف تھی جیل میں ایمان کو مصیبت کا کوئیں کے وقت نابالغ تھے اس کی رہائی کا نگرہ حبیب و تھا جیل سے۔ ہائی کے وقت نابالغ تھے اس کی رہائی کا نگرہ اصعب کا کوئیں کی مصیبت معمولی بہ کی ہو گئیں تھیں جیل کی مصیبت بھی تازہ تھیں۔ یہ کوئیں سے صحابیوں اور مجاہدوں کا تعلق تھا جیل سے قانون کا۔ اسی لیے آپ نے ایک موقع پر معذرت عرض کرنا کا دوران کے ہاتھ کاٹنے کا ذکر کیا مگر یہ لکھا کا ذکر اس وقت بھی نہ کیا یہ نشان نبوت کی فراموشی سے نہ اور پھر کوئیں سے نکل آئے تھے جیل سے نکلا تاہی گرفت کی دیر سے مشکل سل کوئیں میں صرف صحت کو نقصان ہوا جیل میں صحت اور عزت کو نقصان ہوا۔ اس لیے کوئیں کا ذکر نہ فرمایا۔ دوسرا فائدہ۔ ذاتی اختلافات و جھگڑت کی بنا پر بھائی بروری کا تعلق ختم نہیں ہو سکتا۔ نہ قطع حسی ہو سکتی ہے نہ میات کی سدش دیکھو یوسف علیہ السلام نے در قرآن مجید نے سے اختلافات کے باوجود منافقین پلار مانبول کر مدد دی ہی فرمایا۔ اسی طرح یہابی رسد بھی ذاتی نہیں ہے نہ نہیں لڑتا۔ اس لیے حضرت علی نے امیر معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو ایسا بھائی فرمایا تھا۔ تیسرا فائدہ۔ ہر گاہ اسی کا ادب یہ ہے کہ پھر نبیوں کو رب تعالیٰ کی طرف نسبت کیا جائے اور ہر نبیوں کو شیطان کی طرف یا نفس نہ تہ کی طرف نسبت کیا جائے۔ مگر چہرہ نیکی بہی کا خلق باری تعالیٰ سے یہ فائدہ نہ غائب نہیں ہے۔

پہلا فائدہ۔ شہر میں ہوا تھا جیل کی صفت ہے۔ نہ نالی صاحب جیل میں ہی گاؤں میں

اسے حضرت یونسؑ کا قصہ مامی طور سے اسے اس میں ہی کا واقعہ ہے۔

حالانکہ گاؤں کی زندگی نہایت تہیاء بھری تھی لیکن مومنوں سے انہوں نے قیاس سے بھی متمتع نہیں
 ہوا۔ جس سے شہر کو گاؤں پر فوقیت حاصل ہو جس کی بنا پر میاں اور عورتوں میں بے جا
 مصروفی ہو۔ عظیم مخلوق و سلام یکے پر کہ شہر کی مہول کاروبار تجارت شہر کی لوگوں کو روشن ضمیر بنادے
 اور عقل بھرا کرتا ہے اور کلام الہی کا ہر ہر کلمہ کے نیچے دھن مہوی نہ دے۔ دوسرے شہر کے لوگ گاؤں میں
 جاتے مگر شہر وادار ایک دو۔ لیکن گاؤں والے شہر بہرہ ور کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں سے مل کر کلمے میں۔ مگر
 یہ کہ گاؤں کی شہر میں مل جاتی ہے مگر شہر کی۔ سستی گاؤں میں جیسے ہیں۔ یہاں یہ کہ قانون کا اجرا
 اور گاؤں کی شہر میں ہوتی ہے۔ عظیم حکومت اللہ کا اختیار ملک شہر میں ہوتے ہیں۔ علم دینی و متمدنی
 شہر میں ہوتی ہے۔ مگر گاؤں میں۔ شہر میں یہ کہ غیر ملکی وادار سستج شہر میں ہے۔ اس سے وہ لوگ گاؤں
 والوں سے درگاؤں والے سے واقف ہوتے ہیں۔ ہفتیم یہ کہ۔ ہر زبانی پہلے شہر میں پیدا ہوتی ہے
 گاؤں والے تو پیشہ نگار ہوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ شہر میں دینی کی تبلیغ کا مرکز بھی شہر ہوتا ہے۔
 نہم یہ کہ شہر کی لوگوں کو عام طور پر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ گاؤں والے کی بات کا شہر میں اتنا
 وقار نہیں ہوتا۔ وجہ سے شہر میں تبلیغ زیادہ موثر زیادہ ضروری۔ ورنہ وہ مفید ہوتی ہے۔ اور
 ایسا وکرام عظیم السلام کا ایک مقصد تبلیغ و اجزاد قانون الہیہ اور دین خداوندی کی بالادستی قائم رکھنا بھی ہے
 کہ یہ کہ شہر میں اتنا لغت الہیہ ہے اسی طرح علما و علماء متبعین۔ کے یہ شہر کی رہائش افضل ہے
 کتبوں کا گاؤں حضرت یعقوب کا وطن رہا تھا۔ ماری تیار تھا اسی وطن پہلے فلسطین تھا پھر قریۃ
 موبکہ کسی بھی نہی کا وطن کسی بھی کون گاؤں نہ ہوا۔ گاؤں کا خلوت خانہ تو صوبہ۔۔ ہر کسی کو شہر نہیں
 حضرات کا مسکن ہے۔

تفسیر صوفیانہ
 کُنَّا حُرًّا مَوْلًى سَفِيًّا وَلَئِنْ كُنَّا مِنْكُمْ لَفِي حَسَدٍ وَلَئِنْ كُنَّا مِنْكُمْ لَفِي حَسَدٍ
 تفسیر صوفیانہ
 تعویذ کی نگاہ میں یعقوب کمالی گویا روح سماں سے نفس مطمئنہ زوہ لیا۔ اوصاف و صفات بردار
 یوسف ہیں حوالہ بدنی ہیں سے اور قلب و زوہ لیا یوسف صوفی ہے۔ وہ معرفت کا مہر گویا مدد
 صوفیہ نفس امارا کے تغیرات وراثت بد و کمالی ہے۔ اونا مروت کمال کے قلب صوفیہ کو عرفیہ نفس الہی
 کے تحت و زینت اسی ہوتی ہے۔ قلب کی توفیق و زینت سائے قلب کی توفیق و زینت سے۔
 جب قلب مرتفع ہو جاتا ہے۔ نفس کو در اوصاف شہر کی کو روتق اوصاف کے جلوس میں اپنی جانب متوجہ کرنا
 ہے تو اپنے عقل بقا پر توجہ دینی کا مشرودہ سہاگہ ہے۔ اور اوصاف شہر کی کو وہ رفعتیں ہوتی ہیں جو کبھی حاصل

ما تمھیں۔ بندہ مومن کو چاہیئے کہ اگر قریب مولیٰ کی رفعتیں چاہتا ہے تو دل کو درست رکھے۔ یہ وہ معراج
مرتبہ ہے کہ روح انفس کے سورج و چاند اور اوصاف بشری کے پختے سستے سبب دل منور کے
ساتھ سمجھ و ریز ہو جاتے ہیں یہ ہی اصدا بر جہانی کی تہیہ ہے یہ خدائی اشارہ ہی حیات دنیا کا مقصد اول
سے ہی کی ابتدا عالم روح کی تربیت و تربیت کے کونوں سے ہوتی ہے اور مومن عارف کے تحت
پر ظہور ہوتا ہے۔ بندہ صالح کے ان اشارات و فتوحات کو رب تعالیٰ وقت موت اور قبر میں ظاہر فرما
کر سچا کرتا ہے۔ **قَدْ أَفْهَمْنَاهُ ذَا الْحَرَقِ فِي لَيْلٍ خَبْرٌ وَخَاءٌ مَكَّةَ مِنَ الْمَدِينَةِ نَعْدُ أَنْ نُشْرِعَ**
لَكَ حَسَنًا مِّنْ دُونِ ذَٰلِكَ إِنَّكَ أَتَيْنَاكَ بِهَدًى وَنَحْنُ مُصْرِعُونَ۔ جو لطیف تعابیر تہہ ہوا انصاف اللہ علیہ
سکھ اسان ہے رب قدیر کا جس سے مہامی و تہہ ہر سے پختے فانی ہر کو شریعت کے اریعے امداد طبیعت
کے لئے اسے صبح کو سیت غلوت کی علت میں ہوا کے قیدی کو نکالت کی میل سے نکال کر توحید حقیقت
کا تاج پہنایا اور پسے لرب کے خاص تحت پر ٹھہرایا اور اسی ربانی غاظر و صاف بشری کو تہائی رزات
کے گاہ سے نکال کر مصر وصال میں پہنچایا۔ اس قلب میں فرائی ڈالنے و راستہ سلطان سے جس کا نفس امارہ
پر قہر ہے وہی صاف بشری کو و سر ساما اور در علت سے۔ بیشک میرے نور و موت، اپنے والا لطیف
ہے۔ اپنی شہادت میں وہی علم مکاشفہ ہے و صحبت نبوت میں پہنچانے والا نکھتوں و ما ہے۔
حضرت قول ہے و ما کہ محسوس امیا سے نکھتوں میں بیٹے ہیں۔

۱۔ نماز میں قلب کی حفاظت کر کے غیہ کے گھر میں آنکھ کی حفاظت کر کے لوگوں میں زبان کی حفاظت کر۔
۲۔ غلوت میں خیانت کی حفاظت کر کے اند کو یاد رکھ کر موت کو یاد رکھ کر اپنے احسان کو بھول جا
کر دوسرے کی یاد کو بھول جا۔ اسے طے ہوئی تیری شہادت تمہاری ہی ہے۔ وزیر احمد دہلوی
نیل ہے۔ احمد دہلوی سے نکھتوں و غلوت کی علت کجای ہے۔



رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي

۱۔ ہر پہرے بکھا تو نے مجھ کو سے ملک و سکھایا تو نے مجھ کو
۲۔ میرے رب بکھا تو نے مجھے بک عظمت دی و مجھے کچھ باتوں کا

مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ

سے تفسیر کتابوں کی اسے آسمانوں کو پیدا کرنے والے
نہم مکان سکھایا اسے آسمانوں اور زمین کے

وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اور زمین کو تو مددگار ہے میر دنیا میں اور آخرت میں
بنانے والے تو میرا کام نہانے والا ہے دنیا اور آخرت میں

تَوْفَنِي مُسْلِمًا وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ

دھات دیے تو مجھ کو سلامتی والا بنا کر اور ملا دے مجھ کو ساتھ نیکوں کے
مجھے مسلمان اٹھا اور اُن سے طاہر تیرے قرب خاص کے لائق میں

ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَ

”سب خبروں غیب کی ہم وہی کہتے ہیں ان کو طرف آپ کی حالاکہ
”مجھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وہی کرتے ہیں اور

مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ اجْتَبَوْا أَصْرَهُمْ وَ

نہیں تھے تم صائب لک جس وقت اُن بھائیوں نے اپنے کام والے شوقے جمع کئے تھے
تم اُن کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ

هُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٧﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ

”فریب کر رہے تھے۔ اور“ نہیں میں بہت دگ ارجہ
داؤل چل رہے تھے ”اکثر آدمی تم سنا ہی چاہو

حَرَصْتُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا تَسْلُمُ عَلَيْهِ

اب حواشی کریں۔ تو میں نے ایمان والوں سے مدد کرنا نہیں چاہتے تو تم نے سحر و
سیاح سے لڑیں یہ در علم اس پر اس سے کہ اہل بیت

مِنْ أَجْرِطٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

اس کوئی میں نہیں ہے یہ مگر یاد دہانی کے واسطے۔
نہیں چاہتے یہ تو نہیں مگر اس سے جان کو نصیحت۔

ان آیات کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔

تعلق پہلا تعلق۔ پہلی آیت میں حضرت یوسفؑ کی مدد و شکر کرتے ہوئے اپنے بھائیوں
اور اہل خانہ سے مخاطب تھے۔ اب آیا جا رہا ہے کہ حضرت یوسفؑ کو والدین سے علیحدہ ہو کر کسی طرح
اپنے بیت کریم کے حضور حاضر ہو کر یہ ہمد و ثنا زبانی کی سنتوں کا اظہار فرماتے ہیں۔

دوسرا تعلق۔ پہلی آیت میں حضرت یوسفؑ کا بھائیوں اور اہل خانہ سے انہی سے ملنے کا ذکر ہوا اس سے پرانے
فراق ختم ہوئے۔ اب ان آیات میں حضرت یوسفؑ کی اہل فریادوں، غمازں، سناڑوں کا ذکر ہے جس کا تعلق خدوی
طاہرات اور اس کی ترقی طلب سے ہے۔ **ثیسرا تعلق**۔ پہلی آیت میں اقامت یوسفؑ علیہ السلام کے آخری
مرحلہ کا ذکر ہوا اس میں یوسفؑ علیہ السلام اپنے رب کی نعمتوں کا چرچہ فرمایا۔ اگرچہ اس میں ان آیات
میں آقا و عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا تذکرہ ہے۔ چوتھا تعلق۔ پہلی آیت میں اس
جنت و دوزخوں کا ذکر ہو چکا ہے تو حضرت یوسفؑ اور یوسفؑ علیہما السلام کو اپنے بیٹوں و بھائیوں
سے تھی۔ اب ان آیات کریمہ میں اس جنت و دوزخ کا تذکرہ ہے جو محمدؐ پاک کو مل رہی
ہے۔

تفسیر نحوی زیت قد تسبی من تسبی و عفتی من و دلی راحۃ من فطر السموات
و الارض انت و لی فی الذم لا یجوز و توئی منبہ و جفہ و تصلیحین

زیت۔ دراصل تمھارا ربی تمھاری معاف بیاہ منکم حرف نہ محذوف ہے یا وہ منکم بھی حذف کر کے بقیہ قائم
ہوئی محال نہ رہے کیونکہ منادی معاف ہے قد یجوز فعل یا بھی قریب سے میسر و احد حاضر فاعل

ذات باری تعالیٰ لون و لہیہ کی صیغہ ہر مکمل معنوں پر سے تینت کا الیٰ سے مشتق ہے بھی دینا۔ لیتا۔
 آریساں پہلے معنی مل ہے جن حرف ترتیبیہ ملٹک ف ہر متعلق ہے۔ اگر ف لام عہدی ہو تو
 بن ریائیرہ ہوگا۔ و عاقلہ۔ ملٹک۔ باب تخیل کا ماضی مطلق میثد فاعلہ عاقلہ نون و تاء۔ ی ضیہ و امیرہ مکمل
 مفعول۔ مٹ حرف جریدہ یا تخیلیہ تامل۔ مصدر باب تخیل کا ذل سے مشتق ہے۔ مہوز الفاہ و ارجوف
 وادی مرکب۔ ماضی الا عذبت معاف یہ سے جمع سے عزیزت ک عطف سے بنا ہے بران فیل سے ماضی
 محذوف یعنی طر ہوئی ہوئی یا میرا کی ہوئی حالت یا رویت۔ و غوٹ میں خاطر امر فاعل ملٹک سے ہے
 بمعنی ملٹ جیراٹ ابتدا سے کسی کو علامت کسی کا تاء اصلہ ملٹا۔ یہاں سب معنی مناسب ہیں بحالت
 عصب سے یا اس لیے کہ نیت مہادی کی صفت ہے یا اس لیے کہ خود مستقبل مہادی معاف ہے اور یہاں
 حرف مایا پر سیدہ ہے۔ انشوات معاف یہ ہے فطر مہادی کا مبع سماؤ کی ذوق عطف سے۔
 انشوات۔ بحالت جر کو کہ تابع عطفی ہے سموات مجرور معاف الیہ کا۔ الف لام سنی سے۔ نٹ ضیہ و امیرہ
 حاضر مروع معقل جتہا ہے ذلی۔ نٹ انسانی۔ معاف یہ علی مکمل بحالت رفیع ہے غریب جتہا کی۔ مہوز
 ہے اس کی صفت مہوز اسم مفعول پر مشدہ سے فی حرف جر الذی یا مٹوٹ اسم تفعیل سے اس کا مذکر
 اولیٰ سے ذل سے نہ سے معنی گھٹیا ہونا ذلیل ہونا۔ قریب جتہا۔ نٹا مٹا۔ یہاں مراد عالم انیا سے یعنی
 دنیوی نانی زمین کی و عاقلہ کا نٹ اسم فاعل میثد مٹوٹ بران فاعلہ نٹ مہوز الفاہ سے مشتق ہے بھی پیچھے
 ہونا۔ بعد میں ہوا۔ یہاں مراد قیامت کے بعد والا یہاں۔ یہ عطف اور جار و مجرور متعلق ہے پر سیدہ مٹوٹ
 کا توت فعل امر باب تخیل سے ہے میثد و امیرہ مٹوٹ کلمہ ہوہ ساکنیں گر گیا۔ کیونکہ ف مشدہ و لام کلمہ
 دونوں ساکن تھے نواہ۔ تاء۔ نون و تاء۔ ہوئی سے جو اطراف کو پھانے۔ و تاء کا معنی سے پھالے والی ی
 ضیہ مکمل مفعول۔ ملٹا اسم فاعل باب الحال کا نٹ سے بنا ہے سنی مد معنی والا سموات نصب ہے حال
 ہے ہی مکمل کا و عاقلہ یا تہائیرہ الحق فعل امر باب فعال سے ہے نٹ سے مشتق ہے۔ بھی مثال ہونا۔
 ملٹا۔ قریب ہوا۔ یہاں پہلے معنی مراد میں ب حرف جر بھی مع معنی ساتھ نفسیہ۔ جمع ہے صالح
 کی۔ نٹ سے مشتق ہے۔ یعنی نیک ہوا۔ ملٹا ہی ہوا ملٹ مستحق ہوا۔ نٹ اسم فاعل میثد مع ہے یہاں
 پہلے معنی مراد میں۔ وید میں اس آتہ نعیم نوزینہ ملٹ و تاء۔ ہم و احسنہ اٹھوٹ۔ اٹھوٹ
 ہم ملٹا بید کے لیے ملٹا ہے من ویرا نٹا۔ جسے نیا کی معنی نہ۔ ہیں سمیت تہا کہ نہی پاک عیب
 جانتے ہیں جیسا کہ نفسیہ مالذ میں امت کیا جائے گا الغیب الف لام عہدی یا ضیہ عیب بمعنی پوشیدہ۔
 اصلاح میں عیب اس کو کہا جاتا ہے جو انسانی خواص فطریہ سے نہ ہاں جاسکے یہ جار و مجرور متعلق سے پوشیدہ

تاسٹ کے اور یہ تھلا اسمیہ خبر ہے ذالک بتا کی ترجمہ فعل مضارع معروض بمعنی ماضی مطلق بعینہ جمع
 مکمل فاعل اللہ تعالیٰ ہے و ضمیر واحد مذکر غائب مفعول یہ سے نوحی کا اس کا مرجع انسا ہے من تعصیہ
 کی وجہ سے منیہ واحد آئی نوحی باب فاعل سے ہے و حق سے مشتق ہے الی جاردۃ انتھایہ تک ضمیر واحد
 مذکر حاضر مجرور متصل اس کا مرجع نوحی کریم علیہ السلام یہ جملہ غیر حال ہے انبا کیا ذالک جہد کی
 دوسری خبر ہے و حالہ ماکنت فعل ماضی مطلق معنی تاتھ سے سے صیغہ واحد مذکر حاضر اس کا فاعل وہی
 کئی ضمیر ہے لہٰذا۔ سم ظرف ہے اس کے تین معنی ہیں علیٰ قریب قریب رہا نش رکھنا کسی کے
 ساتھ پر وہی پانا اس پاس اور قریب ہونا یا سامنے ہونا۔ اسی معنی میں لذن ہے مگر ذکر طرح فرق ہے۔
 ایک کے لذن غیر انست بھی جاتا ہے مگر یہ معنی ہی ہوتا ہے۔ دوسرے کہ لذن سے پہلے می حرف برا جاتا
 ہے مگر لذن سے پہلے میں نہیں آتا۔ (مجد مشاء) یہاں معنی قریب ہے اور بحالت غیب ہے ظرف
 ہے ماکنت کا۔ یا ماکنت ناکند ہے اور یہ میں کی خبر ہے یہ پورا جملہ حال ہے لک ضمیر کا اذ اسم ظرفہ زائیدہ
 ہے یہ پورا اگل جہد ظرف ہے ماکنت کا اجہوا فعل ماضی بعینہ جمع مذکر حاضر باب افعال سے ہے متقی
 ایک مفعول اس کا فاعل براہمان یوسف۔ امر بمعنی معاملہ یا واقعہ ضمیر جمع غائب کا مرجع بھی براہمان
 یہ صنف مفعول ہے اجہوا فعل کا و حالہ اگلا جملہ حال ہے امہم کی ضمیر بعد الجہد و جملہ فعل
 فاعل خبر ہے جہد کی۔ مگر سے مشتق ہے بمعنی تدبیر خفیہ یا مکر فریب یا چال بنانا یہاں دوسرے و معنی
 مناسب ہیں فعل ماضی استمراری ہے و اصل محاکمہ کا کوا الجہد ان ماکنت کے قرینہ سے کا و حذف ہوا۔
 و ما کنت الناس و نہ حذشت یؤمنین و ما تشکلفہ علیہ من اشران ہوا الا ذکر للعینین
 و سر جملہ ماضی فعلی مشبہ بکسب اکثر اسم تفضیل کثر سے جابے بمعنی بہت زیادہ معنی ہے
 الناس۔ الف لام عید ہی مراد یہودی اور اہل مکہ یا استغفرالی ہے یہ مرکب اضافی مرفوع اسم ہے ناکا۔ و
 وکسلہ لا حرب شرط اس کا اصل لہذہ جواب شرط پوشیدہ ہے ظاہر ضرورت نہیں۔ پوشیدہ ہوا اس طرح
 ہے۔ و لا حرمہ لا یؤمنون حرمہ فعل ماضی فاعل جملہ فعلی ہو کر یہی مکمل ہو گیا کیونکہ ناکا کے اسم و خبر کے
 درمیان جملہ معنی ہے۔ یہ جاردہ بمعنی من تعصیہ مؤمنین جمع مذکر سالم قللت ہے مؤمن سے مراد ہے
 مسلمان جارد مجرور متعلق ہے کانت یا لایقاً کے خبر ہے ناکا و سر جملہ ہے یا حالہ ما تشکلفہ فعل مضارع
 معنی ہے مثل سے مشتق ہے صیغہ واحد حاضر اس کا فاعل ضمیر کا مرجع نبی پاک علیٰ السلام و ضمیر ضمیر
 جمع اس کا مفعول بہ نکل کے معنی مانگنا بہر حال متعدی ہوتے ہیں نکلہ جارد مجرور کا تعلق نکل سے ہے و ضمیر
 واحد مذکر مجرور متعلق کا مرجع معنی یعنی تبلیغ اسلام یا اس کا مرجع انسا ہے من جاردہ تعصیہ ہے اچر مجرور

ہے بمعنی تلوار یا تبرک۔ ان نافیہ نحو ضمیر مرزا متصل جتر الاخرف، شتا بمعنی سوا حصہ کے لیے ہے۔
فجوتہ ذکر مصدر ہے اس میں تین قول ہیں یا مصدری معنی میں ہے تب مطلب ہوگا۔ نصیحت دینا۔ یا و
ولانا۔ یا اسم لال کے معنی میں ہے تو یاد دلانے والے یا بمعنی مذکور ہے یعنی مشور یا نصیحت لایا ہوا یا مضبوط
قانون۔ یہ آخری معنی مروج میں لام جائزہ نفع کہے اعلیٰ۔ الف لام استفائی جمع کثرت ہے عالم کی قائم
کامنی ہے ایک قسم کی پوری مخلوق جمع کثرت الف لام کی وجہ سے ہوئی۔ دس تک جمع تملک ہوتی ہے۔
دس سے اوپر تمامتی جمع کثرت ہے۔

تفسیر عالمی

لَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ الْأَمْثَلِ وَتَمَسَّيْنَا مِنْ تَابِوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَطَلَّ الشُّعُوتِ وَالْأَرْضِ تَبَ تَبَ تَبَ

اٹھارہ سال ایک ہے بائیس سال ایک ہے پچیس سال ایک ہے پچیس سال ایک مشورہ دیتے ہیں چالیس
سال اسی پر اکثریت ہے۔ ایک ہے ستر سال ایک ہے اسی سال۔ آپ کی عمر شریف کل ایک ستائیس سال
اور لیٹھا کی ایک سو پچاس سال اور وہ اخیر تک جہان ہی رہیں کیونکہ یہ جوانی نبی کی دعاسے ملی تھی یوسف
علیہ السلام سے تقریباً بیس سال بڑی تھیں حضرت زینب کی ولادت میں دو قول ہیں ایک یہ کہ آپ یوسف علیہ
سلام کے ایک سال بعد فوت ہوئیں۔ دوسرے قول یہ ہے کہ آپ کی طرف روانی ہو گئی تھیں ایک قول ہے کہ دن پہلے
فوت ہوئیں۔ حضرت یعقوب مصر میں چوبیس سال رہے ہیں ولادت پائی اور وصیت فرمائی کہ میری میت کو
میرے آبائی قبرستان فلسطین میں حضرت اسحق کے حراس کے پاس دفن کیا جائے جنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ حضرت
یوسف خود فلسطین تشریف لے گئے اور پھر وہاں مصر تشریف لائے وفات والے کے بعد آپ تیرہ سال حیات
رہے آپ کے سب بھائی آپ کی موجودگی میں فوت ہوئے صرف بنیامین چار سال بعد فوت ہوئے حضرت
یوسف کی ایک ہی بیٹی تھیں لبی رحمت ان کا نکاح حضرت یزب علیہ السلام سے بنیامین کے کر لیا بعد
ولادت یوسف علیہ السلام۔ یہ مندرجہ بالا دعائے حضرت یوسف علیہ السلام وقت وفات عرض کی اسی سے مؤرخین استدلال
لیتے ہیں کہ حضرت یوسف وفات تک بادشاہ تھے پھر کافی عرصہ بنی اسرائیل کی ہی حکومت رہی یہاں تک
کہ فرعون موسیٰ نے حکومت چھینی۔ ایک قول ہے کہ آپ نے اسی وقت والد محترم اور سب بھائیوں کی موجودگی
میں بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔ اے میرے پاسنے والے اللہ تک تو نے ہی مجھ کو اتنے درندہ سالے تک
بغیر کسی انتشار و تفریق اور فساد و جنگ کے تمام علاقہ مصر کے کچھ شاہی اختیار اور قانون سازی۔ نفاذ کی مجھ پر
سلطنت عطا فرمائی۔ آپ نے حضرت یوسف کو نو تختیں عطا فرمائیں۔ نبوت۔ حکومت۔ رزق۔ علم تفسیر۔
سیاست۔ سن لکھ کے خزانے۔ اول و کثیر۔ امن عافیت۔ ایک قول ہے کہ آپ کے بعد یہود و نصاریٰ بنے

کلام تھا پھر کسی نے آپ کو اونچا پوسنے کا سنا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے سنگ مرمر کے صندوق میں آپ کو ریازیل کے مصری جانب دفن فرمایا تو اس اطراف میں اتنی برکتیں کھینٹیں باغات ہوئے کہ لوگ دوسری زمینوں والے خوش حال ہو گئے۔ تو آدمیوں نے اس کو خیرہ آپ کا کلمہ شریف نکال کر اپنی جانب کمارہ نیل میں دفن کیا تو آدمی برکتیں شروع ہو گئیں جب دوسرے لوگوں کو علم ہوا تو جھگڑا شروع ہو گیا پھر آپ کو پھر مصری مرتبہ دیا نیل کے کنارے ایسی جگہ دفن کیا جو اونچی اور خشک جگہ تھی۔ صیدیاں گوسنے کے بعد وہ ہنگر بانی میں آگئی تو جو تھی مرتبہ حضرت موسیٰ نے ایک بڑھیا کی لٹکان دی پر حکم نہیں فطین اپنے ساتھ یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں دفن کیا حضرت یوسف کے داخل مصر سے لے کر درج مہنت تک چار سو سال کا لامر رہا۔ بنی اسرائیل کے پہلے نبی یوسف علیہ السلام میں اور آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام میں۔ بنی اسرائیل میں کل انبیاء کرام ایک لاکھ بیس ہزار سو اکیاسی ہوئے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُیُوبِ خیال رہے کہ قرآن مجید میں تقریباً چار سو اسی نام تھے اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ اس سے پہلے عیسیٰ تم اس وقت تک کے پاس رہے۔ ہائی و تھوٹ ناگنہ کیا فدا کرنا بہت لڑائی لڑی حالت کا مشاہدہ بھی کریم کو پہلے ہی تھا مہربان ہو رہے تھے۔ و تم بیکون سے مراد ہاؤ کنسانی کے پاس جیسے بتایا اس سے پہلے مصریہ جہنم کے وقت میں جتنا ہے جب آقا دو عالم علیہ السلام نے پورا قہر سنا یا تو قہر کے خوش آنے میں ہوئے لا جواب ہوئے مگر خدا کے پکے ایمان والے لکھنا کہ نبی کریم اور صہبہ کرام کا خیال تھا اہل بیت علیہم السلام کے۔ اس لیے مسلمانوں کو رہنے والا تو سب نے فرمایا کہ عیسیٰ آپ چاہے کتنی ہی اہل کے ایسا لے کے خواہش کریں مگر ان کی بدعت اکثریت ایسا نہیں لانے کی کوسے رہا ہے۔ نبی آپ کو زبان سے یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ کلام کے ایمان سے یہ کہہ نالذہ ہو اور نہ لانے سے نقصان ہو۔ آپ کو تو تبلیغ اور بھی طراہٹ کا تو سب مل ہی جائے گا ماحد قرآن مجید یا آپ کی باتیں تبلیغ و عطا احادیث لطیفات و ظہور یہ تو سب جہانوں کے لیے اگر اشیاء یا نصیحت۔ یا دوحانی یا حد و نصیحت کا ہرچہ سے یہاں اہل کلام ہے۔ مگر یہ چند کلمہ نہیں ملتے تو ہائیں جہنم میں۔ آپ کی فطین اور عہد باری تعالیٰ تو فرشتہ و عرض و عزم تک پھیل ہوئی ہیں سب مخلوق اس آکر میں مشغول و سرور رہے۔

یہ آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدہ ۱ ہر مسلمان کو ہر وقت اچھی صحت کی دعا کرنی چاہیے نہیں ماحد صہبہ تعالیٰ کی

دعا نصیحت ہے۔

دوسرا فائدہ۔ دعاؤں سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا ضروری ہے اور اُن میں ہم مسلمانوں کے لیے درود شریف پڑھنا مفید ہے کہ با حدیث قبولیت ہے۔ دینوی دعاؤں سے زیادہ دینی دعاؤں کو اہمیت دینی چاہیے۔

نیکتر افاندہ - اللہ کی محنتوں کا پرچہ کرنا سنت امیر کرام علیہم السلام ہے۔ چوتھا فائدہ - نیکوں کی بہت دنیا و آخرت میں معیہ سے دیکھو یوسف علیہ السلام کو نواز مزم رسول میں کین صحت مانگیں کی - حاضرین کر رہے ہیں۔

ان آیات کردہ سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔
احکام القرآن پہلا مسئلہ - موت کی - مانگنی منجہ ہے یکن موت کی تنہا کا دینی اعتبار سے

باز رہے۔ مگر دنیوی پریشانیوں سے تنہا اور دکانوں پہاڑیوں - دعا اور گناہ میں فرق یہ ہے کہ دعا اس کا نام ہے کہ یا اللہ مجھے ابھی موت دے۔ یہ نہ مل دینی دنیوی ہر طرح گناہ و حریم پاک میں صریح مخالفت آتی ہے۔ تنہا ہے کہ یا اللہ جب بھی میری موت کا وقت ہو تو مجھ کو اس طرح ہی مل میں ماننا۔ یہ تنہا دینی جائز سے دنیوی حرام ہے۔ یہ مسئلہ - توفیق ملنا - سے مستنبط ہوا۔ دوسرا مسئلہ - امیر کرام کو علم غیب ہے اور اس کا خفیہ رکھنا جانور سے۔ یہ حق کا علم - سیاہی کے درمیان ہی ہوتا ہے خود واقعی علی ہوا سنی۔

اسی لئے اظہار علم غیب بھی عطاء علم غیب سے۔ یہی سب تعالیٰ میں پرہیز غیب ظاہر فرماتے ہیں کو علم غیب ملتا ہے۔ وہ غیب مان ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ میں نبیاء غیب سے مستنبط ہوا۔ منکر غیب رسالت ہوا۔ لہذا یہ عقیدہ اور بدعت ہے۔ تیسرا مسئلہ - امیر کرام میں کسی تبلیغ پر اجرت - فیس - اور دنیوی دولت نہیں مانگتے۔ مسلمانوں کو بھی صرف زبانی مسئلہ بتانے پر اجرت مانگنا ناجائز ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں چار کاموں پر اجرت نہیں۔ معاوضہ مانگنا حرام ہے۔ منہ ہمارے پڑھانے پر فاسد کر نماز عمارت تلاوت قرآن مجید پر منہ زبانی مسئلہ بتانے پر۔ منہ تعویذ کلمہ کر دیتے پر۔ اور چار کاموں پر اجرت نہیں منہ کر کے لیلیٰ جائز ہے۔ منہ قہر ملی کلمہ کر دینے پر منہ کر کسی ادارے یا حکومت کی طرف سے اس کام کی خواہ - منہ ہو۔ منہ مل کر حاکم قہر کرے پر منہ کسی کو کسی دینی کام کے لیے وقت دینے پر منہ دولت کی جرت لیا جائز ہے۔

منہ دینی درسی دھرم لیس پر۔ خواہ دینی کتب پڑھانا ہو یا قرآن مجید۔ چوتھا مسئلہ - میں اسلام - قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سارے مسلمانوں کے لیے ابد الابد نصیحت اور نالوں میں۔ اب سلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح اسلام کی شریعت کو ترک کرنا گناہ عظیم سے یہ مسئلہ ڈاکٹر نعیمین سے مستنبط ہوا۔ یا اللہ تیرا حکم دکر ہے کہ تو نے مجھے سنی برہموی مسلمان بنلا

پہل چند اعتراضات پڑ سکتے ہیں۔
اعترافات پہلا اعتراض - یوسف علیہ السلام نے ملک ملنے کا اگر کیوں کیا یہ کہ دیا دروں کی باتیں

رہیں دنیا والوں کو دنیوی چیزوں کی غرضی ہوتی ہے۔ یہ بات اور ملک گیری کی غرضی شان ہونے کے خلاف ہے۔

جوتب . دنیا کی چیزیں اس وقت تک دنیا دہتی ہیں جب تک دنیا کے لیے استعمال ہوں۔ لیکن جب دینی چیزیں اشاعت دین کا ذریعہ ہو جائیں تو وہ دین بن جاتی ہیں۔ انبیاء کرام صحابہ کبار اور اولیاء اللہ کے پاس دنیا دین بن جاتی ہے اس لیے وہ دنیا بھی نصیب الٰہی ہے۔ دین بننے کی نشانی یہ ہے کہ صاحب دنیا . دینی مشیقا سے بیش و عشرت حاصل نہیں کرتا۔ جیسا کہ خلفاء راشدین کی زندگی . خلافت کے سلسلے زندگی میں تاریخی مہم جوئیوں میں انھیں غلبہ خوراک و ہلاک کی اختیار کی جب کہ ان کے غلام بیش و آرام میں بستے . بلکہ زندگی محنت مزدوری اور ہنگامی پیسے گزری . یہی حال یوسف علیہ السلام کا رہا . تاریخ میں ہے کہ آپ نے ساتے اور سلطنت میں اپنے سر پر تاج اور اچھا لباس نہ رکھا . صرف ایک دفعہ صہب والد صاحب آئے تو ان کے سامنے تمہید نصرت کے لیے اچھا لباسی باسوس اور تاج پہنایا . بادشاہ کی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کے علاوہ سونہرے نصرت سلطنت بھاگ دوڑ دروں کی طرح کام کاج ملک و جہول میں بسر جواب دہا میں ملک کا اگر اس لیے کیا کہ ملک کے لیے عبادت الٰہی خدمت دین وطن مراہیتر مونی غمی نہ کر پیش کرتی .

لہذا ایسی سلطنت کا ذکر کرنا عین ایمان ہے۔

دو شہر اعتراض . علم اللہ کی بڑی نعمت ہے اور ملک گیری قبولی نعمت سے تو چاہیے نہ پہلے ہم اللہ عظمیٰ کا ذکر فرماتے بعد میں ملک کا۔

جواب . ظاہری تبلیغ میں ہمیشہ پہلے ظاہر چہ وں کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ سامعین کو مددی سمجھ جیسے : اٹھیں معنوں کا ذکر بعد میں . علم باطنی نعمت سے ملک . سلطنت ظاہری نعمت اور حضرت یوسف کا یہ کلام حدیث مبارکہ کی تائید ہی نہ تھا بلکہ تبلیغ دین بھی تھا . نیز دنیا والوں کے سامنے اس نعمت کا ذکر پہلے کرنا چاہیے جس کا ذریعہ زیادہ ہتمام ہے . دنیا داروں کے نزدیک ہم سے زیادہ دولت و حکومت کی قدر ہے در عوام . یورپی و عاصمت عمارت کو اللہ کی بڑی نعمت سمجھتے ہیں اس لیے ان کی ذہنی کیفیت کے اعتبار سے پہلے ملک کا نام یا در سن یہ دیا کہ اسے دین کی دولت وار یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کو بڑا دہ کر دیکھ آفت کا سرمایہ بناؤ . نیز اعتراض . یوسف علیہ السلام سے تو فنی غلبہ کیوں . مانگی کیا ان کو یہ چہ نہ تھا کہ میں نبی ہوں اللہ ہی ایمان پر ہی ثروت مومن ہے . جواب . سب کچھ معجز تھا بلکہ ہی کو ہی عزت کا عالم روح سے پتہ ہوتا ہے در حقیقت خاتمہ کا بالکل یقین تھا مگر یہ دعاؤں و دوسرے مانگی . پہلی کہ اللہ ربیب ہی کے لیے یہ قدر کی دوسری وہ یہ کہ اللہ عز و جل انکار عبودیت اور عبادت جاسف سے رغبت اور شدت محبت الٰہی کے لیے اور چہ ثواب کے لیے انتہا کی تعلیم کے لیے برسر نما مانی میں نہیں بلکہ کوی ترہ سے اس طرح طاعتی اللہ عبادت کو ہم ۔

نہیں واضح کر دیا . اب کئی اعتراض ہیں۔

فریقت میں انکس طیر شد کا مثلاً اور انقباض والی قدر ہونے کا نام موج ہے۔ سو فیاض ہونے میں کریمہ
 سراسر کے سب طرائف کی چامیاں بھر مٹنے کی نظر طر و لم سکھائی میں انہی کے واسطے سے تمام ابدیادوں کو طبع
 میں۔ صاکنت کثرت ہفا سے محراب تم فن کے پاس عتجہ کیر نک وہ کرد فریب فلم گناہ کی جگہ قبی محب کو گندی نگ
 نہیں رکھا جاتا نہیں بٹھایا پہنچایا جاتا تم تو سے محب ہونے سب سکھ پاس وادی نور میں تھے۔ تمہارے نور کی
 تہل تو عقب مومن پرورد حمد ہی تھی لوگوں کی عقل و خرد لم و دانش اگر چہ کتا ہی نور کی طرف مال ہو مگر سرکش
 نفس امارہ ابھی اذیت مومن نہیں بن سکتی اسے مرشد کائنات تم غوا بہت ہی طرازل فریاد۔ عارفین نزل
 میں۔ ہنسے ٹھٹھ کہہ کے ہیں۔ بنی۔ صدیق شیب۔ صالح۔ یقیناً اللہ سس کے نصیم یافتہ اور پروردہ میں لکھ فاسق
 فاجر کا فرستاق۔ یہ طبع نفس کے پروردہ میں اس سے محبت کسے واسے ہیں اس دنیا سا فرخانے میں جو جس
 نے کتاب ہے اسی کا لاف ہے دنیا میں دین حاصل کسے والا کامیاب ہے۔ دنیا کے لیے دین یلے والا نقصان میں
 ہے۔ دو لکھ دیا حقیر مال ہے دین کی تبلیغ دنیا کے لیے مدت کرد۔ ارشاد باری ہے کہ ہمارے نبی کی سے اہم
 نہیں مانگتے نہ کوئی سے کتاب ہے وہ تو ساری کائنات کے لیے اللہ کی یاد میں انہی کا بطور ہے جس کو دیکھو عباد
 آتے۔

وَكَائِنٌ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور کتنی ہی سے نشانوں میں میں آسمانوں اور زمین

کتنی عجائباں ہیں آسمانوں اور زمین میں

يَمْرُونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝

پر ان طائفہ وہ سے اس ہے توجہ رہنے واسے میں۔

کہ اکثر لوگ ان پر گلدستے میں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ

نہیں ایمان لاتے ہیں بہت سے ان میں پر اللہ مگر وہ

ان میں اکثر وہ میں کہ اللہ پر بھی نہیں لاتے

مُشْرِكُونَ ۝ اَفَمِنْ مَّا اَنْ يَّاتِيَهُمْ

شریک دے دے کیا پس یہ ی ہاں جیسے ہی کو کر تے گناہ پر
مگر کب کرتے ہوتے کیا سر سے تہہ ہو تھے کرات کا مذہب نہیں

غَاشِيَةً مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَأْتِيَهُمُ

کھیرے دہا کھیرے عذاب سے کھیرے کھیرے
مگر کھیرے عذاب سے کھیرے کھیرے کھیرے

السَّاعَةِ يَفْتَنُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ قُلْ

قیامت پاک وہ دوسے کھیرے کھیرے کھیرے
کھیرے کھیرے کھیرے کھیرے کھیرے

هٰذَا سَبِيلِي اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَىٰ بَصِيْرَةٍ

یہ راستہ میرا ہے میں صرف اللہ کے دیکھے ہو
میری راہ سے میں اللہ کی طرف دیکھتا ہوں

اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا

میں ہوں اور دوڑ کر میری اور پاک اللہ ہے اللہ وہی ہوں میں
میں اور جو میرے پیروں پر ہیں اللہ کی تمہیں دیکھتے ہیں وہ اللہ کو پاؤں ہے اور میں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

سے شریک کرنے والوں
شریک کرنے والوں نہیں

تو امام ابن ابی شیبہ کا یہ کمالی آیات سے چند طرح معلق ہے۔

تعلق

پہنٹا تعلق۔ پھیل آیت کریمہ میں ذکر ہوا کہ یہ کام لوگ چاہے محبوب کو دیکھتے ہیں مگر نہیں دیتے۔

اب یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ قتل کے بعد مجھے ہمارے محبوب کو تو کیا ملتے دن رات آسمانوں زمین میں قسمت
للی کے سہراؤں قتل مشہور کرنے کے باوجود اب کو میں ملتے ہر شخص چار گزر مالتے ہیں۔

دوسرا تعلق۔ پہلی آجول میں بتایا گیا کہ اسے منگو چاہئے محبوب واقعات یوسف کے ہونے کے وقت زمانیت سے ان کے پاس نہیں تھے پھر بھی سب جب کی خبریں تم کو مل رہی ہیں لیکن اب فرمایا جا رہا ہے کہ تم کیسے مذہبی ہٹ دھرم ہو کہ احاسے نبی کے ختم انسان قریب ہو کر پھر بھی ان کی تبلیغ نہیں ملتے گویا کہ فرمایا جا رہا ہے اگر وہی زمان پاک یوسف کے واقعات بیحد بیان فرمائے تو مال لیتے ہو لیکن اگر وہی نہیں پاک تو حیدراری تعالیٰ وہ اپنی رسالت کا ذکر کسے تو حسین مانتے۔ تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں بتایا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن آخری نبوت اور کتب ہے جو تمام جہانوں کے لیے ہے۔ اب فرمایا جا رہا ہے کہ بس اب یہی خدا کا رسالہ ہے۔ اس سے ہٹا کر کرب و دیوی اور غلاب آخری ہی ہے۔

تفسیر سوری

تفسیر سوری وَكَاتِبٌ مِنْ أَيْتِهِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ عِلْمُ غُيُوبِهِمْ وَتُفَوِّضُ إِلَيْهِ أَسْرَارَهُمْ ۚ وَكَانَ عِلْمُ غُيُوبِهِمْ شُكُّوا ۚ وَكَانَ عِلْمُ غُيُوبِهِمْ شُكُّوا ۚ وَكَانَ عِلْمُ غُيُوبِهِمْ شُكُّوا ۚ

مغول پوشیدہ ہے اس لیے کہ اس وقت جو ہند میں نہیں آتے یہ کام ہی پوشیدہ کاقرینہ ہے۔ اپنی طرف
مستفاد بھارت برکات تیشی کی وجہ سے۔ اس کا ترکیبی ترجمہ ہے اور اس جیسی کتنی ہی نئیال میں جی تو سنا
جیسی باب اس کا معنی کم نگینہ یہ سہرہ ہے۔ لون تو یہی ہے کا نینا میٹر ہئی آیت مجسم میں جاتہ بیان ہے یا
پیدا آیت واحد ہے بھارت خزاں کی فتح ہے جیت۔ آیت۔ دلیل۔ اور ہاں کافرق اظہار تعلق تفسیر مالہ میں
اس بیان کیا جائے گا۔ ان وقت جو ظریفہ کہیے ہے اٹھارہ جمع ہے نماز کی یعنی ملت آسمان پہل مسدود
ہندواں میں پہلے آسمان سے نظر کرنے مال۔ دعا لہ۔ نماز کی حرکت امر کی میں میں دل میں مل مجاہد حب مطلق
ہے خواستہ در مسدود منصب۔ جب یہ مغول مقدم ہے مگر اصل کا مسدود مرفوع تب یہ جتنا ہے اگل جہد
اس کی خبر ضرر پورا جملہ اسیمہ چھر موجود پوشیدہ جتنا کی خبر ہوں۔ مگر پہلی صورت زیادہ بہتر و آسان ہے۔ اس
صورت میں یہ دونوں مشتق ہوں گے موجود کے اور مسدود موجود۔ ہند کی خبر ہوگی اصل مفدع بعیدہ میں
مذکورہ معنی ثوابی سے مشتق ہے۔ یعنی گونا۔ مثلاً کنا۔ یہاں دونوں معنی مناسب ہیں علی جاتہ۔ خاصیر
موجود مفضل کا مرجع یا آیت ہے یا ذکر ہے۔ و مالہ مخم حیر کا مرجع اکثر آیتاں ہیں۔ عن جاتہ بعید ہونے
کے لیے خاصیر کا مرجع یا آیت ہے یا ذکر ہے۔ مثلاً حیرتوں۔ اب۔ لیل کا اسم لعل مفضل جمع ذکر کا اصل

کے لیے مشعل جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿ثُمَّ دُفِنُوهُ فِي ذُنُوبِهِ﴾۔ احمیرہ کر کے کامرہج سبقتہ بیل ہے اور ہاں طہا
 اسم احمیرہ مرنسہ اس کی تائید پر دل ہے ایک قرنت میں منقلبہ لفظ میں جب کسی ملت کی طرف مصاب
 جو کہ مسیحت کا لفظ ہوتا ہے لیکن جب کوئی مسلمان ہو تو حق راستہ ملا ہو تو اسے اسی لیے یہاں حق اور
 کامرہج سے بیل ملا ہے۔ ان لفظوں میں مضارع میں واحد مشکمہ اذخرنا قس وادی سے مشق ہے یہ حملہ حال ہے
 بیل کا جس نے لفظ مضارع ہے اس کی ایک قول میں یہ نیا حملہ ہے الی طرف جار بدلے اتہاء غایت اشد
 مجرور ثانیاً۔ علی جازہ۔ اس جگہ ترکیب میں تین قول ہیں ماریہ جار مجرور حال ہے اذخر کے فاعل یا ضمیر مشکمہ پوشیدہ
 کات علی نہیں لکھا۔ علیہ وجہ حملہ ہے الی اشد پر وقت ہے ماریہ علیہ فی جہ مقدم ہے۔ انکا و من۔ یہ حملہ متدا
 م شرط ہے مگر آسان ترکیب یہ ہے کہ یہ صوبہ ایک جملہ خبریہ سے انفعالی تک نصبر فی برون فی خبریہ صالح
 کا صیغہ ہے انفعالی سے بنا ہے بمعنی۔ قتل قسم۔ شعور والی چیز۔ بمعنی روشنی اور دلیل کے لیے مشعل ہے یہاں
 صوبہ صلی ہی سکتے تاکہ ضمیر مشکمہ مرقع منفعل تاکہ ہے مرقع میں پوشیدہ ضمیر مشکمہ کی عطف کے لیے لانی
 کئی و عطف من موصولہ آیت باب افعال کا معنی مطلق شیخ سے مشق ہے بمعنی پیچے جٹانوں و قد یہی ضمیر مشکمہ
 یا عطف ہے یہ ایک قول ہے یا سر حملہ یہ زیادہ درست ہے یا عطف ہے۔ ثمن روزن سلطان مصد ہے ماب
 تفیل کے معنی میں یعنی متعدی ہے بمعنی پاکیزگی بیان کتابا لیت نصب ہے بوجہ فعل پوشیدہ بخت کے مطلق
 ہلے کے و اصل تھا بخت ثمان یہ پیشہ مصنف ہو کر آتا ہے اس کا مصنف ایہ اسم نکرہ می ہو تلیے و حمیرہ
 بھی لفظ اللہ اسم ظاہر مصنف الیہ ہے جس طرح قیس سے بیت مٹا ہے۔ اسی طرح بختان سے بیتہ بستر
 جلتا ہے۔ و۔ اس میں بھی صوبہ سابق تین احتمال ہیں مگر صحیح ترین ہے کہ سر حملہ ہے کا تائید مشرہ پیش آتا حمیرہ مرقع
 منفعل اسم ناچے میں جازہ تبیضہ ہے انفعالی۔ الب لا اسمی ہے بمعنی نکدی مشرہ کہیں باب افعال کا مع
 کثرت مکرر سالم اسم لائل۔ اس کا واحد مشرکٹ ہے جار و مجرور مل کر کائن پوشیدہ کے متعلق ہو کر خبر ہوئی مائی۔

تفسیر المائتہ

﴿ثُمَّ دُفِنُوهُ فِي ذُنُوبِهِ﴾ اور اسے سیاہی سے مٹی کا لہر لوگوں کی اکثریت اگر آپ
 کی اہمیت ہاک کر دیکھ کر آپ کا صبر نہ کلام سن کر آپ کے کمالات کا نظارہ کر کے اور اپنے مطالبے پورا ہونے پر
 کہ بھی آپ پر اور لرزیدہ مارے متعلیٰ پر ایمان نہیں آتے تو تعجب کی ملت نہیں اور ان کی ہولناکی اور حماقت پر حیرانی
 نہیں آپ تو پتے رسب کی نہ جان میں جس کو کوئی صاحب عقل و دل ہی کچھ سمجھ سکتا ہے یہ تو دن رات سزا و
 میں آتے جاتے زمین و آسمان میں لاکھوں شانیاں دیکھتے غم میں کہتے اور سمجھتے ہیں اور پھر ان کے پاس سے ہر اک
 بے توجہی سے گزرتے ہیں ذرا فکر نہیں کرتے۔ قطعاً ایمان نہیں اور اگر کچھ لوگ ایمان لیتے بھی ہیں تو ساتھ ہی

شرک کی علامت بھی کر دیتے ہیں مثلاً بت پرست کہتے ہیں کہ اللہ واحد رب ہے اور بت ہماری تخلیق میں یہ بھی شرک ہے کیونکہ اگر اس کی جدت کے کسی کو شیعہ ماننا شرک فی التوحید ہے۔ لیکن بالکل ہٹاؤں کے بنوں کو تنفیج مانا میں ایسا ہے۔ مشرک کہہ کر میں کہہ سکتے تھے لَا شَرِیْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ هُوَ تِلْکَ تَعْلِیْکَ وَفَا مَدَّ بِمَعْنٰی سے اللہ تو ذی قُدْرَتٍ اَدْبَارِیْنَ ہے مگر ایک تیرا شرک ہے جس کا جس کی حکمت کا تو ملک ہے۔ بعض مشرک کہتے ہیں خداوند کا شرک ہے مگر کہتے ہیں کہ یہ بڑی بڑی بات ہے۔ ہر مسلمان پرست کہتے ہیں اللہ واحد یا شرک مہود ہے۔ یہی سوانح و ظہر ہمارے سب میں۔ یہی بات تمنا فی غیب کہتے ہیں کہ حضرت علی ہمارے رب ہیں۔ خداوند یا حق پرست کہتے ہیں کہ اللہ واحد یا شرک ہے۔ مگر وہ الگ ہیں۔ بتا رہے۔ یہودی کہتے ہیں اللہ واحد یا شرک اور ظہر علیہ السلام اس کے بیٹے ہیں۔ یہی سنا کہتے ہیں کہ اللہ واحد یا شرک ہے بلکہ حضرت عیسیٰ اس کے بیٹے میں یہ سب عقائد شرک لی التوحید ہے اور اَلَا قَدْ خَلَّوْا مَشْرُکُوْنَ سے یہی منہ جہاں با کافر راہی۔ اَلَا قَدْ خَلَّوْا مَشْرُکُوْنَ سے دوسرے کام مراد ہیں۔ علامہ کرام لڑاتے ہیں کہ اور دلیل اور براہین علامت میں یقین لہذا لڑ رہے۔ آیت دوم ہے تو غیر تکرار کے کسی کاپرہ بتائے جیسے دہرے سے سوانح کاپرہ پڑا۔ دلیل وہ ہے جو تکرار کے بعد کسی کاپرہ بتائے جیسے لڑی سے سوانح کاپرہ لگنا۔ برعکس وہ جو سوانح است ہو جیسے آئینے سے سوانح کاپرہ لگنا۔ علامت دوم ہے کہ جس سے کسی کی صفت کاپرہ لگے جیسے دن میں آسمان صاف دیکھ کر یہ سمجھا کہ سورہ کی ہر ایک آیت دوم ہے جس سے صرف ایک ہی امت کاپرہ لگے کسی اور کا وہ عمل سمجھ جائے جیسے آسمان زمین میں لگے کہ ان کی بڑی مقدار۔ جسم سے قوت الہی آشکارا ہے اور جسے کو آب و ہر۔ برق وادل بارش ہوا اور قوس قزح۔ کہ ان کے پھٹنے پھرنے پھلے کڑکنے گہٹنے پھٹنے اندھیرے اجالے سے قدرت خداوندی ظاہر ہے۔ دلیل وہ جس میں کسی اور کا بھی دخل نظر آئے۔ جیسے۔ دیا سمندر۔ موصیٰ علی ہونے نباتات۔ بہار اگر سب قدرت کے شاہکار ہیں مگر اس کے چلانے سجانے اگنے کڑنے پھٹنے میں مطلقاً اتنا بھی دخل ہے۔ ہر ان وہ جو صفت کا مظہر ہو مثلاً چاند کوڑا دینا۔ سورج کوڑا دینا۔ مینا کی روک دینا بارش برسر دینا۔ چھتے بہا دینا۔ علامت وہ جو کسی کے دیکھ کر بتائے جیسے کہ میں نکلا بہار کاپرہ دیتی ہیں۔ آیت وہ ہے جو صرف ایک صفت کاپرہ بتائے جیسے سورہ کی ایک صفت اور کی کیفیت بتاتی ہے۔ دلیل جو ایک صفت کو بت کرے جیسے دلی کا تجربہ خاصیت بتاتا ہے۔ ہر ان وہ جو تمام صفت کاپرہ بھی بتائے ثابت بھی کرے اور مظہر بھی ہو علامت وہ جو کسی کی قوت و حکمت کو بت کرے جیسے علامت نباتات حیرات کی مختلف خصوصیات اثرات علامت ہر مقام کائنات کی گردش۔ کسی کی خصوصیت بدلتی ہے علامت دالہ گراتی قباب و کوکب یہ سب قدرت الہیہ کی علامت ہیں کائنات ہر ایک چیز میں مظاہر علامت و کون مگر ہر ایک ہی ذات مطلق ہے یہی مظہر ذات کبریا ہے مگر اس سے کو دیکھنے کے لیے۔

اَوَايَسُوْا اَنْ يَّاتِيَهُمْ هَآئِثِيَّةٌ مِّنْ عَذَابٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِيْ هُمْ اَشْعَتُوْا فِتْنَةً وَهَآؤُلَآئِكَ يَفْتَنُوْنَ
 عِبَادٌ سَيِّئُوْنَ اَوْ عَلٰى اِيَّاهِمْ غَوٰى فَيُضِلُّوْهُمُ اَنَّا دُوْنِ الْقَبِيْحِيْنَ وَ مُنَاجِحُوْهُمُ اَلَمْ تَشْرِكْ كَيْفًا
 کیا اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ سابقہ امتوں کی طرح بن پر بھی زندہ بخار و فتنہ کی طرف سے ایسا سخت گھیر خواہ
 مذاب آسمانی یا زمینی آجائے کہ کہیں جنگ و سکیں یا اپنا ملک یا مملکت ایک دم بن پر آخری گھڑی قیامت کی
 آجائے کہ نجران کی جو جسد ابدی سال بیکار ہو جائے۔ اور یہ لوگ اس مذاب یا موت یا قیامت کو پہلے بالکل دھماں
 سکیں چلتے پھرتے یا کھڑے بیٹھے یکدم مرجائیں۔ کتنی عسرت کی محنت جو جگہ جگہ کی فرستیاں اور قیامتیں
 میں پھولتی ہیں۔ اسے یہاں سے ان کو پھر بھلا کر دیا کہ یہ اسلام قرآن میراثِ ابدان عرفانِ رونا، رحمان میلادِ مہر ہے
 کتنا و کثرت۔ جس میں۔ پڑھنا۔ بولنا۔ کرنی۔ سیدھا۔ صاف۔ شفاف۔ مستحکم۔ کبر۔ تمنا۔ آسان ہے یہ اور پھر تباہی
 کے چند گھنٹوں میں قرب لہی کی منزل سدا بہہ آجائے۔ یہی میرا مسو ہے کہ میں تم سب کو جلا نیروا اھا دی ہر شدہا
 یہی اللہ کا واسطہ ہے کیونکہ میں اسی اللہ کی طرف تم کو بلاتا ہوں۔ اسے اللہ جل جلالہ کو تلاش کرنے والو۔ مہر
 اھر جائے بھگنے کی ضرورت نہیں اپنے اپنے الگ دراع روشنی کو ملنے کی حاجت نہیں اب تو میرے کا سوا کچھ کا
 انتخاب حق تعالیٰ کا سوا سیرا گیا۔ اسی راہ پر چلانے والا جس پر شبہ ہے۔ اسے نبی فرما دیکھئے دنیا کے بازاروں و محروم گاہوں
 سے تم کو مل سکتی ہے مگر فرست نہیں مل سکتی دانش تو مل سکتی ہے مگر عقل نہیں مل سکتی بصیرت تو مل سکتی ہے بصیرت
 نہیں مل سکتی۔ بصیرت یعنی روشن فہمی میرے ہی پاس ہے اور میری اتباع شریعت کی کھل پوری کھلنے والے صحابہ
 کرام تابعین تابعین ملاحدین۔ صالحین۔ مابدین۔ مافقیں۔ اولیا۔ ملا یا قیامت چلتے مومنین کہاں ہے۔
 مومنوں نیکوں کا بھی یہی واسطہ ہے کہ وہ اس پر چلتے ہیں۔ بلا تہیہ یوں بھگے کہ جسے پاکت ن میں کوئی کچھ جو نبی شرک
 ہی نہ ملدو پر دلِ اظہافہ اسلام آجائے۔ اسی شرک پر تمام گالیاں ہیں اسی پر تمام مسافریاں ہیں سمجھ لیجئے کہ اسلام ہی
 اللہ کا واسطہ ہے۔ اسلام ہی نبی پاک کا راستہ ہے۔ اسلام ہی تمام یقین رسلان و اولیٰ کا راستہ ہے۔ بصیرت قرآنی والے
 ہی اس راہ پر چل سکتے ہیں۔ دل کا واسطہ دینی عقائد اہل شریعت طریقت معرفت اہل اللہ کی اللہ کو دل سے
 ملنا اور مصافحہ کو دماغ و عقل سے پہنچا جاتا ہے۔ اللہ کی ذات و صفات وہی ہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر
 اظہر وہی ہے جس طرف آقاہ کا اندسہ ہمارے میں غافل بصیرت وہی جو دروازہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اللہ ہی
 وہی ہے جو زبانِ اعلیٰ مجتبیٰ سے بیان ہو۔ تبس و تمیل وہی ہے جو اہل و عالم فرمائیں صلی اللہ علیہ وسلم سے جسب
 فرمایا اللہ ہی کو پاکیزگی و رخصت۔ کہہ پائی ہے۔ تمام مشرکین کی ایمان جیتنے سے جوئے غلط اور بدلتی ہیں۔ ہم مشرکین
 میں سے نہیں ہیں۔ میرا نہ کرا کی گدگی شرک کے کانٹوں سے بالکل صاف ہے۔

فَاَنذَرْتَهُمْ اَنْ يَّاتِيَهُمْ سَاعَتُهُمْ سَوْفًا مِّنْ دُوْنِ الَّذِيْ هُمْ اَشْعَتُوْا فِتْنَةً وَهَآؤُلَآئِكَ يَفْتَنُوْنَ

یہاں ہے عقل بھی نہیں لیتا ہے۔ درد و کھو۔ دنیا کے کالج اسکول لیبڈری سائنس روم۔ سیاسی دفتر۔ ڈاکٹر کیم۔
 دنیا کی کیا گر دنیا کی نہایت محاسن۔ حیوانات پر مٹا کچھ چھان میں کہتے ہیں کہ پتہ پتہ کی غایت سے مٹوں کر
 یہ ہے کہ گراہی کی عقل سے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ خاصیات اگر کسی پیدا کرنے والے نے پیدا کی ہیں مگر خود خود ہوتی
 تو ان میں مذہد ہل ہو سکتا۔ کبھی کبھی گاہر کی خصوصیت تہائی اور کبھی گاہر آلو کی شکل پر پیدا ہو جاتی پھر کئی پرانی
 ہے کہ ایک ہونے لگا اسی کے چوں کی تاثیر کہ گود سے کی کچھ ہڈوں کی کچھ لٹاؤں کی کچھ اور ہڈوں کی کچھ اور۔ پھر
 ان میں تکریر ہڈی نہیں ہوتا مانتا ہے جس ملک جس موسم میں ہی ہمارے سے طوع طروب ہوتا ہے تا قیامت ایک
 انچ آتے پیچے نہیں ہوتا۔ زعفران بنفشہ مرہب میں۔ چھاب میں نہیں آگیا۔ کثیر میں کچھ نہیں آگیا۔ مٹا ہونے
 ساری دنیا کو زیادہ کثرت سے علم۔ عقل حاصل کیا اپنے ملک میں ہر چیز مٹائی مگر اس فرست واک سے۔ پھر ان میں کچھ
 پیدا کر کے۔ یہ کس مناج کھوت کا۔ مٹا ہونے شہادت مٹا ہونے میں خود تکریر کر کے سے طوع طروب کا مناج کھوت
 ہے مگر یہ عقل کے کورے ہینڈ ڈون خلیفہ۔ گود لوجہ میں مگر تکریر نہیں کرتے یہ شور کو دینے کی گیسوں کا ان
 بالائی سے مٹا ہے۔ دوشم افادہ۔ دوشم لکلی لکلی میں مٹا ہونے ایمان کی نشانی میں مٹا ہونے پھر کھوت
 انہی سے ایسی اور طالب بھی سے ہونے غولی اٹھ کر کچھ سے ہونے ایمان کی نشانی میں مٹا ہونے پھر کھوت
 لیکن رحمت انہی کی امید اور طاب خود مٹا ہونے اور طوع طروب کی کچھ سے ہونے دوست ہونا مٹا ہونے کمال کی طاعت ہے جو جس
 کو نصیب ہو وہ رب کا پیدا ہے۔ عقل سے گود و کفر نہ مٹے ہیں۔ امید سے نیکیاں اور عبادت میں ہوتی ہیں۔

تیسرے فائدہ۔ اچانک موت مٹا ہونے کے یہ مٹا ہونے مٹا ہونے ہر مٹا ہونے مٹا ہونے مٹا ہونے مٹا ہونے مٹا ہونے
 طبع السلام کو اچانک ہی و فاسد ہوتی تھی۔ مٹا ہونے ہر وقت مٹا ہونے میں ہے اس لیے کئی نقصان نہیں ہوتا
 اس قدر فائدہ حاصل و مٹا ہونے کہ تو بہ کی توفیق نہیں مٹی۔ یہ فائدہ بنفشہ میں کلام کے خطاب سے حاصل ہوا۔

چوتھا فائدہ۔ سچا دینا وہ ہے جو نبی کریم اور صحابہ اویا اللہ کا ہو یہ فائدہ انا و حق اشتهعنی ر مٹا ہونے حاصل ہوا۔
 ان آیت کریمہ سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ ایمان کو چھپا گناہ اور مٹا ہونے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے اسلام کو مٹا
 دے کہ بہت مشہور کر کے ملک پہنچے قول۔ فعل باس صورت۔ میرے مسلمانوں سے اسلام ہونے کو ظاہر کر کے
 کفار کا باس ہستائوں کی نقل آثار ناہائز ہے خاص کر کسی کافر کا ذہبی باس ہستائوں کا مٹا ہونے یہ مٹا ہونے
 و انشیر کین سے مستنبط ہوا۔ اسی طرح لی زمانہ اپنے ال مستنبط ہونے کو اللہ سبیل کی علامتوں کو بھی ظاہر کر کے
 دیو ہدیوں و ہادیوں کی طرح ہر جگہ خود کو چھپا چھپائیں۔ وہ شکر مسئلہ۔ کسی بھی چیز میں حادث جائز نہیں کیجی کہ
 حادث وہ ہیں سے خالی نہیں یاد ہو کہ وہی ہے اللہ یاد ہو کہ کھاتی ہے۔ خاص کر ایمان اور عقائد میں وہ کہ فریب

حدث است ہی ثلث ہے یہ سطر الا ذلک مشبوہ کون سے مضبوط ہو۔

اعترافات

یہ سطر اعتراف میں آتی ہے۔
 اعتراف اعتراف میں آتا ہے کہ اس میں کئی کئی جگہوں پر کتب کے نام لکھے ہیں۔
 مگر وہ سب سے اس میں لکھے ہیں کہ تو نہیں دیکھا جاسکتا۔ لیکن یہاں سطور میں ہے۔ جواب اس کے جواب
 میں۔ پہلا کہ سورہ ۵۵ ہر جگہ اس میں پر ہاتھ پڑے آسمان پر مختلف سمت سے مختلف آسمانوں پر ہیں۔ سب ایک ہی
 ہی جگہ میں ہیں۔ کو نظر آتی ہیں۔ اور یہ دونوں مختلف کاسیوں کے ہیں یہاں نہیں ملی کاسیوں میں نہیں ہے۔ مقصود یہ ہے
 کہ ہم کہنا نہیں آتے کہ وہ دو ایک سے دیکھتے ہیں مگر وہ برابر ہیں۔ ایمان نہیں پڑتے۔ مطلوب یہ کہ وہ
 ہر ایک سے ہر نفس کے لیے ہے۔ اور یہ نظر ہر نفس میں مل جاتا ہے۔ موجودہ دور میں اس کی آسانی ہو گئی ہے ہر
 ملک کو غلامی پر وکیل کا قیدی لگا ہوا ہے۔ غلامی پر غلامی غلامی غلامی۔ خود دیکھو سے یہ غیر مسلم غلامی میں
 ہر ملک کے ملکوں کے غلامی کے جواہر و آیت و نشانی و علامت دیکھتے ہیں ہر جگہ ہیں مگر
 ایمان نہیں لاتے۔ مانع کائنات کی طرف مہم نہیں کرتے۔ گویا یہ کتب آئندہ ناس کے ترقی یافتہ لوگوں کی معجزات
 کا پتہ بتا رہی ہے۔ اس کا آہم مشاہدہ اس سے کہ ہے۔ دو سطر اعتراف میں آیت میں لکھا گیا کہ یہ مشرکین کا
 سون میں بھی کالم ملے گا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ قمار و طعن و طعن تو محال ہے۔ جواب اس کی وجہ سے تو تفسیر مالک
 میں کہی گئی ہے۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ قمار و طعن میں جب کہ اپنی کئی شکل میں ہو۔ جو ہی طور پر ایک
 دھوکہ دیک ہی مگر وہ طعن ہو سکتی ہیں۔ دیکھو مع شام و طعن کا اجتماع ہے یعنی طعن و طعن۔ وہ وہ وہ وہ
 جو ہی طور پر ایک ہی میں ہے جو ہر جگہ ہے۔ اس طرح ہر جگہ ہے کہ مشرک و مشرک ہے کہ ایک شریک
 ہے۔ یا یہی ابن شدہاں یا لہ ہر میں ماز طعن۔ جو جو ہی طور پر اجتماع طعن ہو گیا۔ خیال رہے آکا کی بیانیوں سے یہ کہ
 طعن کر دیا ہے کہ ابن شدہاں معنی لہ لہ نہیں بلکہ یہ ہی طرح متقل ہے جس طرح ابن الوقت یا التراب وغیرہ ہم کہتے
 ہیں کہ وہ ان کی سب اخراجی ہوتی ہے ان کی ہائی نہیں سے یہ ثابت نہیں۔ نیز عربی کا لفظ ابن کو مشرک المعانی ہے۔
 کہ اس کا معنی بیٹا ہی ہے۔ طعن ہی۔ نسل بھی ماتحت بھی لیکن لہ لہ کا لفظ چاہا تو مشرک نہیں بیٹا تو لہ لہ او بچے کو ہی
 کہا جاتا ہے۔ حالانکہ لہ لہ انیسویں میں صاف کہا ہے خدا کا کوئی بیٹا نہ بنا۔ لہذا یہ سب بھاگنے کی آہیں ہیں۔ اصلاً شرک موجود
 ہے یہ سطر اعتراف میں۔ طعن و طعن فرماتے ہیں ایمان نام ہے اگر وہ انسان اور تعذیب بالکعب کا۔ یہی اصابت طعن ہے
 ثابت ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی اس آیت وَمَا يَوْفُؤُنَّ ر (معر) سے ثابت ہو رہا ہے کہ صوف زبانی اقرار ہی ممکن
 ایمان ہے تعذیب طعن کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی آیت کی بنا پر طعن کہہ سکتے ہیں یہ سب بیانیہ ایمان صرف اگر

انسانی کام ہے تفسیر کبیر۔

حسب یہ ذوق کریم کی حالت ہے۔ کفار کے عقیدے اور آئیں تھیں اور کی تصدیق سے تمہیں۔ نیز۔ ملا کر املاؤ
مادیت با کہ جس ایمان کا اگر کہتے ہیں وہ مقبول ہوا درست ایمان ہے۔ اس میں دونوں چیزیں لازمی ہیں۔ یہاں
جس ایمان کا کہ ہے وہ ناقابل ہے لہذا مقبول ایمان کو غیر مقبول کے برابر نہیں سمجھا جاسکتا۔

جو تھا اعتراض۔ یہاں دیکھا گیا۔ نکتہ یعنی اہلک جس کا کسی کو پتہ نہ گئے۔ شعور بھی نہ ہو۔ ہم شہد تو جنتا کے لفظ
سے ملا ہوگی تو پھر وہ لفظ لا یستغزونہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ جواب۔ اہلک ضرورت تھی کیونکہ لفظ میں
مذہب کی کیفیت کی شئی اور لایستغزون میں کفار کی غفلت اور ایسا کی مشابہت بتائی گئی۔ اور یہ دونوں طلسمہ
چیزیں ہیں۔

تفسیر مولانا

و لاین جن تبو فی السموت والارض میں سؤذون علیہا و لہ
سہیل فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم کو فرما رہی ہے کہ اندر سے کو چاہیے کہ طلب صادق کیلئے منزل توفیق کی طرف کام لیں جو
حاصل پھر کچھ کہ اس کے تھان باطنی اور زمین ظاہری میں کتنی ہی محابلیہ تست کی آیت معرفت میں ہیں کہ یہ
سرور دیکھتا ہے کہ زمین ہے مگر مراقبہ بہتری میں مکا شہدہ نظر نہیں کرتا۔ اسے ہندو ناسوتی تک کو ایسی دھاریں بھاگنے کی
مذہب نہیں تیرا آسمان اور زمین تیرے اندر ہے تو اسی میں غلامی پرواز کر۔ عین لہجہ لڑکتے ہیں جسم ظاہری میں سہ سے پر
تک سات نہ نہیں ہیں اور جسم اندرونی باطنی میں نامست سے اماغ تک سات تھان میں اور قلب عرض لگی ہے جس
لے ان زمینوں کا سہ سے کرنا کہ یہ زمین ویا کوئی حقیقت وحیثیت نہیں کہتی ایک آہل واحد میں سہا
مالم لے ہو جاتا ہے جس لے آسمان باطنی کے افسار کو پا لے اور عید کو سمجھ لیا۔ وہ مادہ کمال ہوگی ہر وقت روح و کلمہ اس
کے سامنے ہیں۔ لیکن مائلہ نصیب سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی دھند غفلت مشغول سہیل توفیق سے
سے حبیب ہیں۔ یہی وہ نفع و ایمان لوگ میں جنہوں نے اپنے اہل خیر و خیر۔ ایمان و کلمہ۔ ہدایت و خلافت۔ نور و
فلسفہ کی طائیں کی ہوئی ہیں تفسیر روح الامیں سے فرید مشرب خوف میں جو اس سبب پر نظر رکھے وہ مشک ہے جو
سبب آلا سب پر نظر رکھے وہ نوحہ ہے جو انہوں نے نظر رکھے اس کا ایمان ظہور ہے طاعت والا ہے۔ اس
یہ آواز ہے۔ عوام وہ بھی جو حدت کو لازم پکڑتے اور اپنے فرائض پر نظر رکھتے طوام وہ ہیں جو فکر کو لازم پکڑتے اور
کو دس پر نظر رکھے۔ اقامتوں ان کا تھندھا عین عذاب اللہ اور شائبہ
شاعرة بعثتہ و لہ لا یستغزونہ حق ملی نفس مادہ کی صفت ہے کہ اس صفت ملی انسانی
خاشا صبر و تاب ہے۔ عذاب و اہل باشد ہو تب سے تو اس کی کیا صفت اچالی ہے وہ دنیا کا جیسا ہے بے خبر

ہو کر بساکتا جا ہے کہ میرا کسی کو خبر نہیں ملے۔ جنت خلد سے کہ ہاک کر دیتی ہے اور شق قلب میں پہلے
 پیدا کر دیتا ہے۔ نہ جس ای کوئی وقت معذرت ہے نہ جنت کو یہ سب قیامتیں نفس و نبات پر غصہ میں اپنا
 کوئی میں۔ پاک کی صفت غافل کی ہر گز سے شاق کی شہادت۔ عارف کی سعادت ہے۔ جنت کیم الامت کے دریاں پاک
 موت وہ نہیں جس کے پہلے بیماری نہ ہو بلکہ پاک موت وہ ہے جس کے پہلے بیماری نہ ہو۔ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي
 اِذْ عَزَا اَوْ اَنَّهُ عَلٰی بَصِيْرٍ اَبَدٌ مِّنْ اَتْبَعِيْ وَتَتَّبِعُنِ اللّٰهَ وَرِءَا سِ اللّٰهِ كَذٰلِكَ اَسْمُوْا
 میرا ہے کہ شہادت لہر دیکھنے کہ یہی شریعت حقیقت عبارت نماز روزے اسوۃ حسنہ قرآن و حدیث میرا
 راستہ ہے اسی راستے سے میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت نہ کہ قدس میرے ہی پاس ہے اور میری اتباع
 کرنے والے صحابہ اور تابعین علی اور پاک کے پاس ہے۔ میری راست فقیری ہے میرا دن درویشی ہے۔ میری شام فقرت
 ہے میرا صبح شریعت ہے۔ میرے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے پلٹ پھرنے کا نام اسلام ہے۔ یہی میری مرید ہے
 میری مسجد کی طرف آجاری تا ابد عزت ہے اور میری مسجد میں بیٹھنا ہی ملاقات ہے مسجد نماز قرآن مجید حدیث شریعت
 وہ ہو کر میری فقیری نہیں مگر کاہل ہے۔ اور اللہ کی تسبیح اور ثناء ہے کہ میں اور میرے اعمال افعال اقوال شرک کی
 طاقت کریموں میں سے نہیں ہیں۔ فَاَحْمَدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيْ

اے نہیں بھیجا ہم نے سے پہلے آپ کے مگر مراد کو وحی کہتے رہے ہم
 ہم نے تم سے پہلے پیغمبر رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم

إِلَيْهِمْ مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

طرف ان کی سے غمیری مردوں میں ۔ کیا پس نہیں سیر کی انہوں نے
 دی کرتے اے سب شہر کے سبکی تھے تو کہا یہ لوگ

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

میں زمین کہ دیکھیں کیسے ہوا انجام انہیں ان کی
 میں یہ دیکھ سکیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ

جو تم سے پہلے ان کے اور لڑتے تھے ان سے پہلے
کما، انجام ہوا اور ایک آخرت

خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۰﴾

بہتر ہے ان کے جو متقی بنے رہے تو کیا تم عقل نہیں رکھتے
پر میرے گاروں کے لیے ستر ۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں

حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْيَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ

رساں تک کہ جب قوم کی طرف سے باتوں ہو گئے انساں کرام اور کافروں نے وہم کر لیا
یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ

فَدَاكُنْ بِوُجُوْا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيْ مَنْ

کہاں تک وہ قوم ملے ایک غلط فہمی گئے۔ لیٰ ان انبیاء کے پاس ہماری مدد تو نہات دی ہم نے جس
بجے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا اُس وقت ہماری مدد آئی تو مجھے ہم نے

نَشَاءُ وَلَا يَرْدُّ بِأَسْنَاءٍ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۱﴾

میں کو چاہا اور نہیں پھیرا جاتا ہے عذاب ہمارا سے قوم مجرم
۱۱ چاہا اور ہمارا عذاب مجسم لوگوں سے پھیل نہیں جاتا۔

تعلق ان آیات کریمہ کا پہلی آیت کی مدد سے چند طرح تعلق ہے۔
پہلا تعلق پہلی آیات میں منکرین قرآن اور نبوت کے عذاب کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں سابقہ اسرار
کے ذہن کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ یاد رکھے کہ جبریت پکڑیں اور نیک بندے بن جائیں۔

یوشیدہ ہے۔ کھل مل ماضی نامہ کا قرۃ اسم فاعل مؤنث عقب سے بنا ہے بمعنی پیچھے آیا ہوا۔ تخر ہوا۔
 نتیجہ بنا یہاں تخر ہونا مراد ہے۔ فاعل ہے کان کا اس سے مراد ہے۔ تنوین ثانی اس لیے کہ معانف ہے
 عربی نحو میں تنوین (دو ذریرہ - پیش) سے ماضی میں چیزیں ہیں۔ مثلاً اضافت مثلاً الف لام مت غیر منصرف الذین
 اسم موصول جمع بحالت جر معانف ایہ ہے اس کا ماضی نحو میں پاستبدوت میں جائزہ بیان یہ ہے کہ اس طرف
 معانف اس لیے ماضی ہے۔ جہاں ہوا ماضی معانف مع فاعل کا ماضی لائن ہے۔ و قد اذ الا یخوق حاد
 انفسہ انفسہ۔ و لا تغیبون۔ دوسرے لہا کے دار اسم جاد ہے بمعنی چار دیواری مراد
 گھر ملا ہے سبب رفع ہے ماضی ہے تنوین سے ماضی معانف ہے۔ الاخت میں الف لام ماضی غائبی ہے
 اخت بر وزن فاعل مؤنث اسم فاعل کا ماضی ہے آخر صغیر لہا سے مشتق ہے بمعنی پیچھے ہونا۔ آخری ہونا الاخت
 معانف ایہ ہے مراد ہے بالی سے والا گھر یعنی سب گھروں کو ماضی ہے مگر اس کو ماضی لہا آخری ہوا۔ معنی نے کیا ان فن
 نفسی ہے۔ جس کے کدیر معانف غیری اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ افاضت نفسی میں معانف و معانف ایہ کے درمیان
 اتحاد ذاتی و معانی ضروری ہے۔ جیسے مادہ اشج برف کو پانی بر ذاتی تعلق ہے۔ اور مادہ نیر ٹھنڈک کو پانی معانی اتحاد۔
 کروا الاخت میں کوئی اتحاد نہیں۔ ہر اور چیز سے تخر ہوا اور چیز سے۔ جیسے حق ایتھن وغیرہ کسی ماضی غیری
 میں نیز مصدر بمعنی اسم مفعول موصوف ہے گی عبارت کا ہیئت۔ رفع ہے خبر ہے ساقہ جہت کی۔ بالذین دامانہ
 مشتق ہے ثابت پوشیدہ صفت کا الذین اسم موصول محدود ہے جسے ذکر اس کا ماضی ہے انفعوا فعل ماضی صیغہ جمع
 ذکر غائب باب افتعال سے بن واصل تھا۔ و لقتہ اونی لیت مطلق سے مشتق ہے و کوت کیا اور دونوں
 کا دھام کو دیا انقبوا ہو گیا پر ماضی تھیں تھا لہذا ماضی ماضی کو دیا اور ہجہ ساکن کی کو گرا دیا۔ و قی کے معنی میں پچھا۔
 پچھا۔ و ذنا۔ علی ہونا۔ رعب میں آنا۔ یہاں پینے معنی مرد میں۔ اہرہ سوالیہ ہے۔ اتر اس کے لیے یا سال رفت
 کے لیے ہے ب تفسیر ہے۔ لا یقبون فعل مضارع ماضی بلا۔ بمعنی حال ہے۔ ماضی سے مشتق ہے بمعنی ماضی
 سے غور کرنا۔ حتی ادا استأنس انفسہ و کلوا تمھم قد کنوا احباء و طمعت بصرن مسیحی
 من شئ و لا یؤذو ناسا علی نفوس النہرین حتی ما لہما اتملا غار کے لیے اس عبارت کا ماضی ہے
 سابق عبارت و ما ازمہ لہما (۱۶) پر از طرف ذاتی شریہ و شئ نفس فعل ماضی مطلق باب استفعال سے
 ہے۔ ایس لیت ماضی سے مشتق ہے بمعنی دیوں ہونا ارسئل الف ماضی استغراقی جمع کثرت مضمر کے لیے فاعل
 ہے بحالت رفع و ما لہما طمعتوا فعل ماضی باب نصر مطلق معانف ماضی سے ہے معنی طیل یا گمان
 مادہ بائین کر رہاں نہیں کے معنی میں ہے دوسرے معنی مرد لینا حرام ہے۔ اس کا فاعل ضم ضمیر جمع مستتر ہے اس کا
 مرجع ارسئل ہے ان درمیان کلام میں اس لیے متوجہ العزہ ہے مفعول۔ ہے کلوا ضم ضمیر منصوب متضلع ایمان

زندہ تھے پھر آج ہے ہو بھلا کو اچھڑتہ تمہاری ذرا سی یہودگی کب برداشت کر سکتا ہے آج تو ۱۱ لاکھوں کی طرح
 خدا اور نہشت و عمری سے فرشتوں کا مطالبہ کر دے مگر سمجھ لو کہ آگ سے کیسے دھماکا مچا ہے۔ پھر جو جو گئے کہ باسنے
 عزرائیل کو کیوں نبی نامدار سے دھماکا ڈالا۔ یہ ہماری کریمی ہے کہ یہی مادی وی پیغام بن گیا ہے مابہت مردوں
 کی ہی طرف مچی۔ فرشتوں میں یہ بہت کمال۔ یہ مادی وی قرآن کو اگر پہاڑوں پر اترتا تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا
 مرد بھی گاؤں کے نہیں جو ماحول کی بنا پر سمجھ مزاج ہوتے ہیں موٹی عقل واسے کم فہم۔ بلکہ میں اہل انسانی سے
 شہدوں کے تنہائی صاف ستھرے ماحول واسے جنہاں مہرے کہ کوئی نبی گاؤں کے وطنی نہ ہوئے۔ ملاو کلام فرماتے
 ہیں اللہ تعالیٰ نے مردوں میں چار خصوصیات وہ پیدا فرمائی ہیں جو فرشتوں میں ہیں نہ جنات میں نہ جنوں میں
 مٹا جسمانی بناوٹ۔ مرد اگر زیادہ سوئے زیادہ کھائے اور اسلامی عبادت و بیاضات سے غافل ہو کر اپنے جسم کو
 بکھڑا بنا دے یا پیدائش والدین کی غفلت یا بیماری کی وجہ سے پیدائشی کمزور نہ ہو تو مردانہ جسم ایسا نہیں تو بصورت
 ہوتا ہے کہ باور تو درکنر نال بھی مطلوب ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اس پر ایمانی حیاداری کی زیرت بھی ہمراہ ہو تو
 کمال پر پہنچ جاتا ہے یہ جسمانی صحت نہ فرشتوں کو ملی نہ جنات کو وہ تو خیر جسم لطیف ہیں۔ عورت کی بھی یہ کیفیت
 نہیں مٹی عورت کتنی ہی دقتور یا تو بصورت مڈل جسم ولی جو اس کو دیکھ کر شہوت تو آنکشتی سے مگر حیثیت نہیں مکتی
 مٹ۔ قوت مرد کی اہل قوت کے برابر جس کو قلبی اور عصبانی طاقت و جرئت کہا جاتا ہے وہ مرد کی خصوصیات سے ہے
 اس پر وہ حالی حالت کا غلاب اور بھی نساں والا ہے۔ مگر رب تعالیٰ سے مرد کی دماغی بناوٹ کچھ اس انداز سے
 سے عفت فرمائی ہے کہ جسم کے کوڑیں ظہم اس ذرا سی ڈیہ میں سما جاتے ہیں یہ جو مردانہ فرشتوں کے پاس ہے
 و صفت کے پاس نہ مستورات کے پاس۔ مٹی کا حضرت آدم سے مظاہرہ کرایا گیا وہ بد یہ مات نہ بھی کہہ نہ
 نہ سکھا بلکہ حقیقت یہ تھی کہ فرشتوں کے پاس علم پڑھنے کیلئے کچھ نہ تھا یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی
 بنا پر صرف مرد ہی کوتاہ ہوتے عطا کیا گیا۔ عورت کتنی ہی مابہرہ لہذا جو اس کی اتھالی ترقی و مدارج حقیقت تک
 ہو سکتی ہے جیسے صدیقہ تیرہ۔ صدیقہ مریم۔ صدیقہ خدیجہ کبریٰ۔ صدیقہ عائشہ۔ صدیقہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ
 عنہن و اگر کی فرشتے کو نبی بنا دیا جاتا تو وہ بھی ان کی مردی کل میں ہی آتا اور ہمت وہی ہوتی۔ اس لیے کہ نبی کے فتنے
 جو یوں پہنچانا ہوتا ہے وہ زندگی کا پورا نقشہ اور تہذیب زندگی کا مکمل خاکہ پیش کرتا ہے جو صرف قولاً نہیں بلکہ بھی سمجھانا پڑتا
 ہے۔ مگر اور جنات جنات مادی کا ہر عمل مظاہرہ نہیں کر سکتے اور عورت اپنی بد و بد فتنی۔ کمزوری جسمانی بناوٹ
 کی بنا پر نہ تو کایک سبق بھی نہیں پڑھا سکتی۔ مٹی سے رب تعالیٰ نے اپنی عظیم لسنے مادی اٹھانے نہ لے۔
 کائنات کو سکھانے کے لیے مردوں کو ہی نبی رسول بنایا یہ اس کی عین حکمت ہے۔ مرد ہی کائنات کے سر میدان
 میں سمجھ پھر ہوتا رہا ہے خصوصیت مٹ لطیف کسی نے پوچھا کہ بتاؤ وہ کونسا جانور ہے جس کو شکل کا بھی کہا جاتا ہے

ان کا بھی قصائی بھی ہوئی بھی۔ ایسی بھی آئی بھی۔ آسانی بھی بدینی بھی۔ برائی بھی۔ گستاخی بھی۔ غفلت بھی۔ آدمی بھی کست نہ رکھی۔ گناہ بھی۔ پردہ بھی۔ پردہ بھی۔ درندہ بھی۔ لوگ حیران ہوئے تو حوا بھی فرمایا کہ وہ مرد ہے ایک کوہ رخ میں مرد کے تمام اوپ ہٹے ہیں۔ مگر خواہ اب وہی ایمان کے پانی سے پھٹے پھرتے ہیں کافر کے پاس یہ تو نہیں کہیں اس لیے نہ کو عمر بنی بنائے پروردہ دیا جاتا ہے دنیا بھیجے جاتے ہیں۔ مگر یہ ممکن ہی جاتے تو یہی دنیا کا رکی و غزالی و رازی ہے اور یہی ہیں کافر و قسب و اعدا ہے۔ لیکن اگر کفر کی گندگی میں چڑا ہو تو ظاہری انگلیوں دل مانگے سے بھی اندھا دانا کار و بیکار ہے کہ نہ عبرت پکڑتا ہے نہ خود فکر۔ حالانکہ مدار کیا جاتا ہے کہ یہ مابھو مابہر کی دنیا کا نگاہ عبرت سے کیوں سیر نہیں کرتے کہ دیکھیں کہ جس حد کاروں سر کنوں سے دامن موت سے منہ موڑ کر جو سر فانی کو ماننے کو یاں کو کیا زانجام ہوا کہ آدمی آخرت ہی رہے سو گئی مارا کہ عزت کا گھر دیا کے کھیل تماشوں سے نیچے والوں کے لیے پر سر گاہوں متیوں کے لیے کروڑوں۔ جیسے ستر ہے۔ مگر تم عقل سے کام میں لیتے تامل کتے ہی نہیں۔ کہوں، باتوں کو سمجھ خفی د استغاثتس برائست د طشوت تلست قذ کذ نو احاء طط تصبر فسیحاً من تسب و تکر و تاسس من انعم و انعم من۔ ہمارے ان میڈیکم نے ان مشرکین کو ایک ڈسٹال ہی نہیں بلکہ سالہا سال سچا سکھایا بتایا سنایا اعدا۔ تو یہ اللہ کا کس پر حیا اور شہادت شہادت سے تو رہ کر گئے کی صورت میں عذاب و پنجوی سے ڈرایا۔ مگر کھر چھہ سیدھے سامے غریب مسکین لوگوں کے کسی سے یہاں قبول نہ کیا۔ یہاں تک کہ ایک طرف تو انبیاء کرام کا حال کی قبولیت حق امداد سے دہ ایمان ماننے سے بدلتے ہو گئے اور دوسری طرف کافروں سے یہ یقین کر لیا کہ علی لا غدر کہ شریعہ کو یاد کوئی عذاب و حیران نہیں تھے گا خواہ خواہ انبیاء نے معاذ اللہ جھٹ بول بول کر ہمارے دم خشک کئے ہوئے تھے وہ سمجھتے غریب دیئے گئے ہیں کہ جانک ہمارا نصرت جو دنیا کے لیے رحمت و مدد تھی وہ کھار کے لیے عذاب تھی۔ جن سب کے پاس آگنی۔ تاثیر آنا مانا عذاب آیا۔ کوئی پنجہ نہ سکا۔ ہاں ہم سے جس کو چاہا پسند کیا پچا لیا وہ کون کونش نصیب پچے والا تھا یہی ہمارے امید کرام اور ان کی جن صفت تابع لہاں مومنین۔ اور ساتھ لہاں امتوں کی تاریخ سے ثابت و ظاہر ہے کہ کبھی بھی سارا مذاہب عجم قوم سے نہ پھیرا۔ تو اسے کئے و قوم پر بھی اگر ایسا ہو تو عذاب نہ ملے گا خواہ وہ کسی شکل میں نہ۔ آسانی ہو نہ بدینی۔ فرشتوں کے ہاتھوں مویا مسلمانوں کے ہاتھوں۔ میدان جنگ میں جو باشندہ مکتہ تھلائے گھوڑاں میں۔

فائدہ سے پہلے فائدہ۔ اسلام کے تمام دین و داری والے منصب اللہ تعالیٰ سے مردوں کو ہی عطا فرمائے ہیں اسی لیے نبوت مامور۔ وحییت۔ قطیعت اور منصب نصا مردوں کو ہی ملے۔ پچھے بھی مردوں میں شامل ہیں کہ کبھی نبوت پچھن میں ہی ملتی ہے۔

پہلا اعتراض۔ یہاں من اعلیٰ فقرہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کوئی نئی گاڑی بھولی بستی میں بھوت رہا ہو گا۔ یہ غیر پاک لے گاڑی کی رہائش اختیار کی لیکن سی سورت کی ابھی پہلی چند آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام نے والد عزیم کی معشر تشریف دہی پر دلف اور بھائیوں سے کہا کہ فکر سے موری نکال لکھ اس نے آپ وگو کو گلوں سے شہر داخل کیا۔ نیز حضرت یعقوب اس سے پنے واقعی گاڑی ہی میں رہتے تھے۔ تو یہ تمام کیسے ہے۔

جواب۔ یہ اسکل درصت سے کہ واقعی کوئی نئی گاڑی کارہائش نہیں ہو بلکہ اسفلوۃ و استدام محدث یعقوب کنعان سے ہر ایک چھوٹی سی بستی میں صرف مارینی طور پر جانوروں کی دیکھ سناں کے لیے تشریف رکھتے تھے فہر مستقل مگر تپ کی اصل رہائش اعلیٰ۔ اور آپ کا قانون کنعان کے علاقے کے تمام شہروں میں جاری تھا۔ در آپ کی بھشت فطین میں ہوئی تھی دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ لا رجا لاؤنوجی ابھتہ یسی ہم صرف مردوں کو دنی کہتے ہیں۔ لیکن سورت قصص بیت میں اشارہ ہے دؤ حلیما لی اقم مؤسی و لقاہ اور سورت العال آیت میں ہے۔ یوحنا ثبوت ای نہلا یکنہ۔ یعنی ہم نے اللہ موی علیہ السلام کو دنی کی اور فرشتوں کو دنی کی جس سے ثابت ہوا کہ عورت بھی نئی ہو سکتی ہے درنہشتے بھی جو کہتے۔ معتر میں نے سورت یوسف کی س تیت لکھا ہے۔ طور نہیں کیا۔ یہاں دلفظ ہیں وضا۔ نہ سلک۔ لا رہا کیا۔ اور نوئی۔ یعنی ہم سے صرف مردوں کو رسول نا کر بھی اور ہم ان کو دنی کہتے رہے یہاں مقصود اسلک اور مر جانا۔ کی وضاحت ہے نہ کہ نوئی کی۔ س سورت سے ثابت ہو گیا کہ رسول صرف مرد ہی جوئے ر عورت نہ فرشتے نہ جس۔ ہادی تو اس کا حوی معنی ہے پیغام۔ جب اس کی نسبت ہیا کی جانب ہوگی تو معنی ہوگا قانونی پیغام۔ وول کتاب و صحف۔ اور جب اس کی نسبت فیہ انبیاء کی طرف ہوگی تو معنی ہوگا انعام اور غیر قانونی دین کے علاوہ پیغام۔ کوئی بات۔ جیسے کہ لب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم سے دؤ حوی رتک لی لتتحلی سورت نحل ۱۱۰۔ آپ کے رتک کی کمی کو دنی مجبوری تو یہ مطلب نہیں کہ کسی معاد اللہ ہی ان گئی۔ یہ ہارگی اور لغوی ترجمہ صرف دمن نشین رکنت چاہیے۔

تفسیر صوفیانہ
 وَمَا زَسَلْنَا مِنْ قُلُوبِكَ لَا حِيَالَ تُوْجُوْا لِنَهْمٍ مِنْ ذُنْ الْقُدْرَةِ
 اَقْنَطُ بَسْمَانِہُ ذَا لِي اَزْاَصِ كَلْمُ كَرُوْا كَيْفَ كَانَتْ ذَا لَقَدْ مِّنْ ذَمِّہُ
 وَلَمْ يَزَلْ خَيْرٌ مِّنْ ذَا لِي مَعُوْا اَعْلَ تَعْمَدُوْنَ يَہْ عَالَمِ خَا كَمُ حَاثِلُوْنَ كَہْ كَزَاہَا مَرَلِ بَقَاہِ
 یہاں سے سب کو گز رہا ہے مگر ہماری امانت دہی پیغام سنری معنیات ازلی کو اٹھانے والے ہمیشہ مسداں
 تجلیات کے بر اشاعت کر رہا ہے کہ وہاں ضعیفوں ویکسو پے مسداں کو مودہ نفیات سے گرے دے دے مرداں
 دلیر ہی جوئے اور جیسے ہاتے رہے جو تہذیبوں کے گاڑی ماسے بدونی۔ وکج خلق نہیں بلکہ شہر و فاذا مروت۔ قرین
 مجربیت و طبعی کے وراثت میں۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ مردان خدا وہی جن کا قلب مثل یوسف میں ہے اور مثل مثل

یہ مقوی ہے اور ظاہری حواسِ فسد و باطنی خواہرِ خستہ مثل ستاروں کے کنعانِ عشق کی خوابِ فراں میں پھٹنے والے۔ جن کی قوتِ عمل مثل نیامین طینِ اختیارِ برداشت کر کے والی ہو جن کا نفسِ لواتہ مثل راحل مزرِ علم کے حجاب میں رہ کر خواہشات کے بُتِ بڑے والے والا ہو۔ اور جن کا نفسِ بازہ مثل یاقوتِ قلبی کے سلسلے عاجزی سے بجا دریز ہو۔ جو طبیعت کے کونوں میں گرا ہوا اور طاقتِ کاریز است گاہ بنا ہو۔ جسوں نے نورِ فطری کی قمیص پہنی ہو جن کی خواہشاتِ خستہ کو خوفِ الہی کے بھیرنے نے کھایا ہو اور جن کے دامنِ صداقت پر معامی کا خون ہو گیا ہو۔ مزانِ الیہ وہ ہیں جن کی نگاہیں اختیار کو دیکھے سے مدھی ہو چکی ہوں جنہوں نے اپنی حیثیت کو کھوئے دامنِ فردِ منت کر دیا ہو۔ جن کے اعمال کا خریدار مصرِ لامکانی کا عزیزِ الحقائق ہو۔ جس کی قوتِ فکر کی زین کا دامنِ شہوت ابھی تک باک ہو۔ جن کے باطنِ غرورِ کاذب دامنِ پیچھے سے پھٹ چکا ہو۔ دراصل سالو کا دامنِ محض ہو۔ نہ پھٹ سکے۔ جن کی عظمت کی گواہی عقلِ رحمانی ہوا کہ جس کے دروازہ استقبال پر درجِ بزدالی کا وجود ہو جو ظہورِ ریاضت کی جیل میں رہنا پسند کریں جو لغتِ روحانی کے ساتھ یوں رہیں۔ جن کو عالمِ جبروت کی شرابِ عشق اور عالمِ ناسوت کی لذتِ طعام کی تعبیر یہ یاد ہوں۔ جن کو لذتِ دہل کے بلائے آئیں جن کے اور اک کی ساتوں قویں نفس کی ساتوں قوتوں پر غلبہ پائیں۔ جو خزانہٴ عشقِ الہی کے سچے حقیقت و عظیم ہوں جن کو نوابِ ذات کا تاج پہنا کر معرفت کے دربار میں عزت کے تخت پر بٹھایا گیا ہو جن کو اختیارِ کبھی پہچان نہ سکے جن کی معرفت کے لیے نگاہِ سوز چاہیے۔ یہی ہماری راہ کے مرد ہیں جن کو ہم نے بھیجا ہے اسے غلہ دنیا، کشیف کے گہروں میں سونے والا ٹھوہا اور ہماری زمینِ امتحان کی سیر کر دے۔ میدانِ عبرت میں را گھومو پھر در غرورِ کردار اختیار کا آخری انجام کیا ہوا۔ آخرت کی منزل تو اُن کے لیے اپنی اور مفید ہے جنہوں نے صرف ہمارے لیے دونوں جہان سے پرہیز کر لیا یہ تم کو عقل نہیں کہ اُعتِ اُبد کے فتنے کو بھر کو شاہی پرچم لے کے مار کو دے کو۔ اور بذاتِ جبرِ عشق جان سکے۔ حَقُّ رَاقَا اسْتَأْيُنْس لِرُسُلٍ وَطُؤُا اَتَهْمُ قَدْ كُنَّا نُسُوَا۔

حَادِثُهُمْ نَصْرًا دُنْيَیْ مَنْ نَشَاءُ وَتَلَاوِیْذُ قُبَا سَائِنْ اَنْعَمُ فَنَقِلُ اِلَیْهِ خَلْقُ خَالِقٍ سَیْ یَاوُیُّ ہُوئے میں مگر اہل سعادت مخلوق سے مایوس ہیں۔ خالقِ تعالیٰ سے مایوس ہونا عینِ کفر ہے اور مخلوق سے مایوس ہونا عینِ ایمان ہے۔ موصفا فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندوں سے مایوس ہونا اللہ ہی سے مایوس ہونا اللہ ہی سے مایوسی ہے اللہ کے بند سے دل کا ملیں ہیں۔ ان کی عطا سے مایوسی شرک ہے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تک کسی کے دل میں ایثارِ کرام کی عظمت قائم ہے اس پر کسی قسم کا عذاب نہیں آسکتا اُس کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ و دعائیں ہم کو پسند ہیں جب کوئی بد نصیب بارگاہِ نبوت سے دُرا کر دیا جائے اور نبی رحیم اُس کی بد خصلتی سے مایوس ہو جائیں۔ اور گستاخانِ بارگاہِ نبوی گستاخی میں مدد سے گزر جائیں۔ یہاں تک کہ دامنِ نبوت کو جھوٹ سے گندہ بھینے لگیں یا نبی کے لیے جھوٹی بات ممکن بنائیں تب عظمتِ شانِ نبوت بچا لے کے بے ہماری مدد پہنچ جاتی ہے۔ جو گستاخوں کو

جسمانی یاد و حالی یا قلبی یاد دہنی طور پر دنیا میں جی ملاک کر دیتی ہے اور آخرت میں دائمی عذاب بن جاتی ہے۔
 بدکاروں کی ہلاکت نیکوں کی مدد ہے ظالم کی رسوائی مظلوموں کی مدد ہے نفسِ امارہ کی مخالفت مومن کی مدد ہے
 اسی سے طالبِ الہی کو نصرت فرمایا۔ شریعت میں قدم رکھنے والے کی پکڑ اس وقت ہوتی ہے جب یہاں فاسد
 ہو جائے اور اس معرفت میں قدم رکھنے والے کی پکڑ اس وقت ہوتی ہے جب اس میں اور گمان فاسد ہو جائے۔ اگر سب
 نے طائرِ کلام کا لباس عطا فرمایا ہے تو زبان کو سمجھا لو ہر تقریروں چھوڑی باتوں سے بچو اور گردب سے ن سس
 سو فیاضِ سعادت بخشی ہے تو دماغ اور خیالات اور تصورات کو پاکیزہ بنا لو درجہ سب بھانا مدد بہ مرال اور محمدی
 انوار دوری دارگاہ کا سطرناک رسوا کر لے والا عذاب بھاتا ہے تو بس وہی بچا سکتے ہیں جن کو ہم چاہیں اور ازلی نصیب
 جنوں سے راہ معرفت میں بھی گمراہی کے جال پھیلائے ہوئے ہیں ان سے بھانا عذاب بے انتہائی دہس سیں کیا جائے
 ۴۔ سو فیاضاتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں سب کا سب بڑا عذاب طالبِ معرفت کے لیے رب تعالیٰ کی بے انتہائی ہے
 اور سب سے بڑا ظلم رب کریم کی توجہ ہے کہ یہی مقصود معرفت اور ماری کی آخری منزل ہے۔ فَهَذِهِ الْمَرْجُوَّةُ



لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي

بصائر ۱۔ یسک ہو گئی میں قصوں ان کے عبرت لیے والوں

۲۔ یسک ان کی خبروں سے عقلوں کی آنکھیں کھلتی

الْأَلْبَابِ ۳۔ مَا كَانَ حَدِيثًا وَلَكِنْ تَصْدِيقًا

۱۔ قصوں کے نہیں ہے کوئی ایسی بات جو بناوٹ کی گئی ہو اور یسک چھائی ظاہر کرنے والی

۲۔ یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں۔ بسک اپنے سے

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ

۱۔ اس کی جو وہ بیان ہے ہاتھوں ان کے اور مفصل بیان ہر چیز کا

۲۔ لکے کاموں کی تفصیل ہے۔ اور ہر چیز کا مفصل بیان

جمع ہے نبت کی لڑائی ترجمہ ہے۔ دل خالص دل یا جو صر (یعنی عرق) سے تھری ہوئی چیز۔ دل کے ساتھ ایک سفید برقی بولی ہوتی ہے اس کو بھی نبت کہہ دیا جاتا ہے۔ لفظی نہیں ہے۔ اصطلاح میں خالص اور پاکیزہ عقل کو حبیب اور نبت کہا جاتا ہے۔ یہی یہاں مراد ہے یہی وہ عقل جس میں شر کی گندگی بالکل نہ ہو۔ عقل اللہ ب میں عام خاص مطلب کی نسبت ہے۔ عا کون۔ عقل ماضی مطلب ماضی مثنیٰ ناقص ہے نحو ضمیر پوشیدہ و اسم نکل ہے اس کا مرجع قصص سے حدیث واحد ہے اس کا جمع ہے احادیث حدیث سے مشتق ہے یعنی نیا ہونا۔ لکھا ہونا۔ بیاں ہونا۔ ظاہر ہونا۔ مشہور ہونا۔ بات ہونا۔ یہاں یہ آخری معنی مراد ہیں بحالت نصب ہے کیونکہ جہر کان ہے موصوف ہے اگلی عبارت صفت ہے۔ یفسدی فعل مضارع مجہول صیغہ واحد نائب باب۔ تعالیٰ ہے اس کا مادہ فسد کی ناقص بانی ہے بمعنی بھوٹ بنانا۔ پھاڑنا۔ ہٹانا یا ہندھنا۔ عجیب کام کا۔ بانی کا چشمہ پھوٹنا۔ گھبرانا۔ یہاں پہلے معنی مراد ہے۔ ذرا طے لگن حرف مطلق نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے کہا بلکہ مثبت باللفظ ہے دراصل صھا لکن اگر ماطفہ ہوتا تو پہلے واو ماطفہ نہ ہوتی واکوف مطلق کیجا نہیں ہوتے یہ لکن حرف تشبیہ اٹ و اٹ کی طرح مختلف بھی ہوتا ہے مگر اٹ۔ اٹ تو بالاتفاق عامل بہتے ہیں۔ لکن مضطفہ میں شکست کا اختلاف ہے مولانا جامی مل کے خلاف میں مگر انش اس کے خلاف میں حضرت حکیم الامت بدایونی فیہی ۴ اور مفتی ابن العربی بدایونی فرماتے تھے کہ لکن بھی فعل بن ہر طرح عمل کرتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لکن کے بارے میں تمام قول درست ہے کیونکہ لکن کسی غیر مضطفہ ہوتا ہے۔ جیسے۔ و لکن بیظمنہ ظلی و لہ اور کسی عامل جیسے یہاں۔ لکن کیسا بھی جو مضطفہ یا مشدود استداک کے لیے آتا ہے۔ یعنی ذو غیر کا اصل کے درمیان۔ مثنیٰ۔ ثبوت کے بیچ میں اور جو دم یا عبارت پہلے کلام سے ہو سکتا ہو اس کو وہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ اسی کو استداک کہتے ہیں۔ تصدیق۔ باب تیس کا مصدب ہے۔ منتقدی ہے یعنی سچا کرنا یا سچا کرنا۔ صیغہ سے مشتق ہے بحالت زبر ہے یہ سب عبارت اپنے مضطفہ سے مل کر زمرہ نمک اسم ہے لکن کا۔ اس سے اگلی عبارت خبر لکن ہے۔ تصدیق مضطفہ ہے۔ اذ علی اسم موصول واحد ذکر اں کا مضطفہ الب ہے یثن اسم ظرف مکانی بمعنی وہ بیان مضطفہ ہے اس لیے متوجہ ہے کہ ظرف ہے پوشیدہ فعل ثبوت کا یا پوشیدہ موجود کا یا مذی حقیقہ ہے بحالت زبر کیونکہ مضطفہ الب ہے ناقل کا وہ مضطفہ مضطفہ کا اس لیے لہ ثبوت لگنی و ضمیر مجرہ متعل کما رجح یا تو خود خبر ثبوت ہے۔ والگے مجرم لوگ فوریت۔ و یعمل واسے۔ اظہر است کا زیریں ترجمہ اسی طرف راغب یا موجودہ یہود و نصاریٰ ہمارے ترجمہ اسی طرف گئے ہیں۔ بہر حال سب مناسب نہیں بلکہ نہیں ہیں اس سے فاعل سے بنائے معنی کسی افعال کو کھول کر پورا بیان کرنا۔ فاعل معنی جدا کرنا اس کو تفصیل میں لاکر بیان کے معنی پیدا ہوئے بحالت زبر ہے کیونکہ مطلق ہے تصدیق پر تینوں سے مانع مضطف ہونا ہے۔ لکن تاکہ معنی کے آٹھ اسموں میں سے ایک اسم ہے بحالت کسر

ہے کہ مذکورہ معصاف الیہ ہے اور انہوں سے مانع معصاف ہونا ہے ماعد کا شئی مجرور ہے معصاف الیہ ہے
نفل کا شئی مصدر بمعنی اسم مفعول ہے یہی چاہی ہوئی و مانعہ۔ خدی۔ مصدر ہے بمعنی اجتہاد ایت و نایا
اسم فاعل متبذری یا ہادی کے معنی میں یہ مصدر ثانی کہے گئے کہ وہی پر کم مصدر ہوتے ہیں صرف جہدی مشور
میں مثلاً ثقی۔ ثقی۔ ثقی۔ وغیرہ مضاف خدی قرآن مجید میں تقریباً چالیس جگہ آیا ہے اس کا مادہ مخذوٹی ہے جسی روشنی
وقت یا عکس۔ رستہ دکھانا۔ سر تک پہنچانا۔ یہاں مراد آخری ڈھ مانی ہو سکتے ہیں۔ و مانعہ۔ رخصت معطوف
ہے یہ سب عبارت معطوف علیہ و معطوف اسم لکن ہے۔ انقوم۔ لام جازہ توہم مجرور ہے ماکل کی وجہ سے اذ
موصوف مابعد و موصوف کا فعل معارض میسر جمع ذکر فائب کا۔ المین سے بنایا ہے باب الحال سے ہے یہ
صفت اور جار مجرور متعلق میں پوشیدہ اسم مفعول مفید ہے کہ۔ پھر یہ علامہ اسیر خیر ہے لکن کی جن بدگوئی کے لکن
کو لغو مانا ہے وہ اس سب عبارت کو حدیثاً رطل کر کے ہیں۔ مگر یہ تکلفات ہیں۔ الحمد للہ کہ اسے مورد گناہ
بیچ ثانی بروز اتوار ۱۹۸۳ء مطابق پندرہ جنوری ۱۹۸۳ء دن کے بارے میں کہ تیرہ صفت ام یکندر پر تفسیر نویسی یوسف
علیہ السلام کی صورت کا مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ شہد بھی کہے کی توفیق عطا فرمائے۔ موصوف و حید۔ بحکم الامین
حاج سید نور محمد علی گیلانی۔

تفسیر عالمائے یوسف در ان کے صحابوں اصحاب باپ کے ان حالات زندگی میں۔ یا بیاہ کرام کے پڑپڑے
دور کے واقعات میں۔ تبلیغ و ارشاد معانی اور پڑھنا و نجات میں۔ یا کفار اور سرکش ظالموں کے انجام میں۔ یا
نیکوں کی نیکیوں اور بدوں کی بدیوں کی جزا و سزا کے فن قہروں میں جو قرآن مجید میں بیان فرمائے گئے عبارت ہے۔
تفکر ہے تدبر۔ غور و تحمل ہے۔ سوچ بچار ہے۔ عبرت کا معنی ہے ماضی یا حال کے مطالعہ موجودہ حالات و
کیفیات کو دیکھ کر مستقبل کے غیر موجود انجام۔ جھولی نیچو کے متعلق کے لیے غور فکر کرنا تاکہ برے کام سے بچا جائے
اور ماضی و حال کے پچھے کام اور اس کے ظاہر شدہ نتیجہ کو کی جائے اور اچھے نتیجہ کی خواہش کی جائے تاریخوں سے
ثابت ہے کہ حضرت یوسف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ زمالی پچیس سو سال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
تفسیر کیے نے فرمایا کہ واقعات یوسف میں چار طرح عبارت ہے۔ ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ لوگوں نے چار
طرح سلوک کئے لیکن رب تعالیٰ نے ہر موقعوں پر مصلحت فرمائی۔

۱۔ پہلے یہ کہ بھائیوں نے کوئیں میں ڈالا مگر رب تعالیٰ نے مصلحت نکال دے پھر لوگوں نے غلام بنا کر بیچا مگر رب
کریمے شان یوسف کو بلند فرمایا دے پھر اہل مصر نے قید میں ڈالا مگر رب تعالیٰ نے مصلحت شاہی تک پہنچایا۔
۲۔ پھر میں لوگوں نے آپ کو غلام بنایا یا سمجھا تھا۔ رب تعالیٰ نے خود ان کی زبانوں کو کھلایا اسے یوسف

صدیق گد م کے جسے ہم کو خرید لیا کہ حضرت وہ ہے کہ جو رب تعالیٰ ان مشکلات میں نیکوں کو عزت بروں کو ذلت دے سکتا ہے وہ اب بھی اور تائید امت بھی اپنی مخلوق سے اسی عادلانہ کریمانہ سلوک پر قائم رہے۔ لہذا اسے عقل خالص و نام نیک بنو۔ ہند بنو۔ عادل بنو خالم نہ بنو دوسری یہ کہ اس سورت میں وہ خبریں بیان کی گئی ہیں جن کو سکتے ہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ واقعات یوسف سے سب بے خبر تھے۔ ایسے معاملہ میں باسی شہر کے ۱۰۰ درجہ امتی شخص کا نصرت فصیح و بلیغ انداز میں بیگزوں سالہ پاناہ قدما تفصیل سننا دینا۔ اور غیب کی پوری پوری من و عن خبریں عادیانیک محرم سے کم نہیں لہذا اسے خود کو محبت کو سوچو فکر کرو اور اس کی بنوت پر ایمان لا کر اللہ کے برائے ظلموں کے تائید۔ اور آخرت کے نیائے مسلمانوں کے دلا سے بن جاؤ۔ دوسری یہ کہ اس سورت کے ابتدا میں فرمایا گیا ہے۔ افسوس انقصص اور آخر میں فرمایا گیا کہ ان قصوں میں عقل خالص والوں کے لیے بہت ہے۔ لہذا درمیان کلام میں صرف۔ قصت۔ شریعت و طریقت کا سدا بہار گہ سستہ کھلا دیا۔ یہ اس صفت کے ثبوت کے لیے کافی عبرت ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کو کلام اور اپنی پاک کا سحر و تسلیم کیا جائے۔ چونکہ یہ کہ دنیوی مصیبتوں سے اللہ کے پیائے بندے نہیں گھبراتے ان کے ہاں عقل و قہم میں فخرش آتی ہے سب سے بھروسے۔ نیک و بد کی پرکھ مصائب سے ہی جرتی ہے۔ لہذا اسے عقل والو سوچو کہیں دنیا کے پکڑتیں تمہاری پرکھ آزمائش اور امتحان تو نہیں ہو رہا ہے جسکو شکایت کی حالت چھوڑ کر نیک بنو اور اس احکم نمائین کے امتحان میں ہائے کسب ہوئے کی کوشش و محنت کرو۔ کیونکہ صحت کا یہ واقعہ عقل خالص والوں کے لیے ہی بہت ہے اس لیے کہ مَا كَانَ حَدِيثُ بُلْتَشَرِي وَ كُنْ تَعْدِيْلِي الَّذِي يَدْرِي وَ تَعْدِيْلِي كُلُّ شَيْءٍ ذُو طَدِي وَ رَحْمَةً يَقُولُ تَوْحِيدُونَ۔ یہ باتیں عادیانہ قرآن مجید کوئی معنی کلام نہیں اس کے ان قصوں کی پیمائی تسلیم کرنے پر تو یہودی بھی صحت متعجب کا فرجی مجبور ہیں کیونکہ ان کی توبیت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح کھا ہوا ہے۔ اور اسی امتحان کی غرض سے یہ قصہ یوسف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جو انبیاء بلکہ کورس سے بھی زیادہ اہمیت سے فرمایا گیا گویا یہ قصہ بیان کرنا صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کی جو ان بیوروں کے پاس ہے۔ یعنی توبیت اور تحفہ موسیٰ علیہ السلام۔ بلکہ اس سے زیادہ اس واقعے کی ہر چیز ہر پہلو ہر سرگزشت کی جامع تفصیل ہے۔ جب ایک واقعے کو ان سب کفار نے تسلیم کریں تو باقی قرآن پاک کے ماننے میں کون مانے ہے زبانیں اگرچہ نہیں مانتیں مگر دل گوہی مینے ہیں کہ یہی قرآن کریم ہدایت ہے ساری کائنات کے لیے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو ایمان لائیں گے یہاں سے ان کے ہاں آتے ہیں ان آیات میں رب تعالیٰ نے پانچ صنف بیان فرمائیں ایک یہ کہ یہ قصہ جبروت ہے۔ دہم یہ کہ جبروت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدا کا کلام ہے۔ فتری نہیں سم۔ فتری نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہائے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا حالانکہ انہوں نے خود کسی کتاب سے پڑھا کیونکہ فتری میں نہ کسی سے سنا کیونکہ یہ واقعہ صرف توبیت میں ہے اور توبیت کا عالم راہب چاوی

یوں بھی کہ توحید کا رکتہ یعنی پرہیزگاری میں (صلح) میں کوئی نہیں۔ نہ چھٹے ہی نے کہیں پرہیز میں وقت گزارا جس سے کسی کو سننے سنانے کا شک پیدا ہو۔ چہرہ یہ کہ قصہ واقعاتی اعتبار سے بالکل سچا سیدھا سادہ صاف گوئی پر مبنی ہے۔ نہ طویلہ بازی کی ملاوٹ ہے۔ نہ انسانوی طرز کی غفلت۔ نہ کسی دریا دانی کا جھوٹ۔ نہ غم یہ کہ تفصیل تو ہریت سے بھی زیادہ اس طرح کہ والدین کا بھی ذکر ہے اور ان کی شان و عظمت کا بھی۔ ان صلاحت نے سب سے قرآن کو کلام الہی ثابت کر دیا کہ وہی ہے جو دنیا میں ہریت ہے اور آخرت میں رحمت۔ ہاں اللہ ہدایت نامہ و رحمت کاملہ صرف مومن مصطفیٰ کے لئے ہے کیونکہ وہی قوم ان کو لائے اور فائدہ حاصل کرنے والا ہے۔ اگرچہ ہدایت دعوت سب کے لیے ہے۔ رحمان۔ میضاری۔ کبیر۔ معالی۔ بیان۔ صدیقی۔

ان آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ نیک لوگوں کے واقعات بھی سرچشمہ ہدایت اور ذریعہ رحمۃ الیہ میں۔ ان واقعات کو سن کر کسی دل میں حق سے کی دوست۔ اطمینان و سکون کی نعمت مل جاتی ہے۔ جس کے ذکر کی یہ شان ہے اس کی ذات کی شان کیا ہوگی۔ اور جب نعمت۔ یوسف علیہ السلام کا یہ فائدہ اور کمال ہے تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شان کی کمال دانی ہوگی۔ دوسرا فائدہ۔ قرآن مجید سے ساری کائنات کو فائدہ اولین کو بھی آخرین کو بھی۔ بہار اولین کو یہ فائدہ ہوا اگر ان کی تصدیق اس قرآن سے ہوئی یا قیامت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فائدہ کہ ماکان مائیکوں کا کئی علم غیبی اسی کے ذریعے آپ کو حاصل ہوا۔ نعمت کو یہ فائدہ ہوا کہ ہریت و رحمت غیبی ہوئی۔ کفار کو یہ فائدہ ہوا کہ مرے نیک و صالح مل گئی۔ عذاب سے بچا ہی نہ ہوئی۔ تیسرا فائدہ۔ مومن خواہ بے پڑھا ہو مگر ان کو باب میں شامل عقل والا ہے کیونکہ عبرت حاصل کر لیتا ہے مومن فنا ہی جہت لینا ہے۔ کافر خواہ کتنا ہی پڑھا کھا ہو یہ خوف ہے۔ کیونکہ قصص قرآنہ سر اور اس کے واقعات سے عبرت نہیں پکڑتا اس کی خوش فقیہان و نیماگ محدود ہیں۔ مومن کے لیے دونوں عالم روشن ہیں یہ فائدے تصدیق الہی۔ اور ان کو باب مائیک حدیث و رحمت سے حاصل ہوئے۔

ان آیت سے چند نئے مسئلے ہوئے۔

احکام القرآن

۱۔ مسئلہ۔ قرآن مجید آخری کتاب ہے اور آقا، دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری نبی ہیں کیونکہ یہاں صرف تصدیق کا ذکر فرمایا گیا جو تخریم ہوتا ہے وہ پہلوں کی تصدیق کرتا ہے اور جس کے بعد بھی اور کوئی ہو تو اس کی شامت دی جاتی ہے نبی کریم نے کسی کی شامت نہ دی۔ لہذا جو شخص نبی پاک کو اتاری دے مگر قرآن و کافر ہے۔ دوسرا مسئلہ۔ ہر مسلمان پر صبر شکر کرنا واجب ہے۔ شکوہ شکایت۔ ناجائز ہے۔

یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا **فَتَصَدَّقُوا ذُرِّيَّتِي**۔ سبب کسی من مقل میں مقل کے لیے مہرت ہے مکنے میں تو مقل دے بہت تھے اسی طرح کار میں آج کل بھی مقل واسے بہت ہیں مگر ان ذی مقل اہل کتبے مہرت پکڑی۔ اور دوسرے ذی مقل لوگ مہرت پکڑے ہیں۔ اس سے قرآن جبراً پر اعتراض پڑتا ہے۔ جواب۔ اسی کا جواب یہی طرح سے ہو سکتا ہے۔ انا تو اس طرح کر رہا ہوں کہ ذی مقل تھے مگر ان کو سبب سے کوئی کتب ہر مقل کو سبب کا جانا بلکہ اس مقل بیہم کا سبب ہے جس کو اس میں سبب تعلق سے اور عزت سے وازا ہو۔ اگرچہ وہ کچھ عرصہ کلہ کے پردہ میں چھپا رہے تر کار اس کو ہدایت ملے گی۔ سبب اس مقل کو کہتے ہیں جو ثابت شدہ نسبت سے باطل پاک صاف اور حائل ہو۔ وہم جواب اس طرح ہے کہ یہ نسبت جملہ مہر کے منافیہ تو ہے مگر حقیقی جملہ مہر یہ نہیں اثنائہ یہ طبع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو ان باب میں بل مقل مہرت ضرور فکر کریں اور دار مامیں دار مقل سے محنت کریں تب یہ آیات ان کے لیے عیبت کا کالی سامان ہیں۔ جو طور و فکر نہ کہ گا اس کے لیے نہیں۔ سو ہم جواب اس طرح ہے کہ **عَنْزَلْنَا ذِي الْقَبَابِ فَافْتَبَاهُ ذَا ذِي الْقَبَابِ** کے معنی میں ہے۔ یعنی اسے مقل ماہ عیبت حاصل کر۔ گویا یہ دولت اور ذہن نہ ہے نہ کہ خبر۔ دوسرا اعتراض۔ جبکہ جملہ مہرت عانت ہے تو صرف انہی الاباب کو ہی کیو دی گئی۔ اور پھر مقل واسے تو سبب ہی ہوتے ہیں اس دولت کو مخصوص کیوں کر دیا گیا۔ جواب۔ یہ کوئی کمانے پھینک دھوت نہیں تھی جس میں سب کو سال کر دیا جاتا یہ تہذیب کی دولت تھی تہذیب و ان کو ہی ای جانی تھی۔ وہ پھر ہر شخص مقل و لائیں ہوتا۔ مہر کی کوہ کنا کہ سبب ہی مقل واسے ہونے میں یہ غلط ہے۔ حقیقت کے خلاف ماور پھر مہرت کے یہ صرف مقل کافی ہیں سوئی حکم صحت سبب ہونا ضرور ہے ان دھو سے دولت کو مخصوص کر دیا اور پھر صاحب خود کے مہرت پکڑے سے ماتحت طبع تو بخود در سب ہو ماما ہے

تیسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا۔ **يَكُنْ تَصَدِّقُوا ذُرِّيَّتِي**۔ خط صدیق کو مقرر فرمایا گیا۔ حالانکہ اس کو صدق ہونا چاہیئے تھا کیونکہ مکن حرف مطلق ہے۔ اور تصدیق مطلق ہے ماکان کے م م مقرر ہر جس کا مرجع قرآن مجید ہے۔ یہ ماکان مقرر مقرر ہوتا ہے لہذا خط صدیق کو مقرر ہونا چاہیئے اس لیے کہ مطلق حکم اور مقرر میں مائے مطلق مطلق کے تابع ہونا ہے۔ یہ نسبت قانون نحو کے خلاف معلوم ہو رہی ہے۔ حدیث پر مطلق ہونا نہیں سکتا کیونکہ اس کی تو معنی سوچی ہے۔ جو اسے۔ تفسیر کوئی مام نے عرض کر دیا ہے کہ یہ مکن مطلق نہیں ہو سکتا بلکہ حرف تشبیہ ہے اور اس کا تعلق ماقبل سے مطلق نہیں بلکہ اسسند کی ہے۔ و خط صدیق اس کا اسم ہے ہذا اس کا مقرر میں درست ہے۔ اس لوگوں نے اس کو مطلق مام ہے۔ وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ مکن کے مابعد تصدیق کا مطلق ماکان کے اسم ہر نہیں بلکہ مام ایک اور مکن پوشیدہ ہے اور اس کا مقل اصل مام مشمت کا مطلق ماقبل ماکان مامی بر ہے اس

یہ تھا وہ جواب جو نفسیاد خودی کے جکڑ میں پھنس کر انیت کے گمان باطل سے خارج ہوتا ہے دنیا کا نذرستان خود آگاہ خودی کے چھوٹے جو ہر ذل کو گوشہ بقا سمجھتا ہے۔ باطل کے سبب قیلے اسی حدیثائے فشری میں میں متلاہ مغرور ہیں۔ بکھر تصدیق۔ چشمہ ہریت در دیار رحمت کی تفصیل موجوں پر ایمان نہیں لاتے۔ کائنات شاعر یا کوئی میسرے دانے میں ہوتا۔ تو میں بھی اس کو بھانا مقام بخودی کیا ہے۔ قطرہ خودی میں سرسار ہے اس لیے سمندر سے بھاگ رہا ہے۔ خودی کے بعد اسے میں خود کو ماتی سمجھ رہا ہے۔ اس کی محول سے وہ ملے مارا سس۔ فخر خانقاہوں۔ مساجد مقابر سے بھاگ رہا ہے۔ اس کو قابو سمجھ رہا ہے حالانکہ قطرہ متبھا گئے گا ناس کے قریب ہوتا جائے گا وجود تحلیل ہوتا جائے گا۔ جس سمندر کے قریب کوشا مرنے کا سمجھا وہ قطرے آب کو گھر بنانے والا ہے۔ شریک کسی پس پیازوں کے باطن میں رد و پاش ہو جائے۔ اسے خودی کے ہمار یونم بھر لاہوت کی ہریت رحمت۔ تصدیق و تفصیل کی موجوں سے گھبراتے ہو۔ آؤ دینے منورہ واسے آفاکی پس میں خود کو چھپا دو۔ بھر لاہوت کی ریکارڈ میں تم کو گھر تار بار بنادیں گے۔ ۱۰ اگر فلسفہ خودی کی بینک سے ریکہ کر بے وسیلہ ہی سمندر میں کودو گے تو فنا ہی فنا ہے تباہی و بربادی ہے۔ اسی خودی کے عقیدے نے سب باطل کو جنم دیا۔ خودی میں شرک کی بوہے۔ نیز باری تعالیٰ کو سمندر سے تشبیہ دے کر خود کو قطرہ کہنا بھی یا سمجھنا بھی تو شرک ہی ہے کیونکہ پانی کی جنس اور ماہیت تو ایک ہی ہے گویا ہم منس غلام بننا ہے اسے میرے کریم سب بھ کو بھی اُن سرکاستہ ملاستہ او میرے حال کو مال جاوے۔

سورۃ یوسف کی تفسیر کا خلاصہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تَحْمَدٌ هُوَ تَصَوُّفٌ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ آمَنَّا بِعَدَدِ السَّانِ کی حیات دنیا بھی ایک صغیرا اعظم ہے جس میں تصورات و خیالات و نظریات کے لاکھوں پٹے شعلے کھل چھول اور کانٹے ہیں انسان ہی کے عقائد و بصائر کہیں ایمان کے پھول بن جاتے ہیں کہیں کفر و الجاد کے کانٹے اس قصہ یوسف کو کسی نے افسانہ سمجھا۔ کوئی اس سورت کے سن بلاغت میں کھو گیا۔ کوئی اس کی فصاحت کی داد دیتا رہا کسی دل طے عاشق سنو اس کو محض اس لیے بار بار پڑھا کر یہ ایک درد دم والی کہانی ہے۔ مؤرخ کی نظر میں یہ قصہ ایک ہمار کئی داستان ہی دہلی رہی۔ ہنزائیہ نویسوں نے اس سے صرف مغربیائی نقشہ حاصل کیا۔ افسانہ نگاری اور داستان سرائی کے علاوہ اگر یہ اس میں حُرّ بیان کی تمام خوبیوں فصاحت کی تمام رعنائیاں

درجہ اتم مہود میں اور ہر فکر کا مدلل پنے فکر کے حصول میں حق بجانب اور کامیاب سے مگر ہی سہولت کریم کی آیت **مَنْ يَشَأْ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا** اور سورت کے آخری الفاظ **وَهُدًى وَبُحْرًا** تفویہم یوسف خیاں سے تصور کوئی اور طرف موڑنا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم کی طرہ بیان نے کبھی بھی کسی پیر کے ہمارے میں تیسری نہ لہائی وہ تو ایک «افطوں میں ہی بہت کچھ بیان فرمادیتا ہے۔ عالم دنیا میں بہت سے کام کسی انسانی پروگرام کے تحت منظر نمود پڑتے ہیں اور بہت سے واقعات کو ہم اتفاقیات کا نام دے دیتے ہیں مگر یہ ہماری نگاہیں بند ہے۔ کیا ہمیں میں کرنی چیز بھی جس سورۃ انعام یا جس آیت نہیں مگر سب کچھ طرہ الہی کے بہت پر اسے پروگرام کے ماتحت ہوتا ہوا آہا ہے۔ واقعات یوسف علیہ السلام کو ابلیس کا جہنم اور انہماقیات سورۃ اور کثرت دینے کی کوہی بھی ہو کر یہ سب کچھ اتفاق ہوتا ہوا ہے۔ ایک حقیقت ہوں نہیں آیت **وَلَا يَخْفَىٰ عَنْكَ** کے پورے الفاظ کسی بہت بڑے پروگرام کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ اور کیا وجہ سے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ارباب کرام میں سے کوئی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی نہ گاؤں میں پیدا ہوا نہ وطن سایا نہ ماری رہائش، قید کی کر یعقوب علیہ السلام اپنے باپ وطن و جد و جرات کی مشورہ مرکزی بہت بڑے قدرتی سرزمین کو جسے تقریباً چار ہزار سال پہلے سکھ گیا جاتا تھا اور اب نام کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے چھوڑا ہے بہت ہی مختصر فقط اپنے گھر پر فرد تو میراں اراہل و رقیہ و دواں لگی میں تھیں شہر بہت بھولی میں دو ہزار سال کا ایک غاوم جائز تھا، اور دس بیٹوں کے ہزار۔ کھان کے معرئی ملائے جو بہت کے معرئی کھائے دیا اسے یزدان کے قریب رہیں کو آج اردن کہا جا رہا ہے ایک بہت ہی چھوٹی بستی صوبوں گاؤں میں تھا منتقل ہو گئے بیکہ یہ تبدیلی رہائش کسی رکن حکمت اور طرہ پروگرام کا پیش کردہ ہے ہی سورت کی آیت **وَلَا يَخْفَىٰ عَنْكَ** میں غرض ہم سے تو سب ارباب کو شہروں میں ہی مبعوث فرمایا ہے۔ اس کو کسی متقی کی طرف سارے نہیں فرمائی۔ آخر اس سورت میں مقام نبوت کے شہری ہوسے کا ذکر کرنا کا مقصد یہ تھا کہ اندر کی نگاہ سے آیت **وَلَا يَخْفَىٰ عَنْكَ** میں **نَسُوهُ** اور **نَسُوهُ** کے معنی میں چھوڑا جائے و سامان طرہ کا عیب پروگرام ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے یوحنا میں چار ہزار مقرر نام پر نمایاں ہیں۔ **یوسف علیہ السلام** کا یعقوب علیہ السلام کے برادرین یوسف علیہ السلام میں مرکزی کردار یوسف علیہ السلام ہیں۔ کون یوسف جس کو ظاہر کی نگاہ سے ایک چھوٹا سا بچہ سمجھا جس کی ولادت بھی کی چھوٹے سے گاؤں میں ہوئی ہے، جس نے اپنے والد کے اونٹوں گھروں گاؤں میں انھیں کھولی میں لگا دیں میں بھی دھاتی رنگی کے بہت سے شے ہوتے ہیں مگر سب سے بہت شہر چر دای ہے۔ دو یوسف کبھی جس سے اسکوڑ دے۔ عامہ کا منہ تک نہیں دیکھا

میں نے اپنے دو داسے پر کھڑے ہو کر حاور دل کو ہی آتے جاتے دیکھا کبھی کسی طالب علم کو بھی درس سے کسی
 آدمی آتے جاتے دیکھا کچھ تو علم کی سنا سنائی اور چارست موت کسی تو کھڑیہ اللہ سے کہا ہوتا کہ احسان خود کو
 سے داخل کرنے میں بھی اس کی تعذیب، عذاب یکھوں گا کہ کو دو میں نہیں دیکھے کاشوق سے مگر یوسف
 کو اس چاہت سے کتنی اور رکھا گیا۔ وہ یوسف میں کو مل کو پہلا حد سہمی رہا۔ سو انھوں نے چاہا بلکہ سال کی عمر
 میں والد کا سایہ اٹھ گیا ہاں والد کی آموش ملی اور مشق کی جنگ باپ کی محنت بسترانی، مگر یہ کیسی محنت کیسا پیار
 سے والدین تو ایسی پیاری ولاد کا مستقبل درست کرنے کے یہ گاؤں سے بہرہ بھی بھینے میں گزر رہا تھا کہ تو
 و تو لڑا ہے کہ شہ سے نکال کر گاؤں میں مہذب ماحول سے نکال کر میر مہذب آدمی میں ملتی دسائے
 نکال کر دینا ہی بہات میں روشنی سے نکال کر لڑا میرے میں سے ملی۔ یوں یوسف ۱۰ یوسف وہی ہو گیا۔ وہ سال
 کا بالابالغ یا ستر سال کا نوجوان، وہ محرم کی تربیت گاہ سے نکلا کر یہاں ہے تو اس کے کو کون پر چاہا ایک
 اس سوال کا جواب قرآن پاک سے ان فقرے میں ملتا ہے: **وَبَعَثْنَا مِنْ ثَمَرِ الْأَرْضِ دُورَ الْأَرْضِ** سے میرے
 بیٹے تم کو دنیا کا کوئی، سستا نہیں پر چاہا کہ تم کو تو یہ سب ہی بڑھانے گا۔ اس لیے کہ تم کو نعمت کا تاج
 پہنایا جائے گا۔ تو پھر فی تو سارے شہر میں ہی مسرت رہے۔ اس کو گاؤں میں کیوں نکلیا، اس کا سارا
 جواب اسی سورت و آیت میں دیا گیا کہ **وَلَهُ غُلَابٌ مِّنْ ذُرِّهُ وَيُدْخِلُهُمْ قُرُورًا مِّنْ ثَمَرِ الْغُلَابِ** جو
 اللہ کے باروں کو اکثر لوگ نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کی کچھ باتیں میں کچھ قافوں میں ایک سب کبھی کوئی اس طریقہ مشورہ
 و نسبت معروضہ سے غلط باتیں کہتی کرے تو کسی اس میں تھوڑی سی چٹک بھی پیدا کر دی جاتی، اس طریقہ
 محنت سے کوئی یہ سمجھ سکتا تھا کہ شاید نبی کی رفعت، شان، ثروت، فضیلت، شہرت، تہذیب حسن خلاق
 ملی میری تہری ہونے کی وجہ سے ہے۔ یا مستحق ماحول پر میرے معاشرے شہری ذہنیت کی بنا پر ہے اس
 اصل خیال کو تو نے لے کے لیے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ وہ اللہ غافل ماحول مشورہ حضرت یوسف کے سے ماکلی
 نرا پر کر دیا، اور بتایا کہ شہ سے نبی کی رفعت نہیں ملے گا۔ ان علاقوں میں ایک جگہ کہ میں، انسان و ذات
 نبی علیہ السلام کی حصے نہایت، عظمت سے ہی لی مارا ہی وہ تم تو میں تو میں انسان پر قحط ڈال دتی ہے
 بستی کے ماحول سے تو یوسف کو مدی کو رہا، اس محلی انہی میں تو نہ جھگڑاؤں غلبہ نہجست
 ہذا کے کھاس کو میں پھینک دیتے ہیں۔ جو قافوں کی رہا سے میں میل دور علاقہ و تو تن کے پاس سے
 اور ایسی سخی، ہمدردی سے چارتیں اور یہاں کون بچانے والا ٹھہر رہے دنیا کی بھتوں کے تو سارے رشتے ٹوٹ
 چکے ہیں ان وقتوں میں مل دیا تو پتہ لگ جاتا ہے کہ کون تو نجات کا دل ہے، آیت اللہ کے ان فقرے سے
وَأَحَدٌ مِّنْهُمْ يَتْلُو حُكْمًا مِّنْ رَّبِّهِ میں دن کے بعد، وہ میرے ہی دن ایک قافلہ راستہ بھول کر

یاد میں کسی بی بی جی راستے آکر ٹھہرتا ہے اس طرف یوسف کی نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سے پہلے رمانے کی نظروں میں وہ فقط ایک گاؤں کا بچہ تھا مگر آج جب کہ قافلے واسے اس کو کہیں سے نکالتے ہیں تو بھائی جو اُس کو دیکھنے کے ارادے سے آئے تھے قافلے والوں کے پاس پہنچے یوسف کو ننگے بدن معصوم شکل میں دن کی بھوک پیاس کی حالت میں دیکھ کر بھانے ترس کھا کر واپس لینے کہ غلامی کا طوق گھے میں ڈال دیتے ہیں اے یہ تو ہمارا بھائی ہوا ملا ہے۔ یہ تھا اُن لوگوں کا انتہام۔ رانزی ظلم جن کو تاریخ بھائی سکریا سے دشتے سے یاد کرتی ہے۔ یہاں تک کوئی معمول تھا طوق غلامی پھر اُس زمانے میں حبیب جانور ہونا بھر کچھ مفید تھا غلامیت جانوروں سے بدتر تھی۔ کراہت لی مقیر مخلوق بھاجا تھا اور کفر کا بیشہ سے یہ طریقہ تھا۔ چنے برتنوں میں غلام کو کھانا گوارہ نہیں ہوتا تھا غلام کے برتن میں کھا، تو درکن اُس کو ہاتھ لگنا میوہ بھاجا تھا۔ اسان ہے اسلام کا مخلوق اب نی پر مں بے غلامیت کی مصیبت سے بچا۔ کسی دور میں کسی کو غلام بنا کر مار ڈالنے سے سخت ظلم تھا۔ ان بھائیوں و بھی غالب رمانہ کی پوری خبر تھی غلام کی سے کسی سے کسی سے واقف تھے مگر بھائی سے کتنی غنیمت بخشی کی کہ اُس کو اُس رمانے کی محنت تریں دلت۔ سوال میں ہر بھر کے یہ دیکھیں یا یہی وجہ ہے کہ یوسف کو کل ماسے نزدیک جو کہیں میں گر کر۔ دبا ج بھائیوں کا یہ جھوٹ سن کر یہ یوسف پر آنسو دکھائی دیتے ہیں یہ آسو بہت کچھ بھاجا ہے تھے مگر بھکے دادا کوں تھا۔ اسے قافلے والیہ ہمار بھائی ہو ملا ہے غلام کا بھگور، ہونا تو در بھی دلت میز تھا۔ یہاں تو کیا تم کی کو دایں پہلے چاہتے ہو۔ ہم سے تو اس کو اس کو کہیں سے نکالا ہے۔ جاؤ اگر تمہار غلام ہے قافلے والوں نے جو سب دیا میں ہیں ہم کو میں چاہتے ہیں اب غلام۔ تو کیا پھر چہا چاہتے ہو۔ ہاں چہا چاہتے ہیں ہم نیوں سے کہ۔ لیکن ہم تو اس کی یہ قیمت دیں گے۔ یہ چہد رحم ایک سو سے بھی کم اور شاید میں کچھ کھولے بھی ہیں ملائی چاندی سے سے سوئے۔ ہم اس سے زیادہ ہیں دسے کہتے قافلے والوں نے کہ اچھا ہم کو منظور ہے و خرو و متعجب و زاجھہ معذرة ذہ۔ چہد رحموں میں بچا غلام بنایا۔ دریشا کو میں ڈالا۔ جھوٹ بول والد کو سستیا بھائی کو رلیا کتا ظلم کیا۔ اور پھر بھی دے نوافینہ من الذہرین بھی میں اس نام کامل کے باوجود بڑے زاہد تھے یا چہنا مقصود نہ تھا یوسف سے خدمت تھی اُس کو دے سے دور کرنا مقصود تھا۔ بگھن ابراہیمی کا یہ دیکھنا بھول۔ کا مصر میں داخل ہو رہا ہے مگر کس حالت میں۔ سبوں میں بہد عابو لازم لور و بھی کندان کے جنگل طلستے کا چرواہوں کی لٹی کا۔ جس علاقہ کو درگرد کے متعلق تری یافتہ ممالک ہستی درجاست کا گوارہ کہتے تھے اور غلام بھی وہ جس کو بھگورہ کہا گیا ہے براہمتی کم در گھٹیا قیمت سے خرید ہو ہے جس یوسفی اور کمالیت یوسفی تو یک معجزہ تھے کی کو سوائے روشن ضمیر کے کون دیکھتے ہے۔ نام کے راستے سے قافلہ آگیا اور مصر میں داخل ہوا۔ لیکن کس مصر میں۔ جو تہذیب۔ تمدن۔ ثروت و دولت۔ نہایت۔ ترقی۔ معلومات تعلیم میں پردگرد کے تمام علاقوں سے بہت ہی بڑھ چڑھ کر تھا۔ جس کے غور

حکومت تکثر کا یہ حال تھا کہ پس مادہ ملازموں کے باشندے وہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ خاص کر کنعانی علاقے کو
 وہ بہت ہی ذلیل سمجھا جاتا تھا وہ مصر میں کسی بھی قوم پر غور کی جی مگر وہاں تقریباً چار سو سال سے سام
 لوہے کے پرہیزگاروں کی نسل قوم مصر کی غلامانہ حکومت تھی جن کے بادشاہ کا لقب اُس زمانے میں فرعون
 ہوتا تھا۔ اُس کے ظلم کا اس سے بڑا نہ ملے گا کہ کسی غریب۔ غلام یا بے پڑے شخص کا کسی میسر کو نہ بھرنے کی
 پینا بھی وہ سمجھا۔ کسی غریب کی برت نہ ہوتی تھی کہ اپنے حق طلبی میں کسی عافیتی سے منہ دہ منہ مات کر سکے۔ ہر یہ
 ہوم قابل معافی نہ سمجھے جاتے تھے۔ مصر کی عدالتوں کی یہ حالت تھی کہ کسی بھی محرم کو بغیر سزا سنائے پر سولہ میل میں
 رہنا پڑتا تھا۔ بلکہ عدالت کو یاد بھی دہشتا تھا کہ کوئی مجرم یا نیکو مال حاصل سے میل میں پڑے۔ عدالت کی
 کمزوری کی بنا پر بعض سزا پانے گناہوں مافراؤں مافراؤں سے اپنے حق کے لیے منہ کھولنے والوں کو خود ہی پکڑ کر ذلیل سے
 جاتے وہ اپنے اردو سوچ کی بنا پر میل میں بند کر آتے۔ اب ملوں تک اُن کی بغیر گیری کرنا والا کوئی نہ ہوتا۔ کسی سے
 کوئی قیدیوں کا عدالت کو پیش نہ ہوتا۔ ان جوہ سے ارد گرد کے غریب اور بے پڑے علاقے والے مصر ملنے ہوئے
 ذلت سے ورنہ ساریت محتاط ہو کر جاتے اور بہت سے اس طرف کا رخ بھی نہ کرتے۔ ان حالات میں۔ سوت الیہ
 کا پہلا قدم یوسف کنعانی کی شکل میں غلامانہ کیلیات کے ساتھ مصر کی سرزمین میں داخل ہوا ہے۔ اور کچھ دن آرام
 کرنے کے بعد سیدھا بازار مصر میں پہنچایا جاتا ہے۔ حضرت یوسف کے قافلے کے سوار سے اپنے دیگر سالان کے
 ساتھ اس غلام کو بھی پہنچنے کے لیے ایک جگہ کھڑا کر دیا۔ خریدار آتے ہیں پسند کرتے ہیں قیمت بادلہ سن کر چھوڑ کر
 آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہیں چاروں ہی طرح گزر جاتے ہیں آریک افسر علی خرید لیتا ہے۔ بھی یہ کنعانی غلام رہتے
 ہی میں تھا کہ یہ معلوم اس کنعانی بدوی طاہران پڑھ غلام لے پئے اس سے آقا خریدار سے کسی غفلت کی کہ اس مصر کا
 ماحول میں پلا ہوا انتہائی تعلیم کی دینی دگر یوں دلائل تہذیب و اخلاق کا مرکزی معیار۔ سوسائٹی کا ادب و پچا آدمی خود کو
 دنیا کا مذہب ترین سمجھنے والا۔ ذرا معلوم مس کو اُس زمانے میں ہر مصر کا لقب دیا جاتا تھا۔ صرف جیزان و جنوب
 ہی نہیں ہوا بلکہ سومان سے گزریہ ہو گیا۔ جزا دل امر اور رزنا فصل کی محلوں محلوں میں بیٹھنے والا۔ کئی قسم کی
 علمی۔ شرفیاد۔ تہذیبی باتیں سے والا۔ آقا اُس کے کاؤں سے کسی س بھری گنگو سنی۔ جس سے طلاں سے کے مانے
 پہلو سمیٹ لیے یہ کسی باتیں تھیں میں تہذیب و تہذیب کے لئے خزانے سماتے ہوئے تھے۔ یہ ایک اعلا تھے
 جو معلومات عالم کے پئے ہوئے موقی معلوم ہوتے تھے۔ گھر کے گھر لو کام کا ج کے ارادے سے خرید یا کنعانی غلام
 راستے ہی میں فیصلہ تبدیل ہو جاتا ہے قانون دار اور بدل جاتا ہے۔ قتل وال۔ مشق فیصلہ سنا دیتے ہیں کہ میں نہیں
 یہ غلام نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک سے اس کو بازار غلاماں سے خرید گیا ہے مگر اس پر تو جلاؤں کا شمار ہو جاتے ہیں
 یہ بھی درست ہے کہ کنعاں کے ایک بادیہ سے خرید گیا ہے مگر اس کے کنعاں پر تو سیکڑوں مصر قربان ہو جائی۔

ظاہر یہ ہے بڑا بھی معلوم ہوتا ہے۔ مگر ماکھوں معدا اس کے ہوتے کے لئے کھوئے کے الٹی نہیں۔ اس کی نوید دلائی ان کے تو سر تاداری و پھپھا۔ سکی تھک۔ ان سے کہا یا جو عہدہ معالائیں چہروں کے ثنائت ملی کے لکھا ہے جس کی زندگاری پر براہ نہ ڈال سکا۔ اس کی مسامتہ عربیہ وطنی اس کی بات انسانیت کے یھوں کو ہر دور کی نہیں اس کو تو غلام بھگ کر یہ گیلے ہیست خلیج کی ٹٹی خود کستی سے اب اس کو قیمت میں سمجھا سکتا مگر اس کے ہیروں کی تار سمجھا جائے۔ کشاں کشاں مل سڑیں داخلہ ہوتا ہے تو گھر کا وہ عہدہ ابک نئے غلام کی آمد کی آواز سے کا قطر تھا تو گ کسی نے خدمت گار کے انتظار میں تھے۔ ان کے پاس خادم سبب عہدہ میں منتقلے۔ غلام ہیں۔ آقا پر پختا ہے۔ ان تو حکم بست کی تیاریوں میں تھی مگر کاوں سے پہلے ہی شہر ہی علم اس پر کٹر ہی فتنہ کا حال کے نیسے صومعی شاہی کمر تیار کر عہدہ باسوس عہدہ توارک اور عزت سے ٹھہراؤ۔ اس لیے کہ نفس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مغرب ہم کو علم تہذیب، اخلاق، مذہب، الفت، معرفت شرف و حکومت، غل و حاجی کے عظیم منصوبوں میں ہم کو وہ نفع پہنچانے جو آٹا تک کوئی نہ دے سکا۔ ہماری تہذیب کا سکا اس کے ساتھ کوئی ناظر آتا ہے۔ ہمارے ملی و عمار اس کے سامنے ماند و کھانی دے رہا ہے۔ ہماری شہرت و شرف کا سورج اس ایک کھانی سے ہی بے نور لگ رہا ہے لیکن بھی آزمائش اس کا دور ہیں تک ہی نہیں یہاں تک سیاست کا امتحان تھا بھی تو شہرت و غلایات کا امتحان باقی ہے۔ دی حرم سہر کی ملک رٹ مدعی کی پیکر۔ ایسے اسی غلام اپنے من کا محبوب اور اپنی خویش کا شہزادہ سمجھ لیتی ہے۔ اور پھر ایک دن ایسا بھی جان کاہ قافلے۔ وہ فوت شرم دیا تہذیب و اخلاق کے سلسلے پرے چاک کر کے خود کو بھی اور اس کو بھی کسی بہت سی گندے گدا میں ضمیر ناچاہتی ہے۔ آج وہ جمع جس کی غلامی کی قیمت کل تک چہرہ کھونے درسم تھے رانے کی بد میں شہر میں سمٹ کر اس کے قدموں میں لگتی ہیں۔ مگر جس خاڑی میں وہاں میں ایک عشق و محبت کا ہم سہر نول عورت کی شکل میں کون عورت وہ جو مصر کی سب سے زیادہ سہیزب ہے۔ جو عورت میں یکتہ ہے۔ اختیار میں ملد و مال حوالی سے مہر پور ہے۔ عشق یوسفی سے مہر ہے۔ انسان دیا ازل کو ردک و تہلے لہروں کو موڑ دیتا ہے۔ طواریں کا ملکہ کر لیتا ہے تیراں کو پھٹا دیتا ہے۔ آگ میں کو دھاتا ہے۔ آتش قتاں کو جبر دیتا ہے۔ بڑی سے بڑی شکل کے سامنے سید پر ہو جاتا ہے اونچے اونچے مقام پر اپنی طاقت کے جوہر دکھا دیتا ہے۔ مگر حسی ملہپ اور انسانی خور ہشت کے سامنے زیر ہو جاتا ہے احوال پھینک دیتا ہے اختیار ازال دیتا ہے اہل دنیا کو دینے جس علم خلاق شہرت، تہذیب پر غرور و ناز ہوتا ہے سب یہاں لوٹ جاتا ہے کٹا سخت متحان سے کتنی کڑی تر اس سے مگر موت یہاں کی حیات جاتی ہے۔ دامن عصمت کا مظاہرہ ہوتا ہے ذہنی محنت نکست کھا جاتی ہے۔ وہ تہذیب و سرائت جس پر مصر کو ناز تھا پارہ مار ہو جاتی ہے اور دامن موت سے

سے جس کی طرف مجھ کو بلاجا بجا رہا ہے۔ یہ تمام روئے داد کوئی دشمنی نہیں تھی مصر کی گلیوں بازار میں جا کر ملنے والوں میں عورتوں مردوں کی زبان پر چرچہ تھا۔ اور سب کو پوسے واقعات کا علم تھا کہ کون ایک ہے کون بد ہے کس کا کیا کردار ہے مگر اس کے باوجود مصر کی عدالت حکومت نے۔ مانت و دیانت و شرافت کو رد کیا کہ ایسی عدالت کے لیے حضرت یوسف کو جیل بھیجا یا ریس کو کچھ نہ کہا۔ شرم دیا کہ جرم قمر دیا۔ بدی کو پہننے بھنے پھولنے کا مولہ دیا۔ اور مصری عدالت نے یہ قدم کیوں اٹھایا و جیل میں ڈالا اور بھی مصری جیل میں مجرم کو عزم ثابت ہونے پر نہیں لایا جاتا۔ جہاں یگانہ گناہ گار سب برابر ہوتے ہیں جس میں دخلہ کا وقت تو ہوتا ہے نکلنے کا وقت نہیں ہوتا۔ انسان کی دلت و خدائی کے بھنے بھی طریقے ہوتے ہیں وہ سب جمع ہیں۔ ساری تفتیش کے بعد یوسف کا یہی جرم سب سے بڑا ہے کہ وہ عبرانی قید کا ہے۔ اور پھر وہ زبرد غلام ہے۔ بدوی ہے۔ در غلام ہو کر مالک کی بیوی جو مالک کا درجہ رکھتی ہے سے سچی انیس کی ہیں۔ مالک نے اس پر جرم کی تمت لگائی ہے اگرچہ وہ غلط ثابت ہو گئیں مگر جرم کو رد دھویا یا نہ۔ یہ وہ چند بجا حتمی تھیں جس کے سب سے شرافت کی گئی حیثیت نہیں راہرو کو یہاں تک اہمیت پہنچی۔ حضرت یوسف جو سچی و فدا گھر سے نہایت خستہ حالت میں لکائے گئے کس طرح زمانے کا ہر مار سیتے چلے جا رہے ہیں۔ انھو سببش والد میں پر شکون زندگی گزارنے والا کس طرح اپنی قسمت و مولیٰ سے مادی طاقتوں کا مکی بلکہ کلمے کے لیے آنا مانا پہنے آپ کو مکمل تیار پاتا ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو دی لٹی کی خیر توں برکتوں سے فیض یاب تھے اور دیوی ترقی کی کوئی ہیرا ان کے پاس نہ تھی۔ قرآن مجید کی اس پوری سورت میں ایک محبوب کے عشق کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا گیا ہے ایک عشق حقیقی جس کی پہچان یہ ہے کہ سچا اور پکا ہوتا ہے۔ دوسرا عشق مجازی کہ جو سچا تو ہو سکتا ہے مگر پکا نہیں ہوتا۔ اور عشق گریز نہ ہو تو یہ اس کی انتہائی تکلیف دہ شکل ہوتی ہے جس میں نفس پرستی کا عنصر زیادہ شامل ہوتا ہے۔ عشق حقیقی حضرت یعقوب کی شخصیت میں پنہاں ہے۔ اور عشق مجازی زوجہ عزیز کی شکل میں ہے۔ قرآن کریم کی اس سورت میں حضرت یعقوب کی جن شخصی پہلوؤں کو اُما کر لیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ علم کے بھیکراں۔ علم کے معدن۔ عشق محبوب میں کامل۔ انتہائی فزودہ۔ درد مند دل والے۔ مہر کے پلاڑ۔ یقین کے پیکر۔ دم دل۔ نرم مزاج۔ انتہائی صاف کردینے والے فحاشی خوشی پر خوش ہو جانے والے۔ دنوار کا مہر ہے۔ خیالات بلنہر میں گمان پاکیزہ ہے۔ جال نہ سوز ہے۔ شرف کا عنصر علم ایسا وسیع کہ جب نرائی یوسف کی پیدا ہوتی ہے تو بھی فرماتے ہیں **تَنْ مَّؤْتَتْ نَفْسُكَ نَفْسُكَ اَمْ مَّا اَصْبَحْتَ مَقْوُودٌ**۔ آیت دہائیہ کوئی سوچا سمجھا جملہ نہ تھا جو تکیہ کلامی بنالیا گیا ہو۔ ابھی تو پہلا ہی مرحلہ ہے۔ لیکن جب نرائی یوسف کی انتہا ہو گئی تھی ہے اور تمہیں یا میں کی جدائی ہوتی ہے تو بھی یہی جملہ ادا کیا جاتا ہے۔ **تَنْ مَّؤْتَتْ نَفْسُكَ نَفْسُكَ اَمْ مَّا اَصْبَحْتَ مَقْوُودٌ** عَسَىٰ اَللّٰہُ اَنْ یَّاتِیَ تَتَنیْ یُّوْھَدُ حَیْثُ عَلَیْہِ۔ آیت ۱۷ یہ

دلوں مرتبہ کے تجھے علم و حکمت کے کچے ڈھنچے ہوئے موتی ہیں۔ طہر، یک پیسے میں مگر گہرائیوں میں کتنی نفرتی ہے۔ پیسے جلے میں معنی قدر نہیں ہے۔ علم انا عظیم کہ اتنی بڑی ساریں کی گئی۔ جگر کھال دل زخمی کیا گیا مگر کہیں نہ شکایت و ملامت نہ بھڑک نہ طعن۔ ساری قوت میں مشغول سے صرف یہاں ہی تو فریادیں سنائی دیتی ہیں۔

اَنْفُسُكُمْ دین بائیں کو بھالے پر فقط جہاں ہی تیرا ہر کہ طور پر یہ ہی تو کہا۔ فَنَآمُتُكُمْ عَنِیْہِ ۱۵

اِنَّمَا اَبْلَسْتُكُمْ مَوَاجِیْہِ مِنْ فِندٍ زیت مگر محبوب ایسا کمال ہے کہ ازل سے آخر تک ایک جیسا۔ دھوکے نہیں بڑھتی ہی جاری میں مشق کی آگ میں تری ہی ہو رہی ہے ضلالت ہو یا طوط غاموٹی ہو یا گنگو۔ بات کہیں کی ہو کسی سے ہو دھیان یک سی کی طرف لگا ہو بسے دل کی ہر دھڑکن سے یا سہی تل یوسف کی صدائیں ہی آ رہی ہیں۔ ہم ایسا کہ فراق کی آگ کے شعلے آنسوؤں کے گنگھول سے مٹے ہی پھلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ ذَا بَیْہِشَہٗ مِیْنَاہُ مِنْ اَمْرٍ غَم سے آنکھیں سفید پڑ گئیں دردناک محنت۔ کہ جسم گھل رہا ہے ہاں گھل رہی ہے ہلاکت سامنے ظاہر نظر آتی ہے فَاَکُودُہُ مبرک کی یہ شان کہ اپنی بقیہوں پر پہنچ کر مصائب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جو اپنی سنگدلی معذرتوں میں اٹل ہے۔ نہ شکوہ نہ شکایت۔ نہ کسی سے تذکرہ۔ کتنی بڑا استغاثہ سے رہاں وہاں پر کتنا قابو ہے۔ شے سے ڈاڈل گروے والا ہوش و حواس کھو رہا ہے۔ ایسے حال کا ہمدردی پر میخ پڑتے فردا دیں کرتا ہے۔ تڑپتا ہے بھڑکتا ہے۔ حال سے بے حال ہو جاتا ہے۔ دو گھنٹے کسی کا بجز رہے تو مال اپ کو باگل سوتے رکھا ہے۔ ادنیٰ سے ہر پر اسال شکوے شکایت کے قصہ کی طومار باندھ دیتا ہے۔ شہریت کا خیال رہتا ہے نہ خدا کی یاد۔ نہ نبی کی شرم نہ قرآن کی حیا نہ ایمان جانے کا طرہ۔ آخرت کا خوف۔ گمانِ حالتِ ہم میں بھی مثالِ نوب زان آں لو کہے انداز میں علوہ افزہ ہوتی ہے۔ نہ شور نہ مریا نہ پرجہ نہ پکار۔ کیس مہما و امان سحر شریعت کے (مست و محلا) ہوا کیوہ جملہ نکلتا ہے یا والو کی گہری سہالی ادا ہے فَصَلَّیْہُ جَمِیْلٌ ۱۶

اَلَمْ نَشْعُرْ قَتْلِ مَا تَفْعَلُوْنَ میرے لیے تو میرے قتل ہے۔ مرد و فریاد اتنے ہی سے ہے۔ یہی وہ مرد و زندگی کی ہوی طرہ ہے جو تَشَاہُیْہِمْ دَرِیْہِہٖہٗ اَلْوَلِیِّ اَلْاَلْبَابِ ۱۷

ہُوَ مَسْئُوْلٌ ہے۔ پھر عین حکم کہہ دل۔ دماغ اور چہرے پر بالو سی کاشا ثبت تک نہیں۔ جگر یمنوں کو حکم دیتے ہیں۔ یَا مَنِیْ اَرْفَعُوْا صَوْتَكُمْ سَمِعْنَا مِنْ یُّوْسُفَ دَاحِیْہِہٖہٗ دَرِیْہِہٖہٗ اَلْوَلِیِّ اَلْاَلْبَابِ ۱۸

آیت ۱۸ سے میٹھا جاؤ یوسف اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کریم کی رحمت و فضل سے یوسف سے سو ہاڈ رحمتِ الہیہ سے تو صرف کافر بالو سی ہو گئے ہیں حالانکہ بیٹے وہ ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے یوسف کو کوئٹہ میں ڈال پھر کوئٹہ میں سے نکلے دیکھا اور کسی طرف جانے دیکھا۔ اُن کو تو زندگی اور کہیں نہ کہیں موت و گدگائی کا گدگالی غالب ہونا چاہیے لیکن وہ سب لپی نہت گزر جانے اور غلام بنائے جانے کی بنا پر ہلاکت کا پختہ خیال رکھتے

ہے مگر جھوٹا عاشق بلکہ بازی ہوس پرستی سے عشق کی آگ بجھا لینا چاہتا ہے۔ اسی کا یہاں ماحول ہے۔ دروازے بند ہیں ہوس شیطانی دعوت نفسانی کا دسترجون کھل رہا ہے۔ آ۔ اور میری آگ بجھا یہ ایک عشق سے کیا یہ عشق کے دامن پر نہ نوازا گیا ہے۔ عزیز کی سبوی کی سالفہ زندگی پہا کہ ہسی کا چھاپ منور ہے زیر خاک سالفہ کاذبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اظہار محنت کا یہ طریقہ جو استعمال کیا گیا۔ نرم دھیا سے کہ دور بے خبری کے گت قریب ہے۔ ہر طرف سے صحت ملامت سنائی دیتی ہے۔ خاوند کے دہرہ بڑی جاتی ہے۔ تو اظہار عشق کا دوسرا لحاظ شکل میں نمودار ہوتا ہے کہ عاشق کو اپنی جاں کی فکر پڑ جاتی ہے۔ ابن جرم محبوب کے سر۔ اپنی غلطی میں مجبور کو دماغ کرنا چاہتی ہے۔ اپنی عزت کی خاطر معشوق کی ذلت کے سامان کئے جاتے ہیں اسی کو کچی محنت جھوٹا عشق کہ جاتا ہے۔ چونکہ اسی صرف الزام ہی ظاہر ہوا ہے لہذا کاب حرم نہیں اس سے کہ دیا جاتا ہے ذلت فخر و رند ٹیڈٹ وٹ ٹیڈٹ من لہ طعن جب اسی محنت کی دھرم دی کا دوسرا مرحلہ ہے تو یہی مخصوص سببوں کے سامنے ایک مخصوص خیر دعوت میں۔ اپنی آگ کو پھلتے ہوئے۔ حقیقت کا اقرار کر پڑا۔ کازو ذلت من نفیسہ مانتھم واقعی میں سے اس کو ہر غلایا تھا مگر اس سے اپنے آپ کو بچایا۔ معاف غور معصی کا شعلہ بھڑکتا ہے۔ بکتر دوسرا ابھرتا ہے۔ امیری کا شہ پڑ جاتا ہے۔ تو دھمکیاں دہ قید بند کی سز نہیں سنائی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ کیا مثال ہے کہ عشق جھوٹا ہے محنت بھی کچی ہے عشق تو ان کی حاکم ہے عاشق کی ہستی تو معشوق کے سامنے گہ ہے۔ عاشق کا ایں تو معشوق کی دلجوئی سے۔ عشق تو معشوق کی مرہیوں کا کام ہے کہ اپنی نص پرستی۔ یہ کیا میری۔ مہدی۔ دیویشی قیری و مالیت بنطیبت حقیقت سے کہ رسول اللہ کچھ فرمائیں وہ ہم کچھ کرتے ہیں جانیں۔ آقا علی السلام سلم باطل مول اور ہم ہی خود لہدی میں اسے ہیں۔ رسول اللہ تو کبھی کو عوں سے دہیں اور آج کا پیر فقیر غلیب اللہ مقتدی امام مسجد کو ظلم ظاہر اور مگر کو بت فادہ نانا پلہ ہائے پیاسے آنا کی مدیت سنائی جائے رب رحیم کی ترہیں پڑھی جائیں اور عادی گزین دھمکیں جہاں سے بل دہریں۔ ہماری۔ تھکوں سے شرمندگی کے آنسو نہیں کیا اسی کا نام عشق۔ رسول اللہ ہے کیا اسی کو بیہوش دہندی کہا جاتا ہے کیا سورت یوسفی کی بے نقشہ کشی جاسے ہے خیر سے کا سامان ہیں۔ اسے عشق حقیقی تو یہ ہے کہ حسن رخی پوری رعنائیوں کے ساتھ ہے۔ ہر بت دنیا قدموں میں پڑی ہے جوانی اپنے ہار سے جو بلی کے ساتھ دعوت و صل دے رہی ہے انہی عزیز شہد کو نے کیلے تیار ہیں۔ شباب پورے عروج پر ہے۔ شیدان اپنی مکاریوں کا لہر لگا رہا ہے۔ نفس والہ ہے جس پکا تا ہے اسے یوسف کو گھڑی نہا ہے کوئی دیکھنے والا نہیں۔ سات دروسے میں ساتوں مقل ہیں۔ خربشک کی بھیلیاں گر رہی ہیں۔ مگر عشق لہو نوت کے رہیب میں بحر بندگی یوسف کی شکل میں جلوہ گہ ہے۔ جواب دہا ہے۔ تیری باتیں تیری آنکھ کے اعتبار سے ہیں ذلت فخر پدہ ہوا آنکھوں کا ادھا ہونہ کچھ بھی سمجھ سکتا ہے۔ ذلت فخر و لاک ٹر اس بڑھان ریتہ

وقت کی آنکھ تو کائنات کو دیکھ سکتی ہے وہ تو کسی جگہ کو غلط غلط نہیں سمجھتا اس کی نگاہ تو سخنِ قدرت پر موقوف ہے۔ اس کو برحان رب نہ ملے کس ہیئت و صورت میں نظر نہ رہی ہوئی ہے۔ کون سے جوں جس ملائکہ میں نزد کو قابو میں رکھ سکے۔ کمل مفسد و پاک ری مثل چٹان سے جو اس فہموانی طوفان سے ٹکرا سکے۔ مگر سچے عشق خداوندی کا ایک ہی پیکر تھا جس کو زمانہ یوسف کتھالی کے حسین نام سے یاد کرتا ہے گا۔ مصر میں خواہش انسانی کے کتنے ہی مال پھٹنے گئے کتنے ہی طوفان اٹھ کھڑے ہوئے کتنی ہی عیساں کڑکیں مگر مصیبت ایسا کے کو گرل کو ہلانے لگیں سیرت یوسفی میں جسہ ذال سکیں یہ سب کچھ کیا تھا کیوں تھا یہ سب یوسف میں معدنِ عشق مہر دی تھا جس کا مطالعہ مصر کے تمدن، ترقی، تہذیب کے علاوہ اقوام عالم کے سامنے پیش کرتا تھا اور سیرت یوسف کو عالمی کے لیے نیت بنید بنا تھا۔ لیکن آٹھویں پیکر مدق و صلا میل کی ملاحظہ کے پیچھے ہے۔ جیل میں تو بہت سے جیل خانوں میں جانے میں جانے رہیں گے۔ کتنے جیل نکلے رہیں گے مگر اس جیل کی کیا خصوصیت ہے کہ دنیا کا جہادانی و وطن سے اس کا پر و گرام مرتب ہو رہا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار ارباب کرام عظیم الشان میں سے ابھی یہ دسویں پندرہویں اور اس کا پر و جیل کا تذکرہ تو دیرت نہ ہو۔ انجیل۔ جیسی کتب الہیہ کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ہے۔ اس کی نقشہ کشی کے لیے ہر اہل تفسیر کی لکھی گئی اس کے تفصیلی بیان کے لیے کتنی ہی کتب تصنیف ہوئیں۔ یہی ایک جیل ہے جس کو سامنے عالم قیامت میں مشہور کیا گیا۔ اس جیل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا قیدی نہ رہا ہے۔ دنیا میں لوگوں کو اس لیے قید ملتی ہے کہ وہ خود کو حرم سے دھپکا سکے مگر اس قیدی کو جیل اس لیے بنا دیا کہ اس نے جرم کیوں نہ کیا امانت و ریاست و عزافت کو کیوں نہ چھوڑا۔ اس نے گناہگار زندگی کو کیوں لھکرایا دنیا کی مذاذیں ان کو ٹیل بھیجی میں جو قیامت کی رہ گئی چاہتے ہیں اور حسب ملتی سے تو خود کو حرم و گناہ سے قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ مگر اس قیدی کو یہ جیل اس لیے ملتی ہے کہ اس نے عیش کی زندگی سے منہ کیوں موڑا۔ لذت گناہ کے وقت نفس و خواہشات کو قابو میں کیوں نہ رکھا۔ بل دنیا نام نہاد حالات ناموافق زمانے سے نفادت کر جاتے ہیں مگر یہ قیدی یہاں سے کہ اس نے اپنی تمام کی کیفیت میں میں زمانے کے آثار چلا ڈکھلا اور دیکھتے ہی کمال متانت سے حالات کے ساتھ مطابقت کرتے ہوئے آئینہ ہر آزمائش کے ساتھ خود کو آسمان پر جواہر و بہانوں کا ظالمانہ سلوک ہو یا قافلے کی غلامانہ تجارت باعریز مصر کی خریداری اور خدمت گزاری یا بیگ ہی کی یہ جیل اس کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اس قیدی کے آنے سے یہ جیل عبادت کی عبادت گاہ بن گئی اور کسی بھی جیل درگاہ معرفت بن جاتی ہے۔ بہت شایانہ و شہید یہ جیل اس قیدی کی عبادت ریاضت اور اسانت سے محزون نور عسریں ہوتی ہے۔ جیل کا ذرہ ذرہ پکارا ٹھٹھا ہے۔

ثُمَّ لَنَرْكَبَنَّ الْفُلَ فَنَمُوتُ فِيهِ وَنَبْعَثُ فِيهِ مَنْ يَخْلُصُنَا مِنْهُ قَوْمٌ
 لَا يَذَرُونَنَا فِيهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ أَهْلٌ لَا يَخْلُصُونَ

وَالَّذِیْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَمَتُنَا وَهُوَ غَیْبٌ . کبھی اسی جیل میں توسیع داری کے رہیں پڑھائے جاتے ہیں۔ یصاحبی ایستخون ان بات متفقہ تھیں کہ عتہ نو حد نقہاں یہ قیدی یہ چند سالوں کا تو نیز جواں۔ یہ اُنہی جوانی۔ بھر پور شباب مگر اس کے سرخ رخساروں میں تو نور و صحت کی فلک اور اس کی خوبصورت آنکھوں میں تو وہی اسی کی روشنی موج مل سے اس کی زبان فصاحت کے پھول بکھیر رہی ہے اس کے دال کے سامنے تو بار و اہد اکاویں دم توڑ رہا ہے۔ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَلَمْ یَكُنْ لَّکُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُکُمْ مَا اَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ سُلْطٰنٍ اَنْ یَّجِیْلَ فِیْ کَیْلِ یَّکْشِفُ اَوْدَیْجَ مَکْمُورٍ مَّظْہَرٍ . یہ سہت ہادی کی طرف سے بلند ہو رہی ہے اَمَرَ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا نَا . دَعُوْا اِلَیْہِمْ اَنْفَعُمْ وَنَکْرَ اَکْثَرُ اَلَا تَرَ اَیُّہُمْ یَعْبُدُوْنَ یہ قیدی عجیب ہے۔ کیا یہ صرف دین کی باتیں جانتا ہے۔ کیا یہ صرف گوشہ تنہائی کا بلند زاویہ ہی ہے نہیں نہیں یہ مول آدمی نہیں ماس کے کشوری مزارع میں تقریباً انسانوں کی ستر مائیں مظلوم ہیں وہ سب تعالیٰ کی خفیہ زبان بھی جانتا ہے۔ یہ اشدائیت الہیہ کا بھی مجیدی ہے اس کوڑ جہاں کسی کی تاویل اور غواہوں کی تعبیر بھی آتی ہے۔ یصاحبی ایستخون اِنَّا اَخْلَقْنَا فِیْ سُبْحٰی رَہْہُ دَاوُدَ . یہ کسی حیران کن شخصیت ہے کہ جس سے جیل کی کدھر کدھر منور بنایا گیا۔ تو جیل میں ملتا تھا مگر کشن توسیع سلام ہوتا ہے یہ بلاخوں کے پیچھے جب آدمی رات کو ذکر الہی کے فتنے لگتا ہے تو آوار کی شمعیں جلتی نظر آتی ہیں جب یہ صبح کے جلالت الہی میں نہایت بھر و ہنگام شروع و ختم سے سجھاریا ہوتا ہے تو خدا کسی ملک جاتی ہے۔ کسی لے ہی کہا تھا۔ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلٰٓئِکَہٗ کَرِہْمُ . اس نے کسی کسی سے کوئی حاجت بیان نہیں کی۔ بس پتے رب سے ہی فریادیں کرتا ہے اسی کو اپنا مشکل کٹا سمجھتا ہے۔ لیکن خود قیدی ہو کر بھی جہاں کی مشکلیں حل کر دیتا ہے اَلَا تَرَ اَنَّا کُنَّا مَعًا وَنُہِیْہُ . ہاں گل کسی آزاد ہونے والے قیدی سے کہہ رہا تھا۔ اَلَا تَرَ اَنَّا کُنَّا مَعًا وَنُہِیْہُ . تو پتے رب سے مدد کر۔ میرا رب تو دونوں کی باتیں جانتا ہے ہر رب غافل ہے۔ میرا رب تو مشکل حل فرماتے والا ہے۔ یہ ہے رب پر اس کو تو لے رب بنا لیا ہے یک مصیبت پڑنے والی ہے۔ جانتا ہے کہ میری ساری باتیں یہی ہیں میری تعبیر۔ میری۔ میرے دال . تو ذہن جی جلد محلوں تک میری دلی باتوں اور پہنچے دی کے دال بھونے والی کی خدمت پہنچانے کا۔ تاکہ عظمت کے محلوں کو حق پرستی کے رک گھونٹے عطا پہل بار بننے کو ملیں۔ مگر یہاں کو ف و ف دشمن اڑے اُسکا تھا بکر شیطن کے . وَ نَسِیْہُ مَشْہَدُہٗ دَہِیْ شیطاں جس سے نبوت کے طواف مہمانوں کو آگ یا رینا کو بھڑکایا۔ اور جیل میں پہنچایا۔ فلیت بی ایستخون یصنعہ جینس کئی سال جیل میں رہے . یہی عشا الہی تھا۔ اذلی حدیر الہی کے مقرر شدہ پروگرام کا یہ بھی ایک حصہ تھا۔ کیونکہ بھی تیل کے مشعلہ ماحول کو نبوت

کے کایہ رہا تھوں کی سہ درستی تھی۔ نیل کی طہرہ ٹھٹھوں کو نور پیاں کی دہلیزیں سے کے لیے کچھ وقت کی عادت تھی یہ تو وہ طہرت سے کہ تو اہم ثابت کہ وہ ترک کی نیل کو درست کرنا ہو تو یوسف کمالی کو بھیجا ماسے وہ جب نکلے تو دوسری کے درباروں کو درست کرنا ہوتا ہے تو کلم طہرہ کو بھیجا جانا سے ماسے سب تعالیٰ کے جہز ملاں کو تو اس سے پاک کرنا ہو تو محبوب مہر تھی تا جہاں مرغی مالک بوج کلم علی اند طہرہ دسم و مہوت درایا ماسے وہ سب میدان سکتی کو گناہوں کے ٹھکڑوں سے بچا جاتا ہے تو تئیں رٹا کو مقب درایا جاتا ہے یہ دل فی کے وہ پڑا میں جو کہیں بھی ہوں دشمنی ہی دیں گے نبی سہت یوسف وہ دور سے جو سہ ماحول کو موزی کرتا ہے کی سہت سے نہ سے وہ تو ہوں کو کئے سق دینے دیا کی ٹیکھ و تہمیری کی تو فی مانی چہرے مگر جہات دیوی کا دولت کسا نہیں ہے یہ نصرت یہ ماسوں کی ذوی کئی مہول ہے کیا نصرت بھی کیا جاسکتا ہے کہ دوبارہ ملے یا اپنی موت ہی پیاں کرتے ہوئے حضرت یوسف ایک ایک ماس سے پورا پورا مقصد حیات کا کام لے رہے ہیں کوئی وقت ہاتھ سے ملے نہیں دیتے۔ نصیر پوچھنے والے قیدی سب مار گاہ و سخی میں پی جانت لے کرتے ہیں تو قیر میں لفظ اس لیے دیر نکلتے ہیں کہ ان کے آسنے کا مقصد دیوی ہی نہ ہے۔ دس س کاہ مہر میں ماسے ٹھکڑوں کو بھی پتہ ملگ جاسنے کہ ہم کسی کا جن بخرمی۔ جاوگر۔ فال۔ رٹل داسے کسے پاس نہیں آسنے مگر حیات دیوی کا مقصد اور تہیت اُردی کی راہ حقیقت تھانے والے پیکر بدیت کی مقدس دار گاہ میں عامہ ہیں۔ کیا کی بٹکے مارل۔ کابل۔ تو پور و میر و بیٹے دہل لوگوں کو سمجھ کرے داسے شخص لے سہت یوسف کے اس پہلو سے نصرت حاصل کرتے ہوئے تبلیغ دیں کا مقصد فریضہ اگر نہ کار و بی ڈا ہے یوسف طہرہ السلام نے تو قید و محبت کی وہ کھ کسی سے مت کی ناپ کی قید الی سہی ندگی کی تہا رنج رشہ و مت سے بھری پڑی ہے یہ حال تک کہ قیدیوں کے علاوہ نیل کے افلاں بھی ہاتھ دے ماسے ماسے معتقد مہر آسنے ہیں۔ وقت گرت جلا جا رہا ہے۔ دوش و حب دیکھ لیتا ہے مگر ماسے تمام رعایہ پورے ملک میں کوئی قید نہیں بنا سکتا۔ آج مصر ماں طہرہ مہر کرنے والوں ماسے نادر خوراں کو پڑی یاقوت ملی کی تہیت کا پتہ ملگ جاتا ہے آج دستور کا ہوں۔ ہم میوں کے سر شرمندگی سے بچے ٹھک گئے۔ کہاں گیا علی و مہر۔ یاقوت کے مہر کو کیا ہوا۔ درس گاہیں کہیں ماسوں میں محبت کی تحویں کھالے داسے کہاں نہ چھا گئے۔ نقل و خرد کے ماسے مہر نوٹ گئے۔ جب سب کچھ مہول کی تگھال کا وہ تہرہ اوجس کو بدوی علام محرم سمجھ کر قید میں ڈال ہوا ہے یا دایا ہوٹو سٹ ٹھا بقصد نوٹ خد فی ماسے لفظ ماسے اسے کائنات ماسے میں سب سے زیادہ پہتے یوسف۔ ہیں اس جواب شامی کی تعمیر تاکہ سات پٹی گاہوں نے سات موٹی گاہوں کو کھایا۔ در سات مہریاں اور سات ٹھک ہیں۔ اس خواب سے ماسے دربار میں سسٹا چھایا ہوا ہے۔ سب کے علم میں ہو گئے بنا فی ٹھک جو کہیں یہاں شان نبوت

[illegible]

کمانی، اکامی کا منہ دیکھا، پس اب آخری منکر ہے۔ چربا سحری کی آزی ادا ہے۔ مقابلے کے ایک طرف
 بوزھا۔ جائید و علم رسید۔ و نفل کا زرد مانع بارشاد ہے اور دوسری طرف گاؤں سے چل کر کوئیں سے
 ہرنا علامت کی زنجیروں میں کشا کسبہ بندہ حانہ حلایل پہنچنے والا قید می ہے۔ عمر کا جوان ہے۔ جس کی نکاحوں
 نے کبھی شہر نہیں دیکھا تھا۔ پھر مقابلہ دست و بازو کا نہیں عقل۔ فہم۔ علم۔ لغت رباندالی۔ اور دست دہی
 کا ہے۔ ایک زبان میں گنگو برابر رہتی ہے۔ پھر دوسری میں پھر دوسری پھر چوتھی پانچویں چھٹی ساتویں۔ انہوں
 بادشاہ کی حیثیت پرستی جاتی ہے پھر سوچتا ہے ہواں کب تک ساتھ مے گا تا ج دنیا میں میرا مقابلہ کون
 بیست سا زبانوں پر زبانیں بولی جا رہی ہیں دس۔ بیس۔ تیس۔ پچیس۔ شاہ مصر کی رحمت و رحمت ہی تھی۔
 واقعی کوئی کبھی بھی مقابلے میں د ٹھیر سا ہوگا دنیا میں دل گیر زبانوں سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ یکنی
 شاہ مصر نے سنی عمر کا ڈرامہ زبانیں یکے میں فروغ کیا ہوگا۔ میلائی تو اس نوخیز جوان کی زبان دانی پر ہے جو
 چالیس لاکھوں تک نہایت و مامت بلا صحت کے ساتھ مسکرا مسکرا کر جواب دہاں اور بادشاہ آج اپنی عمر میں
 قابو پالی ارشاد کے یقینی خیال کے ساتھ میلائی پریشانی سے ندامت کے پسے پر پختہ رہا۔ اور سب اپنی۔
 آخری چالیسویں زبان کا بھی جواب سن یا غشا کھنہ جب یہ مکالمہ پورا ہوگا تو قال۔ ٹٹ نیوم دنیا
 کیسے۔ "اوسن" سے یوسف تیرے فہم و فراست کا سطر و تیری تعبیر خواب بتانے سے ہو پکا تیری
 مالی طرزی غریب نفسی کا مشاہدہ ان برائوں کی گواہی سے ہوا تو کل تک تھ پر ہمتاں طراری اہتمام تراشی کر
 رہی تھیں۔ اور اپنی خیانت اور کذب وانی کو تیرے سر تعویذ رہی تھیں آج وہی زبانیں تیری دکھلا سنی کے
 گیت گارہی ہیں۔ لیکن میرے علم تیری یالوت قابلیت کا پتہ آج اس مکالمے سے ہوا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ
 مکالمہ قطع شکست و بیست کے ارادے سے دہرا ہوگا۔ یہاں صحت بازی یا سلیف بینی نہ ہوئی ہوگی بلا صحت
 معاملی کے ترگے و اسٹے گئے ہوں گے ملنگلی۔ سائل۔ سیاسی حالات۔ آئندہ کے معاشی شعور پر ہی طنائی
 معاملہ می کے سوال و جواب سونے ہوں گے یہ سب پھر دیکھو رعب مش مش کراٹھا۔ طرح سے آزمائش و
 پرکھ کر چکا اور نہ گی میں یقیناً پہل بار سمانی متاثر ہو گیا تب کاشک تو۔ آج سے ہم سب ملک و ملل کوحت
 والوں کے نزدیک جسے معصوم الاداسے قوت ملی والا اور امانت والا ہے۔ واقعی تیرا علم میرے علم کے برابر ہے۔
 اپنے جب اس کا جواب دے گا لیکن زبان میں دیا تو ششہ رہ گیا۔ پھر دوسری زبان پھر دوسری پھر چوتھی پانچویں۔
 عشر زبانوں تک فصاحت کے جوہر ملتے رہے۔ نوت کا یہ وہ مقام ہے کہ جہاں عقلیں ہکا بھکتی ہیں۔ قلعے سخن
 پڑتے ہیں دانش نمر مذہن ہوتی ہیں۔ ما هذا البشر ابر هو ارممذہن کریم دنیا کا کون انسان ہے جو توت
 کی ہمسری کر کے کہنے بد نصیب ہیں وہ جو نبی کو پہنچے رہا بشر کہتے جو حے صرف بشر ہی کہتے ہیں۔ صحت یوسف

ہیں۔ نوت کی جس طرح نقشہ کشی فرمائی گئی، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا حمال کی حقیقی بھی غریباں ہیں وہ بہت نوت کے دامن کے پھول ہیں۔ دنیا، انسانیت کی دلوں ہی تو ہیں۔

ملک قوت دہان ملک وقت مردان۔ جو توں کو پہنے جس پر مل جوتا ہے اور مردوں کو اپنے علم پر مگر نبوت کی وہ ہلیز پر یہ دونوں نارٹوٹ مانتے ہیں۔ اور کسی کو رہاں سے کسی کو ذہن کی گہرائیوں سے کتنا پڑتا ہے کہ بہتر بعدت کے مقام سے کس ادنیٰ ہے۔ خیال نجاتی علیٰ حراۃ الارض رانی تحفظ غلبہ سبب یوسف کے سبب کائنات دیکھو ایسے گئے ہر طرح ترایا گیا تو سمجھو کہ یہ سب کچھ میرے رب کی مطلق ہے۔ اور میرے ہاں اسکا لٹا کہن کا لافوں سے۔ قانون الہی اپنی بال دستی چاہتی ہے۔ لہذا صرف کسی زیوی قانون کی مشورتی عہدہ نہیں کسی کافر حکومت کے زیر فرمان نہیں بلکہ طاقانی زمین کے تمام خزانوں کا حاکم متحد بنایا جاتا ہوں بلکہ اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون جاری ہوں۔ بیشک میں تمام میں کی مطلق کر سکتا ہوں۔ اللہ اللہ کے تمام قانون کو جاننے والا ہوں۔ میں بادشاہ کا سرحد منت نہیں ہونا چاہتا میں نے تو بیل سے نکلنا بھی اس وقت تک قبول نہ کیا تھا جب تک وہ رہائی بادشاہ کی غفلت دی تھی۔ جب عدالت کے فیصلے نے میری رنگا ہی کا فیصلہ کر دیا اللہ میری سزا سبک سزا صحت سے جگ گئے تب میں رہائی کو اپنا حق سمجھنے ہوئے چل سے نکلا۔ آج پھر کسی کا حال مند کیوں ہو سکتا ہوں اگر مجھ کو اسی قابل سمجھتے ہو کہ میں مکمل انتظام دایم کر سکتا ہوں تو مکمل اختیار بھی میلا ہو گا اور ملک پر قانون بھی میرا چلے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ قانون کفر کا ہی ہے اللہ ہی صرف مشاہدتی کو نسل کا منبر بن جائے میں حق تعالیٰ کا پیغامی ہوں۔ وہ کوئی عوامی نمونہ ہو گا جو چاہتے ہوئے کا بہاری ہو۔ میں دوسری حکومت کا ماحول نہیں مقرر و لکڑ کا طراہٹ مند ہوں قانونی شرف پر آؤ نہیں آنے دی جائے گی۔ ماشاء اللہ منتا دیں اور اطلاق نبوت کی کسی اعلیٰ محبوبی ہے۔ باب ترقی مجدد میری یوسف کا ایک عجیب باب کھولتا ہے۔ یوسف مختلف پر طوہ افروز ہیں اور بھائی سلسلے اکٹھے ہوتے ہیں کون بھائی؟ وہ بھائی جنہوں نے موقع ملنے پر ظلم۔ شقاوت۔ ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ قتل کے منصوبے کو ہر طرح ملی جامہ پہنایا۔ دیکھو درد کے پورے سلاں کئے گھر سے بے گھر کیا۔ ظلم شکار بیچ دیا۔ وہ دور جب کہ ظلم جانا سسکا سسکا کر ماننے کے مترادف تھا۔ نئے بھائی کی مظلومیت برتری نہ کہا۔ آج اسی بھائی کے سامنے مایہ زانہ کھڑے ہیں متحیرہ لگا ہوں۔ یہ دیکھو ہے میں نعرہ فہم دھم لہٰذا صبر و ات۔ کیسا عجیب اتفاق ہے۔ تاریخ عالم کا ایسا انوکھا موڑ ہے۔ جس کے سامنے کھڑے ہیں وہ وہی محروم مظلوم بھائی ہے مگر آج۔ وہ مظلوم نہیں بلکہ کائنات کے مظلوموں کی داو رسی اس کے سپرد کر دی گئی ہے آج وہ بھوکا اور پیاسا نہیں بلکہ زمین کے بھوکوں کا نمین بنادیا گیا ہے۔ یہ حاضر ہونے والے بھائی اس کو غور و مہربانی سمجھ رہے ہیں مگر یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا ہے۔ ہر قسم کا سلوک کیا جا سکتا ہے آج

یوسف کو انتقام لینے سے کون ملک کتاب ہے اشد۔ روکی دیر ہے بڑی سے بڑی سخت سے سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اہل دنیا کے سامنے یہی کڑی آزمائش ہے۔ شخصیت یوسف پر صبر کا دو گز چکا ہے۔

سچ علم و رحم کا راز ہے انسان کے لیے مقصود یہی محبوبی میں صبر کر لینا اگرچہ بڑی سعادت و بلا ہے مگر سخت پریشانی کا راز ہی بے کسب بین کر۔ قوت و اختیار ہوتے ہوئے غمخشنی کے پھول نکھار کر۔ اور انہیں انتقام لینے کا وسیلہ غفلت کی لندی کا دنیا میں ہے۔ انعام عالم پر صبر و صبر کے کی دور گر سے مگر کوئی بھی نہ صرف

کی مثال پیش کر سکا نہ ہم یوسف کی کہ جب مقام صبر تھا تو اب بھی۔ کی اور حسب طاقت پائی ہوئے کا خیال بھی نہ کیا۔ حالانکہ کھردر غیر معمول کی تاریخ میں یہود و عساری اور یورپین مائیک کے واقعات میں معلوم۔ سینے

محمد ریکس۔ عاید پر ہم کی علی سی مثال بھی نہیں ملتی۔ اس کی داستانیں ظلم سے صبر کی پڑی ہیں اہل دنیا اور اہل اشد کے اس امتیازی فرق پر تباہی کا شاہ ہے۔ بین دفعہ بھائیوں کا آنا ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ ایسی بیانی فرمائی کہ عزیز صبر کے بین اختلاقی کی وحاکم و شہرہ۔ دوسری دفعہ وہ طریقہ اختیار فرمایا کہ اصل کی گمراہیوں قریب سے قریب تر ہو گئیں۔ بین دو طاقتوں میں صبرانی تو ہر قسم کی ہوتی ہے مگر پہلے سلوک کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا جاتا۔ تیسری طاقت ایسی حالت میں ہوتی ہے کہ انتقام کے کاسے خود بخود رحم کے پھول ہی جلتے ہیں اب بات بھپائی نہیں جاسکتی۔ لیکن

مس یوسف سے انہوں سے جیسے دُکھ اٹھائے آج وہ سہرا کہ ہے۔ الفاظ کی ش فرما رہا ہے کہ تعاد کے لیے ایسے لفظ بولے جائیں کہ پوسہے طاقت کا نقشہ بھی کھینچ جائے مصر میں آنے کا وعدہ بھی بھرا آجئے اور پہل انہیں یاد بھی آئیں بیک میری طرف سے دل پہ علی کی لڑائش بھی ملے۔ تمہو سے سے کلام سے سی پوری تفصیل دو

جائے ہذا عندکم ما عندنا یوسف و حیدہ اذ انتم جہا ہوں کیا تمہنے کبھی ثلوت یا بلوت میں کیسے یا کہنے گزے سولے لمحات میں کبھی سوچا بھی کہ تم نے یوسف کے ساتھ اہ اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔

کبھی اس کی دمنے تم کو بھی ملایا یا کسی ملامت ہوئی اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کی شکل کا کبھی تصور بھی نہ دھا۔ کم کہ اس کو ضرور یاد آگیا ہوگا۔ اور یہی مناسب واقعات و کردار کی تصویر بھی کھینچ گئی۔ اچھا لڑو کہ حسب تمہاری کم عقلی کے ان تھے اہ تم نے کھیل ہی کھیل میں کیا کیا تھا۔ اسے کلام ہی یوسف ہو۔ ہاں یہی ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی سے اس نے بھ کو نہیں بتایا میں نے تو تم کو پہلے دن پہچان لیا تھا مگر تم نے میرا حسن سلوک دیکھا۔

اس بھی میں تم کو یاد دلاؤ۔ مگر آرا یک دل یہ بات نکلتی تھی نیک تم سے کچھ مواخذہ کرت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں تمہے

نادی میں یہ سب کچھ کیا تھا اب تمہاری ملامت معدست قبول ہے۔ دل پر کوئی وجہ نہ کہو۔ آرمیں بھائی ہوں تم میرے خون جو۔ بھائی انتہا کت زاحوصلہ ہو رہے ہاں کہو نبوت کا خود تینا اسے سب میں صالحیں تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں مگر نبوت کی ایک نوبل ادایہ ہے کہ ہر بات کی انتہا و اللہ شکر خود مدی۔ اور حمد باری تعالیٰ

کو بنایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیوی ماحول ایک دم دین کے سہنے میں ڈھل جاتا ہے۔ تاکہ بندے کے قصور و
دنیا و اہل دنیا سے ہٹ کر مشغول ذاتِ جل مجدہ ہو جائے۔ اسے بجائے تمہارے یہ میرا دیہہ دیکھا ہے لیکن میرا رب
تو آخر تمہارا حق ہے۔ مل معذرت کی بارگاہ میں کرو۔ دو تم کو ابنا بادل تک بخش دے گا۔ اب آخری صورت تک
حمدی حمد شکر ہی شکر ہے۔ آخر میں سب سے منہ موڑ کر رب کی بارگاہ میں عرض گزار رہے۔ کہ اسے میرے کریم
رب۔ غیظوں سے مرقع الاثو نے اس کو وصل سے بدلا۔ شیطان نے تھوڑی تکلیف اور صدفائی دی۔ تو نے کثیر
مطالب فرمائیں والد دیا۔ مال سے ملایا۔ پھر بے بھائی ملائے ملک دیا سلفیت مطاخرائی۔ حکومت۔ عزت۔
رزق۔ آل۔ اولاد یک کچھ تو نے نہیں دیا۔

تیرے کرم سے اسے غنی کون سی عی ملی نہیں
مھولی ہی سب کی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

اسے میری نرپا دل کو سننے والے شب کی اندھیریوں کو نور بنانے والے۔ بس ایک ملاپ۔ ایک وصل اور عطا
فرما سو گئی منمنما قد الحقیقیہ سباً سباً رجبین مجھ کو سلامتی کی ولادت عطا فرما۔ اور اپنے خاص الخاص
مندوں سے ملائے رکھنا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ سورت۔ مابدین۔ عارفین۔ فاضلین۔ علما۔ صوفیا۔
کے لیے آیت الہیہ ہے کیونکہ وہی سالین بخت میں درط بین شریعت میں۔ یہ سورت فاضلین۔ ادا میں۔ فاضلین
تائین۔ طہین کے لیے سورت ہے کیونکہ بلامست اور توبہ اور اقرار گناہ لائے والا ہی اولی الالباب میں سے ہے۔
یہ سورت۔ عاشقین۔ عاشقین کے لیے عزت و محبت ہے کیونکہ یہی ملکہ رسول پر کمال ایمان لانے والے مومن میں
دیا میں اگر کسی کو بھائی کا درجہ دیا جاسکتا ہے تو یہی بارگاہ الہیہ میں ان سی کا وصل وہ اعلم خداوندی ہے جو دیا۔ یعنی
قرش میں تو تم سے دلا ہے باقی برادری۔ اخوت سب چھوٹے دل بے وفا۔ بے عزت۔ مطلب پر صحت۔
جھوٹی میڈیا اور پیاریت نے حالی ہے یعقوب علیہ السلام کی پہلی بیوی راجل تھیں مگر ان کے تین بچے بڑھاپے
میں ہوئے لاکھ یوسف حکم دینے دو رہ بیٹا بیٹا میں۔ دوسری بیوی تینا کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی۔ لاکھ لوٹری سے
ہاد۔ شتر۔ دان لوٹری سے دو بیٹے دان فتنائی۔ دخول مصر کے وقت صرف تین زندہ تھیں اور بارہ بیٹے زندہ اور ان
کی اولاد بیویاں۔ حضرت یعقوب کی دونوں بیٹیاں فوت ہو چکی تھیں مسیح یہ ہے کہ دونوں کی شادی نہ ہوئی تھی۔
وہاں لوجوئی میں ہوئی تھی۔ حضرت یوسف کے گیارہ بھائیوں کے نام۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
رویل	ہسودا	شمعون	لاوی	یہوذا	یساویون	جاد	اشیر	دان	نفتالی	یوسف	بنیامین

فہم کی وجہ سے مگر بعض نام کسی ایسی شخصیت کے نام پر جس کا اس سورۃ سے خاص تعلق ہو مگر کوئی نام کسی خاص آیت کی وجہ سے مگر کوئی نام کسی ایسے لفظ کی وجہ سے جو اس سورۃ میں امتیازی مقام رکھتا ہو۔ اس سورۃ کا نام آیت مَن لَّعَنَ اللّٰہُ اُمَّتَہٗ اِذَا فُتِنَ بِہِمْ یَوْمَہِمْ فَاُولٰٓئِہِمْ لَیْسَ لَہُمْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ میں لفظ لعنہ سے رکھا گیا ہے۔ مسطورہ
 قانونی اصطلاح اور شریعت اسلامیہ کے مطابق، جب باجماع کسی نام کا ترجمہ دوسری زبان میں کر کے اُس کو لکھنا ہوتا
 ناجائز بلکہ بعض موقوفوں پر نام دالے کی گستاخی اور جھوٹی سے۔ کیونکہ دینی نام بعض تعارف کے لیے ہوتے
 میں مقصود معانی میں ہوتے۔ یہی حکم مقامات اقامات، شخصیات اور مصداقی ناموں کا ہے خواہ وہ نام انسانی نام
 نہایت کے ہوں یا حیوانیت، نباتات یا نباتات کے ہوں۔ یہی حکم قرآنی سورتوں کے لیے مثلاً سورۃ نقرہ کو سہران
 میں بتا دیا گیا ہے۔ لکھنے کی سورت یا کاغذ سرگز یا زنجیریں، اسی طرح قطار ہر ایک فرشتے کا بھی نام ہے
 اور اس سورۃ قرآنی کا بھی۔ اور اس کا لغوی ترجمہ ہے پیچ پنکھاڑ لگا اس کو سورت پنکھاڑ نہیں کہا جاسکتا بعض نوروں
 سے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرتے ہوئے سورتوں کے اصناف طبعیات کے انگریزی ترجمہ لکھنے والے جو میر مسلموں کے
 دماؤں میں عجیب مصلحتیں گئے یہ مترجمین کی کم فہمی سے اس سے بچنا چاہیئے۔ معانی سورۃ اس سورۃ
 پاک میں چھ رکوع ہیں اور ہر رکوع کے مضامین کا خلاصہ اس طرح ہے: ۱۔ پہلا رکوع: آسمان زمین چاند سورج - دریا
 نہری مختلف مچھل و پھل اور موسموں کی حیوان کی تخلیق - فطرت اور قدرت الہیہ کا بیان آخری زمیں کا استدلال
 ۲۔ دوسرا رکوع: اسالی مملکت علم ہی اسالی تدبیر کا نامہ - تقدیر اسالی کی ہیئت - تمام دینی مخلوق عبادات
 نمازات پر ہیئت الہی تعالیٰ اور ان کے جملوں کا بیان - اسالی کمزوری اور اُس پر اگر ضرور پڑھے ہوئے آدمی کا
 تعالیٰ مازہ و قیام - تمدن عالم - اہل قتل کی شایاں اور ان کا اُردی لحام ہوسے بندوں کی شایاں و اُردی
 ۳۔ چوتھا رکوع: قتل سکون کا بیان - کفار کی ہند اور ہمت - صری - کفار سے الگ ہونا اور ہمت - دھروہ خداوندی
 کی شان و پاہن - رکوع - گستاخانہ نعت کی سزا - ست پرستوں کی پرستش اور ت سازی پر دلیل ملی - حنفت
 کی مثال - مسلم ہود و نصاریٰ کی شان کہ قتل خواہش پرست مصلحتوں کی مذمت اور انجام مگر پھٹا رکوع - دینی
 لہی کی شان - سچ آیت کا ذکر مسلم و نصاریٰ کی ہند کی کفر کی درپہ کاری کا انجام - کفار کا انکار نہایت اور
 اللہ تعالیٰ کا جواب - بعض سورتوں کے دو - دو میں ہم نام ہوتے ہیں جیسے سورۃ یوسف - مگر سورۃ رکوع کا ایک
 ہی نام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَمْ تَرَ اَنَّكَ اٰتٰی الْكِتٰبَ وَالَّذِیْ اُنْزِلَ

اے وہ مہم . یہ انیس کتاب کی ہے وہ کلام جو اتارا گیا
یہ کتاب کی انیس ہیں . وہ جو تہدی طرف تھامے

اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ

رف آپ کی طرف سے آپ کے حق ہی ہے اور لیں اسے آپ
آپ کے پاس سے اترتا ہے . مگر اکثر آدمی

لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ

نہیں مانتے . اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو
وہاں نہیں لاتے . اللہ سے جس نے آسمانوں کو بلند کیا ہے

یَغَیْرِ عَمَدٍ تَّرَوْنَہَا شِعْرًا سَتَوٰی عَلٰی

بنی ستون کے دیکھتے ہی جو تم ان کو بھر برابری مساوی
ستونوں کے کہ تم دیکھو مساوی پر استوا

اَلْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۝ کُلٌّ

مساوی اور سب کو حکم کر دیا سورج کو اور چاند کو ہر چیز
قرابا جیسا اس کی شان کے لائق ہے سورج اور چاند کو سورج ایک ایک لہیرا ہے جو سے

يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدِيرُ الْأَمْرَ

جتنی سہ کی یہ مدت مقرر کی ہوئی ۔ عہدِ مسما ہے وہ اللہ تعالیٰ
وہ وہ تک پہنچا ہے ۔ یہ کام کی سویر مسما

يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ

معات کی مفصل بیان فرماتا ہے ۔ آیتوں کو تاکہ تم پر ملاقات رب اپنے کی
اور مفصل نشانیاں ملتا ہے کہیں تم بنے رب کا ملنا

تَوْقِنُون ۝

یقین ہاؤ تم
یقین کریں

اب آیات کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے چہ طرح حق ہے ۔

تعلق

پہلا تعلق ۔ پہلی سورت کی آیتوں میں باری تعالیٰ نے تھان در میں کی ان عامی ملاقات
تہمت کا حمل ذکر فرمایا تھا جن کو کما بھی سورہ صم میں دیکھتے رہتے تھے مگر بعد توجہ نکھیں پر اگر گن جاتے تھے
اب آیات میں رب تعالیٰ نے در اقصیل سے مشابہت تہمت کا ذکر فرمایا اس سے سورہ یوسف کے بعد سورت
وہی کا ربط ہے ۔ دوسرا تعلق ۔ پہلی سورت کی آیتوں میں رب تعالیٰ نے حضرت یوسف کی ہانی ضریر توجید
باری تعالیٰ کے موعوع پر بناٹ مستعدوں کے حالات سے ذکر فرمائی ان آیتوں میں آسمان میںا کے غائب کا
تذکرہ فرمایا جس میں اقصاء زمانات ہو کہ جب حاق و بعد سے تو معصوم بھی وہی و حد ہے اس مناسبت در ملا سے
سورہ یوسف کے بعد سورت و در ضروری ہے ۔ تیسرا تعلق ۔ سورت یوسف کی آیتوں میں قصہ یوسف علیہ السلام
سنسکر نبی کریم رؤف و رحیم علی قدیلہ و سلم کی دہوئی اور قتل فرمائی گئی جس رنج و غم کی خاطر جو آپ کو پہنے ہی
اہل مکہ خاندان سے پہنچا تھا اس سورت میں یک جگہ دیگر نبی و کلام کی یہاؤں اور خدا کی مدد کی کا ذکر فرما
کر ہی پاک کی سنی فرمائی کہ فرمایا و بعد یوسفی ٹرٹیل جن صدف چوتھا تعلق ۔ پہلی دو سورتوں میں رب
تعالیٰ نے سورت سے انبیاء کلام کا تذکرہ فرمایا اس سورت میں باری تعالیٰ سے بنی نالہ ای قدر توں کا ذکر فرمایا

مگر ترجمہ بھی نام ہی متا جاتا ہے۔ مثلاً ہمزہ گالی توفیقہ ۱۔ لام گریا توالہ ۲۔ ہاء لام گریا توالہ ۳۔ رہا۔ دو سر لام گریا توالہ ۴۔ گریا گیا۔ کہا نکالنے سے اُس کے نام پاک کی ایسی حیرانی کی، ہم میں میں۔ لکڑی اسم موصول اپنے محلے سے مل کر چہرے بند کی یہ مذکر واحد ہے۔ رفع۔ فعل ماضی برکت سے مشتق ہے متعدی ایک مفعول۔ کبھی لازم بھی ہوتا ہے اس کا مائل اللہ تعالیٰ کی طرف لایح ضمیر مؤنث سببہ الشکوات۔ الف اسم متغراتی ہے۔ خیال رہے کہ الف لام استغنی اسم امیدیہ جمع اُس پر آتا ہے جس کے تمام افراد مراد مول کوئی فرد اُس سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ مملکت جمع ہے ستان کی کمال نصیب ہے جمع نون سالم سے ب جاؤ مادہ ہے غیر ملکہ کی طرف مضاف ہے۔ وود مجرور ہے بار بارہ کی وجہ سے ملکہ واحد ہے اس کی جمع کی وجہ سے غیر حروف استانیہ میں سے ہے فقیر معنی ٹیک بنوں۔ توفیق مل معاد جمع معنی مال میثاق جمع مذکر صغریٰ سے مشتق ہے بھی غور فکر سے دیکھا۔ حامیر منصوب متشکل واحد نون میں داخل میں ایک یہ کہ اس کا مرجع ملوات ہے تب یہ پورا جملہ ملوات کی صفت یا حال سے گا۔ کتاب نصب ہوگا۔ دوسرا یہ کہ حامیر کا مرجع غیر ملکہ ہوگا تب یہ پورا جملہ توفیقہ بغیر ملکہ کی صفت یا حال ہوگا اور کتاب کہو ہوگا۔ ضم حرف عطف ہے مگر یہاں نہ تراخی سے نہ ترتیب بلکہ فقط عطف معنی واو عالمہ ہے۔ استغنی فعل ماضی توفیق سے مشتق ہے باب افعلال سے ہے۔ معنی۔ لادہ کرنا۔ چڑھنا۔ بنھنا۔ برابر ہونا۔ بر کرنا۔ قبضہ کرنا۔ یہاں یہ آخری معنی مناسب ہیں۔ توفیق کے بعد جب لگی آئے تو متعدی ہوگا۔ یعنی چڑھنا ٹھیکنا۔ قبضہ کرنا۔ اب اس کے بعد والی جازہ آئے تو متعدی ہوگا۔ یعنی ارادہ کرنا برابر کرنا۔ اور جب یہ حرف شاہیں تو لازم ہوگا۔ بنھنا۔ برابر ہونا۔ مل جازہ معنی توفیق۔ الخرش۔ الف نام عمدہ ذہنی یا فاری۔ عرش معنی تخت عدا عرش اعظم ہے۔ وعاظہ سخن فعل ماضی معرب باب تفعیل سے ہے اس لیے متعدی ہے معنی کام میں لگا دیا۔ جال کر دینا۔ یہاں دونوں معنی صحت میں مگر میں سے زیادہ مناسب عدا اس کا سخن یا سخن یا سخن ہے۔ ہوتا ہے معنی۔ دل لگی کرنا۔ اس کا فاعل مؤنث کا مرجع اللہ ہے افعش۔ الف لام عمدہ فاری ہے نون۔ وہاں اس کی تصغیر ثنیۃ ہوتی ہے جب یہ فاعل ہو تو اس کا فعل مؤنث بھی ہو سکتا ہے اور مذکر بھی بحالت۔ بے کیونکہ مفعول ہے سخن کا وعاظہ افعش معنی چاند مطلق اسم ذاتی ہے اس کے معانی نام تین ہیں۔ جلال۔ مدد۔ مدد معنی۔ کمال نصیب ہے عطف ہے لیس پر۔ گن تاکہ معنوی کے لیے اور یہاں۔ دے جسے سخن کی ایک سے پڑے اس لیے سے۔ یہ خود کا بیت رفع ہے کیونکہ بند ہے مگر پورا جملہ اسمیہ بحالست عطف ہے کیونکہ مال سے شمس۔ لمر کا۔ سخنری فعل مقارع معروف خبری سے مشتق ہے معنی تیزنا۔ خواہانی پیرا ہوا۔ رختا۔ پھینکا۔ یہاں مراد پھینکا ہے۔ لام عازہ تعبیہ ہے اجل مصدر سے بھی تا قبل اسم مفعول اس کا ترجمہ۔ مدد۔ دے۔ دے کرنا۔ اور دے حق مگر مہر تو مل اسی معنی سے کہتے ہیں۔ یہاں پہلے معنی مراد میں۔ کمال کسر

ہے حرف جر سے مسمیٰ اسم مفعول۔ تاکید کے لیے سے مسمیٰ مفعول کی ہوئی نام لکھی ہوئی۔ لکھی ہوئی آخری مسمیٰ بھی مناسب نہیں مگر اس وقت تاکید ہوگی مسمیٰ ہے اجل کی اس لیے بحالت جر ہے۔ اعراب کی قسموں میں سے اسم ممدوم سے۔ لہذا ارفاہر وہا غلٹی یا غلو سے متعلق ہے۔ سُدَّ بَرْدٌ لَا مَرَدُّ لِيَقْبَضُوا رِزْقَاتٍ لَّعَلَّكُمْ يَتَّقُوا۔ نیدر۔ فعل مضارع میضو واحد کر غائب اس کا قائل غُو ضمیر مستمر مروج کا مروج ذات باری تعالیٰ باب تفعیل میں اگر متعدی ہوا مسمیٰ شدت سے استہانک صحیح نہا یہ شان بھی صرف رب تعالیٰ کی ہے وہ بندہ سے کام ہزاروں نکلوں کے باوجود پہلے لفظ اور ناقص ہوتا۔ بعد میں زرقی پکڑتا ہے۔ اس کا مادہ دُرر ہے۔ اسی کے ہم وزن یک ماقہ دُرر ہے اُس کے معنی ہیں میٹھا چھینا۔ اور دُرر کے معنی ہیں سمت و طرف مند ہونا اور مُر۔ الف لام استعراقی ہے۔ لفظ امر اسم جامع بھی ہے اور مصدر مادہ اشتقاق بھی جب یہ جملہ ہو گا تو اس کے معنی ہوتے ہیں۔

ما معالجہ عالجہ کام میں آیا اسم جامد ہے اسی آخری مسمیٰ میں۔ اسم جامد ہو گا تو کوئی فعل یا گردان رہے گی۔ اگر مصدری مسمیٰ میں ہو تو ترجمہ ہو گا حکم اور ہر فعل و صیغہ کے کا یقین۔ فعل مضارع میضو واحد کر غائب تفعیل میں اگر متعدی مسمیٰ صاف دکھلا دیا پورا کھول کر بیاں کرنا۔ صلت سے نہایت بھی جدا ہونا یہ مادہ جہت لازم ہوتا ہے اور اس سے جو کی غلٹی مروجہ کاتب بنے گا وہ متعدی ہو گا آیت۔ الف لام استعراقی آیت جمع سے آیت کی۔ معنی عادت کرتی یا شان قدرت یہاں دروں مزدیہ جہت کے میں کلمہ امتحانہ صحتی تعالیٰ یا معالجہ امتحالی سے پہلے استعمال ہوتا ہے اس سے مل باحی امتحالی متا ہے ہر جیسے کی ضمیر ساتھ لگتی ہے جب فعل سے علیحدہ ہو یا وہ ہو تو حرف مشبہ بالفعل ہوتا ہے اور اسم و خبر پر عمل کرتا ہے یہاں یہی ہے کہ ضمیر مع حاضر اس کا ام ہے منسوب ہے۔ ماقہ لفظ مصدر ہے غلٹی مزدیہ کا روزن فاعل ہے بشرائاباء وغیرہ اس کلمات لغو یا لغوی ہے۔ معنی ملنا۔ ملاقات کرنا۔ پھینکنا ڈالنا۔ پہنچنا۔ بھٹکانا۔ وصول کرنا۔ بر مادہ۔ ہمیشہ مدتی ہوتا ہے۔ یہاں پہلے دو مسمیٰ ملا میں مضاف زب بھال ہے جر۔ مضاف الیہ مائل کا اور مضاف ہے مائد کا کہ ضمیر مع حاضر کا مروج کا در عالم میں یا تمام انسان لو قنون فعل مضارع بیضہ مع مد کر حاضر یعنی ہے نہ ہے معنی نفی کرنا یعنی ہوتا۔ یہاں پہلے مسمیٰ ملا میں۔ باب افعال ہے واصل تھا یقیناً۔ نئی برکت قبل نہا بعد یاد سکے ہے لہذا دوسری ہی کو داو سے بدل دیا گیا لو قنون ہو گیا۔ قونون اور دیگر صیغوں کو اس کی مساعدت کے لیے بدل دیا۔

اتَّقُوا۔ يَذْكُرْ أَنْتَ الْكِتَابَ وَالَّذِي يُؤْتِي الْقُرْآنَ بِتِلْكَ

تفسیر عالمی

رَبِّكَ نَحْنُ وَنُكَرْ كَثُرَ اسْمًا مِنْ لَا يُؤْتِي الْقُرْآنَ بِتِلْكَ الْفَامِ مِم
را۔ یہ حرف مقطعات میں۔ اُس کے معنی بجز اللہ رسول کے کوئی نہیں مانتا یہ کتاب بھی لکھی ہوئی سہت کی

تہیں میں۔ جس سے دیا گیا کتب سے مایوس ہو کر کتب سے مایوس ہو کر قرآن مجید سے ہم
شہ قریبے دیا گیا کہ کتب گرد جہاں۔ جو داہرنا۔ لفظ طہرہ اور ہے مگر یہ نہیں قریب ہو گئی ہیں
کیونکہ لالہ ہو گئیں یہ تفسیر بھی ہو سکتی ہے کہ لٹائیں میں کتب لہی کی۔ اور تمام جو کچھ نازل فرمایا گیا ہے یہاں
جسب آپ کی طرف سینہ اقدس میں آپ کے سب کی طرف سے حب بھی اور جنت بھی حق ہی ہے۔
کیونکہ میں میں حال نال اسرار۔ اور۔ کلام۔ شریعت و طہریت۔ اور لی سے جس کو لٹا ہی تھا ہے۔
نہیں۔ حق کے چار معنی ہیں۔

۱۔ ہر مصلحت سے مایوس ہونا۔ ۲۔ ہر مصلحت میں مفید کام نہ ہر شخص کو نفع دینے والا۔ ۳۔ چاروں معنی
ات کے کلام قریب زور۔ انجیل صحیفوں اور قرآن مجید احادیث پاک میں مع میں جو سارے مشاہدہ سے کہ جس طرح
تک آں مجید کا ایک ایک لفظ بانی دہاں مادی سے ہی طرح احادیث پاک بھی بتاتی ہے وہ شش اور ششہ
میں اور حدیث پاک کا کلام بعد از نبی ہے بلکہ حدیث مطہرہ سے دل کریم سے اس طرح متعلق ہیں کہ قرآن مجید
احادیث کے بغیر سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔ اور لیکن کثر ہاگ تم کے پاس کمر شک یا منق و جور۔ یا حسد بعض۔
صاوت۔ عداوت کی حالتیں ہیں۔ وہ کبھی بھی کچھ بھی ہو جائے ایمان نہیں لائیں گے۔ نہ مارلی ہونے کو مانیں گے
حق ہونے کو۔ نہ میں اللہ ہونے کو۔ نہ آیت ہونے کو۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ وحی الہی کے حکم پر ہی قسم کے ہیں۔
کچھ تو آیات اللہ ہونے کے منکر ہیں۔ کچھ منزل میں ملے ہوئے کے کچھ منکر کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے کچھ
نازل ہوا۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ حق نہیں ہے تو کسی اعمال کتب کے کلام الہی ہونے کا انکار کرے وہ بھی اس میں داخل
ہو کر اور ہو گا جس کہتے ہیں وحی ملی ٹھیکے میں نہیں ہیں۔ آیت کریمہ میں ان سب کی تردید فرمائی گئی۔ آیت
الکتاب فرمائی ہے عیا گیا کہ ذکر کریم اور الفطانی کریم اللہ کی عظیم نشانیوں میں ذرا سا ٹکڑ ٹکڑ کر کے دلا بھی جائے
مگر حکم الہی کا۔ ماننا صرف اس سے کہ۔ غور کرتے ہیں نہ جتنے جتنے ہیں۔ مگر ان کے دہاں سے کوئی
دقیق نہیں دیتا۔ اس لیے کہ ساری سہ مال وہ کیف ساری سے اگرچہ کوئی نہ دیکھے۔ شدہ ہر مہر و شدہ ہے
یہاں ہے اگرچہ کوئی نہ دیکھے۔ نہ نندی برود شہوت بغیر عصبہ نہ تو ہما نہ
شہوتی علی العرش و سحر شمس و نفس و مغرب و لا حظ مستی بذاتہ لا مہر یفقد
استغناء منہ و نہ تو متواتر وحی الہی کی مثال یہ کیا جائے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو نہیں جانتے اللہ وہ ہے
جس نے قلم لکھواتے جسے بڑے بہت سے آسمان اتنی لمبی یہ میرا کہنے کہ جس کی ہونچہٹی سحر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا آپ نے نبی فرمایا کہ مرا آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا معاملہ ہے ہونچہٹی سے پہلے
انہوں کا معاملہ بھی بخاری ہے اور ملے آسمان غیر ستر لوں کے قائم میں اس سے یہ صمت تک کے لٹا ہوا ہے

ملا کہ تم اپنی سیاحت - سفر - پرواز - طائی رفتار - ساری دنیا کا چکر لگا کر دیکھتے ہیں جو سرچیز عجیب سے عجیب تر - چھوٹی سے چھوٹی بڑی سے بڑی نظر آسانی سے مگر کس بھی میدانوں - بیابانوں - صحراؤں پہاڑوں میں تم سے کوئی پہنچا کوئی بننا اب دیکھو آسمان کی مدی تک گیا ہو یا آسمان میں تک چھا اگر اس پر نصیر ہو حالانکہ تمہارے کاذب ہاؤں نے پہاڑوں کی چوٹیوں سر میں ان تمہارے خدا بار کئی بلندی تک اڑتے چلتے گئے ہیئت کریمہ قیامت تک کے منکروں کے لیے ایک عظیم چیلنج اور دعوتِ فوراً فکر سے رہی ہے۔ بعض نادانوں نے کہا کہ کافرانہ رتہ کا بڑا ہو ابھلو اس کی چوٹی پر آسمان ٹھہرا ہوا ہے (مادی) کتنی اعتبارات سے۔ اور ات کا مسمیٰ اس طرح کرتے ہیں کہ بلند کیا سمجھوں کہ ایسے ستون کے بغیر جو تم دیکھ سکو گویا کہ آسمان کے ایسے ستون موجود ہیں جو نظر نہیں آتے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ ظاہر کا ستون کیوں نظر آگیا۔ اگر زمین کو صفت ہی بنایا جائے تب بھی مٹی یہ ہو گا کہ آسمان کے ستون صرف قدرتِ حق سے جو نظر نہیں آتی۔ یہ وہی اللہ سے جس نے عرش پر تہذیب طلال کا غلبہ فرمایا کہ قانونِ البسہ کا مرکز ہی مقامِ اودانیا کا محفل عرش کو بنایا مگر یہ بھی تمہاری نظر - نگاہ عقل - فہم شعور سے پوشیدہ ہے۔ تو یہ دیکھ لو کہ سورج و چاند تو تمہارے سامنے ہیں جو آسمانی کے دلائل ہیں ان کو ایک مقربہ صفت - معینِ مہار کے چکر - دوسے پنے تلے ماسے پر مسخر دریا بند بھی کسی اتنے نے فرما دیا۔ نیز خود آگے پیچھے ہو سکتے ہیں رفت کو کوئی کر سکتے کس کی جنت ہے جو کسی کیست ہے کو اسی تغیر سے بدلے۔ سب تقدیر نے جو صفت ان کے لیے مہمانی سے وہ اس تک پہنچتے ہی رہیں گے۔ یہ سب نظام کائنات ایک عاملِ تدبیر کے ماتحت ہے یہ ایسے ہی نہیں ہے وہ اللہ جل شانہ سر اس کی تدبیر فرماتا ہے خواہ وہ امر جاری نہ میں چھوٹا ہوا بڑا اعلیٰ ہوا اعلیٰ - حقیقی ہوا عظیم - بلندی پرستی - عرش - ارض - سمندر و نیابت - سب میں حکمت و تدبیر سے معر میں وجود میں آئے ہیں۔ پھر کسی سب کائنات نے اپنی کوئی آبِ ثلّی قول - کلام بندوں سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ وجود میں ظہور و شعور میں تفصیل سے بیان فرمادیا ہے جس کی پس لڑ ہی طرح وہ عالمِ انعام پر نظر ڈال لے لیکن اس تمام فیصلہ بھر ترقی و تہذیب کا مقصد تمام فضاؤں جنوں کو امن و امان عطا کرنا ہے تاکہ مائوں کی اس مٹی و ان سے تم سب کو کچھ ہے و کچھ تو معنی قیدت نہیں بلکہ صفاتی عالم کی طرف خود کی حقیقت سے یقین کا آنا اور بہت ہونا غلطاً فکر و فکر کے بعد ہی ہو ماسے یہ دعوت نکر عمل بھی دلائل قدرت میں سے ایک دلیل ہے۔

ان آیات کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوتے۔

فائدے

۱۔ پہنچا فائدہ - دنیا میں کار پر یہ وہ میں مومن اللہ شکر گزار مجھ دارِ عدتِ خود سے ہیں۔ اس لیے کہ کفر بہت سی قسم کا سب بل طار کیا وہ بن جاتے ہیں۔ لیکن کثرتِ حقانیت کی دلیل نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے کثرت سے دمر عرب ہونا چاہیے نہ مغرور۔ یہ فائدہ و لیکن کثرتِ امتا میں راہ سے اس کی تفسیر حاصل ہوا۔

دو شرافت مند۔ کسی چیز کا اثر قبول کرے دے کی حیثیت اور اعتبار۔ مزاج و طبیعت کے لحاظ سے ہوتا ہے نہ کہ ترکے واسے کی کائنات سے۔ کچھ کچھ خلق کفر پر قرآن کریم صریحاً آیت کا اثر رہا ہو۔ مگر اس کو جلدو۔ شعر۔ و کلمات۔ کلمات جیسے یہود و عصاب سے اُسے یہ فائدہ لایا منوں کی تفسیر سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔
 تیسرا فائدہ۔ عرش پر عرش و کری عمارتیں یہی مہال حدیث پاک کہتے۔ خلافت کا یہ کتنا کہ آفتواں اُسمان
 عرش سے وال تان کر ہی اسواں تانوں جو ہے یہ سب غلط ہے۔ یہ فائدہ دُفعہ فحشوات رانہ اور
 شہادت ہی سے حاصل ہے۔ چوتھا فائدہ۔ جو چیز نظر نہ آئے تو اُس کے نشانات ظاہر ہر داسے جاتے
 ہیں۔ کیونکہ آسمان کوئی بھی نظر نہیں آتا ماری تانوں نے اُس کی نشانیاں پامد سورج ستارے پیدا فرمائے اور ان
 کا دیکھنا آسمان کا دیکھنا قرار پایا۔ تو اسی طرح جسے بھی پاک کو دیکھنا اپنا دیکھنا قرار دیا۔ حق راہی نقدر و الحق
 لدانی کریم علی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ علی و علی کی نشانیاں میں اور اسی طرح آج او یاد اللہ و علما۔ نبی پاک کی نشانیاں
 میں یہ فائدہ۔ نور تھا۔ سے حاصل ہوا۔

ان آیات سے چند مسائل مستط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ آسمان زمین بالکل ساکن اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ صوف سورج چاند ستارے
 گردش میں ہیں۔ جس کے کر زمین گردش میں ہے۔ غلط ہے۔ مسلمانوں کو یہاں عقیدہ بنانا منع ہے۔ یہ یہ مسئلہ
 حق تعالیٰ سے مستط ہوا۔ دو شرا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کی غیر متعین صفات مثلاً تعالیٰ کی قلوب میں بھی
 بصیرت ہو سکتی ہیں۔ دیکھو اس آیت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے سے۔ مگر وہ کسی آیت میں ظاہر کہ ہر بات ہر
 چیز دیکھا۔ حدیث پاک میں اور دیکھو نبی کو ہر نظام زمین فرمایا۔ اس لیے مخلوق کو بھی ہر شے دیکھنا جائز ہے یہ مسئلہ
 نیزہ لانا کی تفسیر سے مستط ہوا۔

س ہر چند اعتراض پڑھتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ اس آیت کریمہ میں وَالَّذِي يُزِيلُ سَاعِدَ النُّجُومِ کے الفاظ حنی میرٹھا
 سے یہ بات ہوتا ہے کہ ہر قرآن مجید ہی حق سے ماطورث۔ اجماع امت۔ قیاس۔ یہ تمام اہل اصول حقہ کے
 یاں کردہ ہیں دلائل شرعیہ حقہ ہوں۔ بلکہ باطل ہوں۔

جواب۔ اس کے جواب دیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مہم ہے وہی جلی اور خنی کو۔ قرآن مجید وہی جلی ہے
 حدیث پاک وہی خنی و اجماع و قیاس قرآن و حدیث کے اعمال کی ہی تفصیل ہے۔ گویا کہ قرآن و حدیث سمجھتے
 اجماع و قیاس اس کے موقی قرآن و حدیث ہر مل ہیں۔ اجماع و قیاس اُس کا مطلق۔ قرآن و حدیث ہر مل ہیں۔ اجماع و
 قیاس اس کا اس۔ قرآن و حدیث ہی ہیں۔ اجماع و قیاس اُس کا وہی۔ یا قرآن و حدیث سورج میں۔ اجماع و قیاس

مازوں سے اکثر خواص و عوام ناواقف ہے۔ اسی لئے نقل و یوکی واسے کی پر ایمان نہیں دے۔ شیخ اکبر
 نے فرمایا کہ عارف کا ہر کتاب پتہ نہیں ہے۔ بہت تخیلات و محو میں اور وارث کاراں حق ہے۔ مگر
 طالبانِ حقیقہ کی کو اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ ان سے محاب لگا ہوا ہے۔ بعد کی صلیت کو کچھ مود و مافی
 ہائے اللہ اندھی رہے و استعجاب و غم و دہشت و شہادت علی اللہ اس دست
 استغفار و انعمہ کل ثمری (میں قسمی کہ ترا لانا) بفضل اللہ و نعمہ اللہ و نعمہ اللہ
 انہما کی سنت شریعتی و سنت الہی سے طالب مولیٰ کے لیے نشانات قدرت سے۔ یہی سالِ طہ
 ہے کہ ان اللہ جل شانہ نے تھان معذرت انا ت محمد مصطفیٰ کو و دفعتا لک و حکم لک۔ کائناتِ ابد
 اور اس کے سرسبز کرہ ہر لوگو کو اللہ یوں کا ایک آماں ملایا۔ اور یہ حسن مصطفیٰ کے آماں کی بادی بغیر و بیوی کا
 کہ ہے بل۔ نیکی و مہدی دینی تعلقات کے ملو فوراً پر ہے۔ ان سے ان کو ناسے ہمارے محاب کی
 نعمت کے لیے کوئی کمی قسم کا سہارا تم کو نظر نہ آئے گا۔ اس سالِ کامل تا۔ کارِ نعمت کو مہربانی و مظلومانے کے
 مدد کی کے قلب و ریح کو عرش ہمارا اس پر مہربان ہمارا مہربان سراد کا بھل۔ تاثیر۔ تقویم سے استہدی اور علی دریا۔
 اور اس ہی صفاتِ محمدی کے اہمالوں میں۔ ایک معادس کے رد عالی سورج۔ اور تمام مہربان مہربان مہربان مہربان
 کرنا یا نہ جنت کے سورج و طریقت کے چاند کو اس ذاتِ یگ میں مسخر کرنا یہ حوائج ہمیں جو کچھ چاہئے وہ
 یہ کار ہو چاہئے و قرآن و حدیث سے سورج چاند میں جو بادی نعمت تک نہ کائنات پر جاری رہا نہ ہیں گے
 یہ کمالِ فطرت کی تدبیر میں۔ اللہ تعالیٰ ہی تو یقین۔ یقین۔ تقویم۔ تو قیر۔ اہل۔ امتیاز میں خلیل و محبوب کی تدبیر فرماتا
 ہے۔ و مقادیر و کائنات و مراتب کی نشانیاں تفصیل سے بیان فرماتا ہے۔ بلکہ مہربان سے پہلے عشق کی صورت
 سے۔ اسے مدد حق بات نصیحت کے مشاہد سے کے وقت اپنے دست میں کی ماضی قرب کا میں اللہ تعالیٰ
 حاصل کریں۔ اس مدد سے پرہیزگار و مہربان۔ اہل ہے۔ تفصیل بات حکام دہ میں۔ عارف کا اہل تدبیر
 ہے اور مرد۔ اس کا ظاہر تفصیل اہل سے اہل ہے۔ نصیحت علی شانے و تلو فرمایا کہ مجھ کو وہ قرب معزت حاصل
 ہے کہ اگر آج ہی غائب ہوں تو میں انہیں میں زمانہ۔ مگر کو کمال۔ مگر اس کے لیے حشر۔ موت و حیات
 رہن و مہربان رہیں۔ وہ ہر وقت ہی مذہب دیار دہ میں ہیں۔ اہل غائب کو حویہ مست میں طرائفے گا دہیں
 کو وہ مہربان ہی حاصل ہے۔ طالب و مل کی قیامت یہاں ہی ہے۔ اہل غائب کی موت و مہربان سے مگر اہل
 اسرار کی موت خدای سے مہربان کمال کی چھ نشانیاں ہیں۔

۱۔ علمِ اُمت کا عالم و اطاعت الہی میں مصروف و معصیت سے دور رہنا۔ شرک و دشمنی کا دشمن
 اور احکام سے عبرت لینے والا۔ نفس و ظلم سے انصاف کرنے والا۔ دنیا سے پہلے نفاذ الہی حاصل کرنے

أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ

انگوں اور کھجور کے درختوں کے درختوں سے اور نخلوں کے درختوں سے اور غنم
اور کھیتی اور کھجوروں کے درختوں کے درختوں سے اور غنم

صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفْصَلُ

بزواں ایک جڑ سے ایک سے دے سب کی مٹا ہے سب کا ایک ہی دستی و لایہ ہائے ہیں
ایک سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور جھلوں میں

بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي

م ان کے بعض کو اور بعض میں کھانے ایک ہیں
م ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں ایک

ذَلِكَ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۷﴾

اس لئے یہاں ہیں قلم کے جو عقل رکھتے ہیں
س میں شایاں میں عقل مندوں کے ہے

تعلق

ان آیات کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے جو ہر طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق۔ پہلی آیت پاک میں سب کرم نے اپنی مائیت کا ذکر آمل چاند سورج و مریخ و مری
کی پیدائش سے فرمایا تھا جس کو علم نہ سمجھ سکتے تھے ان کی عقلوں درگاہوں میں بہت سکتی تھی پلینے
سب ان آیات میں زمین پہاڑ اور بحروں دریاؤں جھلوں اور رات و دن کی پیدائش کا ذکر مگر شاہ قندست ظاہر
فرمائی۔ دوسرا تعلق۔ پہلی آیت میں بالنی ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جس کے بغیر انسانی زندگی محال ہے ان نعمتوں کا
آسمان اور چاند سورج سے تعلق ہے مگر ہر شخص ان میں غور نہیں کرتا اب ان آیات میں ان ظاہری نعمتوں کا ذکر ہے
جس کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے اور ان ظاہری نعمتوں کا دار و مدار ان بالنی نعمتوں پر ہے اس لیے پہلے ان نعمتوں کا

تھوڑے میں سب سے پہلے کی بات میں فراہم کی گئی مائیکرویل سے درمیان سے نرس پہاڑ کو اٹلا کر
کی لسانی ہزار ڈالنگ ہے۔ روم لیاں، ان بڑے پہاڑوں کے دیے برف بگھڑ پر چنے اور ان میں
پر میں والوں کے لیے کافی رہاں۔ درمیان میں مختلف تاثیریں ہیں اور ان تاثیروں سے مختلف پھل پھول
سبزیاں، ٹکڑیاں، سبزی گھاس پھوس، سبزیوں سے نفع کے لیے پیدا کرنا ہے۔ تاکہ دیکھ کے سارے
سبزی گھاس پھوس میں۔ درمیان میں ایک دو سب سے بڑے علاقے کو کر تھی دو تھانوں اور سبزی برائی کو
قائم رکھتے ہوئے چاہے سب تھانوں کی اہم کاریوں کے سامنے نہ رہیں۔ دنیا کی تمام ممالک اور ڈیڑھ لاکھ
فریادیاں طرح کے مرکز مؤثر اور مادیات جیسا مخلوق بھی قائم فرمایا۔ درمیان میں سبزیوں کی پھولوں کے
ایسے ایک دو سب سے بڑے مخلوق فرمایا یاں طرح کے اہل دنیا پیدا کیا یاں طرح کے گھٹ جیٹھا سایا یا رنگ اور
سب سے مختلف کردی یاں طرح کے ایک ہی جگہ کو میں میں ڈال کر سب سے پہلے اور سب سے آخر میں
شاخیں بنائیں۔ جڑوں کو لینے والا درختوں کو دینے والا بنایا۔ ہر موسم ہر ماہ سے۔ اور وقت کو بھی رستہ و
روں کے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ رات دن کو بیٹے۔ صبح سے میں چھپ لیتی ہے۔ رات سے ان کو ماب بھی اسی
مطابق عالم سے یہ کتنی نیکی ہے۔ رزق رزق کی عزت و قدر سے درمیان دلی شایاں ہیں ان تمام میں
مگر اس کے یہ مضمون بخلاؤں۔ خود فکر کرنے والوں اور راہ راست پر آنے کے نہ ہوں ممدوں و سبب قوت و
کے لیے۔ علماء محققین اور مفکرین و معجزین فرماتے ہیں کہ سب نعمان نے پانچ سو سال کا آسمان میں ذکر فرمایا اور پانچ سو سال

[illegible]

کی خواہشاتی موحوں کے تھپڑوں سے۔ کعبہ جلال کے قرب سے دور نہ ہٹ جائے یہ طالب انسانی خواہشوں
 عراط مستقیم پر ماکن و جامد سے مگر اس میں عشق حقیقہ کی پاک ستھری سہری جاری رہا دیں اور سی پھوٹی سی
 میں قالب میں اپنی محبت کے تمام پل پید فرمائیے۔ کہ کہیں لذت ہے کہیں اروسہ کہیں انسوں کی گری
 ہے کہیں آمول کی ٹھنڈک کہیں وصال کی مٹھاس ہے کہیں نرات کی ترشی ہے معرفت میں ہر جگہ تسنن و بسط
 کے حوٹے ہوئے پید فرمائے۔ اسی سحر میں شریعت کا دل ہے طریقت کی راست ہے۔ مشاہدے کا دل ہے
 مراقبہ کی بات ہے بندہ مایہ پر حب عشق اللہ کی اندھیری مات طاری ہوتی ہے تو ماسوئی شد کے دن کو
 یہاں آجاتا ہے۔ طالب انسانی راجہاں ہے اس میں معرفت کی ہزاروں آیات ہیں جو نزلہ کر رہے ہیں کو
 نظر آتی ہیں۔ دبی لا ارض قطرة فتحو رات و جنت قس الغیاب و سر و ق و یحسد صلو
 و عین صلو و یسقی یسار و جد و نقصان یغصھا علی نفعہ فی الا کل۔ راق
 فی وایت لا سہ تنو و یاتھن ام انسانی سرے پر تک ظاہر ابا ن۔ گوشت۔ پوست۔ چال و حال۔
 رنگ روپ۔ شکل و صورت میں ایک ہی کرتا سوتی نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت میں کثیر ہوئے جھٹے ہیں۔ اور جو ا
 قریب فریب گماثرت میں بہت دور کہیں نفس کا ملا ہے کہیں قلب کا ملک ہے کہیں روح اہل کا سحر کہیں
 سر کہیں نخی کہیں ملی اور سب کی سرحدیں متحرک ہے۔ کسی کی تاثیر حوال کسی کی خلوت۔ کوئی مطلق کوئی جبروتی
 کوئی عطلوتی۔ کوئی سلفہ گناسول کا بحر ملاؤ کوئی مکتوا معرفت کے پھول کا پس۔ اسی زمین میں فیوحات ہائے کے
 باغ میں۔ اور توفیق و استعداد کی کھیتیاں لہلہا رہی ہیں۔ یہیں کسی ملائے میں وکرتی کے مضبوط گھسے درخت ہیں
 اور ہمان کے خزاں سے ہیں۔ سب کو ایک قرآن و حایت کا لالی یا جاتا ہے۔ اسے عقل سیم دوم ہی ان سب
 کو فیضیت دینے والے ہیں۔ غلہ و روحانی میں بعض کو بعض پر ہم سے ہی فضل کیا۔ ہزاروں کی مٹھاس طبعہ
 روزوں کی منت ہے۔ کسی غل صاب میں حمد خدا کی خوشبو ہے اور کسی میں ذکر مصطفیٰ کی مشک کعبہ جلال کے طوام کا
 سرور کچھ دہے۔ مراقبات جلال کی تنہائی میں بیٹھ رہنے کی خوشنیاں ہوا میں۔ ہم نے ہی شریعت کو طریقت
 سے۔ طریقت کو معرفت سے۔ معرفت کو حقیقت سے اصل کیا۔ پسک وہ قالب انسانی جس کی ملی پہچان لوگوں
 کی دانش بزد۔ نم۔ منطق۔ فلسفہ۔ سانس سے پوشیدہ ہے اس کے غامد و راق میں۔ عقل عرفانی کہنے والوں
 کے لیے محبت ہی شکار قدرت کی نشانیوں اور فطرت کی آئینیں ہیں۔ یہ تیرک ظاہر بینوں کو دکھائی نہیں دے سکتیں
 خواہ وہ غاسر کو دیکھیں یا میر بھار اور اپریشن کر کے دامن کو دیکھیں۔ یہ تیرت الیہ و حافی شتروں سے نہیں نگاہ قلبی کی شاعری
 سے دیکھی جاتی ہیں تیر گاہ میں نہیں مرقبہ کا میں نظر آتی ہیں۔ اللہ عز و جل

جو تھا جو تھے سے انہوں نے پانچویں سے چھٹے سے ساتویں سے آٹھویں سے نویں سے دسویں سے
 اسی طرح ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے
 کے لئے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے
 ہے یا اس میں ایک ملکہ کا نام ہے پڑی عشت سے یونی ہے ، تمام ناموں میںوں سے ٹری ہے۔ ملا سولہویں
 انت اسے ٹری عشت رب کائنات سے ملکہ فریاد کہہ دی کی شان کے لائق ہے کہ اس کو ان کہہ دئے۔
 دینوں میں آتے کہتر بشر کے صحبت کے یک مدان میں ساتوں آسمانوں ساتوں زمینوں کبھی عایش کی جس
 سے جنت کی عظمت اور لہنی جوان کا تارہ ملتا ہے۔ حالانکہ جنت عشت سے چھوٹی ہے کہ یہ میں استلوا
 علی اورش کا ذکر اس سے بھی ہوتا ہے کہ سب سے بڑی مخلوق پر رب میل کا غلبہ ہے تو چھوٹی مخلوق کس شمار
 میں نہ تو خدا تعالیٰ کے سامنے رہیں ، اعمال چاند سورج کیا جنت رکھنے میں ملا سستار صلیت سورج کی
 ایک دھوپ ، مار گزرتے آسمان کے مدار میں سے ملا تھا صلیت آیت سورج کی پیش ، ملا ، تحقیق فرماتے
 میں کہ میں اور میں کو سورج سے گیارہ لاکھ سے میں ، ایک ہر کہ میں وہ مل زمین کو مری کی شدت سے
 در تمام مری یہ ان میں در اندر بل میں سورج ہی سے ہے اگرچہ وہاں نقاب کی کرنیں دیکھیں ، وہم یہ کہ
 تمام اشیاء سورج سے ہیں یہاں تک کہ آگ وہ گل کی اشیاء بھی سورج کی نئی کرنوں سے سے سورج سے کہ
 تمام نئی عبادت نباتات و فیرو کی سورج کی تیش سے ہے چہ دم یہ کہ تمام پاکیزگی سورج سے سے ہر دم دل رات
 اسلہ سورج سے ہے سستم یہ کہ سورج میں کوڑے پھٹکا سے راست کو شائے پھٹکا ہے ہر دم یہ کہ شمس
 تاملی ، سورج ہی سے ہے ہر دم یہ کہ شمس ، یل ، ماہ ، وقت ، سورج سے ہیں ، ہم یہ کہ لسانی جوانی۔
 ساتی جماداتی ، نصیات اور یاریوں ، یلٹوں ، بیم ، تری چیزوں کا گھلا سورج سے ختم ہوتی ہیں وراثتیا کو
 مستند ساتی ہیں ، وہم یہ کہ سورج کا نہیں تمام حیاں پر مسلل عاریتہ طاب بھی اٹھن بھی راست بھی دن تھی ، یازم
 یہ کہ سورج ایسا مقرر ہے کہ جیسے رب تعالیٰ کی سادگی میں ہے اس کو یہ کہ گھلا اس کی عبادت اس کا طوع قیام ہے۔
 اس کا دل رکوع ہے اس کا عود سجدہ ہے ، یہ عبادت اس کی لاف سے ہر دم وقت عاریتہ سے ، یہ جسے کہ چار
 دی کا مشہور کرنا اشاروں سے پڑھنی ، ایک دم سب مائیں عاری ہو جاتی ہیں کی طرح چاند سورج کی پور کے
 عادت ایک دم طاب ہو رہی ، ملا یسویں نشانی ، غلا سفکتے میں کہ سورج میں سے آٹھویں سے دسویں سے
 ملا یسویں نشانی چاند بھی قدرت کا عجیب شامکار ہے ، سورج کی طرح چاند بھی گول ہے۔ اس کی گولائی تیار ہوں
 کیسے مفید ہے ، ملا ایکسویں نشانی ، چاند سے زمین و آسمان کو سات لاکھ سے میں ، ایک یہ کہ فوری میں سے ہفتے
 مال و تار نہیں چاند سے لگتے ہیں ، وہم یہ کہ جب سے یہ سورج سے مسلل مل رہا ہے اس کو یہ کہ لاف طاب اس

سیدھی ہو سیاہ ستریکوں میں نہ پھنسنے دے اور داغ و خراش تو اس کا رقی بائبل میں کے کٹر دل اور قہر
 میں یا کہ طور پر جو کما ہوا، اذحوکہ وہ جاہلوں کو پلٹا، چہرہ بانگ داغ نہ دیا ہڈیاں کو حکم ہے کہ اسان ہمارا
 قیامت سے گھٹے نہ کرے، اذحوکہ وہ قیامت کو نہ داغ نہ چھڑا، چہرہ بانگ داغ نہ دیا ہڈیاں کو حکم ہے کہ اسان کو دیا کہ
 ہی مانے ہی مانے دی کھلا ہے۔ شتم یہ کہی کہ نہائی بڑا یا کسی کو تسمان چھوٹا یا چھری شاں کی قیامت
 مارے کہ کسی میرا و تیرلی نہیں ہیں کو تو نہ یا سب تک کے پتے مادیادی بن یا سب پر مکمل جلد سے سب
 میں کت سے کت سے یہ سب مناع کا سات ہی ندلی کی تہ سے کت لال و تیرلی میں تہ تیرلیوں
 بیت میں یک کرے میں کے سات سے میں یاں کہ یہ ایک ہی میں نیچے سے پرست نام کے رنگ کی
 ان سے دیا کے بھلوں کی طر سب میں ملی ہوئی میں یاں کہ میں کے جڑ سے میں اور ہر جڑ سے
 کے اسان منہ سے تہ جڑوں میں تہ اس میں کا پھیلا کہ قیامت میں گول ہے مگر ہاں سے کسی دیکھو
 یہ ہی و سطح طرانی سے، زمین کی تیرہ خصوصیات ہیں، پہلی یہ زمین، گستی ہے نہ زمینی سے مٹی سے تہائی
 سے پھیلا دی میں ہی ہے حالانکہ بڑھتا، گھٹتا نہیں ہے۔ یہ سب کا فائدہ ہے، وہم یہ کہ مٹی میں مٹی گنی سے
 وہ میں مناسب سے کم جو کافی نہ ہوتا و زیادہ ہو، بیکار، سو میں یہ کہ میں مٹی سے، اور اس کے ٹاکھوں فائدہ
 یہ میں کو میں، مدت مٹی میں ہی میں سکتی میں، کہیں پہاڑی، زمین سے ال کے فائدہ سے بھی بیتار میں سوسنے
 ہ سے دیکھو تمام ہاتھوں اور کوئلے تک کی کامیں پہاڑوں میں ہی ہوتی میں، کہیں خشک میں، کہیں سرسبز، میں
 جو، کہیں سخت کہیں نرم، کہیں مٹی، کہیں ریت، کہیں دلدل، کہیں رفتی، ملائی کا فائدہ ہے کہ پھیلا پھیلا
 ہے، اس سب میں اسان حیوانی، نظام کائنات کے کروں فائدہ سے ہیں، چہاں ہم یہ کہ گول مٹی اور تہ الارض یعنی پہلی
 مٹی ہوتی سے ملا فائدہ میں کہ اس کا پھیلاؤ و بڑھنا اسی طرح ہوا تھا جس طرح بڑا کھٹکا پھیلاؤ بڑھنا جاتا
 سے، ہم یہ کہ زمین کی مٹی کی عیب قلوب سے کہ اتنی رحمت میں پیریں و حنسی ملی جائیں نہ اتنی سخت کہ کھودی
 نہ جلتے، نہ آسمان میں سستی نہ پانی میں رسی، نہ زمین میں لچک نہ ریت جیسی بڑا، ششدر یہ کہ اس کی مٹی ریت میں
 اور نگر پتھر میں، ست سی شنائیں اور اس کے علاج ہیں، ہنتم میں فائدہ سے بھی لہر کی فتنوں خزاں سے پھر
 زری ہے اور اس سے بھی گویا کہ یک میں کے علاج مٹی میں کتے فائدہ سے تہ کتہ کا سنداق بھی سے تہ کا دستر خوان
 بھی ہے نہ انوں حیوانوں سات کی، اور کاری بھی ہے، ایسی رب مانہ سے، ہی آتش میں ہے مٹی میں نل چہ
 ز اس میں پانی ہے، پھیسویں تہ دہاڑ، میں کی ریلیں بھی ہیں، یہ تمام، ساتوں کا زیادہ معلوم میں، اس میں پانی
 میں مٹی، اس میں اس کی مٹی، صحت درمیں، اس میں آتش، تہ میں پہاڑوں کی مادی تمام پتھروں سے
 تہ، بھی پانی کا ساگ تھا تو تہ سے ہی تہ کتہ، اس کی مٹی سے باہر کتہ ہو گئے، صفتیں فائدہ میں تمام

تمام دنیا کے سب دریاؤں کے نام اور علاقوں کے نام

نمبر شمار	دریا کا نام	نمبر شمار	دریا کا نام	نمبر شمار	دریا کا نام
	پاکستانی دریا	۱۷	ماہی	۳۳	بھڑی
		۱۸	ڈل	۳۴	پریشو
۱	راوی	۱۹	ڈر	۳۵	کنالی
۲	پنجاب	۲۰	پونچھ	۳۶	بہستا
۳	جہلم	۲۱	شرق	۳۷	گومتی
۴	ستلج		کابل کے دریا		عرب کے دریا
۵	بیاس				
۶	گک	۲۲	دریاء کابل	۳۸	نیل (مصر)
۷	سندھ	۲۳	پانجمہ	۳۹	فرات (عراق)
	ہندوستانی دریا		بنگلہ دیشی دریا	۴۰	نجم (مصر)
				۴۱	سویڈ (مصر)
۸	گنگا	۲۴	پدا	۴۲	دجلہ (عراق)
۹	جمنا	۲۵	مینگان	۴۳	سیحان (شام)
۱۰	سیحون	۲۶	برمو پٹر	۴۴	جیحان (شام)
۱۱	جیحون	۲۷	شیدا	۴۵	اندلی (اردن)
۱۲	برہم پترا	۲۸	کوشیادرا		ایران کے دریا
۱۳	توی	۲۹	شیٹاکا		
۱۴	سابرستی	۳۰	منونڈی	۴۶	آب
۱۵	لردہ	۳۱	دھانی ندی	۴۷	شط العرب
۱۶	تاہی	۳۲	ایرل ڈس	۴۸	مگلی

۴۴	آمریکا کے دریا	۴۴	مجر (کیلیا)	۸۷	کیمنہ
۴۵	چین کے دریا	۴۵	اورنجی (زینا)	۸۸	سیلو
۴۶	آمو (مکھڑا)	۴۶	یوینگلی (ساؤتھ)	۸۹	الی پیگ
۴۷	آمو (مکھڑا)	۴۷	زمیزی (برونڈی)	۹۰	یوکان
۴۸	آمو	۴۸	امریکا کے دریا	۹۱	ہنگ ہینی
۴۹	سی پیگ	۴۹	اتھاباسکا	۹۲	ارکاسس
۵۰	جو آنگ ہو	۵۰	پسپرل	۹۳	برازس
۵۱	آزادی (مکھڑا)	۵۱	کولمبیا	۹۴	کیڈا
۵۲	ہنگ تیز	۵۲	دسپرٹ	۹۵	کونو دادو
۵۳	دیت نام کے دریا	۵۳	فراسر	۹۶	کونکی کٹ
۵۴	پالو	۵۴	میگیزی	۹۷	کنبرلینڈ
۵۵	یکامگ	۵۵	میرامی	۹۸	دیلا ویر
۵۶	لینا	۵۶	نیلن	۹۹	جیلا گیل
۵۷	تھائی لینڈ کے دریا	۵۷	نیگ	۱۰۰	ہاسس ایٹونگ
۵۸	اورل	۵۸	اوتادہ	۱۰۱	ہڈسن
۵۹	سیلی سے (لاؤس)	۵۹	پیسس	۱۰۲	اینوس
۶۰	آسٹریلیا کا دریا	۶۰	سرع شمالی	۱۰۳	ہمیز
۶۱	مرے ڈارنگ	۶۱	ریٹی گاؤن	۱۰۴	کاناواہ
۶۲	افریقہ کے دریا	۶۲	پیلو	۱۰۵	کینی بیک
۶۳	گامو	۶۳	سیچنے	۱۰۶	ہسری نک
۶۴	لیپو (ساؤتھ)	۶۴	ہینٹ جان	۱۰۷	میامی
		۶۵	نارس	۱۰۸	مینسوما
		۶۶	میری	۱۰۹	میسیپی
		۶۷	سیکروئی	۱۱۰	مزدوری
				۱۱۱	مورائل

نمبر شمار	دریا کا نام	نمبر شمار	دریا کا نام	نمبر شمار	دریا کا نام
۱۱۳	مہا پاک	۱۲۶	پلی ڈی	۱۵۹	لین
۱۱۴	مونا سنگا	۱۲۷	پمباب سکاٹ	۱۵۹	آرنو
۱۱۵	روک	۱۲۸	پاسٹے	۱۶۰	تھیس
۱۱۶	پاک	۱۲۹	پوٹو میک	۱۶۱	کلینڈ
۱۱۷	میان	۱۳۰	پوٹو	۱۶۲	ایون
۱۱۸	سیکرا منو	۱۳۱	پابینک	۱۶۳	ڈینیوب
۱۱۹	مات	۱۳۲	سرخ	۱۶۴	رینیر
۱۲۰	ملا جو کول	۱۳۳	آمین	۱۶۵	ڈون
۱۲۱	سادھ	۱۳۴	پارنا	۱۶۶	ڈون
۱۲۲	سکل کل	۱۳۵	پورس	۱۶۷	ایبجے
۱۲۳	ٹینس وولن	۱۳۶	مینبرا	۱۶۸	ببر
۱۲۴	ٹیک	۱۳۷	ڈانسکو	۱۶۹	لہری
۱۲۵	سکورا	۱۳۸	پوگراند	۱۷۰	پاسٹے
۱۲۶	حوال	۱۳۹	چاپورا	۱۷۱	مرسی
۱۲۷	ٹینی	۱۴۰	ٹوکن منر	۱۷۲	میسوس
۱۲۸	ڈوبھی	۱۴۱	پوگوسٹے	۱۷۳	مہذلی
۱۲۹	ڈالستر	۱۴۲	پوینگو	۱۷۴	نرم
۱۳۰	ڈنٹ	۱۴۳	ایگو آکو	۱۷۵	نیموا
۱۳۱	ڈیم پٹی	۱۴۴	میدبرا	۱۷۶	آرڈ
۱۳۲	ڈکون	۱۴۵	اورن ماکو	۱۷۷	پو
۱۳۳	پلون سنوں	۱۴۶	پرنیبا	۱۷۸	رائن
۱۳۴	نیگرا	۱۴۷	اوڈوگوسٹے	۱۷۹	رون
۱۳۵	اوچوئی	۱۴۸	ملاورپ کے دریا	۱۸۰	روپیان
۱۳۶	پیکوس	۱۴۹	سادن	۱۸۱	سادن

نمبر شمار	دریا کا نام	نمبر شمار	دریا کا نام
۱۸۲	سیکلیڈی	۱۸۸	ٹورن
۱۸۳	سین	۱۸۹	ٹویڈ
۱۸۴	نیس	۱۹۰	اول
۱۸۵	سہ	۱۹۱	وشولا
۱۸۶	ٹاگس	۱۹۲	دولگا
۱۸۷	نبر	۱۹۳	ویسر
		۱۹۳	کشن
		۱۹۵	چسار
		۱۹۶	سٹاپانی

ری کے پہلے الیم پریس دریا۔ دوسرے میں سٹائیس۔ تیسرے میں مائیس۔ چوتھے میں ہائیس پانچویں میں پندرہ۔
چھٹے میں چالیس۔ ساتویں میں جو بڑا ظلم ہے۔ چالیس یہ میا پستری پشوں سے بنائے گئے۔ اس کے علاوہ
چار دیا منٹ سے جاری کرائے گئے۔

میل سے فزات مہ ایمان مہ ایمان۔ نیل فلسطین میں۔ فزات کریم میں۔ ایمان شام کے قریب میل امدان
کے واس سے متخل۔ ایمان ملاوہ ایمان میں بن سب وہ یافل کی لہائی تقریباً چار سو کوس ہے اور شمال سے چلتی ہیں
سب میں مندر کے اندر گرتی ہیں۔ چھڑائی مختلف ہے اور گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ سمندر کی لہائی چوڑائی کا اندازہ تو
نہیں ہو سکتا اس کی موٹائی اس مقام سے لے کر گنی ہے زیادہ سے زیادہ سو میل گہرائی ہے۔ سمندر نے زمین کو
تھڑا کچھ کے پتے زمین کے اندر بھی ایک باطنی دریا اور مٹھ ہادی فرمایا ہے جو اکثر مٹھا ہے کیس کیس مٹھ کر رہی ہے
کو نکل۔ لکوں و فیرو میں ان ہی مٹھ پانی تہ ہے۔ پانی کی ضروریات۔

مٹھ درشس اور مٹھوں کا پانی بالکل مٹھ لید ہوتا ہے۔ اسی لیے دنیاؤں کا پانی مٹھا ہوتا ہے۔ مٹھ باطنی دریا
کا پانی اکثر مٹھا کیس کیس نکلیں مٹھ سمندر کا سب پانی انتہائی کڑھ ہوتا ہے۔ مٹھ پانی ہلکا بھی مڑنا اور مٹھا
ہی ہوتا ہے کیونکہ پانی کی اصیفت مٹھا ہوتا ہے۔ کڑھا جٹ تک و میرہ کی طاقت سے مڑتی ہے۔ پانی اور
جھاپ کا پانی ہلکا ہوتا ہے مٹھ سب جھاپ پانی سمندر کا پھر مڑا کا۔ پھر باطنی نکلیں پانی مٹھ پانی سید رنگ
کا ہے۔ اس کا رنگ سفیدی کے علاوہ چاند سمندر کی لٹھوں یا کسی طاقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مٹھ زمین کی
ہر ہڑ پانی کی مٹھ ہے۔ یہاں تک کہ زمین میں پانی درجہ کمینہ مٹھا کر نکرتے ہو جاتے۔ مٹھ پانی کی لذت
بے قس ہے مٹھ میں وہاں نہیں ہو سکتی۔ مٹھ صرف پانی سے ہیاس نکلتی ہے مٹھ کپڑا و میرہ صرف پانی سے
ی۔ مڑا نکھڑاھا سکتا ہے مٹھ چیزوں کو گین بھی صرف پانی ہی کرتا ہے مٹھ پانی میں زمین سے یاد مخلوق آباد ہے

مٹا پانی میں رہتی مخلوق کی جسم اور ہم جنس مخلوق بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی مثلاً پانی کا انسان ۔
 پانی کا گھوڑا ۔ بنی ۔ یہاں تک کہ پانی کی حیویتی بھی ہے ۔ مثلاً زمین کی مخلوق پانی میں نہیں رہ سکتی اس کے برعکس میں
 پانی کس علاقے میں جان کوڑا کرنا اور تباہ ہے ۔ مثلاً پانی کی جنس مخلوق زمین پر رہ سکتی ہے بھل نہیں ۔ مثلاً پانی کے
 موز کو پانی نہ ڈالو اسے سر پٹ میں جاتا ہے مثلاً پانی اپنی سطح موز اور رکھتا ہے ۔ مثلاً پانی نصرت بھی ہے اور عذاب
 بھی مثلاً پانی سرشت ہر تاثیر ہر رنگ ہر بو اور ہر جسم کو قبول کر لیتا ہے ۔ یہ گرم بھی انتہائی ۔ ٹھنڈا بھی انتہائی ہر جاتا
 ہے ۔ ہم کہیں بھی بن جاتا ہے اور جس برتن میں ہائے اسی کا رنگ لے لیتا ہے مثلاً دلی شفاف ہے اس سے
 زیادہ کوئی شفاف نہیں ہوتا مثلاً دنیا کی ہر مخلوق میں انسان ۔ حیوان ۔ نباتات ۔ جمادات میں ہر ذی موجود ہے ۔
 یہاں تک کہ تحریک اور حسی میں بھی پانی موجود ہے ۔ جس واسطہ سلائی نے تحقیق کی ہے کہ پہاڑوں کے پستے پتھر
 کا پسینہ ہے غرض کہ پانی قدرت الہی کا عجیب شاہکار ہے ۔

۱۔ مسرت و مسویں تانی ۔ ۱۰۔ یاس کے پھل پھول اور تمام نباتات بھی رب تعالیٰ کی مسرت بڑی نعمتیں ہیں ۔ سیاسی
 نکلا کتنے میں کہ کل نباتات گھاس پھوس جڑی بوٹیاں کھیتی سبزی اور تنادر و زعفران ساری زمین پر پھیں ہزار
 قسم کی میں (عجائب المخلوقات) ان میں پھل فروٹ اور میوہ مات گیہ و سو قسم کے ہیں ۔ بڑے درخت تھیں سو
 قسم کے ۔ گھاس پودہ سو قسم کے ہیں ۔ تمام نباتات بھانبات قدرت کا عجیب خزانہ ہے ۔ مثلاً قسم کے بھانبات
 اپنا اور کھانے کے تجربوں سے ثابت ہوتے ہیں ۔ پہلا یہ کہ فروٹ سکھ پانی کا نام رس ہے میووں کے پھول کا نام روغن
 یا شیل ہے اور جڑی بوٹیوں کے پھول کا نام عرق ہے ۔ ۱۱۔ ساری کہ دنیا کی تمام دوئیاں نباتات میں ہیں خواہ طیب کے
 جان میں ہوں یا اکڑ یا حکیم سنیا یا ہومیو پیتھک ۔ ہمسار کہ تھوں میں درخت شاخوں میں پھول پتوں میں لہو ۔
 پھل کا وثر ۔ بیج کی تاثیر ملیحہ اور پھول کا فائدہ ہدایہ صنعت ہی کا حیران کن کرشمہ ہے ۔ پھراں میں تبدیلی نہیں
 ہوتی ۔ چوتھا یہ کہ کھیتوں کے غلے میں غذائیت ہے پھلوں میں فرحت و لذت اور جسمانی قوت ہے اور
 جڑی بوٹیوں میں علاج معالجہ در پھلوں میں خوشبو عطریات پیدا فرمانے گئے ہیں اسے انسانی نشوونما اور
 صحت و تندرستی سے ۔ ۱۲۔ پھول یہ کہ ۔ نباتات نامہ ہری ہوں تو اور نامہ ہے درخت ہوں تو دوسرا فائدہ ۔
 عوام کہ کسی بھی جنگل کے کسی کتے سے کھڑے ہو کر جاری آنکھ تو صوف گھاس تنکے اور ہر پانی ہی دیکھے گی مگر اسی جنگل پر
 سب کی سب حکیم سنیا کی نگاہ پڑے گی تو اس کے سامنے وہ جنگل نہیں بلکہ فساد کی دکان بھری ہوگی اور
 قادر و قیوم جل مجدہ کی قدرتوں کا وہی اعتراف کر سکتا ہے ۔ اس کو ان بوٹیوں کی حقیقی قدر قیمت معلوم ہو سکتی
 ہے ۔ چھٹا یہ کہ قتل انسانی در طہ میرٹ میں واجب جاتی ہے سب کہ اس کو بعض درخت ایسے نظر آتے ہیں جن میں
 آتش گیر مادہ ہے جتنا کہ آگ لگڑی کی ۔ شمن ہے ۔ ہم لگڑی کو آگ سے بچاتے پھرنے میں مگر یہ کسی کی قدرت

۱۴ لی کرشمہ سے کرانگ درکڑی کو جمع فرمادیا۔ ستوں طوبہ یہ کہ یا سجدی کا مکمل بعض پودوں سے نکلتا ہے۔
 آنکھوں یہ کہ تمام گوند اور گندہ پودہ اور بعض سریش بھی درختوں کا لعاب ہے۔ لوہی یہ کہ بعض درختوں سے
 نکلتا ہے اس کو دولی کے طور پر چا جلتا ہے اور شفا ہوتی ہے۔ سوال یہ کہ تمام رنگ درختوں سے نکلتے
 ہیں۔ ان سے کڑے منگے جاتے ہیں گندہ لوہی یہ کہ کچھ درخت ٹسکار کے پرہ دل اہ کیڑوں کا گوشت کھاتے
 ہیں بعض انسانوں در بڑے جانوروں تک کا شکار کرتے ہیں۔ بارہواں یہ کہ بعض پودے زمین کے زیر صرفانی
 میں لگتے رڑھتے پھٹتے پھرتے پھل دیتے ہیں جسے سنگھارا۔ تیر حواں جو یہ کہ جب تعالیٰ نے کانوں میں ہی
 شفا رکھ دی ہے۔ کل نباتات چہ قسم کی ہے۔

مذ گس س م پوسے م م یس م کھیتیاں م بھاریاں م بڑے درخت۔

چو حواں جو یہ کہ ذہن کے بریزج سے شوٹ لبا درخت نکل آتا ہے پندر حواں یہ کہ پھل اور درخت
 سے انسان کی پوری نیوی ضروریات حاصل ہو جاتی ہیں مثلاً پھلوں سے خوراک چوٹ شاخوں سے زندگی
 موٹی شاخوں درختوں سے عمارتی لکڑی جس سے پورا گھر بنایا جاسکتا ہے۔ اس کی چھال سے کاغذ۔ گنا۔ اور
 اس کے ریشے سے کپڑا بنایا جاسکتا ہے۔ بسنگایا ہے کہ موجود پلاسٹک بھی بعض درختوں کا پانی ہے۔

۱۵ لھااں یہ کہ بڑے بڑے گھریلو جانور گھاس خور ہیں اور ان کی خوراک کا اکثر خول سبب۔ مالین نے بکوں گھیل
 میدانوں جنگلوں میں یہی دیکھا ہے کہ مفت کھائیں بیٹ بھریں اور دودھ۔ اون۔ گوشت مالک کو دیں۔ اگر گھنے
 بھیس گھوڑا گوشت خور ہوتے تو کھانا پلا۔ انسان کو کھال جو عاتابہ سبب بجانب معرفت گردگار کے آثار
 تابہ ہیں۔

۱۶ قدرت الہی کی شھامیوی آیت۔ سمات کاہنوز احوزا ہوا۔ ہر پودے کو اپنے زمانہ و پیدا فرمایا۔ بعض
 پھلتے ہیں اور بعض میلوں دور سے بھی نظر پاتے ہیں۔ اور بعض صحبت اور ملی کرتے ہیں اس کو بیوند کاری کہنا
 ہے۔ اس کے بغیر پھل آتا ہی نہیں یا خراب آتا ہے۔ قرب اور میلوں دور کے زمانہ میں ہم جنسی شرط ہے مگر
 بیوند کاری ہم جنسی کی بھی شرط نہیں۔ ہم سے شہوت کا بیوند ہو جاتا ہے یہ سب کچھ بھی جہان کن ہے۔

۱۷ شھامیوی آیت۔ رات دن کی پیدائش۔ آسمانوں کے ماحول کو قرب تعالیٰ بہتر جانتا ہے گمزمیں کی اصلاحات
 نہ میرا ہے اور سدی زمین پیدائش ہی ختمی سبب تعالیٰ نے اپنے عامل کرم سے جنموں کو سورج سے نواز جس نے
 روشنی پھیلانی اور دن ظاہر ہوا۔ دنیا میں ہر جگہ کسی دن ایک گھنٹے کا کبھی رات۔ اور یہ چھوٹی بڑی منزلی اور
 منزلی علاقوں میں بہت زیادہ ہو جاتی ہے جس مقامات پر تو کبھی دن پھر ماہ کا کبھی رات۔ اور بعض جگہ کبھی دن
 ایک گھنٹے کا کبھی رات۔ ان میں افضل کون ہے کل کون اس میں مختلف ظہارت ہیں۔ و اللہ اعلم ہر کیف و وہو

میوہ بھی۔ کھانا بھی ہے پانی بھی۔ دوسری یہ کہ سر قسم کا مڑا انگور میں ہے۔ دیکھا بھی۔ کھانا بھی۔ پانی بھی۔ پھیکا بھی۔ تیسری یہ کہ انگور دنیا کے ہر خطے میں آگے سے یہاں تک کہ ریگستان میں آگے ماسد سے۔ اس کے علاوہ تمام پھل صرف مختلف مخصوص علاقوں میں آگے سے چوتھے یہ کہ انگور سے اسی یا اس کے قریب کسی اور پھل یا آج سے ہیں نہیں۔ مثلاً۔ مٹا گلوکوز۔ مٹا گرائی۔ مٹا مٹا شراب۔ مٹا مٹا کشمش۔ مٹا مٹا گلیسرین۔ مٹا انگوری شکر۔ پانچویں وجہ یہ کہ انگور میں پوری غذائیت ہے۔ اس کا پانی گلوکوز بنا کر مریض کو رگوں کے دیسے پڑھایا جاتا ہے۔ در پوری غذا پہنچ جاتی ہے۔ چھٹی وجہ یہ کہ اس کی تاثیر بہ طرح کی ہے۔ بعض انگور ٹھنڈی تاثیر رکھتے ہیں بعض گرم۔ بعض خشک۔ بعض تر۔ بعض معتدل۔ اسی سے یہ بہت سی فوائد ملتے ہیں۔ در ہر ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ ساتویں وجہ یہ کہ اس کی نباتات تمام اقل نباتات سے ہر طرح مختلف ہے۔ اسی طرح کو تمام نباتات و درخت گھاس پودے سے ہیں و میر و زمین پر گتے ہیں و زمین کو گھیرتے ہیں اور بڑے درخت کی جڑیں بھی جڑی ہوتی ہیں مگر انگور کی پیل پھت کی شکل میں پھلتی ہے۔ اور اس کا تنا یا سکل تموز کی سی جگہ گھیرتا ہے اس کی جڑیں بھی چھوٹی ہوتی ہیں مگر اس کی ٹائیں دو سو گز تک لمبی پھینٹی چلی جاتی ہیں۔ تنھویں وجہ یہ کہ اس کی ایک ایک پیل منوں کے حساب سے پھل دیتی ہے۔ اس کے گچے فغا میں لکھنے سے زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ اگر کسی سے گئیں گے تو وہ حصہ خرب ہو جائے گا۔ وہی وجہ یہ کہ اس کا سایہ بہت گھٹا اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ دسویں وجہ یہ کہ انگور کی آٹھ قسمیں۔

۱۔ بڑا انگور چھوٹے آلو کے برابر ہوتا ہے۔ مٹا سب سے چھوٹا انگور مونسے پچے کے برابر۔ مٹا کان گور۔ مٹا سرخ۔ مٹا پیلا۔ مٹا ہر گلابی دکا۔ مٹا زنگ والا۔ مٹا سفید و ما۔ دسویں وجہ یہ کہ انگور بہت سی حصے در دانی بیمار پیل کا طاق۔ اس کے کھانے سے خون صاف ہوتا ہے اس کی جڑ اور شاخوں پتوں میں بھی صاب تعالیٰ سے شفا رکھی ہے۔ گیدہ ہونی وجہ یہ کہ مالی منڈی میں انگور بہت ڈری تمہاری دولت ہے۔ مٹا چوتیسویں وجہ یہ کہ کھیت کی پیداوار کھیت و غذا صحت ہے میں کی بہت تیرت میں نساں مل کہ فل ہے۔ یہ موصوں کے حساب سے آگیا جاتا ہے۔ بعض کھیت سال میں ایک دفعہ جس دفعہ آگ ہاتھ میں مٹے سب کھیت نساں اور چربایوں کی غذا و در فضا کی طراک کے پلے پیدا کئے یہ بھی اپنی فصلوں زمین میں لگتے ہیں ہر زمین میں پیدا نہیں ہوتے بسکے آج کے کھیت دنیا کی ہر زمین میں لگ جاتے ہیں۔ تمام درسط زمین پر کھیت کل بہتر قسم کے ہیں۔

۱۔ گرام۔ مٹا بنو۔ مٹا ہار۔ مٹا مگنی۔ مٹا بزر۔ مٹا ہادل۔ مٹا پنا۔ مٹا مگ۔ مٹا سور۔ مٹا ماسٹس۔ مٹا مازہ۔ مٹا لویا۔ مٹا رہراں کونا ج اور لکھا جاتا ہے۔ مٹا سرحد۔ مٹا خوں۔ مٹا کارمیر۔ مٹا ہنگ۔ مٹا ششلی۔ مٹا فطرت۔ مٹا آو۔ مٹا گن۔ مٹا موی۔ مٹا گاہر۔ مٹا کفہ۔ مٹا مگر۔ مٹا شلم۔

۱۰ شکر قندی۔ ۱۱ مونگ پھلی ۱۲ کی سس۔ ۱۳ مالک۔ ۱۴ دیتھی۔ ۱۵ رینڈا۔ ۱۶ بھدی۔ ۱۷
قوی ۱۸ پیر۔ ۱۹ لین ۲۰ کیا ۲۱ لکڑی ۲۲ تروڑ۔ ۲۳ خربوزہ۔ ۲۴ گڑا۔ ۲۵ سرور ۲۶ مہدی۔
۲۷ چائے ۲۸ مرہیں۔ ۲۹ آبی۔ ۳۰ برا۔ ۳۱ لٹا۔ ۳۲ دہنیزہ۔ ۳۳ پوریسہ۔ ۳۴ اری۔ ۳۵ کچالو۔
۳۶ آرک۔ ۳۷ کاٹی پھل۔ ۳۸ پینچا۔ ۳۹ یگن ۴۰ گومی پھول۔ ۴۱ بند گومی۔ ۴۲ گٹھ گومی۔ ۴۳ پتھندہ۔ ۴۴
جواں چوڑیوں کی خاک پڑی کے کھیت پانچ تمہ کے میں ۴۵ تہا کو۔ ۴۶ ہفتہ ۴۷ کریلا۔ ۴۸ سولاف ۴۹ روال
کی پھیاں۔ ۵۰ مٹھ ۵۱ سدا کے پتے ۵۲ رالی۔ ۵۳ اجونی ۵۴ پٹمن۔ ۵۵ پانس ۵۶ گہباری
دکھیری (ترکاری) ۵۷ یام ۵۸ بیتی ترکاری ۵۹ سی۔ ۶۰ ان تمام کھیتوں میں ک کی بید اور سیلوں کی شکل میں کسی
کی چھوٹے پلاس کی شکل میں کسی کی سیدی یک سے کی شکل میں اور اوپر فقط ایک سٹ پھل کسی کی لاشی کی شکل
میں دی تھا اور دی اس کا پھل قدرت کی کسی عیب حکمت سے کہڑے ڈھسے درختوں کو چھوٹا پھول پھل اور
میں پر پڑی۔ ۶۱ ہار۔ ۶۲ سیلوں کو بڑ بڑ پھل پھر بڑ۔ ایک اس کی پتی شاخ کی سیل بھی ایک ہی مگر اس میں آٹھ ٹھ
سب کے پھل دو تین۔ نیز ان کھیتوں میں رب تعالیٰ سے ہر قسم کی غایت۔ طاقت اور نفعت بھرا ہی ہے کون سے
جو اس کی صفت کا مقابلہ کر سکے۔

۲۵۔ قدرت الہیہ کی منتیں سب لاشنی۔ کھجور کی میٹھی کن قسم دیات ہیں۔ مٹ کھجور کے درخت پر کبھی خزاں نہیں آتی جیسے سرد ہاتھوں سے بھرا مٹ ہے۔ مٹ کس کس ایک گٹھلی سے تیں در در درخت مٹ کھجور میں اور دونوں یا تینوں درخت اپنی شاخوں میں اور۔ تھو پھلوں میں مکمل درخت ہوتے ہیں یعنی تینوں درختوں میں سے ہر ایک کا پھل تنہا ہی زیادہ ہوتا ہے جتن طبعہ ایک کھجور کے درخت کا ہوتا ہے۔ مٹ میں کڑی تھو گرم خشک تاثیر ہے۔ اس کا سانس ٹھنڈی تاثیر دلا در اس کا پھل بھی کھجور کی گرم تر۔ مٹ کھجور سے سبب لاشنی یہاں یوں کو شفا ہے۔ دماغی بیماری، کبد و جی کو شفا خون بہت پیدا کرتی ہیں۔ ہر مٹ کے کثیر سے ماری ہے۔ آنسوؤں کی چھائی کا علاج کھجور کا کھجور ملا کر کھانے سے جہاں خشکی اور تیر بہت دور ہوتی ہے۔ یقیناً کی زیادتی کو ختم کرتی ہے۔ مٹ اس کی گٹھلی میں کر گٹھلی میٹھنس بکری کو کھانے سے دودھ زیادہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ مٹ اس کی عمر چاروں سال ہوتی ہے اور جتنک پھل دیتا ہے۔ مٹ یہ ریٹیل اور گرم مٹوں میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ مٹ اس کی جڑیں اور تنک پھل ہوتی ہیں۔ مٹ اس کا قدرتی فٹ سے سوخت تک ہوتا ہے۔ مٹ یہ بہت آہستہ آہستہ زہریلا ہے۔ مٹ بھر کہ آدمی اس پر بغیر میزگی چڑھ جاتا ہے۔ مٹ دنیا میں یہ بہت نا اچھا فی مال ہے۔ مٹ عامی کہ اہل عرب کی یہ پرانی تجارت و ہندی بانی دولت ہے۔ مٹ دنیا میں دو پھلوں کی بہت قسمیں ہیں ایک آم اور دوسرا یہ کھجور۔ سب میں بہترین آم چرس ہے اور سب میں بہترین کھجور عجم ہے۔ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی

کے نام میں جو دو کجور کے خدمت لگائے تھے اُن کی کجور اور خدمت کی بات ہم سے کی ہے جو وہ سو سال تک اُن سے میل میہ پھر دشمنانِ رسول نہیں لے اُن کو کٹوا دیا صرف اس دشمنی میں کہ لوگ اس کی بات کرنے جاتے وہ انکھلا کو ٹھنڈا کرتے۔ اُن کی کجور کے، حاتی وہ مانی خاند سے ستر کے قریب بہے تو، کجور۔ کتنے ہیں۔
 اس کہ کجور بھی قدرت کا بہترین شاہکار ہے

۱۱۰ پھتوسوں آیت الہی، تمام بات کراکب ہی پانی سب جگہ دیا جاتا ہے۔ عام نباتات کے ثمرات و پھول و نشوونما کے طریقے رکھوں سے مٹی و زمین مالا مال نہ تمام نباتات کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے جو پینے، رنگ مرے اور طبیعت میں ایک صاب ہے۔ پانی بارش کا ہو یا زمین کا مٹی و مٹی اور تر کے قبضات سے ایک ہی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ زمین کا مٹی صوری ہو تب ہے اور بارش کا پانی ہنگامہ اس سے تربت و طبیعت میں فرق نہیں پڑتا، دوسرا فرق یہ ہے کہ بارش تمام پودے کو و ہوتی ہے جس سے مٹی و مٹی پانی یا پانی کیڑوں کے، ہر پتے صاف و جانے وغیرہ مٹی ہو کر مٹی ہوئی مٹی مٹی مٹی سے مٹی ہو جاتی ہے۔ اُن کے علاوہ کوئی ایسا فرق نہیں جس سے نباتات کے لگ مرے و تیر میں کوئی نمایاں کردار ہو پانی کا کار و سوائے مٹی و مٹی کے اور کچھ نہیں، اسی طرح ایک ہی سورت کی پیش اور ایک ہی چاند کی چاندنی سبب، مٹی میں کی نباتات کو مٹی ہے۔ پھر سنے کثیر اختلافات اسی متاع کائنات، مدینۃ الشہوات و التامس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ ہائے افسوس ہم نے پینے صاب گرم و دھیم کی قدر نہیں پہچانی یہ سب کچھ اس سے کم اور ہماری خدمت و رفعت دوست کو پچھلے کے لیے کلبے مٹھتین اسلام دمانے میں کر، استس کا پل پودے کو چار فائدے پہنچاتا ہے۔ مٹی، سب سے پودے کو اور سب سے نیچے تک غلہ پتے سے مٹی کبھ کو تازگی محتاج ہے کھد کر بھول ملتا ہے۔ مٹی پودوں کو نقصان دینے والے مہری خور اور زمینی کیڑوں کو مٹاتا ہے۔ مٹی نباتات کی پیاں مٹاتا ہے اور زمینی پانی پودوں کو پانی فائدہ پہنچاتا ہے۔

مٹی نشوونما کا کام دیتا ہے۔ مٹی مٹی میں زمینی اور مٹی پیدا کرتا ہے جس سے بچہ نکلتا ہے درختوں اور بر کی طرف بڑھنے کی طرف نکلتی ہے۔ مٹی دھت و مٹی کے جسم میں مٹی اور عرق جوشل خوں کے ہے وہ اسی زمینی پانی سے حاصل ہوتا ہے مٹی زمینی پانی بڑوں کی گہرائی تک مٹا پہنچاتا ہے۔ مٹی میدنی زمین میں کوئیں کے ذریعے زمینی پانی دیا جاتا ہے مٹی صوری زمین میں قدرتی زمین کا اندر گھلنا ہوتا ہے، مٹی زمین میں یہ سب فائدے صرف بارش سے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۱۱ پھتوسوں آیت، ہر خوراک کی خدمت و خدمت ہم مانی حیوانی میں مختلف ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک عظیم درود و پھر میں اُسے دیا مٹھ ہے جو مٹھ لہذا ہندی کی بہت شان والی دلیل ہے۔ انسان کو اپنی نشوونما و صحت کو برقرار رکھنے کے لیے دس قسم کی خوراک کی ہر وقت حاجت ہے۔ مٹی جسم میں خون بنانے والی غذا، ہر قسم کے

فلے سے یہی نہ حاصل ہوتی مگر معدے کو قاتل درجہ سے روہنم کرنے کے لیے ہر قسم کی سبزی ترکاری کا
 سال۔ مگر خون کو صحت مند رکھنے کے لیے مختلف دواؤں۔ صحت مند خون وہ ہے جو صاف۔ گاڑھا۔ سرخ
 ہو اور پوری مقدار میں ہو یہ سب خوراکیں سو ۱۰۰ دواؤں سے حاصل ہوتی ہیں۔ مگر دماغی قوت کے لیے خشک
 میوہ بادام پستہ ایٹل وغیرہ مٹی مینی کے لیے سولہ دواؤں کی قوت کے لیے بڑی بوٹیوں کے مرقہ۔
 مگر طاسری اعضا کی قوت کے لیے مٹی ۱۰۰ دواؤں کے علاوہ دیگر معجز شفا دہ دواؤں۔ مگر قوت کا صحت کے لیے کھات
 اور روغنیات۔ قصص کشاں بونے پتے۔ مگر مری قوت کے لیے مٹی کی دال و مٹی کی کد کاشی پنیر دھیرہ
 مگر مختلف نشائی بیماریوں کی شفا کے لیے رب تھان سے بڑی بوٹیاں پیدا کر کے ان میں شفا بھری جو خورد میں
 بالکل صحت میں مری کر سب قاتل سے ایک انسان کو بچا دے کے لیے ہی تمام سو پون بڑی۔ بوٹیوں میں پشمار
 بالکل ہی مختلف مذہبیت و درمیانہ پیدا دینے یہ قدرت کی کمال فیض و عینان کن صحت سے۔ یہ بھی دواؤں
 باری قاتل کی نفیم شفا۔ مٹی سے سب سے صحت تر قوی ہے کہ انسان کل فروٹ میوہ گوشت سب سے بڑی دوا
 اور بڑی دوا کا کھا کر جو کھانسی معادہ مل کر تھپے وہ تمام دواؤں سے پرندوں کو صرف داسے دیکھنے میں اللہ گوشت نور
 حیوانات کو صرف گوشت دھڑلہ بھرنے میں چوپایوں کو سب سے بڑی صحت کا بچہ سے دوا مل جو
 جاتے ہیں۔ پرندوں دواؤں کو ان کی ایک جگہ سے ہی دوا مل جاتی دھڑلہ بھرنے میں۔ یہ مختلف کھانوں
 سے مختلف دواؤں اور دواؤں سے قاتل نور پر ہی کریم کار ہے۔ غل بھار دواؤں یہ تو وہ عین میں جو نسل
 کی زندگی ترقی و صحت تندرستی کی بقا کے لیے کمال رحم و کرم سے اللہ تعالیٰ انسان کے لیے پیدا فرمادی۔ لیکن خود
 انسان اپنے دماغ و دماغ کے اعتبار سے قدرت کا عجیب شکار ہے۔ دماغ انسانی عظیم کمال دواؤں سے جس میں نور
 کرنے سے خود انسان تو درکنر دھڑلہ بھی جیت میں ہی۔ اس کا جسم ظاہری ہر شخص دیکھ سکتا ہے جس کا جسم بالنی
 چھوٹا دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود عقل تمام اس کے سمجھنے سے کام لے کر جسم کس طرح بنایا ہے
 عجیب سمجھ دلا دیا ہے۔ پھر اس میں عقل۔ دماغ۔ حفظ کمال۔ اور قلب۔ قلبی فکرات۔ و سمجھنا۔ انسان
 میں صرف قلب کے کثیر خزانے۔ عقل کمال انسان طویل کو سمجھنے سے کام لے انسان کے سارے
 علوم عقیدے۔ شہادت۔ صرف جہنم تک محدود ہیں۔ وہ یہ گوشت پوست کا لقمہ صحت
 کا شفا کی پوری شفا ہی کرتا ہے۔ اس لیے رخصت ہے۔ و ان نفسکم۔ فلا یخبروا
 اور ارشاد باری ہے قلن قلن نفسہ بعد معرفت اپنے میں مرتبہ کرنا کہ ہر کام شفا دہ ہو
 کار و ناسن اس سے معلوم میں۔ علوم دات کا مطالعہ حیات کا باب ہے دینی و دنیوی حاصل کر۔ ہر کام
 صانع کر رہے۔

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ إِذَا كُنَّا

ہم اگر تعجب کر تو تعجب والے ہیں کہ کیا جب ہم ان کے ہم

تُرَبَّاءَ إِنْ ثَالِفِي خَلْقٍ جَدِيدَةٍ أُولَٰئِكَ

مٹی کی بیٹیاں ہم لڑکیوں میں پیدا ہونے والے ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَىٰ

وہ کافر ہیں اور اسی لوگ ہیں جن کو سزا دی گئی ہے

فِي أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

ان کے گردنوں میں اور اسی لوگ ہیں جو جہنم کے رہنے والے ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

”میں اس سکنت والے میں اور طلب بازی کرتے ہیں آپ سے

بِالشَّيْءِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ

ان کے سامنے اچھے چیزوں سے پہلے اچھی چیزوں کی

قَبْلِهِمُ الْمَثَلُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

پہلے ان کے ماتِ عذاب دیکھ سب تہہ کا بہت گہرا ہے۔ بخشش کا جو چکیں۔ اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں کے

لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدٌ

پہلے لوگوں کے باوجود ظلم ان کے وہ بیشک سب تہہ کا بہت سخت ہے۔ ظلم پر کسی چیز ایک طرح کی سزا دی جاتی ہے۔ اور بیشک تمہارے رب کا عذاب

الْعِقَابِ ⑤

سزا دینے والا

سخت ہے

تعلق آیات کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے جو طرح تعلق میں۔

سے ایک مثلِ عظیم تو میری اور تعجب نہ کہ وہ طرہ میرے میں یقیناً کم ہو جاتی ہے۔ درمیان کائنات کی مشابہت کثیرہ میں ہمارے زیادہ کیا جانے مثلِ فنی میرے کی تمہارا میرے میں اتنی ہی زیادہ کرتی ہے۔ مگر خالی کائنات ان آیات ہمارے میں ان تمام چیزوں سے زیادہ تعجب نہ کہ یہ عقیدہ بیان فرما رہا ہے۔ جو ان مثل و فکر سے دور نگاہ نے دیکھا کہ ہم وہاں کس طرح نہیں گئے۔ ہمارے ہمارے آسمان ہوتا ہے۔ وہ سراسر تعلق۔ پہلی آیت میں عذاب کا سلسلہ سے پہلی ان نعمتوں کا ذکر کیا جو ظاہری دنیا میں ہر انسان کو مظاہر ہی ہے۔ ان آیات میں ان انفرادی مسائل کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔ جو ہر انسان کا ذکر و تقسیم کر کے طبعاً و طبعاً ہی جانتے گی کہ کفار کو جہنم کا عذاب اور مومنوں کو جنت کا عذاب۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ سے ہی ان میرا ہیوں کا ذکر فرمایا جس سے کافروں نے دھوکہ کھاکر اور زیادہ کفر سرکھی اور کفر کیا۔ اب ان آیات میں ان کی سزاؤں و عذابوں اور سخت پکڑ کا ذکر ہے تاکہ ہوش واسلے صبح نہ ہو ان ہائیں۔

۱۔ انت منہ صبر۔ واقعہ نیت مثلاً نیت ارمات آیت نمبر ۹۔ ان سب جگہ کاروں کے بارے میں
 ۲۔ پند لے کر۔ انہوں نے کہ مرادانی ہے۔ ڈال اور انہیں دوسرا قول پہلے جمع دوسری جگہ ایک تیسرا قول دہرا
 ۳۔ ہماری۔ یہاں یہ صبر ہی چوتھا قول دہرا ایک نہیں ہے۔ ہماری قرنت مشورہ پہلا قول ہے یہاں
 ۴۔ ہمیں۔ یہی چوتھا خطاب میں پہلا مسک سر۔ ۵۔ تر۔ ۶۔ ہوں۔ ستھام۔ کسان کوئی۔ ۷۔ دوسرا مسک دہرا جگہ
 ۸۔ سے۔ ۹۔ نہ کہ کوئی۔ ۱۰۔ مسک پہلا۔ ۱۱۔ ستھام۔ ۱۲۔ دوسری نمبر ۱۳۔ ۱۴۔ چوتھا مسک پہلا جہز دوسرا سوال
 ۱۵۔ میں۔ ۱۶۔ ہوں۔ ۱۷۔ مسک۔ ۱۸۔ ہے۔ ۱۹۔ ان کا احد اس کی تیسری۔ ۲۰۔ تیسریں جیسے میرا طبعاً میں۔
 ۲۱۔ ایک۔ ۲۲۔ مراد اول قول تھا۔ ۲۳۔ یہ جہز۔ ۲۴۔ حال میں جمع ہرگز کے لیے مراد ہے جب ایک ہو تو قرنی جمع
 ۲۵۔ ہر۔ ۲۶۔ ہے۔ ۲۷۔ سب۔ ۲۸۔ جب اس سے پہلے حرف تیسرا۔ ۲۹۔ گایا۔ ۳۰۔ عاٹے۔ ۳۱۔ بھی۔ ۳۲۔ قول۔ ۳۳۔ تو قریب۔ ۳۴۔ دلی۔ ۳۵۔ اٹاٹے
 ۳۶۔ پہلے۔ ۳۷۔ ہاں۔ ۳۸۔ متول۔ ۳۹۔ ہوگا۔ ۴۰۔ کسی۔ ۴۱۔ کو۔ ۴۲۔ کہ۔ ۴۳۔ اگر۔ ۴۴۔ مقصود۔ ۴۵۔ اس کے ذریعہ۔ ۴۶۔ حاضر۔ ۴۷۔ نائب۔ ۴۸۔ یہ۔ ۴۹۔ مشا۔ ۵۰۔ سب
 ۵۱۔ کی۔ ۵۲۔ حالتی۔ ۵۳۔ ہے۔ ۵۴۔ اگر۔ ۵۵۔ اشارہ۔ ۵۶۔ اس کے لیے کسی۔ ۵۷۔ طرف۔ ۵۸۔ شاہ۔ ۵۹۔ کیا۔ ۶۰۔ جا۔ ۶۱۔ ہوا۔ ۶۲۔ واحد۔ ۶۳۔ حاضر۔ ۶۴۔ ہو۔ ۶۵۔ اولاد۔ ۶۶۔ کے۔ ۶۷۔ بعد۔ ۶۸۔ لک۔ ۶۹۔ ضمیر
 ۷۰۔ حاضر۔ ۷۱۔ کہتے۔ ۷۲۔ میں۔ ۷۳۔ یعنی۔ ۷۴۔ ایک۔ ۷۵۔ جیسے۔ ۷۶۔ یہاں۔ ۷۷۔ اور۔ ۷۸۔ شاہ۔ ۷۹۔ جمع۔ ۸۰۔ مرکز۔ ۸۱۔ مشا۔ ۸۲۔ الہ۔ ۸۳۔ کی۔ ۸۴۔ طرف۔ ۸۵۔ ہوتا۔ ۸۶۔ ہے۔ ۸۷۔ یعنی۔ ۸۸۔ نائب
 ۸۹۔ اشارہ۔ ۹۰۔ حاضر۔ ۹۱۔ ہو۔ ۹۲۔ اس کے۔ ۹۳۔ ضمیر۔ ۹۴۔ جمع۔ ۹۵۔ عام۔ ۹۶۔ کی۔ ۹۷۔ لگاتے۔ ۹۸۔ جیسے۔ ۹۹۔ اوشک۔ ۱۰۰۔ معنی۔ ۱۰۱۔ وہ۔ ۱۰۲۔ سب۔ ۱۰۳۔ اشارہ۔ ۱۰۴۔ لید۔ ۱۰۵۔ کی۔ ۱۰۶۔ ہے۔
 ۱۰۷۔ اس کے۔ ۱۰۸۔ سے۔ ۱۰۹۔ اشارہ۔ ۱۱۰۔ کیا۔ ۱۱۱۔ جانے۔ ۱۱۲۔ مشا۔ ۱۱۳۔ الہ۔ ۱۱۴۔ کی۔ ۱۱۵۔ طرف۔ ۱۱۶۔ اشارہ۔ ۱۱۷۔ ہو۔ ۱۱۸۔ اشارہ۔ ۱۱۹۔ جس۔ ۱۲۰۔ پہلے۔ ۱۲۱۔ اشارہ۔ ۱۲۲۔ ہو۔ ۱۲۳۔ یعنی۔ ۱۲۴۔ اس کو۔ ۱۲۵۔ دکھانا
 ۱۲۶۔ اشارہ۔ ۱۲۷۔ مقصود۔ ۱۲۸۔ ضمیر۔ ۱۲۹۔ جو۔ ۱۳۰۔ اشارہ۔ ۱۳۱۔ کر۔ ۱۳۲۔ ہے۔ ۱۳۳۔ یہاں۔ ۱۳۴۔ اول۔ ۱۳۵۔ لفظ۔ ۱۳۶۔ سماعت۔ ۱۳۷۔ مرتبہ۔ ۱۳۸۔ ہے۔ ۱۳۹۔ کہ۔ ۱۴۰۔ کہ۔ ۱۴۱۔ جہز۔ ۱۴۲۔ سے۔ ۱۴۳۔ یہ۔ ۱۴۴۔ جہز۔ ۱۴۵۔ معنی۔ ۱۴۶۔ ہوتا۔ ۱۴۷۔ ہے۔ ۱۴۸۔ اس
 ۱۴۹۔ کے۔ ۱۵۰۔ میں۔ ۱۵۱۔ ہر۔ ۱۵۲۔ انہیں۔ ۱۵۳۔ ام۔ ۱۵۴۔ موصول۔ ۱۵۵۔ جمع۔ ۱۵۶۔ مرکز۔ ۱۵۷۔ ہے۔ ۱۵۸۔ اس کا۔ ۱۵۹۔ اشارہ۔ ۱۶۰۔ سے۔ ۱۶۱۔ سماعت۔ ۱۶۲۔ ہے۔ ۱۶۳۔ کی۔ ۱۶۴۔ کہ۔ ۱۶۵۔ پورا۔ ۱۶۶۔ اصل۔ ۱۶۷۔ خبر۔ ۱۶۸۔ ہے۔ ۱۶۹۔ اس
 ۱۷۰۔ کی۔ ۱۷۱۔ کو۔ ۱۷۲۔ داخل۔ ۱۷۳۔ ماسی۔ ۱۷۴۔ موصول۔ ۱۷۵۔ جمع۔ ۱۷۶۔ مرکز۔ ۱۷۷۔ کہ۔ ۱۷۸۔ سے۔ ۱۷۹۔ غائبی۔ ۱۸۰۔ انکار۔ ۱۸۱۔ کرنا۔ ۱۸۲۔ شہی۔ ۱۸۳۔ معنی۔ ۱۸۴۔ توبید۔ ۱۸۵۔ باری۔ ۱۸۶۔ تعالیٰ۔ ۱۸۷۔ اور۔ ۱۸۸۔ توبید۔ ۱۸۹۔ کل۔ ۱۹۰۔ تمام۔ ۱۹۱۔ لائے۔ ۱۹۲۔ والے
 ۱۹۳۔ کیا۔ ۱۹۴۔ کا۔ ۱۹۵۔ ما۔ ۱۹۶۔ نامل۔ ۱۹۷۔ ضمیر۔ ۱۹۸۔ نائب۔ ۱۹۹۔ کا۔ ۲۰۰۔ مرجع۔ ۲۰۱۔ دوست۔ ۲۰۲۔ سے۔ ۲۰۳۔ ت۔ ۲۰۴۔ عازہ۔ ۲۰۵۔ معنی۔ ۲۰۶۔ مغوی۔ ۲۰۷۔ نسبت۔ ۲۰۸۔ ام۔ ۲۰۹۔ صفاتی۔ ۲۱۰۔ خصوصی۔ ۲۱۱۔ ہے۔ ۲۱۲۔ ہری
 ۲۱۳۔ اور۔ ۲۱۴۔ ماسی۔ ۲۱۵۔ ہی۔ ۲۱۶۔ دوست۔ ۲۱۷۔ سے۔ ۲۱۸۔ ہر۔ ۲۱۹۔ لفظ۔ ۲۲۰۔ مہ۔ ۲۲۱۔ سماعت۔ ۲۲۲۔ رفع۔ ۲۲۳۔ سے۔ ۲۲۴۔ نا۔ ۲۲۵۔ غالی۔ ۲۲۶۔ لفظ۔ ۲۲۷۔ عہد۔ ۲۲۸۔ ذہنی۔ ۲۲۹۔ ہے۔ ۲۳۰۔ اظلال
 ۲۳۱۔ اشارہ۔ ۲۳۲۔ کثرت۔ ۲۳۳۔ سے۔ ۲۳۴۔ قی کی۔ ۲۳۵۔ سخی۔ ۲۳۶۔ نخب۔ ۲۳۷۔ طوق۔ ۲۳۸۔ پڑ۔ ۲۳۹۔ و۔ ۲۴۰۔ ہے۔ ۲۴۱۔ کا۔ ۲۴۲۔ اس سے۔ ۲۴۳۔ پہلے۔ ۲۴۴۔ فعل۔ ۲۴۵۔ ماضی۔ ۲۴۶۔ معمول۔ ۲۴۷۔ یا۔ ۲۴۸۔ مجمل۔ ۲۴۹۔ مضارع
 ۲۵۰۔ اس۔ ۲۵۱۔ متقبل۔ ۲۵۲۔ محال۔ ۲۵۳۔ پوشیدہ۔ ۲۵۴۔ ہے۔ ۲۵۵۔ سماعت۔ ۲۵۶۔ رفع۔ ۲۵۷۔ ہے۔ ۲۵۸۔ کیونکہ۔ ۲۵۹۔ یہ۔ ۲۶۰۔ سب۔ ۲۶۱۔ عمل۔ ۲۶۲۔ غیل۔ ۲۶۳۔ معمول۔ ۲۶۴۔ خبر۔ ۲۶۵۔ جہز۔ ۲۶۶۔ کی۔ ۲۶۷۔ غلال۔ ۲۶۸۔ اس
 ۲۶۹۔ سے۔ ۲۷۰۔ غلال۔ ۲۷۱۔ ہے۔ ۲۷۲۔ یہاں۔ ۲۷۳۔ دیا۔ ۲۷۴۔ کسی۔ ۲۷۵۔ کا۔ ۲۷۶۔ طرق۔ ۲۷۷۔ سے۔ ۲۷۸۔ کیفیہ۔ ۲۷۹۔ دیوی۔ ۲۸۰۔ ہے۔ ۲۸۱۔ ہے۔ ۲۸۲۔ بہت۔ ۲۸۳۔ کہ۔ ۲۸۴۔ ثعل۔ ۲۸۵۔ پوشیدہ۔ ۲۸۶۔ لانا
 ۲۸۷۔ ہے۔ ۲۸۸۔ کہ۔ ۲۸۹۔ ماسی۔ ۲۹۰۔ سے۔ ۲۹۱۔ دیوی۔ ۲۹۲۔ کیفیہ۔ ۲۹۳۔ کا۔ ۲۹۴۔ ہے۔ ۲۹۵۔ بہت۔ ۲۹۶۔ فعل۔ ۲۹۷۔ پوشیدہ۔ ۲۹۸۔ ہو۔ ۲۹۹۔ کا۔ ۳۰۰۔ عازہ۔ ۳۰۱۔ طریقہ۔ ۳۰۲۔ معکوس۔ ۳۰۳۔ کے
 ۳۰۴۔ سے۔ ۳۰۵۔ عازہ۔ ۳۰۶۔ لفظ۔ ۳۰۷۔ ہے۔ ۳۰۸۔ مساق۔ ۳۰۹۔ منظوف۔ ۳۱۰۔ یعنی۔ ۳۱۱۔ طوق۔ ۳۱۲۔ میں۔ ۳۱۳۔ گرد۔ ۳۱۴۔ ہوتی۔ ۳۱۵۔ سے۔ ۳۱۶۔ یہی۔ ۳۱۷۔ یہاں۔ ۳۱۸۔ مفسر۔ ۳۱۹۔ ہے۔ ۳۲۰۔ اتفاق۔ ۳۲۱۔ جمع
 ۳۲۲۔ میں۔ ۳۲۳۔ معنی۔ ۳۲۴۔ رال۔ ۳۲۵۔ یعنی۔ ۳۲۶۔ ہر۔ ۳۲۷۔ گرد۔ ۳۲۸۔ کو۔ ۳۲۹۔ کہتے۔ ۳۳۰۔ ہم۔ ۳۳۱۔ ضمیر۔ ۳۳۲۔ کا۔ ۳۳۳۔ مع۔ ۳۳۴۔ اول۔ ۳۳۵۔ لفظ۔ ۳۳۶۔ ہے۔ ۳۳۷۔ دوسرے۔ ۳۳۸۔ لفظ۔ ۳۳۹۔ متد۔ ۳۴۰۔ مضاف۔ ۳۴۱۔ جمع
 ۳۴۲۔ سب۔ ۳۴۳۔ معنی۔ ۳۴۴۔ ہاں۔ ۳۴۵۔ ہے۔ ۳۴۶۔ ساتھی۔ ۳۴۷۔ جس کے۔ ۳۴۸۔ لیے۔ ۳۴۹۔ کوئی۔ ۳۵۰۔ چیز۔ ۳۵۱۔ خانی۔ ۳۵۲۔ جائے۔ ۳۵۳۔ یہاں۔ ۳۵۴۔ یہ۔ ۳۵۵۔ ہی۔ ۳۵۶۔ آخری۔ ۳۵۷۔ معنی۔ ۳۵۸۔ مراد۔ ۳۵۹۔ میں۔ ۳۶۰۔ اقد

ہوتا۔ نقصان کرنا چاہا کسی کا یہاں سب معنی بن سکتے ہیں۔ دوسرے جملہ الیٰ حرف تحقیق نکلتے ہیں اسم۔ لام تاکیدیہ یا کئے۔ شدید بلکہ فعل مضارع مثبت ہے شدت سے مشتق ہے معنی سخت۔ مضبوط۔ مثال سکتا۔ طبیی۔ جسمانی اور معنی مرتقم کی معنی مضبوطی کے لیے یہ لفظ مستعمل ہے۔ یہاں یا فعل شدت مراد ہے یا نوری۔ انعقاب بحالت کسر و کینہ یہ مفعول مضاف الیہ سے شدید کا یہ مصدر نزل فی مجرور ہے ہر وزن فعال عطف سے بنا ہے لغوی ترجمہ ہے بعد میں ہونا پیچھے ہونا آخری ہونا۔ انجام ہونا۔ یہاں مراد ایسی سزا ہے جس کے بعد علم نہ رہے یا عالم ہلاک ہو جائے یا انکی باز آجائے یا علم کے قابل نہ رہے۔

وَاِنْ نَّعَجَبْتُ فَعَجَبْتُ تَوَهُّدًا اِذَا كُنَّا مُدَّابِّ عَارِثًا نَبِيٍّ حَنِينٍ خَبِيرٍ
اُولَٰئِكَ لَنْ يَنْ كَرُّوْا رَتَبُوْهُمُ ذُو لُطْفٍ اِلَّا عِلَالٌ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ

تفسیر عالمگیری

وَاِنْ نَّعَجَبْتُ فَعَجَبْتُ تَوَهُّدًا اِذَا كُنَّا مُدَّابِّ عَارِثًا نَبِيٍّ حَنِينٍ خَبِيرٍ
اُولَٰئِكَ لَنْ يَنْ كَرُّوْا رَتَبُوْهُمُ ذُو لُطْفٍ اِلَّا عِلَالٌ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ
اور اگر تعجب نہ کرے تو تعجب کرے اور اسے پیچھے رہے اگر تم دلا سے مسلمان
نہ کرو گے اور کافروں کی اس بات پر حیران ہوتے ہو کہ یہ کائنات نام میں کثیر دلائل قدرت کو دیکھتے ہیں مگر
خالق عالم کی وحدانیت معبودیت پر پستے اور صحیح طریقے سے ایمان میں لانے یا آپ ان کو اسی طرح اتنے اچھے بادائیل اور
پیسے طریقے سے سمجھاتے بناتے ہو اور یہ بڑے بڑے تہذیب و تمدن کے لاجواب ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی آپ پر وہ آپ
کے دین پر ایمان نہیں ماستوریہ کہ کفر الیٰ عظیم جیسی مضبوط بہترین اور قدت قرین۔ فیض و طبع کتاب جس کے سامنے
ان تمام کی فصاحتیں دم توڑ گئیں ان کو سننے بکھنے میں مگر ایمان نہیں لاتے نہ اس کو خدا فی کتاب شد کا کلام سمجھتے ہیں
آپ ان کی اس بیوقوفی کم سلی ہمت دھرمی پر حیران ہو رہے ہو حالانکہ حیرانی دائمہ قون نادالوں کی یہ بات ہے
کہ یہ ہم جب مٹی ہو جائیں گے مرم کر تو پھر ہم سننے مرسے پیدا ہوں گے۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا ہم آگ میں
راکھ قبر میں خاک ہو جائے نہیں پھر بھلا کیسے خوبصورت انسان بن سکتے ہیں۔ یہ انکار کتنا عجیب تک پہنچے ہمارے
بلکہ اس جہان کی ہر چیز ہر آن بدل رہی آگاہی کسی نگہوں کی کمی میں سوچ نہ سکیں۔ کسی کیسا موسم کبھی کچھ چہرہ دشتوں کھیتوں
کو غور سے دیکھو کہ ایک دشت بڑھتے بڑھتے اونچی چوٹی تک پہنچ گیا پھر مرم بھا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فنا ہوا اگر ایک
پہاڑی سی دشت کا لیا گیا اُس نے زمین میں پہنچ کر اسی دشت کا روپ دھار دیا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کے ٹکڑے مرنے
جھلنے کے باوجود اُس کے کوئی بیج رہ گئے ہوں اور اسی پر انسانی جدید نشوونما ہو جائے۔ یا کوئی بھی قدرت کی صنعت
ہو۔ ہر حال اس کو ناممکن نہیں کہا جاسکتا کہ جس خالق تعالیٰ نے پیچھے بنا دیا جو وہ پھر نہ بنا سکے۔ ہر کیفیت زندگی دوبارہ
اسی ہم شکل و صورت سے دوبارہ پیدا کرنا کرنی ناممکن امر نہیں اور یہ ضرور ہو جائے کہ یہاں اس دنیا میں ظلم
بھی ہیں مظلوم بھی بد بھی ہیں نیک بھی۔ اللہ کی راہ میں نیکفیں ٹھٹھانے والے بھی ہیں دینے والے بھی مگر یہاں کسی کو
کسی نیک کا سزا جزا سے بدلہ نہیں۔ حالانکہ بدلہ ضرور مل جائیے گا اُس کے لیے دوسری زندگی ہے۔ مگر حق لوگ

جو ایمان نہیں لاتے وہ اسلئے ایسے ملک کے ہی کار میں کر کے صفت قدرت قدرت حقیر کا کار کردار
 دست ی کا کار سے اسی دیامیں یہ نیت کا کار کے یہے کہ کو بزم سے میں ہر جس مذہب کے یہے نیت
 ہر کی ہائے کی یہے نیت کو اس کا مستحق ہا ہے میں یہ لوگ س نیا کی تیں اس انیا میں دوش و کریں گے بلکہ
 سب یاد ہوں گی انہی ظہور کی ہذا یہے کی کر ان ہی ٹوں کی کر دوں میں مذہب کے طوق ہوں گے اور لفظ
 یہی قیامت تک کے ملک کا کار و انگ دے میں اس یہے اس انگ میں ہیت ہی میں گے۔ ریت میں سے نہ
 ہمہ کاروں کے گے میں مذہب و کیف کا طوق ہوگا جس سے ن کے گوں کو گھوٹا دگا۔ بعض سے ذرا کہ طوق سے
 ہوا دیامیں گرا ہی کا طوق ہے جس سے واکل نہیں کئے۔ واکل علم یک تفسیر یہی کی گئی ہے کہ سے ہی آپ کو
 ن کی ن است پر تعجب ہے کہ یہ رب تعالیٰ کی پری خلقت ہر یہہ کرنے کو تو سنتے میں مگر وہی صفت کو
 ماسے سے مگر میں واقعی آپ کا تعجب حق ہے۔ لیکن منہ و غیر غیر اقتدار بدائی وادی کی تفسیر ہوں عری کرتا ہے
 کہ سے دیا بھوکے مکتود و دانشد و یکم و۔ سیاسیوں۔ نامہ نوں تم نے کائنات عالم میں اتنی بڑی انیا بھوکے
 سزا میں حیران کی حیران تسمی نگاہوں سے کہہ دیں اور تم تعجب میں تعجب و لب گئے ہماری ذات اور صفت طاقت
 کو ہائے پر بھوکے ہو گئے۔ تم نے آسمانوں میں پشاور تعجب تک سائیاں دیکھیں۔ اور تعجب ہو سے مگر سب سے
 زیادہ تعجب وہی چیز تو ہے کہ کافر ہماری دہار و طاقت اور صفت کے مگر میں ہلا کہہ سلی ہر بنا مشکل ہوتا ہے۔ و
 مَسْجِدًا مِّنْ مَّشَاطٍ مِّنْ الْحَسَنَةِ قَدْ خَلَتْ مِّنْ قَبْلِهِ السَّمُوتُ ذَاتُ رُتَبٍ
 نَدُّ مَعْقِرَةٍ لِّتَأْسَ عَلَى طَلُفِهِمْ ذَاتُ رُتَبٍ تَسِيدُ لِعُقَابٍ اِلهِ صِيبٍ
 کریم حق کذا کی مرید نادانی سے کہ آپ کے بھانے مذہب سے ڈالنے کا ٹاٹھنے ہے ہیں اور بھانے صفت مضمون
 اور مخالفت چاہنے کے مذہب میں ہدی کر سے ہیں۔ اور کہے کے خلاف پڑ پڑ کر مسمی مذاق کہتے ہوئے اور اسلام
 قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹلانے ہوئے یہہ مانیں کر سے میں کہ اسے کہے والے رب اگر اسلام چاہے تو ہم پر
 برتر برسا۔ لہذا وہ آندہ میل اور مذہب لا۔ حالہ کر اگر یہہ مانہ کہتے تو کی ہی بھلا ہوتا کہ اگر چاہے تو ہم کو بھی اس کی
 طرب وایت مظاہر۔ مذہب کی دہا گنا سزہ طاقت اور مصلح ہے اس یہے کہ اگر تسمی و ماں اور بچوں کی
 طرب منہ کرنے سے مذہب اب اور تم نے اس سے ریس کر یا کہ واقعی اسلام چاہے تو ہم کو یک جائزہ طاقت و فائز ہو جائے
 گے۔ اور اس یہے کہ اسلام کی خاتمت کے یہے مذہب کو دلیل۔ بناؤ اور بھی تو رشاد دلال میں میں حور کر کے
 دیکھ۔ و نیز دعوت اور تبلیغ جائے یہہ نبی محمد مصطفیٰ فرما ہے میں ہی تبلیغ پہلے زیادہ کرام سے زمانی ان کی امتوں سے
 دہلی کہتے ہوئے مذہب مانگا توں پر مذہب گیا اور زیادہ و زیادہ ہو گئے اسی بہت مٹا پس پہلے گز گز میں۔ تو
 تو یہی واقعات کو ہی دلیل بنا دے کہ یہہ ہی۔ قرآن اور اسلام۔ حق ہے پھیلوں سے بہت پڑاؤں کی

دش پرست چلو اسے فی سلی اللہ علیہ وسلم یہ تو باتیں ہیں اور ہشک شب کا جب لوگوں کے ظلوں سے درگزر
کی رہا ہے والا سے۔ حدیث ذیل۔ "اور فکر سوچئے بکھنے قدرت جسے کا وقت دے کر موت کے آخری
ماہ سے تک بھی تو ہر کوئے والوں کو کہتے رہا ہے۔ لیکن اگر یہ سمجھتا رہتا کی حدیث والا وقت حتم ہو گیا تو ہشک وہ آپ کا
جب مشر بھی اسی عمت رہے والا ہے کہ کوئی جھڑپ سکے۔ جس میں سے مرید یا گناہ کبیرہ والوں کو جس کے ظلم
نے، و دیگر تو یہ کہ مرید کے ساتھ دشمنی کے ذریعے یا صوفی سرائے کے بھتے والا سے، اور گھر پر رٹنے
والوں کو گھر پر لے والوں کے یہ شدید العقاب سے یک تفسیر یہ ہے کہ گناہ صبوروں کو سکھاتے ذہنیت سے
ہر یک کبیرہ والوں کے یہ شدید العقاب سے، ہر تفسیر اپنے اپنے مقام سے صحیح ہے۔

ن آیت کریمہ سے چند ماخذ سے حاصل ہوئے۔

ماخذ

۱۔ **ماخذ اول**۔ اللہ تعالیٰ کی ہر کہ مداخل قیامت میں محسوس دے گا اگرچہ کبیرہ مومن یا حق
ہوں تو اسے کوئی بدلہ دے کر یا مخالفت اور مداخل کے ذریعے یہ ماخذ دو مقامات سے حاصل ہوا۔
۲۔ **ماخذ دوم**۔ سرحد سے کوہ قسب کا خوف بھی چاہیئے اور امتد بھی۔ ہم دربی کا نام ہی ایساں کامل ہے۔
۳۔ **ماخذ سوم**۔ ایسی ہی طرف فری میں امید، محنت میں خوف اور جاری میں امید صحت ملنے پر سب کا خوف ظہری ہو اور
وقت آجائے تو اس کی بارگاہ سے امیدیں لگا دو۔ یہ ماخذ دو مقامات سے حاصل ہوا۔ ۱۔ **ماخذ اول**۔ فیض باب
۲۔ **ماخذ دوم**۔ نبوی اسوں میں میں شرع پر قوی ہے نہ سے مسلمانوں کو پہنا شد ضروری ہے۔
۳۔ **ماخذ سوم**۔ کم عقل انسان کی کوئی نہیں۔ سہانی کو چھانی میں تلاش کرے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ سچائی کو سنی میں
"ت کو محبت میں داخل کرتے ہیں۔

۴۔ **ماخذ چہارم**۔ اپنی ساخت کو ہی اہمیت دیتا ہے خواہ چھوٹی ہو۔ سب تعالیٰ کی تیار کو نظر انداز کر دیتا ہے۔
۵۔ **ماخذ پنجم**۔ بڑے ہاروب کے بلے ہوئے میں بن کر یہ کام نہیں پوجتے انہی پہاڑوں میں سے یک پہاڑ سا
بترے کر خود ناکر گھر کر پوجنے لگتے ہیں۔ نیز جو اسل اور مالور کو نہیں پوجتے ان کی سب کو پوجتے ہیں۔
۶۔ **ماخذ ششم**۔ مالی دنیا میں تو بہت موثر رہتے ہیں ہر چیز کو دیکھتے ہیں سوچتے بکھتے ہیں مگر دین کے معاملے میں ذرا
عور مکر نہیں کرتے یہی حال مسلمانوں کا ہونا چاہا ہے۔ جو چاہے اس کو ہنگامے جائے۔ جس کو چاہیں چندہ ایدیں۔
۷۔ **ماخذ ہفتم**۔ ماشہ کی مصلحت کا انکار کرنا اور جس کے سداں کی شان میں کی ان ہاں کا انکار کرنا ماشہ کی ذات کو ہی نکال
کرتا ہے یہ ماخذ دو مقامات سے حاصل ہوا۔ ۱۔ **ماخذ اول**۔ فراموشی سے "صل ہو۔ ان تجنب میں
کہ رکے تال نبوت اور ہی کریم کی طاقت قوت، صدارت مہجرت کا کرے، تجنب میں مصلحت یہ کہ کرے۔ اور
گھر و امین ذات الیہ کا ذکر ہوا۔

۱۱۰ آیت سے چند مسائل نفس مستنبط ہوئے۔

احکام القرآن

اسلام اصرار پہلا مسئلہ۔ ہم میں بیش بہا سرب کاروں کے یہی اہمیت نہ رہے کہ صرف ہر مسئلہ درست سے یہ مسئلہ اولیٰ کے صریح لفظ فرمانے سے مستند ہوا۔ معتزلہ کاروں یا سکل فطرت سے کہ گاہ گہرے دماغی بحث جنم میں رہیں گے۔ آج کل کے معتزلہ یعنی وہابی و یونیدی بھی یہی یہود و عتیدہ کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ معاذ اللہ بے نمازی کا فریب یہ وہابیوں کی جماعت ہے۔ دوسرا مسئلہ۔ حقوق العباد بہت اہم چیزیں ہیں کا حسب ہند کو دنیا میں ہی چکا رہنا چاہیے۔ یہ غیر معاونہ معاف نہیں ہوں گے یہ مسئلہ نہ منقطع کی ایک تفسیر سے مستند ہوا۔ علم حاجت کی قبولیت و ترقی کا دار و مدار حقوقندگان کی ادائیگی پر ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی دوست کی دکان سے لہجہ اجازت کوئی معمولی چیز بھی ٹھاکر کھلی تو وہ حقوق العباد میں شامل ہوگی اس سے یہ بھی ناجائز ہے۔

یہاں چند اعتراض پڑ سکتے ہیں۔

اعترافات

الکثرات
پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ دُؤ مغفور علیٰ طہرہ۔ یہی ظالموں کے ظلم کے باوجود
مغفرت دے گا۔ اگر مغفرت سے مراد بخشش ہے اور توبہ کے بغیر بخشش ہے تو انسانی اور ظلم کی جو مسئلہ آخری
سے دور مغفرت سے مراد میل ہے تو سامنے کافر مغفور ہو گئے مالا کہ ”سہری جگہ ارشاد ہے رِقِّ الدلۃ لَا یُغْفَرُ
لِیٰ فِیْہِ“ یہی اللہ تعالیٰ شرک کفر کی کبھی صحت دہرائے گا۔ پس معافیت کیسے ہے۔
جواب۔ مغفرت کے بھی بہت معنی ہیں اور ظلم کے بھی۔ اس کے جواب بہت طرح دیے گئے ہیں جن میں سے کما
حل سے مراد گناہ گیارہ مغفرت سے مراد زکا۔ حق دینا شفاعت سے مراد معافی، الاکبر یا معاد غفر یا تھوڑی سی توبہ
کرنا جس نے کہا ظلم سے مراد کفر ہے۔ اور مغفرت سے مراد میل و توبہ کی مہلت۔ اور وہی آیت میں مغفرت
سے مراد اکل بخشش ہے۔ یہ دوسرا جواب رد اور مست ہے۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ کفار سے
پہلے سید کی جلدی کہتے ہیں۔ گویا اگر ملہ کی کرا سلا نہیں سے صرف قبل اور پہلے ہونا بڑا اور ناجائز ہے۔ بعد میں بہتہ
کا مطلبہ جائز اور درست ہے۔

جواب۔ یہ اعتراض اس بنا پر کیا گیا ہے کہ معتر میں کو سنتہ اور سنہ کا معنی اور کیفیت کا مفہوم میں آیا۔ معتر میں کے خیال میں حسد سے مراد مغفرت یا بخشش ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ سبتہ سے مراد ان کی عداوت و نفرت و ہلاکت سے نزدیکی عداوت مراد نہیں، اسی طلب حسد سے مراد اس عداوت کی رحمت یا ایصال ماما مراد ہے۔ اور قدرت کا معنی سے ایصال یا اس عداوت کی عداوت مانگنا۔ کیونکہ کفار اللہ تعالیٰ کو تو یہاں تک خالق ملک ملحقہ اوبانے میں ہیں۔ صرف ہی کریم کو نہیں مانتے تھے اور ان کی مالی ضرورتوں کو غلط سمجھتے تھے اعتبار نہ کرتے تھے ان کے غلط آیت

نہ فرمایا گیا کہ چاہیے یہ تھا کہ پیسے ہی سے یہ من کی ، ماہیں مانگتے اور بعد میں غریبوں کے ، فیسے کی دھاریں مانگتے اس لیے کہ کوئی آ سی نقل رکھے ، اسی کم ارکم مصیبت کی دھاریں مانگتا ۔

تفسیر صوفیانہ

اذ شئت فصلت الشان فخذ مذہب حدیث اسے میرا ہے نبی اور اسے صحابہ اور اسے قیامت
 تک کے عزت مصطفیٰ کے ہمیں نامدین عارفین مانتین تم ان شریعت کے مکرین عاصمین کی باتیں سن کر نین کی عقلوں
 ہر انہوں کا تعجب کرتے ہو مگر یہ وہ سرائی حد تعجب باطنی اندھوں کی باتوں پر ہے کلاسے راہ طریقت کا درجہ
 سے والد اور معرفت عشق کی طرف طلبہ والو جب ہم نئی عشق کے سہتہ جاں ہو کر انگار کی مٹی ہو جائیں گے تو
 پھر ہم بلا کست جسم کے حدود کی نئی باطنی زندگی پائیں گے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نفس اتار دے کی موت سے قلب
 کی حیات نہ ہو اور جسم کی مستی میں کے حدود کو نئی زندگی مل جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ظاہری خلقت سبائی کے
 بعد باطنی خلقت نوری ہو جائے۔ یہی وہ غلام ہیں باطنی کو دروگ میں جو پہنچے سب تعالیٰ کے منکر ہو گئے کہ اُس کی
 قدرت مناجی پرورد فکر نہیں کھتے۔ اور ب تعالیٰ مذاق کی موت کے بعد وصل کی اور دروہ کی دے ملکہ ہے اسی
 دیا کے درجہ لفظ عرفیات بھی سنے پیدا سوسے میں اور جو حرمی دو گناہوں سے بگڑے کو نیکوں کے رہاں میں
 آتا ہے چوں کہ قطب بنائے اُس کا ادلی کرشمے ہو شریعت کی ظاہری اور پہل پیدا نش دے سکتا ہے وہ اند
 حقیقت معرفت کی دوسری باطنی طاقت بھی اسے سکھائے کہ دل دنیا کے گلوں میں نفس ہارے کے طوق پڑے
 میں اس موت و حیات اور فنا و بقاء کی حالت کو سب پر ہی طاری ہوتی ہے مگر کسی کو ہر کی زندگی کسی کو ہر کی اور
 یہی مگر سر احکامات یہ کہ کا مروجہ کی انگ میں عیاشی سے داسے ہیں۔ و نسفونو ملک و نشتہ
 بعد عسلہ و قد حدث من فنیہ منسٹ و شارت مدد معمر و نشتہ علی
 فنیہ و نشتہ مدد لفظ اور یہی رلی حق اپنی استعداد ظاہری اور شریعت باطنی کی وجہ سے آپ سے وہ جائے
 میں مدد سے سے دین کی بھائے باطنی میں مدد کی کہتے ہیں۔ اپنی سہ سہادت کو بھی حصول دنیا کا ذریعہ بنایا
 یہی مدد ہی بھی اس لیے انبیاء کی کہتے و کائناتوں اور تعویذوں علمات سے دوسرے بڑے تجارت پکٹے اس سے
 غریب ہیں کہ شد سب تک اور اراہ مصطفیٰ تک یہی سکھائے یا ہیں۔ حالانکہ دنیا کی بے ثباتی و درحاد و عزت
 کی بردا کی اور اس آریہ کی ساکی کتنی سی مثالیں رر پکٹیں میں جن سے یہ غافل لوگ بے خبر ہیں اور اسے پیسے
 صیب ملی شہ عید و سلم مشک آپ کا رب ن خواب میں پڑے ہوئے مجھ کے لوگوں کے لیے اس کے نادانی
 کے لہجوں کے آوازوں کی کوتاہیوں کو در کر فرمائے و ابیے اور مشک آپ کا رب ان کفر پر مضبوط اڑے ہوئے لوگ

اور مائل پر اسے جو ہاتھ دالیں اور سہمت سے نامائز فائدہ حاصل دالوں گے سوں سے دالوں۔ مگر ان کو شقت کی مار۔ اور سر طرح کی محرومی کا غلبہ دینے والے سے۔ صوفیا فرماتے ہیں عاجز کی کوتاہیاں قابل معافی ہیں۔ لیکن مغرور کی عیادت بھی قبول نہیں۔ مل دنیا و دھرم کے میں معذور اور مغرور۔ مغرور کو مغفرت کا بلا واسطہ لیکن مغرور کے یہ عذاب شدید کا بیخام۔ دنیا پرستی کا پسند خندان مغرور ہوتا ہے۔ دوسرے قصاص معذور ہوتا ہے۔ پہلا درجہ لڑا پھر غرور۔



وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ

کہ کہتے ہیں "تو کسے جو کافر ہوئے کیوں نہیں اتنی ہی مٹی پر ان " کافر کہتے ہیں "نہ پر ان کی طرف سے کوئی

آيَةُ مِّن رَّبِّهِ إِثْمًا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ

کوئی مثال طرف سے اب ان کے۔ فقط تم ڈرنے والے ہو اور پہلے ہر مثال کیوں نہیں تری تم تو ڈرست سے والے ہو اور ہر

قَوْمٍ هَادٍ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ

قوم کے ایک صادی ہوا۔ اللہ جانتا ہے جو حمل۔ ٹھانی ہوتی ہے ہر قوم کے صادی۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی قوم کے پیٹ

أَنْتَ وَمَا تَغِيصُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ

منٹ " تو گھٹنے میں دم " جو بڑھتے ہیں میں سے اور پیٹ جو کچھ گھٹنے " بڑھتے ہیں

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ لَا يُفْقَدُ ۝ عَلِيمٌ

اور ہر چیز کے پاس اللہ کے پاس ہر چیز کو ہر حال میں پتہ ہے۔
اور ہر چیز کے پاس اللہ کے پاس ہر چیز کو ہر حال میں پتہ ہے۔

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝

مہربان کو اور ماسر کو چھتہ بڑا اور بلند والا

والا سب سے بڑا بلند والا

تعلق

ان آیات کریمہ کا پہلا آیت کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق۔ پہلی آیات میں غلب اور سختی و سزا کا ذکر ہوا۔ اب ان آیات میں اس کی وجہ بیان ہو
موردی ہے کہ غلب سزا اللہ سختی اس سے ہے کہ ان کفار کو اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ ملا بلکہ
ان کے مطلب سے ہی رخصتے جانتے ہیں اور یہی چیز باعث عذاب و سزا ہے۔ دوسرا تعلق۔ پہلی آیات میں
نبی کریم و قرآن کریم کی شمالی تفسیر و ہر طرح کفار کو سمجھانے کا ذکر ہوا۔ اب ان آیات میں نبی کریم کو سمجھایا جارہا
ہے کہ آپ صرف ارسلانے والے ہیں ان کے یہاں لانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔ آپ تمام قوموں کو
صرف راستے کی ہدایت دیتے والے ہیں یہی تعلق۔ پہلی آیات میں زمین کی پیداوار اور نفع بخش نعمتوں کا
ذکر ہوا۔ اب ان آیات میں انسان و حیوانات کی پیداوار کا ذکر ہے۔ جو زمین کی پیداوار سے بڑی نعمت ہے۔
وہ بھی نشانست نعمت اللہ ہے اور یہ بھی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے۔

تفسیر نمبر ۱

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا آيَاتٌ مِّثْلُ مَا أُتِيَ الْفِرْعَوْنَ
وَالْحَمَانَ قَوْلِهِمْ هَؤُلَاءِ أَتَادِينُهُمْ رَبُّهُمْ أَفَلَا يَتَفَكَّرُونَ ۝ خَلَّ مِصْرَاجُ مِصْرَافٍ وَاحِدٍ مِّمَّا
مَعْنَى حال اس کا لال اسم ظہر قدس کفر و پورا جملہ توہم و کفر ہے اس لیے یہ فعل واحد ہے باب نعر قول سے
جانب سے معنی کن لو انما الذین اسم موصول جمع مذکر ہے بحالت۔ فجب ہے کفر و افعال ماضی مطلق معروف جمع غائب
نہ سے ہے کفر سے مشتق ہے معنی نکار کرنا شرعی معنی التدرک ذات یا معات کا سنگ ہونا اس کا ناظر ہم ضمیر کا مروج
اس سے ہے ان کا دل سے مراد وہی جلدی مذہب مانگنے والے ہیں۔ لہذا یہ مادی مہانت من زمانہ تک مقولہ ہے
بقول کہ۔ نمونوں کے ایک نواں۔ کن تم کا سے ملے شریک ملے استغما مہ محضہ۔ ملے معنی حلاً تخصیص۔

نکب بند۔ سید ہو گیا شعی۔ نام ہو گیا حال۔ دل اسد ہو گیا مدد اند۔ شیطانی یا ایلی۔ کافر یا مومن امیر و مرید
یہ جاری میں رہے گا یا بند سنی میں سنی یا کچھ سس قتل وال یا یو توف۔ خوش خلق یا بد خلق۔ مو پایا آنے گیا یا پتلا یا۔
ہاں باب کے بتانے سکھائے پڑھائے ہے اس کے خاص بندے بھی جان بچتے ہیں بلکہ قتل سے پہلے کی بھی خبر سے
دیتے ہیں یہ خاص مدد کا شامہ ای رب کے علم کی دلیل سے۔ اور واجب تعالیٰ ہی موت دہم کو غلبہ کے چھوٹا
کرتا ہے۔ اور ہم میں نظر پال کر رخصت رہا ہے۔ اور ہی اللہ جانتا ہے اس کو جس سے دم سکڑ کر لگے اور چھوٹے ہو جاتے
میں۔ یا اس طرح کہ لفظ نصیحتا ہی نہیں یا اس طرح کہ کچھ پختہ ہی کر جاتا ہے۔ یا اس طرح کہ ہم ہی خلک مودہ ہے یا ہم
کا منہ بند ہوتا ہے۔ اور اس کو بھی جانتا ہے جو ہم کو رخصت رہا ہے۔ تمام ہم چھوٹے ہیں یا بڑے اسانی ہوں یا محولی
اس کی مٹا دیت بھی قدرت کا عجیب نمونہ مٹائی سے۔ یہ رنگوں پتھوں اور مٹی کے مجموعہ کا ایک تھیو ہے جو داغ
کی ہڈیوں کے ساتھ ٹنگا ہوا ہے اور اس کا بیجا حقتہ موت کی مرضی کے ایک سوداغ کے قریب ریڑھ کی ہڈی سے
خود ہوتا ہے۔ اس کے دو بیگ ہیں ایک بیگ سے ہوا کا لفظ جڑ جاتا ہے اور دوسرا پرورش پاتا ہے دوسرے
سے حرکت کا لفظ پڑے کی شکل میں جنب ہوتا ہے دم کے ایک حصہ میں پانی رہتا ہے اور ایک حصہ میں حرم اور
کھلے حصہ میں لفظ کے حاتم پر وال پڑھتے ہیں یہ بیگ جو پھل کے پروں کی شکل اور مٹی کی طرح نرم ہوتے ہیں رختے
وقت در ہوں گے لفظ اتنا ہی صحت مند پڑے گا۔ یہی بیگ لفظ کہ ہم میں روکے رکھتے ہیں ان میں جنب کا
اڈو ہے۔ اور لفظ بھی چک در ہم کا پانی بھی جکھا پھسل کر باہر گر جاتا ہے جب مرد و عورت کڑا سے تو در ہم کا سر نکل جاتا
ہے۔ اور صرف نظری ہم میں مٹا ہے۔ اتنا مٹی باہر گر جاتی ہے۔ اس لفظ کے میں حصہ جوتے ہیں جو تومر۔ مٹ
جڑوے کی تھاک مٹ روتے تو محض رکھے والا اڈو اور تمام چیزیں لفظ اڈو۔ صحت کا لفظ ہونے کے نزدیک
کے علی۔ پھر پھر کارم میں ہوا اور بڑھتا ہوا۔ اور تم وادہ میں خیر یا سب کی سب اس قدر خالق ملک کے
رویک بہترین شامہ ریا نکل پنی کی مقدار سے ہے۔ امام اعظم و عید فرما سے میں کہ لفظ ہم میں صرف دو سال تک
خیر سکتا ہے زیادہ سے زیادہ۔ امام شافعی کے رویک زیادہ کی مقدار یا سال ہے امام مالک کے رویک آخری صفت
یا بیع سال تک ہے یہ ان کے اپنے مشاہدات کا فیصلہ ہے کوئی قرآن و حدیث کا مودہ نہیں مادیہ مشاہدہ بھی شاذ ہے۔
ہم فقہ مال نو ماہ ہے۔ اور کم سے کم مدت چھ ماہ ہے۔ امام اعظم نے لکھا کہ شوک ب مزام نامی پڑے دو سال تک
شکم مال میں ہے۔ اس سے زیادہ کا مشاہدہ یا خبر ان کو مٹی تو ان کا آخری فیصلہ یہ ہو گیا امام شافعی سے سنا کہ امام
مالک کی اپنی ولایت تین سال بعد ہوئی تو انہوں نے چار سال کا فیصلہ کر دیا۔ مالک کی ایک وادی نے چار سال
سے در حال رکھنے کے بعد جنم دیا تو انہوں نے مابچوں سال کا فیصلہ کر دیا۔ حرم ان جہان بھی امام شافعی کے ملنے
میں پیدا ہوئے ان کا چار سال تک خیر ان کو عرم می در حال ہی ان سے ہم کھایا۔ سر حال اللہ ہی مانتا ہو

جائے۔ معدوم و موجود پوشیدہ اور ظاہر کو ہر وقت ہر کیفیت اور سر طرح جلنے والا ہے۔ کہ کون بچھ کرے اور کس حالت میں پیدا ہوگا عالم ادوار کے غائبوں کو اور عالم دنیا کے حاضرین کو جانتا ہے۔ یہ ہم کے مائوں کو اولادت کے حاضرین کو یا نطفوں کے غائب کو۔ واپسی مادر میں اگر حاضر ہوئے والوں کو یا مہرے ہوئے لاش کے حاضرین کو اور مٹی بن کر ڈسے اڑھانے کے بعد لاشوں کو جانتا ہے کہ کون سا دم ذرے بن کر کہاں کہاں پڑے اس کے یہ ن ذروں کو جمع کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ بل دنیا کے تو فقط مدار سے اور نچھنے جی ہیں یہ غلط بھی ہو سکتے ہیں دنیا کے حکیم ڈاکٹر اور طبیب کہتے ہیں کہ اگر ٹھنوں میں پڑے ہو تو مردہ میں پھنسا جاتا ہے جس کی ولادت دم حریر کے ٹھماہ بعد ہوتی تھی۔ (روح البیان) اور کفار دو عالم علی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک میں بھی مورخین کا اختلاف ہے۔ ایک قول نو ماہ اور دوسری درست ہے۔ دوسرا چار ماہ۔ تیسرا قول سات ماہ چوتھا قول آٹھ ماہ پانچواں قول دس ماہ ہے۔ (تفسیر روح البیان) خلاصہ یہ کہ حق جل شانہ کی روشنی میں تو شرع کی ہے۔

مثلاً چھ ماہ۔ اس میں سب کا اتفاق ہے کہ یہ کم از کم ہے اس سے کم میں نسائی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ سات ماہ۔ آٹھ ماہ۔ نو ماہ۔ دس ماہ۔ سب کا اتفاق ہے کہ یہ کم از کم ہے اس سے کم میں نسائی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ پانچ سال۔ اس سے زائد نہیں۔ یہ تین صرف انسانی جنم کی مدتیں ہیں۔ یہ سب میرے رب کی صفتیں ہیں۔ کبیر یا ہے کہ کوئی شی کا نسبت۔ حر میں اُس کے علم سے باہر نہیں اور متعال ایسا ہے کہ کوئی چیز اُس کی قدرت سے جدا نہیں۔ کھانا فرماتے کہ ہر جانور میں ولادت سے آدمی مدت پہلے جان پڑ جاتی ہے۔ مثلاً چھ ماہ قبل میں تین ماہ بعد جان پڑے گی اور سو ماہ میں چار ماہ پندرہ دن میں جان پڑے گی جان اس وقت پڑے گی جب اعضا مکمل ہو جائے ہیں خواہ ناقص بچہ ہو یا کامل کزور یا صحت مند۔ جان پڑے گی بچہ پیٹ میں اچھلتے حرکت کرنے لگتا ہے۔

ان آیات کی مراد سے چند فائدے حاصل ہونے۔

فائدے پہلا فائدہ۔ اللہ رسول سے کسی اپنی منشا کا مطالبہ کرنا اس سے کہ ہم نبی مائیں گے جب دیکھ میں گویا ہم نبی مل گئے جب اس مل کا یہ فائدہ ہو گا یہ صحت گنا اور طریقہ کفار سے۔ اسی طرح علماء کرام یا صوفیہ نظام سے حال کی تکمیل معلوم کرتے رہنا کہ جناب و منو کا کیا فائدہ پیر ہونے کی وجہ یہ سب یہود و مسلمان کا کام فقط حاصل کرنا ہے۔ یہ فائدہ کو لا ائذین رائے کی آیت سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ پہلے تمام دنیا و کرم خاص قوم کے لیے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک ہر قوم کے لیے نبی ہیں اسی طرح آپ کے معجزات بھی تا قیامت الٰہی میں۔ یہ حدیث و قرآن طامسونیا۔ و در کرامات اولیایہ سب آثار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ تیسرا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہر نوشتہ کے حل کی موجودہ اور آئندہ کیفیت سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اس سے کہ یہ سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے اور ایسا اللہ کی نظر لوح محفوظ پر ہوتی ہے۔ در پھر لوح محفوظ پر لکھ

جندہ کو دکھانے پر جانے کے لئے ہی سے یہ لفظ جندہ علم نام کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔

اس آیت سے چند فقہی مسائل مشتق ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ جب تک کسی عہدت کسی عمل کے فائدے اور حکمتیں قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوں کسی بھی عالم کو اپنے پاس سے جاکر اسلامی اعمال کی حکمتیں بتانا جائز نہیں۔ سب سے بڑی حکمت اور قابل عمل سونے کی اجودہ سدری ہے کہ اللہ رسول نے فرمایا یہ مسئلہ یقول لیسوئف کے اشارے سے منقطع ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ اگر کچھ پتہ گر جائے تب بھی بیوہ اور مطلقہ کی صحت گر جائے گی۔ اور بعد ولادت فحاشت کے دل مانے جائیں گے۔ جس سے ندریں مسائل اور روزے قضا ہوں گے۔ یہ مسئلہ وما تَعْصُونَ وَمَا تَوْاَدُّ کو ایک درجے میں خیال فرمانے سے مشتق ہوا۔

پہلا جندہ اسم اعلیٰ کئے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں بتایا گیا کہ کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان جیسے معجزوں کا مطالبہ کیا تو پہلے انبیاء کرام کو ملے تھے مثلاً نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ وغیرہ ان سالکین انبیاء کرام سے معجزہ کا مطالبہ ہوا انہوں نے تو پورا کر دیا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں مطالبہ پورا نہ فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم کے پاس سونے قرآن مجید کے کوئی معجزہ نہ تھا۔ کافروں نے کوئی معجزہ دیکھا تھا ورنہ وہ یہ مطالبہ نہ کرتے۔ (مصر علی در تہجری)۔

جواب۔ تفسیر گیر نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مطالبہ سب سے آقا و عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا ہے۔ یعنی سلام کے ابتدائی دور کا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کفار نے کذب میں اور دیرینہ میں واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار ہزار معجزے دیکھے اور صحابہ نے صحت سزا معجزے دیکھے۔ خدا پیمانہ پر ا۔ سورج لوٹنا۔ بادل رُسنا۔ سنگیوں سے چٹنے جاری ہونا۔ کھجوروں کا کلمہ پڑھنا۔ کھجوروں کا پیر غل آگ جلا۔ جانوروں کی ذیابیں کرنا۔ مگر وہ کتنے تھے کہ وہی معجزہ دکھاؤ جبر پکچھے نہیں۔ کلام نے دکھانے تب یہاں لائیں گے یہ جسے یہ سودا مطالبے اس سے یہ پورا دیکھا گیا دونوں جواب درست ہیں کیونکہ کافروں نے کئی دفعہ کئی طرح کے مطالبے کئے تھے۔

دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا اللہ یعلم۔ لفظ اللہ کے تقدیم سے تھوڑا سا فائدہ ہو اور ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی بھی ملک کو کوئی علم نہ ہو۔ حالانکہ ہمت سے ولید اللہ کی سوگات میں لکھا ہے کہ انہوں نے اعلیٰ لعلوں میں کسی بچے کے دل اللہ ہوئے کی بیشکی خوشخبری دی مگر بعض ماؤں کے پیٹ میں آ کر بت دیا کہ یہ ولی اللہ ہے۔ ڈکا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی۔ ہمت کی خبر نبیوں کا بنوں نے دی تھی۔ تو پھر اس معجزہ کا کیا معنی؟

جواب۔ اس کا ایک جواب ہم نے تفسیر عالم میں دیدیا ہے کہ اللہ کے واسطے اس کے خاص بندوں کو علم غیب

ستار۔ نظم۔ العاف۔ ذلیل اور پکڑا۔ معالیٰ اور عراب کی اس عبارت و قیاس کے پاس ایک مقدار رمل و مکانی سے ایک ذرہ ایک لمحہ اس سے کوئی نہیں مٹ سکتا وہ انتہائی جلالہ مار ظلمت کے غانوں کو اور نور ہدی کے ظاہروں کو جاننے والے سے حدیث کی عرض و ہوس میں پھینچنے والوں کو بھی مانتا ہے۔ اور ازل کے اوار میں روشن ریز غول کو بھی۔ بہشتی کی خاک نشینوں کو بھی جاننے والے سے درجہ حال یار کے شہدوں کو۔ وہ شوقم کابگیر ہے۔ نہ تخت و نہ کاشمال ہے۔ دستور کے یہ کیرے دوستوں کے متعال ہے۔ قانون میں کیر ہے اور شای خدمت میں متعال ہے۔ وہ ہند کیر یعنی سب سے جیسے ہیٹھ تک بڑا ہے در معال یعنی سرچیز پرورد سے ہر طاقت ہر وقت پر غالب ہے۔ و اعلا بلذہ علی ذی یلق

سورۃ

سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَّنْ أَسْرَ الْقَوْلِ وَمَنْ جَهَرَ

برابر میں میں سے تم جو پچکے سے کہے بات اور جو چپچپے
برابر ہیں جو تم میں بات بہت کہے اور جو آواز

بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ

بات میں اور چپچپے والا ہے میں رات اور ظاہر نکلنے والا ہے
سے اور جو رات میں چپا ہے جو دن میں ناہ ظاہر ہے

بِالنَّهَارِ ۝ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

میں دن رات۔ بے سان کے ہاں نسرٹنے سے سامنے اس کے
آوی کے بے دن والے مرتبے میں نسر کے آگے

وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

اور پیچھے اس کے حفاظت کرنے ہیں مرتبے اس کی سے حکم اللہ کے
اور پیچھے کر حکم ظاہر نسر کی حفاظت کرتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا

بلکہ اللہ نہیں تبدیلی فرماتا اس نعمت کو جو پاویں ہے کسی قوم کے یہاں تک کہ تبدیل کریں اس حالت کو
بلکہ اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں ہٹاتا جب تک وہ خود اپنی

مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۖ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا

جو ان کی ذاتوں کی ہے اور جب ارادہ کیا اللہ سے قوم سے کسی بُری
حالت - بدل دیں اور جب اللہ کسی قوم سے بُرا کرنا چاہے

فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَالَهُمْ قِنْدُوبٌ مِنْ

تو نہیں ہے کوئی ہمیر دینے والا اس کو اور نہیں ان کا سے مقابل کس
تو وہ ہمر نہیں سکتی اور اُس کے سوا ان کا کوئی

وَالَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَ

کے سے دالی وہی ہے جو دکھاتا ہے تم کو بجلی ڈر
مہارتی نہیں وہی ہے نہیں بجلی دکھاتا ہے تم کو

طَمَعًا وَيُنَشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۖ

امید کے لیے اور پیدا کرتا ہے بھاری بادل
نمید کو اور بھاری بادل اٹھاتا ہے

تعلق ان آیات کریمہ پہلی آیات کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق پہلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ماضی غائب کو کمال ہانتا ہے۔ لہٰذا ان آیات
میں فرمایا گیا کہ بارگاہِ صراطِ حق میں دوسرے دینے والا اور ہمیشہ دینے والی طرح دانوں کو چھیننے والا اور دن کو

سرمام چرنے والا سب بلدی ہیں۔ وہ سب تعلق پہلی نیت میں عبادتِ حاکم اللہ تعالیٰ سب کے واسطے ہیں۔ یہاں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے فرشتے بھی سرچیز کو مانتے ہیں اور وہ بھی مبدول کے حالات ظاہری و باطنی سے خبردار ہیں۔ سب تعلق پہلی نیت میں فرمایا گیا تھا جہاں سے نیت کے ذریعہ سے ڈالنے والے ہیں۔ یہاں فرمایا گیا کہ جو شخص دعا و نیست سے نہ ڈرے تو دنیوی ظاہری طریقوں سے بھی ڈرنا چاہیے۔

تفسیر نعیمی سواؤ بن تم من استر لقول ومن خمر بہ ومن هو مستغفب بائیل و استر ب' ہا لہما ر۔ سواؤ بمعنی ہے برون فعل بمعنی سواؤ باب فعال۔ سواؤ لغت معنی ہے برون۔ قصیدہ سے نکلتے۔ غوی تر سے ملتا ہوا۔ ہلا کرنا۔ دم بھی ہوتا ہے۔ متغی بھی یہاں لہ ہے یعنی بر ہوا سمب سید بر ہوا تو آخر میں لہ ممدود ہوگا۔ درسی بر ہوا ہوگا۔ لیکن جب میں پر غیہ کسرا ہوگا تو آخر میں الف مقصورہ ہوگا بمعنی ملاوہ اسٹھانی یا بمعنی صاف۔ ہموار۔ سواؤ ممدود چار سلی میں ہے۔

ملہ براری۔ ملہ در میان یا در میان۔ ملہ پورا یا درست۔ ملہ سیدھا یا کیسی۔ قہار سے یہاں سواؤ ممدود مصدر ہم معنی کے معنی میں ہے اس لیے من بازو تعظیہ اس کے متعلق ہے سواؤ بحالت رفع ہے خبر مقدم۔ جند کی کم ضمیر جمع مذکر حاضر کا مرجع مام مطلق سے یا صرف کفار کا لقب میں۔ اس موصول اپنے اجزائے مل کے ساتھ سے استر فعل ماضی باب افعال سے ہے ستر بمعنی غفلت سے مشتق ہے بمعنی چھپانا آہستہ بولنا۔ راز بنانا۔ یہاں سب معنی مناسب ہیں اسلئے اگر متعدی ایک مفعول ہے۔ انقول الف لام جنسی قول مصدر مانہ جون واوی بحالت نصب مفعول بہ ہے ستر کا وین مد مطلقہ اپنے من پر مطلق ہے مٹی موصول خبر فعل ماضی بخبر سے نکلتے معنی جمع کر دینا سب بازو ضمیر کا مرجع قول ہے و عالفہ من موصول خو ضمیر مرفوع متعلق جتا ہے۔ مستغفب اسم لعل ہے باب استقبال کا خفی سے بنا بمعنی آہستہ ہونا چھپنا۔ چھپانا اصل تعدی مستغفب ہو کر ثقلی ہو کر گئی۔ رخ کسے سے بدل گیا نئی کے نشان کے چھپنے یا لیل ہلا و مجرہ متعلق ہے مستغفب کا احوال جلد اس پر خبر سے متعلق ہے و عالفہ ثابت ہم نازل باب ضرب سے ہے ستر سے بنا معنی آواز گرد بہت چھپنے والا۔ غلیوں میں چھپنے والا۔ یہاں یہ سب معنی درست ہیں اس کی جمع یا کسی مدلول ہے اور جمع مکتسر ثرب سے رکب کی جمع رکب بھی آتی ہے اسی سے ہے ستر ثرب بمعنی اپنے خلائق میں بے سچے پتا جانے والا سب بازو بیان ہے بمعنی فی لڑائی لڑنے کی طرح بائیل کی سب ہے الف لام دونوں میں ملتی ہے لہذا اسم جہد واحد مذکر ہے اس کی جمع مکتسر الثرب لہذا ہے غوی سنی سینہ کی نل رنگ۔ سے جابجیز۔ منقول ملہ میں جمع سے شام تک ان رات کا مقابل بحالت بر مطلق ہے سب کے لہ معقوبت من یکن ینہ ذم من سلمہ یعطونہ من اضر اللہ ان اللہ

مضارع جمع مذکرات کا کامل ملنا مکہ میں مضارع سے مشتق ہے بمعنی حفاظت کرا سکا۔ متعدی ایک معقول ہے باب سبع سے ہے ضمیر واحد نائب منصوب مشعل کا مرجع مں ہے بنی مادہ معنی اب جازہ ہے بید امر بمعنی حکم یا احسان اللہ نام ایک سے ذات مل جڑ کا اسکاں جو مضارع سے مشتق ہے بمعنی محفوظ کا۔ ان حرب تحقیق یہ نیا طبعہ حمل ہے لفظ اللہ اس کا اسم ہے۔ لا ینفیر مل مع مضارع معنی معنی مال اب فیصل سے ہے معنی تبدیل کرنا متعدی ایک معقول ہے ضمیر سے مشتق ہے بمعنی بدلنا۔ یہ اسماء مستفاد سے بھی ہوتا ہے بمعنی سوا یا کسی سے بنا ہے بمعنی تبدیل یا بیا معنی حیا کرنا۔ حیاء ہر میں پڑ کر بدلنا چاہتا ہے جو حیا سے خلاف ہو۔ لا ینفیر کا قائل لفظ اللہ کی ضمیر ہے ماضی بحال ہے مضارع معنی ماضی سے ماضی کی نفی اب جازہ بمعنی علی۔ قوم مجبور متعلق ہے ثابت یا موجود یا دلزدہ پوشیدہ بدل کا معنی حرف مضارع ہے بمعنی ثم ماضی۔ مگر دونوں میں ممکن طرح فرق ہے

مثلاً لے میں ترائی۔ ماضی رو پر زیادہ ہوتی ہے معنی ماضی میں کم۔ مثلاً میں معطوف اپنے معطوف ملے کا جز ہونا شرط نہیں یہاں شرط ہے مثلاً میں ماضی ترائی غائبی ہوتی ہے معنی میں ذمہ جتنی ماضی شرط ہے لفظ پر آتا ہے جو اسم جملہ ہو یا مشتق جو کوئی مل ہو ہاں جب مضارع پر داخل ہوگا معطوف یا ماضی مشیت یا معنی تو اس میں بنی نامہ پوشیدہ ہوگا جو مضارع کو نصب دے گا۔ جتنی جڑ صرف اسم فاعل پر آتا ہے ورائی کو جو دیتا ہے فعل پر جتنی جڑ نہیں آتا ہے۔ در ضمیر پر دونوں نہیں آتے جتنی ماضی کے بعد کو ماضی معطوف نصب متوابع کا ضرب در برابر۔ مبتدئ ہوتا ہے معنی مانا کسی بہت تک مالک۔ جتنی ماضی معنی یہاں تک۔ تاکہ۔ مگر جتنی جڑ تہا غایب کے لیے اور غایت۔ ہاں اکثر مل ہوتی ہے معنی ماضی ترائی کے لیے اور بعد ماضی کے جو ہوتا ہے۔ ضمیر و اصل مضارع جمع نائب ضمیر سے ہے بمعنی بدل کرنا متعدی ہے ماضی منصوب معقول یہ سے بغیر واکامراد ہے افعال یا عادت یا مقید ہے۔ اب مدہ معنی فی طریقہ نفس معنی ہے جس کی اسم مادہ سے معنی دل یا ذات معنی ضمیر جمع مذکر مجبور مشعل کا مرجع ضمیر و کامل اور اس کا مرجع ضمیر جو معنی معنی ہوتی ہے۔ دوسرے جڑ لفظ لفظی اردو مل ماضی سب افعال سے سے متعدی رید سے حال کا مصدر اڈ۔ رادہ معنی کسی کام کا تلی بے حد کرنا۔ یا ذمہ یا حقیقہ بے حد۔ یہاں آخری معنی ہاں میں لفظ اللہ اس کا مل ہے اب مادہ معنی منع قوم مجبور متعلق سے سورہ ام ممکن مادہ سے۔ مرنے چیر کو ٹوکنے میں جوئی کو لم ڈانکھ میں ڈال سے خواہ مخواہ یا دینی یا حردی۔ اس کا استعمال پانچ طرح ہوتا ہے معنی۔ بلائی بگا۔ مصیبت۔ عذاب۔ تکلیف۔ یہاں بھی مصیبت سے۔ یہ سب حد شرط ہے۔ اب جزائے گی عبادت اس کی تراسے قافیہ میں سرور معنی ہے رادہ سے با ہے معنی چھوڑنا اسم منصوب سے یا اسم قائل کے معنی میں سے یا اپنے ہی معنی معنی میں اسم ہے لہذا معنی کامل نام جازہ ذ

ضمیر کا مرجع قوم ہے کیونکہ لفظ واحد ہے جار مجرور متعلق ہے ثابت ہو شیعہ کے بعض نے کہا یہ مَرَّضَ کے متعلق ہے تاکہ لفظ لغو ہو گا۔ دوسرے جملہ مانا فیہ لعم جار مجرور متعلق اول سے موجود ہو شیعہ کے مرنے جارہ یا نہ دہن کے بہت معنی میں یہاں معنی مقابل مضاف سے ضمیر واحد مذکر مجرور متصل اس کا مضاف ایہ مرجع ذات باری تعالیٰ من حرف جر مانہ ہے بطور ملامت کسرے کا ضم و بنا، ایہ ہے۔ وال اسم عامل و حد مذکر باب ضرب سے ہے ذات لغیب معروض سے مشتق ہے معنی مدد کرنا دراصل تعادلی می پر متمہ لقیل لئلا ی گر گئی اور متمہ کی تنوین بطور تاکید کی کسرہ سے بدل گئی دل ہوا۔ تنوین تنکیری ہے بمعنی کوئی مدد کرنے والا۔ مبتدا مؤخر ہے (تفسیر محل) اور ناظم اس کی خبر مقدم۔ ہو۔ لفظ فی مجرور متعلق السرق سو قات و طمعا و یکتبی الکلمات نحو ضمیر مرفوع متصل متناہ ہے مرجع اللہ تعالیٰ الی اسم موصول واحد مذکر پورا جملہ موصول تہر ہے یومی فعل مضارع مل واحد مذکر غائب عامل ضمیر نحو کا مرجع الذی باب افعال واردہ مصدر رائی مادہ بمعنی دکھانا۔ مقتدی۔ رئی بمعنی دیکھنا لازم ہے۔ کلمہ ضمیر مع مذکر عام کا مرجع عام انسان میں یعنی قوم غائب کی جگہ حاضر لایا گیا مفعول ہما ذل النہق الف لام عہدی برون اسم مادہ ہے اس کی جمع برون ہے بمعنی تیز نثار، تہائی تیز چمک۔ یہی کلم مراد اسمائی بھل ہے۔ ر کے در سے برون معنی انگھوں کا چند۔ یا نا کسی راشنی سے یہاں محبت نصب ہے مفعول بہ دوم ہے ثوبا مصدب ہے بمعنی ڈرنا یعنی گھبرا کر بڑول ہونا۔ خوف کے معنی ہیں۔ مل بڑول ہونا مل لڑنا۔ مل گھرانا۔ مل پریشان ہونا۔ مل فکر مند ہونا یعنی دوسرے کی غزابی کا اثر۔ تمام انبیاء کرام اور بعض اولیاء اللہ کو خرمی خوف ہو سکتا ہے۔ پہلے معنی میں انبیاء اولیاء تکوینی خوف سے پاک ہیں۔ دعا طمعا اسم جامد ہے اس سے مشتق بھی بنتے ہیں محبت زور و دون خوف و طمعا حال ہیں کلمہ ضمیر مفعول بہ کا ایک قول میں بہ در مفعول لاریں مگر یہ غلط ہے کیونکہ پھر ایک فاعل ماننا پڑے گا حالانکہ یہاں بطلت و مفعول کے فاعل مدہاں (صادی) و فاعلہ مطلق ہے برون پر۔ یعنی فعل مضارع باب افعال نثی سے جاسے معنی بڑھنا پیدا کرنا اٹھانا۔ ظاہر کرنا۔ اسی سے نشوونما۔ اور انشاء ہے یہاں ہر معنی مناسب ہے مقتدی۔ انشاء الف لام جنی یہ اسم جنس مراد جمع ہے بمعنی گھبرا کر دھیر کر دینے والا مادل خواہ بے وال ہو یا نہ ہو۔ بعض کلام جمع ہے (مشتقی) انشاء ب شہد ہے بروزن و آت۔ اور پہلی جمع نصب ہے واحد مخاطبہ ہے انتخاب اسم جنی واحد جمع۔ مذکور نوشت سب کے لیے مستقل ہے۔ نصب سے نہ ہے معنی کھینچنا یہاں بمعنی مسح ہے یعنی ہواؤں کا کھینچنا ہوا موصوف ہے بالعد التثانی کا۔ الف لام عہدی لفظ تعالیٰ مع ہے اس کا واحد ثقل ہے یا ثقیل۔ ثقل سے ثاب ہے بمعنی بوجھل ہونا۔ مراد سے پانی سے بوجھل صفت ہے۔ دونوں موصوف و صفت ہے کیونکہ مفعول بہ ہے یعنی ثقیل کا ثقل کی جمع افعال جگے سے۔ مگر وہ اور معنی میں ہے۔

تفسیر عالمی

سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ سَأَلَ نَقُولُ ذٰمِنٌ غَفَرٌ بِهِ وَاَمِنْ هُوَ
مُسْتَجِيبٌ يَّاٰقِيْلُ ذٰمِنٌ رَّيْبٌ يَّا نَهَارُ

موجودہ فائدہ تمام ملاقات کام کو اس سے بخوبی واقف ہے اس کا علم اس سے بھی کہیں زیادہ وسیع ہے اس کے
یہ برابر سے کہ تم میں کوئی بھی کہیں بھی غلوں محاذوں۔ دور و نزدیک عرض و فرشیں بیابانوں جنگلوں میں شور و
سکون میں کوئی بہت ہی آہستہ آہستہ کہے یا کوئی رو سے جو کہے جس بولی گفت و گو میں بھی بولے سب کو
حادثا سمجھتا ہے وہ اسی طرح جو شخص نہ حیرت گشتا توپ بات میں جیسے والا اور چھپ کر کوئی عمل کرنے والا اور
ظاہر ظہور کئے بندہ دل چکے دن دشمن وقت میں مدد پھیل میں نکلنے والا یا کوئی کام ایجا یا بر کسے دل اس ذات
علیم و حیر کے لیے برابر میں اس کے لیے کہیں کوئی آڑ نہیں۔ اسی کے علم والی اہل ابدی کی ایک یہ بھی لٹائی اور
دلیل کافی ہے کہ اس نے اپنے ہر بندے کے لیے لہ معقولات قلوب بیدار و مین غنم غفلت و
مَنْ مِّنْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيُوْهُ حَتّٰى يَعْزُبُوْا وَاَمَّا بَا نَعْبُدُ اِمَّا اَرَدْنَا
بِقَوْلِهِمْ سُوْرًا فَلَا مَنَ دَلَا وَاَمَّا نَعْبُدُ مِنْ دُوْنِهِ فَاِنْ هِيَ اِلٰهٌ حَتّٰى يَغْيُرَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَعْبُدُ مَا هُمْ فِيْ هٰذَا
الْاَلٰهِيَّتِ قَدَرَتْ اَرَاَيْتَ قَدَرَتْ كَيْفَ تَعْبُدُ اِلٰهًا هِيَ اِلٰهٌ حَتّٰى يَغْيُرَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَعْبُدُ مَا هُمْ فِيْ هٰذَا
اور ہمیں سے بڑھاپے اور محبت تک و شمار ملاقات اور تبدیلیاں آتی ہیں اسی انسان کے لیے مومن ہو یا کافر مسمی
ہو یا فاسق مسعد سے فرشتے آتے جاتے رہتے ہیں اس کے پیچھے۔ ان کی تعداد پانچ پانچ ہے (صادی) یا چار
ہاں ہے (ان کہیں) یا چھ ہے (روح البیان) یا ساٹھ ہے (نہد العرفان) یا تین سو ساٹھ ہے (روح المعانی) یا ساٹھ
والا قول زیادہ درست ہے کیونکہ حدیث پاک سے یہی تعداد ثابت ہے۔ سب آسمان سے آتے ہیں کچھ بحر کی
نماز کے وقت آتے ہیں کچھ مصر کی نماز کے وقت۔ دونوں جماعتیں فجر و عصر میں جمع ہوتی ہیں پھر پہل پہل جاتی ہے۔
ہر شخص کو اس کی مسجد فجر و عصر کے وقت آتے ہیں مومن اور مکمل کے اعتبار سے خواہ گھر میں نماز پڑھے
یا مسجد میں رب تعالیٰ نمازوں کے فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس پایا تو وہ عرض کرتے ہیں
کہ ہم جب بھی گئے ان کو نماز میں ہی پایا۔ یہ ملاکہ اس بندے کی حفاظت کرتے ہیں یا اللہ کے امر یعنی مذاہب اور
نہد اہل سے اس طرح کہ بندے کے لیے استغفار اور بخشش مانگتے رہتے ہیں اور اپنی عبادات کا ثواب بندے کو
بخشتے رہتے ہیں بعد موت، قیامت قبر پر بھی مجاہد رہ جاتے ہیں۔ یہ خصوصیت صرف مسلمانوں کی ہے۔ یا اللہ
کے امر بھی اس کی اجازت سے انسان کی تمام موابیوں دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ جبروتی
سے لے کر جنات تک سب انسان کے قوی اور حکمت ہلاک کرنے والے دشمن ہیں انسان کسی کام میں نہیں
کر سکتا و رب تعالیٰ ہی کار ہے جو اپنے ملاکہ کے ذریعے بندے کی حفاظت فرماتا اور اس کو پستی و تنالے مگر ایک

اس کے لیے فرشتے جہٹ جائیں تو جہات اسی وقت اسان کو مارا لیں فرشتوں کی طاقت کے سامنے سب
 مخلوق بے بس ہے۔ ایک دسٹری بھی خدا کی بے بسی کا ہی ہے یہ کثرت فقط عزت اور بندے کی اشریت
 کی دھڑ ہے۔ سوائے انبیاء کرام کے باقی سب ان لوں کی مخالفت فرشتے کرتے ہیں۔ انبیاء کرام کی مخالفت
 سب حال خود فرما ہے بحر کافر کے سب مخلوق عیا کی عطا کی با دمی ہے۔ انبیاء کی قوت طاقت سے بھی زیادہ
 ہے۔ امارت ہے ثابت سے کہ دہشتے تو ہر وقت صبح کے ساتھ ہیں مٹ کرانا مٹ کا تین پہلا اشارہ
 طاقت ہے وہ پہلی کا ساتھ ہے پہلا یکلک لکھنے والا یہ بھی دلائل، طرف اور دوسری دلائل، طرف
 یکی تو ایک، مں گا کھدی جاتی ہے بلکہ ایک کی نوک نے سے بھی پیسے عطا ارادے سے ہی کھدی جاتی ہے
 اتنی انجام کسے کے بعد۔ لیکن اگر ایک ایک ہی ہر کرنے کے ہی کافی حد کہ شاید توبہ کسے۔ گناہ کھنے والا فرشتہ
 اپنے سرادے میں دفتر کھنے کی حالت، لگتا ہے تب لکھتا ہے۔ اگر اس دوران بندہ توبہ کسے تو پھر نہیں
 کھ جاتا۔ مانی مخالفت کے فرشتے صبح شام بستے بستے ہیں۔ یہی معنی ہے عقبات کا۔ یہ نہیں مخالفتیں
 خالی کی طرف سے نصیب پر عظیم نعام کرا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کسی نعمت کسی عزت اور کسی شان کو بندے سے
 چھینتا ہے نہ دلتا ہے۔ ہاں اگر وہ بھی یہ بھی۔ بددلتا، ناشکری۔ بیوقوفی سے خود ہی نعمت کی قدر نہ کریں
 اور قیامت کھو دیں یا پیدا ہی نہ مولے دیں۔ خدا اور ملائحتوں کو بدستے کاری نہ لائیں تو نعمتیں نہیں ملتی یا
 پھر جاتی ہیں۔ یہ تو اتنا ہی کرم نفل اور رحم ہے جو ملا معا و ملا استحقاق اس نے اتنے العامت کے دیا ہوا ہے
 میں بالکل نعمت میں وہ بہت بیل کی شان ہے یہ ہے کہ کسی بد قسمت قوم کی برائی کا ارادہ فرمایا تو پھر کوئی
 قبیلے پر اگر نہ وہ بڑائی نال کے دشمن کے ہوا سے کہ ہمت پاسکے۔ اور اسی اللہ جبار و قہار کے مقابل
 کوئی بھی کسی کی بدکاری کا دم نہیں چرکتا۔ اُس کے حضور سب قہار ہے۔ یہ تو اُس کے دوستوں کی عزت
 سے کہ کوئی کڑ کر ہمت کچھ موائیت میں اور مارا کہ کو بھی مقبول ہوا ہے۔ **هُوَ الَّذِي يُدْنِيكُمْ**
لِلْمَوْتِ وَهُوَ يُعْطِيكُمُ الْحَيَاةَ وہی تبار و قیوم ہے اُس کی سزا بھی ہے اور عطا بھی ایک ہی چیز
 کو جس کو کسے لیے چاہے عطا کر دے جس کے لیے چاہے سزا کر دے۔ اسی مانت کو سہانے کے لیے دی دکھانا
 ہے اسے خالق، ماکر، اور مکرم کو آسانی مکی۔ جو ایک شخص کی لہجہ ہے۔ جب گرتی ہے تو یہ دل کو ہوا
 ، دل کو جاکر کرتی ہوئی پھر اوپر چڑھ جاتی ہے لیکن اگر نہ چڑھے تو کسی نوسے جیسمت و صحت دینی رہ جاتی
 ہے لیکن وہ گھٹتی نہیں نہ اُس سے کوئی چیز نہالی جاسکے۔ اُس کی حقیقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ
 خود خوب ہی خوب ہے۔ مسافر قیوم کے دے کھیت دے، ماع و مہر دے سب کو اللہ سے دوسے ہمارے
 دلوں میں، چھٹی چھوکتی، اور کوکتی سے اُس کے رے سے گری دلوں کو ٹھڈا کر اور کھیت والوں کو ماحلت اہ

جھیل پھول کی لالچ و امید ہے آسانی۔ کھلی سے چار نقصان اور چار فائدے ہیں۔

۱۔ مٹی کا زول۔ مٹی داغ پر پڑا اثر مٹی کانوں کی سماعت اور پردوں پر برثر۔ مٹی طاقت و بربرادی بڑی مضبوط دیواروں کو ال واحد میں پھاڑ کر رکھ دیتی ہے۔ فائدے یہ ہیں۔ مٹی زمین کا ریت خشک کرتی ہے مٹی کھیتوں کی بہت بہت بیماریاں اس کی چمک سے ختم ہو جاتی ہیں۔ مٹی انسانی غول ساف ہوتا ہے۔ مٹی کو ہنکاری تعامل سے ذہنی حلقہ حلقہ کا زہر ختم ہو جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ کیا عجیب کرم فانیال ہیں کہ ذرا سے غور و فکر سے ہر چیز میں ہی کردل نہیں ملتی ہیں۔ اور سب اسانول کے لیے ان کی وجہ سے دیگر مخلوق کے لیے اور بادل دنیا کے ہر حصے میں۔ پانی سے بھرے ہوئے ایسے کہ ایک چھوٹے سے بادل کے ٹکڑے میں کئی ٹپ پانی موجود۔ بادل کی حقیقت بھی سب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہمارے فلاسفے اور موجودہ سائنسدانوں نے بہت نظریات قائم کئے ہیں مگر کوئی یقینی درست نہیں۔ ایک قول ہے کہ بادل ایک طیف جہ ہے اس میں پانی آسمان کی طرف سے اٹکے۔ ایک قول ہے کہ بادل ایک دھواں ہے یا بخار ہے جو زمین کی طرف سے سورج کی گرمی اور سمندر کے پانی سے بنتا ہے۔ اور جاکر ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ علماء محققین کا قول ہے کہ بادل ایک طیفہ مخلوق ہے اس میں پانی قدرت الہی کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔

ان آیات سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے پہلا فائدہ۔ بادل بھی مجاہدات اور آیت الہیہ میں سے ہے اس کی حقیقت کو بھی کسی کی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ تمام نظریات ہیں اگر یہ زمین کے بخارات اور سورج کی تابش سے ہوتا تو زمین و سورج تو ایک ہی ہے پھر بادل کیوں مختلف کبھی تیز کبھی ہلکی کبھی ساول بند کبھی روانہ۔ کہیں بارہا مہینہ لگا کر کبھی مونے قطرے کبھی باریک۔ کہیں مگر بچمک کہیں خاموشی سے برس جانا پھر یہ گرج کر ٹوک اسے نرم۔ دل میں کہاں سے آگئی سانس والی کتاب بادل آپس میں مگر یہی تو ٹوک چک پیاموں ہے۔ میں کہت ہوں کہ مکے نے دلی پیر ہی کوئی نہیں مگر ناکس سے میں آٹھ ماہ گلاسگو میں رہا ہش تقریباً زمانہ مگر ایک دفعہ بھی گرج چمک نہ ہوئی۔ میں نے کوہ مری کی اونچی چوٹیوں پر سیدہ بادلوں میں گھس کر دیکھا لیکن نہ کپڑے بھیگے نہ ہاتھ۔ وہی بادل کچھ دور جا کر موسلا دھار برک گیا۔ وہ دھیر دلی پانی کہاں چھپا تھا بس شان قدرت ہی ہے جو عقل انسانی سے وابہ ہے۔

دوسرا فائدہ۔ مذاہب میں کفر بڑا ہے لیکن نقصان میں گناہ بڑا کم ہے۔ دیکھو کافر کو رب کی نعمتیں دنیا میں ملتی ہیں۔ مگر لڑیا گیا کہ جب انسان گناہوں وغیرہ سے اپنی عادت و حالت بدل دے تو نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ تیسرا فائدہ۔ کافروں کا کوئی مالی مددگار نہیں ہے لیکن اشد کے بندوں کا دالی دنیا و آخرت میں ہے۔

احکام القرآن

ان آیت سے چند مسائل فقہ مستط ہوتے ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ ذکر، لکھ کر یا زبانی یہ ہے کہ اس آیت سے نہیں کہ ہم لب کو سنا رہے ہیں بلکہ غاٹوں اور فافل دل کو جگانے کے لیے یہ مسئلہ نواذ نمک سے مستط ہوا۔ **دوسرا مسئلہ**۔ ہر مسلمان پر سنت لازم ہے کہ آتے مائے طاقتیوں کو جمع کے بیٹے سے اندام ملکہ کہے تاکہ بندہ سے کے ساتھ ساتھ طاقت کو بھی سلام ہو جائے۔ **دعا کی نصیب سے** اندام ملکہ کہنا جائز ہے سنت کے طلب ہے۔ یہ مسئلہ **یخفظونہ** سے مستط ہوا کیونکہ محافظین فرشتے ہر وقت نہ دں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں یہاں تک کہ سوتے جاگتے۔

یہاں چند امر اہم پرکتے ہیں۔

اعترافات

پہلا اعتراف۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے فرمایا گیا من ستر۔ ومن خلت یہاں دونوں جملہ بار ہیں لیکن آگے فرمایا من هو مستغف اور دسارت۔ یہاں دونوں میں کیسا نہیں لایا گیا۔

جواب۔ مغربی نے اس کے دو جواب دوائے ہیں ایک یہ کہ سالت کا مطلب من پوچھ نہ مستغف پر۔ اس لیے یہاں دوسرے من کی ضرورت نہ تھی لہذا من غوا ام میں من ام موصول تشبیہ کے لیے ہے اور سنی ہے وہ دونوں۔ لہذا دوسرے من کی ضرورت نہ تھی۔ غیر تکرار بدآوازی اس کی حاجت کہ تم ہوئے تیسرا جواب اس طرح مرضی کرتا ہے کہ من، ستر اور من خلت۔ میں تفریق دل تو ہے مگر تفریق وقت نہیں ہے اس لیے چونکہ ایک وقت نہیں ہے اور چونکہ کبھی ایک وقت میں بھی دو شخصوں سے یہ دونوں کام سرزد ہو سکتے ہیں اس لیے دو دفعہ من یا۔ لیکن من غوا۔ یہ ذمائی طور پر دیا گیا اس لیے۔ ایک شخص کا بھی غل ہو سکتا ہے۔ ہذا ایک دفعہ من لایا گیا کیونکہ دن سات کا اجتماع محال ہے۔ **دوسرا اعتراف**۔ دئے تو مذ میں ان کے لیے معافی سے موثر جمع کیوں آیا۔

جواب۔ اس کا جواب تفسیر مالانہ میں دے دیا گیا ہے کہ یہ سے ناپید کی نہیں پس اگر خود حفظ ملاکت میں بلکہ یہ سے ناپید کی ہے۔ یہاں اتنا اور سمجھو کہ فرشتے نہ مومن تحقیقی ہیں نہ مذکر متیق بلکہ یہ صرف ہدی مطلق ہے ہاں غفلت مذکر ہو لا۔ لکھا۔ اور بڑھا ہا کہ ہے۔ **تیسرا اعتراف**۔ یہاں فرمایا گیا، **تیسرا** یہی لہذا سورۃ انفال آیت ۲۵ میں بھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شر ہوگا اور خیر مل کا خالق خود بندہ ہے۔ کسی کی دہری عات امت کی طرف سے نہیں۔ **دوسرا** نیز ایک دوسری نیت میں لکھا ہے کہ عند تعالیٰ ہی مدق و متلب ہے اور مذکر ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہی بندہ سے حال کو دے سے تبدیل کرتا ہے۔

وقت۔ مومن نے اس آیت کے مطابق پروردگار میں نہ صرف نی نے سب جواب دے دیا کہ عاقبت نہ رہا۔

گناہ و شر تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر بندے کا کسب واپس نہ کرے کہ وہ عادت کے بدلنے جانے کا سبب بن جائے۔

تفسیر صوفیانہ

سَاوُفِیَّہٌ مِّنْ اَسْرَافِیْنَ دَمِنَ عَدُوِّہِ وَہُنْ هُوَ مُسْتَحْفِیٌّ رَئِیْنِ
 اَسْرَافِیْنَ اَنْ تَنْہَارَ بِذَاقِیَّتِہِ مِّنْ مِّنْہِ لَنْہِ وَہُنْ حِدَدٌ بِحَقِّہِ وَہِ
 مِّنْ اَسْرَافِیْنَ اَنْ تَنْہَارَ بِذَاقِیَّتِہِ مِّنْ مِّنْہِ لَنْہِ وَہُنْ حِدَدٌ بِحَقِّہِ وَہِ
 صَدِیْقِیَّتِہِ اَمَلْ کَرِہَاتِہِ نَافِیْسِہِ سَے ذِکْرِہِی کِسے اور حُرُوجِہِ اَدَاقِیَّتِہِ اَمَلْ کَرِہَاتِہِ نَافِیْسِہِ سَے ذِکْرِہِی کِسے اُسے تو بھی وہ
 رُیْبِ تَعْلٰی کُویدا کرے اور تو میرے مٹانے سے خرم و محاسب کی راہوں کو یاد دلا دینا سے وہ اس پر حاسنہ اور جو
 صِرَافِی مَرَضٰوِی سِرْل کو جائے کہ یہ پختے دل میں نکل پڑے۔ اِنکا وہ قَدْر میں سبب برہیں۔ سب کو مسدود ہے
 میں صرف ہم اور راستوں پر جھلکا ہی رونے سے غیر و تاثیر سب کا ایک ہے۔ اہل ایشیاء میں پادشاهوں سے ہمت کر
 جس نے کوئی نیا ماسد خدائے پہنچے کا نکالا اگر اہمیت بخاک ہوا ہے کوئی اُس کو بچانے حال نہیں۔ جو ان سپر
 و سِلوں کے دریغ ہم تک پہنچنے کی وادیاں منگل ملے کرے اُن کے دائیں، انیس گئے پیچھے اند کے کرم و دم دستگیری
 کے محافظ اشر کے کم سے اجالت سے اُس کی حفاظت دلاتے ہیں۔ قلبی محنت مراجعِ صوفیہ اور پر ظروصِ طبیعت وائے
 طالب صادق کا راستہ نہیں مونا ہوتا۔ اُس کی کیفیات طلب میں بدل جاتیں۔ اہل جہونے و مرید و حب اپنی کسمپرسی
 ۱۹۔ سے خود ہی ہی مال و اسوتی میں حقیر تبدیل کر لیتے ہیں اور نفس پرستی میں لگ جاتے ہیں تو اُس کی روحانیت و
 نصرت چھین لی جاتی ہے۔ ہاں اگر وہ وہی ہے مگر اہل بدل مانتا ہے۔ بجائے یماہیت کے خیریت ساقی ہے
 وَاِذَا رَاَدَ اَنْ یَّقُوْمَ سُوُوْہِ مَلَامَہِہِ وَہِ مَلَامَہِہِ مِّنْ ذُوْہِہِ مِّنْ ذُوْہِہِ مَلَامَہِہِ مَلَامَہِہِ مَلَامَہِہِ
 حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا وَہِ حَقُوْقًا
 اپنے دم کو جو دے تبدیل کر دے وہ دم میں مشکلات ہی مشکلات میں اور جب اللہ تعالیٰ ہم کو دمی نہ کہے ہر
 درازی میں ڈالنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کی بعد تانی کوئی نہیں سکتا عودہ بھی رب تعالیٰ کے نور و نوریت
 کے رو سے جہت جائے وہ دم سے وجود میں۔ اور اس سے بظاہر نہیں سکتی۔ اُس کی برائی۔ چھان سے بدل نہیں
 سکتی۔ ایسے ہی نصیب و گم کا دنیا جہاں میں کوئی والی بدگار نہیں۔ اس لیے کہ یہ شقاوت قلبی، رسیروہی فنی کی
 وہ سے من دونہ بن چکے ہیں۔ فقیر ستانہ، سرمدی اور مسدود سے و عوصو، نور کی روشنی سدا یک ہیں نہیں تو
 لے عکس کی طرف کبھی پالچ۔ کسی ہمد کبھی ڈر ہوگا۔ حواں تمام، مصائب، اقام گرج نرس، ظلمت اور سے گزرتا چلا
 جائے گا اُس کے لیے جنت اور ما کے پانیوں سے جیسے ہوتے شہ جنت و طریقت کے مال پدائیں گے۔ ان
 سب اکرام و نعام کو وہی حاصل کئے گا جس سے ذکر کی کبھی درخوردگی چمن لگائے ہوں گے حواں کی تمام کائنات میں

تغیر سے کی کثرت ہے کسی کو رب تعالیٰ حوالہ اپنی مرضی سے تبدیل دیتا ہے کسی کو الہی عمل سے الہی عمل داتا ہے۔ اور جو تو رب تعالیٰ کی تبدیلی بھی ڈو قسم کی ہے۔ اور تبدیلی سے صرف اتنی ہی نہیں بدلتی بلکہ جہد و استقامت کام ہم بلکہ مقام درجہ و مرتبہ سب کچھ بدل جاتا ہے۔ اسی سے عز و جلال ہم بدل کر بیس جواگیا سے ہار و استقامت و استقامت کام ہو جاتا ہے کہ پہلا نام مراد عز و جلال تھا۔ نام میں رہنے کے حرم کبھی میں معاہدت کے باوجود ہوسکتی ہے وہی کی تو سیارہ رنگ ہو گیا اسی کی "لا دھشتی میں"۔ نئی اسٹریٹ نے پہلی کائنات کو یہ تو بندہ بن گئے اور قوم جیسی آدمی کی چربی کھالی تو حشر و بن گئے۔ آل قحطوں نے کبھی کی تو ان کا مال باغات حل کرنا کہ میں تبدیل ہو گئے قبیلوں سے حضرت موسیٰ کی مدد ملی تو مل بہتربن گیا کھاپال خون بن گیا۔ امیر بن صفت قریش کا بہت بڑا عالم تھا اس نے دعا کی کہ میں آخری نبی بن جاؤں مگر سب نبی کریم صدف ہوئے تو منکر ہو گیا اس کا سارا علم ختم ہو گیا۔ برصیغہ نے ڈو سویش مل بے رہا معاہدت کی ایک بد مصطفیٰ کا پیش شکلا در منایا تو ظاہری مرتبہ ہو کر مراد اسی طرح ہم نے آنکھوں دیکھا کہ بہت سے گناہ مرتبے میں تو سبیل بدل جاتی ہیں۔ سبیل بدل جاتی ہے نام بھی بدل جاتا ہے۔ برصیغہ کے نام بھی رے پڑ جاتے ہیں اسی طرح ایک لوگوں کو قدرتی سبب انساں پچھے ہٹوں سے یاد کرنے لگتے ہیں۔

وَلَيْسَ الرِّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلِئِكَةُ مِنْ

اور نہیں ہے رعد کی حمد اس کی اور فرشتے بھی سے
اور گرج اسے سر ہتی ہوئی اس کی پاکی کوئی ہے وہ فرشتے اس کے

خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا

وہ اس کے اور بھیجتا ہے کڑک تو ڈالتا ہے کو اس
وہ سے اور کڑک بھیجتا ہے تو سے ڈالتا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ رُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ

جس پر چاہے اور وہ اسے پھٹاتے ہیں بارے میں اللہ کے مالک وہ
جس پر چاہے اور وہ اللہ میں پھٹاتے ہوتے ہیں اور اس کی

الشجۃ ۹

ظَلُّهُمْ بِالْعُدُوِّ وَالْآصَالِ ⑤

ساہوں کا ان کے صبح اور شام میں سجدہ ہے
ان کی ہر جماعتیں ہر صبح۔

تعلق

ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے جدوجہد تعلق ہے۔

پہلا تعلق۔ پہلی آیات میں فرمایا گیا تھا کہ یہ کافر باوجود ہتھیاروں میں وائیم کے پھر بھی اللہ کا لشکر
بیت نہیں کرتے۔ اب فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح تمام ملائکہ کرتے ہیں جن کی تعداد انہوں سے کہیں زیادہ
ہے۔ دوسرا تعلق۔ پہلی آیات میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مادیوں بھیلوں کو دکھاتا ہے جس میں خوب بھی ہے اور
بے وسیلہ کی امید میں۔ ان آیات میں اس خوف کے ظہور کا ذکر ہوا کہ ہم چاہیں تو بھیلیں گرا کر تباہ ہو کر دیں۔
تیسرا تعلق۔ پہلی آیات میں اگرچہ تھا کہ اللہ تعالیٰ خود بلا وجہ کسی کی نعمت نہیں دیتا جب تک کہ وہ گناہ وغیرہ
سببوں کے اپنی نعمت کو دے۔ اب فرمایا جا رہا ہے کہ جب اللہ کے گناہوں کی وجہ سے تفسیر آجائے تو
پھر ان کے بہت کام آسکیں ان کی دعا میں۔

آیت تھوڑی سے تیرہ سوں تک ہے آیتوں کے شان نزول میں دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کریم
شان نزول اصل اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کہ کثرہ کے محنت بڑے سہو کے پاس تبلیغ کے لیے دو صحابہ
کو بھیجا تھے بہت طویل اڑاؤ اور کہا کہ تم اسے نبی کا خدا سونے کہے یا بتلے تا جبے کہ اسے اس کا صحابہ گناہی سن کر
واپس آگئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا اس کے پاس دعوت بیان کے لیے بھیجا مگر اس کی خفاست اور
ذائقہ بڑھتا رہا تب اس پر بھی گری اور مرگئی تب یہ چھ آیتیں نازل ہوئیں دوسری روایت ہے کہ ایک کافر مامور علی
نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا فر سے مشورہ کیا کہ نبی کریم کو شہید کرنا ہے میں آپ کو قتل میں لگاؤں اور تو پیچھے سے ظہور مانا رہو
کی جسد پر عمل کر کے آنے تو مامور بھی گری اور مر گیا دوسرا صحابہ ایک اور کافر سولیہ کے گھر میں گھاٹ کر لوٹا اس
کو طاعون کی شکل کئی دنوں سے گھونٹے پر سوار ہو کر ڈر کر بھاگا اور گر کر مر گیا تب یہ چھ آیتیں نازل ہوئیں۔
تفسیر ہیکل

وَابْتَدَاُ الْكَلَامَ فِي يَوْمِ تَبْيِخِ نَفْلٍ مِّنْهُ هُوَ مَعْدُودٌ مَّا كَانَ فِي الْإِسْمِ مَا هُوَ إِلَّا تَبْيِخٌ هُوَ
سے مشق ہے۔ یعنی تبیخ نفل معذور ہے معذور مگر ثابت اس کا قائل اسم ماہر ہے اب تبیخ سے ہے تبیخ

سمجھا۔ یہاں یہی سی 'ماو' میں 'ہی' سے ہے سُخاں مصدر بر وزن فاعل قرآن۔ ارفع مصدر مادہ ثلثی ہے
 مطلقہ اسم جامد مستقل ہے یا علم ذاتی ہے کسی فرستے کا۔ تب یہ خود فاعل ہے یا بمعنی کوک اور گڑگڑ بہت تہو ماں
 دُعا م سترہ مکہ وہ شیدہ ہے دراصل تھا دُوزخ۔ پہلی صورت میں اس کا اظہار رفع امیلہ سے در دوسری
 صورت میں رے یا است ہے بہر دو عمل فاعل ہے نسخ کا و مالمہ کا معلق رُفد سے سے مکہ ب مازہ طاہست
 کے لیے ہے۔ یعنی تسبیح کیا ہے؟ حمد ہی تعلق۔ ایک مینت کی ہے یہی تسبیح حمد کے ساتھ۔ باب جار مجرہ
 یعنی تسبیح حمد کی وجہ سے۔ حمد مصدر ہے یہاں اسم ماضی ہے ہم سے اس لیے ہر قسم پر شامل ہے کسی کسی کی
 غریباں یہاں کرنا۔ تسبیح۔ حمد۔ مدح۔ شکر۔ ثناء۔ کائناتی در تہی۔ نیادی رزق یہ ہے کہ تسبیح تمام عیون و غنائ
 سے کسی کی پاکیزگی بیان کرنا۔ حمد شکر سے میں پھانی یہاں کرنا۔ مدح تعالیٰ پھانی بیان کرنا جس سے وہ پاکیزہ
 یا جائے ثناء کسی کی شان اور عزت میں کرنا۔ مدح ناما تسبیح اور حمد صرف متر تعالیٰ کا ذکر نہیں کرنا۔ مدح ناما ہے
 ہر ایک کی تعریف کے لیے وغیرہ واحد مذکر مفعول متعلیٰ کا مرجع المتعلق ہے۔ اِنَّمَا يَنْتَظِرُ مَصْرُفٌ
 کُلٌّ تَائِبٌ نہیں ہے۔ عربی میں تائت کی چھ قسمیں ہیں۔

۱۔ تائت نون ظاہر۔ ۲۔ تائت ماضی مقدمہ۔ ۳۔ تائت جازہ قییدہ۔ ۴۔ تائت مصدریہ۔ ۵۔ تائت
 تائت ماضیہ کی۔ وہی یہاں مراد ہے۔ بحالت رفع و جریح مطلق کے میں مادہ سبب ہے۔ تبتا مصدر مضارع
 بحالت جریح تائت مصدر ہے۔ وغیرہ واحد مذکر مفعول مضارع یہ کامرجع المتعلق حرف سے ثابت ہے
 مگر خوف اور حیف میں بہت طرح فرق ہے اس کی تعریف ہے کہ خوف ماضی اور حیف دائمی اور۔ ۶۔ خوف
 جان کا ڈر۔ اور حیف ہیبت کا ڈر۔ خوف طلم سے اور حیف مادل سے ڈرنا۔ خوف دوسرے کے لیے ڈرنا۔
 حیف اپنے لیے ڈرنا۔ ۷۔ حیف ماضیہ۔ ۸۔ حیف ماضیہ۔ ۹۔ حیف ماضیہ۔ ۱۰۔ حیف ماضیہ۔ ۱۱۔ حیف ماضیہ۔
 باب اضل سے ہے۔ اس کا فاعل مؤنث غیر کامرجع المتعلق ہے۔ بہ متعذری یک مفعول ہے۔ نَسُوا عِثْقَ جِج
 نون مکتہ قیاسی ہے اس کی واحد صارتہ۔ تمام عربی زکراں نحو میں مع تکسیر وں حد تا ولی یہی قاعدے
 مقدمہ سے ناسنے جلتے ہیں باقی سے سمانے میر قیاسی پشمار ہیں۔ اُن دس میں ایک یہ ہے۔ الف سے پہلے
 فاکہ کے بعد فاء زیادہ کر دیا بر وزن حاتم۔ وانہ اگر وہ پہلے ہی واحد میں موجود ہو تو الف زیادہ کیا جاتا ہے جیسے
 حور کی جمع خواہر۔ ذکر کی جمع بھی ای ذلن پڑاتی ہے۔ معن سے سے سبب سے سنی شعلہ آملی مراد ہے بادل
 کی بجائیں۔ زمی اُن کے شے کو شعلہ کہا جاتا ہے۔ ف تفسیر با تا فی تفسیر معارج و حد ذکر و پافعال
 سے ہے متعذری یک مفعول ہے مضرب بر وزن قول یا صیبت بر وزن یثا سے مشتق ہے۔ یعنی ڈالنا پھینکا۔
 ب مازہ طاہست مفعولست حاضیہ واحد نون کامرجع متعلق مع غیر مثل چیز ہے۔ مٹی موصولہ بحالت ذر مفعول

ہے یعنی کائنات تکلیف کے لیے ہے نہ کہ عمل و خیر و عافیت صریح میں کا۔ باب شمع سے ہے
اصل تحاشی "ی" متحرک، قبل منفرج لہذا لفظ سے لایا گیا و مانند یا مایہ سے خم میہ جمع مروج منوں بتا ہے
نہی دوس معارف معارف باب معارف جذ " سے ناہے معنی و مایہ لی کرنا، سخی کرنا، ٹھکانا، یہاں
نری معنی میں ہیں، پہلے معنی بھی ہو سکتے ہیں، ای سے مزل " سخت میں یا سخت خم یا عادت، فی عارہ
لاری لہ خم ذات ہے۔ یہاں لفظ امر یا لفظ ثمال را صفت پرستیدہ ہے، یعنی فی امر اللہ دعا لہ عر ضیر واحد
ما کر مروج منفعیل متعلق ہے شریذ رورں قبل صفت مستند سے ماننے کے لیے ملک کرم سے سے معنی ہے
کہا ہے "یک قول میں ضرب سے ہے ثلث سے ماسے معنی صنف، مضبوط، بخیر اہل فیصلہ، یہاں
ہے معنی میں کی قی تداد یا تداد سے صبر معنی مستود ہو تو مراد ہے یکل، الہمال، اہل لام صبری
مخل سے بنا ہے معنی پکڑنا، جک کرنا، مگر سے ہے ذریعہ، یہاں تینوں معنی مناسب ہیں۔ بحال رورں
خال معارف ثمالی سے یا اپنے معنی میں سے یہ ترجمہ الطہرت کہے یا معنی ماعل ام ناعل سے۔ یہ حمارا ترجمہ
ہے۔ بحالت کہ، معارف ایہ ہے تدبیر کا، یک قرنت میں محال ہم کے بر سے معنی جلد قوت، یا، لام جلد
و صیر محمد متعلق ہے تارث پوشیدہ کے متعلق سے ل کر خبر مقدم سے ہر ل تقدم سے معارف کا مذکور ہوا، ملحوظ
معروف ہے آخر میں ت معارف یہ ہے ملحوظ سے ناہے لگانا، باب، بحالت رنج اپنے معارف ایہ حق سے مل کر بتا
ہے یہ افادات مایہ است سے معنی موصوف کی اخفت صفت کی طرف، اگر کہ کام معارف کہے تو دعوت
معنی، عارف حاجت ہے اگر معنی ملکیت بھی لیے ہے تو دعوت معنی ویں اسلام ن لرب بلانا ہے۔ پہلی صورت
میں فال بندہ دوسری صورت میں ماعل اللہ تعالیٰ ہے، "أَسَدٌ بَيْنَ سَدْعَيْنِ وَمِنْ دُونِهِ آيَاتٌ يُخَوِّفُونَ
فَهُمْ يَنْتَرُونَ أَوْ لَمَّا سَبَّحُوا ثُبُورَهُمْ لَمَّا سَبَّحُوا ثُبُورَهُمْ سَبَّحُوا ثُبُورَهُمْ لَمَّا سَبَّحُوا ثُبُورَهُمْ لَمَّا سَبَّحُوا ثُبُورَهُمْ لَمَّا سَبَّحُوا ثُبُورَهُمْ
وہ مل آدین ام موصول فتح مدکر، پوری عبارت موصول مل کر جملہ ہے لہذا موصول بحالت رنج ہے یہ مل
مل معارف سینہ مع مدکر نائب پور جملہ صلی ہے یک شذ قرنت میں تذتوں ہے و ملحوظ سے ناہے معنی پکارنا
مدت کرنا، مانا گنا یہاں تینوں معنی ہو سکتے ہیں مگر عادت کا سبب من عارہ استدعا عایت کے لیے یا
معنی اب جائزہ دناں طرفت معنی سے استنای معنی، ام مدت معنی، معنی معنی علی الترتیب اس کے معنی ہیں،
ملہ قریب فوق کے مقابل برعکس، "مذ طیر مذ مقل، مذ گفنا، حقیر گریہ عون کے معنی ہوں پکارنا تو یہاں
میر سے معنی ہیں، ضیر کا م جمع معارف لاسمخینوں مل معارف معنی، معارف جمع مذکرب استعمال
ذات، جنیت سے مشتق ہے معنی حجاب و غایت مایہ، و ما قول کرنا، یہاں معنی مناسب ہے، اس
ما ماعل خم صبر متہ لکھ معنی یہ عوں کا معارف سے یا دون سے صبر کہ الذین سے مراد کفار مشرکین ہوں، لام

جاء بمعنى معمولیت ضم ضمیر جمع ذکر غائب مجرور متعلق کا مرجع لائی ہے۔ باب جازہ زائدہ غنی مجرور متعلق تنکری
 یعنی کچھ بھی۔ الا حرف استثنا ثانی ہے۔ شکات کے نزدیک اس کی چند ترکیبیں ہیں کہان ترکیب یہ ہے کہ اللہ سے
 پیسے مانگو۔ پوشیدہ مشتاقانہ ہے اسی پوشیدہ فعلی کو لائن سے توڑنا کے بعد کا لانا امر فعل مثبت پوشیدہ ہے۔ ان
 دونوں کا قائل ضم۔ ضمیر ستر کا مرجع الذین (مشرکین) ہے۔ کاتب حرف جر مثیل متعلق ہے کاوا پوشیدہ کے واسطہ اسم قائل
 معاتب لفظ سے بنا ہے معنی کھونا۔ پھینا۔ زیادہ کرنا کھنا کھانسی کرنا۔ یہاں مزد پھینا لیسے باب نصر سے ہے۔ کتیبہ
 مفعول معاتب الیہ سے واسطہ کاتیبہ ہے کت کا معنی بتیل یوں نشید و حمد امات کر گیا و ضمیر واحد غائب مجرور متعلق
 کا مرجع واسطہ الی جازہ بر سے استواء ثابت الام۔ اب لام غنی ما دام جائے شکات جر متعلق واسطہ کے یہ حسب
 جاست سے لگی جاست مہذب سے دونوں کی پھر مجرور ہوں گے گیارہ طے کے کات کے بتسلع نام کنے
 تعلیلہ سیزہ حرب نامید ہے بتسلع باب نصر کا مضارع مثبت ہے بتلغ سے بنا ہے لام ہے معنی پہننا۔ کال ہوا۔
 یہاں پیسے معنی سزدی۔ ابوب مزید فیہ متعدی ہو رہا ہے اس کا قائل ضم ضمیر ستر کا مرجع ماؤ ہے فاعل مکتوبہ کالستہ
 عت یا مفعول فیہ ہے واصل تھا نا۔ لغ معنی اٹھنے لگتی ہے خیال رہے کہ فعل لازم کا صرف مفعول یہ نہیں ہونا بلکہ
 پار مفعول ہو سکتے ہیں و ضمیر مجرور معاتب الیہ۔ ذوالیہ ماقبل عذر دو الحال اور بالبعد حلقہ حال ہے نا۔ فیہ مثبتہ جنس ضم ضمیر
 مرفوع متعلق کا مرجع ماؤ ہے نا کا اسم ہے۔ باب جازہ حقیقی ہے و ناقاب پوشیدہ کالج باب نصر کا اسم قائل واحد ذکر
 ہے لفظ مصدر لازم سے بنا ہے معنی پہننا و ضمیر کا مرجع واسطہ ہے یہ جملہ صریح ملتا فیہ کی۔ و سر محمد ملتا یہ لغو و ماؤ متا
 بحالت رفع یا نا مل ہے پوشیدہ کھن بمعنی سار کا واصل حاکمان و ماؤ مصدر ہے بر وزن فاعل احد سے بنا ہے معنی
 پکھنا۔ فریاد کرنا۔ جادت کرنا۔ یہاں سب معنی مناسب ہیں انکار ہیں۔ اب لام استقراتی ہے کافزین جمع ذکر سالم کی کا
 و حد کا اثر ہے بحاکمیت جر معاتب الیہ ہے یہ مرکب اعانی مشتق سے ہے الاحرب اشتا۔ فی جازہ ظرفیہ متعلق ہے ثابتاً
 پوشیدہ کا مضاف مضاف الیہ ہے بر وزن فاعل۔ مثل معائب غانی سے بند ہے معنی گمراہ ہوا۔ ریکار ہوا۔ تہائی مائت
 ہوا۔ یہاں مرد و کار ہونا ہے۔ و یلوی یسجد من فی الشیو اب و زار نہیں طوعاً و کدھاً و ھللہ لہم۔
 یا نصر و دال صال۔ و سر عمل لازم جازہ متعلق مقدم ہے اشرا م ذلت پاک مل مجہد ہے۔ یسجد فعل مصدر
 معروف مثبت معنی حال سجود سے متعلق ہے معنی زمین پر گرنا۔ زمین سے پٹنہ بہت جھکا۔ و دھر سے دھر ہوا۔ شری
 معنی صحف عبادت کرنا۔ کسی کو مجبور سمجھ کر جھکا۔ یہاں یہی خزی معنی مراد ہیں۔ من موصول بحاکمیت۔ فتح ہے قائل سے
 فی جازہ ظرفیہ متعلق ہے موجود پوشیدہ کا التواتر الف لام استقراتی سے جمع مؤنث سالم ہے سادگی و عاطفہ لازم
 لام استقراتی یا جنسی واحد ہے اس کی جمع سالم ارضوں ہے مؤنث لفظی ہے طرنا و ذکر دونوں سمجھیں بحاکمیت فتح
 ہے یہ لہر اجماع عاطفہ حال ہے من موصول کہ طوعاً یعنی رن۔ خوشی کرنا معنی مجبوری و عاطفہ عطف ہے من موصول

اصل مع مکتبہ سال کی بروزن چل بہتی سایہ پر چائیں طم کمر مع من سے مراد کثرت معوی مطلقہ بجا رہ
 مشفق سے بہتر کے۔ لفظ قہ لاف نام ہنسی یا ستراقی ام با وجہ مردبے طلوع قہاب سے نحو کثری تک دما لہ
 الاصل مع ام سی یا ستراقی۔ مع قہت ہے دلیل کی جیسے ہیں کی مع ایک تک قول میں یہ مع البیہ ہے اس طرح کہ
 اسل کی مع نسل اور نسل کی مع اصل برات اصل یہ دونوں مطوف علیہ مطوف طرف میں بہتہ کا۔ وہ یہ مع اللہ
 سے غروب تک کو اصل کہتے ہیں۔

تفسیر المائدہ

يُسَبِّحُ الذِّكْرُ بِحَمْدِهِ وَاللَّهُ يَكْفِي عَنْ خَلْقِهِ ذِكْرَهُ وَيُعِزُّ مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُفَضِّلُ
 بَيْنَ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ بِمَا كُنْتُمْ فِي طَوْعِهِمْ شَدِيدُ الْعِقَابِ ذِكْرًا لِّمَا دَقَّقْنَا لَكُمْ
 اسے۔ ماحول ہم سے پائیا۔ عالم صرف پید کی نہیں لہذا ہی مکران کو شہد و تہذیب اور تعلیم بھی ماحول ملتی ہیں سے
 انہوں اپنے خالق تعالیٰ کو سپہا۔ اولیٰ اولیٰ شہدہ رد جو یادوں کو اپنی خدمت آواز سے جو اسی کی طرح بیست تک رہ
 ہے۔ پتا آ ہے۔ جیسے نبی پڑھ کر انٹ کو چلا یا مالک ہے۔ یہ فرشتہ نور جلالی سے برپا کیا گیا ہے (روح البیان)
 اس کی بیست سے بدل چتے ہیں اور اول کی ہوائیں اس کا کم مل کر رخ موندی پھرتی ہیں۔ وہ بھی رب تعالیٰ کی حمد و ثنا
 کی تسبیح پڑھتا ہے اور اس سے بھی زیادہ شہدہ فرشتے اپنے رب کے خوف سے کہتے پھرتے ہوئے ہر وقت اس
 کی حمد کے نئے اور نیا کی تسبیح آلاپ ہے میں۔ آقا کائنات علیہ السلام سے شاد فرما کر رد بادل کو چلا یا اللہ
 ہے اس کے ہاں ہر سے ہیں۔ ملاسانی ملایل و ملا۔ شیر و ملا۔ ملا گور و ملا۔ روایت میں ہے کوک بادل
 کا نام ہیں اور ملک ہادل کا منہ ہے روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب بھیل بہت مگر اگر لگی ایک حیرت
 کہ اس میں ہر ملک سے تافرملی ذکوہ تو مات میں بارشیں ہوا کر میں دن میں میں سورج چمکا کر۔ ملاک جوتی نہ
 ملک و بھلی گئی حاضری میں پر طلب صا و ملک وید۔ جب مد تسبیح پڑھتا ہے تو اس کو سن کر تمام فرشتے
 ہستے میں اس کی برکت سے بارش ملتی ہے۔ مگر یہ تسبیح مردستانی نہیں رہتی۔ اس کی آواز کو بھی مدد کرتے ہیں اور عود یا
 رید بھی تول میں یہ بھلی کا شہدہ اس کے مد کی نصب ایک ہر ملک کی ہر ملک ہے۔ ہستیں کے ایک قول کے مطابق
 اسی ہر ملک کی لہی شاعر کہتے تعالیٰ اپنے ادا سے ہر ملک سے ماحول یعنی۔ مدب کا کا انا کر میں پڑھتا ہے پس
 ذکا ہے اس کو اس شخص پر جا ہے یا اس چیز پر ہے۔ برق۔ پکتے مل بھلی ماحول گسے والی بھلی اور مد کر کے
 والی آواز مفسر ہی فرماتے ہیں چار شخصوں پر بھلی نہیں گر سکتی۔ چار شخص بھلی کر کے کے وقت پر یہ ہی دعا پڑھے۔
 تَحْنُوتُ لَدَىٰ يُسَبِّحُ الذِّكْرُ بِحَمْدِهِ وَ لَمْ يَكُنْ مِنْ خَلْقِهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ہر وقت اگر مذہ۔ مے عادل بادشاہ۔ مے ایمان و ملا ہر ماحول چیز علیہ بھلی میں گر سکتی۔
 ۲۔ قرآن مجید پر۔ مے ہر ملک کی کتاب پر۔ مے کبر شریف پر۔ مے گندہ خضریٰ پر۔ مے گندہ خضریٰ بیست نقی

گرد و یا کیسہ میں رہی مزاںات ہیں۔ ان تو قہب و عکر کی مسجدیں اور محلات کی علت گامیں ہیں۔ و ہنہ
 بشعڈ من فی شمعوت و نار من لوف ذل فی ذللا لہوہا نعد ذل اصال۔ سماں اور
 میں میں سر شخص اند کہ سیسہ ی سجدہ کر رہا تھا مدت خوش سے بھی اور مجبور بھی شد کے قہتے میں ہے۔ چونکہ سجدہ
 شریعت کا ہے اور باعوضی کا سجدہ طبیعت کا ہوتے جس نساں درخت نباتات و درخت جہانات خوشی کا سجدہ کرتے
 میں بھی اس کی حمد و ثناء کرنے میں اور سر جھکانے اور طبیعت مجبوری کا سجدہ ہے کہ نقذنا چھوٹا کر۔ بیمار خدا دست
 بد صورت جو صورت ہونا اللہ کے قدر و اختیار میں سے ہی طرح صحت و نبات کو کھینچنے کے ہے گد جہات
 کا سجدہ طوطا ہے ہے مجبوری کا سجدہ کرنا۔ جیسے جس اور ان کا سجدہ با زمین پر کر کے سجدہ کرنا طوطا سے کسی کی حشر
 وہاں بروای کرنا کرنا سے سیار میں والوں کے سجدے طوطا میں کرنا کو اختیار دیا گیا ہے کیل یا کریں۔ کیل کے قواب
 یا نہیں گئے نہ کریں گئے مذاب اور آسمان والوں کے سجدے کرنا میں انہوں نے کہنے ہی کرنے میں یہ سجدے فرشتوں
 جنوں اور سفروں کے میں لیکن نباتات جہانات کے سجدے ان کے سامنے یہ جھکتے میں تو ان کا قیام ہوتا ہے
 جڑ سے ہیں تو ان کا سجدہ ہوتا ہے معصرت فرماتے میں کہ اللہ کے حضور ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ مگر اس کا طریقہ ان کی نیس
 مختلف یہاں تک کہ دروں کی چڑچڑاہٹ۔ پتوں کی کھٹکنا ہٹ پتھروں کی گڑگڑاہٹ پرندوں کی چھپا ہٹ
 پرندوں کی چھٹا ہٹ سب ہی اذکار لگی ہیں۔ اور اس طرح مسلمان کی تسبیح و ذکر و کار سے سب کو فائدہ ہے اسی
 طرح نباتات و جہات کی حمد و ثناء سے بہت فائدہ میں۔ اور جس طرح کسی مسلمان کی تسبیح و ذکر کا یہ سبھی طرح و دروں
 کی چڑچڑاہٹ وغیرہ کو جد کرنا فاصل و مہ ہے جس گھروں کے دروازے چڑھتے میں وہاں چوروں کا خطرہ کم ہوتا ہے نیز
 بیج و شام کے سامنے مسافروں کو مفید ہیں۔

ان آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوتے۔

فائدہ پہلا۔ مستی کل مندی سے یا جان کو بلا جبہ نذر پر مٹی تھاکہ کے ہی طرح مہے ہمارے
 کی نذر پر مٹی کرنا ہے جو منافقین کی تسبیح ہے اس پر ثواب کی امید نہیں کی جاسکتی لہذا ان حرکتوں سے بچنا اور
 تسبیح و تہنیت سے نذر پر مٹی رہی رہا کہ تسبیح ہے۔ **فائدہ دوسرا**۔ بے نفاذی اور غالی لوگوں کا سید
 ان سے افضل ہے کہ سید تو سب کی بدگوار مین نیچے گر پڑا ہے مگر یہ سجدہ ریز نہیں ہوتے۔

فائدہ تیسرا۔ مسلمان کو یہ دم اللہ تعالیٰ کا خوف چاہیے یہ صحت ملی نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے عزیز ملک مندوں
 کو عطا فرمایا ہے یہاں تک کہ انبیاء کرام کو بھی رب کا خوف ہوتا ہے جتنا کہ تہہ مندے کا یہود ہوتا ہے اتنا ہی
 اسی کو تو فرمایا۔ مگر وہ بیت خوف مختلف ہے انبیاء کرام کو بیعت الہی کا خوف ہے حالانکہ کو جلال الہی کا۔ اور وہ
 عام علی اللہ علیہ وسلم کو قرب کمال کا خوف ہے اور عام معرفت الہی کا خوف عام بندوں کو عذاب کا خوف غیظان

اور شیطانوں کو باطنی اور سرکشی کی سرکازوں سے

اب آیات کو دیکھو کہ چند فقہی مسائل منبسط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ کسی چیز فقیر۔ قبر کو سجود کا حرام ہے سجدہ عبادت کیا تو کفر بجا اور سجدہ تطہیری کی نگرانی ہے۔ قیام تطہیری جائز ہے مگر سجدہ تطہیری حرام بعض شیطانوں پر اپنے آپ کو سجود کراتے ہیں وہ سب گمراہ میں خدا ان سے مسافروں کو پہچانتے۔

دوسرا مسئلہ۔ صریحاً ہی کہ مل متزلیہ۔ سلم کی تبلیغ حق ہے آپ کا اسوہ حسنہ ہی حق تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔ نبی کریم کا طہاری محبوب بارگاہ ہے اور اسی اور پر رب کی طرف مانا عبادت کا مقبول الہی ہے۔ موجودہ۔ سکھ۔

صلی۔ یہودی۔ مرزائی۔ ہندو۔ مجوسی پارس بھی اگر پر رب کی طرف ہی جاتے ہیں مگر سب کو وہ منظور نہیں۔

اس لیے کہ وہ بلایا پاکار یا رب کی طرف ہوت دینا غیر رب کی عبادت کے ہے مگر بے اپنی اجازت سے

جس کو جاتے کے لیے صحابہ و صوفیہ کائنات میں ہی اسے ہی محمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ ہیں۔ ان ہی کے پاس میں ایک دوسری

نیت میں فرمایا گیا۔ ذاریتہ فی اللہ یا ذیہ۔ تیسرا مسئلہ۔ مائے قرآن مجید میں کل چودہ حصے ہیں جن میں سے

پہلے دو سب سے ان تمام سجدوں کو کرنا واجب ہے۔ غیر سجدہ کے تلاوت ناقص رہتی ہے اور ثواب نہیں ملتا۔ ہی

یصلی ثواب جائز و جائز جو تھا مسئلہ۔ امام عظیم اور امام مالک کے نزدیک سجدہ شکر مکرر ہے کیونکہ اس میں

نیت و سبب فہم ہے غلو میں لگے نہیں رہا عبادت کے نزدیک صرف چار قسم کے سجدے جائز ہیں۔

۱۔ سجدہ شکر۔ ۲۔ سجدہ تلاوت کا۔ ۳۔ سجدہ شکر کا امام شافعی کے نزدیک سجدہ شکر جائز و مستحب

ہے۔

پہلے چار اعتراض کئے جاتے ہیں۔

اعتراضات

۱۔ پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ کافروں کی دماغیں بریل میں ملائکہ کلام بہت سے

دماغیں مانگتے ہیں وہ قبول ہو جاتی ہیں۔ کبھی اس کو نام کہہ کر۔ کبھی ہر دلا کہہ کر کوئی آسمانی پاپ کہہ کر۔ کبھی بددعا کہہ کر۔

جو تائب۔ مسٹرینا سے اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ دماغ سے مراد حادثات ہے

اور مسائل سے مراد برکار فصول سے غافلہ جس کا کوئی ثواب نہیں اگرچہ وہ رب کی ہی عبادت کریں یعنی بت پرستوں کے

ملا وہ دماغ سے تمام کفر کا بھی یہی حال ہے۔ یہ قول تم کہیے کہ۔ دوم یہ کہ دعا کا معنی دعا مانگا ہی کیا مانگے تو

مغالل کا معنی ہے کتل پوری دعا منظور نہیں ہوتی۔ تیسری صحت منظور ہے جیسے شیطان ہمیں کی دعا کہ آدمی دو

ہوئی آدمی مسطور۔ سوم یہ کہ خدا کی دینی دماغ میں قبول میں انروی براب چہ دم یہ کہ قبول کے سامنے حق سے جو

دعا مانگتے ہیں وہ بے فائدہ ہیں کیونکہ بہت کچھ میں سے مانتے۔ رنم یہ میدان محشر میں یہ کفر ہم رہا التماس رہا دل

وہائیں پکڑیں گے وہ سب ریکارہوں کی اسی طرح جسم میں وہائیں مانگیں وہ بھی برباد۔
 دو کٹر احمق اعلیٰ۔ یہاں فرمایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کے سب باشندے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ کفار ہیں
 کی ذمہ یہ کثرت ہے وہ سب کو سجدہ نہیں کرتے۔ پھر وہ خبر کیونکر دست ہوتی (آریہ)
 جو کہ اس کا جوہر تفسیر مال میں اسے وہاں کہ اس کا ایک عقلی پہلو ہے کہ تمام لوگ اس کے ہی ہونے میں اور اس کے
 سامنے مثل سجدے کے گمراہ ہوتے ہیں۔ فقیر اقرار ہوتا ہے کہ ایک جواب یہ بھی عرض کرتا ہے کہ یہ سب کافر نہیں
 ہے کہ سب زمین واسے اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس یہ اگر سجدہ کو سجدہ کرتے ہیں اور مرد مسلمان ہیں۔ نیز بہت سے کافر
 بھی سب کو سجدہ کرتے ہیں جیسے کہ غیرت پرست کفار۔ سکھ آریہ وغیرہ اگرچہ نا قبول اور غلط فہم سے کہتے ہیں۔
 تفسیر کیرنے جواب لیا کہ یہاں سجدہ کسلے سے مراد واجب ہونا ہے یعنی زمین و آسمان والوں پر سب کا سجدہ واجب
 ہے۔ لاکس باب ہے کہ سجدہ سے مراد احترام ہو سکتا ہے بلکہ ظاہر لفظی وادبیت پرست کافر بھی کہتے ہیں خواہ
 حالت ناسے خواہ کبھی عزت۔

تفسیر صوفیہ

وَيُشِيرُ إِذْ تُدْعَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَ لَمَّا أَفُكُوا مِنْ جَهَنَّمَ وَيُذْ سَلُّوا لِقَاءَ حَقِّ
 كَيْفِيَّتِهِمْ يَهْدِي مَنْ يُشَاءُ وَهُوَ مُجَابِدُونَ لِي لَقُوا وَهُوَ شَدِيدُ الْحِسَابِ لَهُ
 دَفْعُ الْخَلْقِ وَيُذْخِرُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَيُذْخِرُ مَنْ يَشَاءُ ۚ اِذَا كَانِ يَوْمَ كَيْفِيَّتِهِ اِلَىٰ اَتَمِّ الْيَوْمِ فَكَانَ يَوْمَ الْفَوْزِ
 عشق لائق ہے اور وہ فراق کی گرم آغوشیں دیکھ کر لوگ بھی جو حقیقت آئیں نہیں ثابت کبریا محبوب و مقبول
 حمد کی قسمیں ہیں اور قلب عاشق جس کو ہر وقت ہلائی اور نازا ملتی محبوب کا وہ عکس لگا ہوا ہے نہایت دل قلب
 آسمانی کے فرشتے خوف سے سکھتے مر جاتے ہوئے آہ سرد رنگ نہ دہنم تر ہر ماس میں اگر اس سے محبت۔
 اور محبوب مطلب بلے نیاز ہر عرصہ ہوتا ہے جس پر چاہتا ہے جس وقت چاہتا ہے عشق اور فراق کی ہلاک کسلے والی
 بھلی ڈال دیتا ہے شائق تر اسی بھلی کی من میں مست و سر جاتی مگر راہ معرفت سے دور نائل وہ نصیب اللہ کی عطا
 تھا۔ فراق وہ مل کے ٹکڑے میں پھنسنے پرستہ اسی کو آری منزل بکھیلنے میں عاشق صادق کامل دھڑ بکھڑ سوز ہو
 پکارتے مگر عقل و خرد جھگڑے میں ہیں کہ بتا کس کو خاکیں کو راہ یہ نہیں جانتے وہ ذات جلال صفت پکھنے والی ہے
 کسی کو حال میں کسی کو فراق میں۔ لذت عشق دہے ہی جانتے ہیں مطلب انہی کی صحبت عشق صادق پتی اور حقیقی ہے
 ہائی ماسوائے کی محبتیں باطل ہیں اسی کی میری اسی کی فقیری۔ تعزف اور ریشی تک دینا۔ جاوید یا نصف بہ تقوئے
 حق سے۔ اور وہ لوگ جو اس کے ملنے والے کو چھوڑ کر اس کے دشمنی غیر کو اس کے مقابلے میں پکارتے ہیں اور اللہ کی طرف
 جانا چاہتے ہیں اس کے ہانے والے کو چھوڑ کر ان کی محبت۔ مشقت۔ تعزف۔ فقیری۔ ترک دنیا۔ نہ دریا منہ
 بالکل اسی طرح ریکارہ سے جس طرح کوئی پہلے گلاں۔ برتن و اہل رشی کے وسیلہ کے بندہ کوئی کھ کھائے ہاتھ پھیلا کاس

التقاء فردا میں اس اُمید میں بیٹھ جائے کہ پانی میرے منہ تک پہنچ جائے مگر وہ پانی کسی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ قرب الہی کے لیے الی غریب و غلبہ اور منظور بارگاہِ حق کے لیے دعوت الہی پر تمام احمد مصطفیٰ ہی حق سے دعا دعا، انکارِ حق، ترقیِ صلا، و ملکہ یسجد حق فی السموات و الارض طواف و کثرتِ اذان غلبہ و غلبہ و ترقیِ احوال۔ اور محمد اہل ہدایت کے ہونے کی وجہ سے کرب کا فرشتہ کا بلا پکانا اور عبادتِ مہاجرات سب گرامی اور کادری میں ہے۔ عبادت میں ہے کہ اہل حق الی نور و ظلمت کے ستر مزار پر دوں میں ہے۔ اگر ایک بھی ہمت جائے تو مخلوق صورتِ حق تعالیٰ سے مل جائے اگر یہ ہمارا فطریہ استقامت و طرقت سے ہٹے ہوئے ہیں۔ کائنات کے صغیر قریبی میں ساہز نہیں ہوتے تو کیا فرق ہے اس اہل حق کے لیے کیا کو سب آسمان و زمین والے بھرے کر رہے ہیں خوشی سے کسی اور بھڑا کسی اہل کشف کا سہا طوٹھی کا اہل نظر کا سہا و پیر کا۔ اور اہل مشاہدہ کا سہا خوشی کا ہے اہل مراقبہ کا سہا و مجوری کا۔ اہل بین کا سہا طوٹھا ہے اہل استدلال کا سہا و کھابہ۔ روح مثل قلب کا سہا طوٹھا ہے نفس کا سہا و طالب کا سہا و کھابہ۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ روح جو صغیر ہے اور نفس اس کا سہا ہے اور کچھ بھائی بھائی اس سلسلے کا صغیر و سہا و شام ہے۔

۱-۱-۱

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ

فرمایا بھنے کون ہے سب آسمانوں کا وہ زمین کا وہ خدا و ان

تم فرماؤ کون سب ہے آسمانوں اور زمین کا تم خودی فرماؤ

قُلْ أَفَاتَخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا

فرماؤ تو کیا تم نے سے سے بدل جس کے درکار ایسے جو نہیں

تم فرماؤ تو کیا جس کے ساتھ تم نے وہ حمایت بنا لیے ہیں جو

يَمْلِكُونَ أَنْ نَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ

ملک ہیں یہ عاقل اپنی کے کچھ نفع اور نہ نقصان فرماؤ

اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں تم فرماؤ

هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ

کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور آنکھوں والا ۔ یا کیا
کی برابر ہو جائیں گے اندھا اور نکھیاڑا یا کیا

تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ

برابر ہو سکتی ہیں اندھیریاں اور نور یا بنا دیا کرتی انہوں نے سیلے اللہ کے
برابر ہو جائیں گی اندھیریاں اور اُحال ۔ کیا اللہ کے سیلے ایسے

شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهُ الْخَلْقُ

شریک کیا پیدا کیا ہے ان جملوں کے مثل اُس کے پیدائش کے پس مشابہت ہوتی ہو پیدائش
شریک ٹھہرنے میں جہوں نے اللہ کی طرح کہہ بنایا تو انہیں اُن کا اور اس کا بنانا

عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ

ہر اُن کاموں کے فرا دہکنے اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی
یک مالموم ہوا تم فرماؤ کہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٧﴾

ایک غالب ہے ۔

کیلا سب پر غالب ہے

تعلق ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔

تعلق پہلے تعلق ۔ پہلی آیت میں ملائکہ اور سب سے زمین کی تمام استیا اور آسمانی کُل مخلوق کی عبادت
کا ذکر ہو کر وہ سب حمد ہاری تعالیٰ میں مشغول ہوتے ہیں ۔ یہاں آیات میں آقائے دُ عالم علی اللہ علیہ وسلم

وہ لفظ جمع کے ہے آخر حرف لطف نہ نہ تائیدی کے لیے کیونکہ نیکو کا عطف میں تکرار لازموری ہے۔ قل غل امر
 و کلام استقامت و تقویٰ ہے غل سوال مذکور کے ہے وہ رب اسقامت ہے جیسے شرک تائب ہے ہر جہد پر داخل ہوتا ہے
 خواہ غلبہ دیا سمیہ اس میں شوق ہوتی ہے خواہ سوال نکاحی ہو یا ترقی۔ بخلاف برو کے اسی سے یہ بھی تذبذب ہوتا
 ہے۔ یعنی باپ اطفال مضارع ضمیر۔ رب سزائی سے مابعد غیب قرار ہے۔ جب اس کے دو عامل
 ہوں تو مسمیٰ جتنا ہے۔ ملزم ہوتا۔ لازم ہے یہاں یہی مسمیٰ مراد میں۔ ہر صفت دیگر مسمیٰ غلبہ یا بار لگتا۔ مبنی
 فزعت الانی الف لام جسی ہنط ص سے نہ استقری ہے۔ لکی صفت مشبہ ہے لکی سے نہ ہے جب
 نگ یا عیب کا یاں ہو تو وہ ہم تعلیل کے اس پر تسمیٰ ہے سو ذرا تا اسم عامل اور مضارع مشبہ دونوں میں
 حالت بردہ سے ہوتی ہے مگر صفت نہ کہ لکی یا نہیں ہوتا۔ و عطف کی اضمحیر۔ الف لام جسی۔ یعنی۔ نفس
 ہے نہ اسے صفت مشبہ سے۔ چنانچہ چنانچہ ہے اور عیب یا نگ کی دلالت نہیں اس سے روزن کریم آیا۔ تم
 ماطنہ عرب۔ ہونا ہے و چیزیں پر تائب ہے اس کی دو نہیں ہیں

مثلاً تم متقل۔ اس کے لئے لفظ عرب استقامت ہو یا شراب ہے خواہ جہد باطل۔ بلا فصل۔ اس لئے یہاں ان متقل ہے
 مثلاً تم متقل اس میں یہ شرط نہیں لی بل سوال۔ شوقی۔ اصل معارض معروض جہد و صبر۔ یہاں میں ترقی
 میں۔ ملہ دونوں جگہ شوقی۔ ملہ دونوں جگہ شوقی۔ ملہ پہلا شوقی۔ ملہ شوقی یہی مشور سے پہلے لگا دیا۔ سی
 میر مشور۔ تفکرات۔ الف لام استفادہ جمع کثر تعریف ہے فلفظ کی یعنی اضمحیر۔ و ماضی ہے الف لام
 مسمیٰ فو مصدر ماضی ماضی۔ یہ کلامی ہے جس کی حقیقت سے مشور رسول۔ الف لام۔ بحالیت مع
 یہ کلام معطلہ قال ہے استوی ۲۔ و الف سے استوی پر درجہ سب جہد استقری سے قل کا ماضی
 فلو سر کا۔ علقو انہلکم نفسا۔ نعلی مہلک لہ۔ یقیناً کل لکلی و فلو انہلک۔ انہلک
 انہلک ماضی فی۔ بلکہ جملہ افعال ماضی ماضی معروض جمع عابث باب فتح سے ہے۔ غل سے مشتق ہے ماضی
 ایسا کرنا کرے لکنا جملہ لکنا مصدر ناقص پیدا کرنا۔ نہیں لکنا۔ پالینا کا یزکرین۔ یہاں پر آخری معنی مراد ہیں
 و ماضی نسبت یا جمع کا یا مقلبے کا متعلق سے فعلو کا۔ اس کا عامل تم غیر کا مرجع مسکین ممالین میں۔ مقلہ
 اسم ذات جمل محمد ہے شرکاء۔ جمع کثر متصرف ہے شریک کی شرکت سے بدلے لغوی ترجمہ ہے۔ کسی کے ساتھ
 ملکیت یا برادری رشتہ داری یا تعاون میں شریک ہو۔ شریک کبھی بھی پورا اختیار نہیں رکھتا۔ نہ کہ کا شرعی ترجمہ ہے کسی
 غیر کہ موعود بھی فقط۔ شرکاء محال ہے۔ فعلو یہ فعلو کا۔ حد کا یا ذوالہل ہے یا موصوف فعلو غل
 ماضی ماضی باب نصر سے غل سے ماضی یہ یاد رکھنا چاہئے متعلق ایک معقول جو تم سے ہے ہی مسمیٰ میں رہتا
 ہے۔ لغوی ترجمہ ہے پیدا کرنا۔ اصطلاحی ترجمہ ہے۔ امداد کرنا۔ ماضی کرنا۔ غل دیکھ کر دیا۔ یہی کسی اور سے مصدر

مذہب تبہ بردار جھوٹا ہو جائے گا یا اس سے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سوال کے صحیح جواب کا نتیجہ ہم کافروں کے حق میں کٹر رسوا کی ثابت ہو گا۔ اور صحیح جواب کے علاوہ یہ کہہ کہہ ہی نہیں سکتے کیونکہ ثبوت و رد پڑے گا۔ لہذا اسے جیسب آپ خود فرما دیجئے کہ اللہ ہی سب کا سبب ہے۔ اس سوال کا جواب اس کے چلنا ہو سکتا ہی نہیں نہ کوئی کافر اس کے سوا دم مار سکے تو پوچھئے ان فقہاء سے کہ تمہاری لاجواب خاموشی اللہ کی ربوبیت کے اقرار کو ثابت کر ہی سہ پھر تمہارے اس سبب اللہ کے مقابل اپنے مدگاہ کمال سے بنلیے اور پھر ہمارا بھی ایسے ناکام بکڑی پتھر لوہے کے پتھر تھوں کے تراشے گھساکر تیار کرنا حالے ہوئے ثبوت ہو میں تمہاری مادہ تو درکار اپنے نفع نقصان کے بھی ملک اقبال نہیں نہ نفع حاصل کر سکتے ہیں کہ قدر محنت، خوبصورتی، زیب و زینت سے سکیں نقصان کو دور کر سکیں کوئی توڑ دے تو اس دشمن سے بچ نہیں سکتے بھاگ نہیں سکتے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکیں تو اسے ان کے ہمارے تم کو نفع کس طرح دے سکتے ہیں نہ یا یہ بھی بھلائیے کہ کیا اندھا بابت اور ساری کائنات کے ذریعے ذریعے کو گہرائی تک۔ ہر دامن سے دیکھنے والا رب تعالیٰ عبودیت میں برابر ہو سکتا ہے یا کفر کا اندھا انسان اور ایمان کی راشن آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے۔ یا اسی طرح جنم کی اندھیریوں کی طرف سے جہلے بھٹکانے والا کفر اور قرب الہی میں سے جانے والا یا جنت میں پہنچانے والا ایمان اور میں لانے والا اسلام برابر ہو سکتا ہے۔ یا اسوں کے تلوں میں آنکھوں کا نکل اندھا آدمی اور بڑی بڑی دشمن آنکھوں والا بین آدمی اور یہی گناہ ٹوپ اندھیل اور چمک دیکھ نور۔ اسی حالت کام افعال چلے پھرے دیکھنے مشاہدے میں برابر ہو سکتا ہے یا اندھیا اور روشنی یک وقت ایک جگہ یک دھڑے کے ہو سکتے ہیں ہر شخص کے گاہ گز برابر نہیں ہو سکتے تو ہم کو کہہ قول کو سب کے مقابل مدبر اور بہت پرست اور خدا پرست برابر نہیں ہو سکتے۔

وَمَا جَعَلُوا اللَّهَ شَرْكَاءَ خَلَقُوا كَلْبَهُمْ فَخَشَرَهُ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُدَبِّرُهُ لَكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ یادو کا ربوت ماردت پرست یہ سوچے بیٹھے ہیں کہ انہوں نے جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا ڈالے ان تلوں نے بھی کچھ چیزیں پیدا کی ہیں اس اللہ کے ہد کرنے کی مثل۔ لیکن یہ جیت نہ ہونے کی بنا پر کہ کوئی چیز بتوں نے پیدا کی اور کوئی اللہ نے کی بت پرستوں پر حقوق مشتبہ اور مخلوق ہو گئی اس دلیل سے وہ دونوں خالق کی حیثیت کرنے لگ پڑے۔ یا یہ قہر تہ ہے کہ بتوں کی پید کی ہوئی کوئی چیزیں میں اور اللہ کی کوئی مگر چمک وہ دونوں کی مخلوق ان کے نزدیک ایک جیسی مشاہدے۔ اس لیے وہ دونوں کو معبود سمجھ بیٹھے۔ اسے جیسب کریم فرمادیجئے کہ ان کفار کے یہ سب خیالات عقائد نظریات قطعاً باطل میں کوئی ثبوت کسی بھی ذریعے کا ملق نہیں۔ نہ اس کا کوئی ٹھوس ثبوت۔ فقط اللہ تعالیٰ علیٰ مجتہد ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ روح۔ جسم عرض جو ہر سب کچھ اسی نے پیدا فرمائے ہیں۔ اور وہ حکم العاکبین و حدود مکتا ہے شمس کا منہ نہ نہ۔ نہ شریک

مذہب فریق۔ یہ عقلی مذہب پر مبنی ہے۔ یہ اولاد نہ دلید۔ یہ اولاد نہ امیل۔ یہ ساری کائنات پر قہار ایسا کہ اسی جس مخلوق کے ساتھ جس وقت جو چاہے سلوک اور برتاؤ فرمائے کوئی اس کو روکنے ٹوکنے اور پوچھنے والا نہیں صرف عاجزی و دواؤں زیادہ۔ اتھاؤں سفارشوں شفاعتوں کی اجازت ہے۔ اور میراں کا کسی طرح کا کوئی برتاؤ ظلم نہیں عدل ہے۔ شرفاں نہیں کم ہے۔ اُجرت نہیں فست ہے اُس کی سزا و عقاب کتاب سب ہی حکمت ہے۔ سُنتھان اللہ و باخندہ سُنُو ۱ اللہ انھیں جب سب ہی اُس کے سلسلے مغلوب و مقہور ہیں و شریک کون یہ بُت کہ مخلوق کی قدرت کے برابر بھی قدرت دہست نہیں رکھتے تو خالق بشتے کی صلاحیت کہاں ہے اور جب خالق جو ناسی مجوزیت کی دلیل ہے تو بجز رب تعالیٰ کے کون مہود ہو سکتا ہے۔ پس ہاں دو آیتوں میں دلیل قدرت اس طرح ہوئے کہ سمجھ میں کی مخلوق کہ کچھ دکنی ہے لہذا وہی سماں زمین اور اُس کے باشندوں کا رب ہے اور جو سب ہے وہی خالق ہے اور جو خالق ہے وہی حقیقی قوت و طاقت والا ہے اور جو طاقت والا ہے وہی نصیب دے سکتا ہے نفع میں سکتا ہے اور ہم نفع دے سکے۔ روک سکے وہی نقصان بھی دے سکتا ہے نقصان اور بھی کر سکتا ہے لیکن ہمت اور تمام دیوی دیتا اتنے سحت مجز و بے بس میں کہ اپنا نفع نقصان بھی اُس کے تصرف میں نہیں۔ اور جو ان آسان اور معمولی باتوں کو نہ سمجھ سکے وہ اندھا ہے اور جو سمجھ لے بتوں سے ہٹ جائے وہ آنکھوں والا ہے۔ اور اس بات کو ہر شخص سمجھتا ہے کہ اندھا اور دیکھنے والا برابری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو اندھا ہے وہ ہر وقت نہت گھر سے اندھیرے میں ہے اندھا آنکھوں والا ہر قسم کی روشنی اور نور میں ہے اندھیرا اور نور بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ اندھے کو پتہ نہیں لگا کہ سیدھا راستہ کون سا ہے۔ روشنی سے فائدہ لینے والا دیکھتا ہے کہ سیدھا راستہ یہ ہے جو ہے۔ جب طاقی شر تو معبود بھی دیوی اور۔ واحد بھی دیوی۔ قہار بھی دیوی۔

ان کی بات کر کہہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ پہلے زمانے میں دو فرقہ پیدا ہوئے تھے جو بادشاہوں کی گود میں پلے بڑھ چکے فرقہ مشرقی اور فرقہ جبریہ۔ مشرکہ کا ایک عقیدہ یہ تھا کہ بندہ اپنے فعل عمل کا خود خالق ہے اور جبریہ کا عقیدہ یہ تھا کہ بندہ اپنے فعل کا خالق نہیں بلکہ کاسب اور فاعل ہے مگر اُس کا کاسب سب کی خلق کے مشابہ اور مثل ہے۔ رب تعالیٰ نے یہاں مقتضائے انھیں کاتریدی اور استفہام انکری کا جملہ فرقہ جبریہ فرقہ کاروکر دیا۔ جبریہ کا یہ عقیدہ سراسر شرک ہے۔ اور اس جگہ فرمایا خالق خلق شئی شئ جس سے معزلہ کاروکر گیا۔ اہل سنت کے نزدیک ان دونوں فرقوں کے تمام عقائد کفریہ میں جیسے کہ کج کل کے یونہی و بظنی فرقے کے بعض گستاخی والے عقیدے کفریہ میں ہوں گے ان کے زوال نے لکھے اور نبیوں نے ان کو فنا کیا اہل سنت و اہل ایمان کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام چیزیں ان کا خالق و قہار ہے۔ بندہ اپنے فعل کا کاسب ہے اور جس سے کاسب اللہ کے خلق کے مشابہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں

لڑائی کے علاوہ یہ لڑائی بھی سے مل رہا ہے لہذا عدوت سے بچنا ہے مگر سب تعالیٰ نے اپنی ضروریات کی بناء پر حقوق کو یزید نہیں کیا۔ وہ محتاج ہی سے پاک ہے۔ دو ٹکڑا لائنڈ۔ ہوسکہ ہر مل دنیا بھر کے کافر مل سے جمع ہے کافر ہونے کی قسم کا کسی ملان کا کسی ملک و کسی مہاجرت کا ہو۔ جو انق مسلمان ہر وقت مسلمانوں کو بڑا گھٹیا۔ دوسرے وقت کفار و لوگوں کے سامنے مشہور کرتا ہے غاصی کر فرہ مسلمان کے سامنے اور غیر مسلمان کی تعریف کرتا ہے اور نہ نصیب سلام کا دشمن ہے۔ اس لیے تی لہذا دل نے پی زندگی میں اپنی سانسے تفکر اور بہتر مندی کا زور مسلمان مل کی گستاخی اور یاد اللہ موب کی ہے اپنی ہر اس اسلامیہ غاصہ و غلامیہ کی توہین اور مسلمان و جہول کی تذلیل میں لگایا اور ہر دو اثر رسول کے دشمن میں۔ تیسرا لائنڈ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اصل کا ملقی ہے کاسب نہیں وہ ایو نہریاں و دیو یوں کا یہ کہنا کہ اللہ اللہ تعالیٰ جھوٹ ٹول سکتا ہے صورت پر کفار و بے سراسر کلمہ بات ہے سب تعالیٰ بہتیز کے ملق پر قادر ہے کہ کسب پر رنگ و کے مل و کسب پر قادر نہیں۔

مل یا ت سے چند فنی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی شخص کو خالق کہنا ہائز نہیں۔ جو بعض جاہل لوگ تائید اعظم کو پاکستان کا قیادہ کفر و کفر ال کو شامی کا حلقہ کہتے ہیں اسی طرح یہود و غریبات کو شامی کی تخلیق کہتے ہیں یہ دعوائے یہ سب گناہ اور مشرکاد باتوں کی مشابہت ہے۔ دو ٹکڑا مسئلہ۔ سب ہونا اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے لہذا کسی شخص کو سب کہنا کفر ہے۔ ٹیوہ رنگ حضرت علی کو سب کہتے پھرتے ہیں۔ اولی سب کے لقب لگاتے ہیں معاد شدہ یہ سب کفر بات میں سب پر فرق سنی بھی حق کی دیکھا دیکھی یہ تصور بل بیٹے ہیں تو نا بھی میں بر لگانا ہے اور اس کا مطلب اور شریعت کا مسئلہ جو سر ہونا کہ ہے۔ ہونے والا فوراً کافر ہو جیسے گناہ کافر ہونے کی وجہ سے ان کا کانا بھی ٹوٹ جائے گا تیسرا مسئلہ۔ جو شخص کسی چیز کا مالک ہو وہ شخص کسی چیز کا مالک نہ ہو نہ وہ شخص اس چیز کا کسی کو مالک بھی نہیں کر سکتا نہ قصہ سے سکتا ہے نہ باجاست سے سکتا ہے نہ استعمال کر سکتا ہے نہ کرا سکتا ہے پتھر کڑی کے بت اگر چہ ان کی شکل کے ہونے کی چیز کے ملک میں ہو سکتے اسی طرح جانور بھی کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ لہذا گائے سے پہل۔ ٹی کا حضرت یا مندوؤں کی موزیں ان کے نام پر جو جانور لگا دی جاتی ہے بہت وغیرہ اس کے ملک نہیں ہو جاتے یا یہی ملک ہے گناہ سے ہی ہے یا حکومت و قضا۔ ہاں پنڈت پادری کے نام کی چیز کی ملکیت ہندو وغیرہ کے یہ ثابت ہوگی یہ مسئلہ آئینہ صحتوں گئے ثابت و مستنبط ہوا۔

پہلے چند اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں زبانا میں ذوقہ ذوقہ آئی کسی نمبر سے کو اولیا بنانا حاجت و مشکل کشا کار سہا بھی کھلا طریق سے اللہ تعالیٰ صفت رنگ و دیوں غلوں کلموں کو مل کر اہل حق کے پاس جا کر

عاجتیں طلب کر کے تو وہ ہمارے گمراہ ہوتے ہیں (روانی)۔

جواب۔ قرآن مجید کی آیات قیامت کو اگر بھڑاری سے پڑھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ دلی بھی ذکرِ قسم کے اور دلیل کا نشانہ بھی اُٹھتا ہے۔ مثلاً دلی دین دُلوں، اللہ دلی اللہ کا سبب مشکل گنا عاجت روا ہوتا ہے جن کو دیا اللہ غوثِ مطلب بادل اوتار دیا کہا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خالص حصے اور دوست ہیں یہ فرشتوں کی طرح انتظامِ عالم کے کام پر مامور کئے گئے ہیں۔ لیکن دلی دین دُلوں اللہ۔ رب کے دشمن ہیں۔ جیسے بُت وغیرہ۔ اہل سنت و اہل اللہ سے ملگتے ہیں مذکور دین دُلوں اللہ سے ایسا دین دُلوں سے ملگتا جانتا ہے دین دُلوں سے ملگتا کفر ہے یہاں دین دُلوں اللہ کا ہی ذکر ہے۔ اولاً اللہ کو ماننا بھی و وطن کا ہے مثلاً اُن کو دلی اللہ سمجھ کر ماننا یہ جائز بلکہ لازمِ ایمان ہے مثلاً اُن کو اللہ سمجھ لیا یا ابن اللہ سمجھا۔ یہ شرک و کفر ہے۔ دوسرا اعتراض۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ غفلت جمع ارشاد ہو اور اور واحد۔ یا تو غفلت واحد ہوتا اور یا بھر اور بھی جمع ہوتا تاکہ مطابقت درست رہتی۔ جیسے کہ اہل اور بصیر دونوں واحد ہیں۔ اس اختلاف کی مطابقت کیونکہ ہو۔

جواب۔ غفلت سے مراد کفر ہے اور دنیا میں کفر پست بہت قسم کی ہیں اور نور سے مراد اسلام و ایمان ہے جو سلسلے جہان میں یک ہی ہے۔ رہا اہل اور بصیر کا واحد ہونا تو وہاں صفت مراد ہے۔ مذکور افراد اور صفت ہمیشہ واحد ہی ہوتی ہے۔ بیشک اعتراض۔ جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے جس میں شرک و سب کچھ داخل تو کون و کار اور شرک کی پکڑ کھول۔

جواب۔ اس لیے کہ مذکور شرک کا واحد گناہ کا محدث ہے۔ اس نے گناہ استقل کیوں کیا وہ مظہر شرک و کفر و گناہ کیوں بنا اس کی مثال دینی جو سکتی ہے کسبِ تعالیٰ نے رہبرِ ہدایت کیوں۔ زیرِ ملاحظہ دیکھو قرآن مجید۔

ہم تمہارا اعتراض یہاں فرمایا۔ قُلْ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَرِادٌ کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَيْءًا وَاَقُولُ اللّٰهُ شَيْءٌ رَّخْوٌ فرادوں کی چیز سب بڑی گواہ ہے فرادوں کو ام ہے۔ اس لیے سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی شے ہے۔ تو کی اللہ اپنا بھی خالق ہے۔

جواب۔ اللہ کو شے کہا کفر ہے سب تعالیٰ فرماتا ہے بَلَدٌ اَلْمُسْتَأْنَفُ فَادْعُوْهُ بِمَا عَنِ اللّٰهِ تعالیٰ کے بہت شایع نام ہیں اُن کو اُن سے لکھا یہ آیت دوم جو معترض سنویش کی ہے۔ اس میں سوال کا جواب موجود نہیں اور سوال یہ ہے کہ کون سی چیز اللہ سے بڑی ہے۔ یہ سوال نہیں کہ اللہ چیز سے معاذ اللہ۔ اور اگر جملہ قُلْ اللّٰهُ شَيْءٌ یہ علیحدہ نئی حجت ہے سوال کا جواب نہیں جاری اس تقریر سے سوال سے ختم ہو گیا۔

قُلْ مَنْ تَدْعُوْا اِلَیْهِمْ اَوْ اِلَیَّ مِنْ دُوْنِیْ لَا یَسْمَعُوْنَ وَاَوْ اِلَیَّ مِنْ دُوْنِیْ لَا یَسْمَعُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا

تفسیر صوبہ

كُنْ هَذَا مَسْئُورِي زَنْمِي وَ نَبَصْنِي ثُمَّ هَذَا تَسْتَوِي عَظَمَتُ دُنُوْنَا جِبَالِ ذَاتِ كَابِلِي جِبَالِ هِيَ اُور
 جِبَالِ ذَاتِ كَابِلِ جِبَالِ هِيَ اِسْ يَہْ عَدَا كَسِي مَہِي مَقَامِ زَبْہِ مِی پَسَنِجِ مَانِے دَسِلَہ تَوَسْتِ كَے غَیْر مَعْرِفَتِ ذَاتِ اَزَلِ اَلِ
 بَعْدُ هَا صِلِ نَہِیں ہُو سَاكِي رَحْمَتِ اَزَلِ كِي تَبِیَاتِ اَسْمَاءِ دُنِیَا سَے مَتِي ہِے اُور بَہْكَارِی اُنِیَا كَا ثَنَاتِ كَے عَوَسِ اَتَعْبِ
 مِی۔ حُرُوفِ مَدِ اَلِ اُور جِبَالِ مِی سَے مَثَلِ بَسْتِي مَہِي تَسْتَاہْ مَوَسُو كَے گِزَاؤِ مِی نَالِ مِی قَرَبِ اِلٰہِي كَا سَبْ سَے
 اَدْنِیَا مَقَامِ اُنِیَا كِرَامِ كُو مَاسِلِ ہِے اِسْ یِلَے اَسَے یِزَا سَے جِیْبِ اُپِ پَر مَہِی اُنِیَا ہِدَايَتِ كَے جُھوٹَے اَعْوِیْدِ اَزَلِ سَے كَے
 سَے مَقَاتِلِ اَلِ كَے مَقِی پُر حَاثَے كَے بَہْہُٹَے مَوِی جِیْبِ سَے اَلِ۔ كَا نِ ہِے قَلْبِ اَعَالِی اُور اَعْوِیْدِ رِشْمِی كَا پِلَے۔ پِیْدَا
 كَرْنِے حَاثِلَتِ كَر لَے اَلَا اَكُو نِ ذَلَّتِ سَے اُپَے تَسْنِ تَدْمِ سَے اَلِ ہِي قَلْبِی تَحَاوُلِ اُور نَفْسِی زَمِنُوں مِی اَنَابِتِ
 كَا اَلِ كَے چَا نَدِ حُرُوفِ سَسْتَا سَے چُكَا نَے اَلِ اُور اَخْدَقِ جِیْدِ كَے پَہُولِ كَھَلَا سَے اَلَا اَلِ كَسِ كِي حُكْمَتِ اَلِ سَے عَادَاتِ رُفِیْلِ
 نَفْسَانِہِ پِیْدَا كَرِیں۔ كَسِي كُو مَشَاہِدِ قَلْبِی كَے مَقَامِ قَرَبِ اُور شَوَاہِدِ حَقِ كِی پَسَنَیَا اُور كَسِي كُو شَوَابِہِ دُنِیَا اُور مَنَابِلِ مِی پَہُیْدَا۔
 یِہِ زَنْہِ ہِے گُنگِے اُور حَقِیْقَتِ سَے ہِے ہَر جَوَابِ نَہِیں مَے سَے كَھتَے تُو اَسَے نَبِی اُپِ خُودِ ہِي جَوَابِ فَرَاہِی كَھتَے ہِے اَشْرَی ہِے
 اُور اِسْ بَاہِ كُو مَانِیں گَے اِسْ كُو حَقِیْقَتِ تَعْلِیْمِ كَرِی پُر سَے گِے۔ تُو پَہِرِ سَوَا فَرَاہِیے تُو كِی اَسَے زَاہِدُوں عِلَدُوں پَرِیُوں خَیْرِ اَلِ
 عَالُوں كَا ہِے ہِے كَرِیْمَانِ كُو خُدا تَعَالٰی كَے مَقَابِلِ اُور نَفْسِ اَمَارَہِ كُو قَلْبِ كَے مَقَابِلِ لَاتَے ہُو اَلَا كَے یِہِ شَیْطَانِ اَلِ مِی
 اُور نَفْسِ اُپَے نَفْعِ عَقْلَانِ كَے اَلِ كَے نَہِیں تَمِ كُو قَرَبِ جِہَاں كِی كَسِ مَرَحِ پَسَنَا كَھتَے ہِے یِہِ تُو اَسَے جُھوٹَے ہِے۔ اَسَے نَبِی
 اَسَے شَرِیْعَتِ اَلِہِ كَے دِلِ پُر حَاثَے اُسَے جِیْبِ مِی اَلِہِ یِلَے اُسَے مَرِیْقَتِ اَلِہِ كَے مَہِي مَقِی كَھتَے ہِے اُور پُو پَھنَے كَے
 كِیَا حَیْرِ اَلِہِ كُو اَلِہِ كَے مَقَابِلِ اَلَا اَلِہِ اُور اَشْرَی سَے سَبْ اَسِیں لَگَا نَے اَلَا حَقِیْقَتِ كِي دُشْمَنِ اَكْھُولِ اَلَا اَرَاہِ
 ہُو كَھتَا ہِے یِہِ خَوَاشَاہِتِ نَفْسِی كِي اَنَدِہِ یَا اَزِہِ دُشْمَنِ سَے اُور مَسْرُوعِ حَاثِلَتِ قَلْبِی كَا اُور بَاہِرِ ہُو كَھتَا ہِے۔ نَفْسِ اَلِہِ ہِے
 كُو مَرِ اَلِہِ سَے تَعْقِی وَ حُجَّتِ پِیْدَا كَرْنِے اَلِہِ ہِے۔ اُور دِلِ جِیْرِ ہِے كُو عَرَشِ اَلِہِ ہِے۔ اُور اَبَالِ سَے مَقَابِلِ ہِے اَلَا اَلِہِ
 اَلِہِ شَرِ كَا اَلِہِ خَافِ اَلِہِ
 كَا ثَنَاتِ مِی كُوں اِلٰہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ
 ہُو نَدَاں ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے
 حُجَّتِ پِیْدَا كَرْنِے اَلِہِ ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے
 اَلَا اَلِہِ
 كَرِیْمِ رَحِیْمِ اَلِہِ كَے مَقَابِلِ جِہَنَّمَ مِی اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ اَلِہِ
 پِیْدَا كَرْنِے اَلِہِ ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے ہُو ہِے
 كِي جِہَنَّمَ سَے كَرْنِے پَاہِیے قَحْمِی جِہَنَّمَ سَے كَرْنِے گَے مَوِیَا كِرَامِ كَے مَشْہَبِ مِی غَیْرِ اَلِہِ كِي حُجَّتِ مَہِي شَرِ كَے ظَاہِرِ ہِے

جو محرومی کے جہنم میں ملائے، اللہ جس طرح نازل کریم اپنی ہر نعمت میں بے مثل سے خود سے کوئی کی محنت بھی ہے
 مثل وہ ہر خود میں ہونی چاہئے۔ محنت غیر ان تمام نہیں مگر مقابلہ تمام ہے اسے حبیب کریم، رؤف و رحیم کائنات عالم
 کو فرمادیئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز حیر و شرف و قرب و بعدہ۔ لذت و الفت۔ دل۔ دماغ عقل، شعور، ہر امر مانے و نہ سے
 اللہ جس طرح وہ سب سمولت اپنی ذات صلات اہل حال میں وحدہ لا شریک سے ہی طرح ہی محبوبیت، عظمت
 کے، مستحق میں ہی، وحدہ لا شریک ہر وہی و اعجب ہے قرب معرفت میں ایسی عارف صادق عنہ اللہ کو فہم نہیں
 کرتا۔ حال بارگاہ ماضی ہر چیز کو ریا محبوب کا، یمنہ بھگتا ہے، وہی اللہ جل مجدہ و قہار غالب ہے، اپنے سو پر قادر
 ہے، دوستوں کے پیچھے ظاہر ہے، دشمنوں کے پیچھے۔ و محبوبہ مخلوق کے پیچھے قہار ہے، ریاکاروں کے سے نور و صحت
 کے جام پلے پوال ہے طاہروں کو قہاری کی محرومی و نامرادی دینے واللہ بے نیازوں کو۔ و صحت کی عظمت، سنے والا واحد
 ہے محرم ماز کو۔ محاب کی دوری دینے والا قہار ہے نامحرم کو۔ سب کی محبتیں ظالی کیونکہ ابتدا ہی دینا اللہ انتہا بھی
 دینا۔ مگر رب تعالیٰ کی محبت ہائی کہ عالم اظہر ارواح سے ابتدا ہوتی ہے اور شکم مادر۔ دنیا، قبر حشر۔ اور ابد لذک
 قہار ہے، مگر اس محبت کا مغرب آستانہ مصطفیٰ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔



أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ

تاریا طرف سے آسمان کے پانی کو تو بہنے لگے ندی

اُن نے آسمان سے پانی اُتایا تو نالے اُپے رہے ریل

بِقَدَرٍ هَافًا حَتَّمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا ثَرًّا يَبِيًّا

سے لہانے اپنے ہر اٹھا یا سیلاب لے جھگ پھولا ہوا

بہر نکلے تو چال کی رو اُن پر بھرے ہوئے جھگ اٹھا لالی

وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ

لہر سے اُن دھماکہ بھڑکاتے ہیں ہر جس میں آگ جواہر کرتے ہوئے

ہو جس پر آگ دھماکتے ہیں گہنا یا اسباب

کد اہل نصرت اللہ الحق و کما اهل کما انہ لیدھب جفا و افاقا بسفہ لہ س
 فیکلت فی لادھر کد فی نصرت اللہ زمتال جس لہذاں پامیراں پانی۔ آگ۔ جنگ۔ دھات سے
 بقا ہدف۔ نفع اور نقصان۔ کار آمد اور نیکار کی مثال سمجھائی گئی۔ کسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان فرماتا ہے
 جس لیکن وہ جنگ جس سے وقتی طور پر بہت تار چھاؤں کا یا تھا اسے شہر سے پانی پر چھایا تھا۔ اسی وقت آب
 سے یہاں ہوا ہے اور پھر نکس سے یہ اثر ہے کہ وہی میں ہام و کلاں میں حق۔ سیکل و پانی جو تمام لوگوں و مخلوق
 حیوان نباتی و جماداتی کو نفع دیتا ہے وہ میں میں دیا۔ نہ ملا ب موص۔ جو بڑا نڈی۔ نالے۔ کڑی چٹنے کی صورت
 میں ٹھہر جاتا ہے۔ اسی اس حالت میں پھول میں پھل کہیں بچے کہیں کھیاں۔ کہیں نہیں کہیں کست کہیں بسیں
 کہیں وٹے کہیں۔ کھان کہیں۔ صحت و صحت عبادت سے کسی کی یہاں بھاتا ہے کسی کی آگ۔ گندے کو پاک کر
 ہے اور پاکہ کو ٹھلا۔ پیلے کو صاف کرتا ہے اور صاف کو تنہا۔ صحت کو نرم کرتا ہے اور نرم کو تند و خشک کو نرم کر رہے
 در تر کو ٹھنڈا۔ اسی طرح وہ کھٹ حادث۔ میل کھیل جس سے قیمتی دھات کے اور خاموشی سے ڈیرہ جمایا ہے اور کسی
 طریقے سے نکلے گا تاہم میں یہ صحت کے ساتھ رہ کر خود بھی قیمتی مایا بت ہے اور خواہ کو قسمی جو حری ثابت کر چا مٹا
 ہے۔ وہ آگ کے اندر اٹھاتا ہے و صلیت کا۔ ہو جاتی کیونے کھڑے کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ وہاں بھی پیکوٹ
 خاک کی طرح بھرتا ہے مگر حل نہیں کرتا ہوتا ہے۔ یا مال کر کڑے میں پھینک دیا جاتا ہے اس کی تیزی لازمی کچھ
 میں آتی اور اصل و صحت جو ان حصوں کے ساتھ ہوتی رہتا ہے کہیں محبوب کے گنگے کا ہر مایا ہے کہیں نہ بصورت
 انگریزی کر دست بوسی کے لائق ہوتا ہے۔ کوئی برتن کر کسی کے مومنوں کا کرم حاصل کرتا ہے کہیں ہتھیار
 بن کر دوست کی حفاظت کرتا ہے کسی لہر ب تعلق میں کہ سحائے کے یہ ہتھالی سس طریقے سے حق و
 باطل۔ ایمان و کفر میں مافی۔ اور دشواری ان۔ نفع نقصان۔ دست اٹھیں مخلص و یتار کی مثالیں بیان فرماتا
 ہے۔ کہ حق کٹ ہی خاموش ہو گم گم کر غلبے۔ حل میں کتنا ہی شور ہو مگر اس کو فنا ایمان نفع دینے والا کلا نقصان
 وہ مومن میں حوصل ہے مافی میں یاری۔ تاریخ باب کی نلہ ہے کہ کلامے سلام کے مقابلے کے لیے کتنے زور
 دکھانے اور باطل نے حق کو مٹانے کے لیے کتنے کھیسے ہوئے۔ کس کس مہم میں سرحد مگر کو مٹا پلا گیا۔ اسلام
 ورنہ کی طرح آج بھی سد ہمار بھولوں میں کھنڈا ہوا ہے سولہ ہڈی کی ایک ایک آٹ بھی مشعل رہے علی اللہ علیہ السلام
 کہیں ہے۔ اہدیت و وصیت۔ و صلیت۔ جہادیت۔ کہاں گئے لاس و غزنی کے بباری یہی حال سلام میں چور
 و دوسے سے گھسے دے۔ مل لڑوں کا ہے کبھی کسی رائے کسی طاعت میں صراحت ہو۔ قدیرہ۔ کاکنا شور ہوا
 رہا تھا مل سمت پر کھ طرح پھانے پھرتے تھے جہاد میں شاہنشاہان مملکتوں کے سنا سے وہ بھونے رہ رہے
 منت کوٹے کے یہ کئے۔ اور گمانے۔ نمونہ ہاں سنت ہر کئے غلہ و خلع مگر تر ماکس کہ ہونی آغا۔ سب

موجودات میں ان کا نام دستان بھی آتی ہیں۔ پھر خوارج و روافض نے سر اجماعاً آج اس کا نام لینا کوئی پسند نہیں کرتا۔ کسی دور میں وہایت نے کیا کچھ نہ کیا اور کس کس روپ اور کیسے کیسے بھیں میں آئے۔ آج بھی کتنے ہی ناموں سے وہایت کو پچانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن علی طور پر حتم ہے صرف ام چل رہا ہے۔ بلکہ نام سے بھی شرمندہ میں وہ نہ جو کام ان کے عقیدے میں کفر و شرک و بدعت سے کسی نہ کسی سے بھانے سے اپنے موقتے کے لحاظ سے خود کر رہے ہیں مگر حق کی تان جو نصف اہل سنت کی شکل میں روز ازل سے آغا تک ای ان بن کے ساتھ میں اس کے پھول سننے والی جنبل شافی اور اس کے فیسے قادری چشتی نقشبندی سہروردی۔ اور سناات و علامت اپنے وقتوں میں انگریز ماریہ ی۔ شادلی۔ برلوی۔ آغا بھی چمک رہے ہیں۔ یہ اللہ کی مثالیں عبرت کی آنکھ کھولنے کے لیے کالی ہیں۔

اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہونے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دیتا ہے گھیلنے والا اپنی حیثیت اور اپنے حق کے مطابق دیتا ہے۔ تو یہ امر می عمری بدل کی اپنی حیثیت کے مطابق ہے۔ لیکن حیثیت کا فائق بھی رب تعالیٰ ہے جو اس اختلاف کی حکمت بھی جانے ہے۔ یہ فائدہ نقد خوار کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ باطل کی انفرادی کثرت ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ان کا شور زیادہ ہوتا ہے۔ ابتدا و تفریش سے ہوتا پلا رہا ہے۔ مگر قوت و طاقت حق و اہل حق میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر چند ہزار آدمی تھوڑے درپچھے ہوئے ہوں۔ تیسٹر لاکھ ہوں۔ دیا میں حق والوں کو مضامین زیادہ ہوں گے لیکن آخر کار کامیابی اہل حق کی ہوتی ہے۔ اس سے یہاں والوں کو صبر۔ لگن۔ استقامت مستقل ملے گی۔ اور ہمہ کن حق پرستی میں مشغول رہنا چاہیے۔ کسی ماضی تار چڑھاؤ سے پریشانی اور مرعوب نہ ہونا چاہیے۔ اپنی مملکت مستویا ناکامی سے بدل ہو۔ قرآن مجید کی یہ نیت پاک مسلمانوں کو بہت شادمانہ کامیاب زندگی کے درسمہ رہی ہیں۔ ماننے کے غیر تبدیل سے اپنا حال اپنی روش نہ بدویہ لوٹان اور آمد میاں کچھ دیر بعد خود خود ختم ہو جائے گی۔ جو قے میں چڑھتے سورج کے سہاسے پٹی میں یا کسی بھی طاقت کی اس لگائے جیٹھ جاتی ہیں وہ ناکام زمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت کو نہیں دیکھتا یہ فائدہ فاحشہ لسنہ در فیدہ جعاً قرآن سے حاصل ہوا کہ پانی کا یہ سب خود اپنی جاس ممتی سے اس چھائے اور غالب آئے ہوئے بھاگ کو فنا کر دیتا ہے۔ اور آگ خوامیل کھیل کو علاؤ اتی ہے۔ اسی طرح مومن کو بھی شریعت کا یہ سب اور طریقت کا شعلہ زن لگ بن کر زندگی گزارنا چاہیے۔ جو تھا فائدہ۔ مومن اللہ کی نفع بخشی نعمت ہے لہذا ان اللہ حاجت روا مشکل کشا ہو سکتے ہیں یہ فائدہ حاشیہ شمس سے حاصل ہو کیونکہ نے حق کو نافع نہ دیا اور مومن بھی حق ہے۔

ان آیات سے چہرہ غمی مٹا کر مسکراتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ عا میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانا ضروری ہے۔ کیونکہ دعا میں مانگا
عطا ہے اور اللہ کے حق کے اپنی دیہی حواس نے آسمانوں میں ہیں۔ یہ مسئلہ نزل میں شواہد سے مستند
ہوا۔ مگر اگر تھیں تو وہ مطلب سے نادر کا تہو کہہ دیتے ہیں۔ عا میں کسی کو سر کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ حدیث سے کہیں
آیات نہیں۔ بچہ میں ہا یوں لے کر وہ دعا رسول اللہ کی طرف گستاخانہ پیش کر کے سمجھائی ہیں یہی دعوت
ایکدن ہے۔ **دوسرا مسئلہ**۔ زیویٰ عطا سے کد کو نفع این بھی حائر سے مگر ذی قومی یا کلی اقتصاد سے کفار
کو نفع و مانگہ اور سلام و نجات ان سے عطا کی ہے اور سائر تفصیل وہ سے جس کے تکی کتر خطرناک ہوتے
ہیں یہ مسئلہ و نفعات اس کی تفصیل ایسے مستند مواہق سے مسئلہ۔ ثانیہ جو پانی حوض بکتاب یا گڑھا
مذی وغیرہ یا بارشی چھوٹے چھوٹے پانی سے بھرے ہوئے گڑھے میں پانی پاک بھرنے کا مادہ وغیرہ نفع حائر ہے
مستند گند کی گرنے یا پاک ہونے کا بغیر یا نذر مستند وہ ہر طرف رشک کرنا کہ یہاں پیسے گند کی ہوگی ایسے
پانی میں گند کی بستی گئی ہوگی یہ مصلحت ہے۔ یہ مسئلہ نفعات انسان و آلہ کے بعد فی مختلف ذی نفع میں
دراسے سے مستند مواہق لکھیں کہ وہ سب ذراں مجاہد کے خلاف ہے کہ وہ حوض کے کھڑے پانی سے وضو ناجائز ہے
میں ہر گز میں کھڑے ہونے سے پانی پاک ہو جائے۔ مگر کھڑا پانی پاک ہوتا تو نفع انسان و آلہ سے نہ ہوتا۔

پہل چہرہ غمی مٹانے کے حکم سے ہیں۔

اعمال خیرات

پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا کہ عا میں اللہ سے جس لے دعا مست فرمائی کہ عا میں
سے پانی ترنا ہے عا کہ غلام اسلامی بھی اور سب انسان بھی کہتے ہیں کہ وہ یا ان محدود میں سوچ کی پیش سے
محاورات نفع میں اس سے مادل منتاب ہے وہ ہر اسے نفع دیا جو کہ برکت سے درخشاں راہیت و اسلامی ظلمات
کے مطابق سامان کا مادل کھول کر ملے وہاں سے قطعاً تہا ہے۔ سب میں ملک مودعے کا تو یہ ثابت کیونکہ
وہ سب سونے پرانیہ مندو۔ تنبیات پر کائنات۔

جواب۔ ان کا جواب ہم نے تفسیر میں دیا ہے۔ یہاں ما بھو کو کہ ملا سند اسلامی آسمان کو خدائی ترجمہ کہتے ہیں
مندی کی طرف سے ہر جو کہ مادل کی مندی سے آسمان سے دعا لے لے۔ بعض معنی لے لے یہ جواب دیا ہے کہ سند
کا یا ان آسمان سے یا تھا پہلے جب سند ہی گیا تھا اس وقت پھر ہی کی حاجت سے مادل منتاب ہے تو گویا واسطہ
کر خیر آسمان ہی مگر اور نفع حائر ہوا۔ مگر یہ سب عقل اور خیال کی حاجت میں اسلئے ہی ہے کہ قصہ ہی سے
آسمان سے ہی آتا ہے اس کی حقیقت کو سب آسمان ماننے سے **دوسرا اعتراض**۔ یہاں فرمایا عا سے دعا کہ
بارش کے پانی سے وایوں میں سیلاب آجائے۔ حالانکہ سب وہ یوں میں پانی نہیں آتا۔

یاد رکھنا کہ سادہ بنے اُن اعمالِ خسیہ میں زیادہ بے رغبتی۔ بے وقتی کاملی سستی کاملی بکمال چہرہ ہوتا ہے وہ
 ہر مشق سے شل جھک سی طرح ہوتا ہے۔ گریہ کہ شریعت کا پانی و طہریت کی آگ دونوں ہی ہندہ مجلس کو مرد کامل
 بنانے والی ہیں۔ ہر فریضہ معرفت کے لیے اسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل سا۔ بقا۔ قرب و بعد کی مثالیں بیان فرماتا
 ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَحْمَةٍ لَّا يَشْعُرُ بِهَا مَنِ اهْتَلٰ مِنْهُمْ فَكُنْ لَهُ لَئِيْلٌ يُعَذِّبُهُ اللّٰهُ اَلَمْ تَعْلَمْ
 لیکن دیوی جیٹھانیت کا جاہ و جمال شور و لعل تکتہ و نہایت کا بھگ بل کرنا صباط ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ولایت
 حق و حور و دیار اللہ جو ان نبیہ عالم کو شریعت طریقت حقیقت معرفت الورد اسرار قرآن و جہد کا فیضان الہیہ
 کا منبع دیتے ہیں ان کو ہر کس و خالق و مزارعت کی آہنگا باطن و ظاہر کی زمین مقدس میں اس طرح ٹھیرا جاتا
 ہے کہ ان کے نام کام۔ جمال۔ کرماء۔ وکر چہے کو زائے اکوئی بکڑ کوئی ہونے ابدان باذکب مٹانیں سکتا۔
 ہزاروں آدمیوں میں جہاں مگر معرفت کی شمعیں آگ برکات صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چراغ ہمیشہ روشن ہی رہیں
 گئے اور معرفت کا عین پر نہیں لے سکتے اسے مثال کے پیلے ہی لگے رہیں گئے۔ ہر کی تعالیٰ اسی طرح مثالیں ظاہر
 فرماتا ہے۔

لَّذِيْنَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ الْحُسْنٰى وَالَّذِيْنَ

یہ اُن کے جنوں نے حکم ملا سب اپنے کا دہی بھلائی ہے اور وہ جنوں نے
 جن لوگوں نے اپنے سب کا حکم ملا انہیں کے پیلے بھلائی ہے۔ اور

لَمْ يَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ فَاى الْاَرْضِ

نہ حکم ملا اس کے اس کے ہر ایک پیلے ہونے کے وہ سب جو ہیں زمین
 جنوں نے اس کا حکم نہ ملا اگر زمین میں جو کچھ ہے۔

جَمِیْعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافَتْ ذُوْا اِیْمٍ اُولٰٓئِكَ

ہے اور مثل اُس کی ساتھ اُس کے اللہ فدیہ دے دیتے اُس کا یہی
 وہ سب اور اُس جیسا اور۔ اُن کی جگہ میں ہوتا تو اپنی جان پھر اسے کو دے دیتے

لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

میں وہ لوگ جہنم کے حساب اور ٹھکانہ ہیں ۲

یہ ہیں جن کا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبَشِّرِ الْبَهَادُۃَ ۚ أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّهَا أُنْزِلَتْ

اور بشارت ہے آدم کا مقام کیا پس وہ شخص جو جانتا ہے کہ یہ کتاب

اور کیا ہی بُرا بھڑنا ۔ لڑکیاں جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَىٰ إِنَّمَا

طرف آپ کے طرف سے سب سچا ہے۔ مثل کسی شخص کے ہر کتاب ہے جو اندھا ہو

حق ہے وہ اُس جیسا ہوگا جو اہل حق ہے نصیحت دہی

يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ الْآلِبَابِ ۚ الَّذِينَ يُوفُونَ

نصیحت مانگتے ہیں عقل والے وہ جو پورا کرتے ہیں

مانگتے ہیں جنہیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں

بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۚ

کہ عہد اللہ کے نہ نہیں توڑتے ہیں پھر مضمود وہ ہے کہ

اور قول باندہ کر دھرتے ہیں

تعلق ان آیات کریمہ کا پہلی آیت سے تعلق ہے۔

تعلق ۔ پہلا تعلق ۔ پہلی آیت میں دیا والوں اور دین کی دولت و مال کا اگر فردا گیا اور اٹھ گیا تھا کہ

کہ دنیا پر ستموں کے نزدیک دنیوی مال و دولت کتنی عظیم اور مفید چیز ہے۔ اب ان آیات میں اسی دنیوی

دولت کی اُخروی قدر و قیمت کا تذکرہ ہے کہ یہاں دنیا پرستوں کو عذاب پہنچایا جائے گا تو کس طرح دولت

لڑائی ہے۔ یہ نام نہ جیتا، ضرر، صدمہ کہ نام مع سب تعالیٰ سے یہ جار مجوز متعلق ہے کی فعل کے، درمحل بعد
 صوبے ہوں گا۔ اور موصول ثانی یا ملامت میں کی نہیں ہے۔ یہی سہل مردوں سے بہتک، اور ہی تربیت سے
 حدیث تک تیسری ادا اضماع سے اہم و تک، و حرب متعلق ہی پیشہ شروع کار میں آتا ہے اور جملہ کو ماضی کے
 معنی میں کر دیتا ہے۔ ورائی کے حد فعل مذکور کی سے رجب پوشیدہ ہو یہاں کاٹ تاہم پوشیدہ ہے کی ہے حرف
 مشیدہ بن گیا۔ کہان کیوں کہ حامل ہے پوشیدہ کاٹ کا وہ موصول جو سے کے ارمیاں کو ماضی میں ہو ان حرف متعلق
 لغم جار مجوز پوشیدہ نامت کے متعلق ہو کر ہر مقدم، ہر ہزار ملکیت کا ماضی مع ثانی یا جار مجوز متعلق میں موجود
 پوشیدہ کے نام موصول بحالت نصب، ماضی ہو رہے، ماضی غیر ذی العقول کے لیے ہے لی ہزارہ ظرفیہ تلافی۔ الف
 نام استعراقی ماضی معنی محترم میں کہ ماضی دوسرے میں جار مجوز متعلق ہے کون تاہم پوشیدہ کے جملہ اسم تاکید کی ہے
 بحالت نصب ہے حال ہے موصول کا یا تلافی کا۔ و ماضی عطف ہے موصول پر مثل اسم جار ہے کسی جار
 بحالت نصب ہے کیونکہ عطف ہے نام موصول منصوبہ ہم ان پر معاف ہے ذخیرہ معاف یہ کامر جمع کا ہے
 نام کے جزائیہ جواب شرط کے یہ حرف۔ معاف اور ماضی و اسم جار و اسم متعلق سب پر آتا ہے۔ مگر
 معاف کو نصب دیتا ہے۔ یہاں ماضی پر آتا۔ اشد و۔ فعل ماضی جمع ذکر ماضی باب افعال کا قدی یا قدی سے
 بنا ہے یعنی قرآن کر یا ہونا۔ شکر کر یا ہونا۔ فنا۔ بدل دینا۔ چھوٹنا یا چھڑانے کے لیے یہاں بھی معنی ملو میں
 رد میں لفظ قدی عام استعمال ہے وہ اسی سے بننے قدی کے آخری نسبت کی گادی قدی ہوا جمعی توان
 ہونے والا اسی سے ہے قدی۔ اور قد ہوا۔ ب جار قدی کے لیے ہے (متقدی و مفعولیت کے لیے) ہ خیر
 واحد کا مرجع نامچور یہ مندا ماضی کی پہلی خبر ہے۔ اولیٰ اسم اشارہ دور کے لیے جیسے کہ اولیٰ مگر فعل یہ کہ اولیٰ
 میں اشارہ کی دست و حالت دونوں ہیں لیکن اولیٰ میں دست و قرب حالت بعد یعنی یہی میں وہ لوگ جس کی
 کیفیت و حالت ہوگی۔ معنی ہے بحالت رفع متد ہے۔ نام ہزارہ تخصیص ملکیت کے لیے ماضی مع ثانی یا جار
 جار مجوز متعلق ہے پوشیدہ اسم فاعل و جہت کے ثابت ہر نوع کے ٹوڑا اسم جار ہے معنی سخت اکثر معانی
 معرذ ہوتا ہے جب کسی لکھ ہو تو کسی برا ملک ہو تاہم یہاں معاف ہے بحالت رفع نام عدد بنی معاف
 الیہ بحالت حر یہ مرکب ماضی فاعل ہے تاہم جار جہت پوشیدہ کا وہ جملہ اسم خبر ہے اولیٰ متد کی اور پر
 وہ جملہ اسم خبر دوم ہے و تلافی کی بحالت بر وزن فاعل کمالی کا مصد ہے یہاں بطور مبالغہ اسم جار ہے یعنی مکمل
 سب جہت سے جہت معنی پوشیدہ دینا کالی ہوا۔ لکھ کر یا پیروی کیا۔ پاپ تاسے کی۔ شے ماری کا تعلق
 جوڑنا گرفت کرنا۔ اندر لکھا۔ گنا۔ یہاں یہ خبری معنی ہر دین۔ دوسرے ماضی اسم ظرف ہے بحالت رفع متد ہے
 ماضی لفظ معقول اور مصدراً معنی بنا دیکرنا۔ لکھنا نہ بنانا۔ جگہ لینا ہمیشہ لازم ہوتا ہے باب ضرب ہے ہے

مصاف ہے تم میرے مع مصاف الہ کا موع الذی ہے جنت۔ ام جلدی مغرب ہے پورے دوزخ کا ام ہے
 معنی ہے کہ دوزخ کے ایک طبقے (جہنم) کا ام ہے مگر یہ غلط ہے بحالت رفع ہے جہ ہے ماویٰ جنت کی۔ اور
 اوالحال ہے مابعد کلا حایہ من فعل دم اس کا مفعول بالذم جنت ہے نہال و شہدہ ہے کیونکہ پہلے یہ لفظ کی موجودگی
 اس کا قرینہ ہے اور قرینہ کے ہوتے ہوئے مفعول بالذم کو حذف کرنا جائز ہے الف لام بعد وصلی بہاؤ
 ام آل ہے خدا سے سب سے سنی رم مکہ شام۔ اصطلاح منقول ہے معنی ٹھکانہ عام ہے حوالہ چھایا برا کسی سے
 ہے نہتہ بچوں کا بھولا سہل کی فتح امیر یا مہدیہ بحالت رفع ہے قائل ہے من کا۔ انفس تعین نما انزل انفس
 من انفس الخلق کمن هو انفس شاید کوزو و انفس اب القدر من کوزو و انفس یعقوب اللہ دلا
 منفسہ انفسی جب الف پر زبر زیر ہو تو اس کو ہز کہتے ہیں یہ ہمزہ سوا یہ ہے اس کے بعد ایک جہد است
 پر شہدہ ہے جو معطوف علیہ ہے ان مالفہ منی ام موصول بہ تنکمل فعل مصدر مع ملئم سے مشتق ہے معنی بیک
 مفضل باب سے ہے۔ ان پنے پڑ سے ملے کے ساتھ موصول بہ تعلیم کا موصولہ ام فن ہے۔ انزل فعل مضی
 بھول نزل سے بنا ہے معنی تزلزل ام یہ باب فعل سے ہے اس لیے متذکی ہے معنی انکارنا معنی ہے رال۔ ال
 جائزہ انتہاء غایت کے لیے ہے مکی ضمیر و حد عامہ کا موصولہ ابلیت پاک مکی ملکہ علیہ وسلم۔ من جائزہ ابتداء عاریت
 کے لیے لغات بہ مجرور مصاف لک ضمیر مصاف لہ متعلق ہے انزل کا یہ سبب جملہ فعلیہ صلا ہے نام موصولہ کا ملئم
 الف لام بعد طابقی حتی ام بامد ہے معنی دست ہونا۔ حکمت کے مطابق ہونا۔ حقیقت واقعی ہونا۔ یہاں سب
 معنی بن سکتے ہیں۔ حرف جر تشریح اور تفصیل کے لیے ہے متعلق ہے یگانہ پر شہدہ کے من موصولہ ضمیر مفعول مفعول
 جنت۔ الخی ام صفت مشتق ہے علی سے بنا ہے معنی ٹھکانہ۔ مدح ہونا۔ ملئم اسم ہمد بھی مستقل ہے جس کا معنی ہے
 مدح ہونا۔ ان حرف تحقیق لغو ما کاف ہونے سے (فقط) یہ جملہ ملکہ ہے یہ تذکر باب تفضل کا مصدر مثبت
 حروف ذکر سے بنا ہے معنی یاد کرنا۔ ذکر میں قسم کا ہے۔

ملکہ ذکر مکی یعنی کسی کا پرچہ کنایہ ان سے اس کی بائیں کرنی ذکر خبر ہو تو تحریف ذکر بہ ہو تو جو تعارف ہو تو توصیف
 ملکہ ذکر مکی یاد کرنا۔ ملکہ ذکر عقلی یعنی نصیحت پڑنا۔ یہی یہاں مرد ہے۔ یہ لام اولیٰ ام صفت ہے
 معنی دالہ۔ ملک یہ جمع مذکر ہے اس کا واحد کوئی نہیں ہوتا اس کا جمع مؤنث اذیت ہے اس کا اعراب جمع سالم
 کی طرح ہوتا ہے کہ محاسب نصب جبری اور محاسب رفع ناؤ آخر میں یہاں محاسب۔ رفع ناٹل یہ تذکر کا۔ ملکہ ذکر کے
 اول میں آتا ہے اور جہد مصاف ہوتا ہے محاسب یہ معنی کے کہ وہ غزلی آتی ہے اور وہ حرب نسبت ہے الاصاب
 الف لام استقرانی باب جمع سب یا سب کی معنی غاص فعل پاکیزہ مانع۔ اچھی مکہ۔ نون اسم ہمد ہے۔ ہر چیز کے مرق
 اور جو مرقہ فدا صمد کو بھی سب کہا جاتا ہے اسی سے ہے لب زنا۔ ہر جملہ جہد سے ملکہ اس کی آٹھ صفات

مذکور میں پہلی صفت "لَا تَنْفَعُونَ" دوسری "وَلَا تَنْفَعُونَ" اور باقی چھ کتبہ آیات میں ہیں۔ آخر میں خبر بتا رہے ایک قول میں یہ فعل بدل ہے من موصول سابقہ کا۔ انہیں اسم موصول جمع مکرر محالیت کسر ہے کیونکہ صفت الباب مجرور مگر ایک قول میں محالیت رفع ہے۔ کوئی کی صفت ہے اور یہی صحیح ہے۔ "يُؤْتُونَ" باب افعال کا مضارع معروف ایضاً ہے ہے وانی سے بنا ہے یعنی پورا یا زیادہ ہونا۔ لازم باب افعال کے متعدی کر دیا بھی پورا کرنا۔ داکنا۔ مان لینا۔ اسی سے ہے "وَالْمَاءُ" معنی دلا داری۔ لغوی معنی بھرا ہے۔ باب جازم متعدی سے ملندہ اسم جامد ہے بھی وعدہ خیال ہے کہ اسم جامد وہ لفظ ہے جو مصدر مادہ ہو مگر مصدری معنی میں استعمال نہ ہو۔ ہا ہو در اس جامدی (حاصل مصدر) معنی میں وہ کس سے مشتق ہوتا اس سے کوئی۔ لفظ اللہ مضاف الیه ہے۔ و فاعلہ "تَنْفَعُونَ" فعل مضارع حال معروف منفی باب نصر سے متعدی ایک مفعول ہے۔ نقص سے بنا ہے بھی توڑنا۔ یہ جملہ دوسری صفت اول الباب کی چھ نمیشانی الف لام عہد خارجی ہے۔ تین جگہ الف لام عہد دہنی نہیں ہو سکتا۔ وعدہ۔ وعدہ۔ یشاق۔ اس کے علاوہ ہر وہ چیز جس کا مطلوباتی تعلق و وفور سے ہو۔ مصدر بھی ہے بر وزن مقدار۔ میعاد۔ مفعول کائنات سے مشتق ہے یعنی سخت۔ مضبوط۔ بندھن۔ لہے کی زنجیر (ہتھکڑی)۔ بھری۔ طوق) منقول عربی مضبوط وعدہ جس کے گواہ بھی ہوں۔ ثبوت بھی ہوں۔ تحریر بھی ہو۔ اقرار بھی ہو۔ تاکید بھی ہو۔ یاد بھی ہو۔ ایک قول میں یاد ہونے کی شرط نہیں مگر یاد دلانے سے یاد آجانے یا ماننا چاہئے۔ یہاں اسم جامد (حاصل مصدر) ہے مصدری معنی نہیں لہذا اس کی جمع مواثیق یا واثق محالیت نصب ہے مفعول یہ ہے۔ (لَا تَنْفَعُونَ) کا۔

تقسیم عالم

[illegible]

در مع طریقے سے اس کو سہ یا قاب و بھی سمجھ لو کہ جو شخص فکر سہرے سے جانی یتا ہے کہ جو بھی کلام کا لون و شریعت مر۔ نمی۔ جہاد است۔ دیا منصف۔ ایمان عزائم آپ کی طرف سے جیسے کریم نازل کی گیا وہ سب تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسلئے ہر طرف، قیامت در صحت پنجاہ مضبوطہ منیعی ہے۔ ایسی سہرہ فہم علم والا شخص اس کی مثل ہو سکتا ہے جو اللہ پاک شہور سے بالکل ہی اندھا ہو۔ شریک پر تو سب ہی چلی جیتے ہیں مگر فرق کا پتہ اس سے وقف لگتا ہے جب راستے میں کنواں آجائے۔ اندھا اگر جانے گا گھنوں والا پچ جائے گا۔ جب پہلے واقعات مشاہدات میں اپنی و تامل، غیل و نمروہ و حکیم و فرعون یک جیسے۔ ہم مثل نہ تھے تو اب بھی صدیق و زید بن حنین و جود بلا نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہاں پیاری طرح سے اللہ آسان شاہوں سے فقہ و ہی خالص پاکیزہ عقل و دل سے فیض پکڑتے ہیں جو اللہ کے نذلی اہدی و حافی و عدوں کو پا کر تے ہیں۔ جو جو عہد باندھ جیتے ہیں اس سے کو توڑنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ روایتوں میں آتے ہیں کہ علم داسے سے مراد حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حمزہ بن زکریا و دوسرے سے مراد امیر آل و ابو سہب ہیں اور عہد سے عالم مداح کا و عہد و اقرار مراد ہے۔ ہر پیشانی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے ہوئے۔ جس سے مراد عام بندوں سے لین دین کے واسطے کیونکہ ہر عہد سے کا پورا کٹا ملی زمان پر واجب و فرض ہے۔ یہی دونوں اباب کی علامت و ناتی ہے۔ اور ہر عہد کی خدائی منافقین کی نشانی ہے۔ طلاء بنانی۔ درجہ میں کہ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت و صداقت۔ واقعات کا لون میں ایسا مضبوط اور مکمل ہے کہ نقطہ نقطہ اور حرف حرف سے صداقت جھلک رہی ہے اور اسی مثل حال ہی جان یتا ہے اسی طرح احادیث پاک اپنی تشریح و فصاحت و شریعت و طریقت میں اتنا کھل بیان ہے کہ اسی فہم داسے کو محال انکار نہیں رہتا جو ان جیسے صاف روشن کل مول کا مگر عہد و قلمی ندھ ہی ہو سکتا ہے۔

ان آیت کے کسے چند لاندے حاصل ہوئے۔

لاندے

پہلا لاندہ۔ جس طرح قرآن کریم اسلام و شریعت کا مگر ندھ ہے اگرچہ ہم کی آنکھیں بڑی تیز اور حساس ہوں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کی نشان کا مگر بھی ندھ ہے۔ اللہ عاریت کا حکم بھی کو چہم اور نا ونا ہے یہ لاندہ نا انہل کے عموم سے حاصل ہوا۔ دوسرا لاندہ۔ اللہ کے نزدیک صرف ایمان ایسا ہی تقویٰ لہا ہے جیسا کہ اللہ عز و جل اسے ہی عکسندہ و را شور ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جو سعادہ مصطفیٰ تک لے جائے جس کو ہدایت اور ایمان نازل سکا و کتا ہی پاک بنے بحق ہے۔ یہ لاندہ دونوں باب کے علاوہ موصول و تعلق منقہ سے حاصل ہوا۔ تیسرا لاندہ۔ یہ بیت پاک آیت کا کتا کے سامنے اسلام کا سترین، خدائی فکر پیش کر رہی ہیں کہ دین اسلام نام ہے جس سے و مدلل عہدوں کے

مجموعہ کا۔ اسلام قبول کرنا گریہ کہ جہاد است۔ معلما است۔ ملیا است۔ عقائد حقوق عباد۔ حقوق اشرفی حقے
 واسطی کو قبول کرنا ہے۔ حقوق بعد میں ہاں۔ آپ۔ شیخ مرشد۔ استاد دیوبند۔ اولاد۔ اہل قرابت۔ آس
 پیڑوں سب ہی شامل ہیں۔ ان سے ملے حقوق نبی کریم۔ اور اسلام قرآن و حدیث کا ہے نہ سب وہ وہاں
 کو نہیں بنا کرنا ہی اسلام لانا ہے۔ ایک مسلمان کا اسلام اخلاقی طور پر آپ سے معاشرے پر چھا جاتا ہے۔

جو تمنا فائدہ دینا کے بل دولت کی تہہ عزت قیمت صرف دنیوی زندگی میں ہے۔ مرنے کے بعد دنیا کی تمام انشیا کی محنت ختم ہو جانے کی کیا منت میں گھاس کے ننگے کے برابر بھی اس کی قدر و منزلت ہے۔ جو کہ اس پہلے آج ہی آخرت کی محنت والا ایمان مران قرآن۔ اور اعلیٰ غیر حاصل کنا چاہیے۔ یہ فائدہ لانا فائدہ حاصل جو کہ یہی کافر منافق جو یہاں دنیا میں پیسہ پیسہ پر ہاں دے دیتے ہیں۔ وہی سبب دولت فخریہ پیسہ پر ہتیار جو ہائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عرصہ دنیا سے بچائے۔ کہ یہ دنیا و آخرت کی مصیبتوں کی برسر ہے۔

احکام القرآن

ہر آنیت کریمہ سے چند فقی مسائل مستنبط ہوئے ہیں۔

مقامِ اعران پہنچنا مسئلہ۔ جنت کی طرازش اور جنت کی طلب میں وہائیں مانگا۔ اچھے اعمال و عبادت سے یہاں حصولِ جنت کے لئے کرنا بالکل جائز ہے۔ مثلاً کہ سعد ہے۔ بعض صوفیاء جو منع کرتے ہیں و غلط ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی وہائیں اسی طرح کی منقول ہیں۔ جنت بہت حد تک کی پسندیدہ جگہ یہاں اللہ کا مقام ہے۔ اس سے بیزاری کرنا گناہ و عظیم ہے۔ یہ کیا عشق ہے کہ معشوق کی پسند سے ہی لغویت ہو۔ اور نہ ہی پاک سے زیادہ کوئی عاشق الہی جیٹا ہے۔ مسئلہ نفسی کا ذکر کرنا اس سے مستبعد ہوا۔

دوسرا مسئلہ۔ اُس چیز کو ملکہ رسول کے نام پر دینا جس کی بیعت ضرورت ہو اور نہ نصف و عورت ہو۔ منہج
ہے۔ ماکارہ بیکار حاجت سے بچی ہوئی نفوس اور اب چیزوں کو خیرات کر دیا اور بھی چیزیں خود اپنے لیے
روکے رکھا جائز نہیں مگر با صنف تو سب یہ مسئلہ لائے ڈاہ کی تفسیر سے مستنبط ہوا کہ چونکہ عورت میں یہ
مال اُس کے کام کا نہ ہے گا اسی لیے وہ عورت کو بیعت پر تیار نہ ہو سکے گی۔ چاہے تو یہ کائنات دنیا میں خیرات و صدقات
کریں جب کہ مال کی اشد ضرورت ہے دیکھو مسئلہ۔ ۱۰۔ عدا اسلام کا ایسا سخت قانون ہے کہ کافر سے کیا ہو بھی
بھدا کرنا واجب ہے لیکن عدا سے چیز حقتہ نہیں ہو جاتی۔ لہذا خیر و لہر نصف نکاح لالال صرف و عدا کر
لیختہ سے منع نہ ہو سکے۔ واجب ہونا امر چیز ہے منع نہ ہونا اور چیز ہے نفی و عدا نکاح ہے نہ کہ نکاح۔
اسی طرح مال بھی۔

اعتراضات

یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

پہلا اعتراض۔ اس کی وجہ سے کہ یہاں بھی اہمیت سی نیت میں جب کفار اللہ و وزیع حشر شراب کتاب کا ذکر کیا جاتا ہے تو مال کے خبیثے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ کفار اگر ساری دولت دنیا یعنی مال سونا چاندی بھی غلبہ لیں کا خبیثہ بنائیں تب بھی قبول نہ ہوگا غلبہ نہ ہوگا۔ جواب۔ اس کی تین وجہ ہیں ایک یہ کہ کفار کو دولت بہت دیدی ہر دم حلال جائز نا جائز کسی طرح سے بھی آئے۔ بہت اہم بلکہ مصیبت کے وقت نزع کرتے ہیں فرمایا جاتا ہے وہ مصیبت یہی ہوگی کہ تباری دولت کام نہ آئے گی تم کو دولت نہ دینی پوسے گی بلکہ اس بلکہ تمہارا وہ ایمان کام آئے گا وہ نیکیاں کام آئیں گی جو آج تمہاری نظر میں بڑا آسان ہے یہ وقت ہے لہذا ایسے انسان کام کو اس مصیبت کے دن کے لیے حاصل کر لو۔ دوم یہ کہ مزاج مختلف ہوتے ہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کا ہر کم ہم اپنے پیسے سے کر لیں گے وہ ہر چیز قبول سے غیہ نا چاہتے ہیں یہاں تک کہ نفع کل تو ان لوگ جو تیں بھی دولت سے خیر نہ چاہتے ہیں۔ بڑے بڑے کاروبار لیں چکے ہیں۔ کڑاں مجید بھی طرود پر صاحب دہ دہ پڑے کہ حدیثوں حدیث کے کباب سحر رخصوایا۔ ہاں سے رکھا ہے ان کی اس بد مزاجی کو نہ سمجھ سکتے کہ یہ لایا جاتا ہے کہ آج دوسرے کے نشے میں مخمور لوگو قیامت میں یہ دولت کام نہ آئے گی۔ سوم یہ کہ دولت کی محنت و عوں کو متنبہ کیا جاتا ہے دنیا میں تم دوسرے سے محنت کرتے ہو آخرت میں محنت نہ ہوگی۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ نصیحت مانتے ہیں و قتل مالے جو مہر ہو سکے یعنی عہد پیسے پر لکھنے میں یہ نصیحت پہنچنے میں یہ قریب تو ٹھیک نہیں۔ یہاں چاہا جاتا ہے تمہا کہ وہ عہد پر لکھنے میں جو نصیحت مانتے ہیں تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ عہد سے یہاں نہ پہنچے نصیحت پڑیں گے تو ایمان لائیں گے۔ جواب۔ یہاں فعل کا ذکر نہیں بلکہ مادہ و فعلی کا ذکر ہے یہی شخص کا اللہ عہد پر لکھنے کا جو وہ اگر قرآن حدیث پڑھے مطالعہ کرے علم و فہم کی باتیں سے تو واقعی اس سے نصیحت پہنچے گا۔ اور بعد میں عہد پر لکھنے کا عمل بھی کہے گا۔

تفسیر صوفیانہ

قد بنی انساناً بوزن خفیف ان خشی الدین لہ یشتر حیوۃ وہ نو ث
الہق ما فی الارض خفیفاً و مثلاً مقفلاً شذو بہ او لثاق تھم سونا
نحساب و صا و فہم خفیف و بشیر یہد و جب کا نکتہ عالم میں ہر چیز سی جڑ اجڑا ہے تو مقام حب میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ دیردار۔ صابر و جلیل۔ محمود و مذہب۔ مسعود و محروم۔ مقبول و مردود۔ جن مردواں نامنے جو باطنی کو کداریت نفسانی سے پاک کر لیا اور اپنے رب کریم کی ہر دعوت کا عہد عجز و نوا قبول کر لیا۔ اس طرح کہ زند کو چھوڑا۔ عیداری کو قبول کیا۔ آرام کو چھوڑا مشغری مہار۔ بواسطت عبادت کو قبول کیا

دنیا سے مرہ مولانا خالق دیا کر لے لیا۔ ان ہی خوش بختوں کے لیے ابدی خوش بختیاں ہیں۔ دیدار و مذاک
 حنت ہے۔ صورت فرماتے ہیں کہ شریعت کی خوشی جنت کی دہی ہے لیکن طریقت کی خوشی قسب مومن ہے
 اسی لیے کہ مقصود خوشی رویت الہی ہے مومن شقی در صاحب شریعت کو دیدار الہی جنت میں پہنچ کر ہو گا مگر در
 عارف کو کائنات قلبی میں نور تجلیات کا دیدار ہوتا ہے۔ اللہ کی دعوت حق کو قبول کرنے والے ہر قسم کے ہیں۔
 نمبر ۱۔ مومن نمبر ۲۔ اقصیٰ نمبر ۳۔ کامل۔ نمبر ۴۔ عارف۔ نمبر ۵۔ مکتبہ۔ نمبر ۶۔ فاکر۔ ان کے لیے ہر ہی طرح کے خوشی
 ہیں۔ نمبر ۷۔ جنت۔ نمبر ۸۔ جنت۔ نمبر ۹۔ معرفت الہی۔ نمبر ۱۰۔ مشہدہ قرب۔ نمبر ۱۱۔ تجلیات اور اہل کار و درود
 نہ ۱۲۔ عرض بقایہ تمام نمبر ۱۳۔ اور کچھ دوسرے نمبر ۱۴۔ سے بھی جس جو اہل کے پھٹکائے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے سب
 کی کسی بھی دعوت کو قبول نہ کیا۔ نہ ظاہری۔ نہ باطنی نہ شریعت۔ نہ طریقت۔ نہ روحانی بشر یہ اللہ کو درایت طبعی میں ہی سے
 رہے ان کی عبادت و ریاضت جہاں در ستارہ صلی حصول دنیا کی عرض اہل دنیا کی نمود۔ ورمائل کی خوشنودی
 کے لیے ہے۔ اور اگر مٹی دینی گنی دیا کو بھی ان میں نظر و حسن جمال کی تمنا کریں تب بھی ان کے لیے جہاں فرق
 لا غتاب اور راحت ہی ہے۔ اور اہل کا ٹھکانہ نفسانیت کی نگاہ میں و جوس کا ہنہ ہے۔ اللہ القدر رسول کی ندامتی
 ان کا آخری ٹھکانہ ہے جو معرفت کی راہ ہے۔ بعدہ کے لیے وہ جیسے ہی ازلی ابدی مسیت کا باعث ہیں جس میں شیطاں
 اور بوسے آدمیوں کی خوشی و رضا۔ نمبر ۱۵۔ در رسول اور نیک لوگوں کی تدفینی احسن نقطہ تک انہوں نے جنت
 میں نہایت کمال ہو افسوس نہایت کمال ہو افسوس نہایت کمال ہو افسوس نہایت کمال ہو افسوس نہایت کمال ہو افسوس
 مقادیر معارف راہ معرفت کے مرقعہ چار قسم کے ہیں۔ نمبر ۱۶۔ جس کے پاس ذکر کا دوست ہے۔ نمبر ۱۷۔ فکر کے دانے
 ہیں۔ نمبر ۱۸۔ جس کے قدم ہیں۔ نمبر ۱۹۔ عقل و تدبر کی پوری ہے۔ یہاں استعداد کے مطابق اشارت غیبیہ کو جان
 لیتے ہیں۔ اور رول و ادب کو پہچان دیتے ہیں کہ یہ سببیت کائنات کی طرف سے حق ہے۔ کیونکہ اہل کی انہیں
 روشن قلب منور و دماغ افایت حواس سے پاک رہیں۔ اسی راہ کے، طبعی مدد سے کشف و کرامات معجزات و
 شایستہ دیکھ کر بھی مقام معرفت کے حصول کی طرف رغبت میں ہوتے داجے نصیب ہیں اور یہ دونوں کسی مقام
 پر برونیس ہو سکتے ماسل عقل والے ہی ہدایت مرشد سے نصیحت دیتے۔ یہی اہل معرفت ان کے اندر سے پڑے
 کہتے ہیں۔ اور جسم اسوئی کو مقام قرب تک پہنچالے اللہ نازلان سے ہی سے کے عہد کو۔ توڑتے ہیں نہ ٹوٹتے دیتے
 ہیں۔ مدد طالب کا پہلا مقام ملک ہے دوسرے ذکر۔ تیسرے مہر۔ جو تھا نگہ بانجوں قرب۔ چھٹا نقل۔ ساتوں محویت
 آنکھال مشاہدہ نواں لقاء ذات۔ رسال۔ فانی بذات۔ گنجی حاصل فیض اور بارہواں محویت ہے تیر حوالہ عارف
 جو دھواں مراد ہے۔ معروف کے یہ ہی چوہ طبع میں جو مراد معرفت کو ملے کہنے پڑتوں۔ استغناء از رفا
 منہ۔

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ

۱۱۔ دُک جی طاسے ہی اُس کو حکم دیا اندھنے کا جس پر کہ

اور یہ حوشتے میں اُسے جس کے بڑھنے کا اندازے عسکر دیا اور

يُؤْصَلُ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ

لایا جانے والے تھے یہ سب قتال سے پہلے اور عوف رکھے تھے

اپنے آپ سے اُتے ہیں ، عجب کی برائی سے ادیش

سُوءَ الْحِسَابِ (٥) وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ

اب سے عرب سے روہتاشوں نے صبر کیا تھا میں

لہتے ہیں۔ دو جنموں سے سیر کیا ہے وہی کی رت

وَجْهَ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا

ت کے بعد سے تائیں رسمی رسوم نے مہار " خرچہ کیا

ہاں سے کہ اگر خوار کی راہ سے دیر سے جاؤ گی تو میں بھی

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرءُونَ

انہوں سے کہ میں آپ کو کیا کہوں ہے ان کو ہر شے و نقل و طہری دہی اور ہمارے دینے ہے

”علاج کچھ نہیں ہے کی اور رقی کے پاس سے سوال“

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقُوبَى

سے کہانی . برائی کاموں " میں ہے جس کے اہمیت

کے لئے ہی میں کہہ چکا ہوں۔ غصہ ہے۔

الدَّارِ ۖ جَنَّتْ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ

پھاگمرے حیث قائم جیسے واسے باغ، غل ہوں مے وہ بھی اس میں اور جو

جی میں " دہل جوں مے ام جو لائق ہوں

صَلِّ عَلَىٰ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ

بنک کام کریں چھاپ دار ہیں سے اور بیرونی ملک کی ہیں سے وہ بھی

ن کے آپ داد دے بیسوں اور اولد میں ۔

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿١٧﴾

ہر فرشتے، مل ہر ملے، ہر خدمت کی طرف سے ہر دروازے کی۔

۱۰ فرماتے ہیں کہ ان سے اُن پر کہتے ہیں۔

ان آیات کریمہ کا مکمل آیات کریمہ سے چند طرح میں ہے۔

اپنے اہل اہلوت۔ پہلی آیت میں نصیحت پڑھنے والوں کو ملے دل کا ذکر ہوا اور ان کی ایک نشانی ملکہ
رونی تھی کہ وہ اللہ کے بند کو پورا کرتے ہیں توڑتے نہیں۔ مگر چونکہ اہل ایمان کی آٹھ نشانی ہیں۔ اس لیے سب
ان کی اس میں بقیہ سات نشانیوں کو نہیں۔ گویا کہ یہ تین پہلی آیت کا تہہ ہیں۔ دوسرا اہلوت۔ دنیا میں دو
قسم کے بندے ہیں ایک وہ جو شیطان کے بندے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ دونوں
نشانیوں میں طرح میں کہ شیطان کے دوسرے دوسرے کے ہماری ہیں۔ وہ آیت کی مصیبتیں دیکھ کر دوست کی
دوست کی تمنا کریں گے اچانک انہیں اس کو خیر سے میں کرتے۔ مگر اللہ کے بندے دنیا میں ہی رہتے ہیں وہاں
یہ نہیں کہتے بلکہ ہر وقت ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آیتوں میں ہوا انہما ایمانی
کوں کا اگر یہاں ہوا ہے۔ تیسرا اہلوت۔ پہلی آیت میں بائیسوں کے آفری ہدی ٹھکانے کا ذکر ہوا تھا وہ اب
دل ایک گت مصلحت مصلحت کے آفری ٹھکانے کا ذکر ہے۔

فہرہ نوی
اولاد میں سے جو ماہر مذہب و تفسیر و منطق و پھاٹوں سے و نجس اب
وہ مالک اس کا حق پچھو مجھ سے ہے لہٰذا ہم مولیٰ جمع ہرگز جیشہ می ہوتا ہے۔

جائے مسلمان کے جسے میں عطا قرآن ہو، ع میں اسرار قرآن جان پر احاطہ قرآن دل میں عشق قرآن عقل میں فہم
 قرآن درجہ پر عظیم قرآن اور ساری زندگی معاشرے پر شریعت سلام ہی پہنچائی ہوئی ہو۔ ص ۳۰۔ ص ۳۱۔ ص ۳۲۔ ص ۳۳۔
 اندلی کر آس پاس تمام پڑوسی کے حقوق کا خیال رکھو۔ عبادت میں عین ۱۰۔ بوجہ خیف۔ سلامی توحید کو بھلاؤ۔
 مالک سے نہ دو۔ تا، اسانیت کے اعتبار سے کاموں کے دکھوں کا سوا، گناہ کو نہ دیا، ثروت کے مفاسد
 سے بچانے کی کوشش نہ کر۔ ص ۳۴۔ ص ۳۵۔ ص ۳۶۔ ص ۳۷۔ ص ۳۸۔ ص ۳۹۔ ص ۴۰۔ ص ۴۱۔ ص ۴۲۔ ص ۴۳۔ ص ۴۴۔ ص ۴۵۔
 بے ۳ مسلمان دو دوست کے لیے ۱۰۔ حق سے دینہ بیٹھ کے بلے، ہم نے ان کی مکمل تعمیل نہ صرف جائے
 نہادی عطایا میں دیکھئے۔ ص ۴۶۔ ص ۴۷۔ ص ۴۸۔ ص ۴۹۔ ص ۵۰۔ ص ۵۱۔ ص ۵۲۔ ص ۵۳۔ ص ۵۴۔ ص ۵۵۔ ص ۵۶۔
 دانت سے بچا رہنا کر۔ ص ۵۷۔ ص ۵۸۔ ص ۵۹۔ ص ۶۰۔ ص ۶۱۔ ص ۶۲۔ ص ۶۳۔ ص ۶۴۔ ص ۶۵۔ ص ۶۶۔ ص ۶۷۔ ص ۶۸۔ ص ۶۹۔ ص ۷۰۔
 ہیں۔ ان میں دیانت پران اور اس سے، ص ۷۱۔ ص ۷۲۔ ص ۷۳۔ ص ۷۴۔ ص ۷۵۔ ص ۷۶۔ ص ۷۷۔ ص ۷۸۔ ص ۷۹۔ ص ۸۰۔ ص ۸۱۔ ص ۸۲۔ ص ۸۳۔ ص ۸۴۔ ص ۸۵۔
 کو جسے زندہ دیر نہ رہی، تم کہنے نہ سولی چیتے سے ان کے حقوق اور کسے، ص ۸۶۔ ص ۸۷۔ ص ۸۸۔ ص ۸۹۔ ص ۹۰۔ ص ۹۱۔ ص ۹۲۔ ص ۹۳۔ ص ۹۴۔ ص ۹۵۔ ص ۹۶۔ ص ۹۷۔ ص ۹۸۔ ص ۹۹۔ ص ۱۰۰۔
 طریقت تمام انبیاء کتب الہی پر ایمان لائے تمام کتب کو گوارہ ملی، ص ۱۰۱۔ ص ۱۰۲۔ ص ۱۰۳۔ ص ۱۰۴۔ ص ۱۰۵۔ ص ۱۰۶۔ ص ۱۰۷۔ ص ۱۰۸۔ ص ۱۰۹۔ ص ۱۱۰۔ ص ۱۱۱۔ ص ۱۱۲۔ ص ۱۱۳۔ ص ۱۱۴۔ ص ۱۱۵۔ ص ۱۱۶۔ ص ۱۱۷۔ ص ۱۱۸۔ ص ۱۱۹۔ ص ۱۲۰۔
 کسٹاں سے ہی تعلق میں سائل کتب تعالیٰ کے کلام الہی ہونے کا انکار کیا اور ایک مناظرے میں اس سے اس
 دھب میں جری طر نکست کھا گیا جو بھی کب گرتا ہے ٹکسے پر اثر ہوا سے یہی حاجے کہ خدا تعالیٰ سے
 بچے پینے کی کوں کلمہ عقیدے سے توبہ کی توفیق مل جائے، ص ۱۲۱۔ ص ۱۲۲۔ ص ۱۲۳۔ ص ۱۲۴۔ ص ۱۲۵۔ ص ۱۲۶۔ ص ۱۲۷۔ ص ۱۲۸۔ ص ۱۲۹۔ ص ۱۳۰۔ ص ۱۳۱۔ ص ۱۳۲۔ ص ۱۳۳۔ ص ۱۳۴۔ ص ۱۳۵۔ ص ۱۳۶۔ ص ۱۳۷۔ ص ۱۳۸۔ ص ۱۳۹۔ ص ۱۴۰۔
 خاکہ کے دو پڑاویں، ص ۱۴۱۔ ص ۱۴۲۔ ص ۱۴۳۔ ص ۱۴۴۔ ص ۱۴۵۔ ص ۱۴۶۔ ص ۱۴۷۔ ص ۱۴۸۔ ص ۱۴۹۔ ص ۱۵۰۔ ص ۱۵۱۔ ص ۱۵۲۔ ص ۱۵۳۔ ص ۱۵۴۔ ص ۱۵۵۔ ص ۱۵۶۔ ص ۱۵۷۔ ص ۱۵۸۔ ص ۱۵۹۔ ص ۱۶۰۔ ص ۱۶۱۔ ص ۱۶۲۔ ص ۱۶۳۔ ص ۱۶۴۔ ص ۱۶۵۔ ص ۱۶۶۔ ص ۱۶۷۔ ص ۱۶۸۔ ص ۱۶۹۔ ص ۱۷۰۔
 کے دوسری مادہ سے کی ہیں، دوی بھی کہ حق اور طر کی برائی جوتی ہے معاشرہ کہ اسلام کی عزت بڑھتی ہے
 آپ کی محبت اور غیر مسلم اسلام قبول کرنے میں اسلامی توحید عزت و عظمت بڑھتی ہے، دوسری سالی یہ ہر
 دلی کوں کرنا ہے حوالہ سے نیست، مکت بسند سہری شالی اور بسے حساب سے کہ ہے، جینت اور نوب میں
 پر مخرج مرق ہے۔

۱۔ ذیست و بظال کا ذکر ضعیف ہے یہ جگہ لیا کہ خرب الی کی مثال ہے جسے قرب زیادہ اس کو نیست
 دیا، یہ نقصان کا ذکر خوف ہے یہاں یہ دونوں عطا ہی کسی میں ہیں، ص ۱۷۱۔ ص ۱۷۲۔ ص ۱۷۳۔ ص ۱۷۴۔ ص ۱۷۵۔ ص ۱۷۶۔ ص ۱۷۷۔ ص ۱۷۸۔ ص ۱۷۹۔ ص ۱۸۰۔ ص ۱۸۱۔ ص ۱۸۲۔ ص ۱۸۳۔ ص ۱۸۴۔ ص ۱۸۵۔ ص ۱۸۶۔ ص ۱۸۷۔ ص ۱۸۸۔ ص ۱۸۹۔ ص ۱۹۰۔ ص ۱۹۱۔ ص ۱۹۲۔ ص ۱۹۳۔ ص ۱۹۴۔ ص ۱۹۵۔ ص ۱۹۶۔ ص ۱۹۷۔ ص ۱۹۸۔ ص ۱۹۹۔ ص ۲۰۰۔
 خوف ہے، ص ۲۰۱۔ ص ۲۰۲۔ ص ۲۰۳۔ ص ۲۰۴۔ ص ۲۰۵۔ ص ۲۰۶۔ ص ۲۰۷۔ ص ۲۰۸۔ ص ۲۰۹۔ ص ۲۱۰۔ ص ۲۱۱۔ ص ۲۱۲۔ ص ۲۱۳۔ ص ۲۱۴۔ ص ۲۱۵۔ ص ۲۱۶۔ ص ۲۱۷۔ ص ۲۱۸۔ ص ۲۱۹۔ ص ۲۲۰۔ ص ۲۲۱۔ ص ۲۲۲۔ ص ۲۲۳۔ ص ۲۲۴۔ ص ۲۲۵۔ ص ۲۲۶۔ ص ۲۲۷۔ ص ۲۲۸۔ ص ۲۲۹۔ ص ۲۳۰۔ ص ۲۳۱۔ ص ۲۳۲۔ ص ۲۳۳۔ ص ۲۳۴۔ ص ۲۳۵۔ ص ۲۳۶۔ ص ۲۳۷۔ ص ۲۳۸۔ ص ۲۳۹۔ ص ۲۴۰۔
 ص ۲۴۱۔ ص ۲۴۲۔ ص ۲۴۳۔ ص ۲۴۴۔ ص ۲۴۵۔ ص ۲۴۶۔ ص ۲۴۷۔ ص ۲۴۸۔ ص ۲۴۹۔ ص ۲۵۰۔ ص ۲۵۱۔ ص ۲۵۲۔ ص ۲۵۳۔ ص ۲۵۴۔ ص ۲۵۵۔ ص ۲۵۶۔ ص ۲۵۷۔ ص ۲۵۸۔ ص ۲۵۹۔ ص ۲۶۰۔ ص ۲۶۱۔ ص ۲۶۲۔ ص ۲۶۳۔ ص ۲۶۴۔ ص ۲۶۵۔ ص ۲۶۶۔ ص ۲۶۷۔ ص ۲۶۸۔ ص ۲۶۹۔ ص ۲۷۰۔ ص ۲۷۱۔ ص ۲۷۲۔ ص ۲۷۳۔ ص ۲۷۴۔ ص ۲۷۵۔ ص ۲۷۶۔ ص ۲۷۷۔ ص ۲۷۸۔ ص ۲۷۹۔ ص ۲۸۰۔ ص ۲۸۱۔ ص ۲۸۲۔ ص ۲۸۳۔ ص ۲۸۴۔ ص ۲۸۵۔ ص ۲۸۶۔ ص ۲۸۷۔ ص ۲۸۸۔ ص ۲۸۹۔ ص ۲۹۰۔ ص ۲۹۱۔ ص ۲۹۲۔ ص ۲۹۳۔ ص ۲۹۴۔ ص ۲۹۵۔ ص ۲۹۶۔ ص ۲۹۷۔ ص ۲۹۸۔ ص ۲۹۹۔ ص ۳۰۰۔

خوشنود کی اور دوق کے یہ یاں کچھ ٹھکانہ اور افعال ثواب کی بنا پر ان کی مفاہمت کی وجہ سے ان کے نیک والدین ان کی نیک بیویاں زینوی بائی حتیٰ بیویاں ہریل و میرا اور ان کی نیک یا بیگناہ چھوٹی اولاد بھی اسی جنت میں داخل ہو سکیں گے یہی وہ نیک تو ہیں مگر ان آیہ کی نیکیاں ان جنت کے لائق نہ تھیں تو ان مستحقین لائقین کی خاطر اہل نوحی مہربانیت پر مستحق و معزوں کی سادہ سادگی داخل ہوں گے یا جو دنیا میں اپنے والدین اہل اولاد کے افعال ثواب کرتا ہو گا ان کی وجہ سے آفہ جنت میں ان کو یہاں بھی داخل کا اذن ملے گا۔ مزید انعام یہ کہ چاکر اہل برادری کی بدست کے یہ بیویوں و بچوں کے ساتھ اسی جنت عدن کے ہر دروازے سے یا ان کے رہنے والے محلات کے ہر دروازے سے داخل ہوں گے جی ہاں ان کے ہر دروازے سے ان کی کھپاں بھی کسی داخل ہو سکیں گے اور یہ سلسلہ اندر اندر تک جاری رہے گا۔ ان خیموں کے محلات نجد کی شکل کے ہوں گے جس کی پہلی چوڑائی ایک ایک کوس ہے اور باقیوں کا یہ ہو ہے۔ ہر محل کا چار دروازہ ہے ہر طرف ٹھکانہ داخل ہو سکیں گے ان کے ساتھ ہر ایک ایک بیویوں کے تحفے ہوا کریں گے۔ اسے ہر سہ کریوں کے کریم رب کہہ کر اور تمام پچھتہ جنت کو اسی جنت کے لائق ضرور خدا سے۔

ان آیت کو مد سے چند فائدے حاصل ہونے۔

فائدے

۱۔ پہلا فائدہ۔ دنیا میں ہر مسلمان کو چار شے سے ہیں کچھ مٹتے بٹھنے کے لائق کچھ توڑنے کے لائق کچھ دوستی کے لائق کچھ متاع کے لائق کامیاب زندگی و تدار مسلمان ہے جو ان چاروں شے سے شریعت کے مطابق سوا اور ملک کرے مثلاً دینی و دنیوی سے مستلزم دینی، مرشد و مہملی۔ والدین جملہ وغیرہ۔ اور مادی مادی کا و مشرک بد عقیدہ ایک ماحول۔ کام کر اہل دار و غیرہ یہ فائدہ و آیت بوقت تصدیق اور تصدیق اسے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ دیکھیں وہی اہل۔ ب۔ علی کی ماگاہ میں پسندیدہ میں جو رب تعالیٰ کچھ لائے جانیں خدا دینی ہوں یا دنیوی چھوٹے مول یا بڑے اور جو کم بنی مجبور یوں یا خوش کی بنا پر کما سے وہ نیک اور عبادت نہیں بن سکتا یہ فائدہ مسلمان اس آیت کی تہہ دھسے سے حاصل ہوا۔ نہ جو لوگ صرف مجبوری کی بنا پر صبر کر لیتے ہیں۔ حال میں متاعی مد سے کے تحت کڑے ستم میں وہ عبادت مبارک میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ تو کفار بھی کہتے ہیں۔ تیسرا فائدہ۔ دوسرے محفل کے اہل اور افعال ثواب کی مد سے ان نعموں کے وجہ سے محمد بن ہو جائے میں جس کے اسے عمل سے دور رہے نہ دیئے ہوں۔ سہا پہ کے اعمال یعنی کہ اور پیشے کے اعمال والدین و غیرہ کو مفید ہیں اسی طرح افعال ثواب حتم شریعت بھی فائدہ مند ہے بہتر بلکہ لینے والی جنت میں اپنی صلاحیت سے ہوا جو یہ فائدہ دوسرے فائدہ (۱۲) کے اشد و انفس اور ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝۱۰ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

کرے اُن کے لعنت ہے اللہ نے اُن کے راکھ ہے ۔ اللہ کھلا کرتا ہے
لست ہی ہے اللہ اُن کا معبر راکھ ۔ اللہ جس کے لیے ہا ہے

الرِّزْقِ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۝۱۱ وَفِرْحُوا بِالْحَيٰوةِ

مذیٰ نے جس کے ہا ہے اللہ حباب سے دیتا ہے ۔ اللہ خوشی ہم گئے کاسر پہنکی
رہتی کشادہ دنگ کرتا ہے ۔ اللہ کاسر دنیا کی زندگی پر آرا

الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

دنوی حالانکہ نہیں ہے دنیوی زندگی مقابلے میں آخرت سے
کئے اللہ دیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر

الْآٰمَاتُ ۝۱۲

مگر تھوڑا سا

یکہ ان بہت پہن

تمسّق ان آیات کریمہ کا پہلی آیات سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق۔ پہلی آیتوں میں نیک لوگوں کی آٹھ علی اللہ تعالیٰ خصلتوں کا ذکر ہوا۔ اب یہاں
اُن کی ایمانی نگہ نامہ ہے۔ کیونکہ تمام عبادت میں زبانی اپنی گفتگو کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اور یہی بتایا
گیا کہ لوگو آج دنیا میں ہر انسان کسی اللہ تعالیٰ طور پر خواہش کرتا ہے کہ میرا تعلق بڑے لوگوں سے ہو اس کے لیے
سے سلام دعا کا سلسلہ جاری ہو جائے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ کائنات میں اللہ کے فرشتے اور انبیاء ہر لحاظ سے اپنے
لیفے کے میں دامن مصلحت سے رابطہ ہو جائے تو فرشتوں سے دنیوی اور آخری زندگی میں سلام دعا کا محنت و
عزت کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ یہ کتنی بڑی کامیابی ہے۔ دو تیسرا تعلق اچھ کر یہاں وہی ہم کمالی پہن ہے اور کمالی
تالا ضروری نہیں بلکہ انہیں چاہیے تھا کہ انہیں کمالی پہن میں چھوڑ کر ان کی تھیں۔ انہیں ہم ہی ہمیں سو۔

اور آیت میں رسے لوگوں کی خصلتوں کی تفصیل ہے۔ یعنی خلق۔ پہلی آیت میں ایمان والوں کی ایک یہ خصلت بیان ہوئی کہ وہ دنیوی دولت مٹی و فرمی طریقے سے خیرات کوٹے رہتے ہیں جس سے ان کی دنیا سے بے رغبتی کا تہ نگار بتاتا ہے۔ اب یہاں کافروں کی دنیا سے محبت اور لگاؤ کا ذکر ہے۔ حالانکہ پہلے کی آیت ہی مٹی اللہ سے عقید میں لکھ دی۔

تفسیر مجیدی

سَلِّطْ عَلَيْنَكَ بِمَا صَدَّقْتَ فَيَنْفَعُ عَاقِبِي الْأُمَمِ سَلِّطْ سَمْعًا نَارًا مَفْرُودًا هِيَ صِلَتٌ مُشَبَّهَةٌ
بے روزن خدایا جس سے ہے سلم سے سنی ہے بھی بچا۔ بھلا مار سب دہنا۔ سی سے
سے مدد دے مالم کسی کو اپنے سے بچا ایسی نصیحتان۔ یہاں علم ہے کسی سے خود کو بچانے رکھا اسلئے اللہ نگار
یاد دے مالم ہے۔ محالہ دفع سے خدا سے نون قطعی سے سنی سینگل یا مار بار۔ عینکے عار و عذر مطلق دار و
پائیدار اسم نامل کے اور یہ جملہ امیر خیر سے ہوتا کی اور میر بتا خبر ل کر مابے کہ نہ کہ غلیہ سمیہ تکرار کا ثبوت سے
و کراہ ماک ہوتی سے ذکر خبر کی یہی مظہرست کے ترے سے طامر۔ مگر حضرت عیسیٰ السلام نے ایک مرتبہ محل
اس میں فرمایا تھا یہ خبر ہے۔ کیونکہ مرتبہ میں مان نہیں ہوگی اور تہہ سمیہ میں تار شرط نہیں۔ بہماں عار و
مصدر سے یا ہر سولہ متعلق مقدم۔ ششہ فعل ماضی صیغہ جمع مکرر حاضر باب نصر۔ ہمد علیہ خبر مقدم متناہی
لغز کی ک تفصیل یا سیدہ پنہ۔ محل لہجہ محاسن کو دے کہ یہ اسم ہاں ہے اس کی تین مرتبہ۔ عا بغیر۔ بعد
و بعد۔ پل مشہور ہے فقہی حالت دفع محسوس ماضی مضارع ہے لہذا وقت نام عہدی دار اسم جامد مکمل
مصرف بالام معنی گھر محاسن کہہ مضارع ایہ ہے۔ و قد یس منقضون عطف فاعل من بعد منقذہ
یقطعون ماضی اللہ بہ۔ یوصل و یفصلون فی الأرض اولیٰ ثلث لفظ لثمنہ و لفظ سو اللہ
و انہ لہ اسم رسول جمع ذکر محاسن دفع متناہی ماضی مضارع یقطعون۔ فعل مضارع معروف باب نصر صیغہ
جمع مکرر ماضی مضارع سے مشتق ہے اسم ہے اسمی توڑنا۔ بھر جانا۔ الکر کرنا اقرار کے بعد۔ یہاں آخری سنی مردہ
مفرد اسم مفرد جامد ہے خیال رہے کہ عربی میں جامد وہ ہوتا ہے جو مشتق نہ ہو یعنی نہ فعل سورہ اسم ہا۔ لیکن مصدر
مگر مصدری معنی میں نہ ہو مگر بمعنی حاصل مصدر ہو۔ ناری میں جامد وہ ہوتا ہے جو مصدر بھی نہ ہو۔ لہذا اس حسب
ہے کیونکہ معنی ہے تول سے مانع عنایت سے۔ اللہ محاسن کہہ مضارع ایہ۔ من جامد وائدہ ہے یا بیانہ
میت فی براہ منقول۔ مصدر بھی ہے در مصدری معنی میں ہے و ثلث سے شامی معنی مضبوط کرنا۔ پکنا ہدنا۔
بھروسہ کرنا۔ یقین کرنا اپنی سون سمجھ پر اسی سے ہے و ثلث بمعنی بھروسہ۔ مضارع سے ضمیر مضارع اللہ
لہر مع لندہ سے و او عالم عطف سے یقطعون۔ فعل مضارع معروف بضمیر جمع ذکر ماضی
اس کا ماضی ضمیر جمع مستتر ہے من بہرہ الدن ہے۔ ثلث سے مشتق سے معنی جامد ہونا۔ پورنا۔ توڑنا۔ ماسا

و حد ذکر فائز کا نال خود غیر مستر کا مرجع استر ہے۔ شئی سے مشق ہے اب مکتب سے ہے یعنی بابا
پسدر کن۔ مرعی کے مطابق کنایہاں سب معنی بن سکتے ہیں۔ شئی اسم عامہ کی مشق ہے تب یہ غسوب
لیس کے مدجم میں جوتا ہے اگر غسوب الیہ عام شخصیت ہے تو یہ عام اگر خاص ہے تو یہ عام اگر خاص ہے
تو یہ عام۔ مگر علامہ وہاں سے اس کو ہر مال عام سمجھا۔ در کی حالت کی بنا پر کل شئی قدیر کے استدلال
سے ثابت ماری تعلق کے یہ مکان کتب کا کفر یہ فقیرہ ناذ لا۔ و ما طوعہ اعتقد۔ خل مضارع معروف ملب
مست سے مبدع واحد ذکر فائز اس کا نال جو مستر کا مرجع استر ہے۔ ثلث سے مشق ہے معنی تنگ کرنا۔
ادھر کرنا۔ قدس رکنا (طاقت رکھنا) یہاں پہلے ذکر معنی مراد میں۔ ما و سر محمل۔ اگی عبارت نیا جملہ ہے
در خواصل ماضی۔ جبکہ جمع ذکر فائز مخم غیر جمع ذکر مستر اس کا نال اور اس کا مرجع استر بن سقعون ہے۔
فرغ سے مشق ہے۔ معنی حوٹل ہونا۔ اترنا۔ یہاں "سہ سے معنی مزدیں۔ اب عازہ معنی علی الخیوة الف ام
سفرانی یا غنی یا عہد غلبی۔ حیوة معطرا سم جاد سے آفریں ت مصعب ہے معنی زندگی۔ حی سے مشق
ہے معنی زندہ ہونا زندہ رہنا۔ موجود ہونا۔ موجود رہنا۔ موصوف اس کی صفت سے الدنیا۔ الف لام حسی۔
دنیا سم قبیل مؤنث اس کا ذکر اولی سے۔ دنو باد دنو سے مشق ہے معنی گھٹیا ہونا۔ قریب ہونا۔
یہاں دونوں معنی درست ہیں بحال ہے صفت ہے حیوة موصوف کی واو عالیہ مانافیہ الخیوة۔ الف
لام عہدی حیوة سم جاد معنی زندگی الدنیا۔ ام جاد عالم سفل اور عالم ناصحت کا نام سے یعنی یہ ظاہری جہاں۔
لی جادہ ظریفہ مگر اس کی طرفیت کا تعلق دنیا سے ہے نہ دنیا سے کیونکہ یہ زندگی اور یہ دنیا داں نہیں ہوگی
آخرت۔ الف لام عہد خدائی امنیت ام جاد معصوم ہے فرغ سے مشق ہے معنی اسب سے ہونا۔ دیریں
ہونا۔ نتیجہ ہونا۔ یہاں پہلے معنی عرا میں آفریں سے مصعب کی ہے۔ اس سے پہلے لفظ مشق یا ماضی پوشیدہ
ہے واصل ہے فی حسب الآخرة ملا ہے نری عالم مشرقا عالم ابدی الاخرت استنا مشق اس نے ماک نفی
کوڑی متاع ام مفرد کہ جاد ہے۔ بحالت دفع ہے بوم مشق مفرا ہونے کے۔ مشق سے ماہ ہے معنی
ساں۔ دفع مینے والی چیز۔ کہ دیر قائمہ اٹھا۔ ظاہری زندگی کا سالان۔ چھوڑی صحت۔ یہاں یا نری معنی
ملاو میں۔ اس کی جمع ایتھہ ہے

تفسیر عالمی

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَدَّقَتْ قُلُوبُ الْبَرِّ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ عَهْدُ
اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَتَوْا لَّهُ بِمَنْ أَنْ يُؤْصِدَ وَيَقْبِضُوا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰدَبْتُمْ لَقَدْ اٰتٰیكُمُ اللّٰهُ سُلُوْلًا لِّذٰلِكَ اِنَّکُمْ کُنتُمْ تَعْتَدُوْنَ
کے تمام اہل دنیا سے مہموزے والو اب۔ باجاست در دار دل سے اللہ آنے والے فرشتے تم کو بشارت

دست میں کر دے " ایک تہہ سلاستی ہے جس کی وجہ سے کہتے ہیں اسے عوس کا محاسبہ ہوا کہ کے شکر نگہ
کر سے دنیا کے مصائب و آفات برداشت کئے اور دشمنان خدا کے لئے سے۔ بھوک، پیاس، فقیہی عذاب
رفتاری کی جوابدہی میں قبول کیا اور یہ عظیم پادہ و مبارک کلاس کی خوشبو سے زمین و آسمان کی حساب
مستطرد ہو گئیں۔ دیا میں تم تو ہر دروازے سے در کھڑے گئے مگر اہل دنیا پر اللہ کی رحمت و رحمت
تسا سے ہی مدتے نازل ہوئے جس میں اب میرے کہہ دے میں تم کو آخرت کا پتہ لکھ دے گا۔ جو آخر ہی آج ہے انا
سے، انا کو جس کے حساب کوئی تبدیلی نہ ہوگی تم کو اسلام ہو گا کہ کیا کی فقیہی آخرت کی میری ہے دیا
لکھتے کی لکھتے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیا کہ اسے بلال دیا میں فقیہی کے کوشش کرنا کہ جب
لکھ بہت ہے کہ میری حضرت اس نے وایت کیا کہ آقا کا سات صلی اللہ علیہ وسلم سے دیا کہ جنس میں
فقیہ کے لیے میں خصوصی رعایتیں ہوں گی تو کسی میں کو سے گی۔

مست مست میں داخلہ سب سے پہلے پانچ سو سال قبل یہ قیامت کا احوال ہو گا۔ عت لغز کی بدلتی عداوت اور ذکر اذکار کا ثواب انہماک کے ذکر عداوت سے دگنا ہو گا اگرچہ ٹھیک ایک بار سبحان اللہ کہنے کے ساتھ اس ہزار دم بھی خیرت کو سے مست میں صابر بن فخر کے لئے آخری بلدی میرا قوت انہماک کے محاسن ہوں گے کہ اس کی کھڑکیوں سے دوخت والوں کو اس طرح دیکھا کریں گے جس طرح ال دنیا زمین واسے آج سے سارا دل کو دیکھتے ہیں اور ان محاسن میں صرف فخر انبیاء کرام۔ ہر شہداء اور فخر امم میں کی ہائش ہوگی روایات میں ہے کہ ماری تھاق نے عتقی لدار میں تین چیزوں کا وعدہ دیا، قبل مست دم میں تو نشانوں واسے مومنوں کے طفیل واسے فرائد میں کو بھی ان کا ساتھ ملے گا، سوم ملائکہ کا آقا سلام کرنا یہ تو بارگاہ الیہ میں مومنین کی تاس ہے لیکن جی دیکھنے لے شو کے سائے دمد سے دگے کچھ ایمان، عداوت، ملاق، تہذیب، حرم، حلال، میل، عزت، درشت شرافت، رواداری، دیرہ کے یک دم کوڑا سے میناق کے بعد، ایمان کے قبل و مرست، سمجھ دی شہور صیہ نے حراچی آئیں کرنا چاہیں ان کفارہ منافقین نے اس کو جھوڑ کر انہماک کے کہنے پر جانا شروع کیا یا اللہ تعالیٰ کے ملاں و عدوت یہ کہ ان کرم علی صلیخین سلام لے کر بتایا سبایا جس کو ان کی حقوں نے تسلیم کیا مگر پھر کچھ دیر ہو شک و یوہ، حراچی، تسلیم درمنا گویاں کا وعدہ تھا اور پھر جس وعدہ سے شک و یوہ کا توڑا ہی طرح عداوت کی بیاری و عطا و نصیحت اس کو دل نرم ہوا اور دل پہا ہنا کہ عداوت ذکر اذکار میں ہی مسعود ہونے میں یہ وعدہ ہے میرا مجلس انہماک میں صحبت ہے وہ عذاب ختم ہو جاتا اور شستی عظمت کمالی پیدا ہوتا یہ وعدہ تاسی ہے حردی وعدہ حالہ راج کا ہے۔ دیرہ ہی کفارہ ظاہری بالنی میں یہ کو توڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا سلام ہے عتیم یہ۔ اور میں میں طرستہ کی عداوت کر کے اور دوسریں سے کرا کے ظلم، جھگڑا، جنگ، جدل، فتنہ، سبابت

نمبر ۹۔ آخرت کی نیاری کا شوق۔ میرے دنیائی سے رفتی۔ میرا اصلاح کی طبیعت۔ نمبر ۱۰۔ ایک محفوظ کی طرف میلان قلبی۔ ال دنیا حیوت وید سے دنیا ہی مانتے سناستے ہیں گراہی آخرت حیات دیاں ملال آخرت اعمال قیامت۔ اور خوشنودی۔ جس کہاتے ہیں اس سے فریب دنیا کفر یہ صیب سے اور سرور دنیا بیانی دوست ہے۔ آخرت قیامت کو مرتب دنیا سے پیاسے اور فوجہ گھڑیوں میں رہنا۔ الہیہ متق خداوند محبت مصطفائی کی دولت امدی ہے مالامال سے کی سعادت صیب جو۔

ان آیات سے پند حاصل سے حاصل ہونے۔

قائدی

پہلا فائدہ۔ مادہ الہیہ میں سلام سے تال دلی عادت ہے اس لیے دنیا کی تمام عادتیں صحت کے حد تم میں مگر سلام کا آخرت ملک حق میں ہی ہوگا اور نہ الہی ونگ ہادی سے گویا کہ یہ سلام کرنا درجہ اب ونا موئیں کی مانی مثل ہے۔ ہر گز کتنا یا جسے وغیرہ کی عادت ملایا اب داکھا ایامی مدد کے لفظ مقرر کرنا غلط من خلاف اسلام ہیں۔ دوسرا فائدہ۔ دنیا و آخرت میں ہر وہ صریح مسلمان اور توں کا ان نول سے ہے۔ جنات طائفہ اور جالور میں سے ہر وہ نہیں ہوتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ یہ فائدہ سلامت عادت کھانہ دخول ملائکہ سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ دنیا میں دنیا کے لیے خوش ہونا مراد سے کیونکہ تکبر پیدا ہوتا ہے مگر دنیا میں شکر الہی کے لیے خوش ہونا پچھا اور ثواب کا باعث۔ دنیا کے لیے خوش ہونا آخرت کے لیے خوش ہونا مراد سے۔ مگر کفار کی نشانی ہے اور سرور مومن کی نشانی مگر کفر ہے۔ لیکن سرور سے لغز حاصل ہوتا ہے یہ فائدہ دوسرا ہے حاصل ہوا۔ چوتھا فائدہ۔ دنیا میں دنیا کے لیے رہنا مراد ہے در دنیا میں اللہ رسول کے لیے رہنا دنیا سے طیبہ ہے۔ یہ فائدہ الا متاع سے حاصل ہوا۔

احکام القرآن

ان آیات پاک سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ۔ گناہگار مسلمان فاسق ظاہر ہوگا مگر کامریہ ترک نہیں ہو سکتا اور کافر کئے والا خود کامریہ جو جاسے گا کیونکہ گناہ ترک عبادت ہے و کفر انکار عبادت ہے۔ صرف ترک سے عہد نہیں ٹوٹتا۔ اور عہد توڑنے کی سزا آخری سووہ اللہ امر مانی گئی لفظ دارنے عیشی ثابت کی۔ عارضی راس کو تیل یا سرسے کہا جاتا ہے جل یا سرسے کو گھر نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح عطا صحت بھی ثابت کر رہا ہے کہ عہد توڑنا کفر ہے یہ مسئلہ۔ ہفتہ اشعۃ اور سورۃ الذر سے مستنبط ہوا۔

دوسرا مسئلہ۔ چونکہ انقضائ عہد یعنی وعدے سے کو توڑنا انکار کرنا ہے لہذا جو مسلمان بھی وعدہ کر کے پورا نہ کرے خواہ دنیوی وعدہ ہو یا دینی کسی بھی سال سے کیا ہو۔ صرف پورا نہ کرنے سے مدنیہ بلفظوت کے دوسرے میں شامل نہ ہوگا۔ اگر مجبوری سے پورا نہ کر سکے یا پھٹا سے سے داکہ سے ہی وعدہ کر کے پھٹا سے

لو اس کو محدود کرنا چاہئے گا نہ مگر ماں کر پورا کرے تو بے وفاء اور جا کر یا ظالم کہا جائے گا۔ جیسی ہی کیفیت ہو اس کو مصلحت اسے کرنا چاہئے چنانچہ اگر چہ وہ جسے پورا کرنے کا دل وقت گزر جائے ہاں گرنہ کرے کہیں سے دھوکہ کیا ہی نہ تھا یا میں پورا۔ کہل گیا بلکہ تو یہ قضاوت میں شامل ہوگا۔ یہاں رسے کو صرف شر کا دھوکہ توڑنا کفر ہے۔ دنیوی دھوکہ توڑنا کفر نہیں۔ تیسرا مسئلہ۔ کس کام سے کفر لعنت کرنا گناہ ہے۔ اس کی عام رسے کام ہر عام بری صفت کا ذکر کر کے لعنت کرنا جائز ہے۔ یہ مسئلہ اویسن کے مری ائلس سے مشبہ ہوا۔ چوتھا مسئلہ۔ دنیوی دولت و کمائی پر اتارنا۔ اگر نا اور سبب اپنے لیے ہی بہت ضرورت اسلامیہ میں حرام ہے۔ مسلمان کی دولت ایسی ہٹ پرستی کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اس میں زکوٰۃ و نفقات و صدقات جیسے بہت سے حقوق ہوتے ہیں یہ مسئلہ فرخوار الخ کو علامت کفر ہانے سے مشبہ ہوا۔ فقہاء کام کے سبک کفر کی ہر نشانی کو اپنا حرام ہے۔

یہاں چند اعتراض پڑ سکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ ستر ملاک سے افضل ہیں۔ مگر اس آیت ثابت ہوا کہ ملاک بشر سے افضل ہیں کیونکہ ملاک سلامتی کی دعائیں کیل گئے اور دعا کرنے والا اثر ہوتا ہے۔ معتزلہ جو اب۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ خواص ستر عام ملاک سے افضل ہیں۔ اہ عام بشر سے عام ملاک افضل ہیں اور اس ملاک سے صلیبی اگر افضل۔ اور انبیاء کرام تمام ملاک بلکہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز دعا کرنا اہلسنت کی دلیل میں نہ بڑائی کی دلیل ہے نہ میرحسنت میں سلام دعا نہیں بلکہ پھر ہے لہذا یہ دلیل ہر طرف کمرزد ہے۔ دوسرا اعتراض۔ یہ کیا وجہ ہے کہ پہلی آیت میں مومن کی خوشایاں بیان فرمائی گئیں۔ جن میں نماز۔ زکوٰۃ بھی شامل تھی مگر یہاں ملاک کے سلام و بشارتوں میں صرف مہر کو درج کیا گیا نماز وغیرہ کو کھل چھوڑا گیا۔

جواب کے دو جواب دیے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ مہر اپنے نبوی مہی کے اعتبار سے ہر عبادت کو شامل ہے۔ دوسرا یہ کہ مہر کا مہی سے رکھ ہوتا تو نہ زاہد و نہ سے میں بھی اپنے آپ پر خندہ بہمت ہی رکھتے ہیں۔ پانچواں مانہ کرتا ہے۔ دوم یہ کہ مہر حسنت عبادت سے اس لیے اس کی حوا بھی زیادہ ہے مہر میں ہے بسی لمی اور سے یارود و گار موتا ہے۔ اس لیے آخرت میں ملاک کی دوستی کا تذکرہ کر کے مابین کو خوش فرمایا گیا ہے۔ یہ شان مبارکوں وغیرہ کی نہیں ہے۔ تیسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا۔ ہنئ بعد منشاۃ یعنی عہد اور عہد مضبوطا رسنے کے بعد توڑتے ہیں حالانکہ یہاں کافروں کا ذکر ہے۔ وہ کہہ سکتے تو عہد باندھا ہی نہیں۔ مسلمان ہوتے تو اسلامی شری باتوں کے پورا کرنے کا عہد ہوتا۔ پھر مرتد ہو جاسکتے تو توڑنا ہوتا یا کم از کم منافقوں کی طرح ظاہر اشرع کے دھوکے سے کہتے درمل میں توڑتے بہتے مگر عدائی شروع کافروں نے تو نہ دھوکہ کیا توڑا۔

وَتَطْمِئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۖ أَلَا بِذِكْرِ

» مکوں یا مجھے دل اُن کے سے ذکر اللہ کے خیر دل سے ذکر
» اُن کے دل اللہ کی یاد سے سہیں پاتے ہیں۔ اُس نواہ کی یاد میں ہی

اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ ۖ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

اللہ کے مکوں، اُسے میں اُن - وہ جو ایمان لائے »
دون ۲ پس سے - » جو ایسا لائے »

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحَسَنُ

عمل کئے انہوں سے » بہت مبارک و بڑے اُن کے » اُن
بڑے کام کئے اُن کو خوشی ہے » اُن بڑا

مَا يَ ۖ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اُمَّةٍ قَدْ

» اُن کی قوم - ن این بھیجا ہم سے آپ کو میں ایک بڑی امت - شک
ی م ی ٹن م سے تم کو اُن امت میں بھیجا جس سے پہلے

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لَّا تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

گزشتہ میں سے پہلے اُن کے - میں کہ امتوں کو تم مائے اُن کے
اُن میں ہو گئیں کہ تم نہیں بڑھ کر سننا ہو

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

» جو وحی کی ہم سے طرف آپ کی » وہ مکر ہوئے میں -
سے مہا کی طرف وحی کی اور وہ میں کے مکر ہوئے

بِالرَّحْمَنِ ۖ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

رس کے تم رماؤ دو مہارے سے ہمیں مہوہ کوئی مگر وہی
رہے میں تم رماؤ دو میرے سے نہ کے سوتیلی کی سدا کی نہیں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابُ ۝

اسی پر مہر دیکھ کیا ہے درجہ ی کے ٹوٹا ہے

یہی رُخسہ ہے جس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتا ہے

تغویہ: اس کی یہ کجگلی بات سے ذہن طبع مغلط ہے۔

پہلا تعلق۔ پہلی زیارت میں مال اور دینی دوسری عطا کا ذکر فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ دوسری مال و دولت
 جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور سب نامائی کے قصور مٹا دیتا ہے۔ اب دایا عطا ہے کہ
 دہل۔ نہایت زیارت بھی اسی کے قصور و اعیال میں سے کون شخص سے کسی ذاتی کمال سے ایمان میں
 پاک نہ رہا خطا سے کہے وہ کسی طرح پاتا ہے۔ دوسرا تعلق۔ پہلی زیارت میں کھار کی حویلوں کا ذکر کیا
 گیا تھا سب ان زیارت میں موسوں کی حویلوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ فل کی صفائی دست اور حوی دی ہو۔
 اوقات سے ہے۔ موسوں کے حوسا کر ہی سے ہیں۔ تیسرا تعلق۔ پہلی زیارت میں دیوی و دیگی کے مس
 تان گئی۔ اور سب۔ ہر گھر پول کات سے سب ان زیارت میں ملنے والی کی تیغیت یہاں تک جا رہی ہے کہ وہ
 دی لیسے۔

شماره نزول

نشان نزول۔ جس وقت قنود تاجی در مقابل داسے میں کر یہ اہست نفا صلیح مدیرہ کے دور میں اس وقت مارل
 جونی صب سسل ن لرا کار اسنے و فہ کے ساتھ صلیح کے یسے تا و احاق رائے سے صلیح
 نامہ کھامائے گا اور صحت علی کیسے گئے تھے و اماہ علی اس طیرہ و سلم سے لرایا کھوہم سدا ر جس نرہ سے صند
 کھنے ہوئے کیا یہ مت کھوہم کھوہم نمنہ تہ تہ تب یہ تہ تہ صلیحوں صوف مارل مود جس میں لرایا گیا کہ یہ
 جس کے منکر ہو گئے ایک فیل ہے کہ نہب سورہ ارقار کی تہ تہ کھوہم ل مونی تو صمدہ سے کھار سے کھار
 جس کو سجدہ کر دیا جاتے ہو بھتے صرب مسلمان دشمنی جس کے گئے کہ کوں سے رتیں ہم تو نہیں جاتے۔ مسلمات
 مارل مونی۔ ارمادی۔ جلالیں۔ بیباں۔ صلیح۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّا عَلِمْنَا آيَةَ رَبِّهِمْ لَقَدْ إِتَيْنَا اللَّهَ يَضِلُّ مَنْ تَبِعَكَ
تفسیر نحوی وَتَهْدِي اللَّهُ مَنْ أَنَابَ وَلَا سِرَّ جَلَدَ يَكَلِّمُ عَلَيْهِ هُيَ يَقُولُ فَعَلْ مَضَارِعُ مَرْبُ
 معنی حال میں نہ واحد ذکر ماضی باب نصر سے ہے کُلُّ اجوف وادی سے مشتق ہے اس کا نال اسم حاضر الذکر
 جمع ہے اس لیے فعل ماضی واحد آیا۔ گھر وائل ماضی مطلق بیحد جمع ذکر ماضی کا محم ضمیر جمع مستتر کا مرجع
 الذکرین یہ جملہ لغیر ہو کر صلہ ہوا الذکرین موصول کا۔ نَوَلَا۔ دو حرف مل کر بنا۔ لا حرف شرط و لا حرف نفی۔ نَوَلَا
 تعجب اور سوال کے لیے لایا جاتا ہے یہاں فقرہ سوال کے لیے ہے اُنْزَلَ ماضی مطلق ماضی ماضی سے منسلک ہے
 علی ہارہ اپنے اسی معنی فقیہ کے لیے و ضمیر محذوف متعلق کا مرجع ذات نبی کریم علی اللہ علیہ وسلم آیت اسم جاد
 محذوف ہے۔ معنی۔ ظاہر نشانی۔ حکم الہی۔ دلیل۔ معجزہ۔ مجموعہ۔ یہاں پیسے معنی مراد میں۔ سب آخری ملنے کی
 یعنی اسی ہے۔ وحدت یا تائید کی نہیں ہیں جادہ بدلہ غایت کے لیے (یہی اس کے اصل معنی ہیں) نسب۔
 اسم جادہ ہے۔ یعنی مشتق نہیں۔ بطور مثال متعلق ہے معنی فاعلیہ۔ اَوَّلًا یہ لفظ باب سُرْبُتْ یُرْبُتْ ماضی
 تھا پھر بدلہ ماضی ماضی کے لیے متعلق ہوا اب ماضی شری اسم منافی کے لیے فقط اللہ تعالیٰ نام ہے۔
 مضیہ خصوصی کی وجہ سے کسی اور کو کہا گیا ہے و ضمیر کا مرجع ذات محمد مصطفیٰ ہے (علی اللہ علیہ وسلم) یہ سب
 عباسی ماضی ہے یَقُولُ کا۔ قُل۔ فعل امر حاضر معروف قَوْلٌ سے بنا اس کا فاعل اُنْتُ ضمیر مستتر ہے جس کا
 مرجع نبی پاک علی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہُنْ حَرْفِ مُشَبَّهٍ بِمَضَلٍ۔ یہ حرف چھ عددیں اور علمائے فعل کی طرح ہیں۔ ظ
 ماضی میں حرف کی مثل میں اس لیے ان کا نام حرفِ مشبہ بالفضل ہوا یہ سب عباسی ماضی ہے قُلْ کا بدلہ جبہ
 بن شروع کلام میں آیا اور کسر المحذوف ہوا۔ اللہ اسم محذوف ماضی ذاتی ہے بحسب نفع اسم ہن ہے۔ یَضِلُّ فعل
 مضارع معروف بیحد واحد ذکر ماضی باب انزال سے ہے و اصل تھا یَضِلُّ۔ ضَلَّ سے مشتق ہے معنی راستہ
 بھٹانا۔ بھٹکانا۔ گمراہ کرنا۔ متعجبی بیک ماضی ہے۔ یہ جملہ لغیر خبر ہے ان کی۔ مَن اسم موصول بنی ہوتا ہے۔
 خیال ہے کہ عربی میں اسماء موصولہ۔ اسماء شارات اور ضمائر کو سمجھا گیا تھا ہے۔ کیونکہ ان کا عراب پوشیدہ
 ہوتا ہے۔ یہ مَن بحسب نصب ہے بوجہ یَعْلَمُ کا ماضی ہے جو ملے کے۔ یَشَاءُ فعل مضارع معروف۔ شئی
 سے بنا معنی چاہنا۔ اس کا فاعل محم ضمیر مستتر (پوشیدہ) کا مرجع اللہ ہے و او فاعلہ عطف سے یَضِلُّ پر یہودی
 فعل مضارع معروف محذوف سے بنا ہے معنی راستہ بتانا۔ راستہ دکھانا۔ ساتھ لے کر بل پڑنا۔ منزل تک
 پہنچنا۔ یہاں آخری معنی مراد میں اس معنی میں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہے۔ باب ضرب ہے۔ ال حرف
 براہتمام غایت کے لیے ہے و ضمیر محذوف متعلق کا مرجع اللہ ہے جادہ محذوف مشتق ہے یَقُولُ مَن موصول محاسن
 سب سے موصول ہے یَقُولُ کا آتیب فعل ماضی ماضی ماضی سے ہے۔ جملہ ہے مَن موصول

جمع ذکر غائب محل سے مابہ اس کا فاعل ضم ضمیر مستتر کا مرجع الذین ہے القائلات . الخ لہم استعراقی
 حالت جمع ہے صاع کی ام فاعل مؤنث ہے شئ سے مشتق ہے معنی ریح ہوا، معنی ہنا صبح کھنا یہاں
 یہ آخری معنی مراد میں یعنی غند سے کو صبح رکھنے ماسے اہمل . طوبی ام معرہ جابہ ہے یعنی خوشی . مبارک . لہم
 لام جازہ . صامت کے لیے . طوبی متا طوبی فیبت سے بنا ہے اس کی بحث میں میں قتل ط مؤنث ہے طیب
 ۲ . ذ مع سے لہذا کی ذ مصدر سے طاب کا بدن ستی ثابت پوشیدہ علامہ امیر مکر خبر ہے وہ لہم
 ثابت سم فاعل کے مطلق ویر جزیہ کی بواسطہ طیبہ متا جبر ہے . خلق ام مفرد برفیل محل صفت مبتد
 ہے یعنی ہمسایہ ای ایما ماب . ام ظرف سے کسی زمانی ہوتا ہے کبھی مکانی یہاں مکانی ہے یعنی جنت .
 اذبت سے بنا ہے معنی لٹا . رجوع معنی الارادہ لٹنا . اب نصر سے ہے . حالت جرم صاف الہ سے
 شئ کا اضافیت تو معنی ہے اور تاکہ اس کی خبر پوشیدہ ہے کذا لک . رسلک فی اقلو وذا صفت
 من قبلہم اعم بنسب عنہم الذی و حیثما الیہ ذلک مکروون بالذخین قر طوبی
 لا الہ الا هو علیہ نو کلت والیہ متان کذبت حلف تھیہ سے کسی پوشیدہ کام سے تھیہ ہے
 یا اس کا تعلق تھیہ لہذا میں یتاد سے . اس میں اس طرح اتصال سے کہ ذبت ام اتارہ بعد کے لیے اور
 کات تھیہ اس کے ساتھ جوڑا گیا . اذ سناصل ، صی مطلق صیذ جمع متکلم زئل سے بنا ہے معنی بھیجا تاکہ خبر
 معسوب مشعل کا مرجع فی پاک فی ظرفیہ حزب جراتہ ام مکرہ معرہ جابہ مؤنث ہے لفظ واحد ہے معاً جمع ہے
 ی کا نظمی جمع ضم سے اس کا ترجمہ ہے دا وقت . و تارہ ذ ذل . ذہ حاصت . یہاں آخری معنی
 مراد میں قد حلفہ محل مابی قریب صیذ واحد مؤنث فلو . تلس وادی سے مشتق سے معنی گھنا . لازم ہوتا
 ہے من عازہ . نہ تزل ام ظرف . کالت جہ . خاضیر مصاف طاسرالیہ . جار مجرید متعلق ہے فلو کے اعم
 جس سے ائمہ کی بی بی میں لکنو . لام کے تعلیہ تنو فعل مضارع کالت نصب . لام کے نے مضارع کو
 نصب با . صیذ واحد ذکر حاضر . فلو سے بنا ہے بھی پڑھنا زکادت کا ، علی جازہ معنی ائمہ ظرفہ ضم ضمیر
 ذکر غائب کا مرجع ضم ہے مذنی ام موصول فاعل ذکر کالت بحاب صیذ ہے ہام مفعول پہلے اس سے مراد
 تزل و حدیث ہیں یہاں اس کا واعدنا و فی کے حب کی وجہ سے بت در زیر تھیہ ہے . اذ حیثا . فعل ماضی
 مطلق وی سے ماسے ضمیر جمع متکلم کا مرجع واد بارکی عدلی ہے بھی غوی خیر . بنام آہستہ کام . کلام
 خفی بھی مفعول مضارع ہی سب تنالی کا کام یا واسطہ یا واسطہ . الی عازہ اپنے معنی انباء . حدیث کے لیے
 ہے یہ علامہ صلیب ہے الذی کا واد عالیہ ضم ضمیر جمع کا مرجع معنی علاقہ سے ائمہ ہے . لفظی کو غلط ائمہ ہے
 یکمرونی فعل مضارع معرہ ذمت صیغہ جمع ذکر غائب ضمیر جابہ مداسہ . ضم ضمیر مستتر فاعل ہے . یکمرونی

گھر سے بنا ہے یعنی مٹا کر ہوا۔ ناٹکرا ہوا۔ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں کیونکہ لفظ رقتن میں معنویت اور شتم دونوں طرف آتا ہے۔ سب سے پہلے مٹا کر ہونے سے معنویت میں۔ البتہ اسی معنی الدنئی زمین پر وہ فعلی صفت مسببہ ہونے سے ملتا ہے۔ شتم سے بھی ملتا ہے۔ مٹا کر ہوا۔ مٹا کر ہونے سے مرعاض معنویت حکم ہے ہی کریم ہو۔ جو ہمہ درہا معقول منطاب ہے۔ یہ سب بدلہ اسیرہ ہوا ہے۔ کل کا۔ یعنی رکتب اعلیٰ مصاب۔ یا۔ شکم یعنی رکتب ہرے قابل جہتگی اور مہربان سے واحد جمع کا۔ آخرت ہی غنی الہ سم حد کرہ معرہ ہے معنی نے کہا ہے۔ شتم ہے البتہ ستم یعنی عیوڑ عوڑ ضیہ کامرین زمین سے۔ علی ہارہ نقول ضیہ ہستی ان ہضمہ ۱۲ مع جس مطلق قدم سے ہرے تصر۔ تو کثرت مل ماضی واحد حکم اب تفسیر دل سے بنا ہے بھی بھر رہا ہے۔ یہ کرنا اگر تہ لینہ جا و محدود مطلق مقدمت متان مصلحت میں سے تو ہرے سے بنا ہے بھی اشارت کو ان کا مال۔ صاف ایسا یہ ستم پوشیدہ ہے۔ دل تھا مثالی۔ سمات۔ نفع سے کیونکہ مترا موزن سے ویدہ خبر بات لی اس کا سبب و محدودوں مثالی سے

تفسیر عالمیہ [مَنْ تَشَاءُ وَيَسَّرْ لَكَ مِنْ لَدُنْكَ يُنْفِذْ لَكَ أَمْرًا] دِيْقُولُ الَّذِي كَرُّهُ اَمْلًا لَمْ يَلْطَمِ عَلَيْهِ اَيُّتٌ مِنْ رَزَقِهِ فَمَنْ اِنْ تَهْ يُفْضَلُ
 اللہ نے فرمایا ہے میں تو ہر شے کو چاہوں تو میں اسے آسان کر دوں گا اور میں اسے نافذ کر دوں گا۔ یہاں سے پہلے کی طرف سے ہماری مرضی وہ ہمارے مطالبے کے مطابق ہلے نفع والی کوئی مثالی کہوں میں ترقی جیسے کہ پھر تو میں پرانے کے مطالبے کی شکایاں دیتی اور میں دوسری ماندہ کی مثل ترقی کرتی تھیں۔
 سے پیاسے صعب اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ مجھ وہایت دینے والا اس سے۔ پہلی کچھ قوموں نے تو مجھ کو
 مانگا اور پھر بھی یہاں ملائے تو ان پر ہلاکت کا ایسا مطالبہ کیا کہ ان کی ایمان تو ہر ملک سے ملے گا تو میں بھی نہ ملا۔ اور کچھ
 قوموں سے تو میں سے کے بعد پھر کچھ طلب کیا۔ ان تمام چیزوں سے یہ لگا کہ مجھ وہایت دینے والا نہایت
 کا درجہ۔ ہدایت اگر ہی اس حائے کے قصد و قصد میں سے ہلکے نہر تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دے
 ۔ اور اس معجزے کو دیکھ کر بھی وہ ملے ہی بنا رہتا ہے اور نہ کہلیں تو ہدایت عطا کرتا ہے وہ وہی مجلس نہر موت
 ۔ جو تمام خواہشات مطالبات چھوڑ کر دی کے یہی اسی کے طرف کوٹ ہلے۔ اور ایسے آپ کو نہ پایا ات
 ۔ یہاں دفع کر دے۔ یہ توئی سست لوگ دی میں جو جمال مصطفیٰ کو دیکھتے ہیں خود بلا تزل و جنت
 بیان لے لے۔ ہوں نے کسی کوئی مطالبہ ہدایت کا مستحق نہ کیا۔ ان کے پاکیزہ دل تو راست مصطفیٰ احمد مختصی
 کو دیکھتے ہی وطن ہو گئے تھے ان لوگوں سے تو حیرت محمد رسول کو دیکھتے ہی کہہ تو حیرت پڑ گیا۔ اس سے کہ سب سے
 ڈرا کر دے۔ اسے ہی کی پاک ذات سے کہیں لی ہر ادا سے انبیاء آگاہ ہے۔ ہی کی ذات اور سر حضور کرانہ

درود و سلام ہوں۔ جس طرح پہلے نبیاء کو ہم سے اُمنوں میں بھیجا اور سب کے سب جیسے ہی گزریں گزریں۔
 اسی طرح ہم سے آپ کو بھی ایک مُنت میں بھیجا اور قیامت ساری کائنات میں مرنے والوں پر موجود ہے اسی
 لیے سمجھنا کہ ہماری وحی بھی قرآن مجید و آپ کی طرف ان سے اس کے سامنے خاصیت فرما رہا ہے اگر آپ کا
 انکا اور آپ کی قیامت سے خوف اور آپ کی بہت پاک سے درموسے بھریں۔ یہ بد عقل تو مانتے
 بوجھتے اور بگھنے مٹے بھی دشمن کے منکر ہیں۔ قُلْ هُوَ بِقُلُوبِنَا أَعْلَمُ فَلَا تُفْهِمُهُمْ لَوْ كُنْتُمْ عَلِيمِينَ
 اسے رحمہ مائیں ان بوجھل اور بوجھیلوں سے درمویجھے کہ وہ دشمن حسن کام گذر رہے ہو اور جس کی معرفت کے
 منکوں رہے ہو۔ وہی تو میرا سب ربی غایق حاکم داسر و مددگار سے تمام کائنات میں مہرئی کا نقطہ دی معبود
 ہے وہی ذات و صفات کے متبایہ خلق عبادت سے۔ پوری دنیا میں میرا ہر دوسرا اسی ذات جل مجدہ پر ہے۔
 تمہارے شر سے بچاؤ والے اور تمہارے مقابل بھ کو قوت نصرت دے کر مدد کرے والا وہی اللہ اور رحمت جس
 کو تم نے دو بھادہ ایک ہی ذات سے اور اسی کی طرف دنیا و آخرت میں میرا معاملے میں لوثنت ہے میری مدد
 فرمائے گا اور میرے دشمنوں مخالفوں گستاخوں سے انتقام لے گا۔ اگر اُس کے انتقام سے بچنا ہے تو میری
 فادہ دہی۔ جلال و سکال کی طرح میرے دس مائیت میں آھاؤ۔

ان آیات کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ پچھتے دن کا امتحان لیا بدترین جرم و راعت ذلت و محرومی سے۔ لہذا غیہ
 کرام سے معجزات کا مطالبہ اور اوپر والے سے کرامات و در علماء اسلام سے مجاہدہ ماحشر گنہ کبیرہ ہے۔ یہ
 فائدہ لَوْ لَا أَنْزَلَ رَبِّي السَّحَابَ لَذَرْتُ النَّاسَ تَهَاجَرُوا وَدَّعْتُ الْفُلُكَ فَاذْهَبْ رُحْمًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّیْ
 سے۔ اسی لیے اس سے مرکز روح یعنی قلب کو سکون ملتا ہے۔ یحییٰ فائدہ۔ یہ کہ ہم ملی اللہ علیہ وسلم آخری
 نبی ہیں و آپ کی مُنت قیامت تک کے مسلمان آخری مُنت سے یہ فائدہ فُذْخِلَتْ مِنْ مِّنْهَا اَصْحَابُ
 سے حاصل ہوا کہ عقیقی بھی اُمنیں ہیں وہ سب پہلے گمراہیں سب صرف فی اُفک بنی ماتی سے۔ ہر مہر
 نظام قادیانی اپنے دعوئے نبوت اور دعئے مسیح میں داخل اور کاذب ہے کہیں اپنے نصیحت مدوں کو
 اپنا منی کہتا ہے کہیں اپنے ہم زمانہ ساتھیوں کو اپنا صحابی اور خلیفہ کہتا ہے۔ علائکہ قرآن مجید کی اس ریت پاک
 سے یہ مسلمان بھی نہیں اس لیے مسلمانوں کی کسی چیز کی امام کو استعمال نہیں کر سکتا۔ چوتھا فائدہ۔ سابقہ
 تمام دین اور مُنت جو نابھ فسخ ہو گیا۔ اب کوئی اُمنیت موسوی ہے نہ عیسوی نہ ہندی۔ ہر ایمانی
 علیہم السلام۔ نئی اکرم سے جدا ہو کر سب کفری کفر ہے یہ فائدہ قد غفلت دربانے سے حاصل ہوا کہ جو بھی اُمنیں
 تھیں وہ گمراہیں

احکام القرآن

ان آیت سے چند مسائل حقیقہ مستنبط ہوتے ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ وہ دولت دنیا اور دنیا کی خاطر پنے، پیچھے کرنے یا دینی علم پر صاف یا اپنے تعارف اور نشان و شوکت کے لیے کلمے شریف کا ورد کرنا شرعاً حرام ہے جیسا کہ بعض دینی پرست ہیں کا حال ہے کہ جب کسی محفل میں پہنچے تو اپنے ساتھیوں مریدوں سے کلمے یا ستر کا ورد شروع کر دیا تاکہ لوگ یہاں ہیں کہ فلاں پر صاحب آ رہے ہیں اور کفر سے ہو جائیں یہ کلمے پاک کی گستاخی اور توہین سے۔ رسول اللہ ﷺ سے مستنبط ہوا کہ ذکر الہی محض اللہ کے لیے کرایا مومن کی نشانی ہے۔ اسی طرح تلاوت و تقریر کو دنیا کا حال بنانا حرام ہے۔ **دوسرا مسئلہ**۔ اللہ تعالیٰ کے کسی ذکر یا کلمے یا ازلان تکبیر کو اپنی مرضی سے بدنام کرنا حرام و کفر ہے۔ اللہ اور فضل کا دل تکبیر و سلام وغیرہ کے الفاظ میں برائی کی اور تبدیلی قطعاً غیر اسلامی فعل اور علم مت کفار ہے یہ مسئلہ۔ یغفر ذنبا لکھنؤ کے شان رسول سے مستنبط ہو کہ صلح حدیبیہ میں کفار نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تبدیل کر کے کلمہ جاری کیا تھا جس کو کفر قرار دیا گیا۔ **تیسرا مسئلہ**۔ جب مسلمان کسی حالت پر قسم کھائے کہ پڑھ کر رفق عید لکھا کر کنی است کجوان پر دوسرے مسلمانوں کو اٹھا کر مہا چلیے یہ مسئلہ۔ **چوتھا مسئلہ**۔ قُلُوْا مَعَهُ سے مستنبط ہوا کہ چونکہ قسم اور کلمہ قرآن مجید بھی ذکر اللہ ہے لہذا قرآن سے اٹھنا یا ہاتھوں کی

نکال ہے۔

اعتراضات

یہاں چند اعتراض پڑھتے ہیں۔

پہلا اعتراض۔ یہاں پہلے فرمایا گیا کہ کفار کہتے ہیں تَوَلَّوْا اٰیٰتِہٖۤ اٰیۃً ۱۰ پھر اس کے جواب میں فرمایا گیا قُلْ لَّیْسَ بِہٖۤ اٰیۃٌ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوْا ۚ اٰیۃٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا ۚ اُولٰٓئِکَ یَعْلَمُوْنَ ۱۱ اس کے جواب میں فرمایا گیا قُلْ لَّیْسَ بِہٖۤ اٰیۃٌ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوْا ۚ اٰیۃٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا ۚ اُولٰٓئِکَ یَعْلَمُوْنَ ۱۱

جواب۔ مطابقت اور جواب اس طرح ہے کہ کفار نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر ہا معجزات دیکھے تھے مگر ایمان نہیں لائے وہ اب اپنے ایمان مانگے کہ معجزات لائے آیات کے نازل ہوئے پر موقوف کر رہے ہیں تو فرمایا جا رہا ہے کہ اب بھی یہ جھوٹ ہی کہہ رہے ہیں۔ یہ ایمان نہیں لائیں گے اس لیے کہ ایمان کی ہدایت انہیں دی کی گمراہی سب رب تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو صرف ال کو دی جاتی ہے جو اس کے لائق ہو معجزات اور محالات واسطے کو ہدایت نہیں ملتی اس مختصر اور جامع مانع جواب میں۔ دھڑلقت اور سبب سبب کہ بیان فرمایا گیا۔ **دوسرا اعتراض**۔ یہاں فرمایا گیا کہ ذکر الہی سے مومن کے دل کو صافی و اطمینان ملتا ہے مگر سورۃ اٰطٰف آیت میں ہے کہ مومن وہ ہیں کہ حب اللہ کا ذکر کیا جائے تو وَجَدَتْ قُلُوْبُهُمْ اُنْ کے دل خوف و ہراس میں۔ لہذا ان دونوں میں مطابقت کیسے ہوگی۔

حواشبہ ن دلوں بیتوں میں مومن بندوں کی دُعاؤں کا ذکر ہے۔ مَن اُن کے دل ڈرتے ہیں وہ طعن بھی ہوتے ہیں۔ یا اِن طرح کہ جب خدا اگر انی تسبیح و تہلیل و درود طاعت پڑھیں تو دل میں پا جاتے ہیں اور جب اُن کے دل میں حدیث و قرآن پڑھ کر سسایا جائے۔ عیدیں ہم کا کرنا۔ یا قناری کی تان سے یا رکی کی سان میں تو دل و دل جاتے ہیں۔ یا اِن طرح کہ جب کمار کی نارباہوں اور عذاب کا ذکر سیں تو درجہ جلتے ہیں کھڑے ہیں۔ یا اِن طرف سے یا مائل مسلمانوں کی فکر میں اور جب رحمت و بخشش کے وعدے سیں تو ریکیوں کے جہم سے مطمئن ہو جاتے ہیں یا اِن طرح کہ اپنے اعمال عبادت یا سخت کی کردی اکھٹے ہیں سیتے میں تو درجہ جلتے ہیں جب شہرہ دل کے کرم و حکم کا ذکر دیتے دھبے سے ہیں تو ہیں پا جاتے ہیں۔ لہذا اپنے اپنے مقام پر ان لوگ تمیز ہیں کہ عید و عید کا نام ہی اہل سے۔

تفسیر صوفیانہ
وَقُولِ الْقَدِيقُ صَفَرٌ وَّ عِدَّةٌ حَوَالِیْ کے گھاؤں پر دل میں چھپے ہوئے۔ تو
نابینا ہیں وہ کہتے ہیں تو لا اُنزل عندنا تہنّیٰ تہنّیٰ تہنّیٰ میں مت بہت رہانی کے
عید و عید اور شہرہ کے غم پر کوئی ظاہر نفاذی کو مت کیوں سیں نازل موتی کے اُن سے تھالے
کی طرف سے جو اُن کے قلب منور بھی پر علاوہ دیر ہے۔ نیکو دھن سے ولایت کی دلیل تھی۔ قَوْلٌ قَدْ بَصُرْتُ
مِنْ نَّشَأٍ وَتَهْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ رَّابِ اسے تقدیر شہرہ کے من دی عام و عریں ملادی فرما دے کہ بیشک اللہ
سے نازش تھی کہ چاہتا ہے نہ سختی کے اندھیروں اور اُسے کنوڑوں میں ٹھکانا چھوڑ دیتا ہے۔ اس طرح کہ وہ
ازن گراہ کوئی بھی میں نواز کی تان نہیں دیکھ سکتا اور اگر کسی اور سرمدی صومٹ ٹیڈ نظام فیصد کی قلب نظر
بھی جائے تو اُن کو باطل گمان کرتا ہے اور سب کا نسبت اسی بارگاہ جلال کی طرف اُن کو رشید ہدایت عطا فرما
سے و قُرب کا طاب دُن کے تہاں کا مشاق ہو کہ وہ جو قلب میں صادق مودعی ہدایت میں ہدایت کا اہل
سے۔ اور وہ مشاق مشاقات اُن میں سے ہے جس کی دل میں گری۔ چاہی گئی۔ کول میں یہ حرف سخت۔

اَللّٰہُ اَمَّا وَنَظْمٌ قَوْلٌ قَوْلٌ ہد کر منہ لا مذکر اللہ تَعَالٰی قَوْلٌ یہ وہ قَوْل سخت
بی نہ حمد مجتبیٰ کے یہ لعل دست قدم سے بیعت ہو کر دست بیل پا چکے اور اُن کے باکیر و ریح الشان
اُن شہرہ شہرہ کے ذکر سالی ذکر خفی ذکر سنی ذکر اعلیٰ سے ہیں پانگے شہرہ صرف قلب و جان ہی و کروات
قدیم سے چلن پاتے ہیں۔ دل پاؤں قلم کے ہیں کا ذکر دل قلب اسود سے مائل کا دل قلب قاسی ہے ناس
کا دل قلب ناس سے۔ دل میں دیا نہ شہرہ مودعی میں دیا۔ اللہ کول قلب مشاق ہے۔ اُن میں سب اللہ
سے دیا کرام کا دل قلب و جان سکان میں اگر اسی کے ترانے میں او اُن کا ہی میرا قلوب دیا اللہ پر
سے ذکر سالی شہرہ سے۔ ذکر نفس شہرہ سے۔ ذکر قلب ملکوت میں تدبیر ہے۔ ذکر فعل صحاح جمال کا شہرہ ہے

بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۖ أَفَلَمْ يَأْتِ الْذِّينَ

بلکہ یہ بات تم کے لیے اختیار سب کا سب کیا پس نہ بیکس ہوئے وہ جو
مگر سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ تو کیا مصلحا اس سے نایم نہ ہوئے

أَمِنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسَ

ایمان لانے اس سے کہ اگر چاہتا اللہ تو لستہ ہدایت دیتا
کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا

جَمِيعًا ۖ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم

سب لوگوں کو اللہ نہ ٹٹے گی ان سے جو کام ہوئے جو پسندے گی ان کو
اللہ کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے کی سخت دھمک

بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةً ۖ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ

مرد کسی یا جو کیا انہوں نے دھمک یا مال جو قریب سے
مہلتی رہے گی یا ان کے گھروں کے نزدیک آئے گی

دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

گمراہوں کے یہاں تک کہ آئے وعدہ اللہ کا یقیناً اللہ نہیں
یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے بیشک اللہ وعدہ

يُخْلِفُ الْوَعْدَ ۚ

خلاف کرنا
خلاف نہیں کرنا

لگایا انسان کی غیر عقلی جمع ہے ہر قسم کے انسان کو اس کہہ دیا جاتا ہے مائل بالغ بچہ حوان دیونہ عورت و مرد۔ جیسے کہ غلط آدمی بحالت زہر ہے بوجہ معمول بہ ہونے کے۔ مثلاً۔ اسم مفرد عقلی صفت مشدہ سم معمول کے معنی بھی جمع کی ہوا بحالت نصب ہے بوجہ حال ہونے کے التاں کیا بوجہ تہیز ہونے کے۔ اور یہ سب حملہ جزا ہے شرط کی۔ درآئیں لیدیں بقوا نصیبہم صاعوا فاریعہ ذعلی درینا من درہم حتی نیابی و عذبتہ۔ ان ذلہ لا یخلف البعنا ذہ۔ داؤ سرحد۔ لایزال علی صاعا معی ماسی مستقبل رال سے مشتق ہے معنی حد۔ مٹا۔ دور ہونا۔ لازم ہوتا ہے یہاں سب معنی بن سکتے ہیں لاک نمی سے رال کی معنی ہوتی اور فعل شدت کے معنی میں لگایا کیونکہ یہ فعل ناقص ہے۔ لہذا اس کے معنی معنی میں ہیں سہ گئے۔ مئے گا۔ نہ دور ہوگا اور شقی معی ہونے پر ہمیشہ رہے گا۔ یا اسی طرف رہے گا۔ باب نصب سے ہوتا ہے۔ اسی سے ہے رال۔ رزال۔ رال کوئی گرانے۔ ہٹانے زوال ہے۔ خود سے یا کرے روال سے چھٹے کی صورت میں زوال سے لگائی کا معنی الدین سم معمول مع بحالت ملع ہے کمر اسل ماضی میں ختم ذکر نائب کفر سے بنی بھی شرک کرنا اس کا نال مل ختم ضمیر جمع کا مرجع الدین ہے۔ معمول ملل کر مفعول ہے۔ ہر اصل کا ماضی مانا جائے ورنہ فعل ناقص ہی کہنا چاہئے تو یہ خبر مقدم ہے اسم پر غیب فعل مضارع صیغہ واحد ثانی نائب باب انزال بابہ مقصد سے مؤنث سے مشتق ہے معنی پڑنا۔ لازم ہے یہ خبر بعدیہ اسم سو خیر ہے فعل ناقص لیزل کا یا نال سے فعل تامہ لایزال کا غیب کا نال قادر ہے مل ضمیر جمع ذکر مفعول نقل مضمون رہے ہا۔ باب جازہ سیدہ مفعول کو مبدیہ ہی مت کسر۔ مفعول نقل ماضی مطلق مضمون بسعد۔ مع ذکر نائب باب فتح سے ہے صبیح ہے ہا ہے۔ معنی مضارع ماضی سے کام کیا۔ عمل کرنا اس کا نال مل ختم کا مرجع الدین ہے۔ یہ معمول ملل کر محرز ہوا اور عارض مطلق ہے غیب کے قادر سم مائل واحد مؤنث ال کی جمع سالم قادات در مع مکسر قرار ہے۔ غوی ترجمہ ایک مضبوط چیز کو دوسری مضبوط سے طاقت والا اس طرف در سے ماسے کہ ٹوٹے دیگر احماکر سخت ہو قرع سے ٹاٹ سے ہوتی۔ دھمک کرنا۔ معیشت لا۔ جانا مارا۔ جازہ ہونا۔ شدت سے کٹکٹا۔ در سہ بھلا۔ صحن انگن۔ نا۔ اچانک آنے والی۔ دانتوں کو غصہ سے پسپا۔ یہاں پھٹے چ۔ معنی بن سکتے ہیں کما ت منتہیے نال سے۔ ذہرب عطف تروید پر۔ تخیل فعل مضارع معرب واحد مؤنث نائب باب مضارع حل مضارع۔ لایقی۔ سے۔ ہا ہے۔ ہمیں اثرن حال و یقولنا انما نھر کہنا، حلال کرنا۔ لازم بھی ہوتا ہے مقعدی بھی۔ یہاں لایہ سے معنی تروا اس کا مائل می ضمیر مؤنث کا مرجع قاریعہ قرینا سم صفت مشبہ معنی قارب طرف ہے تخیل کا من جازہ نداء نائب کے سے سے دار سم جازہ بحالت کسر مجبور سے ماقبل کا در مصاف سے

مابعد ضم ضمیر مجرور متعلق کا یہ مضاف ہے نصب پر۔ ہمارے محروم متعلق ہے محل کا۔ حتیٰ حرف مضاف ہے
 ذکر جو حتیٰ جادہ مضارع پر نہیں آتا۔ حتیٰ مضاف کے تین معنی۔

۱۔ یہاں تک کہ نہ تاکہ۔ نہ مگر۔ یہاں پہلے معنی میں سے اس میں ان مصدریہ پوشیدہ ہوئے ہیں اسی
 لیے اس کے بعد مضارع کو نصب سے بنائی فعل مضارع معروف بحالت نصب حتیٰ کی وجہ سے صیغہ واحد
 مذکر غائب ثانی سے مشتق سے مضمرات اور ناقص پائی۔ یعنی دینا لینا۔ آنا۔ یہاں یہ آخری معنی مراد میں و قد
 مصدر اسم ہامد مفرد معترض مضاف سے۔ یعنی مدد فیصد۔ مدت۔ مقررہ وقت۔ یہاں مراد ہے فیصد۔ حالت
 رفع سے نازل سے بنائی کا۔ اللہ اسم مفرد معترض جامد ہے ہمایہ کسر معارف یہ سے نصب اور محل کے مضاف
 کے بعد یہ عمل اس کی طرف معطوف ہے۔ ان شاء ان حرف تحقیق ابتدائی ہوا اس لیے بکسر ہمزہ ہے لفظ اللہ
 اس کا اسم مصدر لا یُخلف فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال سے ہے متعدی
 ایک مفعول ہے مفعول سے بنائے معنی اٹ ہوا۔ پیچھے ہونا۔ خلاف ہونا۔ یہ لازم ہے مگر باب افعال
 نے متعدی بنادیا یعنی خلاف کرنا اس کا مائل نحو ضمیر کا مرجع اللہ ہے لہذا الف لام استعاری سے۔ مینماؤ
 مصدر مکی سے رد ان میلاد۔ یثاق۔ مٹے سے مشتق ہے معنی کوئی بعد کرنا عہد کرنا۔ مقرر کرنا۔ یہاں سب
 معنی بن سکتے ہیں بحالت نصب ہے مفعول نہ ہے یہ عمل فعلیہ خبر ہے ان کی۔

وَلَوْ أَنَّ قُلُوبَنَا سُبُورًا لَّهَاجَرْنَا عَنْ دِينِ اللَّهِ أَكْثَرُ نَفْسًا ۚ وَكُلَّمَا رُفِعَ الذِّكْرُ مِنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ جَاءَتْهُمْ مِنْ عِبَادِهِمْ تُنَادٍ ۖ وَهُمْ أَكْثَرُ نَفْسًا ۚ وَكُلَّمَا رُفِعَ الذِّكْرُ مِنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ جَاءَتْهُمْ مِنْ عِبَادِهِمْ تُنَادٍ ۖ وَهُمْ أَكْثَرُ نَفْسًا ۚ

تفسیر عالمانہ

اے ایمان والو! اگر لوگوں کا علاج نہ کے یہود وہ مطالبات کا پورا کر دینا نہیں۔ یہ تو اسنے ہمانہ باز نہیں کر اگرچہ
 بیشک یہی قرآن مجید کے ذریعے پہاڑ اسی طرح چدا دیئے جائیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے وقت اپنی ایک
 پہلی سے ہار کو ٹکڑے کر دیا تھا یا زمین کو اسی طرح ٹکڑے کر کے چٹے جاری کر دیئے جائیں جس طرح ایک غام
 مہ ورت کے وقت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر توہرت کی آیتیں پڑھ کر اپنا عصا مارا و بارہ چٹے جاری کر دیئے
 تھے یا اس قرآن مجید کی تلاوت سے پھونک مار کر کسی پر اسنے مڑے کو زندہ کر کے بائیں کر لی جائیں جس طرح
 حضرت یسٰیؑ انجیل کی آیات پڑھ کر مڑے زندہ فرما دیا کرتے تھے اور مردے سے کلام کریں جاتا تھا یہ سب
 کچھ کوئی انتہا مشکل نہیں عالمین اور عاصمین قرآن مجید کے یہ دشتوار نہیں یہ سب کچھ تو کلام الہی کی طاقت
 برکت سے پہلے ہوتا ہی رہا ہے۔ مگر بات تو ان کہہ سکے ایمان کی ہے۔ وہ تو پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے
 قرآن مجی تو ہر دست کے لیے نازل کیا گیا ہے نہ کہ حیران کن قدریں۔ کہنے کیلئے یہ قرآن کریم ہماروں کو چلانے کے
 لیے نہیں بندوں کو صراط مستقیم پر چلانے کے لیے آیا ہے میں چیرنے کے لیے نہیں نصب انسانیت چیر کر نہ مہر

کے پیشے جاری کرنے کے لیے امت مسلمہ زندہ کر دے کہ یہ نہیں مردہ و حوال کو جلا بخشے کے لیے تذل
جو ہے اور بلکہ یہ تمام بائیں معرستوں، مدرتیں ہدایت اگر ہی سب مشکل اکثر کے قبضے میں سے۔ جس کو
پا ست جہاں چاہے جب چاہے وہے سکنا سے دکھا سکتا ہے۔ لیکن کیا بھی ملک ہمارے پیارے رمان
واسے بند سے جو کفار کی چکی پیڑی مسکا رہا ہیں اس کو ان کے ایمان کی امید لگا بیٹھے میں اسی بات سے یاروں
سین ہوئے کہ یہ رب کا نزدیک نہیں پاسکتے۔ اس لیے کہ مٹا رہی حالی ویوی سامنے کی زندگی
میں المال کی آرائش سے۔ اس بابت عارضی کو امتحان نہایت بنایا گیا ہے۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو
تمام دنیا کو ہدایت سے بہتا۔ حدیث پاک میں سے کہ سرور اراں مکہ نے اپنے بیسودہ مطالبوں کی فطرت
میں یہ طالت سال گئے تھے کہ ٹھیکے کے پہاڑ عشاء یہ جانیں تاکہ ہماری بستی کھل ہو جائے اور ہم انچی بڑی
نری کھلی کو ٹھیاں نکالت جائیں۔ میں سے قدرتی میں بیٹھے نکالے جائیں تاکہ پانی کی قلت اور منہنگائی
ختم ہو یا سو اکو ہمارے قصبے میں کریم ملتے تاکہ ہم مشوں میں زمین ملے کریں اور سفر و شجاعت انسان
و بیمار سے زندہ کئے جائیں تاکہ ان سے جست در خیز قیامت کی باتیں پرچھو کتاب کی تصدیق کو
میں۔ اس کا جواب فرمایا گیا کہ یہ سب کام علماء قرآن سے مشکل نہیں مگر بیٹے ایمان لا کر ہمارے دست
اولیٰ اثبات و قطب میں جاؤ پھر سب کچھ تمہارے ہاتھ میں آجائے گا۔ پس نی پاکی کی غلامی شرط سے
”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ“ ”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ“
حقاً مالی و غداً اللہ ان للہ تخلف لمخلو اور لوگ جو ٹھیکے کے کار میں باپوسے عرب کے کافر
بار بار صحابہ میں پوری دنیا کے کام مانا قیامت اسلام کے خلاف ہر طرح کے کافروں یا علی اعتقاد
قولی مل ملا دی اندول کافر موسے ان پر دشمنان فوت ات ان کی بد کرداری بددیانتی اور برے اعمال مقدر
نور ظہر ہے انصافی گستاخی کی وجہ سے دسواٹیوں، لتوں پریشنیوں، ال معیتیں۔ بلائیں، جاکہ نیز
پیوستی میں گی جون کو لڑا رکھ دیں گی۔ ہزار جن کریں بیچ نہ سکیں گے۔ کبھی شکست کی صورت میں کسی مالی
نقصان شجاعت میں ذلت امیز گمانے کی صورت میں کبھی بیماری۔ کبھی ہماری کبھی دہرہ بھٹکے کی صورت
میں۔ کبھی غربت۔ کبھی ملک چھو جانا اور دشمنوں کا قتل و غارت کرنا یا مسلمانوں سے شکست کھانا یہ تمام
مصائب نہ بلائیں اگرچہ سب کو دنیا میں آتی ہیں مگر کافر زیادہ محسوس کرتا ہے اس لیے کہ اس کے لیے یہ چیزیں
ذلت ناکھلی اور حماقت جاتی ہیں یہاں تک کہ کبھی چانگ صدمے سے اس کی موت بھی دفع نہ جاتی ہے
دل پھٹ جاتا ہے۔ مگر مسلمان بحمدہ تعالیٰ بن مصائب کو امتحان و زوی سمجھتے جوئے توکل علی اللہ کی مضبوط
دنیا پر سب کچھ محتاسب شد عاشا ہے اور برداشت کر جاتا ہے۔ میر کامر حریفیں دنیا ہے۔ موں حرمیوں

سے یہ فائدہ دلایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل عمومی سے حاصل ہوا۔ اسی طرح مومن متقی مخلص کا ہر عمل باعث ثواب ہے عبادت ہے خدہ سونا جاگن اور دنیا کا ہی کام ہو۔ اس لیے کہ وہ میراث الہی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے جو عباد خدا اور قرب الہی کا ذریعہ ہے چوتھا فائدہ۔ کافر اور نافرمان فاسق و فاجر اور ظالم اپنے ظلم، جرم، اور سرکشی کی سزا سے بچ نہیں سکتا خدہ کسی جگہ چھپ جائے۔ یہ فائدہ تو کھنڈن و نیابتن کا یہ جو کہ لڑنے سے حاصل ہوا کہ دیکھو حرم شریف بیت اللہ کے گرد دھکنے قابل احترام میں کہ وہاں جنگ و قتال منع ہے مگر اللہ کا عذاب وہاں کے چھپے یا موجود کافر پر وہاں بھی آگیا خواہ کل و جہاد کی شکل میں یا قحط و جاری کی صورت میں۔

ان آیت مظهرت سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

۱۔ پہلا مسئلہ۔ اللہ رسول کے گستاخ سے ادب اور کافر یا بد عقیدہ انسان پر رحم کھانا یا ان کے رحم کی، مانگنا سخت ناجائز ہے۔ لہذا کسی مسلمان کو کسی ظالم کافر و دینی پاک کے گستاخ پر ترس کھانا یا اس کی امید کھ کر اس سے دوستی لگانا اس کے مطالبات ماننا منع ہے یہ مسئلہ۔

دفعہ یا انیس الدین آمنوا (۱۰۸) سے مستنبط ہوا۔ اور اس کے شان نزول سے بھی۔

دوسرا مسئلہ۔ جس طرح خدا تعالیٰ سے کچھ مانگنا نہ سفارش شفاعت کا شرعاً جائز ہے بلکہ مفید اور واجب ہے اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس عالیہ میں بھی کچھ مانگنے اور کسی کی شفاعت سفارش میں عرض و معروض کرنا مکمل جائز ہے۔ یہ مسئلہ بھی۔ دفعہ یا انیس الدین آمنوا کے شان نزول سے مستنبط ہوا دیکھو کفار مکہ کے مذکورہ باتیں مطالبات پر صحابہ کرام نے پیاسے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے مطالبات پر سے فرما دیجئے تو رب تعالیٰ نے اس بارگاہ نبوت میں سفارش کرنے کو بُر نہ فرمایا۔ بلکہ بہت حسین ادا میں کھد کی سفارش سے منع فرمایا کہ ارلی بد بخت میں ان کے مطالبات پر سے گزنا رکھا رہے۔ لہذا اپنے لیے یا کسی گناہگار مسلمان کے لیے نبی پاک سے مانگا ہر جگہ سے تا قیامت جائز ہے۔ نہ یہ شرک ہے نہ بدعت بلکہ سنت صحابہ کرام ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہم۔

تیسرا مسئلہ۔ رب تعالیٰ کسی عیب پر قادر نہیں نہ جھوٹ پر نہ وعدہ خلافی پر نہ خبیث اور شیطانی تدبیریں اللہ کو جھوٹ پر سے پر قادر مانا سے وہ ابدی جہنم میں ہیں۔ یہ مسئلہ لا یُخْفٰی لَیْسَ عَادَ سے مستنبط ہوا۔ اسی طرح سے کہ کما مشہور قانون ہے کہ جب فقط حملہ میر ہو تو استمرار کو چاہتا ہے لیکن جب حملہ اخیر اور جملہ صیغہ مضارع والا جمع ہو تو میں اور بن حرف تحقیق بھی ہے تو کلام میں استمرار۔ دوام اور عدم طاف تا مدت ہوتا ہے یہاں ش تہ تَخْلَفُ لَیْسَ عَادَ میں یہ تمام باتیں پائی جا رہی ہیں۔

در آیت کا نحوی ترجمہ اس طرح ہے بیشک، اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہمیشہ تک کبھی بھی وعدہ فدائی نہیں
 دے سکتا۔ کلام مثبت میں اس کی مثال اس طرح ہے۔ اِنْ دَنْدَ قَرْيَةً يَبْعَثْ بِرِيدٍ كَافِرًا يَهْتَدِى الْاِلَهِ
 اور ان رید بقوتہ، بیشک رید بکفر ای رہے گا۔ یا جس طرح ڈکٹر کسی مریض کو اچھی طرح دیکھ کر کہہ دے کہ یہ
 اب نہ صحت پا رہا ہے یا بیماری رہے گا یعنی اب دیکھ سکتا ہی نہیں دیر و اسی طرح یہاں بھی عدم قدرت
 ثابت ہو گا۔ اس لیے سب تعالٰیٰ کو کسی بھی عیب سے توصوف یا قادر ماننا گناہ ملکہ کفر ہے۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا ان لو شاء اللہ بقاعدہ نحویہ حرف نو۔ ایک
 چیز کی بھی سے «سری چیز کی نفی ثابت کرتا ہے۔ تو معصوم سوا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی ہدایت کو پسند نہیں
 کرتا۔ کیونکہ سیدت کے معنی میں چاہا پسند کیا۔ اور جب ہدایت پسند نہیں تو ہدایت کے لوازمات ایمان
 یقین عبادت ریاضت بھی پسند نہ ہوتی۔ حالانکہ اچھی چیز کو پسند کرنا بھی عیب سے۔
 جواب۔ مشیت اور پسند ایک نہیں۔ عربی زبان میں پسند کے لیے رن کا لفظ ہے مشیت بمعنی قانون
 اور حکم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قانون میں یہ بات نہیں کہ سب کو ہدایت ملے۔ اس قانون میں کیا
 حکمت سے یہ رب تعالیٰ جانے۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ وَلَا يَزَالُ الْكَافِرُونَ
 كُودِيًا میں ان کے کئے کی سزائیں آئیں مٹی مٹی ہیں گی۔ حالانکہ دنیا میں تاقیامت بہت سے لوگ کامر
 ایسے ہیں جو مسلسل پیش میں ہیں۔ اور بہت سوں کو معافی بھی مل جاتی ہے۔ کفار مکہ کو فتح مکہ کے دل عام
 مکمل معافی آزادی مل گئی۔ تو یہ خبر کیونکر درست ہوئی۔

جواب۔ اس کے تفسیر بلاد میں دو طرح جواب دے گئے ہیں ایک یہ کہ یہاں کفار سے مراد کفار مکہ مدینہ اور
 بل عرب میں و سزائے مرد جہاد کا مثال۔ قید و بند ہے اور فتح مکہ کی معافی ان کا آخری حال ہے
 جس کے نتیجے میں وہ مسلمان ہو گئے تھے کامر ہے ہی نہیں۔ یا اگر تاقیامت کفار ہی مراد ہوں و سزائے
 مراد غفلت ہدایت کی توفیق نہ ملتا و قسبی مشیتیں۔ یا گستاخوں کی شکلیں مل جانا مظلوموں میں دلت
 آمیز شکست کھا جانا۔ اور بھلے بھالے پھرنا۔ جیسا کہ اہل فرقوں کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ اور کفر سے مراد
 باطنی کفر ہے۔ تیسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا لَا يُخْلِفُ الْوَيْفَ ذٰلِیْہِ الْكَافِرُونَ کی سز کے وعدے قدرۃ
 اور غُلّ قَبْرِیْثَ وائے خلاف نہیں فرماتا تو کیا مسلمانوں سے کئے ہوئے وعدے رحم کرم کشش کے وعدے
 خلاف فرمادیتا ہے۔ یا گناہگاروں کی معافی کے وعدے خلاف ہو سکتے ہیں۔

جواب۔ معترض نے کچھ فرقہ سے کام نہیں لیا یہاں لَا يُخْلِفُ۔ کا تعلق قادر علیہ اور محمل سے نہیں

ہے بلکہ حق تعالیٰ وعدہ نہ دے رہا ہے۔ اور لفظ وعدہ سے مراد قیامت یا موت ہے یعنی موت اور قیامت مردہ نہ کیے گی یا لفظ وعدہ اپنے جنسی معنی میں سے یعنی نہ کسی کوئی وعدہ خلاف نہیں فرمایا۔ عذاب کا ہو یا عذاب کا اس طرح سے امتزاج بالکل ختم ہو گیا۔

تفسیر صوفیانیہ سو ان قرآن شریف بہ لفظان و اگر ان عارفین کے حالات سے بخبر کسل

دوستی میں پلا دیے جائیں ذہنیت نہ لڑیں۔ یا زمین قلب سورہ گدا قرآنی سے کھڑے کدی

جائے در اس سے اور قدس کے چشمے بہ نکلیں۔ ذہنیت نہ ہو تو باقی قرآن معرفت سے اعلیٰ میں

کہ وہ بہت ہو نفسوں کو رہ کر کے موت لافون کی راہ میں کلام صداقت میں لیا جائے۔ تب بھی

تغیر کے رے سے پہلے ملے ماہ حقیقت پر نہیں گئے من بقہ از فہم حنیفاً ملک یہ سب توفیق نواز

حق تعالیٰ کے لیے میں۔ متقی و سید۔ حدیق ذہنیت بہ نصیب دوش نصیب ی کے ادنیٰ فیض کے ہونے

میں۔ انہذا یا بنش لبدیں اصو ان نو است و نہ لہدیٰ من عینا وادی ستون

کی رہی منزل تک پہنچ جائے داسے موزیں مصلیں کیا بھی ملک نفس سرکش کی ہدایت اور کجیات پاسے

سے بایں نہیں ہوئے۔ ولایت الہیہ کا راستہ کوئی آسان نہیں یہ رب تعالیٰ ہی کی کریمی ہوتی ہے جو ان

کی طرف طلب ہمارے قدم متس لٹکتے ہیں۔ اگر اللہ یہ بتا تو سب کو ای ہستی معرفت کی طرف پہنچنے کی

توفیق عطا فرماتا۔ مگر ایں سے نہیں ہوتا کہ۔ انہذا یا بنش لبدیں اصو ان نو است و نہ لہدیٰ من عینا وادی ستون

راہ عشق کے ملکہوں کا دروں پر ان کی سادہ کاریوں کی سادہ نصیب الہی کی قیامتیں ٹوٹی ہی رہیں گی۔ اور محمدی

کے پردے پڑتے ہی نہیں گئے۔ انہذا یا بنش لبدیں اصو ان نو است و نہ لہدیٰ من عینا وادی ستون

و ب اور سزا و انجام کا دلربا ہے۔ اثر الہی تقدیر سے شروع ہوتی ہے یا تاثیر الہی توفیق سے تاثیر روح
تو قہر ہے۔ اثر الہی کا نتیجہ فعل در شروع حال کا نتیجہ کسب سے اعمال و افعال کی غنیمت رب کی طرف سے لیکن
کسب فعل بعد سے کی طرف سے ہوتا ہے۔ کفر کی بیاہی بھی کفر ہے مگر یہاں کی بیاہی بل یہاں کے دلوں
میں کفر کی طرف سے ہوتی ہے جو اس میں ہے۔ وَ لَئِنْ عَلِمْتُمْ لَظُنُوبَکُمْ

وَلَقَدْ اسْتَهْزِیْ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ

اور لہذا بیشک مذاق اڑایا گیا رسولوں کا سے پہلے آپ کے

اور بیشک تم سے پہلے رسولوں کی بھی غیبت کی گئی تو میں نے کافروں کو

فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا اٰثِمًا اخَذْتُهُمْ

تو میں نے ان کے لئے کافروں کو

کچھ دنوں تک قید کر دیا۔ انہیں پکڑ کر

فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ ۝۳۱ اَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰی

پھر پکڑیوں میں نے تو دیکھا کیسا عذاب میرا کیا پس وہ قائم ہے

جہاں عذاب کیا تھا۔ تو کیا وہ جہاں پر اس کے

کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ

ہر حال کے جس سے اس کے بڑا کر دیا اور اس نے ان کا ہر حال سے بڑا کر دیا کہ شریک بہت سے

دل کی گواہی۔ تمہاری کہنت ہے کہ وہ ان کے شریک ٹھہراتے ہیں۔

قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَہُمْ بِمَا لَا یَعْلَمُ

کہو کہ نام تو تو ان شریکوں کا کیا ایسی خبریں دیتے ہو ان کو جس کو وہ نہیں مانتا

تم فرماؤ ان کا نام تو تو کیا اُسے وہ بتاتے ہو جو ان کے علم

فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ط بَلْ

روسے زمین میں یا ظاہر ہوئے دلائل سے صرف ایک بات بتلائی جا رہی ہے۔ ساری زمین میں نہیں یا ایسی ادھری بات کہ

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ

بہت دیا گیا ہے ان کے برکات کو روک دیا گیا اور ان کے گئے سے کارروائی کی نگاہ میں ان کا لڑنا اچھا نہیں اور

السَّبِيلِ وَمَن يُّضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

بے راہ اور جس کو گمراہ کرنا ہے اللہ پس میں سے پہلے اس کے سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کون ہدایت

مِنْ هَآدٍ ۝۳۳

کوئی ہدایت دینے والا

رہنے والا نہیں

تعلق ان آیات کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔
 پہلا تعلق پہلی آیت میں موجود کلمہ کی بدھتوں کا ذکر ہوا تھا جس کو سن کر انہوں نے بھانے
 حیرت حاصل کرنے ڈرنے کے جنسی مذاق اڑانا شروع کر دیا تھا۔ مسلمان اس کر پریشان ہوئے تھے یہ مصلحتوں
 کی تسلی کے لیے آیت اتری اور فرمایا کہ پہلی تو مول نے بھی اپنے نبیوں کا مذاق ہی اڑایا تھا تو ان پر کسا عذاب
 آیا۔ بلکہ یہ جہاں کہ انہیں ان کا بھی خراب ہی ہے۔ دوسرا تعلق پہلی آیت میں موجود کلموں کی تفسیر
 مذہب کا اندیشہ ذکر کیا گیا تھا کہ اس طرح ان کو مذہب پہنچ سکتا ہے۔ ان آیات میں سالنہ کلمہ کے ان مذاہب کا
 ذکر ہوا ہے جو ان کو پہنچ چکا۔ یہ بھی حرف دلانے کا شملہ مفید طریقہ ہے۔ تیسرا تعلق پہلی آیت میں یہ
 بتایا تھا کہ اللہ کا مدد خلاف نہیں ہوتا۔ اس آیت میں اس بات کا ثبوت دیا جا رہا ہے کہ جو وہ عذاب و کرم

خارج ہے۔ مٹی یا پتھر یا ہل و سرے مٹی میں سے بہر حال متحد ہوتا ہے۔ اب رائد ماضی کے یہی
اعتقادی نام ہے۔ خبر و خبر رائد شروع کلام کے لیے۔ یہاں پر رائد ہے کیف۔ اہم مہم یہ سنگن مٹی ہے
جسٹہ ظرف مقدم ہوتا ہے مگر ظرف بھاری ہے مثل عارہ مجروح کے مذکر زانی یا مسکالی اس کا استعمال دو طرح
پر سے ہوتا ہے۔ سوالیہ (استفہامیہ) سوالیہ تیار طرح کا ہوتا ہے۔

نمبر ۱۔ پوچھے کے لیے۔ ۲۔ تعجب دلانے کے لیے۔ ۳۔ خبر کوئی کے لیے۔ ۴۔ خبر کے لیے۔ ۵۔ خبر
یعنی نقطہ ثبات کے لیے خبر واد کرنے کے لیے۔ یہاں یہ ہی آری مٹی مراد میں یہ ظرف بھاری کسی مٹی کا قصہ
کی خبر کسی مضمول پر درم کسی سوم کسی مضمول مطلق کسی حال ہو کر متحمل ہوتا ہے۔ یہاں خبر کاں کی جگہ سے
کان مٹی کا قصہ ماضی مطلق۔ عقاب اس کا اسم فاعل ہے بنا ہے جس پر چھ موائز میں آنا۔ مراد ہے آخری
سرا۔ خواہ دنیا میں ہی ہو۔ جرم یا ذیل کے آخر میں ہوتی حوا قیامت میں جواں دنیا کے آخر میں ہوتی۔
وہ اصل تھا عقابی میرا مذاب مرکب انسانی کی ضمیر تخفیف کے لیے گر گئی اور کسر بطلوہ نشانی رہ گیا۔ اجز
سوالیہ انکاری ہے اگلی عبارت سوال ہے۔ اس کا جواب سے لگا۔ یعنی نہیں۔ پوشیدہ اس لیے ہے کہ
بندہ مومن سے یہ جواب اپنی زبان و قلب سے دینا ہے۔ اب حرف نائد۔ مٹی موصولہ واحد مٹی خبر مطلق اسم
ہے۔ بحالیت رت جتنا ہے اسے سے مل کر۔ ضمیر واحد مذکر مروج مضمول موصوف سے قائم۔ اسم
مطلق مبعوث واحد مذکر اپنا جملہ اسمیہ کی صفت سے علی جائزہ بھی چند ظرفیہ کی اہم تاکید کی مضافہ کیلئے کا موصوف
مسمیٰ فرد واحد۔ یعنی ایک حال ایک شخص۔ کل سے موجودیت یہی اس مسمیٰ ہر جان سر شخص۔ بحالیت کسر مضاف
ایسے گل کھا اور چارہ مجروح متعلق اول ہے قائم کا۔ ت جلد مسمیٰ مع ظرفیہ۔ نام موصول بحالیت کسر مجروح
کا غیر ذوق عقول کے لیے مراد میں اعمال ظاہری گیسٹ فعل ماضی مطلق معروف مبعوث واحد موصوف ثانی اس کا
مال مسمیٰ غیر موصوف مستتر کا مرجع نفس ہے۔ نفس پڑ کر صورت نقلی ہے اس لیے یہ مبعوث موصوف ہوا۔ کسٹ سے
ہا سے۔ مسمیٰ اما و تعلی تعلیق کلی۔ باتیں کرنا۔ اقرار لسانی۔ نیک رہنا۔ گناہ کرنا۔ تجارت را با مال گناہ آل اولاد۔
ہاں مراد میں اعمال بد۔ یعنی گناہ۔ باہر نیک مداخل۔ یہ جملہ اسمیہ موصوف ملہ ہوا نام کا۔ وہ چارہ مجروح مضمون دوم
ہے قائم کا۔ اسم موصوف سے مل کر ملہ موصوف کا۔ اور مٹی جتنا کی خبر پوشیدہ ہے۔ داؤ۔ مٹی جلد ہی مٹی۔ ایز
ندانیہ۔ اس جملہ فعلیہ نے دلالت کی ہے مٹی جتنا کی پوشیدہ خبر پر۔ ایک دل میں داؤ جاری ہے اور اس کا
فعل پہلے کلام افسوس رائد سے ہے۔ کب دل میں داؤ عالج ہے۔ اور عطف ہے۔ افسوس ہی رہے
بہلا قول درست ہے افسوس کا ترجمہ ہی طرف رائد ہے جمع مضمون۔ فعل ماضی مطلق جمع مذکر۔ اس کا نال مضمون
مستتر کا مرجع اذنی کفر و سے جلد سے جاسے مسمیٰ۔ دسی جلد ہی جانا مٹی مبعوث۔ ربالی بنانا۔ یعنی اقرار

بجول میضہ جمع مدکر نائب اس کا نامل غم ضمیر جمع مستمر کا مرجع لغزین ہے۔ ایک فرست میں مذکر نامل معروف ہے۔ بہر حال متعدی ہے۔ مذکر سے ماسے معاً صفت ثلاثی ہے۔ معنی راگ۔ نہ کرنا۔ یہاں پہلے معنی میں سے من جائزہ مجاورت کے یہ سے بھی کسی طرف سے صفت کر دوسری طرف جانا۔ یا فقط ہٹنا۔ یا فقط جانا۔ یہاں پہلے معنی مراد میں۔ یعنی ایک صراط مستقیم سے روکے گئے در باطل راہ پٹائے گئے السل۔ الف لام صمد خارجی بیل ہر ذیل فعل مضارع مضربہ مبالغے کے یہ بھی صمد کھلنا مستہ اس کی جمع مکنسے سبل داؤ ابدائیہ سے کلام کے اول ہوتی ہے۔ یکن اہم اصول بحالت فتح سے برائے شرط حصول یہ معذیم ہے۔ یفعل فعل مضارع معروف واحد مدکر نائب کا میضہ باب افعال اس کا مصدر ہے یضلان من سے ماسے۔ صمد معنی میں مستعمل سے یہاں مراد سے گزرا کر نامادام متا ہے لہذا فعل سے متعدی ہوا اس کا نامل سے اللہ بحالت رفع ہے۔ ف حرائیہ ما حرف نفی نام مادہ و ضمیر مجرورہ کا مرجع من سے جار و خبر متعلق سے مشحود۔ پوشیدہ نام مفعول کا من جائزہ تبعیضہ صاۃ اسم نامل صمد واحد مدکر نامل تھا حادی ہی نام کہ حرف ملت جو ہر نقل و جعل اگر کئی تئیں تکیری سے معنی کوئی۔ صاۃ صَدَّی سے بنا ہے بمعنی راستہ دکھانا۔ علامہ جوکر مجرور ہوا۔ جلد و مجرور متعلق دوم ہے مودود پوشیدہ کا اندرہ حزا ہے من شریہ کی۔

تفسير العالم

تفسیر عالمائے
و بعد انشہور فی رئیس قن صلات و صلیت لفظی کفر و کفر حدیث
اے کیا ہاں بعد میں خود بخود علی کل نفس سا کسبت و جعلو شہر کا
اسے یہاں سے نبی ال کے یہ مطالبے نقطہ دل لگی منسی ملاں کے لیے میں نہ کہ حقیقت پسندی کے لیے اور بسے حق
کرنا کفار کا پرانا طریقہ ہے آپ سے پہلے رسولوں سے بھی منسی ملاں کئے گئے اور ہنسے عجیب عجیب مطالبے
کئے گئے جسے تو ان کافر قوموں کو بھی میں سے ذلیل دی اور کھلی منت تک ان کو اسی سرکشی میں بٹھکے وہاں
تمام مرمہ ہمارے یہاں سے زیادہ کرام ال کو بھلاتے بتاتے مانتے ہی رہے۔ لیکن جب ان کی کفریات
اور یہود گیا گستاخیاں بڑھتی ہی گئیں تو پھر میں نے اپنی قناریت و مزایات کا خدا سا اظہار فرماتے ہوئے ابد
عظام کے ال بدھیب گستاخوں کو رسا پڑا اور کڑا کہ عالم انوار سے اسے نبی تمہارے بھی دیکھا اور ایسے ایسے
دنوں کے ایمان والوں تاریخ والوں نے بھی مشاہدہ کیا۔ اور کھلا اور بڑھنے والوں نے پھیلے واقعات میں
پڑھ لیا کہ کیسا عبرت انگیز ذلت آمیز تھا میرا در مطلب جو دنیاوی زندگی کی آخری ہی سرانجامی مان و قات
ما میرے بھی اگر یہ ابو جہل وغیرہ کا رہن اور تباہی تک کے ابو جہلی گستاخ آستانہ نبوت کے بے ادب و ہر
نہ پکڑیں تو حیات و موت کی ذلت والی حالت سے نہیں بچ سکتے۔ مگر پھر حسب کریم رؤف رحیم صلی اللہ

بلکہ دہلے کے صدر اور طفیل سے طریقہ، بالغ کی ناکمالی، طوفان آسمانی مدد سے توڑا گئے مگر موت در بدر کی
 میں ن کی شکست خوردہ حالت اور اس سے پرستیں بگڑ جانا۔ جسموں میں بد بو پڑ جانا۔ اور ایسی کربہ مسلط
 ہو جانا کہ خیریت بھی مہر دکھانے کے قابل نہ رہیں یہ اتنا صحت موات ہے گا۔ اس لیے ہر انسان کو گستاخی
 موت سے بھینچا چاہیے اور صالحین عابدین۔ راہب کو گستاخوں سے بہت ہی دور رہنا چاہئے۔ درندہ
 برا کھام کچھ۔ میں محققین ماسرہاتے ہیں کہ انبیاء کرام کی بات۔ ماننا ان کے علم۔ شان۔ قوت۔ طاقت
 و معجزات کا انکار کرنا ان کے علم و علم حاصر و ناظر ہونے کو مایہ سب استغریب ہے اسی طرح نبی علیہ
 صلوٰۃ السلام کو مجبور و بے بس۔ غیر متاثر سمجھنا اور کھانا اور کھنایا بھی استغریب ہے۔ ابتداء آزمائش سے آج
 تک جسے بھی کاذب ہونے والے جس نابینا پر طوطا کے مداب آئے اس کی بنیادی وجہ یہ ہی بالکل عقائد
 ہے ای۔ نہ سے وہ مایہ کرام کی بات نہ مانتے تھے وہ ظہار مجبوری کے لیے ہی وہ کافر اپنی مرضی کے بموجب
 مانگتے تھے۔ اسے مقدس و بالکمال نبی بن جادوؤں کی طاقت کا تو اندازہ لگائیے کہ نبوت کے لیے اتنی قدیں
 کو یہ کر دے کہ وہ گمراہ و جہت گیری۔ انسانی ہم در قوت و طاقت و وزیر کے لیے کوئی فائدہ نہیں رکھتے۔ مگر
 یہ اصولوں کا پیچھے ہٹنا۔ انہوں کو عبودیت مان لینے میں معبودیت تو ہر حال نبوت سے
 انہوں کا خیال ہے تو یہ کارہ سے قول سے وہ مطالبے کو نہیں کرتے جو آپ سے کرتے ہیں۔
 وہ جتنی تو دبی ہو سکتا ہے نہ ہر جان کے ہر مل سے کسب اور ہر حال پر مردانہ ہر بلک جانتے۔ اہم
 یہ تو۔ بلکہ قائم۔ مذہب و موافق کائنات بھی کا وہ اسب کسی سے دور نہ ہو۔ اور وہ تو نقطہ رب تعالیٰ
 ہی ہے تو کیا اس ذات عظیم کو مدد دے مانتے ہوئے عجب غصے کے مر اٹھل پر نہیں ہے حواس سے نکلیا پھر
 ان کو کچھ یاد دلانے کے لیے انہوں نے سائنسی غماں ملک کو چھوڑ کر افق کے شریک ٹھہرایے۔ اور شریک بھی
 اسے جس کا نہ سر۔ یہ نہ بتا رہا تھا۔ انہیں اسے دیکھنے کے نام رکھ لے اور خود ہی کاشا پھری لے کر سرکش
 کر لیا۔ اسے نی۔ کل پوچھ کر ایم یسے۔ سُبْحًا هُوَ اَمَّ قَبْلُ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ
 ہنس نکلے میں دینے لگا۔ اے خدا ہُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ
 اسے نہ بر سو دراپنے ال۔ توں کا کچھ نام تو بیاں کر دیا کوئی نام تجویز کر کے سوچ سمجھ کر ان کے مفکر کو۔
 اس لیے کہ نام یادانی ہوئے یا معانی کا دلی ہر نقطہ مگر ہی پھر ہے۔ لیکن معانی نام کسی معنی کے اعتبار
 سے ہونے میں لہذا معانی نام سمجھنے کے لیے وہ صحت۔ بت کرنی ہر سے گی خود معنی کی جیسے خالق داروں کو
 غماں میں جیسے خاندان و تار و تیر و مار یہ تہ نہ مع دے سکیں۔ یہ غماں اس لیے ان کو کوئی نام نہیں دیا جاسکتا
 کہ نہ سولی طور پر دینی نام نہیں بنا سکتے ان کو کوئی نام دینے کی جرئت کر سکتے ہیں تو کیا رب تعالیٰ کے سامنے

سے شریکوں کو یاں کرتے پھرتے ہیں کہ وجود کو وہ عظیم و عظیمہ جو کائنات کے ذرے ذرے کو حاکم
 ہے۔ اس میں ہر وہ بھی نہیں جانتا۔ اگر میں کسی بھی قسم میں کوئی بھی کسی چیز میں بھی اس کا شریک ہوتا
 تو وہ جانتا یا نہ جانتا ہی ہوتا۔ اُن سے اُن جنوں کے نام گھر منے رہتے ہو کہ یہ درست کی دیوی سے رانی
 کا دیوتا۔ کالی دیوی سے یعنی کال در قحط کو دور کرنے والی دیوی۔ یہ سب یہودیوں میں
 تہذیب۔ بہت کسی صفت میں سب کائنات کے شریک نہیں تو استحقاقِ صاف میں کس طرح شریک ہو
 سکتے ہیں۔ "سب ان کا کوئی مخالف نام حقیقتاً نہیں ہو سکتا تو سختی نام یہودی کس طرح ہو سکتا ہے بلکہ یہ
 سب ان کے اپنے ملک و دیوبند میں ان کا دوسرے کے دل و دماغ عقل و فکر و فہم سے اس سے میں جو جھوٹ نا
 دیے کے میں یہ خیال ہے کہ میں یاں کے باپ "اں سے یا نہ توں جو گویں "اںوں میں سے
 "اںوں سے" مستحکم سے رو کے گئے میں۔ یا توں ہی مگر میں نے رک اب اس کو مومن ہی نہیں مل
 سکی اور ان کی مدد سے ان کو نکال دیا ہے۔ یاں گدے سے پیدا دل کو خود رب تعالیٰ
 سے اس کی امداد کی گئی کی و اس سے اس صفت سے قرآن و حدیث سے پاکر و راں مسلمانوں سے رک
 دیا ہے۔ "اں یہ قاضی بصرہ متاثر سے تھکے سے اں حقیقت سے کہ جس کو رب العالمین
 کو ہی میں بھٹکا چھوڑ دیتا ہے۔ ان کو کوئی بھی کسی بات میں سے نہ۔ قصہ کہنے سے "اں جو گدے کی قہر
 اس طرح زمانی ہے کہ اسے سب کیم ان کا نروں متروکوں سے فرما دے کہ جاؤ اپنے توں کے جو چاہو
 رکھتے ہو۔ یا اللہ کے حضور ان کی مخالفت سے "اں گدے سے "اںوں کو گاہ پر کرتے ہو
 یہ قصہ اس ایت کی ان طرح بھی ہے۔ کہ اسے کاندھت پر سوتم ان صوفیوں کے کچھ نام رکھو۔ "اں
 یہ کچھ ہی نہ جائیں گے۔ ان کی حکمت لازم ہے۔ اور اہل بیکار و ناتواںی باتوں سے تم ہو گے۔ "اں کے
 ویسے سفارشیں اور نام گئے۔ "اں دلیفے اس ذات عظیم و عظیمہ کے درگاہ میں کچھ فائدے سے لیں وہ سب
 تان اس است کو خوب جانتا ہے کہ ان دوسروں کو تانوں کا نام و شان بھی زمین پر میں "اں عاقلوں پر ہونے
 کے تو یہ کاذب خود می غافل نہیں۔

ان آیات پر سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ پہلا فائدہ۔ بہت سے سب سے بڑا مذہب ڈھیل لٹا ہے۔ دنیوی زندگی و دُغم پر مشتمل
 سے "اں ڈھیل یہ کافر منافق اور فاسق کے لیے ہے یہ عصبانہ کی دلیل سے نمبر ۱۔ مہلت یہ عصبانہ اسی
 ہے در مسلمانوں کے لیے ہے۔ خوش قسمت بندہ وہ ہے جس پر یہ کیاں آسان ہوں "اں گدے مشکل بد عیب
 سے وہ شخص جو گدوں کو آسان کر لے اور ان کیوں کو مشکل کرے۔ اور ان کی حیاں زندگی نقطہ ایک ڈھیل بن گئے

یہ فائدہ فائدت (یعنی) سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ دین کے کام کرنے والے کو دنیا کی باتوں سے
 باز رہنے اور دنیا پر رسول کی کڑی کیل بائیں سن کر گھبرا نہیں پائیں۔ چنانچہ گھبرا کر دینی کام چھوڑے بلکہ دین کا
 میں لگاؤ ہے۔ اسی قلمی مشقوں پر نشانوں کا ثواب ملتا ہے یہ بذات اللہ ماننے تو شروع سے پہلے آرہے ہیں
 ایسا کرم سے باز نہیں آئے تو کوئی اور کس شمار میں ہے یہ فائدہ دلفن (استغفری) سے حاصل ہوا
 بعد اس بات سے ملاستانج اللہ مسجدوں کے فی سبیل اللہ کام کرنے والوں اور تعمیری فنڈ جمع کرنے والوں کو
 مدد دل نہیں ہوا چاہیے۔ تیسرا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب صرف آسمان سے ہی نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے
 کے مندوں کی طرف سے بھی آسکتا ہے۔ لہذا اولیاء اللہ استاد۔ مرشد کی نلاما علی اور والدین کی بددعا یا
 سی کرم علی اللہ علیہ وسلم کے جہاد۔ قتال غزوات یہ سب عذاب الہی ہے ان سب سے بچنے کی کوشش
 کرنا چاہیے۔

احکام القرآن

ان آیت تفسیر سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کو کسی آن بے علم بہمان کفر ہے وہ جیشہ سے جیشہ تک ہر
 چیز کو ہر وقت جانتا ہے۔ موجود کی وجوہیت کو اور معدوم اشیاء کے عدم کو جانتا ہے۔ ایک دہائی صاحب نے
 جنت النیرین کتاب کے تفسیر میں کسی صنف پر سب تعالیٰ کی بے علمی لکھ ڈالی یہ ان کی کفریہ نادانی ہے ہاں اہل جہاد
 کے عدم کو باہم کے وجود کو وہ نہیں جانتا کیونکہ یہ ہے ہی نہیں یہ مسئلہ لا یعلمہ فی الارض سے مستنبط ہوا۔
 دوسرا مسئلہ۔ شریعت اور طریقت میں اپنی عقلیں دوٹو کر لایم ہی اسی طرح اپنی فہم کے مطابق کسی کو اچھا
 سمجھ لیا یا اچھے کو برا کہہ دینا بھی شرعاً حرام ہے۔ یہ مسئلہ بن نثرین سے مستنبط ہوا۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا اَفْهَمَ هُوَ اَجْمَرُ یہ جملہ سوالیہ ہے جس میں تقابل ہے
 در تقابل میں شرط ہے کہ اسی قسم کا ایک اور جملہ بھی حرف مطلق تردیدی کے ساتھ ہونا کہ برابری کا سوال مکمل
 ہو مگر یہاں اَفْهَمَ وَ اَجْمَرُ اللہ (یعنی) کا طرح بیٹے جیسے کے مطابق نہیں ملتی ایک یہ کہ داؤد ماحضہ لایا کہ
 حرف مطلق اُویا مانا جاسیے تھا۔ دوم یہ کہ بَطَلُوا۔ جملہ فعلیہ ہے جس سے کفار کا ایک فعل و عمل یا عقیدہ ثابت ہوتا
 ہے جب کہ پہلا جملہ اسمیہ ہے اب وہ سوال کے لیے درست ہے دوسرا جملہ اس کے مطابق نہیں ملتا۔

جواب۔ تمام مفسرین الہیات پر متفق ہیں کہ یہاں ایک عبارت پوشیدہ ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ وہ جہاد
 کیا ہے چنانچہ ایک قول ہے کہ کَتَبْنٰ بَنَسْ كَذَّابًا بلکہ یہ ہے۔ اللہ معنی ہے کہ جو فلاح ہر نفس پر قائم ہے
 کیا اس کی مثل سے حوالہ دے رہے ہیں۔ اور اس کے وجود اس میں نے اللہ کا شریک بنالیا۔ دوسرا قول ہے کہ یہاں

پوشیدہ نہ ہو جھوٹ۔ ہے اور حقیقی سے کہہ کر یہ وہ ذات حرقائم ہے۔ اس کی توحید انہوں نے رمانی اور مانیوں نے الشریک کی طرح بیکسر اقل سے نہ پہلو۔ یعنی معصوم ہے اور حقیقی اس طرح ہے کہ کیا وہ ذات جو قائم ہے ہر نفس ہر اس کے قائل سے اور نہ کفار کے باطن پر اندر کے لیے متربک۔ یعنی اندر ہر مل کو دیکھ رہا ہے تو شریک بنانے کو بھی دیکھ رہا ہے۔ اور سوال تقابل کا نہیں بلکہ اقراری ہے جتنی کیا پس وہ ذات ہر نفس اور ان کے شریک بنانے کو دیکھ رہی نہیں ہے۔ ان تیسوں صورتوں میں مطابقت ہو گئی۔ دوسرا اعتراض یہاں فرمایا گیا۔ فریق اول دھندلہ ہر دونوں مل محمول میں مادہ برے اس کا مزین ہوا بھی ہلے اور مزین کتا بھی اسی طرح حق مادہ سے رک بھی ہوا ہے۔ فریق اول مزین کو ملے دلا کون مد کے دلا کون ملے ہے۔ مگر کہو کہ شیطان یا شیطانوں کو ملے تو ان کو کون مد کے ملے اس طرح تسلسل یا دور لام آئے گا اور دونوں باطل اور اگر کہو کہ ہر شخص کو ملے تو ان کے مزین کرنے والا ہے تو مل تو ایک کا ہی ہے۔ مگر کہو کہ اللہ ہے تو اللہ تعالیٰ تمام محبوب سے پاک ہے۔

جواب۔ اس کے تدریب ایک یہ کہ یہ دونوں محمول نہیں ہیں بلکہ ایک قرنت میں دینا اور صندھ معروف ہے کہ مل تو مصوبت گھنے کے اور وہ خود رک گئے۔ درمیان جواب سب سے کہ نفس اللہ سے تو مصوبت سنا سنا نفس اللہ نے ہی رکھا اور نفس اللہ کو اختیار ملا ہے جیسا کہ شیطان کو۔

تفسیر صوفیانہ

وَلَقَدْ اسْتَهْوَيْنَا بِرُسُلِنَا مَنَاقِبُثَ بَدَا بَيْنَ شَمِّ حَدِّ تَهْمُ وَ كَيْفَ كَانَ جَعَابٍ۔ اسے نور مصطفیٰ سے چلتے ہوئے تلب مرث اس عالم نفسانیت کو دست کہنے کے لیے جس حادی و مرشد نے بھی رسالت مرثانی کا پیغام الہی سن لیا تو وہ بل سموت سے مذاق کا نشہ بنایا گیا۔ مگر اسے نفس و مرث سے بل جنابت نفسی کو گوارہ نہ کیا تو میں نے کفر و عناق و مل و مرث کے مکاروں کو ہادیئے لایا مصوبت طلبا بنالینے کی کچھ ہی مل مصبت دی یہ ہر زبان آخرت ہر دشر کی رسوائیوں و لو لکھ ساقہ میں نے بڑا تو مرث و مرث نے دیکھا کہ کیسی تھی میری سزا۔ صوفیا فرماتے ہیں رباری قتل ہزار مل گاہ کش جوتا ہے مگر اپنے بیوں و بیوں و پیدار مل کی گستاخی کیسی معاف نہیں فرماتا۔ مگر ان بو اعلان جنگ پیدا ہے اکتسہ ہو کلا تھو مل بل نفسی معاکست کیا وہ داب ازلی ابدی جو بی تمام مخلوق مرثی فرمتی۔ آسمانی ریشی کے سر ہر فعل مل ارادہ سے فیصد سے خیال و گمان ہر حرکت ہر سانس پر مصوبت قائم اور نگہاں ہے۔ ہر طریقہ ہر زبان و لغت کے ذکر سے واقف جو کچھ کسی نے سمجھی کیا اس سے باخبر۔ واد است احوال صفات کو جاننے والا و جَعَلُوا اللّٰهُ شُرَكَاءَ وَاِذَا ابُلُ بِاللِّ غَابَا دُنْيَا كَيْفَ شَرِكُ نَفْسَانِيتِ کو بھی جہنمے والا ہے جس جس کو انہوں نے اللہ کا شریک مقصود و مطلوب بنایا۔ ملائکہ خود بھی یہ اہل نفس و شہوت حقیقت سے باخبر تھے۔ اسے ضمیر یا شعور اپنے قالب کے ن سرکوں سے سرا سگو تھو ائم تکتونہ ہاں لا

بَعَثَهُ إِلَى الْأَرْضِ وَأَمَرَ بَنِي هَارِثَ مِنَ الْفُجُولِ . . . اپنے مکروہ پر کام ایمان و اسلام کہ یا اپنی
خواہشات و ذلہ کو کرامت کا نام دے لیا ہے۔ یا بے جادو کے شجرہ دل کو ٹیلیات و لایت سمجھ لیا۔ یا کرب
کی طرف اسے فانی و معدوم چیر کر مہوب کرے جس کو دے دین پر کن نہیں جانشایا بالکل بہت و حدی اور
منہ کی نافرمانی است۔ مونی و کرام فرماتے کہ یہ آیت ظاہر میں کفار کے لیے مگر باطن میں فانی کے لیے کافری
نے بت بنا کر اسلام کا معاملہ کیا اور فاسقین نے شریعت و طریقت کے مقابل اپنی نفسانی خواہشات سے مقابلہ
کیا۔ بَلْ تَرَىٰ أَنَّ كَثَرًا مِّنْهُمْ وَاصُوا هُوَ وَصَدُّوا عَنِ الْتَّائِبِينَ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ
بلکہ ان ہی کامرین و فاسقین کے لیے ان کی اپنی بنائی ہوئی مکر کی دنیا جو بصورت کر دی گئی وریاں بہتہ و دستار
نے ہی براہ راست و مشقت کے رو سے ن کو روک دیا۔ یہ ان پر تہر بانی ہے اور جس کو وہ بے نیاز ذات راہ
حق اور وادی عرفان منزل قرب میں آئے دے تو پھر کس نصیب کو کبھی کوئی دور و دریا کار سستہ نہیں
دکھا سکتا۔ نہ پھر اس کی ریاضت عبادت مشقت اور ترک دنیا عبادی بارگاہ بن سکے۔ مونی و کرام فرماتے
میں کہ یہ شقی ذلی دی و گ مبی جو بغیر مرشد بغیر ہمت و ایات راہ ملک میں قدم رکھتے ہیں۔ اور جو وسیلہ نبوت
سے منکر ہیں۔ حضرت عجم الامت سے فرمایا کہ تمام عبادات و اعمال کمالی کی فتنہ ہے اور عبادت مرشد بہتر ہے
نہ کہ بے مرشد سوزہ کے کالی گھر سے مرید کا تار جوڑ دیا ہے۔



لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَعَذَابٌ

ہے ان کے عذاب ہے دنیاوی زندگی اور آخرت کا عذاب

آخرت کا عذاب اور دنیا کے عذاب

الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَالَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ

ناگوار اور نہیں ہے اُن کے طرف سے اللہ کے کوئی

سخت سے اور انہیں اللہ سے بچا ہے والا

وَأَقِمْ ۝ مِثْلَ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۝

یہ ہے ۱۱۔ مِثْلُ اس منت کی جس کا وعدہ کئے گئے متقیوں کو عارضی میں سے
وہاں ہیں۔ نوال اُن جنت کا کہ وہاں کے یہے جس کا وعدہ ہے

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝ أَكْلُهَا دَائِمٌ ۝ وَ

نہے اُن کے نیچے سے نہریں نکلتی ہیں۔ کھانا ہمیشہ

کے لئے ہے۔ یہاں سے جس کے یہاں سے جنت

ظِلُّهَا ۝ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۝ وَعُقْبَى

ظلہا بھی اُن کا۔ یہ تھا انجام ہے اُن کا جو متقی تھے۔ اور برا انجام

کے کا یہ۔ انہوں کا تو یہ انجام ہے۔ اور کاسہوں کا انجام

الْكُفْرَيْنَ النَّارُ) ۝ وَالَّذِينَ اتَّبَعَهُمُ الْكِتَابُ

کافروں کا۔ یہ ہے۔ اور جس کو وہی ہم سے کتاب ملی کہ

ہو۔ اور جس کو ہم سے کتاب ملی

يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

موتی دیتے ہیں۔ اُن جو مال کہا گیا ہے آپ کے پاس سے۔ گروہوں کو

اور میں ہر حوشتیں ہوتے ہیں جو ہماری طرف آئے۔ اُن گروہوں کو کہ وہ ہیں کہ

مَنْ يُنْكِرْ بَعْضَهُ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ

وہی جو منکر ہوتے ہیں۔ بعض سے کہ کتاب کے تم کو فقط حکم دیا گیا ہے کہ اس کا کہ عبادت کرو

میں کے حص سے منکر میں تم فرما دیجئے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی

اللَّهُ وَلَا أُشْرِكُ بِهِ إِلَٰهٌ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ

اشد کی اور نہ شرک کروں اس کا کسی کی طرف میں ملانا ہوں اور اسی کی طرف
کروں اور اس کا شریک نہ ٹھیراؤں میں اسی کی طرف بلانا ہوں اور اسی کی طرف

مَآبِ ۳۱

سب کا لوٹنا ہے۔

بجے پھرنا ہے۔

تعلق

ان آیات کے زیر کا پہلی آیات کریمہ سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق پہلی آیات میں کفار کی ذمہ داریوں کا ذکر ہوا۔ یہاں ان آیات میں ان کی سزا کا ذکر ہے جس سے یہ آیات کا تمہ ہو گئیں۔ دوسرا تعلق پہلی آیات میں بتایا گیا تھا کہ ان کو اپنی فریب کاریوں کی زینت والی معصوم ہوتی ہیں اور ان کی نگاہوں میں ان کے کارنامے بے ایمانیوں کی خصوصیت ہیں۔ اب ان باتوں میں حقیقی اور دائمی زینت والی جنت کا ذکر ہوا ہے۔ تیسرا تعلق پہلی آیات میں فرمایا تھا کہ ان شخص کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا جس کو رب تعالیٰ ہدایت نہ دے۔ اب ان باتوں میں بتایا جا رہا ہے کہ رب کی ہدایت کہاں سے ملتی ہے۔ وہ اس کتاب میں ملے گی۔ اسی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے جو نبی کریم کی پکار پر لبیک کہہ دے گا وہ ہی ہدایت یافتہ ہوگا۔

تفسیر نسوی

لَقَدْ عَذَّبْنَا لِي الْحَمُولَةِ الذَّنْبُ وَنَعْدَابُ الْآخِرُونَ شَقِيٌّ وَمَا لَهُمْ مِنْ
اللَّهُ مِنْ دَٰئِنِ لَامٍ جَانِ تَخِيصِ كَيْسِ مُنْمٍ حَمِيرٍ جَارِدٍ مَجْرُورٍ مُتَقَلِّبٍ بَعْدَ سُبُوحٍ
بَارِتٍ پُوشیدہ کا عذاب اس کا مال ہے یا نہ مال نابل خیال رہے کہ لام جائزہ جو وہ طرح استعمال ہو رہا ہے
منیر پر داخل ہو تو ہمیشہ مفتوح ہو رہا ہے اور اگر اسم ظاہر پر آئے تو ہمیشہ مجرور۔ بجز منیہ منکلم کی کے کہ اس
میر کے ساتھ مجرور ہوگا۔ عذاب بروزن فعل مبالغہ کا سینہ ہے معنی سخت تکلیف۔ بری۔ اور انیوی ہوا
خروی۔ بی جائزہ ظریۃ الخیلة۔ الف لام استقرائی یا ممد ذہبی محالیت کسر و ما قبل سے مجرور ہے۔ جارد مجرور متعلق
دوم ہے ثابت کا۔ ام جامد کے معنی میں مستقل ہے یعنی زندگی مصدر بھی خیا ہے یعنی زندہ ہونا (لازم ہے)
یا زندہ کرنا۔ (متحدی ہے) جو اس سے مشتق ہے معنی موجود ہونا۔ موجود ہونا۔ اصل زندگی میں قوتوں کا نام

ہے سر۔ وقت نامیہ۔ نمبر ۱۔ وقت حسیہ۔ نمبر ۲۔ وقت عقلیہ فیہ۔ اس لیے حقیقی زندگی انسان کے پاس ہے۔ جلوت موصوف ہے الدنیا اسم تفصیل مؤنث صفت ہے جلد مجرور متعلق دوم۔ ماؤ عالیہ لام تاکید زندہ (بے عمل) اکثر متاخر آتا ہے۔ مذکور سمات دفع متعلقہ تئیں سے مانع اضافت ہے الاخریہ۔ الف لام مدی آخرت اسم فاعل مؤنث ہے آخر سے ماہیہ بمعنی بہت بعد میں ہونا۔ معانف الیہ سے۔ یہ مرکب سال متاخر ہے اشیق اسم تفصیل مہمات دفع بہرے متاخر کی۔ شق معانف ثلاثی سے بنا ہے معنی بہت ہی سخت تکلیف دینا۔ مشقت ڈالنا۔ داؤ ابتدائیہ سر جملہ کانا فیہ لام ہارہ دفع کاظم غیر جمع مذکر نائب کامر جمع الذل سالفہ متعلق ہے موجود پائیدہ کامن ہارہ چودہ معنی میں مستقل ہے۔

سر۔ متاخر غایت کے لیے یہ اہلی معنی ہے۔ نمبر ۱۔ بعضیہ۔ نمبر ۲۔ یا نہ۔ نمبر ۳۔ تعلیلہ۔ نمبر ۴۔ بدیل۔ نمبر ۵۔ معنی میں جانہ برائے مجاہدت۔ نمبر ۶۔ بمعنی ب ہارہ۔ نمبر ۷۔ بمعنی لی ہارہ۔ نمبر ۸۔ جند ظرفیہ۔ نمبر ۹۔ معنی علی۔ نمبر ۱۰۔ افتراق کے لیے۔ نمبر ۱۱۔ دائرہ۔ نمبر ۱۲۔ بمعنی الی۔ نمبر ۱۳۔ بمعنی کبریا۔ یہ معنی میں مجاہدت کہے۔ یا بمعنی ب ہے۔ اکثر مجرور۔ جلد مجرور متعلق دوم میں جانہ بعضیت کے لیے فاعل اسم فاعل باب مرہ سے ہے مل کے شق سے یعف مغزول ہے۔ معنی بجا۔ حفاظت کرنا بہر صحت متعلق ہے یہ صیغہ اصل تھالی۔ تئیں کے بوجھ کی وجہ سے ہی حرف ملت جڑی۔ مہمات کسر ہے متعلق سوم ہے (بک پر شبیدہ موجود کا مثل اٹھنے الٹی وعدہ المتقون تجزی میں توفیق الا فہم کلمہ فارض و ظہر باندق عقی الدین القو و عقی الحکیمین الشار۔ مثل اسم مفرود ہارہ حالت دفع مد سے۔ تجزی فعل اس کی خبر ہے۔ اس کا معنی تسلیم۔ برابر۔ کما صفت کیفیت۔ حالت۔ صفت۔ یہاں بمعنی صفت ہے۔ اہلی حقیقی معنی تسلیم ہے۔ تشبیہ پانچ قسم کی ہوئی ہے۔ نمبر ۱۔ ذاتی جس کو مذکرا جاتا۔ نمبر ۲۔ کیفیت جس کو منابہ کہا جاتا ہے۔ نمبر ۳۔ جسمانی جس کو مساوی کہا جاتا ہے۔ نمبر ۴۔ تعدادی اس کو ہم وزن کہا جاتا ہے۔ نمبر ۵۔ موری اس کو مشکل کہا جاتا ہے۔ لفظ مثل سب کے لیے مستعمل ہے البتہ۔ الف لام فہ فاربی بہتہ بمعنی پوشیدہ باغ۔ مراد ہے عالم آخرت بحالت کسر و معانف الیہ ہے مثل۔ موصوف سے نئی اسم موصول فاعل مؤنث صفت سے و مذکر فعل ماضی مطلق مجہول صیغہ واحد مذکر نائب پورا جملہ فعلیہ مل ہے۔ اندر سے بنا ہے بمعنی عہد کرنا۔ اقرار کرنا۔ معاہدہ کرنا۔ یہاں یہ خبری معنی مراد ہیں۔ المتقون الف لام متفرقی۔ جمع مذکر سالم بحالت دفع نائب فاعل ہے و بعد کا اس کا واحد ہے حقیقی۔ دراصل مثل تھامتیون کی اپنے ختمہ اور مائل کے کسر کے وجہ سے تغیل ہوئی پھر گئی اور ختمہ مائل کو مل گیا با سبب و و مخرو و فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث فاعل ضارب جزئی ناقص یالی سے مشتق ہے

معنی - پہنا سر۔ تیز چلنا۔ تیزی سے گزرا۔ یہاں پیلے معنی مراد ہیں اس سے پہلے پوشیدہ ہے
 و یا انہ۔ اس لیے کہ یہ خبر اندریان سے نقل کا من جازا یعنی لی فریہ تحف سم طرف ہے بحساب کسر
 سامعیر واحد فوت کا مرجع منہ ہے معاف الیہ ہے عبد۔ انہ۔ الف لام معبر ذمی یا استعری
 مع مکتبہ ہے لغز معنی دو ملک جس کو معنی پانی کے لیے بنا جائے خود بخود نالایا سوایا بڑا۔ گرا بویا سو۔ بحر
 دو راستہ جس کو پانی خود اپنے لیے بنائے۔ یہاں ملک دو نہیں ملک دو یا لی یا سننے والی چیز مراد ہے گویا
 سبب ہوں کہ سبب مراد لی گیا ہے۔ بحالت رفع و تل سے خبری کا انکسار عام حاصل مصدر اٹل سے بنا
 سے بروزن نقل واحد ہے معنی قل۔ کھانے (طعام)۔ میوہ پھل۔ یہاں سبب معنی بی کتنے میں خاصیر
 مجرور متعلق کا مرجع جنت ہے یہ جنت کی دوسری صفت ہے۔ معطوف علیہ سے۔ و ذم اسم فاعل یعنی
 ہمیشہ ہوتے رہنے والے۔ و ذم سے مشتق ہے اسی سے ہے۔ و ذم۔ ماد عاملہ نقل اسم جامعہ و حد ذکر
 سے بھی سایہ بحالت رفع معطوف ہے۔ کل کا خاصیر مجرور متعلق معاف الیہ ہے اس کا۔ معطوف علیہ
 معطوف جز کر خبر ہوئی دائم مبتدا اور میانی کی۔ تعلق اسم اشارہ قریبی ہے لفظا مؤنث ہے۔ غیر متکثر یعنی یہ
 بحالت رفع مبتدا ہے اس کا اشارہ الیہ محذوف منوی ہے مراد ہے جنت اور اس کی نعمتیں تعلق مداعل
 تی ہے اس کے ساتھ لام مل کا لگایا اور کان منیر و من کا لگایا۔ جماع ساکنین کی وجہ سے کی کر گئی معنی اسم
 تعینل مؤنث ہے بروزن دنیا اس کا ذکر سے۔ لغت معنی جمع پیچھے آنے والی یعنی حری انجام بحالت
 رفع خبر ہے تلک کی الفین اسم موصول معاف علیہ سے معنی کا۔ بحالت جبر سے تقوا اصل ماضی مطلق مینہ
 جمع ذکر غائب باب اتصال سے ہے اس کا مصدر ہے ابتقا اصل میں تھا او تقاء واکوت بایا اور باب
 کی مت میں ادغام کر دیا وئی طے سے مشتق ہے یعنی ڈرنا۔ پر ہر گاہ ہونا۔ گناہوں سے بچنا۔ ماد سر مل معنی مشا
 شروع الف لام استعری کا نون۔ مع ذکر سالم اس کا واحد ہے کا بزر اسم فاعل کثر سے بنا ہے بمعنی شرک
 کرنا مجرور کیونکہ معاف الیہ ہے معنی متہ کا۔ انہ۔ الف لام معبر ذمی نذا اسم جامعہ معنی آگ مراد ہے
 جہنم و ذم کا نام ہے۔ بحالت رفع خبر سے جہنم معنی کی و لید یون۔ نفعہ کتات یفرحون یسا
 اول البیت و من لا یرب من نیکر بعنہا و لا یمنون۔ فی عند اللہ ولا یشرک بہ۔ لہ
 اذ یقولون۔ لہ صاف و ذم مراد انہ اسم موصول فی ذکر ایضا اصل ماضی مطلق جمع متکثر کا۔ عل اللہ تعالیٰ
 غم معبر جمع ذکر کا مرجع الذین البکات الف بار معنی۔ ظہری بار معنی کتاب بروزن فاعل صفت مشبہ
 اسم مفعول مکتوب۔ بحالت نصب مفعول سبب ہے۔ یہ و ذم موصول علیہ سے ل کر جہنم ہے ہذا نحو ذل
 مفاد معطوف باب فتح سے سے فزحہ یا و ذم سے سے سبب سے بھی طویل سزا۔ خوش قسمت ہونا۔

اس کا قائل علم ضمیر جمع کا مرجع نہیں ہے۔ یہ عمل فیلہ ہو کر جسے خدا کی منت عازۃ تعلیلہ نامولہ ازل
 فعل ماضی مطلق معمول باب افعال سے ہے مصدر سے ازل سنی کائنات اور سے یہی الی حرب سر
 استاء عایت کے لیے ت سید واحد مذکر کا مرجع نہی کریم علی اند علیہ وسلم میں۔ جلد و مجرور متعلق ازل کا ماور
 وہ صول سے ماورد معارف سے جملہ کا وادہ جملہ من جازۃ تبعیضہ الی انساب الی لام استعراقی احزاب
 و سنی گروہ۔ فرقہ۔ جماعتیں۔ غرائب بھی نہتے حمایتیں جادہ مجرور متعلق ہے پوشیدہ اسم مفعول مودہ
 کے یہ عمل اسمہ جملہ سے۔ من اسم موصول۔ نکلہ فعل مضارع معرور واحد مرکز جانب باب افعال سے
 سے اس کا مصدر ہے نکلہ نکلے متعلق ہے سنی زانا۔ علیحدہ ہونا۔ مخالفت کرنا بھی نہیں ہے۔ اس کا
 مائل ذمیرہ کا مرجع من ہے نفس اسم ہادہ معرور کوہی نکروا حصہ۔ نثر۔ پھر غیر معین۔ سب سنی ان نکتے
 میں کلمات حسب سے مفعول بہ سے ذمیرہ مجرور متعلق کا مرجع ازل سے۔ کل فعل امر ماضی خطاب
 ہی کریم علی اند علیہ وسلم کو ہے۔ اکی جملہ ملکی متور سے کل کا۔ ان حرف کشیدہ ماضی ماکانہ۔ یہاں
 ماکہ وجہ سے ان کا مل لغوی ہے۔ امرت فعل ماضی مطلق معمول میزد واحد متکلم باب نصر سے ہے امر
 سے متعلق سے یہاں معنی حکم دینا ہے۔ ان حرف مثبت باضمل متعطف حاصل تھا ان۔ اس کا اسم ضمیر وہ
 پوشیدہ ہے۔ انہ تھا۔ گمراہی قل میں یہ مل باسبت سے اندری بھیجے ہے اسی لیے قرئت مشہور میں انہ
 فعل مضارع معرور واحد متکلم منصوب ہے۔ اسماں کا مفعول بہ ہے۔ افتد باب نصر سے ہے ہنسے
 سے متعلق ہے۔ لغوی معنی جھکا۔ منزل شرمی معنی کسی کو معبود سمجھ کر کس کا حکم ماننا۔ واؤ ماضی سے عطف ہے
 حذ۔ ان شرت فعل مضارع معرور واحد متکلم بحالت سب مطب تالیفی کی وجہ سے ان تاہر
 کا مل یہاں بھی پہنچ گیا۔ باب افعال ہے۔ معصوبہ الحسرت شذو سے ہمارے۔ یعنی۔ شریک
 ساتا ہم مثل ساما۔ ساجی ہم دھما۔ کفر کا یہاں پہلے معنی مراد میں ت جازۃ یعنی منغ و ضمیر کا مرجع
 اند تعالیٰ لی عازۃ استاء قدرت کے لیے سے و ضمیر مجرور کا مرجع اند تعالیٰ جادہ مجرور متعلق مقدم سے۔ جس
 سے نصر کا مانہ و توا۔ از غزو۔ فعل مضارع معرور واحد متکلم باب نصر سے متعلق ہے معنی پکانا دعوت
 دنا۔ لانا۔ یہاں ان کی معنی ماد سے واؤ سر ملالی جادہ پہنچے ہی اصلی معنی استاء عایت کے لیے سے
 و ضمیر مجرور متعلق کا مرجع اند تعالیٰ جادہ مجرور متعلق کا مرجع اند تعالیٰ جادہ مجرور متعلق ہے ثابت اسم پوشیدہ
 کا۔ ہٹ محو سید ہو کر کھنل ہو گا۔ تاب اس کا قائل ہو گا۔ ایک قل میں ثابت الی جملہ جملہ ہو گا۔ اور تاب اس
 کی ضمیر ہو کر مجرور علیہ۔ تاب۔ اسم ظرف ہے اوب سے متعلق سے باب نصر سے ہے معنی لوٹنا۔ یہ
 سب ظرف مان بھی موتا ہے یہی لوٹنے کا وقت و ظرف مکان کی معنی لوٹنے کی جگہ یہاں ظرف مکان۔ ب

ہیائے نبی آپ کی طرف آپ کی ہی تھی۔ یہاں فرحت سے مراد سرور کی خوشی ہے نہ کہ غرور کی۔ یہ مٹی مرد تھے
 و ملا یہود و نصاریٰ ہیں سے۔ ان میں سمجھا جاتا ہے یا ایسے مرد بجران کعبہ پادری و صائیلوں کے بہت بڑے بڑے
 امام آئمہ میں کے۔ مگر ان سے صاحب الہام میں خدا اللہ بن سلام بھی تھے۔ تیش و واجب مینے کے ال
 میں کعبہ کی تھی۔ تمام مفسرین زمانہ میں کہ کتاب سے مراد توحید و اکیمل ہے۔ روح البیان۔ مطلق
 کعبہ بھی یہی فرمایا۔ اور کچھ مناقعوں کے گراہ میں حوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منظر سے مٹا لے
 بہاد سے بہت مباحثے ہوئے اسلام میں توحید کا رکن کے لیے حجت عن گئے تھے اور اسلام کے خلاف تہذیب گندہ
 نوڑ کر چکے تھے ان میں کچھ جیسے کعب بن اشرف اور عبد اللہ بن ابی ساریہ وہ میں جو قرآن مجید کی بعض آیتوں کا اور
 بعض قرآنی فیصلوں کا اس لیے نکار کرتے ہیں۔ اس میں ال کی مرئی کی رسم اور آسان آرام طہی کے قانون نہیں یا
 اس لیے کہ توحید و انجیل میں وہ قانون نہیں ہیں۔ اسے یہاں سے نبی فرمایا ہے کہ۔ میں فقط اسی چیز کا حکم دیا گیا
 ہوں کہ ہر مال مردقت میں نرمی گرمی میں نرم دسے نرمی میں اسی اللہ کی عبادت کروں اور کبھی بھی اس سے
 قانون اس کی عبادت اس کی شریعت موجودہ میں کسی اور قانون و شریعت کو شریک نہ کروں۔ اب نہ توحید نہ
 اس کی شریعت سے نہ زبور نہ انجیل اب تو اس اللہ و عدو لا شریک کی شریعت طریقت عبادت پر ماست
 قانون اس کے سب کچھ صرف قرآن میں ہیں۔ اور میں تم کو اسی کی طرف مابا مول ماب تو میری طرف اور قرآن
 پریم کی طرف آنا اسی رب تعالیٰ کی طرف آنا ہے کیونکہ میرا ہر معاملے میں دعوت عبادت اسے بلائے۔ چہنے
 بلائے۔ اطاعت کر لے کرانے میں اسی سب کریم کی طرف آخری رجوع ہے اور میرا حکم مان کر میرے پیچھے چل کر
 کرتھار رجوع بھی اور تاقیامت سب جن داس ملک و ملک کا رجوع بھی اسی کی طرف ہے۔

ان آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ دنیا کی مصیبتیں کافر کے لیے مذاب و نبوی سے اور مومن کے لیے ترقی و بہات
 کا باعث ہے یہ فائدہ لفظ عدد ۱ میں لکھ کر انھیں اور قدم سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ ہر مسلمان کو
 ہمارے کافر اور سر بد مذہب سے بالکل دور رہنے اور ان کے طرز طریقے۔ محفل۔ صحبت۔ و مطافیعت اور کتابوں
 سے بچنے۔ اسی طرح شکل و صورت لباس کلام سے لغت کرے یہ فائدہ من ذوق مردانے سے حاصل ہو جس سے
 تباہی و اسد کے استوں کاٹوں اور اللہ کے دشمنوں سے کوئی تعلق نہیں۔ تیسرا تعلق۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی
 عبادت تقویٰ ہے۔ یہ فائدہ ۲ و ۳ المستحق سے حاصل ہو جس سے شدت مواکفیت اصلا متفقوں کے
 لیے سے مالی کو ان کے طفیل یا ان کی سعادت خدا سے اور وسیلہ سے ملے گی۔

احكام القرآن

ان آیت سے چند قیمتی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

اسلام القرآن
یہ تلام مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کی مہر عطا اور منزل نعمت کا نکر یہ اور خوشی مبارک میں حیات
سے یہ مسئلہ۔ یعنی حُوتِ راء، سے مستطط ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ قرآن مجید بالوریت درپورہ و انجیل یک
حرف کا انکار کرنا بھی کسی طرح غرض سے میں طرح سب کا۔ لیکن توریت درپورہ انجیل کا یہ حکم ال وقت تھا حسب یہ
ایسی مسئلہ زبانوں میں تھیں تاج یہ مصنوعی بابل اور انجیلیں یہ حکم نہیں رکھتی۔ ہاں قرآن مجید کے یہ حکم۔ تباہت
سے حوزہ صواب یا حوزہ بل پر اہتمام نگائے گئے انہوں نے بھول کر یا حال کر انہیں مل دیں وہ مطلق بکا کا مرتب
یہ مسئلہ من نکرہ معتد سے مستطط ہوا۔ تیسرا مسئلہ۔ یہی پسند ہے مسئلہ ہا سے یا نہا سے گمراہی سے
لہ یہ کام شرعاً حرام ہے۔ یہ مسئلہ بھی من نکرہ (۱۱۳) سے مستطط ہوا۔

یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

اعتراضات پہنچا اعتراض۔ یہاں دریا گیا کہ ان کے بے انیہی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے۔ لیکن جن کفار کو یہ کہا جا رہا ہے ان میں سے تو بہت سے سماں ہو گئے پھر یہ فخر عذاب آخرت سب کے پیچھے کی اور رحمت کیونکر ہوئی، اور سیاق کلام سے یہ حملہ تیا مست کی نہر سے اور شدت کی نہر تھوٹی اور خلاف نہیں ہو سکتی۔

جواب۔ اس کے مطابق جواب دے گئے ہیں یا یہ کہ یہ خیر صرف اس کے لیے ہے جو مسلمان نہ ہوئے ان کا ایمان
ممتنع تھا۔ تقدیر ہی میں ان کی موت بھی کمرہ تھی بلکہ دنیوی عذاب ہی اس کی موت تک تھا۔ یا یہ کہ۔ آخرت کا
عذاب اور اس کی سختی بتائی جا رہی ہے تاکہ اس سے ہمیں ڈر کہ کسی کے لیے خیر یا کسی خاص کی طرف نسبت کہ ملان کہ
یہ خدوی مذاب ہوگا۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا اُكْلُهَا ذٰلِكَ جس سے ثابت ہو کہ حسبِ مَوْنِیَا لَآک
نہیں۔ اور دوسری آیت میں ہے کُلْ مِنْ مَلْبُهَا ذٰلِكَ تیسری آیت میں ہے۔ کُلْ مِنْ ثَمَرِهَا ذٰلِكَ رَدِ خُفْضِ
نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنت ابھی پیدا نہیں ہوئی تاکہ آیات میں مطابقت ہو جائے۔ لیکن حداثہ
میں آتا ہے جنت پیدا ہو چکی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو دیکھا ہے۔ تو یہ مطابقت کیسے ہو۔

[illegible]

وَمِنْ أَسْرَابٍ مِنْ تَحْتِ الْأُفُقِ لِمَنْ يَدْعُوهُ وَهُوَ هَذِهِ أَسْرَابُ الْحُكَمَاءِ الَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ أَنْ يَنْهَوُا عَنِ الْمُنَافِقَةِ وَأُطَاعُوا إِلَّا مَلَكُوتَ اللَّهِ عِندَ ذَلِكَ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيُعَذِّبَ الَّذِينَ يَخِيفُونَ وَاللَّهُ يَبْخُلُكَ بِالْعِلْمِ إِنَّهُ هُوَ الْبَخِيلُ ۚ

مشرق اور مغرب کی طرف سے نازل ہوئے اور آپ کے آسمان سے ہی سائے انبیا اولیا کو ملے۔ جس انسان نے جو اہل بیت اطہر سے جہالت اور ان ریاضتوں کی مشقت کی دہشت سے مر قیہ مائے کے ثروت کے ملکہ میں ملنا انا محمد بن عبد اللہ ولا شریک بہ الیہ اذ فودینہ ماب۔ اسے عرش فرشتوں کو معرفت الہی کی طرف بلائے سمجھائے داسے صاحب اسرار راہ دار خدا فی الانبیاء بختہ کر میں مدہ ہونی سے حکم دیا گیا ہوں کہ میں تربیت طریقت حقیقت معرفت کے راہ حق میں اللہ کی عبادت ہر آن سر لہ کرنا ہی رہوں۔ صوفیاء کرم در عار میں اکل فرماتے ہیں کہ سات آسمان سات زمیں فرش دگری آقا و کائنات کے مصلے ہیں اور ملک و ملکوت میں ایک الفج بھی ایسی جگہ نہیں جہاں عبادت معطی رہو ہو۔ ہر حکم یہ دیا گیا ہوں کہ کسی نفس خواہش ظاہر باطن۔ فوہ سے ارادے۔ خیال گمان چاہت پسند کو اپنے معبود حقیقی کے مقابلہ لاؤں غلوت و جلوت میں اسی کی پسند میری پسند ہو۔ اسے راہ سلوک پر چلے کی خواہش والو آدمیری طرف میں ہی سب کی طرف تم کو بلارہا ہوں میرے ہی قدم کا نام مراط مستقیم ہے اور میری زندگی ہی عبادت الہی کی مدشن دلیل اور واضح آیت ہے مجھ سے ہٹنا ہی شرک عظیم ہے اسی تربیت کی طرف میرا چلنا میرا ٹھکانہ اور خزی مشر بہ مقصود ہے حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کوئی عارف درحالت عبودیت میں اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت فرض و حسب سنت نفل و رطل ٹک پر مال کامل رہے۔

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنْ

اور اسی طرح ہم نے ادا رس کو قانون بنا کر عربی میں اور اگر وہ اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ آمارا اور اسے سننے دے کر تو

اتَّبَعَتْ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنْ

اب بھی تم نے پیروی کی خواہشات کی اُن کے بعد اُس کے کہ گیا تم کو کہہ اُن کی خواہشوں پر چلے گا بعد اس کے کہ تم علم۔

الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ دَلِيلٍ وَلَا آيَةٍ ۝

علم میں ہر گاہ پر سے آپ سے اللہ کے کوئی دلائل اور آیتیں نہ ہیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے پہلے بھی رسول بھیجے اور ان کے لیے

لَهُمْ آزُورٌ وَاجِبٌ ۚ وَذُرِّيَّةٌ ط وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ

ان کے لیے آئینہ و واجب اور ذریعہ ط و نہ تھا کہ رسول کے

أَنَّ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ

اللہ کے ہر دور کے عبادت اللہ کی پہلے ہر مدت کے

كِتَابٌ ۝ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۝

کتاب لکھتا ہے۔ مٹاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور ثابت کرتا ہے

وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝ وَإِنْ مَا تُرِيدُكَ

اور اس میں ہے اصل کتاب اور اگر تم کو

اس بحالت کہ معاف ہے اسم معیشت معیر و امیر حاضر محروم متعل کی طرف روئے طغیا یا عالیہ ہے بھول
 فعل ماضی مطلق یعنی منکلم۔ مطلق سے ماہی۔ سستی مانا۔ بید کرنا۔ ٹھیرا۔ تجویز کرنا۔ کام کرنا۔ یہاں بھی
 تجویز کرنا ہے نام مادہ سست کا تم معیر کا مرتبہ زنا ہے۔ رد جانا۔ کسرت۔ بڑا کی بھی روایاں
 داؤد مطلق زنا ہے۔ اسم مفرد مذکر ہے ورنہ سے مشتق ہے بمعنی بہت بھولی چیر مراد ہے اولاد۔ آخر میں
 کے تائید کی ہے۔ بحالت نصب ہے بوجہ مطلق ہو نے کے۔ مطلق علیہ اردو جانا اپنے معطوف سے
 مل کر مفعول ہے بے خلفا کا۔ ما کاں کہ سؤل ان ثانی ناہی۔ زناؤں سے۔ لکن اخیس
 کتابت منحوں نہ ماہی۔ آد شئت و عندہ ائم لکب و ن قناؤ شئت بقتن الد و
 بعد طہ او سو شئت ماہی۔ انیداع و منعا حساب و و سریر ماکان مل ماضی
 مطلق معنی نامہ ہے۔ اسم مادہ کسی مفعولیت و سؤل بروزل مفعول مائلہ کا میثاق ہے معنی بڑی شان سے
 بھیجا جواتوین تکبیری ہے یہی کسی رسول کو۔ یہ مادہ محروم متعلق ہے ماکان کے ان بابہ یاتی فعل مضارع
 مقرب مفعول میثاقہ مذکر مانع باب ضرب ثانی سے مشتق ہے معنی آتا۔ لا یہاں بھی لانا ہے
 باب جادہ مفعولیت کے معنی میں آیہ اسم مفرد مذکر موزن نوین تکبیری معنی کوئی ہمارے محروم متعلق ہے یاتی کا
 الا حرف اشفاق متعلق نے سابقہ فی لوزی باہارہ ادن۔ مصد بھی اور اسم جامد بھی زمان اسم جامد ہے بھی
 حکم۔ ارادہ۔ مثبت اجابت یہاں آخری معنی مراد میں۔ مجرور ہے باب ۲۔ معاف ہے اسکا مرکب
 اضافی مجرور اپنے جار سے لگ کر یاں پر مشیدہ فعل متنی کا متعلق ہوا۔ لام مادہ تاکیدیہ مادہ کل اسم کیلئے اصل
 اسم مادہ کردہ محروم بھی مذکر۔ وقت۔ کتاب بروزل فعال مصد ثانی بھی ہوتا ہے اور مصعت مثبتہ
 معنی لگ رہاں معنی مکتوب اسم مفعول ہے۔ یہی لکنا ہوا اسکا رفع ہے متذکر خزان کی خبر موجود پوشیدہ
 جس کا متعلق ہے لکن منحوں فعل مضارع معاد باب نصر سے ہے جو سے مشتق ہے۔ بھی مشد
 اس کا مصدر ہے آتات اس کا مل محو ضمیر مستر کا منع نہ تہ است سے ماہی۔ تائم کھنا۔ باقی رکھنا۔
 ثبات رکھنا۔ موجود رہے دنا۔ واذا۔ جملہ افعال ظرف بحالت فتح ہے معاف ہے ضمیر واحد مذکر غائب
 کا مرجع اللہ ہے محروم متعلق ہے کیونکہ معاف الیہ ہے یہ مرکب اضافی ظرف ہے موجود اسم مفعول پوشیدہ
 کا۔ اور موجود اپنے نائب مائل ائم الکتاب اور ظرف سے مل کر جملہ امیر ہوگا۔ ائم اسم جامد سے معنی
 مل۔ حر۔ والدہ۔ یاں خواہ نبی خواہ نبی (سویلی و فیرو) خواہ منطقی۔ یہاں معنی اصل ہے الکتاب۔ الف
 لام بعدی کتاب بھی مکتوب۔ ائم کتاب سے۔ او یا وج محفوظ باقرآن مجید کی محکمہ اور قانونی آریں۔ یا غیر
 لوی۔ واللہ اعلم اعتراب۔ و و سریر ان حرف شرط مادہ کرین فعل مضارع معروف میثاقہ جمع

مکمل۔ ہاں تاکید ثقیلہ معنی مستقبل بالشرط اس تاکید ذیل میں شرط کی وجہ سے ہیں آیا مارہ کی وجہ سے
 ہون ثقیلہ آگئی ورنہ شرط کے بعد ہون تاکید میں آگئی۔ غرض ثقیلہ کوئی بارائی سے ثابت ہے۔
 دیکھنا دیکھا باب افعال ہے مصدر ہے ارادۃ اسی سے سے دست مصدر۔ برکت سے اگر ضروری ہو کہ دیں۔
 ف ضمیر واحد حاضر کمرج نہی کریم علی اسد علیہ وسلم یہ مصدر متعدی سر معمول ہوتا ہے پہلا مفعول بہ کسیر
 حاضر اور دوسرا معمول بہ محسوس ہے اسم مفعول مکرر مبین ہمارے سے بھی کچھ۔ جز۔ مقابل ہے کل کا۔ یعنی حضور
 معاف ہے بحالت نصب ہے الہی اسم معمول واحد مدثر۔ اس کا ملہ آگئی جملہ فعلیہ بعد۔ فعل مصدر مفعول
 جمع مکمل۔ فہر سے بنا ہے باب سب سے ہے۔ کل تھا نوادہ۔ انا قبل فتح سے بوجہ افعال و تخیل ہوتی
 تو گر گئی یہ معارف معنی حال ہے یا ماضی۔ یعنی خود ہر ایک ماضی سے یا جو دہر کرتے ہیں ہم جنم ضمیر منصوب
 مفعول مفعول۔ ہے فہر کا۔ اس کا عامل تھیں ضمیر جمع مکمل پوشیدہ ہے۔ یہ سارا جملہ موصول یا ملہ
 معمول دوم سے فہر۔ ہاں اس کا نصب مفعول حال ہے۔ فہر پوشیدہ ہے۔ اور حرف عطف
 ہے تین پر۔ سو تین فعل معارف معروف ہاں ثقیلہ مصنف جمع مکمل باب فعل۔ یہاں ہاں ایک زمانہ
 کی وجہ سے نہیں آیا اور ہاں تاکید ماضیہ کی وجہ سے آگیا یہاں تاکید نہیں ہے۔ مگر ہون تاکید صرف باج طبعی
 کی وجہ سے آگیا۔ فعل متعدی یک مفعول ہے۔ ولی ایف مفعول سے ماضی فوت کرنا پورا
 کرنا۔ وعدہ بخانا۔ اسی سے ہے اچھا وعدہ۔ یہاں ہاں فوت کرنا۔ ناسف دیدار۔ ایک صیغہ حاضر مخاطب کا
 مرجع نہی کریم علیہ وسلم میں منصوب سے معمول ہے اسے اسے فعل کا۔ ف حرایہ۔ مکرملہ مجاہد
 ہے ذکر حقیقی جز اس لیے کہ حقیقی جزا معلق ہو جو شرط ہوتی ہے۔ ہاں ہاں میں کیونکہ تیغ یہ حال فرض
 ہے۔ ملن حرف تحقیق لغوی معنی عامل نہیں۔ کیونکہ ساتھ ماکافہ ہے۔ اب انما کا ترجمہ موافقہ۔ علی
 حرف جر برائے وجوب۔ وقت ماضی کے ماضی میں ن صیغہ واحد مدثر حاضر کام معنی ذات نہی کریم علیہ وسلم
 علیہ وسلم یہ جار و مجرور معلق سے وجوب پوشیدہ اسم عامل کا ابتداء۔ الف نام استوائی سے۔ مل جار و
 حال مصدر ہے۔ ملج سے مل ہے بھی پسینا۔ صلا ماضی سے فاعل سے فاعل سے فاعل سے فاعل سے
 پوشیدہ کا۔ واو عایہ۔ یا ملہ ملہ۔ علی جار و وجوب کے ہے و ضمیر کا مرجع ہے۔ جار و مجرور مشتق سے
 واجب پوشیدہ کا۔ وجوب انہیاری سے۔ الف نام استوائی یا ملہ ماضی حلیہ رورں فاعل ملہ
 ثنائی ہے۔ جاہد بھی مستقل ہے مگر ہاں معنی مصدر سے۔ حسب یا حسب سے مشتق سے معنی کافی ہوا۔
 کافی دیا کافی لینا۔ یہاں رری ماضی میں پورا پورا متحال یہ پوچھ کرنا شخص حالت کہ سنہ
 زمانہ کمال رفیع ہے فاعل سے پوشیدہ واجب کا۔

اسے نبی پاک آپ کی بھی نوازا جہاں پاک اور مدت بیٹے بنیاں جو ہیں۔ ہاں ترتیب سے نمبر ۱۔ قاسم۔ نمبر ۲۔
 زینب۔ نمبر ۳۔ رقیہ۔ نمبر ۴۔ اُمّ کلثوم۔ نمبر ۵۔ فاطمہ۔ نمبر ۶۔ عبداللہ۔ نمبر ۷۔ ابراہیم۔ پھر اولاد حضرت خدیجہ سے
 و سیدنا ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ اور کن کے ان گھر بطوعات سے سب یہودی۔ عیسائی یا جنہوں میں پھر بھی
 ان پر ایمان لائے ہیں تو آپ پر یہ یہودہ اکثر اس کیوں کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لائے ہونے کیا تکلیف
 ہوتی ہے لہذا آل اولاد نبوت کے منافی ہے۔ تبلیغ میں رکاوٹ بلکہ ملی تبلیغ ہی ہے مشکوٰۃ شریف بروایت
 ابو ذرؓ ہے کہ انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار میں۔ اور دیگر روایتوں میں ہے کہ اس میں رُسل عظام تین سو تیرہ ہیں
 اور مرسلین چار ہیں تفسیر روح البیان میں ہے ہر ایک نبی میں دنیوی مردوں کی ہر طرح کی قوت کے برابر ایک
 ہزار مردوں عقی طاقت ہوتی ہے اور نبی کریم صلیم نفلوۃ والسلام میں ہر طرح کی چار ہزار مردوں کے برابر
 طاقت ہے اور جنتی مردوں دنیوی مرد کے مقابل سو مردوں کے برابر طاقت ہوگی۔ ان قوتوں میں مردی قوت
 بھی شامل ہے اس لیے وہ اپنی اندج کے حقوق پر سے کہتے ہیں کوئی نبی مردی میں کمزور یا نامرد نہ ہو کیونکہ یہ
 بھی صیب ہے۔ مردی قوت بھی جو عرسالی ہے و تکمیل شخصیت ہے۔ وَ مَا كَانَ لِرُسُلٍ أَنْ يَتْلُوا
 بِآيَةِ اللَّهِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ . بَلْ كُنْ أَحَدُ كِتَابٍ يَتْلُوهُ مَا يَشَاءُ وَ يُنْذِرُ وَ يُبَشِّرُ
 كُمْ الْكِتَابِ وَ أَنْ تَرْيَا بَعْضَ لَدُنِي بَعْدَهُمْ أَوْ تَقِيْلُكُمْ وَ تَأْمُرُكُمْ أَنْ تَقِيْلُكُمْ أَنْ تَقِيْلُكُمْ أَنْ
 مطالبہ کرنے والے کفار کو آگاہ کر دینے کو ہیں۔ دیکھتے پہلے جتنے بھی رسول اور مرسل تشریف لائے کسی کو یہ جائز
 یا لائق یا قدرت ہمت طاقت اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی آیت قوم کے سامنے
 لے آئے یا عذاب وار ذکر سے یا کوئی معجزہ ہی، کھادیں انبیاء کرام کے جتنے اور اختیار میں جو کچھ ہوتا ہے وہاب
 کی عطا رضا اور اجازت سے ہوتا ہے اس لیے انبیاء کرام کی طاقت قوت ہمت اختیار ساری مخلوق سے زیادہ
 ہوتا ہے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں مگر اذن اللہ۔ لہذا عذاب میں جلدی نہ کرو اللہ کے ہر قانون اور فیصلہ کے لیے
 یک کھائی اور ہمت ہے یا کتاب بمعنی مکتوب یعنی لکھی ہوئی ہے لوح محفوظ میں خواہ کوریت و نمل کے قانون
 یا تقدیر الہی کے متن فیصلے۔ منسوخ فرما دیتا ہے جس قانون کو چاہتا ہے اسی حکمت اور قوموں کے مفاد کی بناء پر
 اور بالی و ثابت رکھتا ہے جس حکم کو چاہتا ہے یا مٹا دیتا ہے جس تقدیر کو چاہتا ہے اور ثابت و موجود رکھتا ہے جس
 ازنی فیصلے کو چاہتا ہے۔ یا مٹا دیتا ہے رب تعالیٰ جس تقدیر مقرر کو چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے تمام تقدیر مقرر کو
 اور اسی کے ہاں اُمّ الکتاب ہے۔ یعنی تمام فیصلوں اور ان کی تنویع بقا و نسخ نفع و نقصان کی حکمت و نالی علم
 اسی کے ہاں ہے وہ وانا دینا ہے کہ کب تک تدریت کو رکھنے میں فائدہ اور کب اس کا نقصان یہ اچھی بات نہیں
 کہ ایک حکم کو ہمیشہ رکھا جائے لہذا دسے یا : سے واتی یہ ہے کہ مزاج و حالات و وقت کے مطابق قانون بدلتے

میں۔ علماء اسلام دیتے ہیں کہ تقدیر کائنات میں قسم کی ہے۔

نمبر ۱۔ تقدیر مطلق جو اعلیٰ فیصلہ کسی دوسری چیز سے منسوب ہو جائے جیسے اگر ایسا ہو تو ایسا ہوگا۔ نمبر ۲۔ تقدیر مطلق منسوب نمبر ۲۔ تقدیر مبہم غیر منسوب (محکم) پہلی دو تقریریں (ما العجز فریاد اور سفر ش) سے مدلل جاتی ہیں تیسری میں مدلی جاتی نہ دھما سے نہ سعادش سے۔ اسے پیاسے بنی آب سے کھد کے ذلت آمیز مذاہبوں کی تسکین دینے کے جوہر میں لکھی ہیں اور مسلمانوں کی عزت و شان فتح و غرور کے جوہر سے کئے ہیں وہ یقیناً پورے کئے جائیں گے۔ ۲۰۔ اللہ یہ ہمارے حکمت دانہ صلی علیہ وسلم اور خلیفہ مسیحی کے کچھ وعدے و وعید آپ کو آپ کی یہی حیات دینے میں ہم دکھا دیں یہ کچھ وعدے کلام کی شکست قتل و لحد اور مسلمانوں کی شاندار مالگیری و نجات کی شکل میں اس وقت پورے کریں جب آپ کو رسم و عادت سے دیں یعنی آپ کے وعدے۔ لہذا آپ کی ذمہ داری نہ فقط ہمارے تمام احکام کی تبلیغ بلکہ فرما دیں۔ اور باقی سب حساب کتاب ہمارے دئے سے۔ آپ علیہ السلام ہوں ہم جن جن کو حساب میں لگے۔ حدیث پاک میں ہے کہ بندوں کے اعمال نیک و بد سے باری تعالیٰ بدل کی تقریریں لوح محفوظ سے مثلاً اسے اور ثبوت فرماتا ہے چنانچہ گناہوں سے بدق اور امر گھنٹی سے۔ نعمتیں مسطین چھن جاتی ہیں۔ اور صلہ رحمی۔ والدین کی خدمت سے برکت مذاق و درازی ملو صحت ملتی ہے۔ کثرت عبادت اور خدمت قرآن مقدس اور درود پاک ہر وقت پڑھنے سے یہ غلٹی فریٹ جاریاں اور ہوتی ہیں۔ بعض مغتربین نے فرمایا کہ منھو بندہ مات۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال افعال سے جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا۔ ثواب۔ عذاب کے عمل باقی رکھتا ہے اور بیکار مل مٹا دیتا ہے۔

ن آیت کریمہ سے چند لائن سے حاصل ہونے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ دینی دیوی طور پر رب تعالیٰ نے جن بندوں کا درجہ اور مقام بلند فرمایا ہے ان کا ثواب عذاب بھی زیادہ ہے لہذا ملنا مشائخ مبلغین مقررین کا گہ اور انفر سٹیشن خطائیں بھلا اور عوام کے گناہوں کی خطیوں سے زیادہ سخت ہیں ان کا عذاب و سزا انفرادی زیادہ ہے یہ وہاں ملنا سزا و لا سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ تمام امیہ کلام انسان ہی ہونے میں تکمیل انسانیت یہ ہے کہ انسانیت کے تمام حقوق پورے کئے جائیں ان ہی حقوق میں بیوی بچے بھی شامل ہیں گویا کہ امیہ و کرام کے گھر بار بیوی بچے اختیار فرمانا ان کی عملی تبلیغ نبوت ہے یہ برائی سمجھنا کفار کا کام ہے اسی طرح علماء اولیاء کی شان ہے یہ فائدہ سزا و عذاب سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ اس طرح تمام تکلیفات الیہ کے بلکہ ایک خدمت اور دقت مقرر ہے اسی طرح احکام اور قوانین الیہ کے لیے بھی وقت معین اور جس طرح موت

حکمت میں حکمت کا اودھ کی حکمت سے اسی طرح آیات کا نزول اور تیسخ ہی میں حکمت سے ہے اور اس طرح روئے صرف زمانہ نزول ہی ہوتا ہے بعد میں انہما نہیں اسی طرح آیت بھی صرف زمانہ نزول میں ہوگا۔ سخیات کی پر ی تفصیل ہمارے قادی اعلا یا اعلیٰ دہم میں دیکھئے اس طرح نیت تزیید کی تکمل خیر عہد پاک ہے باقی تمام تفسیر ہی اسی کے تحت ہیں اسی طرف آیت نہ کہ حکم کا نسخ عہد پاک سے بھی ثابت سے گویا یہ نسخ بھی تفسیر ہی ہے یہ لاندہ اصل کتاب سے حاصل ہو۔

اس آیت پاک سے بعد مسئلہ مستنبط ہونے میں۔

احکام القرآن

۱۔ مسئلہ مسئلہ۔ اسلامی فقہ کے مطابق ترک دینا مسلمان کے لیے حرام ہے۔ جو مسلمان بل مجبوری نکاح شادی مذکور سے اور نامیات کے ارد سے سے نکل میں بیٹھ جائے اس کی عبادت پرمانت نامستور ہے۔ یہ مسئلہ فقہ مذکور سے سے مستنبط ہوا اس لیے نام اولیا واللہ غوث وقلب سنت اب وعلیم السلام پر عمل کرتے ہوئے دنیا داری میں رہے اور بیٹوں میں ہی عبادت و ربانیت فرماتے رہے مسکوں میں ہا امارتی چلے گئی کے لیے ہوتا۔ دوسرا مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی سے وعدہ کرے اور دوسرا جس سے کیا ہے وہ فوت ہو جائے اور وعدہ ایسا ہو کہ بعد وفات بھی اس کے وارثوں سے پورا کیا جاسکتا ہے تو وعدہ پورا کرے اور یہ پورا کرنا شرعی واجب ہے یہ مسئلہ ذوق سنت فرماتے کی اندوۃ النفس سے مستنبط ہو۔ تیسرا مسئلہ۔ اگر چہ بدعت کے افعال تقدیر کے پابند ہیں مگر مجرم کو سزا دینے پر ضرور ہوگی یہ مسئلہ ذوق سنت و ایک تفسیر سے مستنبط ہوا۔

یہاں چند اعتراض پڑ سکتے ہیں۔

اعتراضات

۱۔ مسئلہ الاعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ نہ یخلفن عہدہ۔ قرآن مجید آیا گیا۔ جو حکم نہیں۔ اس میں قصص جبریل حمد ذنا اور امت کچھ ہے اس کو حکم کیوں کہ گیا اس میں تو حکم ہے مگر وہ خود ہیں جواب۔ اس کا جواب تفسیر مالہ میں دیا گیا کہ حکم سنی حکم قابل نسخ اس معنی میں سادہ قرآن مجید حکم سے اور حکم پڑنے ہی معنی میں ہو تو پھر سب کو منسب کا نام دیا گیا ہے کثرت حکم اور مبالغے کی وجہ سے۔ دوسرا اعتراض یہاں قرآن میں دیا گیا۔ نہ یخلفن عہدہ۔ جو نازل کیا جائے وہ عادت ہے لہذا قرآن عادت ویر قرآن عربی میں سے عربی زبان عادت تو قرآن عادت۔ و رب تعالیٰ نے اس کو کھما عربیاً بنایا اور جس کو بنایا جائے وہ عادت لہذا قرآن عادت ہے (معتزل)

جواب۔ نزول عادت پر دلالت نہیں کرتا۔ حدیث پاک میں ہے رب نزول فرماتا ہے میرے سماں پر

در عربی چون حروف واعداد کے یہے سے ذکر مدنی یا کلام نفسی کے یہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حروف
عادت میں۔ واعداد حروف کے حادث ہونے سے قرآن پاک کا حادث ہونا لازم نہیں اور اصل سے
نی حروف ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے یہے پوری وضاحت جیسے قادی اعطایا ہمد دوم میں دیکھئے۔
یفسر اعتراض۔ یہاں رب تعالیٰ نے پانچ پیریں ایسی بیان فرمائیں جن کا ظہر آپس میں کوئی رابطہ معلوم
نہیں ہوتا۔

۱۔ پہلے فرمایا و بعد از سلسلہ ۲۔ تہر و جعلنا منہم زواجا ۳۔ تہر و ما کان لہم من اولاد ۴۔ تہر فرمایا
لکل اھل کتاب تہر دمایا یتسبحو اذہ صا یسأؤ۔ اس کی مطابقت کیونکر ہو؟
جو سب۔ یہ واصل کفار کفر کے ان پانچ سوالوں کا جواب دیا گیا جو نبوت کے انکار پر کرتے تھے۔

نمبر ۱۔ کفار کے کہانی فرشتہ ہونا چاہئے رب تعالیٰ نے فرمایا ہم نے پہلے بھی انسان ہی رسول بھیجے ہیں۔
نمبر ۲۔ کفار نے کہانی کو تارک الدنیا سوا چاہئے یوی بیکے نہت کے خلاف میں مدب تعالیٰ نے جواب فرمایا
پہلے تمام نبی کی محی یویاں و اولاد ہوئی۔ ۳۔ کفار نے کہا ہمارے مرضی کے معجزہ کیوں نہیں دکھاتے لہذا
نبی ہیں۔ جب نے جواب دیا ما کان لہم من اولاد کسی بھی رسول اور نبی کو اپنی مرضی یا کفار کی مرضی کے معجزہ
دکھانے کی جازت نہیں پہلے مداب۔ مبر ۳۔ کفار سے کہا۔ جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو وہ جلدی لاؤ۔
سب نے جواب دیا سئل حد۔ جلدی صمت کر دہر چیز اپنے وقت پر ہوگی نمبر ۵۔ کفار نے کہا اگر
یہ سچے نبی ہیں تو پھل کتابوں دینوں و اللہ کے سابقہ قانون کو منسوخ کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب
دیا یتسبحو للہ ما شأؤ یعنی نبی منسوخ نہیں کرتے بلکہ خود قانون اور کتابوں والا اپنی حکمت کے مطابق منسوخ کرتا
و ربانی رکھتا ہے۔ ہماری اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ کوئی بیت بے جواز نہیں۔

تفسیر صوفیانہ | و کذلک انزلنا احکما عد یتا۔ اور اسی طرح ذہن و شعور والوں کے لیے مہنے
اپنے مضبوط حکم نافذ و بدل کئے ہیں تا ی صمت قرب الہی کا بس یہی طریقہ مجرب حکم
مضبوط اور یقینی ہے و لیکن اتبعنا اھو۔ وھم بعد ما خاءت من انیلہم مائلت من اللہ من
انہ ذلک داتی۔ عقل خود راہ بصیرت کے علم و فہم کے بعد اگر اسے فادی شوق میں قدم رکھنے والے تو نے
تصرف تابادہ و کفر نفس و شیطان اور اپنے روحانی دشمنوں کی پیروی کی و مولویانہ شکل و صورت کو رام
تزوید بنایا تو پھر تیری عزت عظمت و نفعت کا مندر کی طرف سے کی رکھو والا اور دلی مرشد نہ ہوگا اور نہ ہی
ذات دوسیا ہی اور وی دیوی سزا سے بچانے والا کوئی ہو۔ غالب کو چاہئے کہ اسی حیثیت دینوی کی نسبت
کی گھڑبوں میں للہب و عداہت کے یہے عبودیت کے ذہن پر چل کر عالم ربوبیت تک پہنچنے کی صمت

علی مرتضیٰ نے دیا شدہ کھانسیے تو صدیق اکبر نے فرمایا: کھانسی سے پہلے اس پر تمہارے کیا جائے فاروق اعظم نے فرمایا کہ پیسے آپ ہی رکھو ارشاد فرمائیں۔ کیونکہ آپ ہم سب میں مکرم ہیں۔ تو صدیق اکبر نے دیا۔ دین اسلام لشتری سے زیادہ چمک دار اور معبد سے اور لذت ذکر الہی شہد سے زیادہ مٹھنی سے۔ در شریعت زیادہ باریک سے ال سے۔ اسی کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر فاروق اعظم نے فرمایا کہ ارشاد بھی مناسب ہے کہ جنت زیادہ۔ تو اسے لشتری سے اور اُن کی نہیں زیادہ مٹھنی میں شہد سے۔ بلکہ اُن کا راستہ۔ تو رحمت کے گناہوں طریقت کی تک گیوں۔ "علاحدہ بر شوں ماہوں کے کانوں کی تپیر۔ وہ باریک سے بل سے پھر مثال نئی سے فرمایا کہ ارشاد بھی ملتا ہے کہ قتل عید زیادہ نورانی ہے لشتری سے اور دوست قتل زیادہ مٹھنی سے شہد سے اور اُن کی تفسیر زیادہ باریک سے ال سے۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا میرے مہال زیادہ چمکدار ہیں اس لشتری سے اور آپ کی باتیں زیادہ مٹھنی ہیں شہد سے۔ اور آپ کے پاکیزہ دل زیادہ باریک میں ال سے ما سے ات جہا سے انوں کو نور عرفان سے منور فرما اور ہم کو اسرار قرآن تک پہنچا دے کہ جب تک ستر قرآنی کا فہم نہ ہو اتباع قتل کریم ممکن ہی نہیں۔ بڑے بڑے علم کے دعویدار شہر قرآنی سے ناواقف ہوئے کی وجہ سے گمراہی کے اتھاہ ظلمات میں ڈوبتے چلے گئے۔ نبوت و رسالت کے سہارے کے بغیر قرآن الہی کی پیروی صحت مشکل ہے اسی لیے اسے حبیب کریم و بعد ازہما رسلنا من عندنا لہذا رزقنا و ذلنا و ما کان لدرستولی ان یأتی بآیۃ الا باذن اللہ بکل احد صصاٹ اور لہذا یشک حبیباً آپ سے پیسے ہم نے بہت سے اپنے الی قانون انیس کے پرعام والوں کو۔ جس کو قلوب عاریفوں تک پہنچایا تاکہ وہ سرلی قلب مقصود تک پہنچنے کے لیے نیا۔ وہ سب کے عقش قدم کی پوری پوری اتباع کتنے ہوئے است۔ اطلال۔ وہ در و در و جمال تک باسانی پہنچ سکیں۔ اور اپنے رسولوں کے لیے جذبات صحت دیو کی کیویاں ستھری او منہ خود ہم نے سائیں اور اسل سیاست کی تعلیم و تکمیل کے لیے دلت بھی عطیہ فرمائی۔ اما۔ مسکلیں صلوۃ شدہ طیم جمعین کی زندگی تکمیل انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ صونیا ارمانے میں انسانیت چار حصوں میں مقسم ہے۔ ممبر ۱۔ ابتداد انسانیت۔ ممبر ۲۔ طوعت انسانیت۔ ممبر ۳۔ شباب انسانیت۔ ممبر ۴۔ شباب انسانیت۔ اسی طرح انسان پر چار دور گزرتے ہیں۔

ممبر ۱۔ شریعت کا دور۔ ممبر ۲۔ طریقت کا دور۔ ممبر ۳۔ دور مہریدی۔ ممبر ۴۔ دور ادوی۔ اور ال تمام رسول پر چلانے کے لیے ۵ ہرزہ مانے سے حدق و صفائی اور دیکھ نفس سے گزرنے کے لیے تعلیم نبوت اسد مہریدی سے اسی تعلیم سے انسانیت کی معراج ہے۔ یہی تعلیم جندوں کو درشتوں سے بڑھانے والی ہے قرب

ایسے درستی و معرفت دامن نبوت ہی سے ملتا ہے۔ تکمیل بندگی کے لیے ہی ایسا دکرام مبعوث فرمائے جاتے ہیں۔ انبیاء کرام کی عملی تبلیغ سے انسان کی حیوانی شہوانی قوتیں بددہ ملکوتی اور خدا کردار کی گہری درودی معرفت کی اوپچی چوٹی پر پہنچ جاتی ہیں عالم بند میں عنایت ربانی سے انبیاء کرام کو سرور فرمایا جاتا ہے اور ان کی قوت شریعت حیوانیت ترقی فرماتی ہوئی ولایت روحانیت کے درجوں تک پہنچتی ہے۔ پھر وہاں ترقی کرتی ہوئی نبوت الہیہ اور رسالت ربانی تک مروج فرماتی ہیں۔ سس مقام قدس میں شریعت کے تمام تقاضے نفسانیت سے بیکھر شریعت و معرفت کے انوار سے منور ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ مقام محبوبیت ہے جہاں بندے کا ہر دلی رزوی عمل میں منشا و کسبت بن جاتا ہے پھر اس کا شہوت طہیوت۔ نفسانیت۔ عادت سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ان ہی مخصوص بندوں کے لیے۔

و جعلنا لہم ذرئۃ باری تعالیٰ ہے۔ اسی لیے انبیاء کرام کی ترویج اور فزیت اولاد سب کچھ شریعت ربانی و غلابت الہیہ کا مظہر ہے۔ نبی کی ذات اور اولاد رب تعالیٰ کی صفت خالقیت کا حقیقی مظہر ہے یہ قانون فطرت ہے کہ جب باری تعالیٰ کسی شخصیت کا ملکہ کو اپنی شرافت خصوصیت سے لوازمات سے قواس کے احکام شریعت کو مظہر صفات خالقیت بنا دیتا ہے جس کو اہل دنیا اپنی کور باطنی اور کسابت کلی کی بنا پر نہیں سمجھ سکتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر نبی عید اسفلوۃ والسلام کا ہر کام ہی منجانب اللہ اور حکم خدا و اجازت الہیہ سے ہوتا ہے۔ شریعت، ہر طریقہ معرفت ہو یا حقیقت عالم ناسوت ہو یا لاہوت، جہریت ہو یا ملکوت، ہاں کان لہد سؤل کسی رسول کے لیے یہ جائز نہیں ہے ہمت نہیں کہ بغیر اجازت رحمانی و حکم ربانی کوئی ممبر مکاشفہ یا مشاہدہ ظاہر فرمائے۔ جب پیغمبران نبوت کی شان و کیفیت یہ ہے تو ولایت مغربی و کبریٰ غوثیت و قطبیت تو آستانہ نبوت کے ہمہ وقتی خدم و مستحق ہیں۔ ان کی کرامات اجازت نبوت کے بغیر کس طرح ظاہر ہو سکتی ہیں۔ لہذا اسے راہ سلوک کے طالبو اگر سرل مراد تک پہنچنا چاہتے ہو تو شیخ و مرشد سے خرق عادات کرامات کی کھ ممت کرو۔ کیونکہ جس طرح مہر سے کے طالب کمر ناسوتی میں مرتے ہیں اسی طرح کرامات کے طالب و حویرا کفر محرومی میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بارگاہ بے نیاز سے بے طلب ہر مراد ملتی ہے لیکن بکل احد کتاب ہر چیز کے لیے فیعلہ اللہ میں لکھا ہوا ایک وقت ہے۔ اسی میں ملو جو گا۔ کسی جلد بازی سے دعا گے ہو نہ چھو۔ اسے طالبان منزل یہ راستے ڈرے رماز مہر آزا اور کٹھن ہیں۔ جہاں ایک وقت میں رہیں لکھا ہوا ہے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ کچھ چیزیں کچھ وقت اور زلنے اور کچھ شخصیتیں رب تعالیٰ نے خاص بنائی ہیں۔ جن کے لیے قانون نہیں بلکہ قدرت ہے ان کو اذوالعزم کہا جاتا ہے۔

نَحْنُ نَحْنُ مَا شَاءَ وَيَكُنْ ذُو كُنْ وَ نَقَاتُ سَتِ مَعْنَى كُنْ
 اَوْ سَوْ قَدْ شَقَّ مَا شَاءَ مَعْنَى كُنْ وَ عَنِ النَّحْبِ دَارِي فَيَا مِمْ كُنْ
 وہ قدر ہوں طاقوں والے من کرنا جانتا ہے۔ باقی کھتا ہے زعم و شان لغا حلت دانی سے اور کسی
 کے قصہ و اعتبار میں ہے کائنات عام کی رونمائی جو تحریر تقدیری میں کتاب ہے مونی زمانے میں کہہ کر
 قسم کے ہیں۔

نمبر ۱۔ حوام۔ سیر ۱۔ اہل شہیت سیر ۲۔ اہل درت سیر ۳۔ حوام۔ سیر ۴۔ اتقوا حوام۔ سیر ۵۔ اہل شہ
 مونی کے مشرب میں اہل اللہ موانہ گی کا رنج مقام سے یہ صرب مریض کو عطا ہوتا ہے کہ اہل شہ
 مہر مریض ہی ہیں۔ ہر ہی تعالیٰ قوم میں سے جس کے چاہتا ہے اخلاق اور مہر ماریت سے وراعت مدہ
 آتی رکھتا ہے بل مشیت الہیہ میں سے جس کے چاہتا ہے خلق صبر ماریت سے۔ مہر ماریت سے
 کتاب ہے اہل برکت کہ جس سے اہل سلامت سے نایابا ہے اور جس کے حرکت و مہر ماریت سے
 سے اور جس کو چاہتا ہے اہل شہادت سے نایابا ہے اور یہاں داکر یہاں ہے وہ صبر ماریت سے
 سفید بناوے تو اس کی غیرت ثابت کھتا ہے اور اگر سیدہ کو شتی کر دے وہ مہر ماریت سے
 یہ ہندگاں حوام کے خلاق مدعا ہے کہ نایابا ہے وہ خلاق ہزار کو شات زمانا ہے۔ مگر یہ حوام عام
 مدوں کے شہادت و حود کو شتم کر کے اشد حود کو شات مہر ماریت سے اور اہل اللہ کے مخلوق ہمارے کو شات ہے اور
 حقوق زمانی کو شات کرتا ہے یہاں تک کہ مشادہ خلق سے ہوتا ہے اور شہود حق میں ثابت کرتا ہے۔ اور
 خالق عالی جس کے مابنا ہے اندر شہادت ناکر دیتا ہے اور الہ اور احیرت آتی رکھتا ہے۔ یہ جب ہے کہ خود
 خود کو شات ہے نور پت قدیر اس کو شات کرتا ہے۔ خود نیاز مجھ سے ٹھکتا ہے تو مولے ہر مونی میں قائم
 کرتا ہے۔ حدت حکم الامت نے فرمایا کہ سب تعالیٰ مندے کے جلال کو شات ہے حال کو شات مہر ماریت سے
 کو شات ہے کہو کہ اسی کے پاس اُم کتاب میں تعاد فہ کی تحریر ہے۔ اس الہاں ہے فرما کہ لوح تعاد فہ
 نمبر ۱۔ لوح عقل۔ سیر ۲۔ لوح فکر۔ سیر ۳۔ لوح قدر۔ سیر ۴۔ لوح محفوظ۔ یہ سب لوح اعظم پر ہیں مگر
 قلب مومس سیر ۵۔ لوح عقل۔ سیر ۶۔ لوح فکر۔ سیر ۷۔ لوح قدر۔ سیر ۸۔ لوح محفوظ۔ یہ سب لوح اعظم پر ہیں مگر
 سینہ مذکی لوح معنوی ہے۔ اس کے بارے میں تغیر و بدل کو حود و اثبات کا حاکم ہے بعض نے فرمایا کہ
 لا ابرا محوسے اور الائنات اثبات سے اور محمد رسول اللہ۔ اُم کتاب ہے۔ بعض نے فرمایا کہ مظلوم کی مدد سے
 رب کو فرماتا ہے اور جس کی دعا سے یکتا۔ لڑی بخشش ثابت فرماتا ہے۔ اسے معرفت الہیہ کے حواس
 منائے والے فی صیب تم کو مکاتفہ مثابہ اسار کے وہ بعض صوبہ سم نے دکھا دیے۔ ورنہ ان کے ہونے

جسے ثابت باوجودی پوشیدہ کائنات یا وجوہ غلبہ اسبہ جو کہ صلہ ہوا۔ ورنہ اصول صلہ متداولہ علم۔
 حصہ دوم حاصل صلہ۔ بحالت رفع کیو کہ جو پہلے بعد از کتاب۔ اہل امام بعد خانی کتاب
 یعنی مکتوب عنان الیہ ہے بظلم کا۔

تفسیر عالمی وَلَقَدْ بَوَّأْنَا لِيٰسَٰرَۃً مِّنْ مَّقْصُودِہِمْ اٰمِرًا مِّنْہُمْ اَنْ یَّخْصِمَہٗ ۚ
 مُعَقِّبٌ یَّسْخَرُہٗ وَهُوَ سَوْنٌ لِّمَنْ یَّهْدٰیہٗ ۚ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ فِی شَیْءٍ مِّنْہُمْ ۚ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ فِی شَیْءٍ مِّنْہُمْ ۚ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ فِی شَیْءٍ مِّنْہُمْ ۚ
 یہ محسوس ہیں کہ یہاں ہم بالک کائنات کفر کی حکومتوں کو اور ملائکہ سلطنت کو اس طرح پلار ہے ہیں کہ ان بدل
 کم کر سے ہیں اُن کے خلاف سے یا اس طرح کہ اُن کے گمراہ کر سرد و نزل و غیرہ سے مرہبے ہیں یا اس طرح کہ
 ان کی رہیں مسلمان غار کی مجاہد فتح کر رہے ہیں اسلامی سلطنت بڑھتی جا رہی ہے یا اس طرح کہ کافر عام
 اسلام قبول کرتے جا رہے ہیں جس سے کفار اور ٹوٹتا جا رہا ہے اور مسلمانوں میں قوت آ رہی ہے۔ سرداران کفر
 ذلیل ہو رہے ہیں مسلمانوں کی عزتیں بلند ہو رہی ہیں یا اس طرح کہ اُن کے مال بربادان کی کھیتاں اجڑا رہی
 کے باغ ویران ہو رہے ہیں برکتیں ختم ہو رہی ہیں غرضیں اور نگہ سستیاں آ رہی ہیں کیا اب بھی کسی آیت آسانی
 کا مطالبہ دیکھنا کریں گے کیا یہ ذلت تمیز زندگی ان کے لیے عبرت کا سامان نہیں۔ اور کیا ان ہی فتوحات اسلامیہ
 اور غلظہ صحابہ و معین سے صداقت سلام اور سلطان شرک و بت پرستی ثابت نہیں ہوتی اب مزید نشانی کی
 کیا حاجت؟ اطراف سے مرد زمین کے کنا سے بھی ہیں۔ امیر ہنگ علی اور مذہبی رہنما بھی ہیں۔ اور مال و
 دولت بھی ہے۔ کہ نہ کہ طرف کا ترنمہ ہے کفار اور کفار وہ ہوتا ہے کہ آسے جانے میں جس کی طرف رخ کیا
 جاتے ہیں کہ یہ حال ماہست ہو کسی بھی ہیں دیوہی اعتبار سے اسرا و سرداروں کی طرف دینی بھی
 تھا۔ میں یہ دورہ ہی بڑھو فساد کی طرف۔ اذیت میں مال و دولت کی طرف آنا جانا توں متوجہ ہوا ہوتا
 سے اس لیے ان کو بھی اطراف کا ہوتا ہے۔ ان میں ان کفار کا اثر ہے رسول نے ہی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے
 آسمانی آیتوں اور سبب کی پڑھو نہوں کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کو بتایا جا رہا ہے کہ تم سے کہا گیا تھا کہ تم کو کائنات
 برداری اور شکست سبب ہو گی اور مسلمانوں کو امت و فتح نصیب آتا ایسا ہی ہو کہ نہیں کیا۔ فیسی خبر
 مالی آیت میں اس کے فیصلہ کو کوئی روکے رہ کر سننے لگاتے مٹا سے وہ نہیں وہ جو چاہتا ہے فیصلہ کر
 دیتا ہے۔ اس سے کفار کو ذلیل اور مسلمانوں کو عزت دینے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اس فیصلہ کو توڑنے
 کے لیے کفار نے دی روگ میں لشکر نہیں قتل و غارت کریں مل و دولت خرچ کریں پندت پاری اپنا زور
 بیان و اثر و رسوخ متحال کر کے قوموں میں مقام کی آگ بڑھکا دیں مگر پھر بھی سب برباد و بیکار ہے اللہ
 کا فیصلہ دیکھئے حال اسے کہ اللہ علی محمد و آلہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے دیکھیں فیصلہ دیا ان مقام سے

اور آیت میں بذریعہ ملائکہ حضور و نشر کے حساب اور عذاب خیال رہے کہ چار قوموں سے دنیا آباد ہے
اور ان کی چار قوموں سے دنیا برباد اور ویران ہے۔

نمبر ۱۔ عالم حق گو باطل نمبر ۲۔ مدبر سے را۔ نمبر ۳۔ ایسا در تاجر۔ نمبر ۴۔ نازی مجاہد۔ عالم باطل۔ وارث
انہی میں۔ زاہد بے ریا اولیاء اللہ زمین کے ستلوں میں تاج ایمان دار۔ اللہ کے امین میں سپاہی مجاہد۔ شدائد
انہی کے دم سے زمین آباد ہے۔ جب ملائکہ جائیں گے فوت ہو جائیں گے اور جاہل غریب غلبہ
مفتی بن جائیں گے تو زمین کی بربادی اور نقصان اظہار ہے۔ اسی طرح بے عمل ان الوقت عالم۔ یا کار زاہریت
برکستی کے لیے مریدوں میں اور سے کرنے والا ہر۔ مدد یافت طاوت حور وحیرہ اندھ تاجر ملک و مال گیری
کے لیے جہاد کر لے گا لے مجاہد اور لشکر کی فوجی یہ لوگ دنیا کی بربادی اور ویرانی کا سبب ہیں وقد مضی
الامر من قبلنا ہذا ہذا انتم کفرتم بما یغفر ما لکم من قبلنا انکم کفرتما لکم من قبلنا انکم کفرتما لکم من قبلنا
سے پیارے حبیب کی زبیر و سلم۔ ان کفار مکہ یا یہود مدینہ نے کوئی انوکھی یا زیادہ سخت مکاریاں کر رہی
کاریاں نہیں کی ہیں ان سے پہلے زمانوں کے کافر بھی انبیاء کرام کے مقابلے میں بڑی بڑی مکاریاں کرتے رہے
جب وہ جہاد سے انبیاء نظام رسولان کرام کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو یہ تو باطل ہی کمزور ہیں ان کی مکاریاں اور ان
کی مکاریاں بھی سب سب کے قبضے میں ہیں۔ جہاد میں کریں لاکھوں داؤں پھیل میں۔ کشتی ہی تغیر چاہیں
چلیں مگر سب کی سب کمری میں بددیر کا نشانہ اور مخالفت کا تیر جب دشمنی کو ملک جانے تو وہ بددیر کدنی
ہے۔ اس کو کامیاب چال کہا جائے گا۔ لیکن جب محاف کو وہ تیر۔ لگے اور چلنے والے کا تیر مان جائے
تو وہ مکہ سے کافروں مسلمانوں کے خلاف ہمسہ چال یا باریاں کر رہے ہیں مگر اللہ ہاں سے ہر مس
کو کوہ کیا کرے۔ اور مسلمانوں کو نگاہ فرما دیتا ہے۔ مسلمانوں کو پچایا جاتا ہے کفر ذیل و رسو ہو جاتا ہے اس
یہ ن کی جہاد کو مکر کہا گیا ہے۔ ہاں البتہ جب اللہ تعالیٰ کسی طریقے سے کافروں بے دینوں کو دلیل کرنا
چاہتا ہے تو وہی دیتا ہے کوئی کافر اس کے یہ نقصان سے بچ نہیں سکتا۔ ماری تعالیٰ کے مفضل کو، یہ کہنا
ہے۔ کافر کے ہر فعل کو مکر۔ نامعلوم ہی خفیہ طریقے سے کسی کو چھایا براہ ردینا۔ بیانی یا کی کسی کو تیر کہے
میں ہاں مکر و دینا ان کو قانون کہتے ہیں۔ صرف دشمنی کی مایہ نیکف یہہی وہاں کہ مکر کہتے ہیں۔ او
یہاں کی کوشش کرنا پہنچا سکتا ہے کو مکر کہتے ہیں۔ اللہ دیا میں کسی لوگ مول کی مہ حرامہ قانون میں
یہ سے۔ آیت کی۔ حرام قانون ہے۔ یہاں مطلب ہے کہ جو اللہ کا خالق اللہ ہی ہے تمام مکر بھی اسی کی
مخلوق سے جسے پتا ہے اس سے قصاں پہنچنے سے جسے چاہے وہ پہنچنے سے یہ کہنا اور دیگر تو صرف
اللہ میں اور ان کے ہاں۔ جیسے کہ ان۔ ہر مدد حق صرف کوئی تیر کے ملکہ و موح و معبود بن گئی تیر

تیسری گوی من عندہ سے ثابت ہوئی۔ اس میں معتزلیں و راویان کا اختلاف ہے کہ من سے کون لوگ مراد ہیں در کتاب سے کوئی کتاب مراد ہے۔ پہلا قول من سے مراد ان تہی اور کتاب سے مراد دوح محفوظ ہے۔
دوئم من شرح ہوگا کہ کافی ہے لکھ کو ان یہاں گوی جس کے من دوح محفوظ کا مطلب ہے۔ مگر کجی قانون سے یہ تفسیر درست نہیں کیونکہ اس میں من تو سوائے صحت ہوگی ات کی خارجہ قیوں نحو میں موصوف کا عطف صفت پر عام ہیں۔ مگر یہ مطلب ہوتا تو وہاں قطعاً نہ ہوتی۔ دوسرا قول من سے مراد اہل در تہی اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ نیز قول من سے مراد مسلم ہیں۔ یہودی یعنی عبد اللہ بن سلام۔ کتب سے مراد ہی۔
سلسلہ داری۔ و کتاب سے مراد تو ریت و نور بھیل۔ مگر یہ تفسیر بھی صحت میں درست ہے جبکہ ان آیات کو مانی ما ہائے کیونکہ یہ حضرات یعنی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ہجرت مسلمان ہوئے۔ پھر تھا قول من سے مراد مسلم اہل کتاب یہود و نصاری کے۔ اب داری میں در کتاب سے مراد تو ریت و اکیل سے اٹنے معنی کفار کے ہی ہوا ہے۔ یہاں کا قول ہے جو ان آیات کو بھی مانی مانتے ہیں۔ مگر صحیح رائے قول یہ ہے کہ مانی مانی ہوئے میں اختلاف ہے کہ یہاں ہے و کہ کوئی رویت ایسی نہیں جو انہی کو مانی فرمائے۔ و لہذا مسلم

ان اُبت کر کہ سے زید لاند سے حاصل ہوئے۔

[illegible]

احكام القرآن

ان بیت سے چہرہ مسنے مسط ہوئے۔

۱۔ کیا ہے نبی کے مبعوث کدات۔ علم الہیہ۔ و نبوت و پیدا و جو حضور ہدی کے مبعوث و کدات
۲۔ ۱۰ سے ۱۱ ہے ان سے اور ۱۰۰ جب تک۔ دائرہ المسلمین۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ و رحم علیہ علیہ وسلم قیامت
تک سے نبی نہیں ہو گا کہ نبی ﷺ و مبعوث انہ سے انہا کا نبی اسرا و مل بہا ہے۔

اعترافات

میں نے جب اسے اگلے پڑتے میں۔

عجب ۱۰ سالہ بچہ میں کیا حیدر علی بنہ سے کوئی لڑکی۔ اس حیدر کو، ہانڈا، استقبالیہ کرنے پر مدد سے کہ
سزا ہے وہ ۱۰ سالہ بچہ۔ علی صوفی دہشتہ میں کہ مددی کرنا شیطان کا کام ہے مگر یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ انڈ
علی حساب لینے والا ہے۔

حساب۔ ذرا تو یہ ہی نہیں ہیں کہ نہ صحت کے معنی جلدی کرایا ہے۔ کیونکہ لغوی لحاظ سے صحت کے معنی
یعنی توانا بھی ہوتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ بقیہی حساب میں ہے۔ اور نہ صحت کے معنی قابو میں رکھنا بھی ہے یعنی
اللہ تعالیٰ قابو میں رکھے۔ اس سے ان معنی کے اعتبار سے امراض باقی نہ رہا۔ تاہم اگر جلدی کرایا ہی معنی کے جائیں
تو جلدی کی آفتوں میں ایک بolest یہ نسخے سے جس کو جلد مازی کہا جاتا ہے جسی حصول و طلب اور بتذکی جلدی یہ
بوست کے لیے نسخہ دوم نہ صحت جی جلدی مٹا دینا ہے۔ یہ نسخہ امراض۔ رب و مٹا دینا سے مراد اس کے
فصل و ختم میں سے پھر تم لوگ اولیاء اللہ کو نفع خالص پہنچائے والا حاجت و امراض کٹا کیوں مانتے ہو۔
اولیاء اللہ ہی۔

’دینی دے دی‘

حواکب: یہاں قصاں وہ چیز یعنی مکر کا ذکر سے اور پھر کفر کا ذکر ہے۔ لیکن اسلامی عقیدہ بطنست کا بویا کے نفع کے متعلق سے حواکب و حدیث میں مہبت مکرنا سے یہاں قصاں کفری کا اشارہ ہے لیکن ہم ولیاء اللہ کے معنی یہ نچا ہے کے قابل ہیں۔ نہ کہ قصاں کے۔

تفسیر صوفیانہ

تفسیر صوفیانہ | کیا کے گرد آبِ ہلاکت میں مٹھی بند سونے دانوں نے کیا بھی ہیں ایکھا کہ ہم خالق
بعد عالم و بدن ان کی جمالِ رمیوں یعنی قالب کی طاہری یا لٹی قوتوں کو گھٹا ہے
میں۔ پھر کے بعد جوانی تک عروج کی مثالیں ہیں یہ تو خوشی کا آئینہ۔ حرمیتوں میں گر دیا۔ پھر مروت
کو ماہر ہر سال کو اوی ہے۔ اور سے جس ندر کیا تو نے نہ کہ مہر۔ سلوک کے مسامروں میں ہر دوں کے دیے
نیری شیطانی ہذست کی مدد فانی میں کم کرتے جا ہے میں۔ در جس طہنتہ کی عظمت کو دعت بخش رہے ہیں

اور شدہ کاری فیصلہ ہے وہ جیسا چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے کوئی سرکشی قوت اس کے جبروتی حکم کو پھیر نہیں سکتی۔ جہاں کی جہوتی ٹانیاں پیسے سے ہی کٹنے لگ کر ذریعہ سے بڑھاپے کو دھوکہ دیتے ہیں آہے میں ہا بھنے بھاری کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ بھی جہوتی کی بہت وسیع سلطنت ہے۔ مگر یہ ساری ہلک ٹوڑے تھکے تھکے ہیں۔ نفس و نفسانی لوگ اپنے جسم و اعضا کے ساتھ جو کچھ مکتبیاں کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اللہ صوب کو جانتا ہے۔ اور جب اچانک موت کا نقارہ بج جائے گا۔ جو نہ بچے کو دیکھے نہ جوان و بوڑھے کو چھوڑے تو ہر معصوم ہوگا کہ نفس مانہ کامیاب ہے یا نفس مطمئنہ۔ شیطان بندے کامیاب ہیں یا ہمتی۔ شیطان کے پھندے میں جکڑے ہوئے قرین شیطان تو اسے پیاسے نیلے آب کی شان و قوت۔ سلطنت و شہنشاہی کا انکا ی کرتے رہتے ہیں وہ تو اپنے جیسا بستر ہی سمجھتے ہیں گے۔ ان کو کیا معلوم کہ قلب مومن میں چکنے دکنے والا حاتم مظهر یہی محمد مصطفیٰ سے۔ آپ کو تو میں طاقتیں خبیات دیتے والا رب تعالیٰ آپ کو کافی ہے۔ اور دینہ دیا و قلوب امیضا و نقول طار۔ آپ کے یہ کافی گواہ ہیں جس کے سینہ و قلب و دماغ میں نور معرفت اور سربراہیہ کی کتابوں کے علمی خزانے موجود ہیں۔

سورۃ رعد کے کچھ فضائل و فوائد۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز اس کو ایک

۷۹۶

۸۱۵۶۵	۸۱۵۶۰	۸۱۵۶۴
۸۱۵۶۶	۸۱۵۶۳	۸۱۵۶۲
۸۱۵۶۱	۸۱۵۶۸	۸۱۵۶۳

دفعہ سورۃ رعد کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ دشمن اس سے دُور رہیں گے اور جو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا وہ خود نقصان اٹھائے گا۔ اگر کوئی بچہ بہت روتا ہو تو یہ سورۃ نہیں دفعہ پڑھ کر دم

کرے اول آخر درود شریف پڑھے دفعہ تو بہت فائدہ ہو ورنہ خوش و خرم رہے۔ اگر کسی شخص کو عذاب یا حادثہ کا خطرہ ہو تو اس کا تعویذ لکھ کر بشرطیکہ زکوٰۃ تعویذ داکر دی ہو یا کسی مال سے لکھ کر گلے میں پیسے تو اللہ تعالیٰ تمام مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔ اس کی زکوٰۃ علی و کرام یا صوفیاء تعویذ اس سے پوچھی جائے یا جائے سلسلہ قادری نقی مابین سے پوچھ لی جائے۔ اس کے عدد کل ۶۹۲ ۴۴ ۲ ہیں۔ تعویذ کا نقشہ لکھ دیا گیا ہے اگر کسی شہر یا ملک میں غلام حاکم افسر آگیا ہو جو ظلم و غلام یا مائتوں کو سستا ہو تو اگر جیسے بادل برسنے میں کاغذ پر یہ سورۃ رعد لکھتے اور بارشش کے پانی سے دھو کر وہ پانی اس کے گھر میں ڈال دے اللہ تعالیٰ حاکم

میرا ہوا اس کی ایک آیت مآیستہ لزعۃ محمدؐ والحدیۃ بمن عوفیہ وهو علیٰ کل شیء قیوۃ۔
 یہی آیت ہے جس حقیقت تک پڑھ کر اور گلی بابت جو ذکر اس وقت پڑھے جب بادل لڑکنا ہو تو جب پڑھتا ہے
 گا بادل نہیں لڑے گا۔ ہر عمل نہیں کرے گی حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ عمل آسمانی عمل سے پہلے
 کے عمل مجرب ہے۔ نیز یہی پوری آیت اگر نزلے۔ دشمن یا مخالف کے شور و غل کے وقت پڑھی جائے تو
 تو نزلے کا شور بند ہو جائے۔ احادیث میں بھی اس کی تلاوت کا بہت ثواب لکھا ہے۔ جو شخص روزانہ
 اس کو ورد کرے گا کثرت ثواب قیامت میں پائے گا۔ میں سے راہی کے لیے اکیس دفعہ دوپہر کے وقت قل لا
 ظہر لیکن مکروہ وقت گزار کر یا پہلے تلاوت کرے۔ اور آج میں صرف ایک مرتبہ سجدہ تلاوت ادا کرے ایک
 ہی مکہ ماہنامہ بیٹھ کر اہل انور درود شریف ۱۱ دفعہ پڑھے انشاء اللہ جلدی رہتی ہو۔ چلہ پورا کرے اگر چہ راہی پہلے
 ہو جائے (ذرائع طائف) لیکن زیادہ بہتر ہے کہ مغرب و فساد کے درمیان پڑھے۔



الْحَمْدُ لِلّٰہِ شُکْرًا خَیْرٌ مِّنْ ذٰلِکَ مَا کَرِهْتُمَا کہ آج مؤرخہ ۲۳ شوال الکرم مطابق گیارہ جولائی
 بروز جمعرات بعد نماز عصر قبل نماز مغرب پیر حوال پارہ سورہ بقرہ کی آخری آیت تک مکمل ہوئی اب آئندہ ان شاء
 تعالیٰ ہر روز سب سے مبارک کتب جو لکھی گئی ہیں مطابق ۲۴ شوال سنہ ۱۴۱۵ھ تفسیر مالمائد شروع کروں گا۔ اب تک
 میں عربی تفسیر سے استفادہ کیا گیا۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ نمبر ۱۔ روح البیان۔ نمبر ۲۔ روح المعانی۔ نمبر ۳۔ مدارک نمبر ۴۔
 غازی۔ نمبر ۵۔ جمل۔ نمبر ۶۔ صاوی۔ نمبر ۷۔ فخر الدین مازنی۔ نمبر ۸۔ مظہری۔ نمبر ۹۔ ابن کثیر۔ نمبر ۱۰۔ عرائس البیان۔
 نمبر ۱۱۔ تفسیر لسانی۔ نمبر ۱۲۔ تفسیر ان لفاظ۔ نمبر ۱۳۔ اسئلۃ المازنی۔ نمبر ۱۴۔ طبری۔ نمبر ۱۵۔ جلالین۔ نمبر ۱۶۔ بیضاوی۔
 نمبر ۱۷۔ ابن حجر۔

سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَانِ وَخَمْسُونَ

اَيَّةٌ وَسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الرَّاسِ كُتُبٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

ایک کتاب ہے اللہ نے جس کو آپ تک لایا ہے تمام لوگوں کو سے
ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف ہماری کہ تم لوگوں کو

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلَى صِرَاطٍ

اندھیروں طرف نور کے سے علم اب کے پہنے طرف رہتے
اندھیروں سے اُجالے میں اور ان کے سب کے حکم سے جس کی راہ کی طرف

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهُ الَّذِيْ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

عزت والے تعالیٰ والے کے اللہ وہ ہے کہ اس کے ہاں جو میں آسمانوں
عزت والے سب چیزوں والا ہے اللہ کہ ہی کہ ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِى الْاَرْضِ ط وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

اور جو میں زمینوں کے ہے اور وایں ہے کافروں کے سے عذاب
اور جو کچھ زمین میں ہے کافروں کی عذاب سے ایک عذاب سے

شَدِيدًا ۵) الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

بہت سے وہ لوگ جو بہت کچھ میں زندگی دنیوی سے
نہیں آخرت سے اُسی کی زندگی پسند کرتے

عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَ

ہم سے آخرت کے اور روکتے ہیں سے راستے اللہ کے اور
اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کی چاہتے

يَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ أُولَٰئِكَ فِي ضَلٰلٍ بَعِيدٍ ۝۳

منہا کرتے ہیں اُن کو نیز جاننے کی۔ یہی لوگ ہیں میں گمراہی سے کی

وہ دور کی گمراہی میں ہیں

تعلق ان آیت کریمہ کا تعلق پہلی آیت کریمہ سے چند طرح ہے۔

پہلا تعلق۔ اُن سے متا بہتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے سورۃ رح کے بعد سورۃ ابراہیم کا نام است
مزدوری تھا۔ اس سورۃ کو پہلی سورۃ سے معز تعلق کے علاوہ تعلق بھی بہت تعلق و ربط ہے۔ اس
طرح کہ سورۃ رح کی ابتدا اُجھ سے اور ابتداء اب سے اسی طرح سورۃ ابراہیم کی ابتدا بھی اُجھ سے وراثتاً
سے۔ اُس سورۃ کی آخری آیتوں کا مضمون اجمالی طریقے سے ذکر ہوا۔ اس سورۃ کی ابتدائی آیتوں کا ہی مضمون
مضمون ذرا تفصیل سے ذکر ہوا۔ دوسرا تعلق۔ اُس سورۃ کے ابتدا میں بھی کتب اللہ کی شان بیان کی گئی تھی اس
سورۃ کی ابتدا میں بھی کتب اللہ کی شان بیان ہو رہی ہے اُس سورۃ میں قرآن مجید کو حکم عربی فرمایا گیا تھا۔ اس
سورۃ میں اس کی تصریح فرمائی جلدی گی۔ تیسرا تعلق۔ پہلی سورۃ میں خود رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کسی
نبی کو ہمت نہیں کہ سب کی جاننت کے بغیر کوئی اُمرے لئے آئے۔ اس سورۃ میں خود انبیاء کرام کا ارشاد
منقول ہوا کہ ہم کو یہ ہمت نہیں جو ہم کوئی سلطان یعنی اُمرت رب کی بلا جاننت لے آئیں۔ نیز پہلی سورۃ میں
جسب رباک کے توکل علی اللہ کا ذکر ہوا۔ اور اس سورۃ میں تمام انبیاء کرام کے توکل علی اللہ کا ذکر ہو رہا ہے۔

چوتھا تعلق۔ اُس پہلی سورۃ میں حق و باطل کی اجمالی تمثیل بیان ہوئی مگر یہاں کلمہ طیبہ فرما کر اس کی

تفصیل بیان ہو رہی ہے۔ نیز اس سورت میں پچیسے ثنائیات قدرت یعنی آسمانوں کی لمبائی میں کا پھیلاؤ چاند سورج کی تغیر ذکر ہوئی پھر اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا گیا۔ لیکن اس سورت میں پچیسے نمونوں کا ذکر ہوا پھر آیات قدرت کا ذکر ہوا پھر احوال تعلقی۔ اس سورت میں کفار کا ذکر در استغداد کا ذکر بجالا ہوا۔ مگر اس سورت ابراہیم میں اس چیزوں کا ذکر تفصیل سے ہوا کہ ارشاد ہو۔ **اِنَّهُ بِأَسْفَهٍ سَاءٌ لِّدُنِّ مَنْ قَبْلَهُ رَاسِخٌ** نزول۔ یہ پوری سورت مکی ہے۔ مگر دو آیتیں مدنی۔ آیت نمبر ۲۸ اور نمبر ۶۹۔ یہ دونوں مفتوحین۔ سرکشیوں کے متعلق نازل ہوئیں یہ سورت نصف نصف دو بار میں نازل ہوئی۔ خیال رہے کہ علامہ مفسرین کے نزدیک سب نزول بیان کرنا اس وقت زیادہ ضروری ہوتا ہے جب یا تو اس سورت میں شرعی احکام زیادہ : لایا یا محسوس کلمات ہوں۔ مدد صرف واقعات۔ اور ثنائیات لہذا یاد دہانہ و دہد کی آیات میں مکی مدنی ہونا برا ہے (روح المعانی)

تفسیر نحوی **اَلْوَاكِفُ كَتَبْتُ لَكَ ذٰلِكَ اِنَّكَ لَيُحْيِي النَّاسَ مِنْ اَمْوَالِهِمْ لِي تُوَدَّعَ اِلَيْهِمْ** ترجمہ: اے صبر طے لغیر ذالہذ۔ یہ حروف مقطعات میں۔ ال کی تحریر تو اس طرح ہی ہوتی ہے مگر ان کی دانگی کا طریقہ یہ ہے۔ الف۔ لام۔ با۔ ان کا مفہوم ترجمہ معنی کسی شخص کسی موقوف کو معذور نہیں سوائے نئی ہک صاحب کو ناکٹ علی تدریج و سلم کے۔ یہاں سب نحو و صرف لغت و قواعد فیل میں۔ ترکیب نحوی میں ایک قول کے مطابق اس کو اس طرح شامل کیا گیا ہے کہ اگر آکر بعد از کتب موصوف اپنی صفت انزل کا۔ جملہ فیل سے علی کر خیر ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ قرآن مجید کا نام آرا نہیں ہے کسی بھی آیت و علامت میں۔ واللہ و رسولہ علم باخوب کتب اسم مفرد صفت مثبتہ معنی ملکوت اکملہ دفع خبر سے بعد محذوف خدا یا خدا العزیز کی تکمیل معنی مضمون ہے۔ موصوف ہے مابعد کا۔ انزل فعل ماضی مطلق میضہ جمع مشکم باب فعال سے ہے مصدر ہے انزل کل۔ معنی امانا متدی ایک مفعول فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ضمیر واحد ذکر فاعل اس کا مفعول بہ ہے۔ الی ہارہ انشاء غایت کے لیے رکت ضمیر واحد ذکر ماضی ماضی ماضی ہے۔ متعلق ہے انزل کے اے یہ جملہ فیل مفعول اپنے مابعد علم و قدرت کا۔ لام کی سببہ اسے یہاں ان نامیہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ مگر مضارع متقی ہو تو ان نامیہ مصدر یہ ظاہر ہوتا ہے۔ تخریج فعل مضارع معروف واحد ذکر حاضر کا میضہ باب فعال سے اخراج مصدر ہے اس کا فاعل ثمت ضمیر کا مرجع نبی کریم صلف و سلم کی ذات ہے المثال الف۔ م استغفر لی ناس جمع غیر لشکی سے نشان کی یا اسم جمع سے بغیر واحد کے جملہ ہے۔ بحالت نصب ہے مفعول ہے تخریج کا مخرج سے ہے معنی نکلتا۔ باب افعال میں اگر متدی ہوا معنی نکلا۔ من جانہ معنی لی طرفہ یعنی میں ص۔ ان لام استغفر لی کلمت جمع مؤنث مکتوب ہے جمع کثرت کے لیے اس کا واحد نکتہ ہے معنی امیر۔ الی ہارہ

اتہاء ناریس کے لیے۔ النور الف لام ٹندی۔ ام مفرد معروف باللام۔ جار و مجرور متعلق ہے تخرج کا بادب
بہ ہارہ۔ اذن ام مفرد جامد مضاف ہے بمعنی اجازت نہ ام مفرد معروف۔ سب سے بنا ہے بمعنی ہانا کما
کسرہ ہے مضاف الیہ ہے ماقبل کا اور مضاف ہے مابعد ہم ضمیر مجرور متعلق جمع کا مرکب اضافی جار و مجرور متعلق
دوم ہے تخرج کا۔ زنی حرف جر اتہاء و ذریعہ کے لیے ہوا کی ترکیب میں رد قول میں یکسر کہ جار و مجرور
متعلق سوم ہے۔ تخرج کا۔ دوسرے کہ یہ متعلق نور کا اس طرح کہ یا خیر ہے نور کی یا بدل ہے یا مطلق بیان
ہے۔ اور پھر متعلق ہے نل کا مضاف ام مفرد جامد ہے بمعنی کھانا یا سستہ۔ الف لام امی بمعنی الذی ہے۔
غریزہ۔ صفت مشبہہ بروزن فعل۔ بمعنی ام قائل بھی ہو سکتا ہے۔ و ام مفول بھی۔ مضاف الیہ سے ماقبل کا اور
موصوف ہے مابعد کا جز مضاف ثلثی سے بنا ہے۔ بمعنی۔ غالب ہونا پیدا ہونا پیدا رکھنا۔ عزت دینا۔
یہاں سب معنی ہو سکتے ہیں۔ الف لام امی بمعنی الذی۔ معید ام صفت مشبہہ بمعنی محو قرعہ ہے قرعہ
کی ہوا۔ شد سے مشتق ہے۔ بمعنی ذاتی صفات کا بیان کرنا۔ ام مضافی ہے ہدی تعالیٰ کا کمالیت جس سے ہے۔ کیونکہ
صفت ماقبل مضاف الیہ ہے عز کی وہ منہل منہ ہے مابعد۔ انکرا۔ انکرا الذی فی کئے مافی السموات و ما
فی الارض و ذیل یلکنا میرین عن عدایہ شہید اللہ۔ ام مفرد معروف علم ثانی ہے پروردگار عالم کا۔ بدل الکل
ہے عینہ کا موصوف ہے مابعد کا۔ الذی ام موصول واحد مذکر صفت ہے۔ ماقبل کی اس لیے مجرور ہے بھی ہے
ہری و جدا عذاب ظاہر نہیں حالت باطنی میں کسر ہے۔ لائم ہارہ ملکیت کا ضمیر واحد مذکر کا مرجع اللہ ہے۔
متعلق ہے۔ پوشیدہ ام قائل ثبات کا مام موصول بحالت رفع قائل ہے پوشیدہ ثابت کا۔ فی حرف جر اسلوب
الف لام استقرانی۔ ثلوث جمع مکرر ہے سماء کا تھما خود بھی جمع ہے۔ مگر اس میں ثلوث ہے کہ واحد اور جمع
مذکر مؤنث سب کے لیے متعلق ہے ثلوث صرف مؤنث جمع کے لیے ہے مادہ عائدہ کا موصول فی جارہ ظرفیہ
ف لام استقرانی یعنی تمام زمین ارض ام مفرد مؤنث معروف باللام بحالت جر یہ سب جار و مجرور مضاف
ذریعہ متعلق ہے پوشیدہ ام مفول موجود کے۔ واد سیر جملہ قول ام مفرد مذکر ذکر بمعنی۔ ہلاکت۔ ذریعہ
شدید عذاب۔ شرمندگی۔ حسرت۔ جہنم کا ایک علاقہ۔ یہاں سب معنی ہی سکتے ہیں۔ اس کا مؤنث لفظی ہوا
ہے ولہ۔ کمالیت۔ نفع کیونکہ بتدا ہے تنوین سے مانع معاف ہونا ہے۔ لام جارہ نفع کا۔ الف لام استقرانی
کا فرین۔ جمع ہے کامر کی کفر سے مشتق ہے۔ جار و مجرور متعلق اول ہے ثابت پوشیدہ ام قائل کا اور پھر یہ
جملہ اسید خبر ہے ذیل بتدا کی۔ من جارہ بیانیہ یا نائدہ۔ یا تعلیلیہ غایب ام مفرد جلد ہے نہ مخصوصہ معروف
ہے شدید صفت کا۔ یک قول میں عذاب صفت مشبہہ بروزن قائل مذکر سے بنا ہے بمعنی سزا۔ تکلیف۔ شدید
روزن میل صیغہ مبالغہ ہے شد سے بنا ہے۔ بمعنی ماندھنا۔ سخت کرنا۔ مضبوط ہونا۔ کرجت ہونا۔ یہاں یہ

صراط پاک میں سے آیت الہی سے بڑی چیز زمین و آسمان عرض و کبریٰ لوح قلم میں کوئی نہیں مگر ظاہر ہند
کا مدول میں سارے ایک ہاتھ میں آجاتی ہے جو بھی عجیب قدرت کا رستہ ہے۔ اسے اپنے جیب ہم سنہی اس
کو آپ کی طرف نازل فرماتا کہ آپ اپنے دست اقل سے یہ عظیم مقدر سے یا تبلیغ مکتل یا قولی منور سے
یا اہمال جہانی کے ایسے کفر کی ظلمت سے سلام کے ور کی طرف اور عقائد باطلہ کی ظلمت سے عقائد ہدایت
کے ور کی طرف ہو گریں۔ ایمان کی طرف اُن کے بکریم کی جانت سے تمام کائنات کو حق و انس
کو نکال لیں جس طرز و قیود قدر کے رستے کی طرف جس کا ہی ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں ملکیت
ملکیت جدیدت بندگی کے اعتبار سے تمام ملکہ فرماتے ہیں یہاں بدر چیزیں ارشاد ہوئیں۔

نمبر ۱۔ کتب ۲۔ زوال ۳۔ نیر ۴۔ نیر ۵۔ ظلمت ۶۔ نور ۷۔ نیر ۸۔ صراط ۹۔
نیر ۱۰۔ عز ۱۱۔ حید ۱۲۔ زوال ۱۳۔ نیر ۱۴۔ جو کچھ نہیں ہے۔ ۱۵۔ جو کچھ زمین میں ہے۔ کتاب شریعت ہے
نار ہونے صحت الٰہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ور چکے سورج میں جس کو کسی فروہ نہیں۔ تا یا صحت
تمام نسان مراد ہیں۔ ظلمت اُمّی ہیں۔ کفر۔ نقالی۔ گمراہی۔ فتنہ۔ ظلمت۔ تکبر۔ شرک۔ بدعت۔ منافقت
اہل بہ ظلمی۔ عصیان۔ طغیان۔ جور۔ ظلم۔ ناشکی۔ بدعتیگی۔ بدعتی۔ فتنائی۔ بے حیالی۔ طبع۔ دنیا پرستی
نام کا یہاں ان بن سے ہیں اس سے ال کو ظلمت بھی مدحیر سے کہا گیا۔ ور سے مراد حیات مصلحتی گیا مصلحت
مادہ محمدی کا نام سلام ہے۔ صراط سے مراد طریقت و معرفت ہے کہ تمام عبادات کا مقصد یہی راہ چلنا ہے
جو یونانی جس کا مقابل کوئی دوسرے ذوال راہ مذہب سے مدخل۔ حید۔ جس کی مراد ہر جی شاکہ لائق ہو۔ لائق
وہ ملک و خالق سے۔ آسمان و زمین۔ زمانہ بھی شامل ہے۔ یہ آیت پاک عقائد اہلسنت کی جامع ہے۔ وہ دین
مذکور میں مدد پ شدتوں لہذا میں مستحقون الحیوة مددنا علی الخیرۃ و نصذون حق
سنتنا اللہ و یمنونہا عونا کونان فی قتالہا نصذہا و ہلاکت ہے یا ہنم
لا خاسر صحت ہی صحت لہذا ہے۔ یا کفار کا لہذا بہت شور و غل و اولیائے کافروں مشرکوں مشرکوں
کے لیے انتہائی سخت عذاب ہے یہ وہ کافروں سب ہی جو دنیوی زندگی کے ہی عاشق ہیں رہتے آخرت کے
مقابل آخرت کی پروا اور فکر تک رکھتے ہیں کہ دنیا کی محنت بری نہیں مگر دنیا کا استہباب
بھی محنت کی طلب و عشق حرام ہے علامت کفر اور باصطحاب شیعہ کیونکہ محنت دنیا کی خواہش تھا
آخرت کو بھلائی سے جس کا تصور یہ ہوتا ہے آخرت اس کی نظر میں منکوک اور بیچ اور گھٹیا ہو جاتی ہے
یعنی دنیا پرستی مدحیر کا ہے اور دوسروں کو بھی و نصذون حق سن۔ اللہ کے سامنے سے روکتے ہیں اس
لئے کہ وہاں سے منافق اٹھائی سے اور منافق و جرمال صالح سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ ور اپنے

اصل نظریات کو ثابت کرنے کے لیے میرے میرے دلائل دیتے ہوئے یَعُوْثُهَا جَوْثُهَا تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اس کا سہارا صرف مسیحیت میں۔ اسلام میں یا اپنی مذہبی باتوں میں غلط تاریخی یہودہ اقوال کا کہ لوگ اللہ رسول کی محنت سے رُک جائیں۔ لیکن ان کی حال بھی کارگر نہ ہوگی جس لیے کہ دَیْنِیْتُ دَیْنِیْتُ مَیْنِیْتُ مَیْنِیْتُ یہ ہر قسم کے کافر وہ طینت فتنِ محنت ہی اور کی گمراہی بے راہ روی میں ہیں جن کا پلٹا راہِ ہدایت پر آنا بڑا مشکل ہے۔ رہ ہدایت۔ ایمان۔ عرفان۔ رضاءِ رضی۔ اور محنت سے بہت دور ہیں۔

ان تینت کریم سے چند فائدے حاصل ہوئے

فائدہ

۱۔ پہلا فائدہ۔ آقا و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور محنت کے بغیر قرآن مجید۔ دین اسلام عبادت۔ ریاضت۔ سجدہ و سجود کسی سے بھی ہدایت نہیں مل سکتی۔ یہاں ایک ایسی ہمتی میں جو سب و طاعت سے نور کی طرف نکلتے دلتے ہیں۔ بات تو احادیث و واقعات سے ثابت ہے کہ بغیر نماز روزہ صرف چہرہ مصیبت و عشقِ مصطفیٰ کے ذریعہ مسلمان سون متقی صلیبی شیعہ و عیسائی ہونے کے تمام مدارج طے کر گئے مگر یہ کیس ثابت نہیں کہ صرف قرآن مجید پڑھ کر نبی پاک سے کٹ کر نہایت پائی ہو۔ لہذا یہ آئین سب ویر ہی میں کہ نبی پاک کا دامن درجہ کھٹ بکڑنے میں ہی نجات ہے۔ یہ فائدہ الی التواریخ راہِ فرماتے سے حاصل ہوا۔

دوسرا فائدہ۔ قرآن کریم و گول کی ہدایت و قلاع۔ پڑھنے دین بکھنے کے لیے نازل ہوا یا امت۔ مذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبی کریم تو پہلے ہی سب کو بکھ بکھ سے چھوئے تھے۔ یہ فائدہ لشکرِ جبرائیل فرماتے سے حاصل ہوا کہ ارتداد باری تعالیٰ ہو کہ سب کی طرف سے قرآن اس سے نازل ہوا تاکہ آپ نکالیں یہ نہ فرما کر تاکہ آپ نکلیں یہ ہدایت لیں۔ یہ فرمایا کہ قرآن نکالے۔ عیسٰی فائدہ۔ نبی کریم رذیل و حیم کی خاص قوم یا قبیلے کے نبی نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لیے زمین پر تشریف لائے۔ یہ فائدہ اناس فرماتے سے حاصل ہوا۔ اور اناس میں نہ ملائمت کی تید ہے نہ ناسنے کی۔ یہ شاں صرف بتی اکرم کو عطا ہوئی۔ آپ کے علاوہ کسی نبی رسول مرسل کو عطا نہ ہوئی۔ چوتھا فائدہ۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا ہی نور کے پاس کا ہے اس لیے کہ نبی پاک نے سب کو کفر سے علیحدہ کر کے اپنے دامنِ کرم میں پناہ دی اور دوسری آیت دَنُوْا لَہُمْ اَوْ اَطِیْعُوْا اِنْفِیْہُمْ حَادُوْا سے مجھ ہی ثابت ہوئی ہے۔ پانچواں فائدہ۔ آج دنیا میں سب کی طرف بلائے پکڑنے والے بہت سے دعویدار ہیں۔ یہودی۔ عیسائی۔ مرزائی۔ ہندو سکھ وغیرہ مگر آقا و دو عالم نور مجسم ہی محترم محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ملنا ناہ اس ی بلائے پر چلنے والا لینک کہنے والا باری تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اب تانیا مسک پاؤں لٹی بدنا صرف نبی کریم کا ہی بدنا ہے۔ یہ فائدہ ماؤن۔ تیسرا فرماتے سے حاصل ہوا۔

کیا رب تعالیٰ اس کے بغیر عاجز ہے۔ جو اسباب، استخراج کا خلق ذات، ہر سی تعالیٰ سے نہیں بلکہ نبی پاک سے ہے یعنی اس ذیل سے کی نبی پاک کو ضرورت ہے نہ کہ سب کو۔ جیسٹرا اعتراض۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے تاکہ ظلم سے بچائیں اور کی طرف ثابت ہو ظلمت بری ہے اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مندوں کے فعال کا خالق ہیں۔ نیز اگر فعال بد کا خالق ہوتا تو نبی پاک کسوں خدمت سے نکال کر نور میں لاسے۔ اور پھر بندے اپنے زوالی کام کہتے ہیں۔ یزیدی کریم کا رکا، یہ ہے کہ قرن و حدیث سسٹائیں اعمت نکرو مل دیں و مل کریں طور فکر اور اعمال صالحہ سے درست ہو جائیں ظلمت ختم ہو جائے تو ثابت ہوا کہ بندہ ہی کا سبب ہے خود خالق ہے۔ جو اسباب۔ اس ہی ریت میں حجاب فرما دیا گیا ہے کہ اگر ہے باذن رنہو۔ یعنی نذ کا اذن ہو تو نکالنے میں اور اذن کی ہے۔ امر مشیت خفقت۔ نیز یہ وطست مل و فکر صرف بندے کے رجحان اور توجہ کے لیے ہے و کہ خفقت کے لیے۔

آلہ اولیہ اسرار الیہ میں جن کو بجز اللہ رسول کوئی نہیں جانتا۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ **تفسیر صوفیانہ** قرآن مجید کے مجید اور رازیہ حروف مقطعات میں۔ آسمانوں کے مجید فرشتے ہیں اور زمین کے مجید اولیاء اللہ ہیں کتاب انزلناہ ایتھ لستخبر ح لثا من من انظلمات ابی لکور اسے باز دار قدرت ہم سے سلیہ مومن کے معرفت والی کتاب تیرے سے ہر و کردی تاکہ تو اسے مجید کائنات سب انس کرنے والوں کو کثرت کی ظلمتوں سے نکال کر نور و علمت کی طرف لے آ۔ یا صفات ثبات کی ظلمتوں سے فطرت کے نور کی طرف یا اعمال و فعال کے حجاب سے نور ذات کی طرف یا ظلمات نفوس سے نور قاب کی طرف یا ہمارے دنیا کے ظلمتوں سے نور غلوت کی طرف نکال لے اہل دنیا کی روشنی سورج کی دھوپ سے ہوتی ہے مگر مادیوں کا نور ظلمت کے اندھیروں میں طوف فرماتا ہے۔ دنیا کی بیانی ظلمات ملن ہے۔ مکتوبہ مرتبہ کی بد آنکھوں میں حقیقت کا نور ہے۔ یا ذی ترہمضی۔ سورہ نعدیرہمضیون مل غمت و شوق کے ازلی ہدی پرور مل فرمانے والے اللہ تعالیٰ کی اجازت۔ امر اور مشیت سے۔ اعمال صالحہ کی توفیق بہت کی ہمت و اسباب کے متیا فرما دینے سے۔ اس کی پہچان کے راستے کی طرف جو قہ کے ہر ظلموں پر غور فرمانے والا ہے۔ مجید ہے کمال ذات میں۔ اور حمد کے مائق ہے مردان شوق کو علم معرفت است کی نعمت بخشنے پر۔ یا فانی جسام کو لقا عطا فرما کر۔ **لله الدی لہ مافی السموات و الارض** سے معرفت کے طلب گار و وادی مستقی میں قدم رکھے و عظیم مجید و مہذب ہے۔ کہ سموں میں حوہ سے ہی کی طلیت ہے۔ ہر نقل ایک معرفت کا آسمان ہے اور ہر عاجزی بستی زمین نیا ہے۔ عبادت کا قیام آسمان سے ریاضت کے مجید سے زمین ہے و ان میں جو کچھ ہے سب اللہ کے لیے۔ اسی کا ہے اسی کے لیے۔ مستی کسی

خیر کی ہے نہ بدی ہستی کسی کی اپنی ذوقِ لشکافونین من عد اپ شدیدِ عقیمیت کے حجابِ عالمی شکلوں
در معنویت کے دوسووں ناسکروں کے لیے محرومی کی ہلاکت ہے۔ اور یہ محرومی سانسے مدالوں سے شدیدِ مطلب
ہے اَلَّذِیْنَ یَسْتَجِیْبُوْنَ اِلَیْہِمْ عَلٰی اَرْحَیْہِمْ۔ یہ بد نصیب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر دم
اجرام کی ظاہری دنیا کو پسند کرنے میں دیوی زندگی کو قبول اور خرچ کیا۔ باطنی اخروی روحانی زندگی کے بدلے
و یُعْطُوْنَ عَنْ سَبْحِیْلِ اللّٰہِ وَ یَنْبَغُوْنَہَا عَوَجًا اور مزید سرکشی کہ راہِ سلوک کے مجذوبوں مالکوں
اور راہِ شریعت کے عالموں مابدول زاہدوں کو لغو زبان درازیوں گستاخوں اور غافلین کو دوسووں کے
دریے کی رسوائی سے روکنے میں اور لذت دنیا اور حرام کھانے کے لیے میڑھے راستے تلاش کرتے۔ اور
شریعت و طریقت میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ تو نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ وَ لَیْسَ لَکَ فِیْ صَلَاتِکَ اَوْ بِعِبَادَہِ لَیْسَ
تخریب کار لگ خود ہی ستقامت اور وصل الہی کے راستے سے مغرب کیا جاتے ہیں اور اور کی گراہی
میں پھینک دیئے جاتے ہیں نہ ہم و نثان بھی مست ہوتا ہے۔



وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمٍ

”نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر سے زبان قوم کی اُس کی
اور ہم نے ہر رسول اُس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا

لِبَيِّنٍ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي

”تاکہ قانون ظاہر بتائے لیے اُن کے پھر گمراہ کرنا ہے اللہ جس کو چاہے اور ہدایت دیتا ہے
وہ انہیں صاف بتائے پھر مٹا کر گمراہ کرنا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے۔

مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَلَقَدْ

جس کو چاہے اور وہ عزت وال حکمت والا
جسے چاہے۔ اور وہ عزت وال حکمت والا ہے۔ اور یقیناً

أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ

بھیج ہم نے حضرت موسیٰ کو ساتھ قانیوں اپنے کے یہ کہ نکالو قوم کو اپنی
ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اسے کہ بھیج کہ اپنی قوم کو احمیدوں سے

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِنَا

سے اندھیروں طرف نور کے ۔ اور یاد دلائیے ان لوگوں کے دنوں
آجائے میں لا اور اسیں اللہ کے دن یاد

اللَّهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

اللہ کے بیشک میں اُس اللہ نشانیاں میں یہ ہر بڑے صابر شکر کرنے کے
دلا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو ۔

تعلق ان آیات کریم کا تعلق پہلی آیات کریمہ سے چند طرح سے ہے۔
پہلی آیت تعلق۔ پہلی رست میں ذکر ہوا تھا کہ ہم نے یہ قرآن اس لیے آواز کیا کہ ہمارا حبیب سائے
حماؤں اور زمانوں کے تمام انسانوں کو ہر طرح کے اندھیروں سے نکال کر ہر طرح کے نور میں لے آئے۔ ان
آیتوں میں بتایا جا رہا ہے کہ ہر نئی ہی قسمت کی زبان ہوتا ہے جس سے اقتضایہ بتانا مقصود ہے کہ ہر
نئی صراطِ صلیٰ مشرعیہ و سلم کائنات کی ساری زبانیں ہوتا ہے۔ دوسرا تعلق۔ پہلی آیات میں بتایا گیا
تھا کہ ہمارا حبیب تو سب کو سمجھا رہا ہے مگر جو بد بخت اس دامنِ کریم کے سارے مافقت میں نہیں
آتے اور دنیا کی عین کشیوں میں ہی پھنسے ہوئے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور نکل گئے سب ان آیات میں
ان کی ہدایت کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ اللہ فائز حکمت والا جس کو وہ گمراہی پر نازل دے تو وہ محمد مصطفیٰ
جیسے پیار کرنے والے رسولِ محرم کے کہنے میں بھی نہیں آتا۔ تیسرا تعلق۔ پہلی رست میں آقا و عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے بارے میں اشارہ ہوا کہ وہ اندھیروں سے نکال کر نور میں لاتے ہیں اور سب ان آیتوں میں فرمایا گیا کہ حضرت
موسیٰ بھی اسی کام کے لیے دنیا میں شریعت لانے تھے۔ مگر وہ طرح فرق ہی سر ہوا۔ ایک یہ کہ ہی کریم سائے زلفوں
کے تمام انسانوں کے لیے شریعت بنا کر رکھ کر حضرت موسیٰ صرف اپنی قوم کے لیے ۔ دوسرا یہ کہ نبی پاک کا کام

لفظ کے خصوصی قرب کے لئے ہرے ماہ ہے کہ حضرت موسیٰ و ہارے راستہ آج، در بند کی غنیمت یہاں
 ہے یہ بدلت ال صراط و ذکر حم سے عام ہوئی

شان نزول۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے متعلق دیا کہ یہ رب تعالیٰ کا کلام ہے تو
 یہودیوں سے سن کر مشرکین مکہ سے، حضرت کی کیا کہ بھی تک تو عربی میں کوئی کلام ہی مارل ہوا نہیں۔ عربی میں
 کلام خدا کس طرح ہو سکتا ہے تب سورہ راسیم کی پہلی پانچ آیتیں مارل ہوئیں۔

(تفسیر حسینی (المسیر)

تفسیر نحوی

وَمَا زِلْنَا مِنْ ذُنُوبٍ اِنْ يَسْأَلُ نَوْمَهُ يَسْتَرْ لِقَوْلِهِ مَنْعُ نَوْمٍ
 معنی میزد جمع متکلم، عامل اللہ تعالیٰ جمعیت متکلم نہ ب حسن کلام کے لیے حقیقتاً متکلم و مدد ہے۔ من، مذکر تالیف
 رسول اسم معراجہ بحالت جزوین تکلیف یہی کوئی رسول، بل حرف استثناء سے سابقہ لفظی ٹوٹ گئی اور نہ
 سائلہ ما از من ابل علیہ مشکی منہ ہو گیا اور مابعد کلام مشکی ہوا انسان ب عازہ معنی مع اساتوہ انسان ہم معراجہ
 اس کی جمع ہے انسان یہ جمع تذکرہ ہے، تاریت جمع نسل ہے، لفظ نسل مذکر مؤنث دونوں کے لیے مستقل ہے
 اس کچھ جمع معنی ہوتے ہیں، میرا، زبان معنوی، ۲ بولی، نہ، وقت گویان، میرا، لہو، تیرہ، ۵ ذکر یہاں
 یہی نفس اور ہوں ہے، صحاف ہے بحالت حر سے ت جانہ کی وجہ سے، قنہ ام عادی ہے لفظاً واحد معنی
 جمع ہے، مذکر گروہ کے لیے مستقل ہے معنی خدان، برادری، ہم دلی، ہم نسل وگ، بحالت کسرہ ہے مفاد
 ایسے ماقبل کا اور مخالف ہے مابعد و ضمیر و مذکر مجرور متعلق کا اس کا مرجع ہے، رسول، لام کے سبب
 لام سے پہلی سبب بحالت سبب ہے اور یہ بعد الا جملہ فیلہ منسوب ہے یکنسین فعل مضارع معروف
 میزد واحد مذکر غائب اس کا فاعل ضمیر متکسر کا مرجع رسول ہے، اب فیصل سے ہے، اس کا مصدر ہے
 یکنسین، سب سے یہ فعل مضارع بحالت فتح ہے کیونکہ لام کے میں ان تا میرا مصدر یہ پوشیدہ ہوا ہے ووزیر ویشا
 ہے مضارع کو لحم لام ہارہ نفع کا یا بھی مد ظریعہ مکایہ یا معنی لی ظرف مکایہ ضمیر متکسر کا مرجع قوم ہے یکنسین
 یکنسین سے ماہر معنی ظاہر کرنا، بیان کرنا، پہنچانا یہاں سبب معنی یں سکتے ہیں، ک استیفاء فیہ، جند و کلام
 کے لیے، یکنسین فعل مضارع اب افعال سے ہے فلال معنی ہے مل سے غائب، فلال معنی سے بھٹنے
 بھٹکانا بھٹکنے دینا اور لڑنا کن یہاں یہی معنی مناسب ہیں، کا فاعل اسم عام لفظ اللہست من ہم موصول واحد
 مذکر ذی نقل کے لیے ہوتا ہے، بحالت نصب، مفعول پر سے یکنسین کا یکنسین فعل مضارع معروف زمانہ حال
 کے معنی میں ہے، میزد و مذکر غائب، اب فتح سے ہے معنی سے ہی سے معنی عا بنار پس

کرنا۔ واؤ سر جملہ۔ یضریٰ فعل مضارع معروف میضہ واوہ فاعل ال کا۔ امل مفعول ضمیر مذکر مستتر کا مرجع الثوب ہے۔
 باب ضرب سے ہے حدی سے شق سے یعنی۔ ہدایت دینا۔ راستہ دکھانا۔ قولین دینا۔ یہاں سب
 معنی ہی کہتے ہیں۔ من اسم موصول بحباب نصب سے مفعول۔ ہے بعدی کا ریشہ فعل مضارع معروف جملہ
 غیلہ ہو کر ملتا ہے اس کا۔ واؤ سر جملہ یا حالہ۔ مفعول ضمیر واحد مذکر مرفوع منفصل جملہ ہے۔ الف لام اسمی یعنی
 اندی۔ مفعول فیل صفت مشبہہ کا میضہ ہے برائے ہالہ۔ عزم مضارع ثلثی سے بنا ہے۔ یعنی
 غالب ہوا یا رہا ہوتا۔ عزت والا ہوتا۔ قاسر ہونا۔ انعمتہم الف لام اسمی یعنی اللہ تعالیٰ حکیم برون فیل صفت
 مشبہہ کے لیے ہے حکم اور حکمت بنا ہے۔ مسمی۔ ابھی تدریس والا۔ العزیز جبرائیل سے ایکم خبر دوم ہے۔
 و قد رزقنا موسیٰ۔ ان شروء موقد ص نظمیت الی التواری۔ واؤ سر جملہ لام بتانیہ
 یعنی النستہ یہ صرک ماضی قسبت پرانا ہے۔ اور مفتوح مونا ہے۔ خیال رہے کہ عربی میں چلہ قسم کے لام
 ہوتے ہیں دو مفتوح۔ غیر ۱۔ لام تاکید۔ غیر ۲۔ لام ابتدائیہ ایک اسم و فعل دونوں پر آتا ہے۔ دوسرا نقطہ فعل پر اور
 ۳۔ لام مکسور ہوتے ہیں۔ غیر ۴۔ لام جازہ۔ غیر ۵۔ لام مر۔ قد حرف تحقیق۔ انزلنا۔ فعل ماضی مطلق میضہ جمع مطلق
 اس کا فاعل اللہ تعالیٰ۔ مفعول مرفوع علم ہے سم مفعولہ سے ہر حال تقدیر پر اعراب ہو جائے۔ بحالت
 نصب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے انزلنا۔ کا۔ یہ لفظ عبرتی ہے۔ دیکھو نظروں سے مرکب ہے۔ غیر ۱۔ مفعول۔ یعنی پانی۔
 غیر ۲۔ شاید سے معنی ٹکڑی پانی ٹکڑی پانی والا۔ یہ نام فرعون نے حضرت موسیٰ کا رکھا تھا۔ لہذا وہ صندوق کی
 مناسبت سے بنایا۔ کج جازہ یعنی مغ (ساتھ) آیات لیے ہے ایہ کی یعنی نشانی۔ مجزہ علامت۔
 کلام۔ یہاں مراد ہے مجزہ۔ معاف ہے تا ضمیر جمع مشکلم مجرور مشبہ کا۔ مرکب جازہ مجزہ متعلق ہے انزلنا
 فعل کا۔ ان مشترکہ فیعلیہ ہے۔ سابقہ ماقبل کی جہاں مفسر ہے۔ یہ مالعہ کی جہاں مفسر ہے یعنی سبب
 یعنی علت و معلول۔ اخرج۔ فعل امر حاضر معروف واحد مذکر انت ضمیر مستر فاعل ہے خطاب حضرت
 موسیٰ کو ہے۔ اس کو خطاب حکایت کا جاتا ہے۔ باب افعال سے ہے۔ مصدر ہے اخرج بمعنی نکال۔ خرج
 سے بنا ہے۔ قوم اسم مرفوع منصوب جمع بھی فیعلہ فاعل براہی۔ ہم وطن بحالت نصب مفعول بہ ہے اخرج
 ۲۔ ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور مشبہ معاف ایہ سے قوم کا۔ من جازہ ابتداء غایت کے لیے۔ الف لام
 مستقر الی غایت جمع ہے غلظت کی مسمی اند حیر۔ الی حادہ اسماء غایت کے لیے۔ التور۔ الف لام حمدیہ
 یعنی یا خدای۔ نور اسم مرفوع جامد۔ اجوف واوی کا مادہ اشتقاق بھی جوتا ہے مگر یہاں جامد ہے بمعنی مفسر
 روشنی۔ بحالت کسر مجزہ سے متعلق دوم ہے اخرج کا۔ و ذکرہم یا قیامہ انتوا ان فی ذلک لآیات
 لکل صبیحا پر شکوہ ہے۔ و ذالہ۔ مطلق خرج پر مجزہ۔ فیل امر حاضر معروف واحد مذکر۔ باب تفصیل

ہے اس کا صمد ہے تذکیر۔ یعنی وہ بیان رکھنا خیال رکھنا۔ ذکر کرنا۔ نصیحت پکڑنا۔ یاد دلانا۔ یہاں یہ آخری معنی میں۔ ثم۔ ضمیر جمع غائب کا مرجع قوم بنی اسرائیل ہے۔ مفعول یہ ہے ذکر کا۔ اب ہمارے زائد ہاں تاکید تذکیر کے لیے آیام۔ اہم جمع مکتہ کثرت ہے یوم واحد کی ماسم ظرف مطلق ہے۔ حقیقتاً زمانی ہے۔ یوم کے معنی ہر دن۔ جب معرفہ باندہم ہو تو اسمائی مخصوص دن یعنی آج۔ آیام یعنی بہت سے دن۔ زمانہ مذکور۔ وقت۔ موقع۔ مناسب ہے۔ القدر معاف الیہ ہے۔ مرکب اضافی سے مراد واقعاتی زائد جس میں اللہ کی طرف سے کچھ ہوا ہو۔ جادو مجرور مطلق ہے ذکر کا۔ ان۔ حرف تحقیق شروع کلام میں ہے اس لیے کسر ہمزہ ہے۔ فی جازہ ظرفیہ اللہ سم اشارہ بعیدی جنی ہے بحالت جبر ہے۔ یہ جادو مجرور متعلق مؤخر و اہم مفعول پوشیدہ کا وہ مرفوع ہے کیونکہ اسم ہے۔ ان کا۔ لام تاکید یہ۔ آیات جمع مؤنث سالہ ہے آیت کا۔ یعنی نشان قدرت محاسن نفع ہے کیونکہ خبر ہے ان کی شکل۔ لام جازہ نفع کا۔ ان اسم تاکید جمعیت کے لیے مجرور ہے لام سے۔ مثالیہ اسم مبالغہ بر وزن فاعل جادو۔ غفار۔ وغیرہ وغیرہ بنا ہے۔ یعنی بہت مبر کرنے والا۔ شکوہ صفت مثبتہ یعنی شکوہ۔ بر وزن غفور مفعول۔ یعنی ہر وقت شکر کرنے والے بذریعہ عبادت الیہ۔ قدر دان احسان مند۔ لفظ صبار اور شکور عطا الیہ بھی ہیں مگر وہ ہمیں صبر قبول کرنے والا اللہ شکر قبول و منظور فرماتے والا۔ یہاں دونوں بندے کی صفت ہیں۔

تفسیر عالمگیری
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يَنْصَرِفُ إِلَيْهِمْ قَوْمٌ لِيُذَكِّرَهُمْ قِيَمَتِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
اور اللہ نہیں بھیجا ہم سے ان کوئی رسول تھا آخر کوئی رسول علیہ السلام کی قومی علاقائی زبان میں اس طرح کہ ان کی اپنی ایک لغت بھی ان ہی قوم والوں سے تھی اور جو وہی الہی کتاب الہی نازل ہوئی وہی اسی علاقائی زبان میں ہی نازل ہوئی مثلاً تورات عبرانی میں زبور یونانی میں اور انجیل سریانی میں۔ تمام مستشرقین یہی معنی بیان فرماتے ہیں سوائے ایک شخص امام سنیان ٹوری کے کہ انہوں نے یہ اختراع کر لی کہ تمام اسمائی کتابیں عربی میں نازل ہوئیں پھر بنیاد نے ماضی اللہ قوم کو ترجمہ پیش کیا۔ کسی نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام نے ہی ترجمہ کر کے انبیاء کو سنایا۔ (تفسیر روح المعانی وقاری) حالانکہ یہ اتنا غلط عقیدہ ہے کہ اس سے سیکڑوں ہاں نظر دست پیدا ہو گئے۔ معتزلہ فرقہ نے ہی بد نظریاتی کی پیداوار ہے ہمارے دور کے بعض جہلانے اس بطلان کا سہارا لے کر مابعد کثیب الیہ کے کلام الہی جو سہل کا ہی انکار کر دیا مگر خدا تعالیٰ نے جلد ہی ان کو ذلیل و رسوا کیا۔ ہر قوم کی زبان میں وحی اور نبوت آنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے تاکہ وہ اپنی اس براہی اور قوم کو اللہ تعالیٰ کا وہ کلام کھول کھول کر بیان فرما دیں اور قوم اہل زبان ہونے کی بنا پر جلد ہی سمجھ لے

آگے رب تعالیٰ کی مشاء حکمت سے کہ جس کو چاہے گمراہ کر دے یعنی اُس کو کھٹا چھوڑ دے کہ کھٹکا پھیرے یا اُس کے جنت پیدائشی میں گمراہی پیدا کر دے یا اس کو توفیق ہی نہ دے کہ بھلائی کی طرف جاسے اُس کا دل ہی نہ چاہے یہ سب امور میں رب کی طرف سے گمراہی ملنے کی ہیں۔ اور جس کو چاہے ہدایت دے یا اس طرح کہ اس کو شریعت طریقت حقیقت معرفت کی محنت جمائے یا اس طرح کہ دل بھلائی کی طرف ہی مائل رہے یا اس طرح کہ اس کی غسانیت تو ہر وقت گناہ تلاش کرتی رہے مگر سب تعالیٰ اس کبر طرف سے گناہ سے دور رکھے اور گناہ اُس سے نفرت کریں اور بھاگیں یا بندے کو ایسی کیفیت اور مقام و معاشرے میں رکھ دے کہ بندہ اپنے لباس و مرتبے کے لحاظ سے گناہ سے بچے مثلاً عالم خلیفہ امام پیر۔ اپنی مالیت اور قوم کے فصول سے بچنے کے لیے بھی بشارتیں ہوں سے بچا رہتا ہے وہ سب تعالیٰ بندے کو ایسی کمزوری بردہلی۔ یا عاری میں بکڑ دے کہ وہ گناہ نہ کر سکے یہ سب رب تعالیٰ کی مختلف شکلوں کی ہدایتیں ہیں۔ بندے کو ان سب حالات میں اس ہدایت پر شکرا اُٹھاتا بھالانا چاہیے۔ دنیوی زندگی میں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہونا بھی مذاب ہے۔ وہ وہ اندر اپنے ہر کام میں عزیز یعنی غالب ہے کہ اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں اور حکم یعنی حکمت والا ہے کہ کوئی کام بے کد بے وقت بے فائدہ نہیں اُس کا ہر عمل ہر شخص کے ساتھ بالکل حکمت مصطفیٰ بروقت اور فائدہ مند ہے وَ لَقَدْ آرَسْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِنَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ اور البقرہ ۱۲۸ کبھی کبھی کسی زمانے میں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنی کتاب کی آیتوں کے ساتھ یا نور معرفت کے ساتھ ہی لیے بھیجا تھا کہ وہ صرف اپنی قوم پر اور ہی کو ظلمات اندھیریوں سے نکال کر نور روشنی کی طرف لے جائیں یا ظلمات سے مراد فرعون کے ظلم ہیں اور نور سے مراد صیحت پاک موسیٰ کا انعام و عافیت ہے یا ظلمت سے مراد بے علمی کی حالت ہے یا نور سے مراد حضرت موسیٰ کے وعظ اور قرینت کی تعلیم کی روشنی ہے کیونکہ یہی منزل سینکڑوں سال سے فرعونوں میں چھنس کر مذہبی اور غیر مذہبی سب ظلم بھول چکے تھے۔ یا نور سے مراد ایمان ہے اور ظلمت سے مراد کفر ہے یا نور سے مراد عبادت و تقویٰ ہے اور ظلمات سے مراد فحش و جور مراد یہ نور مراد نیک عقیدے ہیں اور ظلمات سے مراد فحش کی بری مجلسیں صحبتیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سب کچھ ہی مراد ہے۔ حدیث مطہرت میں ہے کہ اندر کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں ملیں۔

نمبر ۱۔ لب۔ نہر سپید پھٹا۔ یہ دونوں مجھ سے ہدایت کے لیے تھے۔ نمبر ۲۔ کڑی کا پھ جانا۔ نہر ہمیشہ کوئی کثرت۔ نمبر ۳۔ سرچیز کا خون بن جانا۔ نمبر ۴۔ جوڑوں کی کثرت۔ نمبر ۵۔ بادشہوں کا بند ہونا قحط سالی غربت۔ نمبر ۶۔ ہر چیز کا خون نہ جانا۔ نمبر ۷۔ طوفان دریا میں غرقابی یہ غلاب بد دعا موسیٰ علیہ السلام سے

ہے۔ دربار میں لے کر گئے۔ ان کے علاوہ حضرت موسیٰ کے معجزات بھی ہیں۔
 ۱۔ پہاڑ کا تہ کو چاہ دیا۔ ۲۔ من و سلویٰ۔ ۳۔ بادل کا سایہ کیا۔ ۴۔ مقام طبع میں پتروں کا بیلا نہ
 ہوا۔ ۵۔ اہل کی حاجت نہ ہوا۔ ۶۔ پتھر سے چشمہ جاری ہوا۔ ۷۔ کوہ طور پر عافری قوم کو زندہ ہوا۔
 ۸۔ سب قحط کا دوسرے حکم موسیٰ علیہ السلام کو یہ تھا کہ دترہ بنان م اللہ ان بنی اسرائیل سے شکر کے
 اہل کی یادگار عطا فرما کر یہ خود بھی وہ ان کی آمد و سلیں بھی دونوں کی یاد دلاتے ہیں کہ تہ و دن تاریخ نیز
 سال بعد موت کرانے تو یہ سب کی نعمتوں کو جو ان دن میں تھیں یاد کر کے شکر کے مجھ سے جاری کریں یہ دلائل
 کا ایک کی سے یا اس طرح کہ ہر فرد کو طبع و عین و بت و نگریہ تو بہت مشکل ہے اس وقت بھی بہت فرخ ہو
 گا۔ تو بہت در آسان خریدہ سے کر در نہ یا بخت و آریا مانو یا سالانہ تمام بنی اسرائیل کو جمع کر کے جو اجتماع کرو
 بڑی منزل سجاد۔ اور اس میں بطور دعا قریر حمد شاکر سے جو نے بت و ذکر و گوتم پر اللہ کی یہ نعمتیں برکتیں رحم و کرم
 ہوئے۔ ۱۔ تم کو مہیا کرام کی نسل و نسل دیا۔ ۲۔ تم کو تمام جہاں پر جن و ملک پر نفیست دی ۳۔
 شریعت کے اور طریقہ کے پھول دیے۔ ۴۔ تم کو دیا ہر بادشاہتیں دیں۔ ۵۔ تم کو اپنے کام کی دی اور
 بیٹھے و تو راست دی۔ ۶۔ اس کے باوجود کہ تم نے ان فرمایاں کر کے اپنے پر عذاب نازل کر لئے اور فرعون
 کی غلامی اور اہل مصیبت میں جا پڑے مگر سب تعالیٰ سے اپنے مہیا کرام طہم انعام کے دیئے بد بار تم کو
 غریب و محنت برکت سے نوازا۔ اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کر کے فرج کر دیا اور تمہاری شان و عبادی۔
 بنی اسرائیل یہ سب باتیں و سببت بھول چکے تھے اسے کیم محرم دیا سے موسیٰ ان کو یاد دلاؤ۔ اور تو یہی پڑھاؤ
 ساتھ عذاب سناؤ ہم نے انسان بنایا۔ نہ وہ تم باؤ بر شک اسے آہ کی نلو۔ مومنو۔ کا درو۔ ان پہلی نشہ نول
 میں انبیاء کی تیغوں میں قوموں کے مذہبوں میں۔ جہت مہلت پچھنے بعض کے لیے اہل بڑی کٹی دامن آیتیں
 ہیں۔ ہر عباد کے لیے جو ہر وقت ہر حالت میں مہر کرے اور ہر لمحہ کے لیے جو ہر وقت ہر حالت میں
 سب تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ ہر سانس جو ادا ہوتی ہے وہ اس میں مومن شکر کرتا ہے
 اور ہر سانس ہر سانس سے وہ مومن کے مہر کی ہوتی ہے ہر شپاک میں ہے۔ کہ میں ایک درخت ہے جس کا
 آدھا باطن بھی جزیر میں اور آدھا ظاہر یعنی شاخیں ہیں۔ باطنی درخت مہر موسیٰ ہے اور ظاہری درخت
 شکر مومن ہے اور پورے درخت کا نام ایمان ہے۔ گویا کہ مہر بھی آدھا ایمان شکر بھی آدھا ایمان کامل مومن
 دو ہے جس کے یعنی کا پھر اور درخت مہر بزرگ و علاوہ اور پڑھو۔ مہر کی بھی پانچ تھیں۔

نیز۔ مہر علی۔ مہر قلی۔ مہر ۲۔ مہر لانی۔ مہر ۳۔ مہر قلی۔ مہر ۴۔ مہر جودی اور شکر کی بھی پانچ تھیں۔
 نیز۔ شکر علی۔ مہر ۲۔ قلی۔ مہر ۳۔ لانی۔ مہر ۴۔ شکر علی۔ مہر ۵۔ شکر جودی۔ انعام سے رکنا مہر علی ہے۔

بذاتی سے رکنا صبر الی ہے شکہ شکایت حد کا صبر سانی ہے علم کو بھول جانا اور تکالیف کو تکلیف لہی جاننا صبر و جہد ہی ہے اسی طرح احسان و عبادت کرنا شکر علی ہے۔ نعموں کا چرچہ کرنا شکر ذلی ہے۔ نمودنا کا شکر سانی ہے اپنے گنہوں خطاؤں غرضوں اور کیوں کا معترف ہونا رب تعالیٰ کے کرم و فضل پر نگاہ رکھنی شکر علی ہے۔ نفس و ذلہ۔ اور خودی کو مٹانا شکر و جہد ہے۔ جو ایک قسم کا شکر صبر کرے کسی نہ کرے۔ صاحب شکر ہے جو پا پھول قسم کے صبر و شکر کرے وہ صبر و شکر ہے۔ تاء کل و اماہ بل علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن محبوب خوشش قسمت ہے کہ اُن کا ہر کام خیر ہی خیر ہے۔ وہ اکھڑ میں صبر کر کے ٹوب پالتا ہے اور سکھر میں شکر کر کے رضاء الہی پالتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ قسم مصطفیٰ کو دو گن نعمتیں ملیں نمبر ۱۔ عقل۔ نمبر ۲۔ علم۔ عقل سے صبر عالم سے شکر ملا۔ عقل کی کثرت نے مومن کو متاثر بنایا اور علم کی کثرت نے شکر بنایا اور یہ دونوں انعام فضل۔ نبی میں۔

ان آیات مطہرات سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ تادم دو عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی ربانیں جلتے ہیں یہاں تک کہ پتھروں لکڑیوں اٹھ جانوروں کی ربانیں بھی جانتے سمجھتے ہیں۔ یہ فائدہ ہمسایہ قوزہ والے کے لئے ہے حاصل مواد نیز کثیر احادیث سے یہ حقیقت واقعی ہے۔ تمام مخلوق عرشی و فرشی نبی پاک کی قوم ہیں۔ دوسرا فائدہ۔ انبیاء کرام اور خاتم کریم علیہم السلام دنیا والوں کو ہر محبوب ہر ربانی سے پاک کرنے والے اور بچانے والے ہیں اس لیے ان کے پاس بیشعنا والا ہر شخص ہر محبوب پاک جوتا ہے۔ یہ فائدہ میں انظمت میں خلل نہ ملے فرماتے سے حاصل ہوا۔ کفر۔ گمراہی۔ منافقت۔ لایح۔ بددیانتی۔ بدعملی۔ لغتہ۔ جھوٹ فریب۔ غداہی وغیرہ سب ظلمات میں داخل ہیں۔ لہذا اب جو شخص کسی بھی صوبائی پاک کو لڑہ بار کسی لعلی اسرائیلی کی محبت لگائے تو وہ قرآن کریم کا شکر ہے۔

۲۔ شہر فائدہ۔ نبی کی ذات نور ہے ہی طرح انبیاء کرام کا وعظ۔ سلام۔ اور کتاب۔ وحی اسی ہی نور ہے۔ مگر ذات اور جسم مختلف نور ہونا نبی علیہم السلام کی شان ہے باقی اسلام کی چیزوں کا نور ہونا مطلقاً بعضی ہدایت کی روشنی۔ یہ لاندہ نور کو واحد فرماتے سے حاصل ہوا۔ چوتھا فائدہ۔ رب تعالیٰ کو وہ بندہ بہت پسند ہے جو متاثر ہو شکر ہو۔ اگرچہ صابر شاکر ماہر زاہد ہونا بھی ایمان کی نشانی ہے مگر متاثر اور شکر کی یہ دو کیفیت ہے۔ اور یہ ہمہ وقتی صفت ہے۔ پانچواں فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کی میر خصوصی صفات بھی جوتی ہے اور خصوصی صفات بھی۔ غیر خصوصی صفات غیر اللہ کے لیے استعمال کرنی جائز ہیں۔ یہ فائدہ متاثر اور شکر فرماتے سے حاصل ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بھی نام ہیں۔ یہاں بندوں کو انہی صفاتی ناموں سے ذکر کیا گیا۔ لہذا بھی پاک کو۔

حرمِ کریم اللہ غیبِ دان۔ حاضر و غایب بخشے والا کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی غیر خصوصی صفات ہیں۔ قرآن مجید میں مختلف جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چوتھیں تقریباً صدیقی نام نبی پاک کو بھی مخاطب فرمائیے۔
 قصافائدہ۔ آلاء کائنات علیٰ منہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام صرف اپنی اپنی مخصوص قوم و قبیلے کی طرف ہی مبعوث ہوئے۔ یہ لائدہ ان تغرہ فوہش ر بشر فرما رہے تھے کہ اس سے حاصل ہوا۔
 جب کہ ابھی پہلی آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لَتَخَذَنَّ النّاسَ ارشاد ہوا۔

ان آیت کریمہ سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔
احکام القرآن پہلا مسئلہ۔ چھ دلوں کی یادگاریں قائم کرنا جائز بلکہ واجب ہیں اس سے دینی و نبوی بہت فوائد ہیں۔ یہ مسئلہ وَذِکْرُہُمْ دائدہ ہے مستنبط ہوا۔ کیونکہ ذکرِ امر ہے اور امر علی معنی میں دھب کہیے ہوتا۔ لہذا محفل میلاد شبِ معراج۔ اہل گیارھویں۔ بارہویں پاکستان کی یادگار و غیر وہب جائز ہیں۔ محفل میلاد کے مکمل ثبوت کے لیے ہمارے فتوے میلاد کا مکمل اہم فرمایا جائے۔
 دوئم مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کی چیزوں کو پیاسے اہل نیک مشقی بندوں کی چیز بنا کرنا جائز ہے اللہ بندوں کی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی چیز بنا کرنا جائز ہے خاص کر انبیاء کرام کی طرف اس طرح کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ یہ مسئلہ ہائیم ائمہ سے مستنبط ہوا۔ دیکھو۔ چند مخصوص دلوں کی اللہ کے پیاروں۔ اہل نبیوں۔ اللہ کے نعمتوں سے نسبت ہو گئی تھی تو سب تعالیٰ نے ان کو تمام نذر۔ اللہ کے دن فرمایا۔ پس اسی طرح۔ نیکوں کی بات کو اللہ کی بات کہہ سکتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ یؤذ

رہ از ملقوم ہذا اللہ یؤذ

کہنا بھی ٹھیک ہے۔ اسی طرح اللہ کی مسجدوں کو مسجد نبوی۔ مسجد خواتین کہنا بھی جائز ہے۔

اعترافات پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ ان قوموں سابقہ متوں کے لیے توہرست ہے۔ دہائی ہے کہ ایک قوم اور ایک زبان کے لیے ایک نبی ہوتے تھے علیہ السلام لیکن نبی کریم تو ایک قوم کے لیے تشریف نہیں لائے آپ تو کائناتِ بشاش میں جب عربی قرآن مجید ترا تو عربوں کے لیے کافی ہو گیا ان کا عذر ختم ہو گیا لیکن تاقیامت دوسروں کے لیے جہان میں قرآن مجید کیوں نہیں نازل ہوا۔

جواب۔ میں دیکھتا ہوں۔ قرآن مجید کی بجائے اپنی انسانی بدست و معاست کی وجہ سے صرف عربی دانی سے ہی اس کے لیے بہت بھانے تفسیر کرنے کی ضرورت ہے درجہ کام تاقیامت ملا۔ مویا۔

مفسرین کے ذمہ لگنا ہی تھا اس لیے ہی ایک زبان میں آیا تاکہ دوسروں کو تفسیر کے ساتھ ساتھ ان کے توجہ بھی کر سکے۔ یہی وہ مفسرین سکھائیں تاکہ زیادہ غصہ سے زیادہ جواب بھی ملے اور علمِ اعلیٰ کا ایک طبقہ پیدا ہو جائے اور دنیا کے ہر گوشے میں ہر شکل میں پہنچ بھی جائے اور ہر ایک بھی رہے۔ اتحاد کی کیسی بہترین عالمگیر شکل پیدا ہو گئی۔ اگر ہر زبان میں طبعہ قرآن نازل ہوتا تو اپنا لہجہ کلام سے کر ہر شخص طبعہ ہر جگہ کوئی کسی دوسرے سے تعلق نہ رکھتا یہاں تک کہ عربی کو بھول جاتے۔ نمبر ۲۔ عربی دنیا کے علاوہ قبر و حشر اور جنت کی زبان ہے۔ نمبر ۳۔ ایک زبان میں جو نے کی وجہ سے تاویل و تحریف اور تبدیلی سے بچ گیا۔ اور ہر کشور میں بہت فائدہ کہ ساری دنیا میں منزل قرآن پہنچ گیا۔ نمبر ۴۔ دوسری زبانوں میں تنہا اختصار۔ اتنی فصاحت بلا غصہ نہیں جو عربی میں ہے۔ دو کلمہ اعظم افضل۔ جہاں قوم سے ثابت جو تہ ہے کو نبی کریم بھی صرف عرب قوم کے لیے مومن و کفار کی قوم کے لیے۔ وہی قرآن اگر معجزہ اپنی فصاحت و بلاغت کی بناء پر ہے تو وہ بھی صرف بل عرب کے لیے ہوا اور ہر عجیوں کو اس کی فصاحت کی کیا سمجھ لند؟ قرآن ساری دنیا کے لیے نہ مقرر مگر دنیائے کے لیے (فہمہ و

صورتِ دوم)

جواب۔ صرف قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت ہی معجزہ نہیں بلکہ کسی کے لیے بلاغت کی کے لیے تلاوت کسی کے لیے اس کی حفظ و ساری کتب کو بہت آسانی سے یاد کر لینا۔ کسی کے لیے اس کی لغت بھرا سنے یا آنے۔ بلکہ لغت جو ابھی تیار ہے کہ ساری کائنات کے لیے ہے کسی کے لیے اس کی تفسیر اس کے سارے سس کے مسائل فرمیں کہ اس کی مزید تفسیر ہے اس لیے یہ ہر ایک کے لیے معجزہ ہے۔ یہی یہ کہہ سکتے تو ہی کہ یہی ساری بلاغت کے لیے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ کہ اسی مقام کے ساتھ جیسا جس کی طالب حقیقت کو دوست تھی تاکہ ہی خود۔ آیت نمبر ۱۱۱۔ احکام کے مطابق جاسے کلام اور کلام کے لائے دسلے کا نہیں پڑی اور حاصل کرے۔ درین میں رکاوٹ ہو۔ اہل شریعت کے لیے شریعت کی بیان کی جائیں لافقت نہ ہو۔ عطا کے جائیں اور طلب و حقیقت کے سامنے پہنچے اور مکاشفے کے دماغ سامنے اور سبق کھوے جائیں۔ یہی یہ مدد کی کلام معرفت اور طریقِ معرفت میں اصطلاح بنی ہو۔ علوم کے سامنے اصطلاحات صوفیہ بیان کرنا لازم ہے۔ درہم گروہ حواریں کے یا مدد ملے۔ حضرت علیہ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے صوفی طلبہ کو بھی ہی الذین ابی عربی اور وحدت الوجود اور ہمہ دوست کی کتابیں پڑھنے دیتے تھے۔ بعض صوفی اپنے مریدین کو خوشنودیوں سے دور رکھتے ہیں اس لیے کہ یہ دستے کھن میں مگر یہ بائیں پہلوں کی میں توجہ نہ لادہ مت کا کسی کو پتہ ہے نہ نقشبندی و سہروردی کا صرف چند دوست ساری دینی نہ گئی ہے۔

[illegible]

عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ

اور تم جب کہ بچایا تم کو سے دھاروں میں مہمون کے جو دہل گئے تھے یہ لوگ
سب تم سے نہیں دلوں دلوں سے نجات دی جو تم کو ہری دے تھے

سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذِيقُونَ آبْنَاءَكُمْ وَيُسْتَحْبِيزُ نِسَاءَكُمْ

دی کھیلوں سے و قتل کرتے تھے بیٹوں کو تمہارے اور کہتے تھے بیٹوں کو تمہاری
تمہارے بیٹوں کو زنا کرتے و تمہاری بیویوں کو دیکھتے اور تمہارے سب

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَدَآءُ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ

اور میں اس میں کس امتثال تمہارا طاعت سے رب کے تمہارے بڑا
بڑا فضل ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب سے

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

یاد کرو جب کہ اعلان فرمایا رب سے تمہارے بڑے تم کو شکر کرو گے اور زیادہ اس میں تم کو
سزا کہ اگر میں یاد کروں تو میں تمہیں دے گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ وَقَالَ

یاد کرو کہ اگر میں کفر کروں تو میرا عذاب میرا بقیہ سخت ہے اور فرمایا
سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور جو میں میں

مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ

سخت ہوئی اگر تم کرو تم اور جو میں میں میں
میں جتنے میں سب کاسہ موصوفہ تو شک نہ ہے پروردگار

باب فقہ سے ہے اس کا قائل ختم ضمیر مستزاج قوم سے۔ غصۃ ام مفرد جاد معنی اقام احسان۔ فتح ہ
 نام لینے والی چیز بلا معاوضہ ملنے والی چیز۔ اس کی جگہ سے ختم سماعت فتح معنول یہ سے ماہر ام مفرد مفرد
 ہے علی جاد معنی فرستہ اسی لام فتح کا۔ کم صیر معنول کا مرجع وہ ہے شوق ہے اذکرہ کا اذ اسم
 ہی فریہ زائید یا تغیر۔ نکی۔ مل ماضی مطلق معنول میثد احد مکرر فانب۔ باب افعال۔ نکی سے شوق ہے بھی
 بہات ویا سہا۔ د رکھنا۔ جھکنا۔ دیا یا دلا۔ یہاں شب می ن کتے میں باب خیال سے سے۔ در اصل تھا
 بجی کی کوائف سے مدایگا قائل کے زری وہ سے۔ اس کا قائل خود ضمیر مستزاج امر ہے کم ضمیر کا مرجع
 قوم مخاطب ہے۔ بن ہازہ بھی معن ہاڑنے تو اذ ہا۔ ام مفرد جاد سے مگر اس کی صیغہ میں میں قول ہیں
 نیر۔ اصل میں اصل برہ۔ غل تھا اول میر ہو۔ مل تھا اول یعنی لڑاں مروار طبع۔ در پرورش لوگ۔ پہلا
 قول۔ چہد و جہ سے صیح نہیں۔ یا اس لیے کہ عطائل ہر یک کے لیے مستقل ہے۔ خواہ اس کا مصاف
 یہ فعل دلا ہو یا قتل مافوق حوادث وغیرہ مگر ال کا غلط طبع قتل اور گھٹیا انسان کے لیے نہیں ملتا۔ دہوی لہذا
 سے بڑے آدمی کی نسبت ال کی طرف بول ہے یا اس لیے کہ ال کا مصاف یہ تہب علیہ بھی آئے تو ال مصاف
 الہ میں شامل نہیں ہوگا۔ جیسے علی معتمد ذ علی۔ محمد اور حب علیہ وہ ہو تو ال میں مصاف الہ بھی شامل
 کا۔ جیسے یہاں ال مذکور ہے اس میں نہیں۔ اسی اختلاف سے اس کی تصویر ہے۔ اصل یا اول۔ بحاست جو ہے
 رفون سم جاد جہان لفظ ہے۔ شاء مصر کا قتب ہوا تھا جیسے جہل صو۔ پر مذیڈنٹ۔ ملک ہو گیا ہے۔
 سو موقوف۔ مل مصدع معروف صیر جمع مکرر فانب ختم ضمیر جمع جانب مستزاج اس کا قائل مرجع ال او
 زوں دونوں سوئم سے شوق ہے یعنی مجبور کرنا۔ دلیل کرنا۔ تکلیف دینا یہاں سب می بن سکتے ہیں باب
 صر سے سے کم اس کا معنول یہ مرجع قوم شور ام مفرد جاد معنی۔ بڑا۔ لعل۔ آفت۔ گناہ۔ لکین کرنے والا
 سال ہر معنی ہو سکتا ہے۔ شوقیت پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔ یہاں نصب ہے معنول یہ دوم۔ انقد ث
 لب نام لہذا ہی غالب صفت مقبذ کا صیر ہے معنی سزا عافیت ومعنی ہے سماعت کسر ہے۔ واو
 ماطر۔ مطلب ہے سو موقوف۔ ند پنحون۔ فل مصدع باب فعیل مصدع ثانیہ یا تد پنحون
 سے صیر جمع مکرر فانب قائل ختم ضمیر کا مرجع وہی فرعون و فرعون ذی سے ناہے۔ یعنی گلا کاٹنا۔
 قتل کرنا۔ ان قنا۔ مار ڈالنا۔ خون بہانا۔ یہاں موبہ۔ مار ڈالنا۔ ختم ضمیر قائل کا مرجع وہی فرعون و فرعون
 انا۔ جمع سے ال کی معنی نسل جی۔ جو دیا ہے جو پاپا، فیرہ۔ فوی معنی۔ دلا۔ کے بھی آتے ہیں۔ جیسے بن نسل
 مائتے والا مسافر سماعت فتح معنول یہ ہے ند پنحون۔ کم ضمیر جمع مکرر جاد کا مرجع قوم ہے۔ وہ ماطر
 مطلب ہے ند پنحون پر پنحون فل مصدع معروف صیر جمع مکرر فانب ختم ضمیر کا مرجع وہی فرعون و فرعون

ہے۔ لہذا صرف ضرب سے ہے کسی زیادہ دینا۔ زیادہ کرنا۔ بڑھانا۔ کم ضمیر جمع ذکر حاضر محبوب۔ متعل
مفعول لہ ہے یا مفعول بہ۔ واو عاطفہ۔ عطف ہے لہذا سکرٹ پر لام نامکہ تاکید یہ۔ ان حرف تفاعل نہ
اصل ماضی مطلق جمع ذکر حاضر بھلا شرط ہے باب نصر سے ہے کفر بمعنی کفران سے ہ۔ ترجمہ ہے ناشکری کر۔
ان حرف تحقیق ہ سے پسے ہ برائیدہ پسندوست۔ در اصل تھا فان ف جزائہ اس وقت پانندہ
ہوئی ہے جب شرط میں تاکید قائم سے شدت پیدا ہو جائے۔ یہاں بھی لہذا نام تاکید یہ سے شدت پیدا
ہوئی۔ عادت اسم عائد محمی نیز۔ معناب بطرف یاد ہوگئے۔ مرکب انسانی محالیت نصب ہے اسم ہے ہا
لام تہ نہ سے برائے تاکید ہے شدید اسم صفت مشبہ ہے۔ یعنی اسم مفعول میں مستند ذ ذ یا اسم ہا مل
بمعنی مستند ذ اس کی جمع ہے شد ذ ہا شد ذ۔ شد معناب تالی ہے بنا ہے۔ یعنی۔ مجبور۔
سمت۔ پکا۔ مدعا ہوا کرتا۔ چٹکی والا۔ یہاں خری معنی مراد ہے۔ ہی لبت رفع خبر ان ہے۔ اور بہ سب
عطف معلول مل کر مفعول بہ ہے تاذن کا۔ و ذ عاطفہ ہے۔ یا سکرٹ۔ پہلی صورت میں عطف پہلے قال پر اور
تبع کی عبارت یا جملہ مترسہ یا پہلے قال کا مفعول۔ دوسری صورت میں میندہ جملہ سے قال فعل ماضی مطلق کا
فعل لفظ موسیٰ ہے۔ وہ لگی عبارت اس کا مفعول ہے۔ ان حرف شرط مجزہ ہے شدت سے ہا یہے ال کی
جزائیں ف جزائہ لگئی۔ بظہر وا۔ فعل مضارع معارف میندہ جمع ذکر حاضر۔ کفر سے ہنست کسی شرک کر۔ بالکفران
سے ہنست کسی ناشکری کر۔ باب نصر سے ہے۔ کم ضمیر جمع ذکر مستہ اس کا فاعل ہے اس کا معنی قوم موسیٰ
علیہ السلام۔ انکم ضمیر جمع ذکر حاضر مرفوع مفصل برائے عطف لانی گئی۔ قانون تحریر کہتے ہیں کہ جب میندہ مفصل
مستہ پر کسی ظاہر اسم کو عطف کیا جائے گا تو اسی سے کی ضمیر مفصل لانی جائے گی۔ و ذ عاطفہ۔ من اسم موصوفہ و ذ
معلوم ہے انتم پر۔ فی جائزہ بمعنی علی۔ یا اپنے ہی طرفیت کے معنی میں ہے۔ الف لام استقراتی۔ یعنی تمام۔
از مل۔ یعنی روز میں جاوہر و متعلق ہے موجودہ سخیوہ کا جینا۔ اسم تاکید ہے بروردی فعل بمعنی اسم مفعول
معموفا۔ سمالت نصب حال ہے من کا یہ موجودہ پسندیدہ جملہ اسمیہ کی کرملہ بواسطہ موصوفہ کا۔ ف جزائہ
بواب شرط ہے رن حرف تحقیق۔ انہ اس کا اسم ہے۔ نام ناندہ تہ نہ برائے تاکید۔ غنی۔ بروردی فعل شدت
مشبہ۔ معنی۔ بے نیاز یہ صفت خصوصی ہے باری تعالیٰ کی اور بمعنی بے غرض۔ کاغ صابر۔ غیر محتاج۔ یہ غیر
خصوصی صفت سے اس کی جمع ہے انہا۔ غنی سے بنا ہے ترجمہ مرچیز کا ملک یا کسی کا محتاج نہ ہونا۔ کسی تہ
کی اس کو ضرورت نہ ہو۔ جیدہ بروزن فعل یہ بھی صفت مشبہ ہے۔ جہد سے مشتق ہے۔ بمعنی تریف کرنا۔
تریف کرنا۔ جیدہ معنی محمود ہے۔ اس کی تریف نہا۔ یا مستحق شہ۔ یا قابل شہ۔ پسے دوسری میں صفت خصوصی سے
باری تعالیٰ کی۔ تیسرے معنی میں شہ کی صفت ہے۔ وہ بھی صرف ہی پاک کی یہ دونوں اسم مکرر مرفوع ہیں

کیونکہ خبریں میں اللہ کی یہ حمد و امجد ہر جگہ ہے۔

تفسير عالم

وَذَالِ مَوْسَىٰ نَقُومُهُ ذِكْرٌ لِّكَ نَفِيعٌ لِّكَ مَسْكُوفٌ ذَا حَقٍّ مِّنْكَ

فَرِغُوا شُؤْنَكُمْ ثُمَّ نُفِذْ بَدْرَ تَحْوِيلِكُمْ، جَاءَ كُمْ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِتْرَافُكَ عَطِيبٌ اُورِيَا لِيَحْمِلَ اسْمَ بَنِي صَيْبٍ

اس نکھوں دیکھے، اچھے کہ حبِ سعادت موسیٰ نے لہرایا تھا اپنی قوم ہی اسرائیل کو یہ یاد مناسقے ہو علمِ شہد کی اس

مسب کی جہت پر ہوں، اس جامع مہم کہ خود مکی بیگم اور سندھ سہول کو مکی سے تعاون و فستوں استقامت کے

مسلم کے لئے سائے ہو اگر تم سب شرمگاہ سدب نے ہو۔ کیونکہ یہ گاہیں مناسے کا اصل مقصد ہی۔

۷۔ سب سے اہم ایک شاہد ۱۰۰ سال کی دفت میں تھا جس سے اللہ نے تم کو فرعون اور اس کی ظالم حکومت

اور اس کے پاس دوں مالکوں درپور تعلیم غیرت سے کثرت کی تھی۔ اور دونوں لوگ تم کو دست والی بنائیں

گھنٹہ دو گھنٹہ۔۔۔ جب دس بجے ہو رہی ہو مگر قطعاً ہاتھ دینے سے مجھے تارکوں وایتوں میں

ہے۔ نظم، نثر، مثنوی، و درمیان کے طالبانہ قاعوں کے مطابق مسات فہم کے ظلم اور ذلت والے سلوک سے

میں نے اس کے ساتھ ساتھ میرا تمام عہدہ و منصب کو ہٹا دیا اور میرا نام بھی ہٹا دیا اور علامت سلوں سے

۲۔ آری تھی، ۳۔ بھٹا، ۴۔ دے عطا کا، ۵۔ درتہ بہ مشکل کام سے جانتے تھے، ۶۔ مہر، ۷۔ چھوٹا موٹا کاجرا

کہ، ہرگز ہے کہ کو دے جاتے تھے مہرج کوئی بھی نہ اسی قطع سے دینچا ہست مانگا داتا گار دیکھ نہ

کے لئے یہ بات مانگ لیتا تھا کہ وہ صورت شکایت برقی دفتر تحقیق و تہل، غلہ کی سڑکیں، دی جاتی تھیں۔

میرے روبرو ایک لڑکی تھیں جس نے مجھے ملایا، مگر وہ کہانی تھی۔ میرے قبیلے کا جرم کا اہم سمجھا جاتا تھا اور اس

کے رشتہ داروں نے بھی ایک خود رو سے خوب دکھا کر اُلٹے سے ٹپوں کے تمام گروہ

گنگا اسی میں نہا کر لائی گئی۔ یہ عمل مصر میں کی قبر کا جنوں سے ہو گیا تھا، جنوں سے کہنا کہ یہ اسرائیل میں ملک

۱۔ تاج کو اور خیر، ساری قوم کو بری طرح فساد و اذیت کر کے گناہ تھری سلطان سے کہ تمام دیوار

وہاں پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ یہاں سے دو گز دور ہے۔

۱۔ غلامی کا سبب انجمن عامہ و صوفیہ قادیانہ نے لایا ہے۔

[illegible][illegible]

مکتبہ اسلامیہ، لاہور، پاکستان

[illegible]

پہلے سے ان کے دو ماہانہ کاروبار مل کے ایک سو اسی تھیں۔

اگر بے کردہ مروانی تمہارے بیٹوں کو داغ کرتے تھے، یہ بیٹوں کو زندہ رکھتے تھے تاکہ لونڈیاں ہی کر خدمت گزاری
کریں۔ اور ان عام پیراں میں تمہارے لیے بہت بڑی بلا تھی یا ان ذاتوں مذہبوں اور قبل فرزندوں میں بڑی مصیبت
اور کائنات تھی۔ مصیبت رسوائی اور علم کی زبانش کی طرح کہ مرد ختم ہوتے تھے عورتیں بڑھتی گئیں شادی بیاہ کی
بجائے مصیبتیں پریشانیاں ہوں۔ ماسی نہایت اور رگر سالقہ اور بعد ان سب کی نعمتوں میں تمہارے لیے بڑی
ازدائش تھی کہ اگر تم شکر کرتے ہو تو یہ سب کچھ نصیب ہے اور ناشکری کرتے ہو تو یہی بیش و عشرت و مال دنیا و
آخرت ہے۔ **وَاُولَٰئِكَ نَتَنَزَّلُ فِيْہُمْ لَیْلِ لَّبَدٍ لِّہُمْ ذٰلِکُمْ وَ لَیْلِ لَّبَدٍ لِّہُمْ ذٰلِکُمْ وَ لَیْلِ لَّبَدٍ لِّہُمْ ذٰلِکُمْ وَ لَیْلِ لَّبَدٍ لِّہُمْ ذٰلِکُمْ**
مُؤَسَّسِیْنَ اَنْ یَّکْفُرُوْا اَنْہُمْ دَمِنُوْا لَیْ زَیْنُ حَبِیْبٌ فَاِذَا نَزَّلْنٰہُ فَاِذَا نَزَّلْنٰہُ فَاِذَا نَزَّلْنٰہُ فَاِذَا نَزَّلْنٰہُ
سے نہایت بڑے والہانہ وقت کو بھی یاد اس دن کو بھی یاد رکھو جب فری فرعون و فرعونوں کے بعد تمہاری
کھات کے ساتھ تمہارے رب تعالیٰ نے تم کو یہی طرح یہاں بنا سکا دی تھی یا ان کے اپنے دھرم کرم پر یہ لام فرمالی
تھی کہ تمہارے نعمتوں کا شکر ادا کیا ہو شکر قائم رکھو کہ نہ سہ بہت زیادہ نعمتیں اور کمال اور بہت بڑی شکر کی کیا بات
میں ہے تو عجب ہو کام کو دیا میں ہی و آخرت زندگی یا قطعاً نعمت میں۔ بیشک میرا رب یقیناً بہت
سخنست سے تعبیر معالیٰ و کبر سے فرمایا کہ شکر کی جامع اعلیٰ ترین ہے کہ نعمت ایسے دے کہ پہچانے۔ نعمت کو
پہچانے مٹنے کا اگر ذکر کرے درمہم کی تعلیم کرے اور نعمت کو خود متعال کہہ اس سے فائدہ حاصل کرے۔
نعمت کو اس کی جگہ ترک کرے۔ انہی سے کوئی کام نہ کرنا، ناشکری اور کفرانِ نعمت سے موعظتیں پانچ ہیں۔
میر تقی میر درمہم کے وراثت و نہ میر تقی میر کا پرہیز کرنے والے۔ میر تقی میر روحانی معنی میں۔
میر تقی میر سے بچا بول اور میر تقی میر سے بڑی نعمت اور سے جو ہم دروہا کو مذہبِ حق سے بچائے۔ اور رب تعالیٰ
لی عوالمی معنی میں۔ اللہ تعالیٰ نے شکر کرے اور ناشکری سے بچے کے لیے عقل۔ علم۔ مہم۔ فکر و تدبیر کرم
علاء اسلام۔ یا ارحم الراحمین اور اللہ تعالیٰ نے شکر کرے اور ناشکری سے بچے کے لیے عقل۔ علم۔ مہم۔ فکر و تدبیر کرم
اور یہ شکر و ناشکری کا مہم کر رہے اور جہاں جائیں کہ شکر کا مادہ اور ناشکری کا نقصان خود بندوں کو ہی ہے۔ اس
تمام و خط و نصیحت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر اب بھی کفر یا ناشکری تم کو اور اگر تمام زمین اسے بھی
تمہاری طرح ناشکری نہ جائے۔ تو اسے خود تمہاری نقصان ہے کیونکہ جس دن شکر کا فائدہ تم کو ہی پہنچے گا۔ اس سے
و غفلت و غفلت کی۔ اور شکر و نصیحت کے لیے شکر کی کہ جلی کو چائے تم جو ہے نہیں پتا۔ اور آئندہ ہر وہ کلمہ کہ
لے نہایت۔ اس طرح ناشکری کا مال بھی بدوں کو ہی پہنچے گا۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ اپنے بے غمی سے پردہ سے اور
ہی دستِ مہانت کھات۔ قول قاس۔ حال۔ انہی۔ عار سے میں عید سے غرض کے راق سے شکر کے
ی کی جیسے پر سے مل سے شکر کی تہاں میں فری میں پڑا۔

حکایت

ایک عابدِ راجہ جو ان صالح غریب فقیر کے پاس درشتہ آیا کہہ کہ سے جوں میری قسمت میں ایک وقت آت ہے۔ یہ اس کو اسکی جوانی میں سے لے یا بڑھاپے میں لے لے بھی لے گا تو بڑھاپے میں دے لے گی۔ جوں عامہ سے سوچا کہ اسکی تو جیسے بڑے وقت محنت مزدوری کر کے گری مانے سے بڑھاپے میں لگنی چاہیے۔ لیکن اس نے کہا کہ سے دتے تھے کہ کو محنت دے کہ میں اپنی بوی سے مشورہ کروں مصلحت لی گئی بوی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اسکی لیلی ہے۔ عائد سے پوچھا کیوں۔ وہ کہا کہ بڑھاپے کی غریب تو بڑی کٹھن ہے یہی سنے مرل کیا کہ ہم جوانی میں دماؤں سے نتھیں لیں گے اور شکر سے بڑھاپے تک مالی رکھیں گے اور یہی ایک پڑھی چن پنچہ و ماحول ہوتی تو یہی سنے اتنا شکر اہل صدقہ و خیرات نہیا کہ قسمت کی بدل گئی۔

ابنِ اُریستہ کہ یہ سب چند فائدے سے حاصل ہوئے۔

فائدے

پہنچنا فائدہ۔ ہر وہ چیز جس سے مسلمانوں کو غنہ اور بھلائی پہنچے وہ اللہ کی نسبت ہے خواہ وہ چیز انبوی ہو یا دینی۔ اسی لیے اس دن کو ماننے کے لیے شکر کا ہی شکر یہ سہ سے عبادت اور کھانے پینے کا ہڈ کے نام پاک پر غریبوں نیکوں میں تقسیم خیرات کرنی چاہیے۔ دیوبند اور شیعہ ملی کھیل قماشے مارے چاہیے۔ جسے کہ پاکستان کا، دگاری دن اس طرح منایا جائے کہ رب تعالیٰ سے اس دن ہم کو نیکریں اور ظالم ہندوؤں سے نجات دی۔ نئی پاک کا صدقہ ہم کو آباد ملک عطا فرمایا۔ اس دن حکومت اور عوام کو چاہیے کہ مسلمانوں عبادت اور نیکوئی میں مشغول رہیں اور قانوناً تہذیبی بند کئے جائیں اور اپنے محسن قائد اعظم یا قوت علی سرور عبدالرب نسبتاً اور یہی صفت علی۔ محمد رفاصل موالانا نعیم الدین مراد آبادی کے ختم تہذیب اور مذکور سے کئے جائیں کیونکہ انہوں نے ہی اور ان کے ساتھی لیڈروں، مشائخ، علما نے پاکستان کی بنیادوں میں عظیم کام کیا۔ اور یہ بھی رب تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا جائے کہ خدا تعالیٰ نے اس بزرگ وقت میں دیوبند پر حاروں کے ہتھ سے مسلمانوں کو بچایا کیونکہ سب وہابی اور مذہبی پاکستان کے سخت مخالف تھے۔ اس کے مکمل ثبوت کے لیے ہمارا قادیانی اعلیٰ اور دم ماحول کیا ہے۔ یہ فائدہ اذکر و انقصہ الذلالت سے حاصل ہوا۔

دوسرا فائدہ۔ دنیا میں کافروں کے ہاتھوں ہو تکالیف مسلمانوں کو پہنچی ہیں وہ دراصل مسلمانوں کی غفلت گناہ فسق و فجور امرانی، غرور، تکبر کی بنا پر سب کی طرف سے ہی نازل ہوتی ہے صرف ذریعہ کفاریں جلتے ہیں اس تکلیف سے بھی کہ مسلمان مر جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کفار و ینکات ہوگا۔ ہندو مسیحیت میں بتلا مسلمانوں کو ہر دم معالی مائیں اور فسق و فجور کی کسر ختم کر چاہیے بلکہ کفار کا تسلط ٹوٹنے۔ یہ عائد شود العذاب فرماتے سے حاصل ہوا کہ مسلمانوں کی طور پر عذاب صرف خدائی ہے کہ کہتے ہیں۔ خود دیا میں ہوا آخرت میں۔

بھی پیش کر کے فرمایا کہ اگر وہ انھیں کوئی چیز ہوتی تو یہاں جب تعالیٰ ضرور فرماتا۔ وہابی اس جو سب سے غائب
 ہا سر ہوا۔ و دشمن اعتراض۔ یہاں فرعون اور آل فرعون کی یہاں ظلموں کو بلائے۔ پس انہیں کھنڈ فرمایا
 گی۔ جواب۔ اس سے کہ یہ جو کہ انہیں ان کو ٹھانی پڑی تھیں ان کی جی، فرماؤں گستاخوں و عیبوں کی وجہ سے
 مدالی تھے کہ جب ان کی تھانویہ ذیہ ہی یہ سب ان تھانویہ اعتراض۔ یہ یہ وہ ہے کہ شک کے بدلے میں
 زارید شک فرمائیگی۔ لیکن ناشکری کے بدلے میں عذاب شک نہیں فرمائیگی۔
 جواب۔ یہ کہ یہ سب تعالیٰ کا مہل پر امتحانی فعل و کرم ہے کہ شک کا بدلہ صاف صاف یہاں فرمادیا لیکن ناشکری
 کی سزا صرف اشارہ فرمادیا۔

تفسیر صوفیانہ اذ قال موسیٰ لعومہ ذکروا بفتۃ من عندکم ذلکھا کفر
 من آل فرعون یسوءونکم سوءا بعد ب وند تحون ابنا کفر
 و یستخفون سناکم ذلی ذلکھ لایا من رنکمھ و یستخفونکم لایا کرام لہا تے میں کہ ہنہ مومن تھیں
 نئی کاشل طور سے۔ قلب مومن سر و کلام ہی کاشل مومن سے اور اعضا، ظاہری و باطنی مثل قوم مومن
 ہے۔ نفس لایا مثل فرعون ہے لسانیات مثل آل فرعون سے۔ دوسری نیطانی مثل سوء حساب سے
 لایا سے کماذات برامت و صحت مثل جنابہ عطف سستی کماذ کمال مدی سہا بیان مثل سہا ہے
 ہم میں ان سب کی موجودگی اور مقلد لایا من رنکمھ سے نصابت کا خبر میں کی رن سے۔ اور
 اتنی کشش کے باوجود بندہ مومن کا حلق قلب کو حاصل کرنا۔ عام تریست و لائق طریقت و روحانی صحت
 سے پنے ہا میں گواہ نشیں میں آل کا ماسی سے ساسے وجود ممالی کو کھاتے والے سے پنے لاکر وادی و طلال
 میں لے ہانا صحت نالی ہے۔ اسے مصریانی کی فضاؤں میں چین کی زندگی کر کے واسے اس وقت کو یاد کر جب
 تیرے ال نے ہر مانی کے ساتھ تم کو لایا تھا کہ اللہ کی اس صحت کو یاد کر جب تم سب کو صحت و صحت کے جنم
 سے تم کو کھایا تھا۔ سوال کے کہ یہ تم پر ایوں کی جزا سب سے کفر عاقبت برکلی شکت۔ صحت۔ صحت۔
 سہا سب کے کی شامیں میں صحت کو لایا کدیتا ہے۔ صحت کو یروں رخصتا ہے اس سے بیک کر لکھتا ہے
 لایا صحت سے و اذناؤں رنکمھ نشیں سکرمھ۔ لایا شکھ دیش کھنڈنہ مد و ستہ ہا ہے
 لایا صحت روحانیت کو لایا کدیتا تھا ہے سب روش کرے اسے منور قدوس لے کہ اگر شک کرے
 تم تو ست ہی۔ یہ عین دال تم پر لنگر لایا سے جسے کہ پر صحت کی داہی۔ شکر حسن ہوگا صحت صحت
 لی ہوگی اگر شکھ صحت کا ہوگا تو صحت و صحت کی ہوگی کہ شکھ و صحت و صحت کی ہوگی کہ شکھ و صحت
 ان کی ہوگی اگر شکھ اس کا ہوگا تو صحت و صحت کی ہوگی۔ شکر عشق کا ہوگا تو صحت و صحت کی ہوگی کہ شکھ و صحت

لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

نہیں جانتے ان کی صحیح گنتی کو مگر اللہ۔ آئے ان کے پاس رسول ان کے ساتھ ظاہر معجزوں کے
نہ ہی جاسے ان کے رسول دشمن دہیں سے کر آئے تو

فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَقْوَامِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا

تو پھیرا انہوں نے ہاتھوں کو پسے میں مونہوں پنہ کے اللہ بولے ضرور ہم نے
اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے اور بولے ہم منکر ہیں

كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا

انکار کیا اس کا بھیجے گئے ساتھ جس کے اور ضرور ہم اللہ میں ہیں شک ہے اس
اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بلائے ہو انہیں ہمیں وہ شک ہے

تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ

بلاتے ہو تم طرف جس کی الجھن میں ڈالنے پر

کہ بات کھٹے نہیں دیتا

ان آیات کریمہ کا پہلی آیات سے مندرجہ فقرہ تعلق ہے۔

تعلق پہلا تعلق۔ پہلی آیتوں میں حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کا ذکر ہوا۔ اب ان آیتوں میں دوسری
قوموں اور دیگر انبیاء کرام کا ذکر ہوا جس سے موجود کفار کو مجبور کیا گیا کہ اس سب تذکرہ کا مقصد ایک ہی
ہے دوسرا تعلق۔ پہلی آیات میں بتایا گیا کہ اگر ساری زمین کے انسان بھی کافر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کا کچھ
بگاڑ نہیں سکتے۔ ان آیات میں اس دوسرے کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ پہلی گنتی ہی قوموں نے کفر کیا اور جیسے
انبیاء کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ کافر ہی سے مگر اللہ کی سلطنت و حکومت یا انبیاء کرام کی نشانوں میں کچھ فرق
ہے۔ تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں اس قوم کا ذکر ہوا تھا جس پر سب تعالیٰ نے بہت انعامات کئے مگر اب کتے
ہوئے ناسمجھوں نے ان کافر ہونے اب ان آیتوں میں ان قوموں کا ذکر ہوا جس کے پاس بہت کمال اور صاف

مثل میں آنی والی نشانیاں اور قانون الہی کی آیتیں آئیں مگر وہ لوگ بے عقل بن کر کام نہ سنے گویا کپیلے ناشکی کے کافروں کا ذکر ہوا۔ اوصاف بے عقلی کے کافروں کا ذکر ہے۔

تفسیر نحوی

الْمَثَلُ يَأْتِي كَثْرًا لِّدُنْ مِنْ مَسْئَلَةٍ فَوَاحٍ وَفِي ذَوْنِهِ وَالدُّنْ مِنْ
بَعْدُ هُمْ يُفَسِّحُونَ إِذَا أُلِيقَ - اہمرو سہام تقریری کے لیے لہجہ۔ فعل ماضی
جہ لم مضارع بمعنی ماضی مطلق معنوی۔ حیث و ہد ذکر نائب الی سے بنا ہے بمعنی آتا ہوا اصل تعالیٰ الی۔ لم
جاز مسدود کا لام کہ ماضی حلف ملت گردیا۔ کم ضمیر جمع ذکر حاضر منصوب مثل موصول بہ یا یہاں عنہ۔
یہ شید ہے تب یہ بحالت کسر و مکالی ہے۔ نون۔ ام مطلقہ جادہ می ضمیر۔ اطلاق۔ نقد۔ بحالہ۔ مع فاعل ہے
لَمْ یَأْتِ ک۔ لَمْ یَنْ اَم موصول جمع ذکر مضاف الیہ ہے بحالہ کسر ہے۔ من ہادو لاندہ ہے قبل اسم
لرف زمانی بحالت برہن جازہ کی وجہ سے اس معنی ہے ماضی کم ضمیر جمع ذکر مجرور مثل ک۔ قوم ام مطلقہ
واحد ہے معنی جمع۔ بحالہ ہے کیونکہ یہ سب صاف و عطف و غیرہ ل کبدل نکل یا بعض ہے۔ نون
علم ہے بحالت کسر و معنی الیہ ذ مطلقہ فاعل آب لقب ہے ایک قوم کا لیکن پچھلے نام تھا ایک آدمی کا جو
بقا علی تھا اہل قوم کا بحالت کسر ہے عطف تابع کی وجہ سے و عطف ثنوی۔ ام غیر منصرف ہے بوجہ علم اور غمی ہونے
کے۔ معنی ہے فتح پر بحالت جب ہے عطف کی وجہ سے۔ یہ علم ہے ایک آدمی کا اُس کے نام پر قید کا نام موانع ہر
اسلام کا پھیری نسل کا پوتا تھا۔ یا یہ نام مطلقہ شخص کا بمعنی تھوڑا پانی۔ اُس نام پر اہل قوم کا نام ہوا۔ لفظ جملی سے
عربی میں مشتق ہے کیونکہ قوم عربی النسل تھی ملا فاعل ہے۔ عطف ہے پہلے لَمْ یَنْ پر۔ الذی یق اَم موصول جمع
مذکر بحالہ خبر ہے۔ کما حلف جہ رائدہ بعد اَم لرف زمانی ضم ضمیر جمع ذکر نائب مجرور مثل مضاف الیہ ہے۔
مرتب اضافی مجرور مشتق ہے پر شیدہ فعل اتوا کا۔ ملہ موصول سے ل کر ذوالحال ہوا۔ لَمْ یَلْمُ فعل مضارع معنی
معروف ضمیر واحد ذکر مستر علی مطلق۔ ترجمہ ہے کوئی نہیں جانتا باب نصر ہے علم سے مشتق ہے
معنی جانا۔ مضم ضمیر جمع ذکر نائب منصوب مثل موصول بہ ہے۔ بالاعراب مثل مثل مطلق یا منقطع یا قبل جارت
مشتق ہے۔ اللہ مابعد لفظا مثل مشتق ہے۔ یا اللہ لاسمی غیر ہے۔ اللہ یہ معنی ہے اللہ ام جادہ مفعول بحالت
لے ہے مابعد اشتنا مفعول ہے اصالہ لال ہے لایم کا۔ پہلی صورت میں ایک فعل یلکم پر شیدہ کا فاعل ہے۔ یہ
بعد اشتنا یہ حال ہے فاعل ذوالحال کا جہاء تھم و ستمہ یا البینت مَرَدُّ ذَا بِنْدٍ یُطْفِقُ فَوْہُہُمْ
وَقَالُوا اِنَّا کُنَّا بِنْدًا اُرِیْنٰہُمْ یَہ وَثَا لَکُنْی شَیْءٌ فَمَا تَدُلُّوْنَا اِلَیْہِ مُرْتَبِی۔ جانف
فعل ماضی مطلق بمعنی فعل جیدہ معروف بعد ماضی فاعل ہاں کا فاعل ہم ظاہر ذکر جمع۔ مضم ضمیر جمع ذکر
نائب منصوب مثل موصول لہ ہے یا یہ ماضی کا باب مرتب سے ہے جیدہ سے ملتی آتا۔ الی اور غیر اگر پر

ہم سنی میں پھر پہلا طاق (رقی) میں۔ انا۔ باسولت انا اور خیر ظہور انا مجیدہ امامت سے طرح سے آنے والی کا
مصدقہ بھی کی ہے۔ رُشَل۔ جمع مکتہ سندھ ہے۔ رسول کی محاکات فتح قائل ہے جالف کا۔ بقائون نحو۔ قائل
سم کا ہر جمع مکتہ درستی غلطی کے لیے واحد غوث اور واحد مذکر دونوں طرح قائل آسکتا ہے۔ ختم خیر کا مرجع
ما دثو۔ میری قوم میں۔ سب مازوسی مع۔ الف اس استثنائی نسبت۔ جمع سے ہنسنا۔ بسو ظا سر
لہو۔ کھلی ہوئی راش نشایاں۔ خیر سے جناسے زمرہ ہے۔ ظاہر ہوا۔ بیان کرنا۔ کھول کر سامنے لانا ہر وہ
طحا۔ ف مفت تفسیر۔ رُذُو۔ اصل ماضی مطلق جمع مکرر لائب۔ ختم خیر جمع مستمر اس کا قائل۔ مرجع
ہے۔ ہی قومی باب تفسیل سے ہے۔ واصل قمار رُذُو۔ رُذُو سے جاسما صفت لٹائی ہے۔ اس کا مصدب ہے
ترویہ۔ بسنی طہی کرنا۔ لٹانا۔ لے جانا۔ ایسی۔ محبت ہے یہ کی بسنی (حق) کمال فتح ہے کیونکہ مغول یہ ہے رُذُو۔
ایک قول میں رذو لائب لغز سے ہے ختم خیر کا مرجع اقوام تکوین بالامیہ۔ فی مازہ ظرفیہ یعنی ماضی میں ہے
افو افو جمع سے فو کی سنی مکتہ (دھن) اس کو مستتر کر کے تم بھی پڑھا ہوا جاتا ہے۔ بحالت صہ۔ فی کی وجہ
ختم خیر جمع لائب کا مرجع قومی ہے یا رُشَل ہے واو ماضی۔ مطلق رُذُو پر۔ بقاوا اصل ماضی مطلق میو۔ جمع مکرر
غائب اس کا قائل ختم خیر کا مرجع اقوام سابق میں۔ اگلی ماضی جلدت مقرر اس قاتل کا۔ انا۔ یہ رُذُو لفظ میں سن
فان۔ بن حرف مشبہ بالنقل فی اصل۔ یا خیر جمع متکلم۔ گھر تا باب لغز کا ماضی مطلق مثبت معروف صیغہ جمع متکلم
ظہر سے جا ہے بسنی انکار کلمہ بنا۔ اب جلد زائد ہوتا۔ ہم موصول۔ بحالت جر۔ انا سڈم لعل ماضی مطلق
محمول میو۔ جمع ذکر حاضر۔ اس کا نائب قائل اتم خیر حاضر جمع مکرر اس کا مرجع رُشَل ہے۔ یہ۔ سب جازہ مغولیت
کیلے بالانہ ہے۔ خیر کا مرجع ماہر ہے۔ مناسے مراد بخت ہے۔ جلد جبر و کرم جمع نر مضبوط ہے۔ واو۔ ماضی
مطلق پہلے انا پر۔ ظام زائد تاکیدی حرف جبر پر اعلیٰ ہو الخوہ کر۔ فی مازہ ظرف مکانی کیلے مثبت۔ ام سوز مشر
ہے۔ شلث۔ منافع نکالی سے بنا ہے۔ اس کی جیسے ٹھکان۔ ٹھک کی پوری تشریح مظار تفسیر میں بیان
ہو کی اقا۔ اللہ تعالیٰ من ابتداء لایف کے لیے ماضی تہ ہے۔ ما اسم موصول۔ بند قوئل۔ فعل مضارع معروف
میزو جمع مکرر حاضر باب لغز سے ہے۔ اتم۔ خیر جمع حاضر مستمر اس کا قائل اور مرجع رُشَل میں۔ انوار سے مشتق ہے۔
بسنی پکارنا۔ انا۔ اسی کا مصدب ہے انا۔ یا خیر جمع حکم کا مرجع مخاطب لوگ کفار قومیں مذکورہ بالا۔ انا حرف جر
سنی انشاء غایت کیلے ہے۔ یہ خیر کا مرجع مناسے جلد جبر و کرم متعلق ہے تذ قوئل کے تریب۔ اسم قائل و جملہ
ما سول۔ باب افعال سے ہے اس کا مصدب فرات۔ اریا۔ بسنی ایسے ٹھک میں ڈالنا۔ اچھا جو نہیں کرے۔ ذریعہ
جرف یا بی سے بنا ہے۔ بحالت جر ہے صحت سے ٹھک کی۔

تفسیر عالمی

لَقَدْ يَنْصُرُكُمْ سَوَاءٌ أُنذِرْتُمْ مِنْ بَيْنِكُمْ أَوْ مِنْ دُونِكُمْ لَا يَمُنُّ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ لَا يُفَعِّلُهُمْ إِلَّا اللَّهُ حَاشَ لِلَّذِينَ هُمْ لَا يُفَعِّلُهُمْ

اے میری قوم نجات یافتہ اسرائیلو تمہارے فرعون والوں کی تکلیفیں بھی دیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ کے کرم و محنت بھی اس کو شکر گزار بندہ پیدا سے تا لگا خدائے سب سے گمراہ کی محنت عظیم ہے تو اس کا دل بھی شہید سے وہی ہے تمہارے کردار سے تو عید سے ساری کائنات سے اگر تمہارے اس بات پر غور نہیں کیا یا تم اس کا ثبوت جانتے ہو تو کی تمہارے سامنے تمہارے پاس میرے دلائل و تقریری سطحوں میں یا قرآن میں یا سفر میں آنے جاتے یا سنانے سننے یا تار پھول میں ان قوموں کے واقعات ان لوگوں کی خبریں ان میں جو تم سے پہلے گزریں نوع طیبہ السلام کی قوم قوم ماد قوم ثمود ان کا کچھ تفصیلی بیان سورۃ خود میں گزر گیا۔ اور وہ لوگ وہ پیشہ قومیں جو ان کے بعد ہوئیں جن کے پاس سے ساری جزائری عادات و عادات کو اللہ کے سوا آج کوئی نہیں جانتا۔ جب بھی کسی ان کے پاس ان کے ہول مکرم کلی خانیوں معجزوں کے ساتھ تشریف لائے۔ بعض مغربین نے فرمایا یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کا نہیں اس لیے کہ سابقہ امتوں کا ذکر اور قوم نوع و ماد قوم کے حقے تو یہ میں نہیں۔ بلکہ یہ کلام نیا مملکت سے اور سب تعالیٰ کا خطاب ہے کفار مکہ کو۔ واللہ ذو الشوائب اعلم۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ دوسری داود علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان میں وادوں اور وادیوں کے نام نیلاب میں ایک روایت میں ہے کہ آقا ﷺ عالم علی اللہ علیہ السلام سے لڑا یہ نسبت جوڑنے والے قناب و گ بھرنے میں۔ کیونکہ وہ تو ہر ایک کا نسب حضرت آدم علیہ السلام تک جوڑتے پچھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کی یہ آیت بتاتی ہے کہ ہمت سی قومیں ایسی گذریں جن کو سب تعالیٰ کے سوا جانتا ہی کوئی نہیں (از تفسیر خنی) جب درمیان میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں شجرہ نسب نامہ معلوم ہے تو قناب یعنی عدا بیانی کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ میں بعد ہمنے سے مزاد قوم ایک قوم لوط قوم وہی قوم تیغ واسے اور لا مغلطہ سے مراد ان کی گنتی ہے کہ کتنے نافرمان تھے جن پر مذہب آیا اور کتنے فرماں بردار۔ لیکن پہلا قول درست ہے اسی سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیاء کرم میں سے چوبیس کا ذکر ملتا ہے۔ دین نبیاء طیبہ اسلام کا نام مذکور ان کی قوموں کا کہیں مذکور ہے ان کی ذات صفات آثار اور جو کہیں مذکور ہیں نبی کریم کے سویں داود اہزان موسیٰ علیہ السلام کے صحابی تھے۔ وہاں تک نسب درست ہے بعد کی تالیف مضطرب ہے۔ تفسیر روح البیان نے اس جگہ فرمایا کہ۔ (مغلطہ) کی نفی میں نبی کریم و علی نہیں کیونکہ مغلطہ اپنے نسب کو سب کچھ بتا دیا خودی اکرم فرماتے ہیں کہ ہم سب کا ایک باپ ہیں۔ قوم نوح طوفان سے قوم مدثرانی آدمی سے قوم ثمود پیچھے سے ہلاک ہوئی۔ بتایا یہ بارہا ہے کہ اہل بیت اہل بیت یا پرستید مذکور ہے موجود ہیں یا مہدم تاریخ کسی قوم کا ذکر کو یہ یا نہ کرے اللہ تعالیٰ کے سوا کہل ان کو اور ان کی قوموں کے غلاموں کو کھانا پکھانا جو کہ نوع طیبہ السلام سے لے کر کفار تک جس قوم کے پاس کی کر لی

مثلاً جو تک تقدس میں مقرر ہو جائے گا وہ بدکاری فحاشی میں مشغول ہو جائے گا اور اسی جیسا مانا جائے گا اگر وہ
یا غیری سزا دے گی۔ تیسرا مسئلہ۔ کوئی شخص بھی سارے دنیا کو نام بنام نہیں جانتا بھرتی تعالیٰ اور رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کریم کے پیچھے تمام انبیاء کرام نے سزا میں پذیر فرمائی اس لیے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ہی مخلوق میں سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہر طرح جانتے ہیں۔ چوتھا مسئلہ۔ جس طرح ہم تمام انسان کو چھ
پچیس ہزار کرام کے اسماء پاک اور محققہ حالات زندگی کے اور کچھ نہیں جانتے مگر ایمان تمام امیاء پر ہے۔ علیٰ ہیند
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اسی طرح ہم کو یہ بھی عقیدہ اور یقین یہاں رکھا پایا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نمبا میں سے
سریک پر اسی بھی نازل ہوئی۔ اسی اور ہر ایک کو محض بھی ملے ہو خواہ ایک یا دو یا زیادہ۔ ہاں صحیفہ یا کتاب سریک
کو دلی و شریعت ہر ایک کی طرح ہوں۔ عید و عید کی طرف رہائی یا قہر عارضی کا لونا لہی کے لیے ہوتی تھی۔ یہ
فائدہ آتی ہے کہ خدا سے حاصل ہوا۔

ان نیت کر رہے ہیں کہ ساری فتنی مستطاب ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ جب تک کسی شخص کو اپنا فائدہ یا نسب نامہ نہایت یقینی طریقہ سے معلوم
نہ ہو جائے اس وقت تک اپنا شجرہ نسب نہ کسی کو بتائے نہ کہنے تاکہ نہ جھوٹ اور کذب ہو اور نہ غیر کی طرف نسبت ہو
جائے سے مال کی گالی ہے۔ فقہاء کلام نے خود ساختہ نسب نامے کو حرام رکھا ہے۔ نسب میں منکوح حرام ہے۔
دوسرا مسئلہ۔ کسی شخص کا بھی نسب نامہ معرفت آدم علیہ السلام تک معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے نسب کے شجرے کو
حضرت آدم تک سے جانا گناہ و ناجائز ہے۔ یہ دونوں مسئلے "بغداد فقہان" سے مستطاب ہوئے۔ خاص کر آقا
و عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر و نام کا شجرہ پاک تو بالکل زیادتی سے بیان ہو گئے۔ کہ اس میں صحت گستاخی کا اندیشہ
ہے۔ ہاں جہاں تک خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا پس اس سے آگے نہ بڑھے۔ حضرت ابن مسعود
نے فرمایا کہ نسب چھوٹے ہوتے ہیں۔ اسی سے وہ دنیا میں دلیل ہی رہتے ہیں۔ ہماری زبان میں اس کو مرالی کہتے ہیں۔ جنت
گرا تا صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو تا آدم علیہ السلام اپنا شجرہ بیان فرما دیتے کہ آپ عالم باکان و مایکون ہیں۔ دوسرا کوئی
یسا نہیں کر سکتا۔ تیسرا مسئلہ۔ ترک و حدیث کا کوئی حکم کارون سن کر یا کسی عالم دین کے بھائے مسئلہ بتانے سے
محنت۔ لغت یا غرض کہ کثیر یا کمی کتنی کرنا سخت ناجائز اور حرام ہے رب تعالیٰ کو محنت ناپسند ہے۔ اس پر مسودہ
عدوت کو علامت کمر و کفار قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ ذرا دیر پہلے سے مستطاب ہوا۔ آغا گل جھلا اور شیلہ
گول نے ہاشمی کی آزمائش اللہ تعالیٰ کے صاف صاف واضح احکام و قوانین کی جو مخالفت شروع کر رکھی ہے
وہ مسئلہ پر اجار و رسل کے ذریعے عورتوں مردوں کا حجاج شروع ہو جاتا ہے اور عورتوں پر برہان اللہ کے دل کا مذاق
رایا جاتا ہے۔ کبھی عورتوں کی گویا کا مسئلہ کبھی دیت کا روٹا دیا جاتا ہے۔ کبھی پرے کی مناعت کبھی نامحرم کے

اور کہ اگر ملاحظہ فرمائیے کہ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں کیا گیا ہے۔ یہاں چند اعتراض کیے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں لفظ **وَالَّذِينَ** یعنی قوم فرع۔ ملہ۔ ثمود کے بعد۔ کیونکہ ہم منیر کا مرتبہ ہی میں ہیں پھر فرمایا **وَالَّذِينَ** یعنی ان میں سے ملادہ قوموں کو صرف انہی جانتا ہے۔ وہاں یہاں کو دوسرے بھی جانتے ہیں۔ حالانکہ ان میں کو بھی اللہ کے بتانے سے جانا ان کے علاوہ چند قومیں ہیں جن کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ ان کو بھی ذکر لے جا لیا۔ تو پھر **وَالَّذِينَ** کی نفی اور اللہ کا استثناء کیونکر درست ہوا؟

جواب۔ منہذا ہم میں منیر کا مرتبہ صرف ان میں کی طرف نہیں بلکہ قرآن مجید کی بیان کردہ تمام قوموں کی طرف ہے۔ اور بعد میں یہ بیان ہے۔ یعنی تمام قوموں کے درمیان کچھ قوموں کا ذکر نہیں کیونکہ یہ عین قومیں سب میں پہلے ہیں۔ اس لیے یہاں اس کی وضاحت ہوئی۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا کہ ان کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ حالانکہ مروج کی رست سوائے انبیاء کرم سے بقاء وہ عالم حضور۔ قدس علی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ نیز حضرت انبیاء کرام کا نام اور حالات نبی کریم سے احادیث میں بیان فرماتے اسی طرح بہت سے بنی اسرائیل اور سابقہ امتوں کے واقعات صرف ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے سے گئے ہیں کا ذکر قرآن مجید میں قطعاً نہیں مذکور ہے کسی کو بتایا۔ تو پھر بھی یہاں اللہ کا مستثنائے اس طرح ٹھیک ہوا۔

جواب۔ اس کا جواب تفسیر میں دے دیا گیا کہ **وَالَّذِينَ** کی نفی میں۔ اقامتی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ بلکہ عام انسان میں ایک جو مبہوت ہے کہ یہ سورت معراج سے پہلے نازل ہوئی بعد میں نبی کریم کو سب کا علم آگیا ایک جواب یہ ہے کہ نبی کریم تمام انبیاء کرام کو جانتے ہیں یہاں اس کی نفی نہیں بلکہ یہاں تو قوموں کے حالات کا ذکر ہے۔ مگر پہلا جواب وہ صحت ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم کی ہر چیز کو شہادہ آفرین سے جانتے ہیں۔ تیسرا اعتراض یہاں **وَالَّذِينَ** لفظ کے علم کی نفی کی گئی۔ حالانکہ پرانی کتابوں اور تاریخوں میں ایسی قوموں کے حالات ملتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں اسی طرح بعض علاقوں میں انبیاء کرام کے مزارات ہیں جن کو وہاں کے علاقے والے جانتے ہیں۔ ہمارے خطے گجرات کے علاقے جٹاپور میں سے آگے دو میں کے مزار مقبرے میں ایک کا نام حضرت تانوخ علیہ السلام اور ایک کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ان کے مزارات بارہنٹ تقریباً جے پی۔ یہ مزار تو پہلے سے ہیں مگر جب مزار کا بنی ہوا، حضرت سائیں گوہر علیہ السلام بنید حضرت شریف واسے۔ ان کے مکاشفے سے معلوم ہوا۔ تو یہ نفی کیونکر درست ہوئی۔

جواب۔ اس کے بعد جواب میں۔ اولاً یہ کہ کسی تاریخ یا کتاب میں کسی مستقل قوم کی تاریخ موجود نہیں جو کچھ ہے سب انشائیہ

تلاوت ہے اسی طرح انبیاء کرام کے حالات بھی جو شہر رسول نے بتا دیے ہیں وہی حتمی یقینی ہیں اس کے علاوہ کسی کو یقینی نہیں کہ ماسکتا اگر کوئی کہے کہ ان مزار کے مد جو ہے میں ان کو نبی نہیں مانتا تو اس کو کافر نہ کہ کلمتے کا۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ عزت کا پتہ لگا، اگرچہ یقینی نہیں ہو سکتا مگر یقین ہو بھی سکتا ہے تو صرف نام اہی پتہ لگے گا پوری تاریخ حالات زندگی تو پھر بھی کسی سے نہ جانے۔ سو ہم یہ کہ یہاں قوموں کے حالات کی بنی ہے جو کہ فقط ناموں کے ملے۔ ہم کے علم ہو جائے سے قوم کی تاریخ تو پھر بھی مجھل ہی۔ ہی صرف نام سے کوئی مادہ نہیں عبرت یا نصیحت تو واقعات سے ملتی ہے۔ یہاں نفی اور استثنا سب کو بالکل درست ہے

لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ ﴿١﴾ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢﴾ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ ﴿٣﴾ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ ﴿٤﴾

تفسیر صوفیانہ | من بعد هذا رخصتهن ان الله يسلوك في شيخ كمال كمره باسما کے ہے

ہر ملاحظہ۔ عبرت ہے۔ جس میں مقبول و مجبور کا حال و انجام بتایا۔ سنایا۔ لکھا یا صائب ہے۔ تاکہ پھلوں کے انجام دیکھ کر اندر وادی حیرت کی لہر شول سے نہیں۔ قرآن مجید کے یہ تمام واقعات مذاہب و تہذیب و ملت کی سے زیادہ مزاحمت لے لیا کرتے ہیں کیونکہ ان کا ہر قدم و آواز جاری ہو رہا ہے۔ لہذا ان کے جانے والے ان کے آئے والوں کے لیے عبرت کی تلمیذ نہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ وادی مائیں سے راہوش ہو جاتے ہیں کہ نہ ہنسنے نہ اڑنا۔ اللہ کو اللہ فانی تعلق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ عبرت کے لیے حکمت کے قدم چاہیے جس وادی شوق میں چلا جائے۔ حدیثیں صدق چاہیے جو مدلیں کے دل پر اثر کرے۔ ان قابل تعمیل و پوری جو راہوں پر اثر کریں حکمت یہ ہے کہ لقا و احی کے وقتے تاب و احزاب بھی رہے اور جذبہ عبادت بھی مونی وہ ہے مقبول کے واقعات ہے عبرت لے مجبورین کے لیے دعا کرتے ہیں سے چھلے اور بہت۔ غیر شکر کہ چھٹ کر سہجے واپس رہے۔ شتان وہ ہے جس پر موارث منکشف کئے جائیں اور جذبہ دلی کے تھے تاکہ خوف و ہلا کی طرف دیا جائے تاکہ کچھ غصہ کا جذبہ مٹا دیا جائے۔ تکبر ہی یہاں تک کہ جس کا کوئی حلاج نہیں اسی سے سبقت و قوم کو تباہ برادر کیا۔ تقریب الی اللہ کے لیے لڑی راستہ انبیاء اولیاء کی محنت ہے۔ ان کے لیے میں تین کاسٹے ہیں۔

کمرہ تکبر۔ میرا سے دی۔ نمبر ۳۔ نصیحت۔ ان کو توڑ جانے سے شوق کے پوسے گئے ہیں جس میں شہادت کے پھول کھیلنے میں یہ پھول دکھانے جانتے ہیں کہ ہر شے ماضی ہے و ماضی قدیم کا احکام نہیں کر سکتی جب حدت کا اصل قدیم سے ہوتا ہے تو ماضی ذات کے ال مرتب کے پروں سے پرواز کرتے ہیں اور شوق و محبت۔ مطلقا اور کتا۔ جذبہ ان وراثت کی منزل پر چلے جاتے ہیں مگر یہ ترقی نفس اور روح کی پاکیزگی سے حاصل ہوتا ہے۔ آج تو ہر شخص میرا و شیعہ ہونے کا دعویدار ہے۔ مگر کامیابی کے نزدیک یہ دوا چیز چھوڑ دینا ہے جو میرا کہ عالم حقوری میں پہنچے اور فاساد حق ملت کرے اخلاق سوائے ماضی اس طرح دش کرے کہ محبت و ماضی بھی مٹ رہا نہیں تمام بیت

كَانَ يَعْبُدُ آبَاءَنَا فَآتُونَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ

کہ جو جس نے آپ کا پاپ دھوا ہے تو اس کو ہم سے پال کر قوی دلیل درستی
دیتے تھے اب کوئی دانش مند ہمارے پالے آؤ اگلا کے

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

دیا ان کو رسولوں سے ان کے نہیں ہم مگر بشر مثل نبی
رسول سے ان سے کہا ہم میں تو تمہاری طرح انسان مگر

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ

اور لیکن اللہ احسان فرماتا ہے جو جس پر چاہتا ہے میں سے بندوں پر
نہ ہے جسہوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے

وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ

اور جس سے نہ ہوتا ہے کہ انہیں ہم تمہارے پال کوئی دلیل مگر سے اجازت
دے گا کہ میں کو تمہارے پال پر کھ سہ سے ہیں مگر اللہ کے حکم سے

اللّٰهِ وَعَلٰی اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

شہ کی اور پر اللہ ہی چاہیے بھروسہ کریں ہوس
اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ۔

تفہیق

ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے چند لہجہ تعلق ہے ۔

پہلا تعلق ۔ پہلی آیت میں امیاء کرم کے مبعوث ہونے کا ذکر جواب ال آیات میں
امیاء کرم کی صحت امیر تبلیغوں کا ذکر ہے دوسرا تعلق ۔ اسی طرح پہلی آیات میں قوموں کے کفر کا ذکر جواب

کتاب جمع بھی آتی ہے۔ کلم ضمیر مجرد متعل مضاف لہ ہے و ذی عطف جو جز۔ باب تفعیل کامل مضارع مصدر سے ماخوذ
 میضہ واحد مذکر قائب۔ مائل نحو ضمیر مستتر کا مرجع۔ اللہ ہے بحالت نصب ہے کیونکہ عطف سے ضمیر پر۔ کلم ضمیر منصوب
 متعل مفعول یہ ہے۔ دن جازو اتھا کے لیے جل۔ اسم مفرد نکرہ جہد معنی منت مستحق۔ اسم مفعول۔ باب تفعیل سے سنو
 یا سنئی یا سنتم سے بنا ہے۔ دراصل تھما سنئی کی لکھ کر دب عطف وجہ نون ثقیل سو لوگ لگا مائل کا فتح نون سے
 بدل گیا۔ کسرہ نہیں آسکتا اگرچہ حالت کسر سے وہ یہ مفت۔ اہل کی کس لیے کہ اسم مفعول کی کس دوسری اسم کا فتح ملاحت
 ہے۔ جو گرائ نہیں جاسکتی۔ ترجمہ ہے مقرر کی ہوئی منت یا فیصلہ کی ہوئی۔ کَالُوا اِنَّ اَنْتُمْ اِذَا لَسْتُمْ مَعَنَا
 تَرٰنَا اِنَّ لَكُمْ دُعَا عَشَا کَانَ بَعْدَ رَاغِبَا نُوَا نَا سُلْطٰن مَسْلٰن یہ پہل مدی بدلت مستحق
 ایک حالت کا مفعول تھا۔ یا گل عبارت جو ایسے قالو فعل ماضی مطلق میضہ جمع مذکر قائب ذی عل کلم ضمیر کا مرجع وہی مذکور
 ہاں تو میں ہیں۔ ان حرف شرط ہے مگر یہاں نانیہ سے لڑکی وجہ سے۔ انتم ضمیر جمع مذکر مروج معصّل ہاں سے کہتم
 فعل تامہ پوشیدہ کا۔ دراصل تھا ما کہتم اَلَا نَا عَرَفَ اسْتَنْ لَوْ بَعَثَ سَوَا یَا۔ اَلَمْ تَشْعَلْ سے اور بشر مستحق منہ
 سے اور تم مستحق منہ یہ دونوں مل کر فاعل ہوئے۔ بشر۔ اسم جامد مفعول نکرہ ہے۔ یہی ظاہر کھلی ہوئی کمال۔ سی
 بے جا و دل کو بشر نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کی کمال باول سے اُسکی ہوتی ہے خود امتداد یا عمر۔ بحر ان کے۔
 اسی لیے مصلاح میں اب صرف الہاں کو نشہ کہا جاتا ہے کیونکہ دن کی کمال پر شروع سے خرنک بال میں ہوتے۔
 مثل۔ اسم تہی ہے مفر ہے نکرہ مفعول کی کس۔ فتح مفت ہے بشر کی معانف ہے نا ضمیر جمع شکم مضاف الہ مجرد
 متعل کا زید ذوں فعل مضارع مفعول میضہ جمع مذکر حاضر۔ باب فاعل سے سے مفعول ہے اَلَا دَا دَا
 دَا دَا۔ سُد سے۔ معنی چاہنا۔ پسند۔ ارا لکنا۔ یہاں پہلا معنی مرد ہے۔ اس کا فاعل انتم ضمیر پوشیدہ ہے
 اس کا مرجع رُسل ہے۔ ان نامبرہ مصدر یہ پورا جملہ فعلیہ مفعول بہ ہے۔ تریدون کا۔ تَعْدُو۔ فعل مضارع میضہ
 جمع مذکر حاضر۔ انتم ضمیر فاعل کا مرجع بھی رُسل ہے۔ دراصل تھا تَعْدُوْنَ لَوْن اَطْرَالِ نَزْی اَلْ نَامِرِ کی وجہ سے
 گر گئی۔ عُد سے مشتق ہے بھی روکا۔ مذکر نا۔ باب نصر سے ہے۔ انتم منہ مستر کا مرجع رسل میں یہ فاعل ہے
 ضمیر جمع شکم منصوب متعل مفعول یہ ہے۔ یعنی۔ دراصل تھا عن ما۔ عن حرف جر معنی تبت جلد یا من ابتدائیہ۔
 تا موصول بحالت جر۔ اور جازو مجرد متعلق سے تعدو لگا کَانَ تَعْدُوْا فعل ماضی استمرری معروف۔ میضہ واحد مذکر قائب
 اس کا فاعل اسم ظاہر جمع ہے۔ باب نصر سے ہے جہد سے مشتق ہے یہی پوجا کرنا۔ عبادت کرنا۔ معبود سمجھنا۔ آباد
 اسم جمع مکسر۔ ال کا واحد سے لُب بھی باب۔ باد کا معنی باب دوسرے۔ مضاف سے نا ضمیر جمع شکم مجرد متعل معان
 الہ ہے مرجع کفار تو ہیں۔ ک جوائیہ مابعد کا جملہ جزا ہے۔ ال کی شرط مقدم ہے دراصل تھا بان کہتم عاقبت فی دَعُوْا لَعُوْ
 کَالُوا۔ آتُوا۔ فعل امر حاضر معروف۔ میضہ جمع مذکر۔ باب ضرب سے ہے۔ آتی۔ معنوا عا اور ناھن پانی سے مشتق ہے۔

حاکمان مل تانہ یعنی مسیٰ عیض واحد غائب کی کا نامل قدرت پرستیدہ سے کیا۔ جادو محروم کی کا معنی ہے۔
لام حازہ یعنی منہج یعنی منہج۔ ان اصبہ معنی یہ عکسہ فیلہ معقول بہ ناکل کا ایک قول میں کا ناقص ہے اور
تاکیک فعل پر شیعہ و منہج کے متعلق مکررہ مقدم ہے۔ اور ان ناکل مد فیلہ اسم فخر ہے الی فعل مصادر
مصرف معرب ہے۔ و ناقص الی ہے اسے معنی لانا۔ کم مغیر مع جار منصوب متعلق معرب ہے۔ و
اگر انا ہ معنی دینا تو خلاف ہے معنی منہج۔ تب عازہ زائد ناکل یہ متعلق ہم مفرد نکرہ معنی دلیل، معربہ یا
منہج۔ تزین و تزیین تنکیر کی ہے معنی کوئی۔ الا لہو معنی ذوالیہ تب عازہ سینہ اذن۔ اسم مفرد جادہ معنی جارت
مجرور سے تب جادہ سے۔ اور معنایں ہیں، اشرام مفرد معرب معنایں ہیں۔ یہ عازہ محروم متعلق سے پرستیدہ فعل
تاکید کا و یہ جملہ فیلہ حال سے پہلے ناکل کا۔ و ذہر جملہ علی جادہ برائے قربت یا معنی تب عازہ یانی عازہ۔ اللہ مجرور
متعلق مقدم ہے الی اشرام سے معرب کا فائدہ ہوا۔ ف حرف مطلق زائدہ فائدہ کے سے لستہ کن فعل امر غائب مبذول
واحد مذکر۔ باب فعل و کل مثال و وی سے متعلق سے بھی معرب کرنا۔ اللہ صون الف لام۔ استفہاقی ثمنون
مع مذکر سالم سے ثمنون کی باب افعال کام ہال ہے۔ الی کا معنی ہے عاز۔ اثن سے متعلق سے معنی مانا۔
اسلام قبول کرنا۔ و قبول کرنا۔ یہاں تزی معنی تزیں۔ بحالت دفع ہے کیونکہ فاعل ہے اشر کا۔

تفسیر عالمائے

وَاللّٰهُ رُسُلُهُۥٓ اِلٰی اللّٰهِ سَبِّحْ قَاۤیُۤمَ السَّجۡدِ وَ اَلَا رَٰحِیۡنَ یَدْعُوۡۤا كُفۡرًا
لِّمَنۡۢ لَّعَنَہُمۡ نٰكُہُ مِنْ ذُنُوۡبِہُمۡ وَ لَوْۤ اَخٰیۡرُہُمۡ اِلٰی اٰخِیۡرِہُمۡ لَیۡسَ اِلَیۡہِاۤ اِلٰہٌ اِلَّا اللّٰہُ یَعْلَمُ
کے کفار سے یہ مشکوک باتیں وہ ہمارے بارہا سن کر فرمایا کہ اسے کم عقل نہ نہ لو کیا اللہ میں شک کرتے ہو۔ یا اس لیے کہ
ہم دھر یہ جو چکے ہوا و جو داری تعالیٰ کے ہی منکر ہو شے کے ہونے میں ہی شک میں پڑ گئے۔ یا مشرک ہونے کی بنا
پر رب تعالیٰ کی توحید میں شک کرنے ہو یا اس کی صفات غایت میں شک ہو۔ حالانکہ اس کا وجود اس کا ہوا اس کی
توحید اس کی صفت غایت کر و زول و یلوں کے طالع ایک یہی کتنی عظیم ظاہر سامنے موجود اور تسلسلے ساقط
دادوں کو تسلیم کر دے اللہ ہی صرف ایک۔ فاعل التہنات و اذہن سمائل اور میں کہیداکوئے والا ہے۔ اور پھر
رحیم کو ہم انا کہ تباری ہی سرکشی کہ فلیا شرک منہ۔ عازہ کے باوجود۔ ہم کو بھیجا۔ ہمارے قول کا۔ پیام کے خدے
تم کو دعوت دیتا ہے۔ ایمان کی۔ منہج کی جنت کی ناکہ تبار سے اسے مغیرہ کہہ حق اللہ محمد سے جو ہیں تم سے
نکہ ہو پھر امام گاہ حقدق ابدال بھی صاف کر دے۔ سلیک حدیث کا لڑاں ہے۔ یا صرف کہہ گاہ معاف کر
دے یہ جنت کا قول ہے یا بعض گاہ معاف کر دے۔ یہ مختلف اقوال ہیں کی وجہ سے ہیں۔ اخفش نوکی نے فرمایا
یہ نکرانہ ہے۔ جمود نہایت مصری کہتے ہیں کہ ہم موجب میں من زائدہ نہیں آسکتا۔ لہذا میں بیغیہ ہے یا مدلیہ ہے
یا میانہ۔ اعلیٰ حضرت نے ایک روایت کے مطابق بیغیہ مانا ہے ہم نے منہج بالروایت کی تبار ہا تیرہ تسلیم کیا

کیا ہے اور دعوت الہیہ کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تاکر ہم کو آخر تک مہلت دے مقرر شدہ موت کی آخری گھڑی تک
 ایک اور یہاں لانے کی مہلت ہم پر اس دراز عمر میں ۱۰۰ سے زیادہ ایک کام کر سکر، کامروں کی عمر کی گنتا کران کر
 طلب نبوی سے شک کر دیا جاتا تھا۔ اور مومن و از زندگ پھر پی لپی مومن سے ولادت پاتے تھے، کیونکہ کافر کی
 زندگی بیکار بلکہ نقصان دہ اور مومن کی زندگی دنیا جہان کے لیے فائدہ مند، نیکیوں جلائوں سے بھر پور۔ ایک قول
 یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں ایک بیان کا در دوسر بیان لانے کی مہلت کا بیان لانے سے ترسانہ
 تمام کلمات وغیرہ صاف و روانہ صفت سے بیان اور توجہ کی مہلت بہت سی دی کہ آخری سانس پر بھی رمان اور
 توبہ تیرا ہے سکرانہ موت سے پہلے پہلے۔ کافر کے مغیرہ بھی کفریات کا در شامل میں قالوا ان انتم الا بشر
 ومثلنا موندون ان تصعدوا منا کان بعددنا اننا مثلنا لونا سلطان قیاسی تمامہ دل رضیانا
 پیلیرانہ و غلط سننے کے بعد بھی کافروں سے کہا، تم تو ہم جیسے ہی بشر ہو، تمہارا ہر کام تمہاری ہر عادت ہر ادا مشکل
 صورت طائفہ بہت چال احوال کما اپنا شادی سو نکاح اور کاروبار غرض کہ ہر بات میں تم ہم جیسے ہی ہو
 بہت رسالت الی تم میں کوئی بات نہ نہیں آتی کیا تم ہی دو گئے تھے پیلیرنے کے لیے یہ کہ اللہ کو تمہارے سوا کوئی چھا
 نظر نہیں آیا۔ اگر اللہ نے تم جیسے کرد انسانوں کو ہی بنایا تھا تو ہم کو کیوں بنی۔ سادیا۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم صرف
 ہم کو بھدی اس بہترین عبادت سے روک رہا ہے جس کو اللہ سے باپ داد سے کرتے چلے آئے ہیں اور تمہارا مقصد
 محض پی سروری چکا ہے۔ لیکن تم اگر واقعی اپنی بات چاہتے دوسرے پیغمبر میں پتے ہو تو وہ مجھ سے ہم نہیں ہائے
 و تمہارے دکھائے ہو تو جو سنا ہے تم سے جادو سیکھا ہو تم تو فوری طور پر اپنی مرضی کے مجھ سے مانگتے ہیں ہم سے اس
 تمہاری سچائی بیان کر کے دلی گلی مل لاد۔ قالوا نہضت و نہضت و نہضت ان نحن الا بشر مثلکم و لکن اللہ
 معنی علی من نشاء من بعبادہ و ما کان لنا ان تاتینا سلطان انما ذاب اللہ۔
 و علی اللہ فلیتو حاکم المؤمنون ہر غی نے اپنی اپنی قوم کا یہ عادیار اعتقاد جو ہر کسی کو
 جوتا فرمایا کہ اس سے ہم کو انکار نہیں کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔ واقعی ہم ظاہری بشریت کھانے بیٹے ہیں اور ربوبی زندگی
 کے تمام کھانے پینے کے لیے ہم جیسے ہی بشر ہیں نہ جن میں۔ فرشتے و انجالی مخلوق، لیکن جاری طاریت و بشریت
 سے تم نے جو جاری صفات، و علی طائفہ از بیت ہزار اور نوریت کا ایک کچھ ہم کو اپنی طرح کردار و سبب
 سمجھ یہ کہ تمہاری نادانی اور کوہ چٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم پر وہ احسان کیا ہے اور وہ طاقیت تو میں۔ صلاحیتیں عملی
 نوالے روحانی انوار عطا فرمائے جو زمین و آسمان عرض و عرض پر کسی مخلوق کو عطا نہ فرمائے ہم کو ساری مخلوق میں کسی
 سادہ ساری مخلوق کو ہمارا محتاج کر دیا کہ اسے والا در سب کو ہمارے استیصال سے مانگنے والا بنا دیا۔ ہمارے سب
 طاقیت تو میں سبب و حامی کا علم سبب و حامی کی مطلق ہے۔ ہم کو ہی کسی و حامی کے لیے محدود رہنے کے لیے کی

مہر و رت نہیں۔ ہماری کوئی چیز ذاتی نہیں سب عطائی ہے۔ کائنات کے کسب و عمل مختلف دریا منب جہات
مختلف سے وہ حاصل نہیں ہو سکتا جو ہم کو اس کی عطائے شایگانہ سب حصن اُنکے پروردگارِ عالم کا احسان ہے۔ وہ
شہ پختہ خدا میں سے جس پر ہا ہا ملے احسان فرما ہے تم نے ہماری بنوشت کے ثبوت یعنی دائمی کے لیے مجوزہ طلب
کیا تو ادھر کھو کر حقیقتاً محرومت بھی ہمارے پاس میں ہم کو ان پر اختیار بھی ہے مگر اللہ کی اجازت کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ
تمہارے سامنے تمہارے مطلوبہ سمجھتے ہم ظاہر کریں۔ نہ ہم کو تمہاری دہودہ مرضی کے پیش نظر اجازت مانگنے کی کوئی
مفروضت ہے۔ ہمارا اصل کام تو رب تعالیٰ کو پر ختام پہنچانا ہے۔ اہل تمہاری عقل دل و دماغ کو اس طرف لگانا ہے کہ
ہماری سمجھوں کے پیچھے پڑنے کہ خود ساتھ سمجھ کر کہ کہان دہم کی خلقت کے علاوہ خود تمہارے جسم تمہارا وجود
ہی تو حیرت خاں کی مہر و حق شگفتہ نہیں ہے۔ تمہارا ظاہر و باطن قدرت کا کتنا بڑا شاہکار ہے ہم تو ہم کو دھت خور و فکر
دے کر مہر و حق چاہتے ہیں اہل مومن کی پہلی عبادت پہلی سونامی ہے کہ وہ اللہ ہی کی ذات ہر محرومہ کیلئے۔ لہذا جو
شخص یہ سبق سکھائے اسی کی اشاعہ میں ہر مہر و حق مشغول ہو گا واپ دادوں کی عطا توں پر محمود و بکرم کیونکہ نعمت سکھائے باقی
نظمت کے میں عطائی ہیں۔

ان بہت کرمہ رسم چندی اندسے حاصل ہوئے۔

فائدے

فائدے پہنلا فائدہ۔ دنیا کا ناس میں تمام اسیات کا مارو مدنی کی دامت مقدس پر ہے۔ نبی میں
 دانی کی کسی بات میں شک کرنا سب سے بڑا گھر ہے۔ یہ لاندہ "فی اللہ شک" فرمانے سے حاصل ہوا۔ کیونکہ کفار کے
 اور عہود و نصاریٰ نے "فائدہ ناس علی ہند علیہ وسلم کی ناس و مسافت اور شان و قوت و عہد میں شک کیا تھا جس کو
 اب ہی میں شک کا لڑو دیا گیا۔ اس سے ہماریوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو شان نبی میں شک و انکار کرتے ہیں۔

دوسرا فائدہ :- انبیاء کرام علیہم السلام اور دینا، اللہ کی فطرت ہر انسان پر فرض ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ملنا اللہ تعالیٰ کا بلا ہے۔ اور علماء اور یہ کی تبلیغ و دعوت بلانا انبیاء عظام ہی کا بلا ہے یہ فائدہ نذر غلو کے لئے سے حاصل ہوا کہ یہاں کے بلائے کو اللہ کا بلا مانا گیا۔ یہ تفسر فائدہ :- انبیاء کرام کو پہنے عیسا، بشر سمیت شیطان اور کفار کا طریقہ و حالت ہے۔ اور یہ یقیناً سب کمالات کی جڑ ہے۔ یہ فائدہ بشر و انسان اور فرشتے سے حاصل ہوا۔ یہ تعالیٰ نے بھی کسی نبی مکرم کو بشر کہہ کر خطاب نہ فرمایا۔ انبیاء کرام کا خود پہنے آپ کو بشر کہا مجروحہ اس کے لئے ہے۔ وہ نہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی نبی ہرگز ہم جیسے بشر نہیں بلکہ ہم سے کہڑوں درجے بلند مرتبے والے لہری بشری۔

جو تمنا فائدہ - ایسا کہ دم دینے معجزات دکھانے میں باخفیہ ہوتے ہیں صہب چاہیں جس کو چاہیں ملکائیں جو معجزے عطا ہوتے ہیں اس کی اجازت مل چکی ہوتی ہے۔ ہاں کفار کے مطالبے ملنے معجزات کی اجازت یعنی پڑتی ہے۔ جتنے میں وہ مکی ہوتے ہیں بڑا شرمناک منہ ہے کہ ذات الہیہ ایسا صفت جس ہم غل ہو گئے ہیں۔ کہ کہ دست ہیں۔

ان آیت سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوئے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ عام میں قوم یا دین پرستی حرم سے۔ قوم پرستی وغیرہ سے کہ حدیث میں
 کہ مخالف نے باپ و داد رسم و عادات کو زیادہ اہمیت دی جائے۔ یہ مسئلہ "اَنْ تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" سے مستنبط ہوا۔
 دوسرا مسئلہ۔ کوئی کام مصلحت پر جانے والے کے مرتب معقول اللہ صاحب ہو جائے جس میں حقوق العباد و معاف نہیں
 جانے کی طرح جو کچھ کرے یہ شہید ہو جائے کی کاہلی یہی حکم ہے۔ یہ مسئلہ جس دُنُوْا بِکُفْرٍ مِنْ عَنِ تَعْبِیْرِہِ سے مستنبط
 ہوا۔ تیسرا مسئلہ۔ حرم و حلال ہونا میں تلاوت شریعت ہے اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کسی چیز کو حرام یا
 حلال نہیں کر سکتا۔ یہ مسئلہ سنہ طہ کی ایک تفسیر و دعویٰ ترجمہ سے مستنبط ہوا۔

اعتراضات

یہاں چند اعتراضات کئے جاسکتے ہیں۔
 پہلا اعتراض۔ یہاں پہلے فرمایا گیا "لَا تَعْبُدُوْا اِلٰہًا سِوَا اللّٰهِ" وہاں ٹھہر گئے ہیں
 ہے پھر دوسری آیت میں فرمایا گیا۔ "تَاٰتَتْ لَہُمْ دُۡنَہُمْ" یہاں ٹھہر گئے ہیں اس کی کیا وجہ؟
 جواب۔ ان علیا نے فرمایا کہ نعم فرماتے کہ یہ ہے کہ یہ است جو یہاں تالی عاری و خاص موجود صاحبین کو
 سالی کی بت کیونکہ کوئی شریعت مانے یہ کہ لوگ تھے اس لیے نعم یہی خاص ان کو کہ پہلی جگہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں
 شک کا ذکر اس کو میں سب چھوٹے بڑے تھے لہذا وہ کلام عام تھا اس لیے نعم نہ فرمایا گیا دوسرا اعتراض۔ یہاں
 فرمایا گیا "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" یہاں کئے جائیں گے یہاں ہی قالوں سے من رندہ ہو سکتا ہی ہیں کیونکہ
 یہ وہی کوئی فرمانے میں کہ کلام شریعت میں من مانہ ہیں ہو سکتا۔ اس سے ثابت ہو کہ سب گناہ معاف نہ ہوں گے مگر دوسری
 آیت میں فرمایا گیا "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" یہی معاف سے سب گناہ معاف ہوں گے اس میں مطابقت کیونکر ہو۔

جواب۔ تفسیر سے اس کے یہ وہی زمانے میں یہاں کنار سے خطاب سے اور دوسری آیت میں ہوسوں سے
 خطاب سے اس لیے یہ فرق سے غیب۔ "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" کامی سے معاف کے صرف اسلام کی وجہ سے کہ گناہ معاف
 ہوں گے "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" سے تو یہ کہ گئے تو سب گناہ معاف ہو جائیں گے غیب۔ "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" میں بعض
 من نہیں تے۔ لہذا کہ یہاں یہاں سے اہم ہوا ہے کہ یہاں غیب۔ چوتھا جواب۔ کہ من میں بھی معاف گناہ ہوا میں
 دُنُوْا سے بھی کہ گناہ ہوا میں کہ سب سے سب سے کثرت۔ دوسری میں تیسرا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا۔
 دُنُوْا لَہُمْ انگریزوں کے تو کہ کوئی مدت تک موزن یا ما سے کہ مالا کہ دوسری آیت میں سے کہ لا یفسد احزونی
 سے لہذا کہ "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" سے یہی ہوئے۔ اس کی مطابقت کس طرح ہے۔ جو سب۔ اس کے جواب
 میں یہ بتایا کہ "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" انگریزوں کے تو کہ کوئی مدت تک موزن یا ما سے کہ مالا کہ دوسری آیت میں سے کہ لا یفسد احزونی
 سے لہذا کہ "وَلَا تَعْبُدُوْا مَا سِوَا اللّٰهِ" سے یہی ہوئے۔ اس کی مطابقت کس طرح ہے۔ جو سب۔ اس کے جواب

وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلًا

اور کیا ہے ہم کو کہ نہ تھوڑے کر کے ہم پر اللہ چلائے یہ قیام دیت دی اُس سے ہم کو جہاں کی تربیت کی
اور ہمیں کیا ہوا کہ غلطی پر بھروسہ رکھیں اُس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھائی دیں

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ

اور اللہ تمہارا مددگار ہے جس پر اُس جو تکلیفیں دیتے ہو تم ہم کو اور اللہ پر ہی
اور تو جو جس سے جارہے ہو ہم ضرور اُس پر صبر کریں گے اور ضرور کرنے والوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ

ہیں پاسبانے کہ ضرور سے کر رہے تمام بھروسہ کرے دے اللہ کہا انہوں نے جو کالہ
اللہ پر ہی بھروسہ کیا ہے ۔ اور کالہوں نے اپنے رسولوں

كَفَرُوا بِالرُّسُلِ هُمْ لَنُخْرِجَنَّكَ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ

کفر کر رسولوں سے لہذا نکال دیں گے ہم تم کو سے ملک سے رہنے یا
سے کیا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے

لَنَعُودَنَّ فِي مِثْنَيْنِ ۖ فَأُولَٰئِكَ إِلَيْهِمْ رَاجِعُونَ

وہ دوبارہ میں دن جہاں سے تو وہی کی طرف اُن کے رب سے لوٹنے کے
دوبارہ جہاں سے میں ہم سے جاؤ ۔ تو ہیں اُن کے رب سے وہی بھیجے کہ

لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۖ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ

کہ ضرور ہلاک کر دیں گے ہم ظالموں کو اور ضرور آباد کریں گے ہم تم کو زمین میں
ہم ضرور ان ظالموں کو جہنم کر دیں گے اور ضرور تم کو اہل کے جہنم سے

نام فتح کا ہے اور دوسری صفت میں لام ہے۔ پہلی صورت میں ترند ہوگا۔ جسے وہابی صوفیوں میں ترند
 کہتے ہیں۔ اسی اصول واحد مذکور ہے۔ معنی کے لئے بحالت جزم کی دہشتہ۔ یہاں مذکور اس میں
 ہم ناسی۔ واقع سے متعلق۔ اور وہ واحد امیر ہوگا جسے اہلک متدانی۔ ثابت فعل ماضی ماضی صمد
 واحد مذکور ثابت۔ باب فتح سے خوف ہونے والی سے ثابت ہے۔ ہستی۔ خدا۔ مرکب ہوا۔ ہشت میں
 نا۔ نافرمانی سے بچنا۔ یہاں یہ سب میں بن گئے ہیں۔ تمام اسم ظرف واحد کا میثاق ہے۔ یعنی کھڑا ہونے
 کی جگہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔ ذات مع صفات۔ یہاں آخری صی مرد میں۔ باب نصر سے۔ توہ جوف دعویٰ سے
 مشتق ہے یعنی کھڑا ہونا۔ کھڑا ہونا۔ جم ہا۔ مضبوط ہونا۔ جتھہ بنا۔ کھڑے ہوئے کی پانچ قسمیں۔

نمبر ۱۔ حیثیت کے لیے۔ میر ۲۔ تنظیم کے لیے۔ نمبر ۳۔ اد کر کے کے لیے۔ نمبر ۴۔ حیثیت کے لیے۔ یکیت ہر
 استیال یا دغ کے لیے۔ مقام بحالت نصب ہے منقول یہ ہے حاف کا۔ ہی منیہ واحد مشتمل مجزور مشتمل
 معارف الہیہ ہے مقام کا۔ ایک قول یہ مقام معارف ہی ہے۔ معارف یہ مشکم کی طرف نہیں ہے بلکہ دراصل یہاں
 عند قرینہ مکابر پستید ہے وہ معارف ہر راہ مشکم کی طرف۔ بحالت اس طرح ہے مقام عہد کی۔ یعنی
 اس نے کھڑے ہوئے سے ذراں صورت میں مقام منقول ہوگا۔ و منی طرف مکالمہ ترکہ نواز مناسب سے
 یہی حضرت نے پسند فرمائی۔ داؤد مطلق۔ ملک سے بالحد حاف کا۔ قبل حاف پر۔ حاف فعل ماضی ماضی
 معارف واحد مذکور ثابت کوٹ سے مشتق ہے۔ مؤلفیم مستمر کا مرجع من موصول سے دہید۔ ہر معارف مقام
 معارف ہے ثلاثی کا یہ منکب فعل۔ رخیل۔ مسمیٰ مذکور کا وہ ہی حوب دلانا۔ ذرنا۔ جھوٹا۔ ہر دہے عرب کا ہوا۔
 غلاب کا قیصلہ بحالت نصب ہے مکانی یعنی ملی پر شیداء عرب۔ منقول یہ ہے حاف کا یہ عامی کہہ د
 علامتیں مشکم ہے دراصل تھاؤینڈی۔ ترکہ سے میر سے دہید سے ذرا یہ سب عطف کا جملہ مل جو
 موصول من کا۔

تفسیر عالمی و مالنا اذ نتوضد علی اللہ وقد ہدانا خشناً و تنفساً
 علی ما دینونا۔ و علی اللہ فہنوفش فتنوفش و کی رکوت یا دشمنی است و تنفساً
 کو۔ یا ہم گرد و میاد کو۔ یا میان و لوں کو کہ ہم اپنے اللہ جن محمد و ہر محمد رس۔ کریں ملا کہ ہی سب کائنات
 نے ہماری عزت۔ نصرت۔ غلام۔ مہمور۔ سرار۔ الوہ۔ قرب جلال کی اور تربیت ظرفیت حقیقت معرفت
 کی تمام راہیں ہم کو دکھادیں و خود ہی ہر درگاہ سے ہم کو سرل مقصد تک پہنچا دیں۔ اور ہر طرح کا یزد و نہایت کے
 بے طریقے فراستے رہدگی کی تمام طینانیاں معارف میں۔ درجہ سے لوگوں کی ت کی پتی راست یہ است کہ ہر
 مشک محمد سرور ضرور ان تمام معیبتوں اور تکلیفوں۔ برا بھلا کے درستانے پر مہر کریں گے جو ہم کو یزد پہنچا

شہادت اور مذہب کی عالمگیریت سے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اپنے لیے دسی کو یہ ، انگلی تکلیف دہ
کا اللہ تعالیٰ میں ظاہر کا نکال ہی مندرجہ کو مدعی فرماتا تھا۔ اور علامہ حسرت سے یہ دیکھتے رہا جس نے یہ
فرماتے ہیں کہ خوف پانچ قسم کا ہے۔

[illegible]

نیا بت کر یہ سے چند ماہ سے حاصل ہوئے۔

پہلے فائدہ۔ سبک دہی عہد امتداد رسول پر بھروسہ کرنے سے۔ خیال بہت کہ عبادہ کریم کا عہد امتداد
 رسول بہت قوی کی امت پر ہوتا ہے مگر منت کا بھروسہ امتداد رسول پر ہونا چاہیے اس لیے کہ دنیا پر امتداد کے
 بعیر امت پر امتداد ہوسکتی ہی نہیں۔ یہ فائدہ و فائدہ (۱) کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ یہ مالی
 و دھارم سے دہی۔ یہ گئی ملک ہو جاتی ہے۔ سخت کا غلبہ اور شکایات تو اس کے علاوہ ہیں۔ یہی طرح ایک
 حصوں سے یہ امت دہی بھی خوشگوار ہوتی ہے۔ یہ فائدہ و فائدہ (۲) کی تفسیر سے حاصل ہوا۔
 تیسرا فائدہ۔ خوب لفظی انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عہد امتداد ہے۔ مگر عام خوب نہیں۔ بلکہ انبیاء کرام کا خوب بھی
 بے مثل ہے۔ اس کی تفصیل۔ تفسیر میں بیان کر دی گئی ہے۔ یہ فائدہ و فائدہ (۳) کی تفسیر سے حاصل ہوا۔

۱۱. آیات کریمہ سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

اسلام افغان پتلا مسئلہ۔ نعم، کرام مرآتے میں کہ ہر کامشورہ و بیاس کفر سے درگاہ کا مشورہ دیا ہی گئے ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص کسی دست کو کام نہ دے کہے پتے سے چھوٹنے کے لیے مذہب تبدیل کرے وہ کفر ہے۔

وہ اپنے کاموں کو دے تو خود مرید ہو جائے گا اور اس ارشاد کی وجہ سے اس کا پناہ نکال ٹوٹ جائے گا۔
مسند ذی شَعُوذِیْن اُسے مستبط ہو۔ اور اعراف، اسی طرح یا چوری یا سرحد دیا۔ اسی قسم کے اور
اسی وجہ کے ساتھ ہیں حدیث پاک، دوسرا مسئلہ۔ ہیں تو وہی یا تہی جرم کے کسی شخص کو اس کے جہتی گھر سے
بہرہ حل کرنا حرام نہ رہی ہے۔ یہ مسند ذی شَعُوذِیْن سے مستبط ہو کر یہ کفار کا طریقہ ہے۔ اور اس سے نفی ہے
ہم کی ملکیت ختم نہ ہوگی۔ اور یہ عمل بدنامی ہے اسی طرح جو شخص صاف غفلت میں نہ نکالے گا اسے گھر سے
نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔
اس کا تہی اور دوسری وجہ یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔
پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔

پھر اس مسئلہ کے خلاف اس میں ان کے مکانات ان کے عبادت گاہوں میں۔ ہاں کرنا ان کی عبادت گاہوں کو
اپنی عبادت گاہوں میں تبدیل کرنا جائز ہے۔ صرف اس کو کہ وہ شہادت دے کہ وہ گھر سے نکال دیتے ہیں۔
اس سے یہ مسئلہ۔ دوسرا مسئلہ۔ افسانہ سے مستبط ہوا۔ ہاں ہر گھار کی اس مستی میں رہنا مسلمان
کو حرام ہے جس میں عبادت گاہوں کے خلاف اس کا کسی مہمان کو ہاں مستی سے نکال دیتے ہیں۔ یہ ایک حکم میں ہلاک

جہاں چند ارکان کئے جاسکتے ہیں۔

اعترافات

پیش کی اعترافیں۔ اس کی وجہ سے کہ پہلے لایا مَشْفُورُ مَشْفُورُونَ اور پھر مَشْفُورُونَ
اسی دو ہی آیت میں فرمایا گیا مَشْفُورُونَ مَشْفُورُونَ۔ اور ان کی فریادیں اور اختلاف کیوں بھاگیں۔
ب۔ اور پہلے جسے کہہ دیا ہے توکل کرنا چاہیے۔ دوسرے جسے کہہ دیا ہے توکل کرنا چاہیے۔ اس
سے دونوں دفعہ بھی درست ہے۔ بعض فنکار بھی میں مناسب ہے۔ دوسرا اعتراف۔ اور یہاں فرمایا گیا کہ گھاسنے
پتے میں سے گھاسنا طریقہ سے کہ اَوْشَعُوذِیْن فِی مَشْفُورَاتِہِم مَحَاسِنِہِمْ دین میں ٹوٹ کر۔ اور لوٹا دیا ہوا ہلاک
جائے جہاں پہلے بھی ہو۔ تو کیا یہ نبی کریم پہلے ہی کے دین میں تھے؟

وہ۔ تفسیر یہ کہ مسلمانوں نے بھی اس کے پیرائے خوب ایسے میں مصر۔ یہ نبی کریم ہی میں ابتدائے
ہاں پذیر تھے مگر بھی وسیع وقت کی جانتا ہے۔ تھی اس سے خاموشی سے وقت گزر رہے تھے تو خدا نے
سمجھنے تھے کہ عید یہ بھی جائے دین میں اس سے وشتہ کی بات کی ہے۔ یا صفت سے ملاحظہ فرمائیے۔ اور
اسی یہ کہ جس طرح تمہیں مانتے تھے اب بھی خاموشی کا وقت تھا جسے مانتے تھے کہ وہ کوئی نہ کہو۔
خبر یہ کہ اب یہاں دوسرے مانتے تھے۔ یہ کہ یہ کہہ دیتے تھے کہ اسنی جمل جہاں تم پر

میں عمر ہو۔ میری طرف سے کہتے ہو۔ اس طرح کہ تمام دہائیوں کو اس طرح سے منقطع کر دے۔
لَنْهَئِهِمْ رُتْقًا مِّنْهَا۔



وَأَسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۖ قَمِ

اور کٹا دی جا ہی ان کے لئے ملائے اس پر ہر جبار سے ۔

و ہوں سے نیکو مانگا اور سرکش بہت دہرہ ہوا !

وَرَأٰیہٗ جَهَنَّمَ وِیُسْقٰی مِنْ مَّاءٍ صٰدِیْقٍ ۙ

جہنم میں کے اور دیکھے وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ

میں سے دیکھے کہ وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ

یَتَجَرَّعُهُ وَلَا یَکَادُ یُسِیغُهُ ۖ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ

میں کے اور نہیں دیکھے کہ وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ

بہتر میں کہ وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ

مِنْ کُلِّ مَکَانَ وَمَا هُمْ بِمِیَّتٍ ط ۖ وَ مِنْ وَّرَآیَہٗ

ہر طرف سے وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ

ہر طرف سے وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ وہ دیکھے کہ

عَذَابٌ غَلِیْظٌ ۖ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہُمْ

جو عذاب ہے ۔ مثال میں کے جو مکہ سے رب سے

کافروں کا عذاب ہے رب سے عذاب ہے عذاب ہے

أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي

اعمال ان کے جیسے کہ راکھ سمیت پل پر کس ہو

ان کے کام میں جیسے راکھ کو کس پر ہو کسمت خود کا یہ نہ ہو

يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ

دن آدمی کے کہ نہ قادر رہے اسے اس جو کچھ کیا تھا انہوں نے

دن میں ساری کائنات میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا

نَسِيَٰ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ

کسی چیز وہی سے گمراہی دور کی

یہی سے دور کی گمراہی

تعلق

ان آیات کریمہ کا پہلی آیات کریمہ سے جہد طرح تعلق ہے

پہلا تعلق پہلی آیات میں کلام کا دو اہم مقامات نقل ہو جو ہوں سے یہاں کریمہ کی گستاخوں
میں کیا تھا کہ منہ کو پہلے اہل سے نکال دیں گے۔ جب آیات میں اللہ کی طرف سے انبیاء کرام کو محبت ہو تسلی
میں جو سب سنبھال رہے۔ کہ ہمارے نبیوں کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ مگر یہ کہ خود ہی ان مقامات سے نکل کر
جنت میں پہنچ جائیں گے۔ دوسرا تعلق پہلی آیات میں کفار کی شبانہ باتوں کا ذکر جو جس میں انہوں نے ہی قوت
حالت کا ہمارے سب یہاں تک کی طرف سے ان کی روئے کے اعمال کی گمراہی کا نقشہ کھینچا گیا کہ وہ مال
وہ کے حذر بہ وقت میں۔ تیسرا تعلق پہلی آیات میں انبیاء و مرسلین کا ذکر جو ہم سے تقویٰ رکھتے ہیں
ان کو دنیا کی باریک مرمت و عزت بھی ملے گی کار کی دیوی عزت بھی ہمارے سے۔ یہ یہاں کلام کی زنجیر
ان کے حالات کو خبر میں سبب جاری ہیں۔

تفسیر نحوی

وَسُتَفْخِجُوهُنَّ وَأَخَذَ أَخِيكَ عَيْنًا وَنَسِيَٰ ذَٰلِكَ يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ نَسِيَٰ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ

مطلق معارف میں سے ذکر جانب ماب استعجال سے ہے طلب کے لیے . فتح " سے شایہ . معنی . فیصلہ کرنا .
 کھولنا . بلکہ ہونا . فتح حاصل کرنا اور ظاہر ہونا . یہاں مراد فیصلہ چاہیے . یا ظاہر چاہنا . اس کا فعل ضم ضمیر ہی
 میں مستہ ہے اس کا ضمیر کار تو ہیں ہیں یا قریش مکہ کفار ہیں . یا بیاد کرم ان تیسری صحت میں ترجمہ ظاہر چاہنا
 فتح چاہنا . یک قول میں یہ فعل امر ہے حاضر معروف جمع مذکر . میں کہتے کہ وہ کہہ رہا ہوگا . اس قول میں ضم ضمیر جمع
 حاضر متکلم یعنی میں ہوگا اور سرحد یا بلکہ جانب فعل ماضی مطلق معروف مجزوء حد جانب ماب ماب سے
 ہے ضبط سے نہیں ہے . ہی تباہ ہوا . دلیل و رسوا ہونا . نامراد ہونا . راب ہونا گزنا . فل " ام ایہی سحرلی
 بحالت فتح فاعل ہے غائب کا . معنات ہے . لفظ از حد معنی جمع ہے اس سے یہ مذکر مؤنث واحد اور جمع سب
 کے لیے مشتمل ہے . اس کی دو قسمیں ہیں . سیرا کل مجموعہ . غیر سیرا کل افزادی . اکثر معنات ہوتا ہے اس کا معنات
 الیہ . ظاہر . اور ضمیر ہر قسم کا ام ہو سکتا ہے . اگر معنات الیہ مرتب باللام ہو تو کل مجموعہ ہوگا اور ترجمہ ہوا گا تمام اگر
 معنات الیہ نہ ہو تو معنی ہوگا ہر . یا ہر ایک یہاں اس کا ترجمہ ہے ہر . بجا ہر . ام نہ مفرود معنات الیہ ہے . فل
 لزدی کا . جانے کا میل ہے خبر سے بنا ہے معنی فندی . اڑیل . سرکش . زبردست . خود مختار . ماجر کہنے والا .
 یہاں پہلے میں معنی میں سے ایک ہے . کہ کفار و گنہگار کی حالت و کیفیت کا ذکر ہے . دوسرے میں معنی کے لی ظ
 سے رب تعالیٰ کی صفت ہے . بحالت کسر معنات الیہ ہے . قبل کا اور موصوف ہے . بعد عنیدہ کا . عقد ام کرہ
 مفرود برور فیل صفت مثبتہ معنی ام مائل بحالت جر صفت ہے مذ سے با سے معنی . عقد رکھنے والا .
 کینہ اور معنی رکھنے والا . کوٹھنے رہنے والا . یہاں مرعی . دست میں مکی عازہ اید بایہ وراہ . ام طرف ہے تر
 ہوتا ہے . اکثر معنات ہوتا ہے معنات الیہ موجود ام ظاہر یا ضمیر ہوتا ہے . معنات الیہ یا فاعل ہوتا ہے یا مفعول
 . . اصل مصدر ہے وہ سے نا ہے یعنی اڑ . پردہ خد . فاصلہ اطلاع . پس پشت . پہلے میں کے تباہ سے
 اس کا ترجمہ ہوگا آگے . اور آخری میں کے اعتبار سے ترجمہ ہوگا پیچھے وہی یہاں ماد سے . بحالت کسارت میں جانا ہے
 و ضمیر مجزوء متقل معنات الیہ کا مرجع خبر ہوا ہے . جار مجزوء متعلق ہے موجود اپو شہدہ کا اصرار یہ حال ہے ہاں
 جد فاعل کا یا خبر کا جہنم . ام مکی فاعل ہے جس کی صلیت ہے جہنم مغرب و مغیر کی گناہ جہنم مری میں مشتمل ہو .
 غوی معنی ہے آگ کی تہی گیشی اصطلاح میں ملا ہے . . بحالت فتح . ہے . ثب فاعل ہے موجود اپو شہدہ
 ام مفعول کا . دو سر حدہ نیفتی . فعل مضارع مجزوء میوز واحد مذکر جانب ماب ماب سے ہے . مصدر ہے شہاد
 " معنی " سے سے ہی پالی پانا . سید کرنا . پانی پیچنا . یہاں پیتے ہی مزد ہیں کہ ضمیر متکلم فاعل
 کا مرجع خبر ہوا ہے من جار مجزوء . ماہ ام مفرود کو معنی دینی بحالت کسو من بارہ سے موصوف ہے صمد صحت
 ۲ برور فیل صفت مثبتہ ہے . معنی سبب تم . کچھو . بحالت کسو . معنی فعل مضارع معنی مستقل صند

دی گئے نہ اس کا ذہن تھکتا گا۔ مہول اس سے ہوئی کہ وہ دن خاص رب تعالیٰ کا ہے اس دن صرف ہی چھٹی
باقی رہے گی جو ب کے لیے کی جائے گی۔ جو کام دنیا کے لیے کئے تھے اس کی جڑا سب جو بے عزت دوست
مرتبہ۔ سلطنت و زمامت۔ طاقت کی شکل میں دے دیا گیا تھا۔ اور جو کام توں کے لیے کئے تھے ان کی صورتوں
سے مانگی جائے۔ یہاں عمل کو نکھڑے سے بدل دی کہ اعمال کو۔ اس لیے کہ اعمال و اعمال میں پہنچے طرح دق ہے
میں۔ اعمال کا تعلق صرف دنیا سے ہے۔ چھتے ہو لہذا۔ بسے مگر عمل کا تعلق آخرت سے ہے۔ نہ کہ اعمال و
ظاہری اعضا کے کاموں کا نام ہے مگر اعمال ظاہری اور باطنی عمل کے کاموں کا نام ہے۔ بہرہ۔ اعمال و اعمال
کرنے والے کاموں کا نام ہے مگر اعمال کرے۔ کہے سب کو شامل مثلاً نذر صابھی عمل ہے۔ نہ پڑ صابھی
عمل ہے۔ پہلا نیک عمل دوسرا گند اور بد عمل۔ مگر نذر پڑ صابھی ہے نہ پڑ صابھی نہیں۔ بہرہ۔ عمل مراد سے نہیں
کئے مگر مردے کو عمل کیا جائے گا۔ نہ ۵۔ فعل بہرہ کہہ دیتے ہیں نہ وہ بیکار ہو یا سعید ہو یا نقصاں و دیکن عمل
صرف کما آمد کو کہا جائے گا۔ حواء نفع والا یا نقصان والا۔ بیکار کام عمل نہیں۔ کافر کے چھتے کام مثلاً پینے رہا سب
ندیم کر اور کرنا یا قیدی پھرانا سونے بنانا۔ صدمہ جی۔ معصوم نواری۔ غریبوں کی دلدل و سکون شاد روحان عوام
کے کام کرنے۔ مسافروں کی امداد و رحمہ دی و غیرہ فعل تو ہیں مگر اعمال نہیں کیونکہ کہہ ہو گئے۔ ان کا سرور کی
بدلیاں باقی ہیں۔

ان آیات کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ پہلا فائدہ۔ کفایت کی طاقت کی و عا مانگی اور صافیوں کے مہر سے کی و عا کرنی چاہیے۔ ہاں
دانی یا خاندانی یا سیاسی دشمنوں کی ہلاکت کی و عا مانگی چاہیے۔ یہ فائدہ و نفع ہے۔ کی ایک تفسیر
سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ اہل کار و مدبر و مقرر سے عقائد مثل جڑ کے ہیں اور اہل عمل و عمل کے۔
ہریت لہو مثل دانی کے ہے۔ جب تک عقائد درست نہ ہوں کوئی نیکی پھل نہ شائع نہیں ہو سکتی یہ فائدہ و نفع ہے۔
۲۔ فرمے سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ گناہگار مومن مال ہے اور کافر مظلوم بیچارہ سے وصال
کو و زمین کی طرح جس پر کتنی ہی محنت سے عمارت کھڑی کی جائے مگر ٹھیرے کے۔ گناہگار مومن و زمین ہے
جس پر عمارت کھڑی رہے کی صلاحیت تو ہے مگر غفلت سے بیکار چھوڑی ہوئی ہو۔

ان آیات کریمہ سے چند حقیقی مسائل مستنبط ہوئے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ قانون شریعت کے مطابق حلال و حرام و ہر وہ پانی یا شے ماذہ خرم
جائزہ سے زعم کے ذریعے نیک و ہلاک اور حرام سے۔ خواہ تم چھوٹا سا ہو یا بڑا۔ یہ مسئلہ صحت و صواب کے
ساتھ انسان سے مستنبط ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ کافر کے کسی چھتے کام کو نیکی نہیں کہنا چاہیے جو اس کے کسی کام سے

موسم کوکت ہی فائدہ پہنچتا ہو۔ اسی طرح کسی کافر و تک بھی نہ کتنا چاہیئے۔ ضرورت کے موقع پر اس کو چھایا
عقلمند ہم دل کہہ سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ آلفرد رٹف تھا کیونکہ اس سے مستنبط ہو رہا جو ناواں سماجیات علمیا
سیاسی نقطہ کافروں کو جسے اسلامی القاب سے نور دیتے ہیں وہ عبرت بکریں۔ ہم اسے ایک ہی نسب کے شاخ و برگ کہتے
ہیں۔ دوستو یہ نہ کہ نام کو گزرتا ہے۔ یہ سب گاہ و بے گاہ مرگ جہاں ہر کفر و فساد ہے۔

اعتراضات

اعتراضات یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔
 پہلا اعتراض جہنم میں عذاب تو ہمیشہ ہی قائم رہے گا لیکن یہاں تو عذاب
 سے مایہ سدید کا ذکر کیوں فرمایا گیا۔ دوسرے عذاب کا ذکر کیوں کیا گیا۔ تفسیر گیر

جواب :- اس لیے کہ سب سے زیادہ عذاب شدید ہے اور دلت وال بھی ہے۔ اس ظاہر و باطن میں عذاب الیم سے گویا کہ یہ پانی بہت سے عذوب کا مجموعہ ہے اور پھر یہ کفار پینے ہاتھوں سے خود لیں گے۔ دوسرے عذاب دوسری طرف سے آئیں گے پھر پانی کا عذاب ہمیشہ طاری ہی رہے گا۔ دو شکر اعتراف۔ کفار کے ظالم کو رماد بھی رکھ دیوں دیا گیا۔

جواب تین دس سے ہیں یہ کہ کاروباری چھی باتوں چھتے کاموں کو نام نہاد ویریا کاری کی نگ میں ملادیتا ہے۔
 نمبر ۲۔ دوسری اور یہ کہ شرک کی گڑھی سے دھڑلک مو جاتی ہے۔ نمبر ۲۔ اور کفر کی موڑیں اس کو اڑ دیتی ہیں۔ راکھ
 کی پانچ چھتیں ہیں۔ نمبر ۱۔ ندرت ہلکی۔ نمبر ۲۔ سیاہ۔ نمبر ۳۔ یکا۔ نمبر ۴۔ ملکی سی سواستے بڑھانے نمبر ۵۔
 کوئی پیر میں کو فائدہ مند نہ ہو سکے، اسی طرح کفر کی پانچ صفتیں ہیں۔ نمبر ۱۔ نرا جھوٹ۔ نمبر ۲۔ غرور و تکبر۔
 کی مبادیہ نمبر ۳۔ بے ایمانی۔ نمبر ۴۔ اور جی عقل۔ نمبر ۵۔ بے اصولی لاقانونیت۔ اس لیے کفر یہ عمل کو
 کہ سے تشبیہ دی گئی۔

تفسیر صوفیانہ

[illegible]

کی فتح یعنی کسادگی حسب کی حالت گذر اس جہان اور اس جہان میں بہ نفسانی حویشات، الہیہ یعنی مغرور اور عیسیٰ بن شدہ سے دشمنی رکھنے والا ذیل و ذمہ ہے اس وقت کے علو و انحدری کی نار و نور غیبت، غم کا مایہ صدیق ہے جس میں گنہگاروں کی بہ لزام حوری کی کڑواہٹ ہے۔ پریشانیوں کے گھونٹ بھر سے لیکر حرام مال سے شہرت موت صحت کے نیت ہیں تار مکتا۔ ایسے بد نصیب کو انحروری ذاتوں و قہ فی رُسر نیوں کی موت بہ طاف سے حق سے ملکر بھٹکا سکتی ہے۔ حق سے کھات ہا سہ رہا نہیں ہے۔ مرد و داری تو پاتہ سے کہ اس کو ظلمتوں کی موت ہی جانے لگے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ

کی قسم کہ میں نے دیکھا جسک اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ساتھ حق کے

کی قسم کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ساتھ حق کے ساتھ ساتھ

أَنْ يَشَاءُ يُدْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ وَمَا

اگر چاہے تو ختم کر دے تم کو دے نئے مخلوق نئی

کر چاہے تو تمہیں مٹ جائے اور ایک نئی مخلوق آئے اور یہ

ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَعْزِيزُ ۚ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ

اور تمہاری اور اللہ کے کہہ غالب اور حاضر ہوسے قیامت میں ہے اللہ کے سب کو تو کیا کہن ہوا

اللہ پر کہ دشوار ہے اور سب اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو

الضُّعْفُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

نہروں نے کو ان جنہوں نے غرور کیا جسک ہم تھے تمہارے تابع

نہروں تھے بڑائی واروں سے کہیں گے تمہارے تابع تھے

فَهَلْ أَنْتُمْ قٰفِقُونَ ۚ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ

تو کیا تم بچاؤ دے ہو ہم کو کہ عذاب سے اللہ کے کہ

کی تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کہ ہم

شَيْءٌ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهْدَيْنَاكُمْ سَوَاءٌ

تھوڑا سا ہم سے قیامت میں اگر ہدایت دیتا کہ اللہ تو ہدایت دیتے ہم تم کو برابر سے

ہے ہمارے وہ کہتے تھے اللہ میں ہدایت کرتا تو ہم نہیں کرتے ہم پر ایک سے

پریایت۔ فعل مضارع معروف: اس کا ذیل نحو ضمیر مستتر جس کا مرجع ہے ضمیر پ صرٹ سے ہے۔ کی
 سے مشتق ہے۔ یعنی لا، متعدی ہے۔ یہ تینوں معاصریت، یدرجب، یدایت، بحریم، اس کی دھتے۔ پہنا، حاصل
 مترادف جو۔ دوسرا جو۔ تیسرے معطوف۔ بن نازدہ معنویت کے لیے مطلق، اسم مصدر باضافہ کے لیے بھی مطلق بحالت جر
 ہے موصوف سے جنید، اسم صفت مشدہ برزخ فیل معنی کیا۔ یعنی مٹی مخلوق داؤ عالیہ سے یا سر جلد، یا نایہ مشدہ
 ریش، ذالک اسم شاد و جہدی اس کا تالیف تینا و ذہب پوشیدہ سے۔ بحالت ریش سے کیونکہ ہم بے ناما
 مکی جائزہ وقت کے لیے شہام معروضہ مجرور متعلق اول سے کاٹا پوشیدہ اسم فاعل کے اور دو جملہ اسمہ موکر
 ضمیرت مانا فیکر کی۔ ب نامہ ہے معنی جنر کی وجہ سے۔ عزیز۔ اسم صفت مشدہ یعنی شکل۔ برجل۔ صحت۔ یہاں
 لیے معنی مرد ہیں بحالت کسر ہے متعلق دوم ہے پوشیدہ اسم فاعل۔ ایک تو ہے کرنا نامی کے بعد گان فعل
 تاثر پوشیدہ ہے۔ مل میں ہے ماکان ذالک اس ترکیب سال ہے و برزخ لله جہیق نقار نقص
 لشہ بن ستر رذا ثا کتا کتا متعاً بعد انتم فمضون عا من عدد ب اللہ من شئی
 و از سر جلد برزخ انفل ماضی مطلق معروف میزد کر نام بھی مستقبل۔ برزخ سے مشتق ہے بھی گھٹا۔ کف
 فاسر ظہور۔ میر بن مانا۔ یہاں لگانا مراد ہے۔ لہ۔ لام جہد شہام معروضہ ظم ذاتی ہے۔ جہد مجرور متعلق ہے
 برزخ کا جہد۔ جہد تائیدی ہے بحالت نصب سے اس سے برزخ اس کے فاعل ضمیر کا۔ ف ماضی بھی شد۔ ذال
 فعل ماضی مطلق قول سے اس سے اس کا فاعل اسم جارح سے اس سے یہ واحد یاد۔ ف لام استغراقی۔ معطوف اسم جمع مکسر
 ہے ضعیف کا بھی کزور مانعت۔ نوکر عدم۔ غریب۔ یہاں سب کو شامل ہے بحالت ریش سے ذال سے قال کا۔
 نام عدد معنویت کا الذیل اسم موصول مع مذکر مجرور متعلق ہے قال کا۔ ستر برزخ فعل ماضی مطلق معروف
 مذکر جمع۔ باب استعمال سے ہے مصدر ہے ستر بھی خود کو زاجھنا۔ براہن۔ ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے
 سب جہد قول ہے۔ ان حرف تحقیق مل میں مت۔ فعل۔ سب جہد استغنی تک اس کا مقدر ہے۔ یا میر جمع
 متکلم منصوب اسم سے ان کا۔ فاعل ماضی مطلق بھی بعد میوز جمع متکلم اس کا و حد کال ہے یہاں نامہ ہے یک تو
 میں، قصہ ہے فاعل۔ میر جمع متکلم ہے۔ لام جائزہ یعنی اب۔ یا معنویت کا سے ضمیر مجرور متعلق کا مرجع الذیل ہے
 جہد مجرور متعلق ہے کتا کا تبع اسم جمع مکسر ہے تابع جیسے صفت صاحب کی جیسے جہد کر کے اسے جہد بھی برآ
 مانے سے۔ بحالت نصب سے چونکہ جہدے یا حال ہے گنا کا فاعل۔ عطف سب کے لیے سہی و ب سے۔ عمل
 حرف سوال و متفہم۔ ہمیشہ جملہ مجربہ پر داخل ہوتا ہے سب مضارع پر داخل ہوتا ہے مستقبل کے لیے معنی رویتا
 ہے۔ ماضی پر بھی و ہم میرا اسم جہد اسم مشتق پر بھی آجاتا ہے۔ تصدیق بحالی کے نصب کے لیے آتا ہے۔ یعنی یہاں
 ہوگا۔ معروضہ بھی ملک تصدیق کے لیے تاسے مکرر وجہ سبب رہت ماضی سبب سے اس سے۔ عمل اور

مخلص رہا تو ایک دم سب مل کر پی بڑھ کر اور عالم بڑھتا سے نکل پڑیں گے یقیناً خدا سے تھکا
 خدا دل دے گا اور دل دے گی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے۔ کون تک کہتے۔ کسی کو تک کہتے۔ کون
 بھگت کر چھپ سکتے۔ ہر دامن پھاڑ کر۔ کتا سے سب ہی کو مار جو۔ سے اس حادثہ سے کسی کو مدد نہیں
 ہوگا یقینی ہونا ہوتا ہے کہ کوئی مٹنی مستقبل سے دکر کہ جانتے ہو رہا ہو گیا۔ سب یہاں غمناک ہیں سب
 تیر ہو جائیں گے۔ اور ایک کو اور کتنے سب کتاب موحیائے گا۔ ہر شخص سے متعلق یہود اور مسلمان
 تو تیرا کردار کی تسکین میں اور درود بہت پتہ ہر دوسرے کیس گئے۔ ان کو خدا دیکھے کہ کت سے تھکا
 اور تو مت میں یہ سب ہی صیغہ مست حال میں سے چہرے سے ہوں گے۔ ایک کے اعتبار سے یہ ورع اور
 یا معتقدین ہوں گے اور عزیز قابل بھروسے نور بھی رہی ہیں شامل ہوں گے۔ وہاں تو یہ ہے تو دل سرد
 سے ان کو دربار کے بارگاہ پر چھو گئے تھے سرداں سنگل التجا نہ دیکھا۔ نوکریوں کو یہ صیغہ بھی ان کی ہے
 کی حالت ایک حالت ہوں گے بلکہ یہ مدار غلطہ ان کے دیکھتے سے مرگیاں۔ یہ تو ان کی وقت ہوگا
 سب سے کفار و کفران کو ایک طرف۔ دیکھ کر کہ پیچھے چلائے ہوں گے اور سب کے کفار سے
 ہوں گے ایک توں ہتھ کر یہ کلام ان وقت ہوا کہ اب ہی ہیں جنہوں میں سے کفار ان کی صورت میں ہر
 حکمت رہتے ہوں گے۔ دریا ہی زیادہ مناسب ہے کہ اب ان کی کاتی مٹا رہے۔ ان کو اس سے
 جس کو اس سے ایسا ہتھ پتہ کہ ہمت رہی تھوڑی۔ نیوں سے کہ بہت نیپ کو بڑا سمجھا خودی اور کج
 و عداوت کو مت۔ وکی کا کہتی رہیں۔ مادہ نہ کی سب شہنشاہی۔ اور ہر گز یہ ہی تیار ہوا
 کہ ایسا میں کوئی کتا ہی ہوا تو وہ سب ایک ایک مقام تھے کہ یہاں سب کو ہوا۔ ان کی تھی تھی
 وہاں ہر ہونا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا
 متعلق کو سلطان کیس گئے کہ اسے صراحت دی گئی۔ ان کو مدد تھی۔ ان کی ہر ہونا ہوتا ہوتا
 تمہاری مانی تم نے ان سے روکا کہ تم نے تم نے۔ ان کی اور ان کی سب سے
 متعلق کیا ہونا رہے۔ تم نے کیا تھا۔ ان میں کو ہونا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا
 ہوں ان کو سب کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی
 انوں کو سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی
 انوں کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی
 انوں کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی
 انوں کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی سب سے ان کی اور ان کی

دو شہر افاندہ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں آسمان کی ہر چیز حادث نہایت حیوانات۔ حیات سرسبز
کی حکمت۔ تاثیر۔ اور مردہ تصانیات سے ہماری طرح واقف ہیں۔ یہ فائدہ لینی فرمانے سے حاصل ہوا۔ دنیا
کے عقلا حکیم و اکثر۔ فلاسفہ نامہ ان کثیر محنت کے آقا جن چیزوں کو معلوم کر رہے ہیں بجائے افسانے و سب
کہ جن لوگوں میں پختہ تہذیب تھیں۔ تیسرا افاندہ۔ قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ منہر ہوگا۔ کار کا بیکار۔
کہ کہے سرور بدلے میں اور محرموں کے مومنوں کے سرور بدلے۔ فائدہ۔ قنوت اور شفاعت دے رہے ہوں گے۔ یہ
فائدہ منان۔ مضبوطی۔ کہ پوری تفسیر بیان کرنے سے حاصل ہوا۔ کیونکہ منیب کھد لیمان کی شفاعت
دیجی کہی۔ پختہ سودوں سے بھی فائدہ کریں گے۔

احکام القرآن

ن آیات سے چند مسائل فقہی مستنبط ہوتے ہیں۔
پہلا مسئلہ۔ دنیا و دہل سے بے اعتناء رہنا۔ اگر یہ قانون شریعت۔ فقہی
مسلو و دروغ۔ دروغ۔ دروغ و عطل سب اس زندگی کے فرض و واجبات میں یہاں کے ہر عمل ہر
عقیدے سے اچھے بھلے کا ختم میں فائدہ و نقصان سے۔ مگر محنت میں کسی بھی عمل کا یہ فائدہ ہے۔ نقصان یہ مسئلہ
آخر کا فائدہ منان۔ مستنبط ہوا۔ دو شہر مسئلہ۔ دنیا میں مال والوں کا وسیلہ۔ طریقہ۔ اور سدا پیکر۔
ہر مسئلہ پر فرائض سے۔ اہل ہول و فاسقوں۔ بدکاروں۔ بد عیثوں۔ منافقوں۔ کاروں۔ ہر ہر مول سے دور بھاگنا
بند واجب ہے۔ یہ مسئلہ نہ گناہ نہ گناہ سے مستنبط ہوا۔ کہ بدوں کا ساتھ نہ دینا۔ ہلاکت اہانت میں بیکار۔
تیسرا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف بری اور قبیح بات منسوب کرنی حرام ہے۔ کیونکہ بے ادبی و رنجش
بے طریقہ گناہ ہے۔ یہ مسئلہ نہ گناہ نہ گناہ سے مستنبط ہوا۔ کہ گناہ نے آسمانی بھوت ہوتے ہوئے
عیسائیت میں پنے مریدین سے چھپا چھپاتے ہوئے کہ اگر ہم کو خدا نے ہدایت دی ہوئی تو ہم تم کو بھی دیتے ہیں۔
بڑھوٹ ہے کہ یہ کہ سب تعالیٰ نے انبیاء و کرم۔ اہل و اثر۔ قرآن و حدیث علیہ السلام کے ذریعے شریعت
درجہ معرفت حقیقت ہر طرح کی ہدایت بھی مگر ان محدود نظام سے خود ہی قبول نہ کی نہ کہے دی۔

اعترافات

یہاں چند اعترافات کئے جا سکتے ہیں۔
پہلا اعتراف۔ یہاں فرمایا۔ نہ تزلزل اللہ میں تھان دہن کی پیدائش کا ذکر
سے صحابی سے پہلے نبی میں کافروں کے حمل کے رکھ دے کہ وہ گناہ کا ذکر کرتے ہیں میں کوئی ربط کوئی جو کوئی تعلق نہیں
میں نہیں۔ مگر اکثر نگار بعد مٹی ہے۔ لہذا ثابت ہو کہ یہ کلام نہیں محمد صاحب نے اپنے پاس سے بنا
سے (گریہ پنہان) دوا خد سر سوتی اور ہم دہانے کے جھالی اور یہودی
جواب۔ سچا و سچ پر کاش میں اس طرح کے مفاد بہت سے اعترافات کرتا ہوں کہ کئے گئے ہیں۔ جس کے

میں ایسے غلط و عیسیٰ نہ کہ قبول کرے وہی مختلف منفہ شخصیتیں ہیں۔ اگر امت چاہے تو ان تمام واردات محوسہ کو ایک دم ختم کر کے ایک دم دوسری واردات کی ملوہ کری فرما دے کیونکہ جو خالق تعالیٰ جواہر خسہ فانیہ میں پیدا کرتے پر قادر مطلق ہے۔ اس کے یہی ولادت تعلقہ کو تبدیل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے۔ پس ماقبل پر وجہ ہے کہ ہر وقت اپنے سے ذرا ہے اس کی پناہ طلب گزارا ہے کہ وہ قمر و بلال اور کبریائی والہ ہے ویر زود حمینہ۔ سب کو ہی سی تھا کہ سر بلال پر ماضی دی ہے۔ خیال رہے کہ حاضری بارگاہ میں قسم کی ہے۔ فیروز موت رادی سے وہ سعادت نفس کے محاب سے نکل کر میلان قلب میں حاضر ہونا ہے۔ نمبر ۲۔

صوت جہانی سے یہی تیر کی پہلی بات۔ نمبر ۳۔ قیامت کبریٰ کی حاضری وہ نا کے حجاب سے نکل کر حقیقت صحت کی لٹاؤں میں پہنچتا ہے۔ پہل ماضی ہر متنی وسید کو دنیا میں ہی مفسر ہو جاتی ہے اور فیضی بتا دیتا ہے کہ بعد کس درجہ سے ہے۔ فَقَالَ اسْتَغْفِرُكَ رَبِّ اَنَا كُنَّا نَكْفُرُ بِكَ تَبَقًا وَهَلْ اسْتَرْعَنُونَ هَذَا مِنْ عَدَابِ اللَّهِ مَنْ شِئْتَ قَالُوا الْوَاقِدَ اَنَا اللَّهُ لَهْد بِنَاكُمْ سَوَاء عَلَيْنَا آخِرُهُمْ ام صَبَرْنَا مَا كَانَ مِنْ تَحِيَّتِهِمْ۔ حق بائینہ کہ رابطہ قلبی کے وقت پتہ لگا سے کہ حق کیا ہے اصل باطل کی اس وقت کوئی پناہ بننے کے لیے تیار نہیں۔ نفس مذہبی کی طرف توجہ باطنی ہوتی ہے وہ کسی سے التجا۔ لیکن ورودت فکر کے وقت وہ بھی ہلاکت میں پڑ جا جواب دیتا ہے کہ ہم نے تو رفیق الحق کو حاصل کیا نہ تمہارے۔ اب جو اعمال کر رہے تھے ال کا مدد تو مر رہے گا خواہ دروازہ گزین یا ممبر۔ اب پہلے عیبیہ بیاشی حل کتنی سے نہ سکوں ماسوق بہ توفیق محوک پراس کی انگ میں بھلتا ہی پڑے گا۔ اب مرشد برحق کی لگام میں حکماء ہی ہمارے۔ کوئی ذرا یا کیا نہیں ہے نجات کا آلہ احد وقت تو ہم نے خود ہی نتائج کر دیا۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ

”نولا سلطان جب کہ میسر کر دیا گی حباب گلاب کا۔ ریشہ اندر دھکے کیا تھاتے

۱۰۔ ٹیٹھان کے کاتب فیض احمد کے بیٹے نے تھوڑی دیر دیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَعَدْتُكُمْ فَأُخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي

اور جو دھرم میں لے گیا تھا تم سے تو خلاف کیا میں نے تم سے اور میں تم سے یہ ہے

دریں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا رو میں سے تم سے بھڑنا کیا اور میرے

عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْكُمْ فَاَسْتَجَبْتُمْ

پر تم کچھ روایتی ٹکڑے کر بلا یا میں نے تم کو تو اس میں م نے میری ۔ تو وہ طاقت راہ
تم پر کچھ تاہم یہ تھا کہ یہی کہ میں سے تم کو بلا یا تو تم نے میری ماں و باپ

لِيْ فَلَا تَلُوْصُوْنِيْ وَلَوْ مَّوَا اَنْفُسَكُمْ مَّا اَنْ اَبْصُرْ خِيَكُمْ

مجھ کو وہ طاقت کر تم اپنے آپ کو نہیں میں مشکل کہ تمہارا
مجھ پر ارم نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو میں تمہاری مراد کو پہنچ سکوں

وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِحِيْ ط اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُمْ

اور نہ تم کچھ مشکل کہ میرے پیش میں ہے نہ کہ کر دیا اس کا جو شریک تمہارا تھا تم سے
نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکوں جو پیسے تم نے مجھے شریک نہیں کیا تھا

مِنْ قَبْلُ ط اِنَّ الظَّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰

مجھ کو سے پہلے بیشک ظالم لوگ اپنے آپ کے سے عذاب دردناک
میں اس سے سخت چیزوں بیشک ظالم کے لیے دردناک عذاب ہے

تعلق ان آیت کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے بعد طرح تعلق ہے ۔

پہلا تعلق ۔ پہلی آیت میں ان باتوں کا ذکر ہوا جو قیامت میں کا ذکر ہوا اسے جنتوں سے نہیں کے
اب ان باتوں میں ان باتوں کا کہتے ہیں جہنم قیامت میں کا ذکر ہوا اسے جنتوں سے نہیں کے
کے گا ۔ دوسرا تعلق ۔ پہلی آیت میں دوسرے ٹکڑوں کا ذکر ہوا جو وہ ہے کا ذکر ہوا اسے جنتوں سے نہیں کے
نہیں ہے ۔ اب اس آیت میں کفار کے ان سلسلوں کا ذکر ہوا جن پر یہ لوگ جہنم کے گئے ہیں ۔
تیسرا تعلق ۔ پہلی آیت میں رب تعالیٰ کی ایک قسم کا ذکر ہوا کہ وہ مخلوق کے بقا اور فنا پر قادر ہے ۔ اب کفار
کی رہاں سبب تعالیٰ کے وعدے کی شان بیاں ہو رہی ہے ۔

معروف مثبت و حد متکلم باب نصر سے ہے۔ متکلم وہی تعلق ہے وگو تا قیل وادی سے بند ہے کسی داتا
 پر کارند کم غیر جمع ذکر حاضر مفعول بہ ہے و سوٹ کا۔ ف تفسیر جاترانی۔ مستفاد فعل ماضی مطلق مدور
 مثبت جمع ذکر حاضر۔ اتم غیر مستزید کا فاعل مرجع ورجی مسبب استقبال سے ہے مصدر۔ سنہ
 ماضی تھارہ یثبوٹ جوٹ سے مشتق ہے۔ یعنی حراب دیا۔ مان یں۔ توں کرنا دوست تدمی مرجع۔
 لام جانہ فعل کاتی صیر واحد متکلم۔ محرو مشتق سے۔ مستفاد کے۔ ف سیر تفسیر۔ یا کسی نی ظاہر مگر صیغہ تری ہے
 کہ ف۔ اتم ہے و تکتو مفعول فعل فی حاضر عرب باب نصر سے ہے۔ صیغہ جمع ذکر حاضر تکتو غیر مستزید کا ماضی
 ہے جس کا مرجع سب ماضی میں۔ لام سے بنا ہے یعنی۔ لام ماضی کا۔ الزم دین۔ مجرم شاک۔ بر صلاکت۔ گویاں
 دینا۔ یہاں ہر معنی دست ہے بی دون اقرار و عرب بچائے دل کی غیر متکلم۔ مسبب متعل۔ بقال و فعل
 کو بچانے کے یہی۔ فاعل و مفعول۔ صلی سے تکتو و پر تو مفعول فعل امر صیغہ جمع ذکر حاضر باب نصر سے
 اتم یعنی بر بھلاکتا وغیرہ سے مشتق ہے نفس۔ جمع مکتبہ نفس کی۔ سم تیکر رنوسے۔ خود۔ باب
 بنا آپ بحالت نصب مفعول ہے۔ کم غیر جمع ذکر بطے کا کید۔ مضاف الیہ ہے۔ ماضی کو احاطت ماضی کہتے ہیں
 ماضی تیکر کرتی ہے۔ ف حراب فی مثبتہ لین۔ نا صیر واحد متکلم ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 مستزید۔ باب افعال کا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر نزع سے نا ہے کسی حیوان۔ رنوسے۔ درم سے اب افعال میں
 سختی ہو۔ یعنی فریادیں ہونا۔ مشکل کشا ہونا۔ کایت جمع ہے۔ جانہ کی۔ وہ سے کم غیر مضاف الیہ بار و مجرور متعلق
 ہے رنوسے۔ فاعل و مفعول کے۔ اتم غیر ماضی ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 (فعل ناقص کے مثلاً۔ ماضی میں) اتم غیر ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 صیغہ واحد ماضی کیونکہ اس کا مسبب اتم غیر جمع سے۔ فی غیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ بار و مجرور متعلق
 فاعل و مفعول کے۔ اور۔ ماضی ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 ان الطالین لہم ہدایہ۔ ان حرف تخیل مبتدأ۔ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 فی ماضی مثبت مدور صیغہ واحد متکلم ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 داننا۔ انکار کرنا۔ رنوسے۔ یہاں تری ماضی میں ہے۔ باب جانہ ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 پوری عبارت مشتق ہے تکرار کے۔ تکرار فعل ماضی ماضی مدور مثبت صیغہ جمع ذکر حاضر اتم غیر مستزید کا
 کا مرجع وہی اہل جنم میں۔ وادانہ دون و قدر کے فعل کے یہی۔ ہوں و گاہ مکرر۔ کسر و طاعت۔ متکلم ہے۔
 ماضی میں۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب
 متعلق ہے تکرار کے۔ ان حرف تخیل۔ الف۔ ماضی متکلم صیغہ ماضی۔ باب جانہ رنوسے۔ باب جانہ رنوسے۔ باب

کسب حق۔ لہذا جاتا تو یہ نہ معلومیت کا غم میر تقی میر کا ناب۔ مجبور عقل۔ چاروں وجود عقل سے وسیع ہو جو را
 و اسٹ یا اسٹ کا دروہند امیر مکر خیر سے ان کی حدیث ہم معرکہ کن خون قلعہ کی ست لیتی راہ ب سے
 انہوں میں سے بحالت سن۔ نائب نال و نال سے پوشیدہ کا۔ انہوں نے صفت مشہور مرد بھنی نال سے۔
 انہوں سے ہاتھی کی کہ ایسے دلا۔ دوتک۔ ریل کرے دل۔ ریم لگے دلا۔ کات ریل کرے صفت
 سے ہاتھ کی

تفسیر عالم

دن بشیخو حد اقصیٰ انہ ذلہ وعدہ نہ۔ در۔ حقوق
 و عدل نہ ان خضر ذلہ کان فی حدیث من سندھ ان
 و عدل نہ ان خضر ذلہ کان فی حدیث من سندھ ان
 نیسے ہو لیکن گے گنگر تو غیب کر مہ کی باگہوں در ایوں کے آستوں کی طرف ہی تعاضل کے سے وہاں
 گے در تمام میں کر مہ دہاں ان گے مڈ شامت کیسے کئی کی تھامی کا شور و غلا وہاں گے طمان تعاضل
 بھرتے بھرتے آست۔ رات و نیم پر مہ مول کے پیاس قاتل ہوتے سے لیں خوشنویسٹوں کے کسب
 حوتیہ مول اور ان سے مست ہو جائیں گے پیاس۔ جن دریم کی بدگلوں مجدہ ریز ہوں گے۔ در تیس شامت
 منظور مہ کی کر دہوں کو ان شامت صفتی کے عدل تیسع نہ نہیں بن دیا جائے گا۔ یہ غفلت قلب مل و قار واد
 مہ غفلت غفلت یہ نہ شامت حافظ قاری چھوٹی اور ان کھوں شامت واس کر دہوں کو کھوٹیں گے یہ راکو یکو
 راکو بھی دل میں خوش کر لیں گے پیسے تو پتے سرور دل کے پیچھے بڑیں گے مہن عمر میں ہی یا حال کہیں گی۔
 ان سے جواب سہیں گے وہ پہلی نیت میں گریہاں دل سے مہ شکستے ہوئے بہت جسم پر ہیں گے انہیں گے کہ ایک ملک
 میں گے کی زنجیروں سے جکڑ پڑ سسک رہے۔ جسم میں سب سے پہلے بیس لایا جاتا۔ اور مہ یکسہ جسم
 کا ذلت کی کو گھسیٹتا جو جسم میں دور سے پھینک دیا گیا۔ ایک مہ درشتے کی طاقت نیستی سے کہ سترہ ہر جسم کی
 ہوں تو کہ کے مہ سے۔ فی ہر میں۔ جنت میں سب سے پہلے مہ ہر ہر گے جیسا کہ صحت معراج سے مدت ہو
 سے۔ جیسے جہنمی کا درجہ میں کو دیکھیں گے تو ان کو صحت علامت کہتے ہوئے کہیں گے کہ نہ تو بھاری تعاضل
 کر کہو کہ دنیا میں مہ سے نہ کسانا تم کو خوش کیا تھا۔ تو شیطاں جو نہا کہے گا۔ ان تہارتی یا شامت کر ملک مہ میں نو
 زنجیروں میں بند ہوں۔ جیسے جہنمی ان کو یہ اور بھلا کہیں گے تو ان زنجیروں کے ایک ٹیلو مہ پر پڑھ کر یہ خطاب
 کرے گا کہ سے اور جو۔ ایوں تم سے نہ قاتل سے کہو کہ سے کئے تھے جہنم نے بھی کہو کہ سے کئے تھے تو وہاں
 کہو کہ سے الکل رات کو یہاں۔ در تیس بھی رہی تھیں دیکھو یا کہ سب عالی کے مہ سے دسے پتے ناست
 ہو گئے دریم نے مہ سے دسے بھونے۔ اب تم ہی سے تھارو گے کہو کہ تھامی تھامی کیہ در کر مکتا ہوں۔ آج

تو میں تم سے زیادہ ذلیل اور کم مجھ سے زیادہ ذلیل۔ مگر اللہ کے دیباچوں میں میری شہادت کی حیثیت ہی کیا ہے۔ آج تو اللہ کے دیباچوں میں اپنی اپنی مثال آپ ہے۔ رہا یہ کہ تم نے میری ہمدردی دنیا میں کی تھی۔ مگر تمہاری طرف بدگمانی۔ یہی سبھی تھی میری کوئی عیبت طاقت قدرت حکومت تم پر مسلط نہ تھی۔ میں تم کو جبراً بکڑا ڈرانا تھا۔ تم نے خود دیا میں بھڑک کر دیکھ نکمہ تھا۔ میں تو خود تم سے چھپتا پھرتا تھا بھڑک کر تمہارے محافظ فرشتوں کا اور بیروں کیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ اس میں صرف تنازعہ تھا کہ تمہارے دوستوں میں سے دوستوں کے دوستوں میں تمہاری ہی شہادت تھی جس کے وسیعے میں تم کو بلایا۔ تمہارے میری دولت کو تنہا جلدی قتل کر دیا جس سے پیسے ہی پیدا نہیں تھے۔ تم کو تمہارے ہی من لوث و قطب پروردگار دامنہ معاف بل بیعت پکارا۔ تمہارے بیعت کے پچھلے ہی رہ گئے مگر تم تھے کہ ہر ادا و است کاں پلیٹ کر میری طرف میرے راستے پر روڑے ہی پٹ پٹ گئے۔ میں گرتا تھا۔ سب پر پند لگوں کے سیتے خرق ہو گیا تو بھڑک کر کیا اسلحہ۔ تم نے تو خود ہی اپنی طاقت زب کر لی لہذا تم کو معاف کر دیا۔ ہر برا بھلا۔ سو حد پتہ نہ پھر کر بھلا اور معاف نہیں کر دینے ہاتھ کاٹو۔ بنے بیٹے کو تو۔ تمہارے پھر ہر دور۔ یہ غیبت۔ آج وہ غیبت نہیں کہ اس کیسا صاف تھا جواب دہ نہ جاسکے گا۔ تمہارے بائیں ہم اپنے قرآن مجید کی عظمت پر کہ اُس نے ساری کائنات کو چمکے سے کیا صاف صاف اس کی ساری باتیں سب کو تاروں کوئی سب بھی۔ ہمیں تو کسی بدگمانی مفسر میں کلام رہا ہے اس کے ساتھ قالی نے میں دیکھ کر ماننے خود دنیا میں مشاہدے سے بھرے سے سب چنے ثبات ہو چکے۔ یہ عیبت نہیں کہ یہ ثابت ہو جائیں گے۔

نمبر ۱۔ عام رواج کا وہ مدرس تھا جس میں تم کو پرورش فرماؤں گا میرا ۲۔ میرے بی شہید نہیں گئے۔ میرا ۳۔ وہ صاحب حیا ہیں کہ انہوں کے خزانے سے کہ نہیں گئے۔ میرا ۴۔ خیا کا قرب سب صاف کا قرب وال سے دوری سے دوری ہوئی۔ میرا ۵۔ میرا کلام بھی نازل ہوگا۔ میرا ۶۔ میری طرف سے ہدایت و ایمان بھی نہ گئے۔ میرا ۷۔ میرا بی طمست سے نکالیں گے اور میں پوچھائیں گے۔ میرا ۸۔ میرے دل اور حمایت سب تک پہنچانے کے لیے تھے۔ میں گئے اور میری قوت کے مظہر ہوں گے۔ میرا ۹۔ شک کا وہ بھی تھے کہ وہ زبانی فتنہیں عزتیں بھی یہ دوسروں کی۔ میرا ۱۰۔ تاشکری کا صوبہ بھی نہ ہو تو کا اور ایسا یہ غیبت ذلت بھی ہے۔ ۱۱۔ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ لائیں یہ فقیر کو قطعی سجدہ حرام مجبوری سجدہ کفر سے۔ خود امداد خودی میں ہو یا خودی میں۔ میرا ۱۲۔ تسبیح نفسی ادا کر کے دشمن کیا جائے گا۔ میرا ۱۳۔ ایسا عظیم الشان اور اویا حاکم تبار خیر خود اویا دی کیا جائے گا۔ اللہ دوست دشمن کو پپی نہا۔ دوست کی مانگا دشمن کی نہ مانا۔ میرا ۱۴۔ تم کو دنیا میں بے خبر رکھا جائے گا شریعت حریت دنیا پر مشرک و ثوب سب کہ وہی حشرے دی جائے گی۔ میرا ۱۵۔ شریعت کے تمام قانون برحق سے حرم بھی بے حد بھی۔ عبادت بھی اس پر بھی نہیں بلکہ علی و اس کا میں مصیبت ہے۔ میرا ۱۶۔ اللہ

رسول کے علم سے واضح کرنے صدقہ حیرت سے میرے بوجھ ڈگے۔ نمبر ۱۰۔ کجی بجلی سے عجب دلائل۔ نمبر ۱۱۔ موت کے بعد دہائی۔ رنگی سوئی۔ نمبر ۱۲۔ قبر کا حساب مذاب ثواب بھی مر رہا ہوگا و قیامت کا حساب مذاب ثواب بھی مر رہا ہوگا کیونکہ یہ موت اور حیات دو رخِ برحق ہے۔ نمبر ۱۳۔ مومن مشقِ کفایت۔ فاسق فاجر کو سزا شامت درکار و دہائی جہنم نہ ملے گی یہ سب و سب قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ تیجان سے خود میرے اپنے معتقدوں کا سونے کا دوس۔ یہ کہنے وہ سب بھولے۔

۱۔ میرے حیات میں ہی میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ۲۔ ہی میں کی قدرتِ ممتد و ن کی برہانہ نمبر ۲۔ نبی ولی و ن کی وجہ سے رک کی عظمت اور نعمت حوالی شریک سے۔ نمبر ۳۔ نبی علی ولی کی ممتد کے دربار میں کوئی عزت و شرف نہیں مل سکتا جس ممتد و دن کو کوئی حیات کوئی قوت نہیں۔ نمبر ۴۔ حرم کچھ نہیں سب طلال سے سب کچھ کا کلمہ۔ نمبر ۵۔ ہمارے شہوتِ صلب بیکار ہونے کا اثر ہیں۔ نمبر ۶۔ قرآن کوئی مذاب ثواب نہیں۔ نمبر ۷۔ قیامت آن کی تین تین سو سو سے کا۔ ۸۔ رکوع صدقہ حیرت سے۔ ۹۔ عظیم بوجھ ڈگے۔ ۱۰۔ غیث کو میرے حیرت کو کھدو جانے ہے۔ میرا۔ حقایق جو سے غلط ہیں۔ نمبر ۱۱۔ سترہ رتی جاننے سے۔ نمبر ۱۲۔ طریقت و تقویٰ و طہارت سے۔ ۱۳۔ مومن دیوں کی حیات چہ خاص سے جائز ہیں۔ ۱۴۔ حرمین باریوں اور عجم کی نیلہ حرم سے۔ نمبر ۱۵۔ تربیت کی ممتد مالو۔ نمبر ۱۶۔ نام کوئی نہیں سب کچھ خود ہی بن بگڑا ہے۔ نمبر ۱۷۔ بس یہ دنیا کی زندگی ہی سے نہا خوب فنی شایقی کر رہا۔ پھر وقت باقی نہیں آئے گا۔ یہ میں شیطانی و دوسرے حواس نے اپنے جیوں کے دیئے سب کو سب اپنے پہنچائے۔ یہ ممتد میں انہی کا ذکر کر کے کہے گا میرے سب و دوسرے بھولے تھے و مجھ کو جہنم تھا کہ میں بھولنے و دوسرے کہ باہوں۔ تم نے اس وقت میری کیوں مانی؟ اللہ آج۔

ما ان منصرفکم دما انکم بمصروعی فی کفوت سنا انکم کتمون من مکرر
نقد عدب الیحد۔ میں تمہارا شکل کش حالت و اموال کا ہوں اور تم میرے حاجت و مشکل کا مہو کیے ہو یہ شان و اہم کے پیلوں کی سے۔ ۱۔ پھر وہ میں تم کو شرف نے صرف دوسرے دیئے تم کو یہ تو نہیں کہ تھا کہ کھ
و نہ تان کا شریک مالو۔ ۲۔ طرح کہ میری رہا کرنے ملک جاؤ جیسا کہ بعض جند و شیطان دیوتا کے پکاری
میں یا اس طرح کہ تان کی بات چھوڑ کر یہی بات اس دنیا حیرت سے ماننے ملک جاؤ جس طرح کہ تان کی بات ماننی
چاہیے۔ یہ بیوں و لیل کو حیرت کر مجھ کو حاجت و کھ لو یا یہ معنی ہے کہ دنیا میں میری وجہ سے تم نے بتوں وغیرہ
کا شرک کیا۔ میں تمہاری میں سب نکلتے سے اس وقت بھی رہی۔ تمہا مگر آج تو سخت میرا ہوں۔ ۳۔ صاف
مکر ہوں۔ ۴۔ تم سے سخت متفقہ ہوں۔ ۵۔ بیشک تم پر حال پر ظلم کرنے والے ہو۔ تم نے تو یہی چاہیں۔ ۶۔ کہ
کئے تھے جسے کو بات ایسی دکر سے تھے جو میری سوتی کچھ بھی زیادہ تھے تمہا سب کچھ فریب میری استاد میں

سے بڑھ گئے تھے۔ اور عاموں کے لیے مٹی بہ تکبر سے بڑا اور ایک مذہب سے۔ مفتیوں کی دہائیوں کی
کے کام میں اکثر گاہ کے کام مشکل میں گد کار و اسق آساں کام سے مرہوزت میں اور شکل کاموں کو خوشی
سے کر جاتے ہیں یہی جن مسلمانوں کی بہادت یا منت تمل سے مٹی کا نثار جو گدوں۔ مہوں کی ریاضتیں تک
دین وغیرہ سخت مشکل مگر شیطان کے بال میں جکڑے ہوئے مٹی کی وجہ سے مذہبیات سے روگردانی اور دوری۔
مال دن میں ڈوقہ میں کر سہد تک سے میں مصیبت بھٹ سے مگر مہتے کے یہ سفر وقت اور دولت و
کرت پر خوشی سے تیار ہوتا ہے۔ تحقیق دہائیوں میں کہ شیطان کے دھوسے دھوسے کے بہت دیتے ہیں بس
سے بڑھ رہے کہ میں۔ مٹی کا جہوٹا شیطان کہ جس کی نفس امارت کے و تحس پر مینہ کر نسب کی
مگ زبیر شور بلاتا ہے تو نسب نہ ان لوگوں کو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی جگہ مینے کی اعانت میں سے۔
دنیا کی توجہ دل کا اثر نفی دل پر دلد موتا سے ہیں کی بنا پر ساں اچھا بہ رہتا ہے۔

مید۔ محفل مجلس۔ نہ۔ کلام۔ یہ۔ کتاب۔ و۔ نحو۔ پڑی۔ صاف۔ میں۔ یہ۔ بہ۔ محنت۔ و۔ مشق۔ ص۔ ۵۔ س۔ واد۔ یہ۔
آور۔ سر۔ ٹی۔ نیہ۔ ۷۔ ہر۔ لہر۔ ۹۔ ہر۔ سب۔ توفیق۔ ۱۰۔ معظ۔ کلام۔ کے۔ پے۔ میا۔ بیہم۔ حد۔ کہ۔ مسوت۔ و۔ ہوا۔ محفل۔ مجلس۔
۱۱۔ ہوا۔ ہر۔ کو۔ یہ۔ افزا۔ کلام۔ کے۔ یہ۔ تا۔ یوں۔ کو۔ ہر۔ لہر۔ ۱۲۔ محنت۔ و۔ مشق۔ کے۔ یہ۔ ہی۔ ذات۔ کا۔ تعارف۔ کر۔ یا۔
محس۔ و۔ د۔ کے۔ یہ۔ بہت۔ ہی۔ کو۔ بھیجی۔ ۱۳۔ کے۔ یہ۔ توفیق۔ کلام۔ کا۔ حکم۔ دیا۔ ۱۴۔ کہتے۔ محس۔ یہ۔ ہوا۔ و۔ نور۔ کے۔ یہ۔
نہ۔ ۱۵۔ میں۔ آتش۔ محفل۔ ۱۶۔

ہاں، آپ کی مدد سے چہرہ بہت حاصل ہو سکے۔

فائدہ کے متعلق فائدہ۔ یہاں عشر میں کفار کو سب مامل یا بوں گے اور بنے گمراہ کر کے
 اوں کو بھی پہچانیں گے۔ یہاں تک کہ ایسے کہ پہچان میں گئے ملامت دیں صرف یہی نسبت یہاں گنہگار
 سب کا دل کی رسی سمیت یہ کوئی تو مومن کی تان تو اس سے نہیں مدت۔ لہذا مومن بھی سب کو پہچانتے
 ہوں گے۔ کفار صرف بنے پختے مل بھول جائیں گے۔ تو انہوں نے ان کی مدد دی میں کہنے سوں گے۔ کفار کے
 یہاں پہچانے کا صرف وہی میں تو ان سے روکا جائے کہ ان کے لئے کئے جیسے غروں کی دیکھ جعلی مٹائیں۔ یہاں
 و مدد دے گا۔ یہ وہاں وہاں یہاں متعین۔ بتوں کی میسٹ مدت تو اس ملک ہی یہاں میں۔
 دوسرے فی ثلث۔ جس دن اس سرکش فساد کو دست میں ڈال جائے گا۔ اگر یہ یہاں سے ہوئے ہیں مگر
 آگ کا مذہب ان کو سب سے کا۔ اسی طرح ہر حصہ ہو کسی کے گاہ سے خوش راضی حوالہ کو بھی مدد ہو
 کا گرجہ و خود گنہگار۔ وہاں میں اتنا سے کہ وہ لوگ حواسے، انہوں سے اپنی جہاد پر راضی سوں ہی
 سنہ میں ہی سا کی سار بھی اس جائیں گے۔ دیگر گھڑی کے مدد سے اس کے فائدہ۔ ان دنوں حکم۔

فرمان سے حاصل ہوا تیسرا فائدہ۔ تمام ایمان کا اصل یہاں رہا ہے۔ دیکھو شیطان اب جس بہنوت کے
 ملو وہ سب کچھ بننا تھا۔ توحید کا قائل جنت و درت قبر مقرر کا قائل۔ عذاب و ثواب پر ایمان تھا۔ صرف بہنوت
 پر ایمان تھا۔ سب کچھ ہو گیا۔ درجہ بنم میں ڈال دیا گیا۔

ان آیت کریمہ سے چند انقص مائل مشتبہ ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

اسلام افغان

پہلے مسئلہ۔ پہلے متعلق یہی بات کہنی یا تو گویا مردوں کا شکر و دل عینیت مند
تہ کھڑی نہ رہیں جو کہ میں نے یوں دیکھا تھا کہ ہر کسی کو اپنے قلب یا جملہ وفاء جو ہی نہیں ہو
وہ رہتا کہنی کہنا یا لکھ جا رہیں کہ یہ مستحق نہیں رہے اس لئے ہے یہ سند معصومان کی تعمیر سے مستبعد ہو کر شیطان کی دست
دن سے پر اثر اور حراشی اور درحالات سے منکر ہوگا۔ حالانکہ تیسٹان کی مٹی ہی حرکتوں اور پسندیدگیوں نے اس کو جسم
میں ڈالا ہوگا۔ لہذا جو یہ خود کو محسوس کرتے ہیں یا غور کو سید یا شاہانی کے سے خوش مراد باطل تحفہ ملایا
اس لئے یہ اپنے آپ کو مفتی وغیرہ سمجھنے والے نہ ہوتے بلکہ ان کے نام سے سوچ لیں۔ اسی زمانے
میں یہ چیزیں فیشن بن چکی ہیں۔ ہم کہتے ہیں پڑھے مولے مگر خود کو ڈاکٹر۔ جج۔ اور کشمر۔ میں اپنی وجہ وہ ہیں کہ اور
کہہ سکتے ہیں کہ یہ کسی سے حکومت صحت مزاجیتی ہے تو اسلامی خدمات بھی قابل کے لیے استعمال کرنا حرم
نہ دو اسلام مسئلہ۔ دیوبندی زہد کی میں ایسے کام نہ جو قرآن و حدیث کی رو سے قابل ملامت ہوں حرام ہے۔ کل
قیامت میں ایسے کاموں سے بڑی سخت درد سوائی ہوگی۔ بلند موجودہ زمانے میں ملائقہ فرقہ گرام سے۔ ملکات
بھی جماعت کی بنا پر کمزور پیٹے جاتے ہیں۔ گویا کہ برقی ملامت حرم ہے دیوبندی ملامت جائز ہے یہ مسئلہ
مداحوں کوئی رائے سے مستبعد ہو جسٹم میں کفار و شیطان کی ایک دوسرے کو ملامت ہی دینی مد علی کی بنا پر
ہوگی۔

یہاں چہ عترانی کئے جاسکتے ہیں۔

اعترافات

اعترافات پہلا اعتراف۔ تین دن کے دو ٹوٹے نفس کو دہوی گناہوں پر اپنے آپ
ملامت کرو۔ اس سے شامت جو کہ بندہ پسے صل کا خود خالق ہے۔ نہ کہ بدی تعالیٰ گرد ب تعالیٰ خالق گناہ ہوتا
تو شیطان کہہ تاکہ لا تُؤْمِنُ وَلَا نُفْسُکُمْ مَعْرُوفٌ (فرقہ)

حاجب - منسوب سے اکثر خوب دیکھے میں نہیں۔ یہ شیطان کا کام ہے کہ اسے دلیل پکڑے، بھی تیسرا ہے۔

نمبر ۲۔ مسک مسکت ہے کہ وہی گدوب تعالیٰ ہے مگر کاسب گناہ بہہ ہے۔ اور طاعت و عبادت کسب پر سے کہ خلق پر۔ ہر جواب زیادہ مضبوط ہے۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں فریاد کیا و قَالَ سَيُفَكُّ قَالَ فَصَلِّ مَا تَشَاءُ ہے تو گدے کی خبر دیتا ہے حالانکہ یہ قول نوحیت میں ہوگا۔ جواب۔ جو کاش مشہور قاعدہ دیکھتے کہ حمل کوئی

یہ شان و ترقیہ موجود ہو جو فعل کو تباہی و غلہ و شہدہ دینے سے پہلے تو وہاں مصادر کی جگہ ماضی و ماضی کی جگہ مصادر متوال کر جائز ہے وہاں استقام کا فائدہ یقین دلاتا ہے۔ ماضی کی جگہ مصادر ہونا بہت نا سے کہ یہ گزشتہ کا تباہی یقینی ہے کہ گویا بھی ہو رہا ہے۔ وہ مصادر مستقبل کی جگہ ماضی ہوتا ہے کہ یہ کام جو نہ ہوگا ماضی یقینی ہے گویا ہو ہی گیا۔ یہاں لٹ مشبہ "اندر" وہ قرینہ سے جو قال ماضی سے ماضی کا اعتبار کے مستقبل کو ثابت کیا ہے۔ لہذا، لکل درست ہے۔ شہدہ ماضی دور ہو گیا و یقین کا فائدہ بھی ہو گیا

یہ ستر اعتراض۔ شیطان سے کہنا، شہدہ لٹ مشبہ، یہاں تباہی کی شہدہ سے ماضی ماضی حتم۔ مجھے یہ۔ شیطان کہ تو کوئی نہیں ہے۔ ماضی شیطان کو بہر سمجھتے ہیں۔ یہ بات کہہ کر درست ہوئی۔ جواب۔ اس کے جواب میں۔ یہاں کہہ رہے ہیں کہ ایک فرقہ تنوہی شیطان میں کو مہر کہتا ہے۔ دوسرے جواب یہ کہ، شرک یعنی خدا تعالیٰ کے مقابل کسی کی بات ماضی۔ اس فقرے سے اندر رسول کا ہر افعال مذکور است و صریح در سلام کا مخالف شیطان کا ہر جاری سے جو تھا اعتراض۔ شیطان نے یہ کیوں کہا کہ بھوکہ ملامت مست کرد۔ حالانکہ اس کے سب کام لائق ملامت و قابل عتاب ہے۔

جواب۔ اس لیے کہ تم اپنے فعل پر محو کو ملامت نہیں کر سکتے تم نے جو بدگلی کی اپنی خوشی سے کی رہی میری بات تو میں خود اپنے کو ملامت کروں گا یا ملاکہ کی طرف سے یا اس کی طرف سے یا مومنین کی طرف سے مجھ پر ملامت نہ پہنچا سکتے گی۔ وہ عذاب تو ہی گیا۔ تم بھی دیکھو سے جو۔ عذاب۔ ایک دفعہ بکول قطع قسم میں مرزوق نہ سے وہابیوں کو کسی امت پر شکست دیدی تھی کہ تم ہم سے مرزوق کی توبہ پر مرزوق ہیں کر سکتے کیونکہ تمہارا قاسم، اور تو ہنہ خود ختم، موت کا سہارہ ہے ہاں ہم سے ماضی صرف یہ ماضی کر سکتے ہیں یا شہدہ ہو۔

تفسیر صوفیانہ
ذَاقَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قَضَىٰ الظَّالِمَاتِ ۖ إِنَّهُ وَعَدَكُمْ دُونَ مَا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۚ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفُسَکُمْ ۚ ہر وہ نفسانی جب در دایت مقید کا فیصلہ سنایا گیا۔ بیشک امت کا نجات نے تہر و تہال کے جوہر سے اس کے وہاں کل برحق ہیں اور اس کے مقابل جو شکریہ و مدد سے میں نے کئے تو سب غلط تھے بعض ظاہری دکھاو دہو کہ اور فریب تھا میں باطل میرے سب کام باطل ہوا میں کہ زہد و سادگی نہیں ہوتی اسے اعفاء و قاصد تم پر میرے کہ زہد تھا صرف غیر مرنی و سوسہ و سوسہ و سوسہ ہدایت سے ہٹ جانے کا مشورہ باطنی ہی تھا جس کو تم نے قبول کریں۔ اب عروہی کے جسم میں ضرورت تہر کے وقت مجھ کو را کہہ کر سب فی سنیہ و مستیاں تہدی ہی میں میرے تو صرف مہاندہ و مہاندہ اور تمہارے حصوں نے خود تم کو عروہی کے پتھر میں یمن یا اللہ انہی کی مذمت کردہ اور اب ملامت سے بھی کہہ

وَأَدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ

وہ داخل کری دیے گئے وہ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے، ان میں

وہ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے وہ جہنم میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ

جاری ہیں سے بہے جن کے نیچے وہاں نہریں بہتی ہیں۔ وہاں سے ان کے

داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے وہاں نہریں بہتی ہیں۔ وہاں سے ان کے

رَبِّهِمْ تَحِيَّةٌ لَهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۖ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

انہیں کی طرف سلامتی ان کی میں ان سلام کرنا ہے۔ کیا تم نے نہ دیکھا

انہیں ان کے لئے وقت کا کرنا سلام ہے کیا تم نے نہ دیکھا

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

کیسی بیان فرمائی اللہ نے مثال کلام پاکہ کی

شہ نے کیسی مثال مبارک فرمائی پاکہ باتوں

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفُرُوعُهَا فِي السَّمَاءِ ۚ تُؤْتِي

جیسے کہ درخت اچھا جس کی تنہا درخت میں اس کی آسمان

جیسے پاکہ درخت جس کی جو قائم وہ تا میں آسمان میں درخت یہاں

أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۖ وَيَضْرِبُ اللَّهُ

پہل اپنے مردانہ سے جہالت سب کی نیچے وہ بیان فرماتا ہے

دینا ہے اپنے سب کے علم سے اور شر لوگوں کے سے

قابل سے۔ دوڑ مڑ۔ ٹوٹا ٹوٹا۔ معنی شست معروف مصدر جمع مانع ضمیر جمع مکرر مستعمل کا مل ہے۔
 لف لام۔ استراحتی حرفی یا کسی کسی الدنی صحت جمع نونٹ سالم و مدر سے ضایعہ معنی درستی دے کہ
 یکن۔ یہ سب جسے نیلے لطف مصدر کے جسے سوئے لیں کے اور نسبت ہم جمع نونٹ سالم و مدر سے
 جتہ۔ یعنی چھپا ہوا یا چار دہائی وغیرہ میں۔ یہی بت نصب میں الہم بر سر آتا ہے۔ معنوں نہایت ازل کا۔
 موصوف سے۔ تجزی فعل مضارع معنی حال معروف صیغہ و مدر نونٹ جزی سے نامے معنی بہا۔ من عازد بینہ
 تختت جمع و ت سے۔ خوب سے مگر توی ہی دور بریر۔ پیش نہیں سکتی یا منید و مدر نونٹ نائب
 محو و مشعل جاد و محو و مشعل سے تحوی کے "نقد" لف لام عہد ذی شعلہ جمع مکنت سے غلہ ۲۴ معنی بہت جوانی۔
 حاصل نہ اس مگر کام سے دل پہنچنے کے یہ نیا جانے بلکہ مجزائل میں ہستے دلی کو بھی نہر کھیرا عادت ہے۔ گویا
 سبب و کر منصب مردیگی۔ بحالت رخ سے۔ قابل ہے تجرئی کا۔ شاید بن ہم قابل سے اب نصر کا
 میز جمع مکرر۔ و حدت حاند۔ "ند" سے نامے معنی عیدہ ما۔ فی جائزہ ظریف صبر و مدر نونٹ نائب
 کام جمع جنت بہت۔ کہو کہ یہ روی العقول جمع کیسے و مدر نونٹ کی میانی بت۔ اب عازد معنی نفع (ساتھ) آپ
 ام معروف و۔ یعنی۔ مثبت چامت۔ پسہ حکم۔ اور دو۔ جارت۔ یہاں ہر معنی مناسب جت۔ مجرور سے ب
 جان سے متعلق دوم ہے حالد فی کا۔ متعلق ذل مناسب ہے۔ مناسب سے ذلت ل کامعاب یرتے و معاب
 سے ماعدہ مضمین جمع مکرر محو و مشعل کا۔ تختت۔ ہم مصدر حاصل مصدر ہے۔ اب نقد" سے سے و اصل تھا
 تختی۔ "حق" سے سکتے سے۔ معنی زندگی کا۔ رہن دین۔ رہد و رہا۔ وہی تک بد معنی موید تودہ۔ ہی ہی
 لام کہہ کرک صمدیہ سے مدد۔ یہی سے ہے حیوۃ بھی زندہ گی۔ یہاں ہم جامد سے معنی رہن سلاستی و دعا۔
 قائم معاد سوامت۔ یا معنی مہلک ہادی۔ بحالت رخ جتہ ہے۔ ضم ضمیر جمع مکرر محو و مشعل اس مصدر کا مل
 معناف ایرت گز اس کا سلام و مام و جو و گر مہلک ہادی مام و و گر دستوں کی تختت۔ اوں تو معز
 منید معول معناف یر۔ مرجع اس لوگ میں۔ فی جائزہ ظریف صبر و مدر نونٹ نائب جتہ ہے۔ جاد و محو و
 متعلق سے تختت مصدر کا۔ نعم ہم مفرد کی نکرہ۔ یا صفت مبتدئ ہے کلم سے سب سے معنی حاسری یا معنی اکثر
 بر نیوں سے بجا۔ ہیا موار ہنا۔ یہ بھی دعا یرتہ ہے بحالت رخ ہے کہ کہ خبر سے متذاک۔ لہذا مدی کیف
 خسر ب اللہ متذکرة طیبہ کستغفرہ طیبہ خصلہ کثرت و مدر فی کثرت استفادہ قرری کہیت۔ لہذا
 فعل نفی جہد ہم مضارع معروف معنی مطلق اختیار۔ میں و مدر مکرر حاضر صبر و مدر نام کا۔ معنی یا ہی کر فہم
 سل شرعاً علی یرد ہم میں یا عام شان یا مسلمان۔ باب صرٹ سے ہے۔ رنٹی۔ مہور معنی و۔ نقص بن سے
 بنامے معنی۔ عور کلا۔ تذکرنا۔ سمجنا۔ ایکھا۔ تذکرنا۔ یہاں رسمی مناسب سے کیف یہ ہم سلی نہ عتب

جی غیر مُسَمَّنٌ ہوا، محبت میں سے بہہ کیف کی تیس حالتیں ہیں۔ نمبر ۱۔ قرب زمانی۔ نمبر ۲۔ قرب مکانی۔
نمبر ۳۔ قرب محاری۔ یہاں ہی حالت میں بہہ قرب ہے مگر کالہر بحالت نصب۔ ضرب فعل ماضی
مردف میثاق واحد مکرر غائب فاعل ضم ظاہر نشاء۔ یہ ضرب سے نصب ہے۔ یعنی۔ دنا۔ یہاں کنا۔ یہاں ملو ہے
یہاں کنا۔ مثلاً۔ اسم تہیسی ہے۔ اوکھی بیروں کی تیسرے کیسے بحالت نصب ہے مفعول بہ ہے ضرب کا۔ مثلاً
مُزَبَّہً کا مہمۃ اسم مفرد مؤنث واصل ہے مگر تیسرے تریس کی۔ کلم سے بنا ہے یعنی زخم لگا۔ یہ
کنا کوئی ماضی کام کنا۔ کلمۃ مکرر ہے کلمۃ الامام باکرم۔ و کلمۃ مؤنث کی جیسے کلمات یہاں کلمۃ
سے مرد قول الہی یا یصلو للہ۔ بحالت نصب ہے بل تاہی ہے طیبۃ تفسیر کے یہ شعر فرم فرم
نکلی ہی لب فر۔ موصوف ہے طیبۃ صفت کا۔ اس کی جیسے مؤنث سالمہ ہے شجرات۔ مذکر ہے شجر مکرر
جیسے شجرات۔ شجر سے شجرات سے معنی گنار درخت۔ لہذا فیہ۔ لڑیوں وں حیر۔ ای مٹی میں سلسلہ نسب شریعت
دریخت کو شجر کہتے ہیں۔ یہاں مرد مکرر درخت ہے یہ مرکب ترکیبی جار و مجرور ہو کر متعلق ضرب کا۔ مثل۔ ہم مرد
مرد محبت۔ رخ بتدلیے۔ تریس سے مانع اضافت ہے اس کی جیسے اصول۔ صل کا معنی جود۔ قاصد۔ مابطہ۔
یہاں مٹی جڑ ہے۔ حاضیر معاف یہ ہے لہذا مجرور متعلق ہے۔ ثابت۔ ہم فاعل۔ واحد مکرر کا میثاق باب لغز سے
سے شجرات سے متعلق ہے یعنی۔ قائم رہنے والا۔ موجود ہونا۔ ظاہر ہونا۔ یہاں پسے مٹی مردوں۔ داؤ۔ ماضی اسر قلہ۔
فرغ۔ ہم مفرد مرد اس کی جیسے فرغ۔ فرغ کا لغوی ترجمہ ہے ہر چیز کا دیر والا ہر ہی لغت جو صل سے بند
سو۔ سرور کو بھی فرغ کہتے ہیں۔ ولاد کو فرغ اسی مٹی سے کہتے ہیں کہ ماں باپ دنیا سے چھپ جاتے ہیں۔ اہل نسل
باقی و ظاہر رہتی ہے۔ یہاں مرد ہے درخت کی شاخیں یہ وہ جہنی ہے جو سب شاعری کو شہ مل ہوتی یا مرد ہے
درخت کا تن جو وہ رہی ہوتا ہے۔ تہہ فرغ واحد چلتی ہے یعنی ایک فرغ۔ بحالت نصب ہے بتدلیے تریس سے
مانع صاف ہے حاضیر واحد مؤنث غائب کی طرف۔ بنی جازہ لفظ التاء۔ الف لام علیہ ذمہ معنی تاء۔ ہم مفرد
مرد با نام۔ مؤنث سے بنا ہے بھی مادی۔ شمال۔ یہاں مرد کامیاب حقیقی ہے۔ جد و جہرہ متعلق ہے موجود
یہ فرغ پوسیدہ اسم صوفی کے درود جو ہمیر ہو کر۔ ہنر سے مکرر فرغ کی۔ کوئی۔ کلمۃ حق حنیہ باؤں
تھا و بضرک۔ تہہ راضی متا میں معلوم بتدلیے کنون۔ و مشدق کلمۃ حنیہ کثرت حنیہ
نجمت من قوتی ارض ماہا من قوتی۔ فعل مضارع معروض مد واحد مؤنث غائب باب
افس سے۔ اس کا مصدر استیت۔ فی سے متعلق ہے۔ یعنی آنا۔ لانا۔ دینا۔ یہاں ملو ہے دنیا۔ جی میر
مرد کا مسخر ال کا قابل ہے اس کا مزج سحرۃ حنیہ ہے کلمۃ ہم حاصل مصدر یعنی خوراک مثلاً طعام۔
مرد میں مل بحالت فتوح ہے معوں یہ ہے۔ حاضیر مد مؤنث مجرور متعلق یہ مرکب اضافی نفس سے۔ کلمۃ ہم تاکید

یہ ایک فقرہ ظرف ہے تو لی کا۔ معاف ہے جنبہ جبین۔ ہم معذور ملک عرب۔ ہم دشمن۔ جب معاف ہو تو
 فقرہ پر مبنی ہو تا ہے۔ ال کی جمع خیال۔ بھی۔ مطلق وقت۔ مل وقت۔ ساعت۔ یہاں مطلق وقت ہے یعنی
 وقت۔ جس کے کا معنی مل ہے یہی مرسل۔ ب جلد بھی۔ دن ہم معذور یعنی اجازت معاف ہے رب ہم
 معذور معافی ہم سے۔ خاص میر کا۔ معنی شیعہ حنیفہ و از مرسل۔ یضرب۔ فعل مضارع معروف واحد مذکر نائب مفعول
 سے ماہی بھی بیان کیا۔ انشؤ معذور مذکر کائنات۔ فاعل سے قائل سے۔ الف نام استعراقی مثل جمع ہے مثل کی
 معنی تفسیر کا وقت۔ بحالت حسب سے مفعول یہ ہے۔ ہم جلد معنی جلد۔ ث من الف نام استعراقی کائنات
 ہم معذور معذور سے۔ معنی سب ان دل کو تامل سے۔ و مدح مکتبہ نوٹ پر بڑھا۔ ماقبل۔ غیر ماکل بسب
 کو۔ نوٹ سے مشتق ہے۔ معنی بھوٹا۔ محبت کیا۔ کی کی تفسیر ہو یہ ہے۔ معنی تفسیر شد گذر و فعل مضارع معان
 معذور جمع مذکر نائب۔ ہا فعل سے ہے۔ و ذکر سے مشتق ہے۔ معنی یاد کرنا۔ نصیحت پکڑنا۔ چرچہ کرنا۔ داؤد عالم
 معاف سے کتبہ و نوٹ پر تفسیر معنی ہے شیعہ حنیفہ کی و یضرب علیہما جملہ غیر معذور
 سے۔ مثل۔ ہم معذور جہاں کسی سے۔ بحالت رفیع جہاں ہے۔ تامل سے مانا انت ہے کلمہ۔ نوٹ فعلی ہے
 بحال ہر معاف رہے مثل کا۔ معنی ہے ماہد کا۔ حنیفہ ہم نوٹ و معنی ال کی جمع ہے حنیفہ
 کی کاہن کے حنیفہ۔ مکتبہ جمع ہے حنیفہ۔ معنی ہمارے حنیفہ۔ حنیفہ حنیفہ۔ حنیفہ سے مشتق ہے
 معنی۔ کمزور سے فائدہ۔ بے پل۔ ہانچ۔ حراب۔ گندہ۔ ناپاک۔ بد عیقا۔ بے ویل۔ بد دیانت۔ لگہ۔ نقصان دہ۔
 یہاں ماہد کو دینے پل سے۔ بحال کتبہ ہے معنی کلمہ کی۔ ک حریف حنیفہ۔ معنی ہے ہم معنی مثل کتبہ
 کتبہ حنیفہ حنیفہ۔ ال بھی ایسی ہے۔ شیعہ ہم معذور مذکر معروف بہ حنیفہ معنی ہے۔ یہ مرکب تو معنی
 معذور سے ماہد لے کا۔ و مدح و مجرور متعلق سے یکتا فعل پوشیدہ کا۔ و مدح علیہ تامل ہو کر خبر ہے۔ ہند کی کنوین
 کی حنیفہ سے۔ حنیفہ فعل ماضی ماضی بھول شیت میز واحد موزن نائب۔ اب انقل سے است معذور ہے
 انجمنات۔ حقیقت معاف مثل سے بنا ہے بھی۔ جس کے کلمہ ہند تامل کا۔ زمین کے ساتھ ماہد تاملان۔ یہاں
 یہی آری معنی ماہد ہے۔ من مدح و معنی ب جہاں یا اپنے ہی شد لذت کے معنی میں ہے۔ فرق ہم طرف عرب
 ہے کہ نہ معاف یہ نام موجود ہے بحال ہر سے من جہاں سے۔ طرف مکانی ہے اور ہمد۔ الف نام جنسی
 ہمد ہم معذور معنی بالام یعنی سب زمیں۔ بحال ہے معاف یہ جہاں کی۔ یہ مرکب اعنانی جہاں مجرور
 ہو کر متعلق حنیفہ کا ال کا۔ ث فاعل ماضی غیر مستتر کا مرجع شیعہ حنیفہ ہے۔ و ذال حال ہے۔ ماہد عالم
 کا۔ ماہد ہند معنی تھا۔ ہم جہاں ہند معنی حنیفہ۔ متعلق۔ متعلق۔ ہند پوشیدہ و مدح و مجرور
 مرکب ہم سے ماہد معنی ماہد و ہمد معذور کو۔ و ذل تامل معنی معذور سے۔ ہمد یہاں معنی معنی میں۔ ی۔

نہیں دیکھ کر ہندو کس کس پید سے مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ طیبہ کی مفسرین سے فرمایا کہ طیبہ میں سات قیل میں
یا اس سے مراد کہ قیل لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے یا اس سے مراد قرآن مجید سے یا اس سے مراد اسلام سے یا سیرت
یا سیرت النبیؐ سے علی شریعتہ وسلم یا مردودہ مومن مگر عرفا فرماتے ہیں اس سے مردود ذات مصطفیٰ ہے۔ اور سیرت مصطفیٰ
کے چندہ اسباق ہیں اس لیے ہمدہ کامل کی چندہ علامتیں ہیں۔

نمبر ۱۔ علم میں مصروفی۔ نمبر ۲۔ طبیعت میں خوشگواہی۔ نمبر ۳۔ سیرت و عادت میں پاکیزگی۔ نمبر ۴۔ فکر کی بھری
نمبر ۵۔ روح میں سادگی۔ نمبر ۶۔ اخلاق میں طہارت۔ نمبر ۷۔ جسم میں پاکیزگی۔ نمبر ۸۔ معاشرت میں صلہ و انصاف۔
نمبر ۹۔ معاملات میں حسن سلوک۔ نمبر ۱۰۔ سیاست میں دیانت۔ نمبر ۱۱۔ قال میں عزت۔ نمبر ۱۲۔ قلب میں
صفہ۔ نمبر ۱۳۔ مزاج میں ذوق۔ نمبر ۱۴۔ عبادت میں غور۔ نمبر ۱۵۔ ظاہر و باطن میں عشق۔ یہی وہ کلمہ ہے جس کی
مثال سے درخت کی ہے جو غیب یعنی مسوٹا بیٹھے پھلوں والا خوشبودار امیندہ ہر بھر اگنا۔ گہرا ہے اُس کی بڑھات
یعنی نیچے زمین کی گہرائیوں تک جس کو کوئی طاقت کوئی طرفان نہ بلا سکے اللہ اُس کی تائیں آسمانوں میں پہنچی ہوئی۔
پتہ پھل بر موم میں ہر آن ہر زمانہ ہر گھڑی۔ مردوت و تلبے۔ اپنے پروردگار کے حکم اور حالت سے۔ سیرت
والہ پاک احمد مصطفیٰ کا مکمل نقشہ کھینچا گیا ہے مومن کی یہ زندگی ہے۔ نہ بد نہ بوی شجر طیب ہے روح اولیاء اللہ
اُس کی شاخیں میں پھول، عادت مبارکہ میں پھل، آیت قرآنہ میں اور اُس کی جڑیں میں۔ مومن تکسب سہنی ہوئی میں
نیفین اولیاء طاعت کے ہیں۔ اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ میں کہتے کہ ایک منٹ سے در زیادہ سے زیادہ چھ ۱۰
ہے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اقامتی اللہ میرے دہم نے صحابہ سے پوچھا تھا وہ
شجر طیب سے کون درخت مراد ہے کسی نے کہا کہ کسی نے کہا میرے دل میں یا کہ دو کھجور کا درخت ہے مگر میں بھی
کیا پھر جواب نہ سکا یہ میرا ہے اقامتی اللہ علیہ دہم نے خود فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے بعد میں مجھ کو اپنے
بوسے پر فخری بھی ہوا میں اپنے والدہ پاک حضرت عمرؓ سے یہ بیان کیا تو اپنے فرمایا کہ اگر تم اُس وقت بیان کر
دیتے تو مجھ کو صدف دہم سے زیادہ خوشی ہوئی۔ یہ عجیب حکمت کی مثالیں ہیں جس کو اللہ قد تعالیٰ بیان
فرماتا ہے۔ اپنے پاکیزہ عقل و دماغ دے متدین مومن دالے انسانوں کے لیے تاکہ طبیعت و بھداری حاصل کریں۔
ایک قول ہے کہ شجر طیب سے مرد مہنتی درخت ہے۔ وَتَدُّنُ کَلِمَۃً حَیْثُ شَہِدَ کَسَ جَرۃً خَدِیْثَۃً جَسَدَ
مَنْ قُوٰی زُرَّضَ مَا لَهَا صُنَّ قَسْرَ۔ جس طرح کہ طیبہ ایمان و عرفان کی وہ شجر طیبہ مومن و عارف
کی مثال ہے اس طرح کہ کفر و کفر کی مثال فرمائی جا رہی کہ غیث اللہ پاک بات کی مشابہت اس کمرور پر کار سے
پھل۔ کمرور سے کیسے بد بردار و درخت کی طرح سے جو اکھاڑ پھینکا گیا جو زمین کے اوپر سے۔ یا اس سے کہ اُس کی
جڑ اتنی چھوٹی تھی کہ درخت کا لہجہ نہ سہا سکے اور درخت اکھاڑ کر خود گر گیا۔ یا اس سے کہ موائے اعیانہ کر چھینکا

دیا یا اس لیے کہ اس کے حق نے اس کو درویش کا رنگ لگا دیا اور اسے کو کھینچ لیا۔ یہاں جب زمین پر رونا
 رہا صاف دیکھا کہ اس کو میں براں بلکہ کوئی ٹھیکے سے نہ دے گا باوجود اس باروں کی ٹھوکروں سے نہ جانے
 کتاب کہاں رو رہا جائے گا۔ اس کے لیے کہیں قرار نہ ہوگا شجر غیث کے پاس سے میں محبتیں کے دل ذلیل ہیں۔
 نمبر ۱۔ مٹھا کے کا قول سے کثرت و غور۔ مرد ست۔ نمبر ۲۔ زبانتے میں ہنس مزاح ہے۔ نمبر ۳۔ اکثر کا قول سے
 متعدد تبصرہ۔ مرد ست۔ نمبر ۴۔ مرگشتے والا درخت۔ نمبر ۵۔ پانی کے دیر کا پانی۔ نمبر ۶۔ یہ معیہ۔ رسائی و رسد
 جد چھٹی والی سمیہ پود۔ نمبر ۷۔ بے پھول پھل کا بہ درخت۔ نمبر ۸۔ جھڑی۔ نمبر ۹۔ دودھ لک۔ نمبر ۱۰۔ کوئی اور
 بن جس فرستے زمین پر پیدا ہی نہیں ہو۔ یہی طرح مومن شجرہ طیبہ ہے کامر شجر غیث عام حاصل شجر طیب
 ہے بے مل ۲۔ بل شجر غیث عشق و ما شجر غیث ہے نکتہ میں شجر غیث۔ گاہ مٹھنے سے نہ رہے وہ شجر
 غیث ہے۔ یہاں سے تا کی گاہ کہ اس سے گر جانے والی شجر غیث ہے۔

ہاتھ کے گائیے مست تک صد کی تم

زجس کو توے طلبے گر لکے چٹک دیا

جو رنی پر قائم ہواں شجر حیرت بن گیا جو وہ ہو یہ قرار ہوا۔

خوگر کی کھات پھر وگے لوگے در پر زمر

قاظر تو اسے رضا اقل گیا آخر نہ گیا

ان آیات سے چہ فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

یہ مسئلہ فائدہ۔ کاروں کی زبان پہلے عربی موں کافی دن بعد میں۔ دل دی جانے گی اور گروں
 کنوں جنوں جیسی ہو جائے گی جیسا کہ پہلے یہاں ہوا اگر حقیقتوں کی زبان قبر سے بدر بادلک عربی ہی رہے
 گی۔ اسی لیے ان کو عربی زبان میں ہی سلام کیا جائے گا اس سے ثابت ہوا کہ سب تعالیٰ کو عربی زبان بہت
 پسند ہے۔ یہ فائدہ *تَحِيَّاتُ مَعْرِفَتِهَا سَلَامٌ* سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ اللہ کے نزدیک سب سے ستر
 اصل و خصلت استقامت فی اللہ ہے یہی بارہی تعالیٰ جس کے کی مثال تمہارے استقامت و استقامت
 کی محقر و جامع مانع تعریف رہے کہ جو بھی کار حیرت و دعا کی جانے اس پر ہمیشگی ہو پھر نہ چھوٹے گروہ تھوڑا
 ہو۔ یہ فائدہ *كُلُّهَا كَلَّهَا* سے حاصل ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ اصل کی سب آسان اور ستر پہچان یہ ہے کہ اس
 کو اپنی کسی بات میں تعمیر و در قرار نہیں ہوتا۔ صبح کچھ شام کچھ باتیں کچھ تحریر کچھ کرتے کچھ میں کہتے کچھ میں تمام ہاں
 اور جھوٹے بد مذہبوں کا یہی حال ہے۔ یہی کیفیت ان کی کتابوں کی ہے۔ کہ پہلے کچھ دیا بعد میں وہ باتیں کاٹ کر
 ادھر سے جلد سے نکال دی یہ *لَا تَعْمَلُهَا مَنْ قَدْ رَسَا* سے حاصل ہوا سب تعالیٰ سے غلط فرقوں کی خوب بھی شادی

فرہادی ہے۔

احکام القرآن

ان نیت کریم سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ ہر مسلمان پر اپنے دوسرے مسلمان سے طاقات کے وقت سلام کرنا بہت ضروری سنت ہے۔ اور جواب دینا فرض ہے۔ مگر زیادہ خوب اور درجہ سلام کرے کہ ہے اور یہی عبادت ہے جنت تک بھی جلدی رہے گی۔ یہ مسئلہ۔ منہ مسئلہ سے مستنبط ہو۔ دوسرا مسئلہ۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سلام سننے وقت وہی غلط استغناء کرے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں مقرر ہے۔ اللہ اعلم۔ دیکھئے سلام میں تبدیلی کرنا۔ یا سلام و جواب میں ایک ہی لفظ کرنا۔ یہ کفار کے لفاظ استغناء کرنا جائز نہیں۔ ہاں کہہ دوں گے یہ ان کے غلط استمال کرنا ہے۔ تیسرا مسئلہ۔ دین کے لیے ذیوی چیز کا استغناء کرنا مستحسن کرنا مسئلہ دین کے لیے جائز ہے۔ اس میں دین کی بے ادبی نہیں ہوتی۔ یہی فرق کسی بھی نبیات جہاد میں عبادت کی سن کو کہ مرگن شل جائے جائز ہے۔ مسئلہ۔ حدیث حبیب سے مستنبط ہوا۔ چوتھا مسئلہ۔ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض ہے۔ یہ مسئلہ سلام کو نیت بنانے سے مستنبط ہوا اس لیے تجیز نیتی کی کیا کی کہ اور فرض ایک لازمی نیت سے درمیانی رہتی ہے حوش کو اس میں دخل نہیں رہتا۔ تفسیر روح البیاض میں ہے کہ نہ فی سلام حضرت آدم نے نور مصطفیٰ حمد جنتی کو کہا میں یہ سلام کرنا سنت بن گیا اور جواب بابت تعالیٰ نے دیا تھا اس لیے جواب دینا فرض بنا دیا گیا۔

اعتراضات

پہلا چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا گیا تَحِيَّاتٌ مِّمَّا تَحِيَّاتُ النَّبِيِّ سَلَامٌ سلام تو سلامتی کی ماہی جنت میں تو ہر تکلیف و مصیبت سے دائمی سلامتی بہت پھر یہ دعا کیوں؟ جواب۔ مسٹرین فرماتے ہیں کہ دنیا میں بھی سلام صرف دعا ہی نہیں بلکہ جنت مقاصد کے لیے جاری فرمایا۔ جن میں سے جنت اور طاقات کی جہاد بھی شامل۔ سنت میں یہ سلام صرف مبارک دی کے طور پر روا جائے گا۔ اسی لیے اس کو تجیز فرمایا۔ یعنی دنیوی زندگی مبارک ہو۔ جس نے فرمایا یہ سلام مبارک ہے۔ کہ نہ دعا شائق ہے۔ یہ معنی ہے کہ تم کو دائمی سلامتی ہے جب کہ دعا کا معنی ہوتا ہے تم کو دائمی سلامتی ہو۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں آیا اَلَمْ تَرَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَيْفَ كُنْتُمْ رَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْكُمْ كُفْرُهُمْ سَلٰتٌ مِّنْ دُوْنِهَا لَا يُجِزِيْهِمْ وَاُولٰٓئِكَ يَخْرُجُوْنَ مِّنْهَا لَا يَدْخُلُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْزَنُوْنَ اَلَمْ تَرَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَيْفَ كُنْتُمْ رَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْكُمْ كُفْرُهُمْ سَلٰتٌ مِّنْ دُوْنِهَا لَا يُجِزِيْهِمْ وَاُولٰٓئِكَ يَخْرُجُوْنَ مِّنْهَا لَا يَدْخُلُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْزَنُوْنَ اَلَمْ تَرَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَيْفَ كُنْتُمْ رَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْكُمْ كُفْرُهُمْ سَلٰتٌ مِّنْ دُوْنِهَا لَا يُجِزِيْهِمْ وَاُولٰٓئِكَ يَخْرُجُوْنَ مِّنْهَا لَا يَدْخُلُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْزَنُوْنَ

سے راجح کائنات میں تو نے ختم نعمت اور جو محبوبیت سے متاثر ہو کر کیا کسی تان کیانی اور معرفت سے نیلری
 سے میں ہیں فرمائی کہ سے موسیٰ محسن کی کہ جس کے سینے میں کلمہ توحید و حق جہنم سے و حضرت حق کی طرف جنب
 ہے۔ روح مقدسہ کے جس طرفانی میں اس کی مہر و تربیت۔ اور توفیق کمال سے ثابت ہے اس کی عمارت و کمال کی
 شائیں کمال قرب حق میں ہیں و یہ ہے بنی کے پانی سے سیراب ہیں۔ اس کا شہادت اور اس کے بھول جنت
 ہے اس کے پنے ثلث دید سے اس کی پار دیور و مایت مدد و مدد ہے کہ انہوں نے سب میں طائف جہنم
 کے پھل دینے والا ہے اور معرفت و روایت کی مدد میں پسپا سے دہشت۔ کہ ایک موسیٰ کمال مت روڈوں جہنم
 کی ہمارے مدد سے۔ موسیٰ وہ درخت کبریا ہے جس کی جڑ اسیاں ذکر منہ سے ثابت ہے و جس کی شاخیں رحمت حق
 کے ہمیں فتوح میں حکمت و حقائق و معارف کے پھل پہنچتے ہیں اس کی پتلی کی دہاں سے پائے جاتے ہیں۔
 و مثلاً ہم نے حیثیتہ لند حرقہ حیثیتہ۔ اجتناب من موقی۔ از غیض حایک منی قدر۔ و اور مثلاً
 ہیئت کبک کی جو حیثیت منہ سے کے سینہ و صافیت میں کامول ہے۔ اس صفت و مردود و دہرود سے کی مثل ہے
 حوزین جڑ سے بد کر دیا اور معرفت کی جڑوں سے کاٹ دیا۔ جس کو کی حل سکون قبی حاصل ہیں ہو سکتا۔ اور جو
 صادق ہے دریا۔ و دشمنوں کا رحمت سے اس کی میں نفس امارا ہے اس کا پانی بھی دنیوی امیر میں اس کے
 پنے صفت و کسب سے اس کے چل گ دیں اس کا خواہ نہ ہو جنت ہے و لعل اس کا سر جس سے۔



يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَ يَضِلُّ اللَّهُ

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَ يَضِلُّ اللَّهُ

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَ يَضِلُّ اللَّهُ

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَ يَضِلُّ اللَّهُ

الظَّالِمِينَ ۖ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ

نہایت کو دور کرنا سے ان کو چاہتا ہے ۔ کیا نہیں دیکھتے ہیں

کتاب سے ۷ نمبر پڑھنا ہے۔ کسی کی رقم سے نہیں ۷

الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَآحَدُوا قَوْمَهُم

تُن کے مہس نے بدل ڈالا جسٹ کو ستر کی مائٹری رکھے اور لاڈلا قوم کو یہی

ایک حصوں نے شرک و کفر سے بدل دی وہی قوم کو تب ہی کے مُر

دَارُ الْبَوَارِ جَهَنَّمُ ۖ يَصْلَوْنَهَا وَيُبْسِ الْقَرَارُ

مقررین کو اس کے لئے جسٹس ہے جس میں سب کی ہی مدد سے ہو۔

جس کے لئے ہم نے یہ دعا کی ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش حاصل کرے۔

وَجَعَلُوا إِلَهًا آٰدًا اِلٰیضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهِ ط قُلْ

تلاذ سے اس کاموں نے یہ ات کے برابر متاثر کرنا کرتے ہیں سے وہ اُس کی ۔ تہ ہوا

”نہ کے جے رور واسے لہجہ نے کہ اہس کی رو سے مہکا دل تہ“

تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ .

کے لئے منع ہے وگرنہ پھر اسے مسجد حرام مل کے

یہ کہ بہت لوگ تھراپی سے نفرت کرتے

اس بات کو یہ کہاجی بات کریں کہ جہنم میں تھوڑے

یہ سب تعلق پہلے ایک میں شجر طیتہ درخت کے ہوتے اور عبود موسے کا درخت ہوتا تھا۔ لیکن وضع میں

عجز و کمزوریوں سے سببِ عیادت میں شجرِ طہینہ کی مساعیت یعنی سہاوت ہو جاتی ہے جو نامومن میں بیاں فرما کر

تو ہر تہہ والی ٹوٹ کر رہی ہے۔ نچ دیا پرستوں کا بھی آسمان یہی حال ہے۔ ان کی جو کھٹکائی ہو کر رہی ہے۔
 درجہ حرارت صفر پر پہنچ گئی ہے۔ مٹی مٹی کی حالت کے لیے لڑا لڑا کے جھلکے ترشے ہوتے ہیں۔ مٹی کو ٹھک
 نظر کیا جاتا ہے۔ یہ عوامی حد تک کیا حالت ہے۔ یہ حالت عوامی حد تک ہے۔ یہ حالت عوامی حد تک ہے۔ یہ حالت عوامی حد تک ہے۔

فائدے

ان بات کریمت سے چند فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔
 پہلا فائدہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 دوسرا فائدہ۔ اگرچہ اس کا کوئی نہ ہو۔ مگر یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 تیسرا فائدہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 چوتھا فائدہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔

احکام القرآن

ان بات کریمت سے چند فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔
 پہلا مسئلہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 دوسرا مسئلہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 تیسرا مسئلہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 چوتھا مسئلہ۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 دوسرا اعتراض۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 تیسرا اعتراض۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔
 چوتھا اعتراض۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے عوامی حد تک ہے۔

سندھ کی رہنمائی کو کرانہ کے نور ہادی رحمت سے اُن کی یہ کوہنوت تھانی میں درویشی رکھتے ہیں کہ
 پر درویش کو بہ جبروت میں۔ غلہ کے پرانے۔ درویشی و محنت کی تکی تانہ نہ ہوتا ہے۔ سوئیہ، امرتسے میں کہ ماہ قمر پر
 جلتے اور ماہ قدم پہ پتا ہے۔ دندہ دگہ ساو نامہ کے اوپر پر پتا ہے۔ جوانی و دی جبر میں دشا کا
 غالب شانہ عام سواہ شہ طاسوں کا ویرہ و درویشی گروہ کو نہا ہے۔ ذات ہے یاز سے جو دارہ لہنا ہے داکٹر
 بت رہا ترقی زکات محاسبہ، انظر ترقی کدش بن سواہ یغناہ بنو سواہ انظر ترقی کو مہو
 درویشی حمتہ رضیہا و شش سواہ انظر ترقی کو مہو یغناہ بنو سواہ انظر ترقی کو مہو
 کدش بنو سواہ انظر ترقی کو مہو یغناہ بنو سواہ انظر ترقی کو مہو یغناہ بنو سواہ انظر ترقی کو مہو
 سے درویشی میرہ درویشی کی محنت کو بدیا محاسبہ کے گروہ و بیل کی گری سے درویشی محاسبہ کے تمام افعال کو محسوس
 نہ نہ نہ محنت محسوس کے پرانے فعل کے ہاکت فلک گروہ وادی عروہ کی ہیم میں ہیکٹ یہاں
 دیا، غیاثی شہوت عقل عروہ کو شہادت یک اُن کے مقابل بن زکات کہ جو محنت میں اسن کو شہادت کرنی چاہئے
 تکی درویشی کی ستہ کرنے گئے۔ حالانکہ یہ انیا و سب کہ جس نے اُن کی طرف گام کی یا قوفہ پھیری ہی کو اُن سے
 عصائی خوش است میں گم ہو گیا، اور دیا سازی و متاع دانی میں اس طرح بھاسا کہ یک لہو بھی خدا کی یاد آئی، اسے غلط
 سیدہ دل نفس کا کہہ سے حد و ان کی پیش، محنت سے پھر دی عروہ کی شب میں انکی ٹھکانہ ہے۔ تنقید میں محنتوں
 کو ہلا دینی محسوس سے ۱۔ محنت مہدویت کو بہا ہوتا ہے۔ نہ ۲۔ محنت غایت کو بہلا اصریت اور درویشی
 کے نکاح سے ہر ۳۔ درویش کو ہلا، شہری اچھا ہے۔ درویش بدت ان محسوس کو دینی بدگامی گری و درویشی
 کی عروہ میں تباہ کر دیا۔ یہی درویشی میں جن کے دوسرے درویش گئے ہو گئے۔ تم مراد کہ شہادت کی
 محنتوں کا کہہ فیض و ترقی، بحام محنت کی شب ہی ٹھکانہ ہے۔ نفس کو خودی ہے و عقب کو محنت سے
 نہ محنت میں یہ خطاب اکبر سے ہے مگر غایت میرہ خطاب غافل سے ہے۔



قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

فراہم کیے کہ حدوں میرے دو جو یہاں لاسنے کہ قائم کہیں فز کو

میرے ن بستل سے فراہ جو یہ ۔ ہا سے کہ خوار تمام رہیں

يُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّنْ

محبت کر کے اُن کی خوردنی ایاہ سے اُن کو پوشیدہ سلی اور ظاہر دینی سے
جہاں سے دینے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر طرح کریں

قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خِلَالٍ - اللَّهُ

پہلے نہ کہے کرے گا وہ دن مسیحاں سے تجارت میں جس اور دوستی نہ
کے نہ سے یہے جس میں نہ سود گری ہوگی نہ بارہ

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ

وہ ہے کہ پیدا کیا جس نے سماں اور زمین کو اور نازل کر کے
جس نے سماں اور زمین بنائے وہ آسمان سے پانی کو پھل تھامے کھانے کو

السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا

آسمان کے پانی تو نکالا فہم سے جس کے سے پھل رزق بنا کر
پیدا کئے

لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ

یہ تمہارے اور عاجز کیا یہ تمہارے کشتی کو تاکہ تیرے میں دیا
اور تمہارے یہ کشتی کو سخر کیا کہ جس کے سکھ سے دیا

بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْآلَانَ نَهْرًا ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ

سے حکم اُن کے اور عاجز کیا یہ تمہارے نہروں کو اور عاجز کیا یہ تمہارے
میں ہے اور تمہارے یہ نہریاں سخر کیا وہ تمہارے سے سداغ اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَايِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ

۴۴۵ یاد کو کہ مسلسل رہے دو سہیل در عاجز کیا رہے تھامے
یاد سز کا جو برابر چل رہے ہیں یہ تھامے رہے

الْبَلَّ وَالنَّهَارَ

رات دن کو

رات اور دن سوز گئے

تعلق اس بات کر یہ کہ پھیل آیا کہ نہ سے چند طرح تعلق نہ

پیشا تعلق۔ پھیل آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے خطاب فرمایا۔ اب اس آیت میں ہی
کرہی اللہ جبر و جبر کو مومنوں سے مخاطب ہونے کا درست۔ گویا کہ وہاں جسے کہتے ہیں کہ عاری قدر تو
کو دیکھتے رہو کہ کادوں پر کڑی نگاہ رکھو رہیں مومنوں سے رهاؤ۔ دوسرے تعلق۔ پھیل آیت میں کادوں کا
کودہ کا کہ سوئی کر وہ، ٹھری کے کدے میں کی نعمت جھوٹے میں سیدیاں دی اللہ تبار ہو جس
کو اختیار کرے سے نعمت تبدیل ہو۔ یعنی جاسے جی۔ وہ میں خیرت کرنا۔ یہ تعلق۔ پھیل آیت میں رها
یہ تعلق کہ کادوں جوں وغیرہ کو کہ کدے میں سمجھتے ہیں اسے فرمایا جاسے کہ۔ کمان رتوں و کادوں کی ہر
تو غافل کائنات اللہ رب عزت سے پیدا کی ہے یہاں توں کو کس جس چیز میں اللہ کے برابر جاسے ہی۔

تفسیر نحوی
مَنْ يَسْأَلْهُ لِيُخْلِكَ يَسْأَلْهُ لِيُخْلِكَ يَسْأَلْهُ لِيُخْلِكَ يَسْأَلْهُ لِيُخْلِكَ
معروف و محدث کوئی خوف وادی سے جاسے بھی کہ۔ امر کا ترجمہ سے تم فرماؤ کہ یہ سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے جاسے یہ ہوا یعنی مغویہ جادو بت مدد کی جس مدد کی صیغہ منقہ۔ حد کا مدد اللہ تعالیٰ مددیں
عمادت گزار لوگ۔ لہذا ہم موصول بہت میں سے ہے۔ می مل ہوتے ہیں کائنات جسے بدن سے یہ عادت ہے
مبادی کہ۔ مومن۔ فعل ماضی مثبت موقوف ہے مگر نائب باب فاعل سے مفعول تبار۔ یعنی مدد
توں کر۔ مومن کی کادوں جاسے۔ اس میں آری ہاں مانا مرد ہے جھوٹا۔ فعل یہ صیغہ مع تدکر نائب باب فعل
سے تباری کا محضر سے ہوتا۔ وہ تعلق۔ نعم صیغہ مع مفسر اس کا فعل سے جس کا مخرج جبر ہے غنوة۔ محمود

نہایت ہی گرم کبھی اندھیر کبھی آگ۔ کبھی دھوپ کبھی بارش کا سیر۔ کبھی بڑے کبھی چھوٹے بارش سے یہ ناک
 حلق نہایت ہی زندگی کے ہر پورے میں ہر نسبت سے ہر طرح کا آدمی حاصل کر لیں۔ ہر مہربانی میں ہر
 اور کریں۔ ہر مدد میں ہر مدد کی کراہیں۔ یہی کہ نسبت ہی ہر طرح کے یہی کہ نسبت ہی ہر طرح کے یہی کہ نسبت
 آپ کو نہایت نعمتی منت کے یہی کہ نسبت ہی ہر طرح کے یہی کہ نسبت ہی ہر طرح کے یہی کہ نسبت
 ہے۔

یہ آیت کریمہ چند فائدے حاصل ہوتے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ ساری مخلوق میں انسان، شرب اور انسانوں میں سب سے زیادہ شرف یہاں
 لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا دیا ہے کہ ہر آدمی کو ہر طرح کی نعمت ملے۔ یہاں کی
 ساری مخلوق سے یہ نسبت سے بڑی نعمت ہے۔ دوسرا فائدہ۔ ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 رہانے سے حاصل ہوا۔ کہ نسبت سے بڑی نعمت ہے کہ ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 سے میرے بیٹے تو وہ غلامیت سے آزاد ہو جائے تو شرف ہی کا کسی خوش قسمت کو عبادی کدیت سس
 سے کہیں زیادہ اہم اور قیمتی و مفید ہے کیونکہ شرف کا بعد ہر عظیم خوش نصیبی سے۔ یہی سرفرازی ہے۔ ہر آدمی میں
 سے پانی اسالی جو زندگی کے یہی بہت ہی ضروری اور بہت بڑا نعمت ہے۔ یہی سب سے بڑا نعمت ہے۔ ہر آدمی میں
 تان سے بہت اہم ہے اس کا ذکر فرمایا ہے تمام ہر آدمی کی طرف سے ہے خود کو ہر آدمی کی طرف سے
 ذکر فرما کر ہر آدمی کے شرف کی طرف سے ہر آدمی کی طرف سے ہر آدمی کی طرف سے ہر آدمی کی طرف سے
 اس کے شرف کا ضروری لازم ہے۔

یہ آیت پاک سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ عبادت ذیوی میں اگر صرف دھان لے کر مکلف اور موسیٰ
 اسلام میں نماز و زکوٰۃ وغیرہ کا مکلف۔ ہذا اگر کو صرف بیعت کی بیعت کے ہر آدمی کو صرف ہر آدمی
 صاحب کی یہ مسئلہ لایا ہے کہ ہر آدمی سے مستنبط ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 ہر آدمی کا دلیہ ہر شخص کو پناہ دینی ہے کہ ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 کی دینی کے یہی کسی دوسرے کو ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 اس اعتبار سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 دوسرے شخص کے یہی کسی دوسرے کو ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے
 یہ مسئلہ۔ ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے ہر آدمی سے

نمبر ۱۔ سمندر کے دیتے بھی جے۔ مہر ۲۔ شمسی ذریعوں سے پانچ دقت مائیں۔ نمبر ۳۔ قمری مائیں بھی در سے د
میں ۴۔ مہر ۵۔ دل کی جانت بھی د۔ نمبر ۶۔ رست کی جانت بھی مٹا۔ دیر نزدیک تہجد و اذکار یہ
مشہد سنا۔ حضرت کے اسرار سے منبسط ہوا۔

اعترافات

اعترافات یہاں چند طعنائیں کئے جاسکتے ہیں۔
 پہلا اعتراف۔ یہاں مزید کیا کہ ناروغ سیرت میں دوسرے ہیں کہ جس میں یہ سنی
 بہت سے لوگوں کی دوستی بھی نہ ہوگی۔ تو سیرت کا تمہارے دوستی سے کیا تعلق ہے۔
 جواب۔ وہاں میں تو مرنا نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

۱۔ شجارت - بہر ۲۔ بدیوں - شخص سے۔ فریاد یہ جارہے ہیں کہ دنیا کی تجارت کا معیہ ہو نہ دوستی ہو کہ مدد سے
تعمیل نہ ملے۔ حالانکہ اس دل نیک کی شہید ضرورت ہوگی۔ دوسرے دوست ایسی زندگی کی بازیگری سے
بوجی ہوگی۔ دوسرا اعتراض - یہاں فریاد کیا کہ قیامت میں دوستی نہ ہوگی۔ دوسری بات میں ارشاد ہے۔
کہ یقیناً میں دوست ہوں گی۔ درحقیقت پاک ہے۔ یہ شخص جسے دینی محراب کے ساتھ ہوگا اس
کی کیا بدیہ۔

حوائج یہاں کا فرہنگ کی دستی و ملی سے در حدیث آیت میں دستی کار کو جس میں صرف ساتھ رکھے ہا سے کا ذکر ہے۔
نور دینی خوشی سے ساتھ یہ ہوں گے بلکہ رب قلوب کے حکم سے ساتھ رکھے جانے کا بلکہ بدکاروں کو بدکاروں کے ساتھ
جکڑا جائے گا ذکر ہے۔ **عشر العشر**۔ یہاں فرمایا گیا کہ اللہ رب تعالیٰ سے یہ پند سورج رب دونوں کو سفر کی بددلت
عشر تو وہ ہوتا ہے جو طبع و دماغ پروردگار۔ یہ غلام۔ یا غلام۔ رب کا جتنی مور۔ کشتی خدا۔ احمد ذکر تیب پر موعود ہوتا ہے۔
یا ہمد کو۔

جو تب۔ پندرہ سوں۔ ست دہائی کے مسو نو سے کا مطلب۔ سہ کرا۔ اپنی مرضی سے نہ نہیں گئے۔ اور مجھے
یہ مسخرہ سنے کا بھی ہے کہ اس کے سب دانا سے اور طبع مجھے سے میں۔ ستر تہائی کے بے مسو جو نہ کا مطلب
ہے کہ وہ مدد بھی سکتا ہے الٹا پڑ بھی چلا سکتا ہے۔ رہتا کابل باگ دور مسو باب اوریا کے باخوب میں اسے بھی سکتا ہے
چوتھا شعر اس۔ یک دہ سے کہ سماں کا ذکر بیٹ۔ میں کا حد میں دہ سے کا ذکر بیٹ۔ اس کا حد میں کیا گیا۔

سوکت سماں مٹس دیتے الہ اسے میں نہیں یلے وں ک سے سماں کا کر پٹے ہوا نیر سماں کو پہلے پریدگی گیا زمین
کو جدمیں ۔۔۔ سب کو غرق کیا نہیں وہ سب سے ۔

نہ رات رب کے یہاں سے دن بدوں کے یہاں۔ نمبر ۲۰۔ رات میں عشق و محبت کیسے۔ دن حقوق میں متولیت کے یہاں۔ نمبر ۲۱۔ ذات نہ ذات کے یہاں۔ دن ظہور صفات کے یہاں ہے۔

وَاتَّكُمُ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعَدُّوا

وہ کیا کہو کہ ان تمام چیزوں سے جو مانگا تم سے میں کو اور اگر تم گن پاؤ
اور نہیں بہت کہو کہ مانگا دیا اور کہ اللہ کی نعمیں گنو تو

نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ

نعمیں اللہ کی نعمیں گن گئے جس کو بیشک انسان بے شک دہم
تہا کہ کہہ گئے ملک بڑی بڑا قسم بڑ

كَفَّارٌ ۚ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا

کفار سے ۔ اور اسے نبی یاد کرو جب کہ عرض کیا براہیم علیہ السلام نے اسے رب میرے یہاں
مانگے ۔ اور یاد کرو جب براہیم نے عرض کی سے میرے یہاں اللہ کو

الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ

شہر کو امن والا اور بچے تو مجھ کو اور میرے خاندان کو کسی سے کہ پر میں ہم بتوں کو
مان والا کہ دے اور بچے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پرستنے سے بچا

رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمِنْ

رب میرے رب بیشک ان بتوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں میں سے تو انہوں نے
اسے میرے رب بیشک بتوں نے بہت دگ بہکا دیے تو جس نے

تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۚ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ

میرے پیروی کی میری تو میں وہ میرا ہے اور جس نے میری تو میری تو میری تو میری تو
میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میری تو میری تو میری تو میری تو

مجرد سے منافی لہذا لُحْصُونَ لعل مصارع مفعول۔ حیضہ جمع مذکر حاضر۔ باب افعال سے ہے۔ مصدر سے
 حصا: بمعنی مستقبل ہے۔ حصی سے بنی ہے یعنی پورا تھا ملک گنا۔ شمار کر۔ گھیرا۔ دراصل تھا لُحْصُونَ فِی
 عَرَابِیْ اِنْ تَرْتَدُّوْنَ اِیَّہُ۔ کیونکہ یہ جمع فعلیہ اس کی بنا ہے۔ حاضریہ اس کا مفعول ہے۔ وہ اس کامز سے لُحْصُونَ
 تَرْتَدُّوْنَ۔ الف لام صیغہ انسان۔ ام مفعول حاضر ہے۔ ان سے رہا ہے بھی میل جول۔ محنت۔ تعلق۔ رشتوں
 برادریوں و ما ہونا۔ و جمع۔ مذکر مؤنث سب کے لیے مستقبل ہے۔ بحیث نصب ہے ام سے ان ۱۔ یہ
 عادت عیود ہے اس لیے ان سے تارتد یا بکسر امرد نام اتد ہے یا ام تاکد۔ فُتُوْم۔ برور۔ فُتُوْم۔ مابعد کا عید ہے جسے
 ظالم یعنی بہت زیادہ ظالم۔ و جمع مذکر سے کُفَار۔ صفت مبتدئ سے جاننے کے لیے برورین فاعل۔ کُفَر سے مشتق ہے
 کسی ناشکری کرنا۔ اسی سے ہے کُفْران۔ یہ دونوں ہم دوغیر ہیں ان کی۔ وَاِذَا قَالِیْ رَبِّہُمْ رَبِّیْ یُعْقَدُ
 ہَذَا سُنْدًا وَاَوْھَبِیْ ذٰلِکَ یُعْبَدُ اَصْحٰہُ وَاَوْھَبِہُ ذٰلِکَ اَمُّہُ ہے۔ اسی کے واسطے کہ چار قریب ہیں۔ نمبر ۱۔ یہ
 طرف رہا ہے اور یہی حقیقی سے۔ نمبر ۲۔ طرف مکان۔ نمبر ۳۔ طرف نوک۔ نمبر ۴۔ مفاد جائید ہے۔ اس طرح کی تسلسل
 سے مگر قلیل۔ کثر بھی مستقبل ہوتا ہے لیکن کبھی زمانہ ماضی کے لیے سے یہاں ماضی کے لیے سے طرف رہا ہے
 سنی اِذَا قَالِیْ فاعل ماضی مطلق معروف مثبت برسم ام ثنی غیر مصروف ہے علم ہے ب طرفی مطلق ہے پسے عربی یا عربی
 عطف تھا اس لیے غمی کہلایا مرفوعاً نوک قان کا نال ہے۔ بہت۔ دراصل تھا ربی درمیر سے باب کا کسر علامت
 یاہ مشکم سے نہ کہ عرب۔ یہاں عرب مد پوشیدہ ہے کہ اس کا متاد کی ہے۔ اصل میں یاہ مشکم اور گلی ہمد واصل
 اس سے حذف ہوئی کہ ب کون سے ہو رہا تھا۔ بہت ماضی نہ و محذوف سے مل کر حلقہ فیض ہوا کیونکہ ذوالکے معنی میں
 ہوتا ہے۔ بطل۔ فعل امر باب فتح سے سے بطل سے شک سے بھی بنا۔ بنا متعذی بد معلول ہوتا ہے انت میر مستر اس
 کا نال ہے۔ حد ام اشارہ قریب کے لیے معنی یہ ماضی اصل سے باطنی عرب جس کو مطلق نہایت میں عرب مکانی بھی
 کہا جاتا ہے اس کا عرب مکانی فتح ہے معلول یہ اقل سے اخذ کا لیدہ فاعل نام عند خارجی ہے مد اسم مفعول مد
 ہے اس کی جمع ہے بلاؤ۔ ترجمہ سے شہر۔ بڑی آبادی۔ دقتیت وں جگہ۔ مشد یہ ہے حد کا اس لیے مفتوح ہے۔
 کم۔ اسم فاعل ہے و حد مذکر کا حیضہ ان سے مشتق ہے معنی امن ویا۔ من بین۔ یہاں دونوں معنی ہی کہتے ہیں
 کہہ ہے مفعول یہ دوم سے یا حاصل ہے بلکہ کا۔ و ذوالکے عطف سے الجمل پر۔ بُھُت۔ فعل امر حاضر معروف واحد
 مذکر۔ بُھُت میر مرفوعاً منقلل اس کا فاعل سے مزج سے بہت۔ اب مصر سے ہے بُھُت سے ماضی بھی بجا۔
 دور رکھ۔ ہر حال مقتدی ہے۔ نون وکیہ دینی عرب پچھنے والی می میر مشکم۔ منصوب متعل معلول یہ ہے
 و ذوالکے عطف ہے یاہ مشکم پر۔ ہتی۔ دراصل سے سینہ ی سینہ جمع مذکر نام ہے این کی۔ پان کی بصراف
 ہوا یہ مشکم کی طرف توں جمع عربی گئی وئی کا کی میں دغام ہو گیا۔ بحالت نصب ہے کہ کہ عطف تابع ہے علی

سے نہ کرو سے یا کھنڈیٹھا۔ کھا۔ کیلا۔ تنے قدرتی فاکٹروں نے پائیں کیا تب رب تمہیں رحیم نے بندھے کے
 پست میں ایک لغت پہنچایا۔ پھر سر سے پاؤں تک ہر سام یک نعمت ہے۔ جسمانی کے علاوہ روح میں کروڑوں نعمتیں
 ہیں۔ اللہ بزرگوں شمار کر سکتا ہے۔ اس اعتراف ہی اس کی بارگاہ میں سطور مقبول ہے اس سے بھی ساں نعمت کرا
 ہے۔ بیشک انہی بہت ظلم کرنے والے ہیں۔ وہ سب سے دور بھاگتے ہیں کیونکہ ناشکر ہے ایک روایہ میں ہے۔
 کہ ظلم سے ملاو بھل اداں کی قوم بنی میرہ میں اکھار سے مردہتی مرنہ قرتی میں۔ ما فراتے ہیں اس کی دوا میں
 جلی بھی پیرہی ہیں۔ میرا۔ لیاں۔ میرا۔ در نعمت کر لے اور دوا میں نفلی میں اپنی خود ساختہ۔ میرا انکار غیر
 جہالت۔ نعمت دنیا کی بنا پر مان ظوم ہے اور رکاو دہا سن کی بنا پر نشان کد سے بیان سے عقاب کی
 بہد می صفت سے پریتانی و غیبت۔ بیماری۔ ساد سے دوری کی اد جہالت سے نکوسے کی بیماری میر جلی ہے
 رب تعالیٰ نے سب سے بڑی نعمت ایمان کرم کو مٹا دیا۔ تاکہ دوا دواں کا رخ موزوں کر سبب و نعمت دل
 سے جہت گردنی کی طرف ہو جائیں۔ ورنہ دوا دواں کو مٹ دیں۔ شریعت نے نسیان کو فریقت سے غفلت کو حقیقت
 سے ہار کو محنت سے جہالت کو ختم فر دیا۔ اس لیے حضرت ہر ایم حیل اللہ نے بارگاہ۔ بہت احادیث میں غزل کیا۔
 سے پیائے بنی آپ بھی یاد کیجئے اس وقت کو جب کہا ہر ایم غیل سے سے میرے کیر۔ لغتیں دیتے لئے رب
 اور چاند سورج رات و دن کو مسخر ہا سے وہ محمود کی شکر کہ کو بھی تاقیامت اس دل سے دے اور سر ظالم مساوی
 ہر امنی پوینا سے دالے بدکار تحریک پسند دست گرد کو یہاں سے یہ مسخر کر رہے کہ کسی جانہ کا دل دکھا۔
 تو درکنار یہاں گھاس تنکا بھی۔ اکھاڑ سکے۔ ورنہ کوئی کوسے تو خود ہی تباہی ہو جائے یہاں تک کہ تپ سا کی
 ہوئیں منہ نہیں ورموم بھی یہاں کوئی موادی ہراس نہ سکے۔ یہ بھی فحش سان آئے۔ غزل کہ چاروں طرف ہر طرف
 کامس واماں سے۔ اور دور دور تک یہ طاقہ حرم شریف میں جانے۔ اور محکم کو بھی دور رکھ کر اس طرح کہ میری صفت
 قائم رہے ورنہ کسی گاہ کی قدرت ہی رہے یہاں کہ صفت کی تال سے دوتا ہر باقی رہے یہاں کی صفت میں
 ماؤں کو پیر ہی۔ کیا کی۔ مگر صفت ہم گرسے رب تعالیٰ اس سے اس سے یہ دال طلب کی گئی۔ سے کہ یہ ہے
 بیٹوں کو بھی دور کر کے بات سے کہ ہم میں سے کون بھی پھر لکڑی و ستار چاند سورج ستاروں یا آگ کے توں
 واپس میں۔ ورنہ دور کر دے کہ ال میں بھی حیل نہ آئے۔ کی کی محنت پیر مو۔ ہاں کی۔ ظہر ہی ہم کر سکتیں
 اس لیے کہ۔ رہت۔ تھیں۔ منہن۔ کسان۔ اض۔ تباہیں۔ منہن۔ بھی۔ فاساتہ۔ ہر۔ تھی۔ صفت
 عصافانی فانک عفو۔ رحمت اسے میرے رحیم یہ ہادی رب بیشک ان توں سے پرے وجود کے سبب
 یا یہی یک ایک جو بھوتی سے مٹا کر کے یا اپنی تیری۔ گری باد طال سے مرعوب کر کے صفت سے حق
 جو خوف عالم جلی توں کو گم کر دیا۔ ہتے اللہ کے راستے سے ٹھکا دیا۔ سے شکر نہ سے علم کے حق ہی ان تمام

وہی قوم کو تیری شہادت بتاتا، مانتا، سمجھتا، انہوں کو پھر اس میری تین دس کرکس سے ہونی شروع ہوتا اور
 ان میں سے دیتے کو اپنا یا ہدیہ پاک اس شخص کو دیا۔ تو بیشک وہ مجھے بھی جسے امتیاز میں سے ہے اور جس
 شخص سے میری ہر چیز، ہرمانی محبت و محبت کی۔ اس طرح کہ نہ بہت پر عمل کیا۔ وہی قبول کیا۔ یہ بھی
 نے۔ شخص یہ بدل عمل ہوئے۔ ملک تو بیشک تو سے و خدا، تیریک پتے مجھ تو بہی توفیق دے کر رکھتے و۔
 معاف فرمائے دے دے و ایمان کو توفیق دے کر دنیا و آخرت میں۔ تم فرماتے دے دے میں نافرمانوں کو معاف فرماؤ
 برتاؤ تیرے پر کرتا ہوں کیونکہ تو مجھ سے زیادہ تم دلائے۔ یہ کیفیت حسب تک نافرمانی کرتے رہیں گے میراں سے
 کوئی دہلے نکلے اور قوی ستے داری نہ تو کی میں ہزاروں ایسے۔ شہوں کو تیرے ہستہ، محبت ہر قریاں کر دوں گا۔
 اس لیے کہ میری نافرمانی نہ اصل تیری ہی، نافرمانی ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ تیرا ہی ہے حدیث پاک میں کتاب ہے کہ تو
 در عالم علی اللہ میرا دہم نہ یک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ دعا کہ
 اِنَّا نَعْبُدُكَ هُمْ فَانْتَهَمُوا وَكَرَّكَ لَهَا اِذَا اِثْنِي مَسْتَكِي مَسْتَكِي لَاحِي حَاطَبِ مَوْنِ اِرْكَانِي دِرْتَك اِدْزَا مِي
 کے ساتھ وہ کی بارگاہ میں عرض کرتے سے۔ اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي
 حضور معاف فرماتے ہیں ایں اسٹر قادی کے حکم سے حاضر یا گاہ ہوتے و عمل کیا اسے قاتل کیا چلتے ہیں
 فرمایا کہ قتلت کی مستش سے بذریعہ جبریل پینام بھیجا کہ سہیلیاں سے عیب بہتہ کو تمہاری قتل کے پاس میں۔ مگر
 عیب گئے۔ اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي اِنْتَهَمُوا مَسْتَكِي
 اس آیت پاک سے چند فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ شہ قادی سے دلائل مانگنا بارگاہ الہیہ میں بہت پسندیدہ عبادت ہے۔ اس
 لیے دعا کا کوئی وقت معین نہیں۔ مگر اگر آپ دیکھیں، دعا کو جاری اور تمام رکھنے کے یہ عمل زمانہ گئی ہیں۔ نیز
 سرب دست ہیں، عاقلین شامل زمانی گئی ہیں کوئی مہلت دے ماسے نالی نہیں۔ خدا جو عاقل کی محبت کرے یا
 اپنے پاک سے وقت کی قیدیں مٹا، پھر سے دائرہ ہے۔ یہ فائدہ ماسا اِنْتَهَمُوا کے طور سے حاصل ہو۔
 دوسرا فائدہ۔ قرآن مجید کے ذریعہ بیان اور طرز ذکر کے مطابق۔ عمری عذاب و امام عقول میں جس کو تامل
 میں کیا جاتا۔ بعد عیب کی عطا انسان کہہ ہو یا سب کو خطاب ہو تو خدا کرم و رحمت میں شامل۔
 ہوں گے جو شخص عام خطابات میں بیاد کرم عظیم استقام کو شامل مانے یا مجھے وہ بدترین عامل استقام ہے
 یہ فائدہ۔ ان اس کے بعد مضمون نہ تھا۔ ذمے سے حاصل ہو۔ تیسرا فائدہ۔ گناہ گناہات معاف ہوں
 سنی شہ علیہ وسلم کی نام اور صفات تمام دیداد مایہا سے زائد ہیں۔ یہ فائدہ ۱۔ خصوصاً در ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔

نسان و میناں کی نہیں کہتے۔ پس جس کو سب تعالیٰ غنیمت فرمائے۔ رِثَاقٌ لِّغُلٰی حَقِیْقٌ مَّوْطِیْقٌ اُنْہِیْہِمْ کُلَّ کُلٍّ
 طرح ٹھار کیا جاسکتا ہے۔ کہنے پر نصیب ہر مومن میں وہ لوگ جو نبی کریم کی تعریف سے بڑے مرتبے پر ہیں۔ ہنسنا
 پر طعن کہتے ہیں کہ تم پیغمبران کی شان کو جس سے بڑھا دیتے ہو ایک دفعہ جاسے پیاسے، غم چمکی نصیب خواں
 نے ایک مرتبہ بڑے بن کے خدای یزد خلیفہ پاکستان سے حق کے اسی طرح کے اعتراف پر فرمایا کہ حضرت جی
 تم سب مل کر آقاہ کائنات علی منہ علیہ وسلم کی شان کی حد بتا دو حضرت جی ایسے چپ ہوئے کہ سر پھیلانے ہی
 یہ حال تو حق کے بڑوں کے علم کا ہے۔ اور ہاتھ کہاں ڈالتے ہیں۔ پیاسے آقاہوں پر میرے مال باپ قرباں مولانا
 کی شان کی حد ہی کسی کو معلوم نہیں تو جس سے بڑے گایکے۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ قانون شریعت کے مطابق کسی شخص کا رقی نام سے کرہ کی جعلی بیعت
 یا بانی کرنا منہ ہے۔ جب کہ بانی میں مشہور ہو۔ لیکن عام نام سے کوئی بیان کرنا جائز ہے۔ جیسے کہ کوئی یہ
 کہے لوگ برسے کام کرتے ہیں۔ یا نبی کریم کے گستاخ گروہ میں صحابہ کرام کو بلکنے والے عام ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔
 یہ مسئلہ نطفونم۔ کفار سے مشہور ہو۔ دوسرا مسئلہ۔ جو بیعت کا سبب ہو اُن کو مجرم قرار دینا یا ایسے
 شخص کو سزا شریعی کا مستوجب گردانا شرعاً جائز ہے۔ یہ مسئلہ خُذْنَا مِنْ کُیْشِیْرًا سے منسلک ہے جو کہ دیکھو حضرت
 نبیل علیہ السلام نے گمراہی کا جرم قبول کر دیا۔ حالانکہ پھر کے بُت تو کسی کو گمراہ ہونے کا حکم یا مشورہ نہیں دیتے
 نبی کی زبان قاضی الٰہی کی زبان ہوتی ہے۔ لہذا والدہ اگر اولاد کو عام استیاد پنے شاگردوں کو خلیفہ نام اپنے
 مقتدریوں کو پورا پنے مریدوں کو والدہ راہی بیٹوں کو۔ بادشاہ اسلام اپنی رعایا کو بیعت تو بیعت نہ دے تو شریعی جرم
 ہے کہ وہ ذیہون بابا ہے ان دونوں انہما کی بیسے ماوردی کہ تیسرا مسئلہ۔ کافر کو پناہ دینا شرعاً حرام ہے۔ اگرچہ
 پناہ قریب طلب یا ہم قوم یا اولاد ہو۔ یہ مسئلہ کائنات یعنی سے منسلک ہے جو کہ تائز ماناں اور بے دینوں کو پناہ نہ
 فرمایا گیا۔

یہاں چند عزائم کئے جاسکتے ہیں۔

اعترافات

پہلا اعتراف۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں فرمایا گیا۔ هٰذَا اَبْتَدَا۔ اَبْتَدَا کا صرفہ ماضی
 سورۃ بقرہ میں ہے هٰذَا اَبْتَدَا۔ نکلا۔ جو اب۔ سورۃ بقرہ شریف میں اُس وقت کی دعا کا ذکر ہے جب بھی جگہ
 محل یہاں تھی اُن کو شریعی بنانا ہے اور امن والا بھی اس سے خدا علیہ صلوٰۃ و سلام کا مفعول اول ہے اَبْتَدَا
 یہ مرکب تو سنی طبع ہے مفعول بہ دم۔ لیکن یہاں اُس وقت کی دعا کا ذکر ہے جب کہ مکررہ شریعی چکا ہے اب
 صرف اسے والد ہونے کی وجہ سے۔ اس سے هٰذَا اَبْتَدَا۔ مکرر مفعول بہ اول ہے۔ اَبْتَدَا۔ طبع ہے مفعول بہ

دوم دور دونوں کا ترجمہ میں طرح سے۔ سورۃ جزا سے یہی اس سہل کو من و۔ شہر بن سے۔ سورۃ برہان
یہی۔ سے یہی اس شہر کو من و۔ ان سے۔ میں چہ کو بتا سے کے یہی میں طرح یہاں ہوا اور یہی طرح حضرت
برہان سے اس وقت دعا مانگی تھی۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں مذکور گیا کہ شہر تین سنہ تم کو تمام چیریں دیں جو تم نے
مانگیں۔ حالانکہ سب تھائی نے تم سب کو وہ چیریں دیں جو تم نے مانگیں۔ ہم میں سے جس کو وہ سب دیں جو
اسوں نے نام نے مانگیں۔ وہ یہی پوری چیز عطا دانی ورنہ شخص کو تھوڑی تھوڑی عطا فرمائی تو پھر اس
کوت کا سنی کیسا ہے۔

جواب۔ اس کا جواب تفسیر ماہ میں لکھا گیا کہ ہمارا لکھا صرف زبان ظاہری سے نہیں ہے بلکہ راہی حال و
ربان حضرت سے بھی ہے۔ لکھتے ہیں در رب حق نے ہماری ساری ہی ضرورتیں پوری فرمادیں۔ اگر ایک
ضرورت بھی پوری نہ ہو تو بندہ مرجائے۔ ہم ربانی حال سے مانگتے ہیں حال اس لیے تمام نہیں دی جاتیں کہ
ہم ہمارا ضرورت یا ضرورت سے نہ کیا اکثر بہنے لیے نقصان دہ چیز مانگ رہے ہیں اپنی کم عقلی سے۔ اس لیے
وہ نکتہ ظاہر ہم کو نہیں دیتا۔ بعض نے یہی طرح دیا کہ اصل عبارت اس طرح ہے۔ وَاَنْتَ تَقْضِیْ
یَحْیٰ مَاتَ نَفْسُ تَرْجَمَ۔ اور دیکھ کو ان تمام میں سے بعض جو تم نے مانگا۔ مگر یہ جواب خواہ مخواہ تکلف ہے۔ جس تک
ہو سکے پر تیرہ عبارت بنانے سے بچنا چاہیے۔ تیسرا اعتراض۔ ہر نکتہ کہ میں کہہ رہی کہ دعا ضرور قبول ہوتی
ہے مگر یہاں یہ دعا کہ اس شہر کو من و عطا دانی قبول نہ ہوئی کیونکہ کعبہ پر وہ نکتہ پر مسرت نہ ملے کیا گیا۔ اور کعبہ
شہید کی گئی یہ موجودہ کعبہ تعمیر نہیں ہے بلکہ تعمیر قریش اور نبی پاک ہے (دیوبندی دہلی)

جواب۔ من سے مراد کائنات کا نیکو ہمارے قضاہ اس کی غلطی ہے اس سے واقعی نکتہ بلکہ تاقیامت
مخصوص ہے۔ اور دعا حقیقتاً قبول ہے۔ جس سے کلام دعا پورے شہر کے لیے سے کہہ دیں ورنہ مادہ ہو۔ اس
کی لاسے بھی قبول ہے جو تمہارا اعتراض۔ یہاں تو معلوم ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوتی پھر یہ دعا کہ
وَاجْعَلْ لِّیْ جُودَیْ رِیْضَیْ سَیِّدَیْ۔ کیوں مانگی۔

جواب۔ اس کے بارے میں تین کے تین قول ہیں۔ نمبر ۱۔ اس سے کعبہ کو مسعودیت پر قائم رکھ۔ بہرہ دیا اس لیے
کہ نبی پرستی کے دوسرے سے بہرہ دینی تہی خیال سے یہاں کہ یہ شہر نبی ہے۔ نمبر ۲۔ اس سے کہ عمارت مسجدی عمرہ دعا
میں شریعت بہت پانچواں اعتراض۔ حضرت ابراہیم نے دعا میں کہا وَاَنْتَ یٰحَیُّ۔ اور میرے بیٹوں کو بھی بت
پرستی سے بچا۔ حضرت ابراہیم کے بیٹے حقیقی صرف دو تھے حضرت اسماعیل و اسحاق۔ اور تہی حج ہے لہذا
میں سے مرد آپ کی اسوئٹل سے دعا تیسرا قریش سے۔ دعا بہت درست ہوئے۔ تو ثابت ہوا کہ دعا بھی
قبول نہیں ہوتی۔ (دیوبندی دہلی)

جواب۔ تفسیر میں اس کا جواب دیا گیا ہے یہاں اتنا سمجھ کر کہ یہ دعائیں دلت موجودہ اولاد میں پوتوں کے لیے تھی اور اس دلت وہ سب مومن و صالحی ہی رہے۔ لہذا ماقول ہوں۔ بعد میں قیدیہ قریش دلتے اگر مگر ہوں مگر یہ دعا کی تفسیر میں فرق میں آیا اور قریش بھی اس کے کافر ہونے کے لیے جس سے نجات ہوا کہ وہاں خلیل بعض کے لیے قیامت تک تہوں ہوئی۔ چنانچہ اعتراض۔ میں کہنا تھا تھا کہ معنی بن بعینہ کی وجہ سے یہ کیا جانے کہ اس کو یا جس کو نہ دیا۔ بلکہ ایک کو تصور تصور اور ناکہ جیسے تو یہ معنی زمین و صفت غلط ہوتا ہے نیز۔ آگے دلت ہے کہ لا تَحْضَوْہَا تَمْلُکُنَّ نَمْلَتِیْنَ کُفَّیْنِ سَوَیْہِ اوردن کن کتنا کثرت کو ثابت کرتا ہے جب کہ بعینہ کثرت کے خلاف ہے۔ اس کے تفسیری معنی سے تعلق آیات ہو گیا۔ نیز۔ لا تَحْضَوْہَا تَمْلُکُنَّ نَمْلَتِیْنَ اِحْسَانِ خدا ہے اور بعض پر احسان نہیں مناسب ہوتا۔ لا تَحْضَوْہَا میں تو سب کو شامل کیا گیا لیکن دینے میں بعض کو دیا۔ تو لا تَحْضَوْہَا کی عمومیت کیونکر درست ہوگی۔

جواب۔ سابقہ حایات میں ہمارا جواب تو یہی ہے کہ شریعت سب بندوں کو سب ہی نعمتیں عطا فرمائی ہیں مگر ہائے والی زبانوں کا فرق ہے نہایت قلیل زبان حال ہونہا بن سر دلت۔ اس جواب پر تو کوئی اعتراض نہیں رہتا۔ آپ کا یہ اعتراض جواب دوم پر ہے اور ان کی طرف سے جواب اس طرح ہے کہ سب تعالیٰ کی بعض نعمتیں بھی تہی کثیر ہیں کہ لا تَحْضَوْہَا تَمْلُکُنَّ نہیں جاسکتیں نیز یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ بعض دیں بعض نہ دیں اور بعض دیں وہ ان بعض سے زیادہ ہوں جو نہ دیں۔ اور رہا یہ کہنا کہ جس بعض افراد کو بالکل نہ دیں وہ کیا میں گئے انکو لا تَحْضَوْہَا میں کیوں شامل کیا گیا تو اس کا جواب یہ کہ وہ لوگ ان نعمتوں کو نہیں مانتیں دی گئیں لا تَحْضَوْہَا میں یہ تفسیر تو نہیں ہے کہ کوئی نعمتیں گزریں۔ بن مانجھے تو ہر شخص کو ہی دی گئیں اور کثیر دی گئیں۔ بعینہ کا اجمال تو فقط یہ تھا کہ وہی نعمتوں میں ہے۔ سابقہ اعتراض۔ یہاں فرمایا کہ لا تَحْضَوْہَا تَمْلُکُنَّ نَمْلَتِیْنَ اِحْسَانِ خدا ہے اور ہر ایک میں ملتی ہے۔ اس میں ملتی یعنی ہم معنی ہے تو نفی کیونکر درست ہوگی۔ ترجمہ اس طرح ہوگا کہ اگر اس کی ہمیں گنتی نہ ہو۔ یا نہ گن سکو۔ یہ تو عجیب فقرہ (عقل) بن گیا۔

جواب۔ یہ دونوں ہم معنی نہیں ہیں بلکہ تقدیر کا معنی ہے گنتی گویا گنتا شروع کرو۔ یہ اجداد ہر انسان کے لیے ملتی ہے۔ آگے نفی ہے حال دوسرے۔ وہ مصدر کا فعل استعمال فرمایا کہ لا تَحْضَوْہَا اس کا معنی ہے گنتی کی سمجھ نہیں کہنی۔ یہ انسانی بنائی اور طرقتی حالت و مہم ہے ممکن ہے۔ دینی مثال آگے انہوں نے اس جواب میں عرض کی گئی۔ لا تَحْضَوْہَا تَمْلُکُنَّ نَمْلَتِیْنَ اِحْسَانِ۔ یہاں فرمایا کہ لا تَحْضَوْہَا تَمْلُکُنَّ نہیں کہنے۔ جس سے نجات ہوا کہ میں غیر تہی ہیں حالانکہ نعمتیں ضرور ہیں اور مخلوق غیر تہا ہی نہیں ہو سکتی۔

جواب۔ لا تَحْضَوْہَا سے ہرگز غیر تہا ہی ہونا ثابت نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہاں کثرت مست کی تفسیر

گئے کی حالت میں جنت کی نئی ہے۔ اور انہی طاقت بہت سی غیر متناہی توکل رسولی کتابی شیا گئے سے
 می کی مرہبہ۔ دیکھو ایک بٹے درخت کے پتے بہت کتابی اور تھوڑے سے میں مگر انسان گل نہیں سکتا اور اسی
 طرح دریا کے قطرے اللہ کی نعمتیں تو اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ ان تبت کی تفسیر مونیادہ اگل آیت ۲۳، ۲۴، ۲۵
 ۲۶ کے ساتھ کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي

اسے رب مجھے جنگ میں سے آباد کیا کہہ دلا دہنیا میں جنگ بے جنتی
 سے میرے رب میں سے رہتی کہہ اولاد ایک نسلے میں بسائی جس میں کھیتی

زُرْعَةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا

عالی تیرے عزت سے ہونے کے۔ اسے رب مجھے چاہیے کہ قائم رکھیں
 نہیں ہوتی تیرے درمیان مائے نمر کے پاس اسے مجھے رب اس سے کہ وہ نماز

الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي

وہ نماز کو پس بنادے تو دلوں کو طرف سے لوگوں کے کہ بھگ جائیں
 قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کہہ دل تو کی طرف مائل

إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿۲۶﴾

طرف ان کی اور رزق عطا فرما تو ان کو کہہ پھوں کا تاکہ شکر کرتے رہیں
 کر دے اور انہیں کہہ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مائیں

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ

اسے رب مجھے جنگ تو ہی جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور نہیں چھپ سکتی
 اسے مجھے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پروردگار

سے ہے۔ صاحبہ ہنگام۔ متعنی ایک مفعول ہے بمعنی ٹھیکہ خانے سے شے ہے لازم سے معنی ٹھیکہ خانہ۔
 رہائش گاہ۔ کنوت فیہ رکنا۔ من بعد تعینہ فذیت م مفعول جابد مؤنث ہے فذرت یا ذری ست با ہے۔
 بمعنی چھوٹی دوا۔ بحر سے ذوات بید کی ہوئی چری۔ یہاں پہلے معنی میں۔ اصطلاح میں ہر بڑی چھوٹی اولاد کو
 ذریہ کہتے ہیں۔ مضاف ہے بحر سے من سے ہی منیر منکم بحر و مثل مضاف الیہ ہے۔ بت جازہ معنی فی ظرفہ
 مکا یہ وہ ہے۔ اسم قابل سے در صل تھا اردو تعریف کے لیے ی نام بلکہ کو گرا یہ در طرف میں تحوین لگا دی
 دوئی سے صاحبہ معنی مثل بیدن۔ یہاں۔ جب اس کے اخویں بت تائیت ہو تو معنی ہوتے ہیں پہاڑی فہ
 مار۔ پہاڑوں کے درمیان لمبا رستہ۔ یہاں مرد مکہ مکرمہ کا اس زمانے کا ریگستانی بق درق بیدن ہے۔
 بحر و بے بت جازہ سے تحوین عومی ہے موصوف ہے مابعد کا۔ غیر حرف سستہ لائی ہے بحر و بے مضاف الیہ
 قبل کا اور مضاف سے مابعد کا اس بیت کہہ جاتویں ہے۔ دی ہمارے سنہ مکتوب میں سے ہے۔ جیشہ مضاف ہوتا ہے
 مرد ہر کی طرف۔ محاکات کسری ہوتی ہے۔ مضاف الیہ ہے غیر کا اس لیے بحر و بے درجہ۔ مصدر معنی ہم معری میں
 ہوتا ہے کہ جس سے کہتی۔ ہم کو جسے تحوین تکیری ہے معنی بالکل کہتی نہیں۔ جیشہ ہم طرف مکان سے معنی قریب ہاں
 ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اس مضاف الیہ ظاہری ہوتا ہے غیر بھی۔ بیت۔ ہم مفعول جامع کی کی جیسے مکتوب جیشہ
 بیت مصدر مازہ کا اصل مصدر ہے باب مع میں۔ ہماری ہوتا ہے۔ معنی رستہ گزرا ہے۔ مصدر میں کو کسری کو یا
 رستے کہ جسے کو بیت کہتے ہیں۔ بحر و بے کیونکہ مضاف الیہ ہے غلظہ کا۔ تحوین نہائی کیونکہ مضاف ہے ن غیر مصدر
 ہر کر حاضر بحر و مثل کا اس کامر ج ہے۔ مرکب ضانی موصوف ہے۔ الف لام یہی بمعنی الہی۔ محرم ہم معول
 و حمد مکتوب تعین سے ہے مصدر یہ ہے نہ ہم سے ہے معنی عزت گناہی سے ہے احترام الہی بھی۔ متعنا۔
 ہی سے ہے ہم معنی دکا۔ ہی سے ہے محرم۔ محرم معنی عزت کی ہر ایک معنی مغربی ہے یعنی لوگ اس کی
 عزت کریں غرہ معنی رام کی ہر ایک یہ معنی قابل ہے بھی اس کی ہیت سے معنی کا یہاں حرام کر دینے۔ بحاکمیت
 رستہ معنی سے ست کی۔ رشتا۔ ہم مادی مضاف ہر سے تاکید و ما یثقیلہ فضل ہر جانب مفعول میر جم
 ہر کر محرم میر مائل مستہ کامر ج ذریہ سے۔ اب فعال ہے۔ مصدر ہے اکامت۔ الف لام حمید خدائی صلوة
 ہم مفعول غوی ترند دعا سے مفعول نہی مازے۔ مسترح ہے کیونکہ مفعول یہ ہے۔ ف تبدیلہ بمعنی اس لیے انش
 مع ہر حاضر واحد ذکر۔ مت میر واحد میں مسترح ہے قابل ہے اس کامر ج رشتا سے باب فتح سے جمل
 سے صاحبہ معنی بدنا۔ بہر حال متعنی ہوتا ہے۔ فہم فہم جمع مکتوب ہے اس کا و حمد فزادہ سے ترجمہ سے دل
 دادر دنی۔ طبعی فہم حکمت لعل ہے مفعول رستہ جمل کا اس جازہ مازہ یا تہ مضاف الیہ پر داخل ہو و صامت
 در بیان کے لیے۔ ہر دہ مستحق۔ اس پر معنی معنی جازہ درج ہوتا ہے جازہ محرم مشتق ہے اصل کا مفعول

ہائے۔ وہاں ہی جمع ہو کر۔ اچھی رحمت جس کی جمع ہے دعوائے۔

تفسیر سورہ

رَتْنَا دَرِیَا کُنْکُتْ مِنْ دَرِیَا یَمَیْنِ یٰۤاِبْرٰهٖمُ ذٰلِکَ نَدْوٰی

اَسْتَبَدَّ لَکُمُوۤا مَرَدُّکُمْ بِمِیْقَاتِکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوۤا فَاصْبِرُوۤا فِیۤہِمْ اِنَّ ہٰٓئِذَا

تَقٰوٰی لَیَظْہَرَنَّ وَاَرٰۤا فِیۤہُمْ مِّنۡ اَسْمٰتِیۡ تَعْتَقُہُمْ یٰۤاِسْحٰکُ ذٰلِکَ نَدْوٰی

ہم سب کے سب کریم یہاں کی سکوت میں بحر تیری جہالت کے اہل کوئی غرض فرمایا نہیں

کیونکہ یہاں تو فرمایا کوئی چیز ساز و سامان سے ہی نہیں کھیتی باڑی تک نہیں۔ مقصد تیری شریعت ہے نماز

ان میں سب سے بڑا رکن ہے۔ نماز سے ایمانیات کی اصل ہے۔ اور تیرا گھر کعبہ منکبہ مرکز اسلام و قرآن

مدینہ منورہ ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم کا حنیف دینی ذرا کئے سے تین مقصد ہیں یکٹ یہ کہ یہاں

کوئی دیوی غرض کے لیے درجہ نہ دے۔ دوسم یہ کہ یہاں کے رہنے والے اپنے آپ کو محض سب حالی کے

رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔ تمام ظاہری دیوی اسباب سے کمر نہ موڑیں۔ سولم یہ کہ حضرت ابراہیم بھی ساری

زندگی دعا میں لگے رہے اور یہاں رہنے سے بھی اپنی ہر ضرورت کے لیے ہمیشہ ہی سب کے گئے ہاتھ

پیدا نہ رہیں پس اسے کریم بن جلائی۔ کچھ لوگوں کے دلوں کو محنت سے بھر کر ان کی طرف جھکا لے اہل کہ

دے کہ وہ ادھر ان کی مخلوق جھوس سے شریعت و ریت ہی کے درمیں مودہ میں محض

میں غالی بھولی آئیں مرادوں سے بھری جھوس لے کر جائیں۔ تمبیاب کعبہ سے نوح کی جلا پائیں۔ ان کے بلا سنے

میں بھی کوئی دیوی غرض نہیں ہے۔ سے مازق مالک اشکان کی دیوی اغرض ضروریات تو ہی پونہ فرما

در رزق عطا فرمان کہ ہر موسم میں ہر قسم کے پھول کا۔ تیری غرض انی عا دل سے یہ سے تاکہ وہ شکر رین

مرست و امن و امنیت کا رزق پاک ہر وقت تیری بارگاہ میں نثاروں نیاروں سے مجھ پریر رحیم۔ اور شایہ

تیری توفیق ان کی دستگیری فرما سنے تو واقعی وہ شاکر بندہ سے ہے رہیں۔ رَتْنَا دَرِیَا کُنْکُتْ مِنْ دَرِیَا

یَمَیْنِ یٰۤاِبْرٰهٖمُ ذٰلِکَ نَدْوٰی اَسْتَبَدَّ لَکُمُوۤا مَرَدُّکُمْ بِمِیْقَاتِکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوۤا فَاصْبِرُوۤا فِیۤہِمْ اِنَّ ہٰٓئِذَا

تَقٰوٰی لَیَظْہَرَنَّ وَاَرٰۤا فِیۤہُمْ مِّنۡ اَسْمٰتِیۡ تَعْتَقُہُمْ یٰۤاِسْحٰکُ ذٰلِکَ نَدْوٰی

ہم سب کے سب کریم یہاں کی سکوت میں بحر تیری جہالت کے اہل کوئی غرض فرمایا نہیں

بدل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت پاک ہوئی جو اسے آپ کے والدین کے باقی سب مل قربت بت
 درست تھے تب کا چچا کدومت پرستوں کا سردار تھا۔ یہ زمانہ فردوسی کوٹل بن عام بن بون علیہ السلام کا تھا۔ یہ
 اپنے ایک زمانہ میں کچھ غصہ سادی دیا کہ بادشاہ اگر اس سے اس نے ضدی کا دعویٰ کیا تھا حضرت ابراہیم سے ہی
 تیس سالہ عمر سے فردوسی کا مقابلہ فرمایا آپ کی عمر تقریباً کہ سن سال قمری جب فردوسی نے آپ کو لگ میں زمانہ آپ حکم
 پر درگاہ چالیس دن تک میں رہے۔ تمام کافروں سے دیکھا ملک نہ درمردارہ میں قوم کے تمام فردوسی سے
 صرف ایک درموس سے آپ کی کل قیمت پانچ ہزار کے قریب قمری جب کہ آپ کی پوری قوم چھ لاکھ تھی۔
 جب قوم و فردوسی سختیوں سے بڑھیں تو آپ اپنے والد تارخ اور اپنے دو بھائیوں کے ساتھ ہجرت کر کے
 شام پہنچے تھے وہاں آپ کی پہلی شادی نکاح بنی ماموں زاد حضرت سادہ سے ہوئی۔ آپ کا بیٹا سادہ نام میں
 ہے پھر جب وہاں قتل کے شمار شروع ہوئے تو حضرت ابراہیم ہی پوری سادہ اپنے بھتیجے حضرت لود علیہ
 السلام کے ساتھ شام سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت سادہ کی عمر حضرت ابراہیم سے دس سال
 سال چھوٹی تھی آپ جو حضرت تھیں۔ مصر کی ہجرت قبل مسیح میں سرچوٹی سال سے۔ اس وقت سے اس وقت
 حضرت ابراہیم کی عمر چھتر سال در سادہ کی عمر چھ ستر سال ہوئی تھی۔ اس وقت مصر کا پہلا بادشاہ فرعون اول
 طوں بن سال بن نور بن سروج بن رعون بن علی بن نود علیہ السلام بن علی بن ارنکند بن عام بن بون علیہ السلام بن
 ملک بن موسیٰ بن دایس علیہ السلام بن علی بن یسار بن نوٹ بن شیمت علیہ السلام بن آدم علیہ السلام۔ بقول مصنف
 امیاء قرآن یہ سب ہی کرم علی علیہ السلام کا نسب ہے۔ یہ سب مومن و مؤمنہ ہوئے ہیں۔ فرعون اول طوان ہمت
 زبردست مومن بادشاہ کر کے قوم خود علیہ السلام میں سے تھا اور حضرت نوح کا بیٹا تھا مکہ ہمت مانتی مسلمان
 حسن یہ سب تھا شریعہ جو جو ہمت ہمت آتی اس کو جبراً ظہراً حاصل کر کے ہی پوری بایا تھا۔ گرفتار کے
 ساتھ ہوتی تو عادی کو قتل کر کے یوں بنا کر حاصل کر لیا اور اگر کارہی ہوئی تو والد یا بھائی کے ساتھ ہوتی تو ہمت
 سال مامور سے کر حاصل کر لیا حضرت ابراہیم کو اپنے علم فیہ کے ذریعہ اس کی اس مہلت کا بیٹہ مل گیا۔ آپ
 نے سادہ سے فرمایا کہ جب تم سے بادشاہ کے لوگ بادشاہ پوچھے کہ تم کس کے ساتھ ہو تو کہنا کہ اپنے بھائی کے ساتھ
 ہوں اور دل میں دبی بھائی ہونے کا درد کرنا۔ اور جب تم سے نکاح کر کے قوم زبان سے کچھ بھی نہ بولیں۔ ان میں نکاح
 کرنا۔ پھر آگے اللہ حافظ فرمائے والا سے جبکہ اس کے غرض لے بادشاہ کو خبر دی اور آپ کو پکڑوا کر محل میں مویا گیا۔
 پسے سادہ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ ابراہیم تمہارا کیا ہے آپ نے فرمایا میرا بھائی۔ پھر خود ابراہیم علیہ السلام
 سے پوچھا آپ نے بھی فرمایا میری بہن سے تب کہ نے حضرت ابراہیم کو ہمت سال مال دیا اور ہمت کر دیا و پھر
 جب ہمت سادہ کو موت میں جو کہ آگے لگا دے تا تو ہمت شک ہوئی ہمت گھبرا در ملک در حضرت آپ نے دعا

کی نو ٹھیک ہوگی پھر باوجود لگانے لگا تو پھر فالج زدن ہو گیا پھر ملکی خلافت آپ نے پھر دعائی چھوڑ دیا۔
 اس طرح سات مرتبہ ہوا تو وہ بہت گھبرا اٹھا کہ تو جادوگر کی بات جاہلی یا ایک روایت میں ہے کہ اس سنہ یہ کہنے ہوئے
 کہ میرے پاس ایک اہل جادوگری ہے وہ مجھے تو اپنے ساتھ لے جاؤ حضرت اجڑا کو پکڑ کر حضرت سادہ کے حوالے کر
 دیا اور سادہ باوجود کہنے کہ حضرت ابراہیم کے پاس نہیں ہو تمام واقعہ سنا اور کہا کہ یہ باہر میری ونڈی بن کر خدمت
 کرے گی اس روایت کے مطابق حضرت اجڑا سلطان حارب کی تہذیبی تھیں کسی جنگ میں شکست ہوئی اور سلطان
 نے ہار کو قیدی خالیاء اور بادشاہ کو قتل کر دیا ان کا والد بارتلا مصر ہی تھا طویل شدہ سے شکست دی اور ہار
 کی جو مصروفی کی بنا پر ان کو اپنی بیوی بیاں لے کر باہر راضی یہ تھیں نہ پچھن سے بہت ہی مہرورہ اور دین کا ملہ
 تھیں تب طواغوت بادشاہ کو باوجود لگانے لگا تو اس وقت بھی اس کا ہاتھ سوکھ گیا تھا اس پر بھی کسی طرح نہ
 متصف کیا اور پاسکا تھا اس لیے تاج اس سے اونوں حورق کو جادوگر کا مقب لیا دوسری روایت کی طرح ہے
 کہ جب طواغوت نے راجہ جادوگر کی لگا تو آپ سے سب حقیقت حال بیان دہائی کر میں جادوگری نہیں بلکہ سب تعالیٰ
 سے تیرے ظلم سے لڑ کر بچا ہے اس کے کہ تو میری جائز بیوی سے ظلم کب سے تو آپ سے دیا یا براہیم میرے
 مادر میں اور ہم سے تیرے ظلم سے بچے کے یہ ہے آپ کو یہی سن کر حادہ کیا ہے وہ براہیم شہ کی بیوی
 میں کو کچھ کہنا کہ تو سے ایک معیت تو بھی آئیں وہ بے حسب نسب ہو چھا تو ہی قرأت نکلی اس لیے اور بھی بدلتا
 بہت متاثر ہوا اور ہی ٹکی بیٹی باہر خدمت گزاری کے یہ حضرت سادہ کو بخش دی اس طرح حضرت باہر براہیم
 علیہ السلام کے بل غار میں داخل ہوئیں باپ سب کو کہ گئی ملاؤں میں پھر سے شہ کا دن نہ لگا تو آپ چھ
 سال کی سیاست کے بعد پھر مستقل طور پر شہ میں داخل ہوئے اور پھر سو گئے اس واقعہ کے تقریباً تین سال بعد حضرت
 سادہ حضرت براہیم سے عرض کیا کہ آپ اس تہذیبی سے نکاح فرمائیں شاید سب تعالیٰ ہم کو کوئی ولادہ فرمائے
 آپ سے نکاح فرمایا اس وقت آپ کی عمر شریف پچاسی سال تھی اس تقریب سے وہ قرن وسط ہو جائے کہ چوتھ
 سال کی عمر میں تھے تو حضرت اسماعیل پیدا ہوئے ایک مدت سے حضرت سادہ کے مرنے کے بعد وہ سالوں
 جب آپ کی عمر شریف توشے سال تھی تب نکاح کیا اور ایک سال بعد جب میل طیر شہ میں ہو سادہ سے سال تھی
 تب حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اور یہ مدت ت۔ حضرت باہر سادہ سے دس سال تقریباً چھوٹی تھیں یہ دوسری
 شادی ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ سے ہیں سو پچھتر سال پہلے ہوئی اور مکہ مکرمہ غار اکبر کے پاس ہجرت انیس
 سال بعد ہوئی مگر صحیح یہ ہے کہ تیرہ تیرہ یعنی دو سال بعد ہوئی جبکہ حضرت اسماعیل کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی۔
 جب فرارہ اجڑا وفات ہوا تو حضرت سادہ کو حضرت سانی حد معتمد میں لگا کر میں باہر کے ملک کات کر کے کہہ بدورت
 کر دی در اس پر آپ سے تم کھائی حضرت ابراہیم کو پتہ لگا تو آپ نے فرمایا یہ تو ہم سے ہے اور قسم اس طرح ہوئی کہ

کہ سب سے پہلے اس کے رگوں میں سونا ہے کہ ہار ایک جگہ ایک جگہ ہی صورت میں ملے گا کہ ہی تم پر ہی کی صورت، ہاں صوبہ کھانڈن، کھار
 کہوں ہی سہلے جانے کے لیے نہایت سوت پر نہایت قرابت درگزر سے کیل بنا کر کلاں تک جس سے یہ سہلے دیکھا کہ یہ تو اب زیادہ
 و بہت گد ہی ہے کہ تم کھالی کے ال کو وہاں نکلا اگلی جہاں بھر کسب کی سے مرمانے۔ اہ حضرت ابراہیم سے عرض
 کیا کہ اجرو اور اس کے شیر خوار بچے کو کھل میں چھوڑ دو اب یہ میرے پاس نہیں رہ سکتی۔ حضرت ابراہیم نے استفادہ کیا تو
 سب کی طرف سے جواب آیا اسے ابراہیم جیسے سادہ کتنی ہے دیے ہی کہ وہاں کو فادان کی پھاڑیوں میں مردہ کے پاس
 چھوڑ آؤ۔ چنانچہ شہرہ کے دن حضرت ابراہیم گھر سے نکلے اور چریے ایک پر جو دیشیے ایک سیدہ حضرت اجرو اپنے
 بچے کے ساتھ بیٹھیں۔ وقت عصر شام کے مطابق سے غلہ کب کسراں پہنچیں گے ایک روایت میں ہے کہ تین دن کے
 سفر کے بعد پہنچے آپ نے حضرت اجرو کو وہاں آکا ایک ٹکڑی روٹی کا ایک تھیلی کھجوروں کی دی۔ وہ روٹی میں پڑے
 اجرو مٹی میں تعالیٰ منا ہیچے دھڑ پڑیں اور پکھڑیں کہ مسہرے خیل میں مسان میلنا ہیا ہاں ریگستان نہ پانی نہ سایہ
 نہ کوئی مکان۔ کہیں ہاں نہ پھیان۔ کس کے سماتے چھڑ کر چاہے جو۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا اپنے گیدہ و غلہ
 یہ کلمات عرض کئے کہ گیدہ جوں بد کہ کیا آپ کو ب تعالیٰ نے اس کام کا حکم دیا ہے تب آپ نے صرف اشارے
 سے فرمایا ہاں تو آپ دلیک ہست نہیں۔ عرض کیا کہ اب ہم کو کوئی فکر نہیں۔ شہر ہم کو صاف فرما دے گا حضرت ابراہیم
 دونوں فرسے گئے ایک روایت میں ہے کہ ایک ہی چڑھا جس پر دونوں بیٹھے تھے۔ وَاقِفْ اَخْلَفْ بِالْقَتْرِ بِمَنْدِ اِیْلَہ
 دن انھیں کھجور دلائی پر گروہ فرمایا جب ختم ہو گیا تو آپ نے فرمادہ ہوئیں اور اسامیل علیہ السلام شقت گرمی اور بھوک
 پیاس سے جھلا رہے تھے۔ آپ سے دیکھا گیا۔ آپ بچے کو اسی طرح اپنے دوپٹے پر لٹا کر کہ صفا کی طرف
 مٹھی ادا پر چڑھ کر دگ دیکھا کہ شاید کہیں کوئی آدمی کوئی دھکیں گھر نظر آئے۔ مگر ہر طرف دھلنا ہیا ہاں تھا۔
 پھر وہاں سے ترکہ دوڑیں اور مردہ پر چڑھیں اس طرح سات پکڑ لگائے، ہر پکڑ میں اپنے تخت پر کو دیکھتی باقی
 نہیں جیسے نئی ہوئیں اور پھر نظر نہ آتا تو پتائی میں دھڑ پڑتی تھیں۔ آج یہی سنت ہاں ہے کہ دہرہ وقت سی
 سے سائی جاتی ہے۔ جب ساتوں پکڑ پہنچا ہوا تو کہ آقا سسٹائی دی آپ نے اپنے سے فرمایا منہ بچی چپ او سانس
 نکل کر آواز سنی پھر آپ بچے کی طرف دھڑ پڑیں تو دیکھا کہ حضرت اسامیل کے قدموں کی جگہ سے پانی کا چشمہ اُبل رہا ہے۔
 آپ استلال غول ہوئیں اور دیر کی دیوہ بنا کہ چاروں طرف پانی کو حکم دیا زم۔ زم۔ زمیر جا ٹھیر جا۔ یعنی پھینے سے رک
 جا۔ حیرت پاک میں ساقی اشتر علیہ السلام نے فرمایا اگر حضرت اجرو۔ زم۔ زم۔ نہ فرمائیں تو یہ پانی ایک بتا ہوا چشمہ جود
 ہم ہاں کہیں ہاں دیر۔ دیر۔ دیر کے تاج میں چاہے ہم دنے سے چڑھ کر کھانڈن کی جگہ پر کال میں۔ تھلاں چلیں۔ کال میں کھلا کہ
 قلعہ کے مرنے سے رہا کر دیا نکلا۔ دوسرے قلعہ کے حضرت ابراہیم کے قلعہ میں آہستہ آہستہ قلعہ بھی نقل فرمایا کہ حضرت اسامیل
 کے قدموں کی آگ سے پانی کا چشمہ اُبل پڑا اور یہ قلعہ کا بھی مجبور یعنی زمین تھا۔ میرے نزدیک یہ قول قری سے اسے

تھیں۔ مسنن کی نخلی اور نخلی میں چند احوال فرماتے ہیں۔ قبر۔ نخلی یعنی پھانسی سے مراد وہ جنت ہے جو عظیم علیہ السلام کے دل میں حضرت ابرہہ کی قبیح اور منافقت و بیاد جو حضرت اسماعیل کا تھا اور نخلی سے مراد حضرت ابرہہ کی زیادتی جو نخل کے گھر کا اور دما ہونے کی وجہ سے کی اور حضرت اسماعیل کا ان کو جنگل بیابان میں چھوڑ دیا۔ علامہ برزہ نے یہ نظم تھا مگر میں حکمت باری تھی اس لیے کوئی تصور دانی نہیں ہے۔ نخلی سے مراد دلی دما اور نخلی سے مراد برزہ کی ۱۰۔ نخلی سے مراد مذات خود، جہہ درون اور ہند سے نخل کو جنگل میں قبیضے سے دور بھیجا دیا۔ اور نخلی سے مراد خود مدد میں جن کو پاس رکھ دیا۔ علامہ برزہ باجہ و اسماعیل کی حق تعالیٰ سے مگر حکم ربی تھا اس لیے دماؤں میں اس کا ذکر کیا۔ بہر حال سب تعالیٰ سے۔ برزہ میں اسماعیل کی مادی دماؤں قبول مردوں۔ درمیں تمام اہل مذات ہی سرب پر چھدار علاقہ ملک تمام سے بندہ جو نخل نخل کر۔ کہ نخل سے قریب رکھ دیا اس کا نام دماؤں رکھ دیا گیا اس لیے کہ شام سے مٹھا کر لایا گیا اور اس طرح اسے جاسے کو مرنے میں طرف کئے ہیں۔ یا اس لیے کہ حضرت اسماعیل سے اس پر سے پھار کو پٹا ہاتھ پر مٹھا کر کعبہ کے سمت چکر لگائے۔ جس کو آج بھی طواف کعبہ کے ساتھ میں حضرت ابرہہ اور اسماعیل علیہ السلام کے درمیان تقریباً ستر بیابان کرم کے مزارت میں بن میں آدم علیہ السلام بھی ہیں۔ حضرت ابرہہ، محقق۔ ابراہیم علیہ السلام کے مزارت میں اس کی ایک مسجد میں میں اس کا دفن کا نام نخل کل فیل ہے۔

اس نیاست کریم سے چند فائدے حاصل ہوتے۔

فائدے

۱۔ پہلا فائدہ۔ یادگار و افندی میں صرف سب تعالیٰ کے انوار و شعلہ کہتے ہیں کہ اس ہر وقت قبول ہوتی ہے اور یہ محبوبیت کی اتنی مثال سے جی سے زیادہ متعلق کو کوئی محبوب ہیں۔ دھرتی و دیو سدی دہائی اس پیر کے سکر ہیں اور دھرتی پیر پرست باجوں سے، مینا کی تو میں کے لیے جی گستاخانہ کیوں بنا ڈالی میں خدا کو بدک کہتے مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے بار سہرہ کی بنا ڈالی کہ ایک دوست نے پتے کے لیے دعا کرائی موسیٰ علیہ السلام نے اس سے ذکر کیا مٹے مر یا اس کی قسمت میں اودا نہیں پھر ایک دن اللہ جو کہ گریہا دیکھ کر مانگے والا اس نے گل میں آواز لگائی کہ جو مجھ کو روٹی کھائے گا اس کو دل دے گا۔ ایک روٹی کا ایک بچہ۔ روٹی کے دے دو۔ اس دوست نے درویشیاں کھلائیں تو وہ دیکھے کہ نے روٹی علیہ السلام کو کھانے بلائی تو موسیٰ علیہ السلام شرمندہ و پریشان ہو گئے اس سب تعالیٰ سے اور پر جا کر عرض کیا موسیٰ یہ کیا مجھ سے فرمایا کہ اس کی قسمت میں نہیں اور اب اس کو دے دیے سب نے کہ ہمارے ایک محبوب دعا کر لیا تھا۔ جو تم سے زیادہ محبوب سے کہ تم ہمارے ہمراہ نہیں دے سکتے مگر وہ دیتا ہے۔ (استقصا شریعہ) کسی غیث آدمی کی بناؤنی کہانی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی بھی گستاخی ہے کہ گستاخانہ پھیلنے سے بھی غلط بیانی کی۔ پھر فرماتے اجماعی غلب سوچتے سمجھتے نہیں نہ سے کہ

لکھ دیتے ہیں بیان کر دیتے ہیں یہ کہاں کئی مرعہ عیار جنگ لندن میں چھپ چکی ہے یہ سراسر کفر ہے۔ ولی تو درکار غوث و قطب بلکہ مسلمان بھی ایسا کرام کے استعاروں کے جھار و کش میں۔ اور یہی خدمت ان کی منہ شام کی وجہ سے یہ تو جھلافتگی خود ساختہ یہودہ باتیں ہیں مگر باہر کا والہیہ میں ان کی بہت شائیں ہیں یہ فائدہ۔ تسبیح سبحانہ فرمانے سے حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ۔ جس طرح تمام جہلات میں ثواب کے اعتبار سے روزہ صبر سے فضل اسی طرح قرب الہی کے اعتبار سے نماز سب جہالات سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ہی یہی حضرت خلیل علیہ السلام سے تادی مگر کو نماز کا سبب قرار دیا یعنی وہ شہر کرم نماز کے لیے آباد کیا ہوا۔ یہی شہر فائدہ۔ نیک مثنیٰ لوگ خاص کر نمازیوں کی عزت اور عوام کے دلوں میں ان کی الفت و محنت ہونا یہ سب تعالیٰ کا کرم اور وہ خلیل کا اثر ہے کہ اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا تو صرف اہل مکہ کے لیے مانگی تھی مگر دیگر نیکوں کی بھی بات بن گئی اور ان تک بھی اس دعا کا اثر ہوگا۔

ان آیات سے چند حقوق مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ ہر صاحب اولاد مسلمان پر واجب ہے کہ اپنی کچھ اولاد کو مکمل طور پر دینی تعلیم دینی خدمت کی طرف لگا دے اور کچھ اولاد دنیوی ضروریات کی طرف مائل کرنا مستحب ہے یہ مسئلہ۔ جن دینی شیعوں میں من تبغیر فرمانے سے مستنبط ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ انبیاء کرم کے مشفق یہ یہ گمان کرنی کہ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوں یہ سمجھنا حرام ہے۔ یہ مسئلہ فاحشہ فیئذ ذالک اور حضرت ابراہیم کی ان تمام دعاؤں کے موجودہ مشاہدہ کا اثر سے مستنبط ہوا۔ تیسرا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ سے دینی دنیوی دونوں دعائیں مانگی جائز ہیں مسئلہ تھوفا یبغیرہ و انذرتھوفا سے مستنبط ہوا کہ پہلی دعا تھوفا۔ (الم) دینی دعا ہے کہ حج اور عمرے اور عاصری کعبہ کی دعا ہے۔ اور دوسری دعا تھوفا و انذرتھوفا دنیوی دعا ہے۔

یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اتنی کثیر دعائیں مانگیں مگر جس وقت نابود ہوئے ہمارے ہمے تو کوئی دعا نہ مانگی اسس کی کیا وجہ ہے؟ جواب۔ یمن وجہ سے۔ نہرا۔ اس لیے کہ وہاں امتحان اور ابتلا تھا آقا اللہ تعالیٰ ہے۔ نمبر ۲۔ اس لیے کہ وہاں اپنا مسلط تھا یہاں عہدوں کا معاملہ ہے یعنی تاقیامت اولاد دنیویں کی تلاح و نہایت کی دعا۔ مگر وہاں صرف نابود ہوئی جس کا تعلق صرف ذات خلیل سے تھا۔ امتحان رہت جلیل کا تھا۔ جہاں جانا ضروری تھا۔ جانے میں محنت اور قوت تھت اور خود دلہی کا ثبوت دینا تھا مادہ جانے میں اور پہنچنے کی دعائیں مانگنے میں بدوی کا اعتراض ہونا تھا۔ اور ہاں نابود ہو کر گویا ہونا قدرت الہیہ کی مثال دکھانا اور یہ سب کو دلہیوں کو کر کے چڑھا دینا تھا۔ یہاں نہ مصلحتی سے کہے کر بھانا

تھا اہل سعادت کی جیسوں سے حرم پاک کر دیا تھا اور تاقیہ صمت کر ڈیوہ مل ان کا کام نہ تھا۔ اس دعا کا
تعلق بہت سے لوگوں کے بہت سے معاملات سے تھا۔ اس لیے اب دعاؤں کا وقت سنو کہ رب پہل سے
کسا تو غل سے اب غل کی مٹی سے میل مانے گا۔ دو شراعت غل - صحت بر سیم سے دعا میں کہ غل
من لیس پستے تھا کہ نیند و شہیں نہاتے بغیر مٹی کے۔ جو تب - حضرت ابن عباس سے روایت کر
ہج جنیت کا دعائیں تمل نہ کیا ہوتا تو دوسرے دن واسے بھی مل کر نہ آجائے اور نظر کر دکانہ جاسکتا ہے حضرت
بر سیم کی پتی حواش بھی تھی کہ - حدود کبر میں مشرکین داخل ہوں نہ تھے نہ کدو عام حرم یہاں کے باشندوں
کو بار خاطر ہوا کہ دستر کس راج - مکرور کن اصول بھی ہے کہ جب یہاں - ہو تو عامری ریکارڈ مصل سے سکے۔ لہذا
کا ترجمہ گد ہے۔ مگر بھیج یہ ہے کہ مٹی در ہے۔ یعنی شراعت غل - بہت ہی تعال سے مل ہی سے سب کا
نہی مقوم فرمایا تو عدل و رزق کیوں مانگی۔ جو تب - دعاؤں کی نہیں ملا دق کی اقسام کی سے بھی پہل بھی مصل
مول اور ہی تمل میچ - یہاں کے لوگوں کو ہی قسمت کمانے کے لیے کہیں جانا پڑے۔ چوتھا اعترا غل -
تحدید نیند و شہیں تو تمل سے - پھر دقت راق تسبیح لکھا کہ کیوں مصل کیا

جو تب - یہ شہا کہ نہ کی طرف نہیں بلکہ ہی اس پہل دعا کی طرف سے جو رقت غل و سے مکی تھی۔
چوتھا اعترا غل - یہاں فرمایا کہ تمل و اسکت مین ذرتینو سے یہ سے رب بیشک میں سے سکوت
دہی پتی کچھ ڈریٹ کو بغیر تھیتی دہی کل میں مایہ کی تفسیر مالہ سے صلوہ مکار مصل مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ دعا اس
دقت مانگی جس وقت حضرت جبرہ کو چھوڑ کر گئے ہیں جن مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ دعا سورہ مال بعد اس
وقت مانگی بہت تہیر کبر مکمل ہو چکی۔ لیکن دونوں تفسیر مل پر اس طرح اعترا غل وارد ہو ثابت کہ اگر پہلے وقت کی دعا
مصل جاسے جب ابھی چھوڑ کر گئے ہیں تو اسکت نہا ٹیک نہیں کیونکہ اسکت کا مٹی سے خاند آبادی گھر میں
ربائش و نما - ہی سے ہے شکم - لیکر ہاں کا مازوہ استعاق ہے سلوٹ سنن - جس کا مٹی سے نرم دینا - تو
جب ابھی نہ گھر نہ در ملک باندھ دینا - نہ کوئی آس نہ پاس نہ خیمہ نہ ستر - تو پھر یہ سکوت کیونکر ہوئی - یہاں بجائے
اسکت کے تو لٹ یا تو لٹ ہو یا جابینے - تھا بھی میں نے چھوڑ دیا میں نے اتار - در گریہ کر
کہ پہلے کے بعد یہ دعا مانگی کئی تو پھر لوہا کنا صلوہ ہو جلیبے - کیونکہ وادی کا مٹی کا مٹی سے یہاں اور ویرٹ جنگل -
حالا کہ تہیر کبر کے وقت یہ جگہ قیلہ و خم کی اند سے ایک چوڑا شہر میں پکا تھا اب یہ وادی ذری تھی - اس کا
زالہ کس طرح ہو سکتا ہے - جو تب - ہم نے اپنی تفسیر مالہ میں اگر یہ یہ دونوں قول نقل کئے ہیں مگر ترجیح مہل
اس بات کو دی ہے کہ یہ دعا تہیر کبر سے فرغت کے بعد مانگی تھی - اور اس وقت صحت جبرہ و اسکا میل ملیر
اسلام بہت پہلے آہ مکمل طریقہ سے تادی اور سکوت اختیار کر چکے تھے - اس لیے شکست دانا اس قدر سے

بالکل درست ہو۔ اس شہر کو وادی فرمایا تو حیل سے کر وادی صرف جنگل یہاں کو ہیں کہ جانا۔ مگر سرسبز جگہ کو
کہا جلتے جس کو چھوٹے یا بڑے پتوں سے گھیرا ہو۔ ہر جگہ خوبصورت بڑا میدان ہو۔ جنگل سورا پھوٹی لگے۔ اور
یہاں میں اسے کی شکل ہو تو درخت کا جڈا ہے۔ لیکن لہائی درختوں کے میلان کو وادی کا جاتا ہے۔ اگر یہ لہائی
سورہ اس معنی کے ملائے جائے گی کہ مکرم کو وادی کہہ جاتا ہے۔ دیکھو مقدمہ جس میں قرآن پاک کے کلام میں
چالیس سال آیا اسے اس کو وادی یہ کہہ گیا صرف کہ اس پتوں کی وجہ سے۔ سورہ اس معنی کو حضرت ابراہیم علیہ
السلام کو وادی کہا اور صحت سے متعلق کوئی اعتراض نہیں

تفسیر صوفیانہ

وَنُفِثَ مِنْ قُلُوبِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ذَكَرُوا نِعْمَتَ رَبِّهِمْ وَلَهُنَّ لَافْخُوفٌ ۝
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَتَذَكَّرُونَ ۝ اسے مان، سمجھت کہ یاد رکھو کہ تمہاری رہی نص
پر قلب کا نشان پیدا اور حکمت کا پانی ہر لکھا ادا طاعت کے بدلے تمہاری مداح کاہن لافخوف تعزیر
بہر شریعت کی کشتی کو طریقت کے بیابان میں تھامے یہ سورہ ہدی دیا حق اور حقانیت کے راز و بطنی سے
کہ حوسات و بصیرت کے حکم سے۔ اس سے قیامت کی لافخوف دیا، معرفت میں صراحت حقانیت کے علاوہ
نک بدل ذوال سبح کو راز کا اعتراف سے مگر شک کے گئی جو کشتی کو رازوں کی مدد پر حواسات کے سر سے
پہنچے ہے وہ بھی ذوقی ہے اور اصل حقیقت پر نہیں پہنچتی بلکہ غفلت و غفلت اور مامور مغروروں کا برابر ہوتا ہے
یہی فرق دنیا میں دیا ملاہ دین و لہا کہ ہے اسے فاضل ہم نے تمہاری غفلت سے بغیر دیکھے اپنے دم سے تمہارے
بغیر مانگے۔ اپنے کرم سے تمہارے کھوں فاضل کے لیے علوم و فنیکی نثری سفر کر دیں۔ اس سے قرآن و حدیث و لغت
اسلامی تم پر آسان ہو گیا۔ اور مکاشفہ کے سورہ احسان بدلت کے پانچ کوتاہی صحت سفر کر دیا جو دین قاصریت
حقیقت تشبہیت بہر و حدیث کے کمال میں جیسے دانش میں کشف و مشاہدہ سے پہنچنے والے ہیں۔ انہی سے
پہل بشریت بشریت۔ انہی سے کمال کی حالت احمد و حاکمیت کا وہ سفر کیا تاکہ فیض حق کی قبولیت کی استعداد اور
یک کو فہم ہو یہ نازل کا حق استوار تھا۔ لیکن عالم وجود نور و جسم اسرار و حقائق تقویٰ و کمال کا باطنی فائز و تم کو ہی اس
سے یہ ہر صحت میں تم کو نازل فرما کر تمہاری حواسات طبعیات۔ ہر حواسات کے معانی پر تم کو بے تمہد تو حق
اجد کی غنیمت اور سہا ب دیے تاکہ تم پر مغفلت غفلت میں سے حق و فیض کی طرف مزاج معقول و راجح معرفت حاصل
کر لو۔ یہ تمام اتنی کثیر غنیمتیں ہیں کہ اگر تم گناہ پا ہو تو نہیں لگی سکتے۔ کچھ غنیمت حقوق سے متعلق ہیں اور کچھ غنیمت معارف
ربوبیت اور لطائف الوحیہ سے متعلق ہیں اور ان تمام کا فائدہ و حلق کو ہی ہر سبب و سبب غیر متناہی سے انتہام میں
اور انسان کامل شہر کائنات کا وہ پہل ہے جس نے مقصد کائنات کو ظاہر کر دیا لیکن ناقص عالم سے کہہ کہ اس نے چنی
خداداد استعداد و صلاحیت کو حق تعالیٰ سے دوری اور باطل سے زبردستی کے لیے استعمال کیا۔ اور غفلت مانگنا سے

کہ غایت اللہ کی قدر کی معرفت ابواب حاصل نہ کی۔ اور خزاں اس سے منہ بھیجے۔ اے ذی قہر! ہنوا کر
 جَعَلْنَا هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَحَبِطُوا فِيهِ الْقُحُوفَ وَأَنصَبْنَا فِيهِ الْمَاءَ فَشَرِبُوا مِنَّا
 مَنَّا تَبَعْنِي بِرَحْمَةٍ مِنِّي وَصَنِّعْنَا لِي قُرْآنًا حَسْبًا اور انہی دریاؤں کا
 صیراہ غلیل نکلنے سے میرے، غلاق پیراں پرورش فرمائے اسے اس شہر ملک کو قحط و درہم میں رون اور صاحب
 محاب سے امن والا بنا۔ اور میرے سینہ ہے کینہ کو اپنے انوار کے کینے سے امن کی مدد داریاں۔ اور میرے
 سابق اور میری مدد و جسد کو بھی جن سے میرے مال کی نسل ملتی ہے انہی خوشات۔ وہ مشیات تو اس
 خسر کے بتوں کی جانت و اطاعت وہ سے نکمہ اور پھر کو مشاہدہ غلطی اور میرے مل سل کو مشاہدات ہوت
 کے آستانے سے وہ مدفرا۔ اسے کہ یہ ملک توفیق۔ جلدی محبت الیہ کے لہلہت میں غفلت کے یہے غلط
 بھی۔ نہیں جس سے ہم میں کوئی نفرت کے بتوں کی طرف مائل ہیں۔ کیونکہ جہاں جسدی میں تو مشاہدہ میں و ذوق
 کے کئی بت موجود ہیں اسے سب بار کھم کو شکر بخشنے سے کہ ہم اپنی ذات کو تیرے۔ پیر کے پیر دیکھیں۔ میں کے
 یہ دیکھنے غلطی ذات مصطفیٰ ہے کہ انہی کے اسوۂ حسنہ سے نفوی مد فیض کو یہاں سے وہ پیر و دل کا کھلے وہ
 ظاہر و باطن کا سوار ہے۔ جب کہ نفس نامہ نہ کہہ رہے۔ اسے تیرے محبوبیت کو پرورش فرمائے والے میرے اندر۔
 ان خراستات دنیا اور لائق دل سے لے کر میرے دل میں چسپاں کرادیا پرستی میں حسب کر کے ہمت میں کو
 گمراہ کر دیا اور تجلیات انوار کی لذت سے بھلا کر دیا اور مجاہدے شوق اور طرہ ارق سے میرے کئے اور تیش قدم پر بے گمراہ۔
 اور جس سے قوت و عازمہ کا تیری بارگاہ میں شہد کیا تو وہ مجھ سے ہے۔ کائنات کا قلب میرا محبت سے اس کی لیست اعلیٰ
 غرض میری لیست سے اور اس کی مدح میری مدح اس کا سرسبز پیرا پیرا ہے۔ اس کا مشرب میرا مشرب ہے۔
 اس کا قرب میرا قرب ہے۔ وہ میرا پیرا اور میں تیرا پیرا۔ اور جس پر سے نصیب ملے ہے میری بارگاہ کی کر تیرے محاب
 اور وہی مال و اسدہ احتیاج کیا تو ہر مقام میں وہ تیرے پیر سے خواہ اس کی طرہ کشیدہ کو در پیر سے بدلے۔
 اور حرام و محرمات سے نوزد سے یا فضائل کاں سے رحمت مرانی سے وہ حق میں تیری نافرمانی کی عزت کوں رکھتا
 ہے کہ تو سب کی پیشانی پر قہر و قہمت فرمائے وال سے سب اہل غضب و عذاب ہوتے کے ہی ماہر میں جس کی
 پر کسی پر غضب کسی پر عذاب کسی پر عتاب نازل ہوتا ہے۔ مدافین فرماتے ہیں کہ اگر کاسم۔ کڑی پتھر سے۔ پتھر
 کا قدر و رنگ کا تصویریں ہو جیت ہیں۔ نفس کا صم و عتاب ہے۔ دل کا صم جنی کی لڑیں ہیں۔ مدح کا صم۔ قوت روحانی کی
 خواہش پر واز ہے اور جانت غلی کی تناس ہے۔ سرسبز کا صم۔ عذاب قرب ہے۔ ضمیر باطنی کا صم مکاتبت مشاہدات
 کی پامت ہے۔ مدح کا صم کلمات ہیں۔ لیکن ملک و امان تمام صموں قول سے دہا اور اسے وہ ان تمام سے
 وہاں غلت و احکام کے بقا کے جوہر اسکا میں مستغرق ہے۔ خیال ہے کہ میری مرید کی یا ہمت بھی دیا پرستی کو ایک مدح

اللَّهُ عَاذًا فَلَا عَمَلًا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ

اللہ کو سے عا دہ سے نہیں کو عمل کرنے میں ظالم ۔ عا دہ سے ان کو

درمیان میں عا دہ سے نہیں کو عمل کرنے میں ظالم ۔ عا دہ سے ان کو

لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي

لیو م کے یوں میں کی عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے

سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے

رَعَوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ

سکھان کو سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے

سکھان کو سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے

هَوَاءٌ ۝۳۳

ہوا

برکت و جبر

تعلق اس آیت کریمہ کا پہلی آیت کریمہ سے جو طرح تعلق ہے

پہلا تعلق پہلی آیت میں حضرت یوسفؑ کا ایک سووڑہ دوسری آیت میں اس کی سبب تھی کہ
اس آیتوں میں امانت پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت
پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت
پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت
پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت
پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت
پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت
پر ہو کر اس میں اس کی تعلق ہے کہ امانت و دوسرے تعلق پہلی آیتوں میں امانت

تفسیر نحوی ۔ ہاں عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے عا دہ سے

تعمد اور پیچ و پکار کی وجہ سے کئی سال تک سدھی نہ ہو سکی۔ تمام نیک و بد اعمال و عہد بھگتے پہلے جائیں گے۔
 ہر اہل عیال و اقوام کی پکار کی طرف پائیکائیل علیہ السلام کے بلا سہیر۔ بلکہ کہتے ہوئے سماں کی طرف یا بے صفحہ
 کی طرف اپنے سر دھکے۔ نہ جھکے گی ان کی طرف پکیں نہ پھریں گے۔ ان میں سے کچھ ان کی نظریں بس بہرہ میں
 سب ہی بے محتاطا دیکھیں گے۔ تنہی بھیڑ کے ساتھ اور وہ کون کون سے گناہیں کرتے رہے گا اور اس وقت ہر چیز بڑھنے
 ہر سوچ فکر سے ان کے دل دور ہے۔ سید و سر ہنگل خالی ہوں گے۔ اور وہ غلطیوں میں گم ہوں گے۔ دل انہی نہ
 سے دھڑکتے ہوں گے کہ انہیں کڑی میں آگ جائیں گے۔ ی دن کی دھشت سے ہونے جا سگے کی دعا حضرت
 خلیل نے اپنے لیے اپنے والدین کے لیے اور تاقی صحت مومنوں کے لیے ہر فن کی جو مکمل متحول و متطور ہے۔ لہذا
 ثابت ہوا کہ والدین پاک صاحب مغفرت اور بخشش ہوئے میں دعا کی یہ فزونی بتا رہی ہے۔ ایسا ہی منظور ہو سکتا ہے
 مودود۔ اگر ساری منظور ہے تو والدین جتنی ہونے اور مردود ہے تو حضرت ابراہیم کو بھی مغفرت ملی۔ لہذا صاحب
 تفسیر یہ سوچ رہے ہیں کہ منہ جہ بالانویات کہہ گئے ہیں۔ ایک قول ہے کہ حضرت ابراہیم کے واسطے تاریخ حضرت
 ابراہیم کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اس سے مزید تقویت ہوئی کہ یہ دعا اور کے لیے نہیں۔

اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہونے۔

فائدے

پہلا فائدہ۔ جس شخص سے حاجت چیز سے رب تعالیٰ کو پیر محبت و جہد دی ہو۔ اس سے
 مردمان کو محبت اور جہد دی ہو لی چاہیے۔ ہندو دیوی و خدوی عذاب کا اندیشہ سے۔ یہ فائدہ
 دوسرا فائدہ۔ جسے حاصل ہوا کہ رب تعالیٰ منظور ہے کہ اس کمزور کی تسلی کے لیے یہ دعا دے رہا ہے۔
 دوسرا فائدہ۔ باری تعالیٰ ہر چیز کو ہر حال سے اول سے آخر تک بلکہ عدم میں بھی وجود میں بھی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے
 قابل نہیں۔ جو معجز اور معجز موجود وہابی کہہ سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ) باری تعالیٰ کو کام دہل ہو چکے کے نہ علم ہر جاہل
 جیسا کہ ان کی مشہور کتاب جمعۃ المؤمنین کے ابتدائی صفحات پر لکھا ہے۔ نہ سمجھتے ہیں۔ یہ دعا فائدہ کی
 نفع فراہم کرنے سے حاصل ہو۔ تیسرا فائدہ۔ قیامت کے ابتدائی دور میں ہر نیک و بد مسلمان کا ایک کفار کا ایک حال ہو
 گا۔ حد میں سرکے میں امتیاز اور چھانت ہونے پر حالات بدل جائیں گے۔ یہ نافع شخص فیہ انفسہ۔ فہلے
 سے حاصل ہوا۔

ان آیت سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔ اطلاق دعاؤں کے یہ شرط یہ ہے کہ چنے چنے کے دعا مانگے۔ اہل حق
 کرام فرماتے ہیں کہ دعائیں سب مسافروں کو شامل کرنا چاہیے خاص کر ایسے والدین اور اولاد کو۔ مسئلہ۔ بہت
 بخشنے اور بخشنے والی پوری دعا سے مستنبط ہوا۔ دوسرا مسئلہ۔ رب تعالیٰ سے یوں جہاد ہر جاہل ہے۔

بہارِ دعا مانگے اور گڑبڑ کر رکھو سہادت عاجزی سے مانگا چاہیے۔ مردوں میں تہذیباً کو بھی شامل نہ رہنے
 اور قبولیت کے نزدیک جو جلسے یہ مسند نہ خود اپنی کے اخلاقیات اور طریقت پرستی سے مستطو ہو۔
 یہاں چند اعتراضات کیے جا سکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں نہایت بڑا سوال ہے کہ یہاں سے مندرجہ بالا باب کو کھنڈے۔
 حضرت برہنہ کے والدین تو کافر تھے ان کے لیے دعا، صبر و کرم کی کوئی گنی مغرت مانگنا کفر ہے۔

جواب۔ اس کا جواب تفصیل سے تفسیر مالہ میں عرض کیا گیا کہ تمام ہیں۔ اگر کے والدین مومن ہوئے ہیں۔ وہ
 مومنین کے لیے بخشش مانگا جائے۔ بعد از وفات عقیقہ سے کہ جو میرا کرام کے والدین کو کفر کہتے ہیں اس کے پیش
 میں میں شک ہے۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں مردیاری کا تہنیت مانگا ہے۔ بی گمان بھی نہ کہ اس کو جہاں ہے
 جس کے چہرہ یا علی کا مکان ہوا اور اللہ کے مشن نہ گن کر لی کہ ہے۔ انبیاء کرم تو گناہ پر قادر نہیں ہوتے چہ جائیکہ
 کفر کا ادیت۔ مومن نہ گن کر کے جو صحت حلالہ سے حاصل یا داخل ہو مالا اللہ بنی کریم علی اللہ عیسیٰ
 تو نہ کسی صفت سے مال بھی میں حالت تو انکی ہی ہے یہی حضور علیہ السلام کو کیوں ہوئی۔

تیسرا۔ اس کا جواب تفسیر مالہ میں دیا گیا کہ یہ خطاب نبی پاک کو ہے۔ اس لیے کہ تو نہ بعد از اس کے آپ
 نہ اسے گن کر۔ کہ کوئی حالت سے یہ گن کر نہیں۔ اس نے یہ جواب دیا ہے کہ خطاب نبی کرم سے ہی
 سے مکرر دفر مانگا ہے۔ یعنی مکرر مانگا آپ کبھی نصرت میں آجائیں تو بھی یہ گن کر نہ کیا۔ دوسرا جواب ہے کہ
 دوسرے بھی نہ آنے دینا۔ مگر صلا جواب مضبوط نہ درست ہے۔ تیسرا اعتراض۔ یہاں سے نہ تھا اعتراض
 اسباب بھگت میں ہے انبیاء کرام تو معصوم ہوئے وہ گناہ پر قادر ہی نہیں ہوتے گناہ و معیروں کو کبھی نہیں
 تو پھر وہ بخشش کسی چیز کی مانگتے ہیں۔

جواب۔ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ نبی جبریت نہ ہر گز نہ۔ لکھا ہے کہ یہی ہے۔ دوسرا یہ کہ اس نے جب
 اللہ کے فضل و کرم کا تذکرہ کر کے کہ یہی ہے۔ یہاں سے کہ دوسرے کی دعا میں جس ایصال برکت کے سے خود کو
 شامل کر لیا۔ بلکہ دعا جلدی قبول ہو یہ قیامت تک کے برکتیں ہر ان مالوں کو چھوڑ کے یہ دعا کرنے کا
 دہرہ لکھا ہے کہ یہی اس طرح دہانگی۔ دوسرا جواب یہ کہ حضرت کے کسی نہ گناہ پر نہ گشت ہی میں تہ
 بلکہ حضرت کے سنی رحمت میں چھپ لینا کرم و فضل و نصرت میں نہ صاحب ینا می تو نہ سے۔ اس چیز کے لیے سب
 تعلق سے سب کو مالک مانگا ہے۔ نیز خود دعا مرد و کثیر کو توڑنے والی ہوتی ہے وہ اسی قسم کی ہوتی ہے۔
 ان آیت کی تفسیر مویہ نہ لگی نیت سے نہایت ملکہ کے ساتھ کی جاتے گی نہ نہ تعلق۔

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ

اور اُتار دو لوگوں کو ایسے دن سے کہ آئے گا ان کو عذاب تو کہیں گے

اور لوگوں کو اُس دن سے اُتار دو جب ان پر عذاب آئے گا تو عالم کہیں گے

الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ

”جنہوں نے ظلم کیا ساری زندگی سے رب ہمیں مسعدہ کہو تک منت تمہارا مولیٰ کرے گا“

سے ہم سے رب تمہاری دیر میں مسعدہ دے کہ ہم پہل جانا نہیں

دُعَوْتِكَ وَتَتَّبِعِ الرَّسُولَ ۖ أُولَٰئِكَ تَكُونُوا آقْسَمْتُمْ

طاہرؑ اور زبان برادری کرے جہاں رسولؐ کی تم مدد سے نہیں کہتے سے

اور رسولؐ کی غلامی کریں تو کم تم جیسے تم ایک چکے تھے

مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُم مِّنْ زَوَالٍ ۖ وَسَكَنْتُمْ فِي مَسْكَنٍ

پہلے کہ میں سے ہے تمہارے یکہ فنا اور تمہارے تم میں گھروں اس لوگوں کے

کہ میں دنیا سے مٹ کر کہیں جاؤں نہیں اور تم اُن کے گھروں میں ہے

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

جنہوں نے ظلم کیا جانوں ہی پر حالانکہ ظاہر ہو گیا ہے تمہارے کہ کہیں

جنہوں سے پتا چلا کہ تھا اور تم پر خوب کھل گیا تم نے اُن کے ساتھ

فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْآمَثَالَ ۖ وَقَدْ مَكُرُوا

کہ ہم نے ساتھ ان کے اہمیاں کر دی تھیں یہ تمہارے بہت مثالیں ۔ اسی طرح کہ کہیں انہوں نے

کیا کیا ۔ اور ہم سے تمہیں مثالیں سے کہتا دیا اور ایک وہ پنا سادوں پہلے اور ان کا دؤں

مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ

اپنے مکر اور جہنم میں سے اللہ کے مکر اُن کا گرمیہ تھا مکر اس کا
اللہ کے قائل ہیں ہے ۔ اور اُن کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا

لِتَرْوُلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٢٦﴾

ایسا کہ مر جاتے سے جس بہت پھاڑ۔

کر ہی سے پہاڑ ملی جائیں

تعلق۔ ان آیات کریمہ سے پھر کواہت کر رہے ہیں۔ چہرہ طرح تعلق ہے۔
 پہلا تعلق۔ پہلی آیت میں ہر ایک تھا کہ آخرت کے دن تکبیر ان نافرمانوں کو مسرت دی گئی ہے۔
 اب پیشہ جیب ملی بند ملے دسم سے فرمایا ہوا ہے ان خافوں کو اس دن سے ڈرو۔ دوسرا تعلق۔ پہلی
 آیت میں کافروں کے میدان مشرق میں ملے کی حالت کا ذکر ہوا ہے ان تعلق میں میدان قیامت میں اس کفار کی
 فریادوں کا ذکر ہے۔ تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں کفار کو ظالم فرما کر ان کے بد اعمال کا ذکر کیا گیا ہے اب ان آیتوں میں
 ان کے اعمال کی حقیقت بیان کر دی گئی کہ ان کے سب مل مل کر فریب میں۔

[illegible]

ماؤ مالہ۔ اگلی مہمت درجہ پہلا جملہ غیر اعلیٰ سے اتم تک تو اس کے کم کا یا داؤ مالہ اور مطلقیت سے تہہ
 ہو سکتا۔ نسل ماضی مطلق حتیٰ بید باب فقیر ہے۔ میثاق جمع مرکز حاضر تہہ میرے ہر جمع مطلق
 ہے جس سے سنی سیاق کھلا۔ ٹھیکرنا۔ بی جملہ ظرف زمانہ۔ میں کم ظرف مطلق سے کس کا بھی جائز
 ہو گی مگر بحالت کس سے علیٰ سے مختلف ہے الیٰں ہم موصولہ یہ اگلی یہ قدر موصولہ صرف ایسے ہے۔ ظہور فعل
 ماضی مطلق مثبت معروف میثاق ذکر غائب باب ظرف سے ہے ظلم سے مطلق ہے حتیٰ متصل کیا۔ یہاں ہر
 ہر ان بہرہ کار یا کفریب۔ نقشہ مرکب اضافی بحالت نصب سے موصول سے صواب و حسن مع مکتب
 مضمون ہے مثنیٰ کا یعنی مفاہات خود۔ اس میں صانع۔ بدن۔ پنا۔ یہاں یا ترکی مثنیٰ درست ہے۔ داؤ مالہ۔ مال
 ہے سکتا۔ لائق۔ فعل ماضی مطلق مثبت معروف مرکز غائب باب مثنیٰ سے ہے۔ تین سے غائب
 یعنی درمیان ہوتا۔ کمال ملنا۔ ظاہر ہونا۔ بیان کر دینا یہاں ملنا ظاہر ہونا ہے۔ لام جاننا ملنا معصیت کا ہے یا
 یعنی مل جاتا ہے۔ کم ضمیر ملکا حاضر کا جمع وہی لام لکھائی یہ ہمارا مجوز مطلق ہے حیثہ کثرت ہم ضمیر غیر مثنیٰ
 یعنی حواریت حضور سے ہیں۔ تھکات بصورت کے نزدیک ظرف مجازی ہے سال یا برس کے یہ ہے۔ مطلق فعل ماضی
 مطلق مثبت معروف میثاق جمع مشکلم۔ مرجع اسرار خلی ہے۔ فل سے ملے بھی کر۔ یہ صواب لکھی سے ہر باب کو
 ہنا کہ ہے۔ بنیاد ہے تمام مشتقات کی اسی کے حذف کے نام لاتیہ پر تمام میثاق کے حذف کے ہا صواب لکھائیہ
 ہیں۔ اب۔ حب جاد یعنی مع۔ ترجمہ ہے ساتھ۔ ہم ضمیر جمع مرکز غائب مجوز مثنیٰ۔ ان کا مرجع بدنی ہے۔ جاد کو
 مثنیٰ ہے فل کا۔ داؤ میر جاد۔ مثنیٰ فعل ماضی مطلق مثبت معروف میثاق جمع حکم۔ اب صرف۔ صرف سے
 ہے یعنی ملنا۔ قوی ترجمہ ہے یک چیر کو دوسری پر وہ۔ اصل ماہست طرح استعمال ہوتا ہے مگر لغت کا لغت
 لکھتے ہوئے۔ چنانچہ۔ میل کرنا۔ مثال دینا۔ بدنا۔ بدن۔ ترک کرنا۔ ہر طرح استعمال جائز ہے۔ یہاں جاریاں کرنا
 ہے نا۔ ضمیر جمع مشکلم کا مرجع ذکر ملکی قتل ہے۔ وہ نفع کا کم ضمیر ان کا مجوز ہے او مثنیٰ سے ضرب کا اب
 ہم استغرائی اشار جمع مکتبہ صواب مثل و ہر ام مثنیٰ صواب بحالت نصب مفعول۔ سے مرہنا کا۔ داؤ استغناء
 فل مکتبہ مل ماضی تہہ میثاق جمع مذکر غائب۔ باب فقیر ہے۔ مگر سے سات یعنی۔ درپہ کرنا۔ بد کرنا چاہنا
 کرنا۔ دیکھ کر دینا۔ خیر تدبیر کرنا۔ یہاں فریب کلامی مطلب ہے۔ ان میں ہم ضمیر و استغناء سے کا مرجع ذکر تہہ ہے۔
 مکتبہ اسم موصولہ بحالت فقر موصول مطلق ہے کہ کس کا مختلف ہم ضمیر جمع مذکر مجوز مثنیٰ کا۔ ملکا مال ہے۔
 اور مال ہے ہم ضمیر فاعل کا یا داؤ مال ہے مگر یہ قول مضبوط ہے۔ صحیح تہہ سے کہ داؤ میر ملکا ہے اور یہ مہمت
 پہلی مہمت سے ملتا ہے۔ ہندام ظرف ہے بحالت فقر موصول فعل پر مشیہ یعنی اور یہ اس کا ظرف مکتبہ مکتبہ
 انہ فاعل سے ملتا۔ یا دلیب عا۔ انی خبریہ تو یہی اگرچہ ہمارا ترجمہ اس کے مطابق ہے اگلی مہمت تہہ

نکاح کی عزت کے بعد ان کی زبان میں جاسے گی۔ اور اگر جس کے ریتھ کے جیسی آواز نکلا کرے گی گھر کے بیٹھنے کی
اندلی آواز کرے گی جس میں آواز کو شوق کہتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ ہود آیت نمبر ۶۶ میں ہے۔ مَا تَأْتِي
سَفُوفًا مِّنْهُمَا مِثْرًا مِّثْرًا۔ ترجمہ۔ میں ایک جو بڑھت ہوئے تو وہ جہنم میں اُن کے یہ
گھر کے کی دہریہ اور شوق ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ کسی کی آواز کہتے جیسی کسی کی خبر پر جیسی ہفتیہ اور کی گھر کے جیسی
ہوں میں کی دہریہ کی دہریہ پختہ پختہ رہی گئے حبیب شہر پر آگوا۔ البیان شہر۔ صعب کریم تیر کھڑا گھر
سے نہ ہر مسماں در قصب حبیب کریم علی مد علیہ وسلم بنایا شہر ہے۔ ایمانوں کی حفاظت فرما۔ وَتَأْتِي
مِنْهُمَا مِثْرًا مِّثْرًا مِّنْهُمَا مِثْرًا مِّثْرًا۔ ترجمہ۔ میں ایک جو بڑھت ہوئے تو وہ جہنم میں اُن کے یہ
مکر و دہریہ کے میں یعنی کیا کوستانا۔ گستاخیاں طرح طرح کے یہود و مسلمانہ اور اللہ کے قبضے میں ہے اُن کی اور ان
کی عادت کف کی ہاں ہیں کہ یہ طرح تا کہم کر دینا ہے اور اپنے صعب محبوبے ہوشے دیکھ کر ہاتھ پٹے رہ جاتے
ہیں۔ اگر یہ اُن کے اور اُن کے ہوشے کہ جن سے پہلے بھی ابی جگہ سے ہٹ جائیں نکلتے ہو جائیں مگر تب تعلق
ہی اُن کے اتنے محنت قصاں وہ مصروف کی طرح پھلا کر دیتا ہے۔ دوسری تفسیر۔ اور مشک کفار مکہ سے پہنچے
مذہب حوب سے گرنے کے ماسے مکر شہر کے قابو میں ہیں۔ اور اُن کے مکر ایسے نہیں ہیں کہ پہاڑ کو بشاویں حالت
ہیں اور ان کا قرب ہر شے موم۔ شریعت اور تیسع و مطاعل پہلے کے مجبور ہیں۔ کہہ کر مکتوبوں کو تب تعلق سے
نہ دامت کبریٰ کے ہاں کی طرح رہ کر دیا۔ یا اس طرح کہ وقت سے پہلے بھانڈ پھوٹ گیا یا اس طرح کہ نبی کریم او
میں یہ کہی یا گئی یا اس طرح کہ ان کی آپس میں پھوٹ چڑھ گئی یا اس طرح کہ ان کو حاکم کی محنت دیدی گئی۔

ان نیت کر کے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدے

۱۔ پہلا فائدہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ساری انسانیت اور تاقیامت ماننے کے یہ ہی ہیں
یہ فائدہ دینا کہ ان سے حاصل ہو کر ان کی ماہیت تاقیامت مرقوم کے یہ۔ دوسرا فائدہ۔ میں طرح ایک
لوگوں کے بیٹوں کی وجہ محنت سے نقاب میں۔ صلع۔ صلع۔ مومن۔ مثنیٰ و میرور کے گئے اسی طرح کافروں کے بھی ان کا
یہ میرور کی سہارہ محنت میں ملنا۔ فادی۔ محسوب۔ حلال ماہ فام و میرور۔ یہ لافظ مَقُولُ تَدِيحِي حَسَنًا سے
حاصل ہوا کہ یہاں کافروں کو ظالم کہا گیا ہے۔ تیسرا فائدہ۔ انیام میں پھر پڑتا اور پٹھے کی آمد کرو۔ اگر اشاعت دین
کے یہ سے تو اپنی ہے اور اگر طلب آخرت سے پہلے آئندہ تو بہ کرنے کے لیے تو طریقہ کفار سے حریث پاک میں ہے
کہ شہید می ہونے کی تمنا کرے گا۔ مگر اس کی ترویج کی گئی۔ اور یہاں کف کی تمنا کا ذکر بلایا سے کیا گیا یہ فائدہ۔ اور
چند سے حاصل ہوا۔

احکام القرآن اس آیت سے چند فتنی مسئلے مستنبط ہوئے ہیں۔

جائے ان لیلوں کو دیکھا کرتے تھے۔ وہ غلاب سند بستیوں بڑی جوتی وہاں دلوٹی پھوٹی کھنڈت کی شکل میں تھیں وہاں کوئی گھر ملاست نہ تھا نہ کبھی آج تک وہاں پھر آئی ہوگی۔ سو یہ کہ مساکن سے غلاب دلوٹی ہاں مراد نہیں میں بلکہ باب دار کے چھوٹے ہوئے خاندانی گھر مزدبیں اور لَیْلَۃٌ فُتُتَا لَیْلَۃٌ سے غلاب آسمانی مہر نہیں بلکہ ان کی صحت۔ فنا۔ یا جگہوں میں ان کا قتل عام و شکست مرہ ہے۔ اور عالی شان محلات چھوڑ جانا مراد ہے۔ اور جاریہ جار باب ہے کہ تہذیب من رَوَی۔ کھا قطع سے تم اپنی رہائی سیتوں اور گھروں سے ہی۔ دنیا کی بے ثباتی کا اشارہ لگاؤ۔ دُشُرُ اعتراض۔ یہاں فریادیں دُشُرُ لَیْلَۃٌ فُتُتَا۔ اور سے کافر و تہذیب سے بے ظاہر ہو گیا کہ ہم نے ان پہل کفر و قوم سے کیا جبریت ملک ملک گیا۔ جب کفر مکہ ان سلفہ متعلیٰ اور غلاب الی کو مانتے ہی دھمے تو ان کو یہ کیوں فریادیں کرتے پر ظاہر ہو گیا پہلوں کا مرہ ہے۔

جوتب۔ غلاب الی کو تو تسلیم نہیں کرتے تھے مگر ان کی تاریخ اور ان کے ایک ایک ملک مرہ سے ہر ہی طرح و قف تھے۔ یہاں تک کہ پتھر پستے۔ سد جہ۔ قطع سلی وغیرہ ہونے کو بھی مانتے تھے۔ ان تمام باتوں کو بالکل انسانی حادوات کہہ دیا کرتے تھے۔ یہاں صرف یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ تمام طاقتیں معیشیں ملک فی نہیں تھیں مکہ ان کے ظلم اور کفر شرک کی وجہ سے غلاب اسی تھا۔ بالکل اسی قسم کا ظلم تم کہ ہے جو تہذیب انجہام سر ہو گیا ہونا چاہیے۔ یہیں سے پھلوں کو جبریت پر کئی چہیے۔ نہ لَیْلَۃٌ فُتُتَا تو دشوہ قزنت ہے۔ مگر قزنت جوتب سے ایک قزنت دُشُرُ بھی ہے۔ یعنی ہم یہاں کرتے ہیں تمہارے سے سب کوئی اعتراف نہیں پڑتا۔ دُشُرُ اعتراض۔ غلاب سلفہ کا ذکر کرنے کے بعد دُشُرُ فُتُتَا۔ صغر ظلم کیوں فریادیں۔ ہر یہ کچھ بے چور و معلوم ہوتا ہے۔

جوتب۔ بالکل بے چور نہیں ہر طرح پر تعلق اور مناسب موقعہ مل ہے۔ اگر دُشُرُ اور دُشُرُ دُشُرُ کی ضمیمہ سلفہ متعلیٰ کی طرف دُشُرُ ہو اور مہنی یہ جو کہ ملک الہوں نے ملک کو اپنا ملک قرار دیا ہے کہ ہم سے یہ صحت غلاب الی سے دیکھ ان کے ملک بھی صحت زیادہ اور دُشُرُ اعتد سے جسے صحت مجھے کہ اگر ان کو مثابہ جاتا تو ان کے ملک و عرب سے پہلے یہ ہمارا جیسی قوت و مضبوطی والے دلیر مومنین بھی پھسل جاتے۔ ادا اگر ملک واک ضمیمہ کا مروجہ کفار مکہ ہوں دُشُرُ ظلم کی ضمیمہ کا مروجہ سلفہ کفار تو یہاں الی سے فکر کیلکہ جو دہر و سبب ان کو غلاب دینے کی تھی تم بھی دُشُرُ ہی ملک دیاں کر رہے ہو۔ اور جوتب ان کو غلاب سمجھتی یہ بلاکت زمینی سے ناکارہ کتاب ہے۔ وہ تم کو بھی حتم کر سکتے۔ ان وجہ سے یہاں دُشُرُ فُتُتَا۔ فرمایا بالکل درست اور رابطہ ہے۔ چوتھا اعتراض۔ یہاں فریادیں دُشُرُ و دُشُرُ لَیْلَۃٌ فُتُتَا۔ یعنی ان کے یہاں سے مکر ایسے میں کہ ان سے پستائل جڑیں یاں جائیں۔ تو یہ کیسے ہو سکتے کسی کے مکر اور مزہب سے پہلے کیسے مل سکتے ہیں۔

جوتب۔ مغزین عظام کے الی جسے میں چند قول ہیں کہ یہاں سے کیا مراد ہیں۔ کسی نے کہا اس سے مراد قرآن و حدیث

موا ۵۵۔ اہل قیامت دنیا کے عمل کرنے والوں کا اس سے۔ جنہوں نے بھرفا نہیں اکی کشتی چلائی اور مزہ محبت
 پہنچا دی ہے گرا ہوا کہ جس سے بڑھنے کا نظم کیا یہ اس کی قف و قدم سے کہ کسی کو سعادت میں لگتی کوشت ملک میں رکھا۔ اور
 سب کو ملک و دی ملک کی ملت کے لیے جو حرکت کیا کہ سید شریعت و طہارت کے راستے سعادت کی منزل پر
 ہستی منزل اختیار پر پہنچیں۔ اس وقت میں کہ سعادت تاخیر رہنے دی تاکہ جی بھر کے علم و گاہ کر کے حسبِ بذمہ بر کر رہیں۔
 عام کی ملت انسان کی دیر کی اس وقت تک کی سے جب کہ سیرت کے مکروں و عیادت سے عقل و دماغ کی آنکھیں سماں
 میرت میں پڑھ جائیں گی۔ وہ دل کا شغبات کبر کا ستارہ جس دن سطوت عزت کے احوال حاضر ہو جائیں گے اور تمام
 نقالی قرین مطلب جلال سمیت کماں میں عرق ہو جائیں گی۔ پھر کسی میر کی طرف توجہ نہ کر سکیں گی۔ اس دن نفس مطلق
 اور نفس کا ادب کا فرق معلوم ہوگا۔ جب قلب جسمی پر درایت الہی کی قیامت ہوتی ہے تو عیادت ایسے اور نفس ہلکے
 کی مضامینات بذمہ کی کا سر اٹھائے خود مستی کی دور دور سے اس مادہ میں ہوا کی ہوائیں نکل جاتی ہیں۔ اس کی عیادت
 عیادت و ذیل کی طرف و شوق محبت نہیں پائیں۔ لیکن اہل حق کے قلوب تقاضے کی خواہشات۔ یہ سے متعلق ہو کر
 اہل حق میں محمد ملا ہوتے ہیں۔ وَ اَلْبَدِیُّ اَشَاسُ یُوْھَدٰی یُتَبَسُّمُ اَلْقَدَاسُ یَبْقُوْنَ تَدْنٰی حَلَمُوْ
 رَتَبًا یَّتَوَنُّ اِیَّیْ اَحَدٌ قَرِیْبٌ مَّجْبُوْثٌ دَعُوْا تَدْنٰی وَ سَتَبُوْ سَتُؤْمَلُوْا وَ اَنْتُمْ تَكُوْنُوْنَ فِیْہِمُ
 قَمْنَ بِنٰی مَا لَكُمْ مِنْ نَدْوٰی۔ ہر وقت ملک و نیکی سرچھے ہاں حق ہاں کو ڈھونڈتے ہر خیمت میں اس شہید وقت
 سے جب فراق و ہجر کا طرب آجائے گا اور عقل دنیوی کی ساری تدبیریں کس میر کی ہیں وہ میری رحمت کی تب مقصود
 جیسے کہ نال غل حاضر جس سے دوری مطلب کا علم کیا بات سے کسی سے پکائیں گے۔ اسے قل و خرطام و
 ملن میں جاسے۔ صبح احوال کی قریبی خفت تک تھوڑی مہلت میر و حرکت عطا ہو تاکہ اب سادہ فطرت و اس
 کا مذاک کر لیں اور تیری طوبہ قرب قبول کر لیں بہر حق و باطل آنکھ ابھریں اتنی فراق کی تیس کا طرب شہید
 دیکھ لیا۔ اب خیر و نسب کی صوبہ سرحدی پر نیلے کہیں گے۔ اللہ عز و جل کا جواب میں ہوتا ہے کہ غرور و تیا
 کے و سو سو تم زمان حال کی نہیں اور حقیقت وہ دہستے تھے کہ عقل نفس کو کہی رول ملن نہیں سے اس دن دولت
 و بھلائی دینے تھے۔ سو نیا لہا سے ہیں کہ ہوس کر چاہتے کہ ہر وقت موت فرق کو یاد رکھنے عوام کی صحت روح و جسم
 کا فراق ہے ماقبل کی موت فکر و تدبر کا فراق ہے لیکن مائت کی صحت رویت غائب و صمد کا جالب بہت مومن کے چہ
 دوست ہیں۔

میر۔ علم جو آخرت کی فہم عطا کرے۔ میر ۲۔ رقیق و حواشر تعلی کی طاعت میں مذکورے گناہوں سے دور کرے۔

میر ۳۔ معرفت جو دشمن و دوست کا بھانہ بنا دے۔ دشمن سے بچائے دوست کی اغوش میں پہنچے۔

میر ۴۔ میرت جو انجام بھلائے۔ میر ۵۔ دل و انصاف جو ظاہر و باطن کے حقوق گوارا دے۔ یہ کس نے ہی قیامت

نمبر ۱۔ استعداد و توفیق باری تعالیٰ جو موت تک ساتھ چلائے۔ (روح الہی و معنی یہ) وَ سَكُنْ
 فِيْ مَسَارِكِ الْاَرْضِ ۚ وَ مَقْنَرُهُ مَصْنُوْعٌ ۚ وَ تَتَّبِعُ كَيْفَ يَهْدُ ۚ وَ صَوْرَتُكَ مِثْلُ رَأْسَالٍ ۚ
 اِنَّ اَشْأَالَكَ مُسَلِّيٌ ۚ و ساراں طبیسی ہی کے مشابہ ہیں ایک ہی غار غصت میں سانس نہ لیں تا بے بسی پروردگار
 سے نہ غور تک۔ اعجاز و عبادت کی کمری ہوئے مثلاً اللہ تعالیٰ توں کو قریب جلال سے ہر عبادت اور اپنے ساتھ
 ملو۔ نیچان میں توڑ پٹے ہندو گنا کر رہا۔ اسباب سے خلی توں تم پر ظاہر ہو گیا۔ ایسے اجاں کی عزت کو
 ایک محول و مرد و یک تو پناہ کام بہ سوچو۔ اور یہ سب جہت میں شامل ہیں۔ تاکہ نہ تلب و عباد کی طرف نگاہ
 عباد تربیت دوسرے کو خط و تقریر اور خطاب کرتے ہیں لیکن صوفیا اولیٰ اپنے کو خط و خطاب کرتے ہیں عبادت
 کو قرآنی خطبات و مسائل کے مرتب دیگر قومیں مگر ہمارے مرتب ہیں کہ انت کا مرجع اور توجہ دوسرے کا ایسا لغو
 و باطل و تلب و تلب ہے اس لیے ہے کہ صوفی مناہی اپنے پھر رہا۔ صوفی میں قدم رکھے۔ وہ گوارہ ظلم
 میں گونے اہل طبیسی جہل میں پھنسا اور بیت بھائی مہا کی شہولی میں سکونت کا خطرہ ہے۔ وَ مَن مَّنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ
 وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ وَ مَنْكَرٌ ۚ
 یہ ہے۔ ایسے سے کہنے ہی جیسی جہل پھلائے۔ مہاتروں کے سانچوں ہر وہی عشق کے متوالوں کے پاس سے ہی گاتے
 پھلائے گروں کے سب قریب و غریب مجرمین و عاقلین کی سعادت فرمے۔ دالے بیت کائنات کے تعمیر میں ہیں
 اگرچہ ان کے کمرے شدید تھے کہ لاکھوں سال کے قریب پیسے موزوں کے پائے ستقامت مہر کے پہاڑ تھل کے
 کوہ گل بھی کشمیں ہادیوں میں ڈنگا جلتے۔ مگر ان کو یہاں مہاسے خوشنصرت تعالیٰ کے ساتھ رستی ہر غریب
 کو لیتا ہے۔ ہر اس واسطے نہیں رہتا کہ تلب ہے۔ خواہشات نفس کی وہ مکلفیاں ہیں جو دوسرے کو ہر
 راستہ علم حادہ دی سے میردیتی ہمہ۔ وہی حوسن نفس و شیطان کے مکر سے بچ سکتے ہیں جو زمین پیرزوں پر
 عمل کرے۔

نمبر ۲۔ خدا تعالیٰ کا حکم بھلائے۔ نمبر ۲۔ اس کی مثال ہر وہ چیزوں سے نک جلتے نمبر ۲۔ ایک تصاویر پر سر نہیں ہکا
 و سعاد و ملکہ شریعت کے ساتھ گذر سال کی حیثیت سے آئے مازی کی مکیلی کو پناہ نسب ہے۔ جو نہ
 حقوق اللہ کی حفاظت کر تلب ہے۔ نفل اس کے حقوق کی حالت مر تلب ہے موقدہ یحودی میں تب نفل کو اپنی رفیق
 اعلیٰ بناو۔ مگر اہل مکر کی تکفیل سے پھنسا ہے تو اثر رسول کے ہر وقت پر تلب و تلب سے اعکاف میں رہو۔
 مقرر رسول کا وہ ملازم اہل مشر کے آستانے میں عبادت و مشر کی غنیمت میں اخیاسے کچھ تعلق رکھو۔ اخیاسے وہ مانگا
 ہے جو اثر سے تلافی جو۔ اہرہ نشانی ہے۔ ایسے دوسرے کی کمی کی۔ جبہ نذر و نفل ۲۔ اس کے ساتھ موت
 کسی کا اس کے ملازم کے ہر وہ کو مشر و نفل نہیں کر سکتا۔

فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللَّهَ

تو تو خیال ہی نہ کر کہ اللہ خلاف کہنے والے اور اپنے رسولوں سے اپنے عہد پر شک نہ

کرے کہ یہ خیال رکھنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے اور خلاف کرے گا یہ شک نہ

عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۚ يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضُ غَيْرَ

قاب سے بدلے بغیر برکت اور جس دن کر مٹی مانے گی زمین غدار

قاب ہے بدلے بغیر دلا جس دن بدل دن مانے گی زمین سس

الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۚ

ہی تنگ کے اللہ سب آسمان ہی اور درود حاضر ہوں گے اللہ کے قہر والا ہے

دین کے ساتھ اور آسمان ہر گھسٹ سب مل کر کھڑے ہوں گے ایک نہ کے ملنے پر سب پر قاب ہے

وَتَرَى الْمُهَاجِرِينَ يَوْمِئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۚ

اور دیکھیں گے آپ ہجریں کو اُن دن کہ سسے سسے کے ملے ہوئے ہیں دیکھیں

اللہ اُن دن تہ ہجریں کو دیکھو گے کہ یزوں میں ایک دوسرے سے بڑے سسے

سَرَّابِيلَهُمْ مِنْ قِطْرٍ اِنْ وَتَغْشَىٰ وَجُوهَهُمْ

تستہ اُن کے آگ ہیں کہ سے سے ہیں میں ٹپے ہوئے دیکھ مانے گی ہجریں پر اُن کے

اُن سے گڑے دل کے ہوئے ہیں اور اُن کے ہجریں آگ ہجریں سے گی

النَّارُ ۚ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ

آگ ہمارے دے اللہ ہر جان کو اُن کا جو کیا اُن نے یہک نہ

اس سے کہ اللہ ہر جان کو اُس کی کائی کا ملے اسے یہک نہ

سَرِیْعُ الْحِسَابِ ⑤

جلدی دینے والا ہے حساب

حساب کرتے کچھ درخیز تھی

تعلق میں قیامت کریمہ کا پہلی آیت سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق۔ پہلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ ہم نے ہر طرح حاکم اور واقعات سن کر ان کو یاد رکھ لیا ہے۔ قیامت کی گریہ سن کر یہ کہہ دے گا کہ میں نے سب فرمایا ہے۔ اس تعلق پہنے بیاضے کو بھی دیکھ لیا ہے۔ یہاں جو کہ سب گلاں کا فرخشاں فی سرگئی میں رہیں۔ دوسرا تعلق۔ پہلی آیت میں یوں قیامت میں گندہ کے آنے لگا کر اسے کاغذتہ کہیں گے تھے۔ اب قیامت میں خود بہت قیامت کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے جس سے سچی، قدر کا نظارہ ہے۔ تیسرا تعلق۔ پہلی آیت میں کچھ سکھو دنیا میں رہنے کے لئے کہ جواب اب اس آیت میں گوارہ کے منہ میں رہنے سے کا کر ہے۔

تفسیر کوئی
مَلَا تُخَسِّنُ مَنَّهُ مُخَلِّفٌ دَعْوُهُ رُشْدُهُ إِنَّهُ أَعْيَزُ دُؤْدُو سَفِيرٌ يَوْمَ تُنْفَذُ
رُحُومٌ مِّنْ رَّأْسٍ وَ شَمُوتٌ وَ دُرُودٌ لَهُ مَوْجِدٌ مَّقْشَرٌ . نَحْوُ
بتدریج شروع کام کے لیے، رخصت مل ہی رہی تھی۔ اب جس سے ہے میرا دھڑکنے کا حال ہے
میرا کہ جس کا اس کا ہے طرہ۔ ام طرہ جو محال ہے تو موصول ہے۔ رخصت کو رخصت سے مائے گی۔
دل و دماغ کی قوت و دلگان حیاں۔ تصور۔ مثنوی مدخل ہوتا ہے تعلق۔ ام مائل واحد مذکر باب فعل سے
ہے۔ تعلق سے ملے گی مائت کرنا۔ خلاف کرنا۔ پیچھے کرنا۔ محال ہے نصب ہے مفعول۔ دوم ہے۔ رخصت
کا ذیل ہم مفرد واحد (حامل مفعول) یا مفعول اپنے مفعول سے ملے گی تھوڑے۔ قرار۔ محال ہے کہ مفعول
مضاف ایہ ہے تعلق کا۔ رُشْل۔ جمع مکتوب ہے مفعول۔ نہ خیر و بد کے مائت جو مثنوی کہ مفعول ہے یہ مکتوب
اچھا ہی سمجھ مفعول ہے ہے رخصت ایک قلم میں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ تعلق کا مفعول ہے۔ وہ ہے۔ ان حزب تخیل
انہ محال ہے ام ہے ان کا۔ غزیر۔ ام مفرد مثنوی صفت مشبہ بر ذیل نصب کریم۔ "غز" سے بنا یعنی
مائب ہونا قوی ہونا یا غز سے بنا ہے یعنی پیارا۔ غز سے ملا موصوفت کا ایک ہونا۔ ہر مثنوی مائت محال
رغ ہے کہ خبر دل سے ان کی۔ دُؤَام مکتوب۔ ان کی تفسیر نہیں ہوتی اس لیے اس کو خبر لیتے ہیں اس طرح کے
پھر مثنوی مائت مرنی میں یہ ام مکتوب مائت مکتوب۔ اس سے بدنی آخر میں مائت ہوتی ہے مکتوب۔ ام

معدن کے ہیں باقی افعال سے ہے نظم سے بنائے ہوئے ہیں۔ ہلکا دینا، سزا دینا، قہر پانا، یہ سب پہلے زمین
 میں ہوتے ہیں کہ بعد پامروں یا جانے تو عزیز کی تکلیف ہوگا۔ یہاں کسرو ہے اور مصاف ایہ کے۔ یہ مرکب لسانی
 خردم سے بنایا گیا ہے جو کہ کی (عزیز کی) یہ صفت ہے عزیز کی۔ گی جہت علیحدہ جہت سے۔ یونہی۔ ام معدن
 جابہ بہت موزا یہ تمام معدن کا طرف ہے یا معمول ہے ال سے پہلے اوگڑ پو شیدہ فعل ہے۔ جس میں
 خطاب علم اللہ سے ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی زمین یا وقت یا مکان۔ تینوں سے مانع مصاف ہو۔
 سے اھا گا معدن علیہ ہے لہذا محلا مجرہ سے۔ بُنْدَل۔ کل معدن محمول باب تکمیل سے سے معدن سے شدت یز
 میز واحد نوٹ مائیدنڈل سے بنا ہے۔ بھی۔ جگر حالت مدنا۔ متیز کرنا۔ اھ لہام استقرانی و خفیف و خفی مدن
 ام معدن نوٹ تکمیل سے بحالت مدن مائیدنڈل ہے۔ بُنْدَل ثابت معمول کا۔ غیر۔ ام غیر شدن مصاف ہے
 سم ظاہر کی طرف ملی ہے فتح پر مبنی تفسیر کے یہ ہے۔ مصاف سے۔ لف لہام جنسی یا استقرانی ارض بحالت جز مصاف
 ایہ مرکب انسانی طرف ہے یا محل ہے یا صفت سے شدت کا یا ارض کا داؤد ماطفہ۔ ماطفہ سے ارض پر۔ اھ لہام
 استقرانی صفت ہے مکتوبہ نما کا ذاتی نام ہے یا جسی۔ اعلان کا۔ مرفوع سے مطرف۔ مطرف سے ارض کا داؤد ماطفہ
 مصاف سے بُنْدَل پر استقرانی یا عالیہ محل سے انکسار کا۔ برزق فعل ماضی صفت ثابت معروف یعنی مستقبل۔ برزق
 پیش کن مستقبل ہو ہے باب نعر سے ہے۔ صیغہ جمع ذکر فائب۔ بُنْد سے مشتق ہے یعنی ظاہر طور تک حالت میں
 نکلنے کو سڑی کا علاقہ ہے۔ اسی سے ہے مہذمت۔ جنگ میں ایک ایک سپاہی کا لنگن جس کو سب دیکھیں اسی
 سے ہے لہذا ہم کی گندگی نکلا۔ اسی سے ہے بُنْد۔ و برضی بناؤنی لہذا میں نکلا لہذا دیکھ کے یہ مرد لہام
 کہنا تھا میں برضی نبی بول (مصلحتاً) نہ۔ لہام مانع یعنی الی یا تو کہ اھ لہام ہی یعنی اللہ ہی مقرر موصوف واحد اسم
 عامل مجرد صفت فعل ہے انتہی کی وحدہ مثل ماضی سے بنا ہے۔ یعنی ایک مراداً لفظاً۔ اھ لہام ہی یعنی الی
 روشن فعل۔ صیر مبالغہ ہے۔ محمود ہے صفت دوم ہے بشری تفسیر سے ہے سے کسی مکمل بلکہ جزا۔ زبردست قوت بہا
 ذلیل کرنا۔ ہر طرح دیکھنا ہر مہر میں جو سکنا ہے۔ وَتَرُ لَمْ تُحَرِّمِیْنَ یَوْصِفُ مَقَرَّ بَلَدٍ یَیْ الْأَعْقَادِ۔ مَسْرُیْہُمْ
 میں بظہر تعشی و جوقہم لَمْ یُیْخِرْہِیْ اللہُ طَلَّ نَفْسُ مَا کَسَفَتْ رَاہُ اللہُ مَسْرُیْہُ غَسَاب۔
 داؤ۔ اس میں تری فعل مضارع موصوف میز واحد ذکر ماضی مستقبل انت غیر واحد مکرر ماضی ذلت نبی کریم صلی
 علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم ہے راجح سے بنا ہے یعنی دیکھنا۔ اھ لہام استقرانی یا جنسی سے غرض میں ام عامل صیغہ جمع ذکر
 باب افعال سے ہے۔ خورقہ مصدب ہے۔ برزق سے بنا ہے۔ یعنی قہر کرنا۔ قافل کھڑا انسانیت کے طواف کام کرنا
 میں کا واحد محرم ہے یہاں مرد میں کھر مشرک۔ یونہی۔ یونہی ام طرف ذاتی مصاف ہے۔ یونہی ام انگریز قریبی مصاف ایہ
 سے یہ مرکب معمول قریبی قریبی ام معمول میز جمع ذکر بحالت قریبی حال سے لکھی میثاق کا۔ باب تکمیل سے

ہے معصومہ تفریق۔ تفریق سے بنا ہے بمعنی ملنا۔ بکڑنا رتی یا بالوں کو مٹانا۔ یہاں مراد ملکوتی جوارہ
 خرقہ۔ البام حمدی افتاد نام جمع مکسر اس کا ہر سے منفرد۔ بمعنی زکیر۔ بشکری۔ منزہ۔ نام جمع مشتبی مجموعہ عیش
 غیر مغرب جتا ہے اس سے اس پر تفریق نہیں کی گئی اس کا صاحب ہے ہر مال بمعنی قیص۔ بکڑنا۔ فقط قیص نام ہے ہر
 چھوٹی بڑی قیص کو مگر ہر مال کا کہ جو ٹھنڈا یا ٹھنڈا ہو سڑول۔ ماڈ سے اس کا معنی ہے پچا ہر تلوار سس کا
 واحد ہے ہر مال یہ معنی سے محم منیر جمع مذکر نائب مجرور متعلق معارف یہ سے۔ اور یہ مرکب اضافی مرفوع ہے کیونکہ
 مبتدئ ہے معنی ہوتا۔ بیان یہ نظر ان۔ اسم مفرد مذکر ہے الف نون زائد تان مگر غیر مغرب نہیں ہے کیونکہ ایک صفت سے
 اگر کسی کا علم ہو تو غیر مغرب ہوگا۔ جنگل مذکور میں سے نکلنے والا ایک صفت روحان سے۔ گندہ روزہ رات۔ یا پھر
 نکل ہوئی گندہ حک۔ یا پھر اچھا ہوا تانبا۔ حقیقت کو اندر رسول بہتر جانتے ہیں بحالت سوسے معنی سے جادو محروم
 ہے کائنات پوشیدہ اسم فاعل کے۔ اور وہ جلد یہ ہو کر خبر سے مبتدا کی۔ تشریح۔ فعل معارف مثبت معروف باب فتح
 سے ہے۔ میز واحد مؤنث نائب۔ مشتبی سے مشتبی ہے معنی ڈھکا۔ پر روزہ۔ یہوش کنایا سونا۔ بیٹھ میں بین
 یہاں یہ آخری معنی مراد ہیں۔ و جوارہ نام جمع مکسر مغرب واحد سے و جوارہ معنی چہرہ مکمل یعنی پورا سر یا فقط شکل بہت
 وریالہ سامان جسمانی حقیقت۔ مگر صرف شکل صفت مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ محم میر علی کامرغی محمدین سے انار
 لف نام قمری حمدی۔ تانرا۔ اسم مفرد جلد بمعنی آگ فوج سے ہے۔ بمعنی تیزی۔ گری۔ پھاڑ دینے کی۔ اسی معنی میں
 ہوئے کو فوج کہتے ہیں۔ یہاں مراد جسم کی آگ سے۔ و جوارہ فعل مفعول بہ سے اور تانرا مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے نہشتی
 کا۔ یہ لفظ۔ یہ معنی اس میں ان نامہ پوشیدہ ہو گیا ہے۔ اور یہ نام ہر شق جلد مل اسم پر داخل ہوتا ہے لیکن معنی
 پر تانرا ہے تو مکسر ہو گیا ہے۔ یہ خبری فعل معارف مثبت معروف مفعول سے ن پوشیدہ سے باب ضرب سے
 ہے۔ خبری فاعل یالی سے مشتبی سے۔ بمعنی بدلہ دینا۔ جرم کی سزا دینا۔ انرا اسم مفرد مرفوع ہے کیونکہ فاعل سے
 خبری کا کل مراد کیا گیا ہے یہاں فقط حقیقت کے لیے سے بحالت نصب سے۔ مفعول بہ دل ہے
 نام اسم موصول واحد غیر ذی العقول کے لیے سے۔ یہ خبری فعل مافی مطلق میز واحد مؤنث غائب کسب سے مشتبی
 بمعنی بکڑنا۔ حاصل کرنا۔ یہاں مراد ہیں اعمال آخرت اچھے بڑے۔ کام موصول موصیت کے لیے ہے۔ یہ جلد فیلہ سو کر
 صدر ہوگا۔ اور موصول مل مفعول بہ دم ہے خبری کا۔ تانرا۔ خبری تھیقی۔ انرا اسم مفعول اس کا اسم سے سرینہ صفت
 مثبتہ کا صیغہ ہے۔ باب کرم سے ہے (مطرب و کاپا پنچال باب) برضائے کرم۔ شروع سے بنا ہے اس کا معنی سرینہ
 آتا ہے برضائے کرم۔ بمعنی جلد کرنا جلدی ہونا۔ یہی بنا کرنا یا ہونا۔ یہاں ہر معنی میں مکتبے بحالت راجع
 ہے کیونکہ جلد احمد ہو کر خبر ان سے۔ الف لام عید ذہبی ہے مناسب۔ برضائے کرم ثانی کا معنی ہے۔ کسب سے
 بنا ہے بمعنی گماں کرنا۔ اور روزہ گماں پر پھر گچھ کرنا۔ یہاں یہی آخری معنی مراد ہیں بحالت کسب سے معارف الیہ سے۔

جائے گا۔ شوم یہ کہ زمین آگ اور آسمان پیش بنادیا جائے گا۔ چاند یہ کہ آسمان سرخ تانے در زمین و بول خاک کر دی جائیں گی۔ ہرچیز کہ زمین کو مفید روئی بنا دیا جائے گا اور آسمان دس درجہ بہت قریب ہوگا تقریباً ساٹھ گج کے فاصلہ پر۔ سیشتم پھر آسمان زمین کو بالکل سیاہ کر دیا جائے گا جس سے گت ٹوپ اند میرا چھ جائے گا۔ اور روشنی اس دن نیکیوں کے چھوٹ کی ہوگی۔ اس دن زمین کا نام ساہرا ہوگا۔ یہ سامنے اقبال چرنکہ بدایات و حادثات اور یہاں قریب سے لگنے والی لڑائیاں ہی دست ہیں اور ملاقات اس طرح سے کریں و آسمان کی حالت اس دن مدوں کے حال کے مطابق ہوگی۔ کس آگ کس خاک کس سید کس سیاہ کس سرخ۔ کس گرم دم۔ جو من کہ زمین مثل روڈ کے ہوگی جب ان کو بھوک لگے گا وہ اپنے مدوں کے پیچھے سے کچھ اٹھائیں گے اور ملکہ رحمت ان کو تحت اشری کے نیل اور پھل کا سان دیں گے۔ کافر بھوک پیاس دہ گری میں بتلا دیں گے اور بے احوال کے مطابق کچھ کھائے کھنٹے۔ پیچھے پیچھے وہ لگے لگے پیچھے میں دوبہ ہوں گے لیکن ذاتی صفاتی تبدیلی اپنے غلبہ و تنزل کے مد ہوگی۔ پیسے صدائی تبدیلیاں سو کی پھر سب و کتاب کے بعد ذلت بدائی جائے گی۔ یعنی اس زمین کو شاکر دوسری زمین و آسمان لیسے جائیں گے اس حکمت کو نظر سول بہتر جانتے ہیں۔ پچھے قسمت کی طرف سے نفع و منفہ ہوگا۔ یعنی آسمان صحت کوک جس سے آسمان زمین کی ہر چیز چھڑ جائے گی اور ساری زمین کی طرح ایک جیسی چٹیل ہو جائے گی اس کو ارض موقوف کیا جائے گا پھر وہ سارا آواز ہوگا اس کو مد پھر کناک جاتا ہے اس کی کڑ سے آسمان پیچھے جائے گا اور زمین کھنٹے ہو جائے گی مودے جاگ جائیں گے تو ہر پھٹ جائیں گی دوسرے سورہہ زمین نئی بن جائے گی پھر قہتی آگ پٹنے گی اور سب مخلوق جانور کوئن کے غیبر سے کی جگہ محشر میں پیدا ہوگی۔ اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور صوں کو مدد کر حاضر ہوں گے اس طرح کہ پہلی صف سب انت مضی علی اللہ عید و سلم کی دوسری صف میں تمام اہل علم و نظام کی ان میں تیسری صف میں نیک منات چوتھی صف میں گناہگار پھر فاسق پھر بدکار۔ پھر بد مناش۔ پھر کافر۔ پھر منافق اس طرح چالیس صفیں ہوں گی آخری صف میں جانور ہوں گے۔ اور ملکہ و آسمانی ان کے گرد کعبہ ڈیسے کول و کوسے میں ہوں گے یہاں آواز آسمان اول کے فرشتوں کا اس طرح مائل آسمان اول کے فرشتوں کے ساتھ دانوسہ صاف گے۔ قیامت میں تین ٹیکٹیں ہوگی۔

سورہ۔ بھوک پیاس۔ نمبر ۲۔ حرق یعنی بید۔ نمبر ۳۔ ازل یعنی بھائی جیسی پریشانی زمین سے لگے بل مراد ہوگا اور بل مراد کا ایک کہ وہ میدان حق سے ہوگا اور ازل مراد حسرت میں دوبارہ صحت کے مدنے ہوگا۔ بل مراد سے پیچھے ہرچیز بد مناش کا بل ہوگا۔ اس فقر کے حضور سب کی حاضری ہوگی جو واحد ہے مومنوں کے لیے کہ اس کے سوا کوئی اور نہیں اور قتالہ کا لفظوں کے لیے کہ اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ واحد ہے مظلوم کے لیے یعنی کلا بدکار سے اوقار سے ظالم کے لیے۔ واحد ہے احمد حق کے لیے جو اہل حرفت پر اسے مسلطی کر دی ایسا دیدار کرنا۔ اور حقار سے ذاتی حقارت

اسلوب جنوں کے لیے کہ محشر میں سب ظاہر ظہور دیدار کریں گے۔ واحد سے دین کے لیے کہ سب تمام پارتوں میں
 قیامت آخرت کے لیے کہ سب کو ہر دے دلا سے (تَوَلَّوْا نَسْتَدْعِيْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَصَفُّوْنَ) اِن دنیوں میں تو کوئی بچم بچرانہ حالت میں نظر نہیں آتا سب جنت و عورت میں دہاتے بھروسے میں ملے گا وہ
 سے ایک سکروں پر عمر حیات تک کے گناہ۔ مگر اُن دن سے اللہ تو عمر میں نہ کے انسانی کو اپنی اکبر
 سے دیکھ لگا کر اپنے بنے شیطان کے ساتھ عکس سے دے ہوں گے ملے طوق سے اور ہاتھ پاؤں رنجیدہ
 سے اُن کے سے کرتے ہر دن تک قرن کے تیل سے سے ہونے اُن کے جسموں پر گاڑے۔ دین کی طرح سے ہوں
 گے۔ دین ہا۔ تہا لگی سے تہا دے ہوں گے۔ ہر یہی آگ میں دہان کی ن سکروں کو ٹھکے ہو کی
 تمام کھدائی۔ قیام محشر قیامت بدل پڑا حکم طوق و سال سب کچھ مرے اس سے ہوگا تاکہ ملد سے اللہ تعالیٰ ہر ایک
 ہر دہر جان کو اُن کے من عمل کا جو اُن نفس میں اسبابی وقت بطور فکر عقیدہ دہرے اور وقت مل دہرے
 یکی سے دنیوں میں کیا اپنے سے ہیدا آگے بھیجا۔ آخرت میں ہر سال کو اُن کی فہم نکر دہل کی ہی حرا لگی سے۔
 بیشک اللہ تعالیٰ بہت ہی جلدی تمام لوگوں کے پورے پورے حساب لینے دلا سے اس طرح کہ دنیا جہور و ہ
 ہے بہت جلدی قیامت آنے والی ہے۔ یا اس طرح کہ میدان محشر میں ہتھار طوق جمع ہوگی مگر سب کا حساب
 کتاب آنا نا بہت جلدی بہت جلدی سب جلتے گا ایک بھی انسان کسی طرح بھی بچ نہیں سکے گا۔ کچھ حساب میں کمی رہے
 گی۔ میدان محشر کے بعد ملن دین و آسمان کو فنا کیا جائے گا بلکہ زمین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا اہل کائنات
 میں سہا دیا جائے گا۔ چاند صبح ستارے اور پتھر پہلے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ لیکن تمام مساجد اور عہدے
 خانقاہیں اور ملہ کے نام پر وقفہ زمین رکھ کر کے جنت کی مسجد مادی جتنے گی اور اس پر جنت ہی آسمان کی
 ہوگی۔ اس کا حرب۔ یہاں الجزیرہ ہوگا۔ اس کے دھامے پر عینارہ اُحد پہاڑ ہوگا باں میں اُحصا ستون خزانہ مو
 ہا۔ دائرہ اعظم بالفضیل۔ میدان محشر میں جس دیکھے گا دیکھے وہ دیکھنا عوام کا ہوگا آقا و دو عالم علی اللہ علیہ وسلم
 تو اہل سے سب کچھ نظر مرغالی ہر چیز واقعہ و کجوسے میں بلکہ اُن کے دھوسے بھی اپنے جیسا کہ عادت عروج
 سے ثابت ہے۔

قیامت کے بعد کچھ سے چند فائدے حاصل ہونے۔

فائدے

پیشانی فائدہ۔ ظاہری اسباب ہاں کی نشانیوں میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کے جسم
 پر یہی علامتیں لگا دے گا جس سے وہ دوسرے پہچانے جائیں یہ مزید اُن کی ذلت و رسوائی کے لیے ہوگا۔ اُن
 طرح اہل ایمان پر بھی بہت سی اُن کی نیک عمل کی نشانیاں ہوں گی جیسا کہ حدود حدیث سے ثابت ہے یہ

فائدہ دہری انصاف میں اسے حاصل ہو۔ دیا میں بھی۔ ایک بد شخص اپنے چہروں سے پہچانے جاتے ہیں
 بہت سے گت خول کی صورت چہروں پر ظاہر ہوتی ہے اور دور سے پہچانی جاتی ہے۔ وہ سرفرازاں۔ نسبت
 کے سرفرازاں یا پچاس۔ ہر سال ایک دن کے تھوڑے عرصے میں تہذیبی صورت دلوں کا شکل حساب ہو جاتا ہے۔ فائدہ
 سرفرازاں۔ کی ایک تصویر حاصل ہوتی۔ وقت میں اگر پاک معنی جو کامل منہ میر و سرفرازاں۔ نسبت
 آیت سے ہوا۔ تیسرا فائدہ۔ باری تعالیٰ کو سب سے زیادہ عزت علم اور مکاری سے ہے۔ یہ فائدہ سرفرازاں
 کی ایک تصویر حاصل ہو۔ تہذیبی صورت میں کو بھی بدل دے گا جس پر ظہر ہوں۔ یہ کی دہری صورتی ہے۔ فائدہ
 اس تمام کو بھی جس کے دوروں سے یہ پڑے۔ اس کو اسے گئے۔ تو بدردہ لگاؤ کہ پھر ظاہر ہوں۔ مکاریوں سے کسی
 صورت ہوگی۔ اسے یہ سے نیم کریم نہ تھیں کہ کو بھی اور میر سے تمام مسلمانوں کو بھی پسندے عزت والے کاموں
 سے پکارتے۔

ان تیرہ آیتوں سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

احکام القرآن

پہلا مسئلہ۔۔۔ مسائل کو چاہیے کہ بیدار مان اور ظلم کاری سے بچے۔ حامل کر تہذیب
 ایک ہمدون جہاد کر سون۔ مقام و عدا و اسلام کو سستا ہے سے تہذیبی مرض ہے۔ یہ مسئلہ۔ عزت و مقام
 سے مستنبط و انتہا دقتدار۔ مودی کو کسی صورت میں مہلت نہ دے کہ وہ دنیا میں بھی بہت تک نہ اسے دیت
 ہے۔ دوسرا مسئلہ۔۔۔ عام آیت میں مذکور ہے۔ اس خیالات اور اس پر شہری پڑ نہیں سے جس تک کہ وہ خطرات
 سے نہ لگے۔ جس عقیدے کے طور پر مان اور خیال ہی نہ لگتے۔ اس قسم کی جنگانی سے بین کریں سے۔ یہ فائدہ
 نہ لگتے۔ اس کی تہذیبی سے مستنبط۔ تیسرا مسئلہ۔۔۔ بھلائی کی تہذیبی شکل و صورت اور لباس کی طرح شکل و
 صورت ملنا اور کاروں کا سامان یا نشانات اختیار کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں۔ اس کی شکل و صورت اور لباس کی طرح شکل و
 نشانات کو سننا کرنا مکمل ہی موصیے۔ جیسے ہمدون کا رنگ اور اس کی شکل اور کھنکھ کا اور ہڈیاں اور ہڈیاں
 میاں اور اس کی تہذیب (مصلحت) اور مادی موکو سٹا۔ وغیرہ۔ یہ مسئلہ۔ سرفرازاں۔ اس سے مستنبط ہوگا کہ
 تہذیبی طور پر مسلمانوں سے پیروی کیا جائے گا۔ شکل و صورت میں بھی اور لباس میں بھی اور نشانات میں بھی نہ لگتے۔ فائدہ
 بھی ہر جہاد سے پیروی واجب ہے۔

یہاں چند اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔

اعتراضات

پہلا اعتراض۔ یہاں فرمایا۔ و تَزَوُّدُ بَنَدِ۔ اور اللہ تعالیٰ کی بدگاہ میں سب حاضر
 ہوں گے۔ تاہم سب کے سب تہذیبی طور کے حضور حاضر ہے۔ تو یہ حامل عیض اس دن کا ذکر کیوں فرمایا
 جواب میں یہ ہے کہ۔ یہاں قبروں سے نکلنا مرے اور مٹی سے کرینے۔ تم سے جل کر قاضی اس کی مقبرہ

یہ سنے والا ہے۔ اپنے مجبوروں کو نصیحت سعادت دے کر۔ اور مغضوبوں کو ذلت کی رنجشیں پہنا کر۔ یہ بتاؤں گا حساب نہ رہے۔ مومن اپنا حساب دنیا کے ہر لمحے میں خود گزار رہتا ہے اس طرح کہ اپنا گناہ کہ پہلا دیکھتا ہے۔ کافر و منافق کا حساب خدا تعالیٰ کرے گا کیونکہ وہ گناہ کو حقیر سمجھتا ہے۔ لیکن حساب یہ ہے کہ جب خدا کا کوڑا سمجھتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو چھوڑا سمجھتا ہے اور اگر فرشتے اور سب بندو چھوڑا سمجھتا ہے تو توبہ سے دور رہتا ہے۔ دست جیل اس کو بڑا شمار فرماتا ہے۔ جب تک بدو حضرت سے دور رہتا ہے اس وقت تک عظمت کبریائی سے آشنا ہوتا ہے۔ شریف کی حفاظت سے حضرت در حضرت سے عظمت حاصل ہوتی ہے اور عظمت سے قرب۔ اور قرب سے خوف و درخشندہ حاصل ہوتی ہے۔ اسی سے منزل قرب کے مسافر غلام گاہوں سے توبہ کرتے ہیں لیکن ہر اس غفلت سے توبہ کرتے ہیں۔ توبہ کے تین مقام ہیں۔ نمبر ۱۔ غفلت سے توبہ۔ نمبر ۲۔ دولت سے توبہ۔ نمبر ۳۔ غیر اتر سے توبہ۔ توبہ کو غفلت اور دولت سے توبہ ہی ہے۔



هَذَا بَلَدٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذِرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا

یہ قریب صرف تبلیغ سے ہے لوگوں کے اور تاکہ ڈر سے جائیں وہ کاروریت اس کے اور تاکہ جاں لیں وہ سب۔
لوگوں کو علم پہنچانا ہے اور اس نے کہ وہ اس سے ڈرانے جائیں اور اس سے کہ وہ جان لیں

هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَلِيَذْكُرُوا الْآلِبَابِ ۝۵۶

فقط وہ ہی معبود ہے ورنہ تاکہ نصیحت مانیں عقل واسے سمجھ دماغ دے

کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس سے کہ عقل دے نصیحت مانیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَنَامُ وَلَا يَسْخَرُ مِنْكَ شَيْءٌ

فروع اللہ کے نام ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الْكَتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ ۝

کتاب کی میں ہدایت کرنے والے قرآن کی

کتاب میں ہدایت کرنے والے قرآن کی

تعلق اس نکتہ پر مبنی ہے۔

پہلا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دوسرا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 تیسرا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 چوتھا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 پانچواں تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 چھٹا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 ساتواں تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 آٹھواں تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 نوواں تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دسواں تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

روح المعانی

تفسیر نویسی

ہذا آیت میں دو بندہ مذکور ہیں۔ پہلا بندہ "وَقُرْآنٍ مُبِينٍ" اور دوسرا بندہ "الْكَتَابِ"۔
 پہلا بندہ "وَقُرْآنٍ مُبِينٍ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دوسرا بندہ "الْكَتَابِ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 پہلا بندہ "وَقُرْآنٍ مُبِينٍ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دوسرا بندہ "الْكَتَابِ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 پہلا بندہ "وَقُرْآنٍ مُبِينٍ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دوسرا بندہ "الْكَتَابِ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 پہلا بندہ "وَقُرْآنٍ مُبِينٍ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دوسرا بندہ "الْكَتَابِ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 پہلا بندہ "وَقُرْآنٍ مُبِينٍ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔
 دوسرا بندہ "الْكَتَابِ" کا تعلق پہلی سورتوں میں کیا گیا ہے اور یہاں تک کہ اس کی تفسیر اور تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

اختلاف سب کے ہر سمت کے بند میں جو ہم شریعت سے دھرمی ہے یہ نہیں۔ کشتی ملا فرماتے ہیں کہ نہیں
اس سے لہذا میں بند و نہ سے ہم شریعت حیات کے نزدیک منع سے مگر تو افغ فرماتے ہیں کہ ہم شریعت
سے اللہ مار میں ماواز بند پر مسمی جائز ہے، مگر یہ حدیث سے ثابت نہیں میرا مقصد بھی اسی طرح زور سے پڑھو
لیجئے ہیں۔ آقا۔ یہ حدود صفحات میں اس کا معنی مراد مقصد نہ قابل ادراک کے ہی مجھے مسطقی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے ساکن نہیں جانتا جنیل رہے کہ قرآن مجید میں تم کے الٰہ و محبوب ہیں۔

ممبر۔ حرفات مقطعات ان کا معانی اور ترجمہ کوئی انسان جن درشتہ نہیں جانتا بجز اللہ رسول کے۔ نمبر ۲۔
مقتضیات۔ جن کا ترجمہ قرطبی و ان جان یکتبے مدحی و حقیقت کوئی نہیں جانتا۔ بجز اللہ رسول کے۔
مفسر اللہ (اللہ کے ہاتھ) وغیرہ۔ نمبر ۳۔ محکم و مفسر الفاظ کا مطلب معانی ترجمہ سب کچھ اعلیٰ جو یہ شیخ
ترجمہ قرطبی و ان بھی جان یکتبے۔ بلکہ یہ کلام الہی پر اچھی نبی کریم کے پاس رہا ہے یا وہ تیس سو میں جو
اصل ہو چکیں یا وہ جو اس صورت میں نازل ہوئے والی میں آیت الکتب کتاب کی تیس میں یا کھنی جوئی تیس
میں لکھا یا ضابطہ مینہ تو صیغہ ہو تو یہ معنی ہو گا اس میں بعض مفسرین نے غلطی کھائی کہ کتاب سے کون سی
کتاب مراد ہے۔ اور کہ کیا کہ انجیل یا قرآن مراد ہے مگر تفسیر نحل نے تردید فرمائی۔ اس سے کہ خود قرآن پاک میں
سب کریم جل مجدہ نے فرمایا کہ و تدریب فیہ۔ یعنی قرآن مبین قرآن حیدری مراد ہے کتاب سے اس سے
کتاب جو عام و خاص مکتوب یعنی لکھا ہوا نظریں کے سامنے موجود ہے اور لکھا جاتا ہے گا۔ اس کی کتابت
ایک ایک نقطہ بھی کرنے نہ مٹا سکے گا۔ بدل سکے گا اور نہ قرآن میں سے بھی خود بھی غلط نہیں اور جو اس کے
اس عمل و یقین میں آجائے وہ بھی تاقیامت رہد و ظاہر باہر و غیب و نامہ جو جلسے اور یہ دلائل ہی ہے جو
ہر چیز کو یہاں کرتا ہے گا تو یہیت و احوال نوب و حوئے سے ملے گی۔

اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

فائدہ سے پہلا فائدہ۔ ہندو مت کے اساتذہ کو قوتِ عظمیٰ، قدرتِ عظیمیٰ کی یہی نعمتیں عطا
 دی گئی ہیں جو کسی مخلوق کو نصیب نہ ہوئیں۔ یہ فائدہ بعدِ نبیؐ سے درجہ ذرا کم ہے۔ اس سے حاصل ہوا کہ
 اس کے کہ قرآن مجید مسلمانوں کو کائنات کے یہ پیغام و رہنمائی سے مگر لائق ہے اس کو خاص کر یہ۔ ہوا اور آسمان
 سے بنوایا۔ نہیں صرف۔ اور زمین۔ دوسرا فائدہ۔ صرف قرآن مجید سے دلائل ترمیم حاصل کرنے سے
 ہندو مت میں جو کچھ ہے حیرتِ عظیمہ کو چھوڑ کر اپنے عقل و دماغ سے دلائل مینا کرنے نہ مفید ہیں نہ قوی ہاں تائید میں
 دلائل پیش کرنے جاسکتے ہیں تاکہ غیر مسلمانوں کا مٹنے نہ دیکھا جاسکے یہ فائدہ صدائے تقدیم اور نصرت سے حاصل ہوا۔
 تیسرا فائدہ۔ قرآن مجید کے نزول کے بعد اب کتاب الہی صرف قرآنِ پاک کا ہے نہ بچل کا نہ توحید و یوگ کا۔

یہ سرفاقدہ قرآن مجید کے نازل کے بعد اب کتاب الہی صرف قرآنِ پاک کا، جسے نہ یہ عمل کا نہ قیادت و رہبر

یہ لائفہ داؤد تفسیر پر سے حاصل ہوا۔

احكام القرآن

احکام القرآن میں آیات سے چند مسائل معلوم ہوئے۔
 پہلا مسئلہ۔ قرآن مجید کی سب آیتیں تبلیغ کے لیے ہے کسی آیت اور کلام کو چھپانا
 گناہ ہے۔ دوسرا مسئلہ۔ تبلیغ میں کسی کی بد عایت کرنا گناہ حرام ہے۔ بلا جھجک ہر مسئلہ ہر شخص کو جانا چاہیئے
 یہ مملکت کی ذمہ داری ہے۔ تیسرا مسئلہ۔ ہر شخص پر تعلیم احکام قرآنی یکساں فرض ہے۔
 یہاں چند اعتراضات کئے جاسکتے ہیں۔

اعترافات

اعتراضات یہاں چند اعتراضات ملنے جاسکتے ہیں۔
پہلا اعتراض۔ اسی سورت ابراہیم کے اقل میں ارشاد ہوا نبی کریم نکالیں خلعت سے
 خود کی طرف لیکن یہاں بتایا گیا کہ خود عقل والے نصیحت پکڑیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دامن نبوت کی عقل والوں
 کو ضرورت نہیں۔ (بعض بے دین) جواب۔ لفظ بَلَّغْ اور بَلِّغْ دُؤَا بتا رہا ہے کہ تبلیغ نبوت کے بعد نصیحت
 پاکیزہ اللہ سوچیں ہمیں اسی لیے بَلَّغْ اور اِنْذَارُ کو مقدم کیا گیا۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ انسان
 کی فضیلت صرف اُس کی عقل اور نُب کی بنیاد پر ہے۔ حالانکہ دوسری آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اکرم و افضل صرف
 متقی ہیں۔ جواب۔ یہاں افضلیت یا اکریت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اہل عقل اور صاف ذہانت جو مئے کا ذکر ہے اور
 وہ صرف نُب والے۔ ہم نے تفسیر میں بتا دیا کہ اہل ذہانت ہی دینی لوگ ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔ یعنی نُب ہونا ذلیل
 نفوس کا اور تقویٰ ذلیلہ ہے افضلیت کا اس کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔ تفسیر کبیر میسر اعتراض۔ نحوی قاعدہ ہے
 کہ ہر اسم اشارہ کے لیے مشار الیہ کا موجود ہونا شرط ہے۔ یہاں بَلَّغْ کا مشار الیہ جراثیم میں وہاں بھی نازل ہی نہیں ہوئی
 تو اشارہ کیوں ہوا۔ جواب۔ اولاً قویہ قاعدہ ہی نہیں ہے کسی نحوی نے کہا۔ لیکن اگر ہو بھی تو قرآن مجید کے خلاف ہے
 دیکھو ذَلِكُ الْكِتَابُ میں تو ماری کتب خارج موجود نہیں پھر بھی ارشاد ہوا ہے۔ بتانایا کہ یہ آیت موجود تو میں لوح محفوظ
 میں اور سینہ مصطفیٰ میں صرف نازل نہیں ہوا بلکہ قاعدہ صرف مصدر مشار الیہ کے ہوتے ہو سکتا ہے۔ ثانیاً
 یہ کہ ہم نے تفسیر میں یہ احتمال بھی نکالا ہے کہ اس کا مشار الیہ سابقہ آیت ہے جو نازل ہو چکی میں نہ کہ اس سورت
 کی آیتیں۔

تفسیر صوفیانہ

تفسیر صوفیانہ | **ہذا ابدًا لم یلتزم** میں دیکھنا دوا یدہ ولیمعلّموا انسا هو الہ واحد قد یبدکروا والالباب۔
قلب انسانی گویا آتش شیشہ ہے اللہ قرآن مجید آفتاب عالم ہے۔ نذیر مالین محمد مصطفیٰ
 میں علی اللہ علیہ وسلم۔ ان ہی کے دست اقدس سے یا سورہ قرآنی کا رخ شیشہ قلبی کی طرف پھرتا ہے یا شیشہ
 دل کا رخ آفتاب انوار کلام الہی کی طرف پھرتا ہے۔ تاکہ سب جان لیں اللہ بدن و روح کی جدائی سے پہلے سمجھ لیں
 کہ عالم ناسوت و جبروت میں بس وہی ذات انہی بہاوت عشق کے لائق ہے۔ نور اکمل ہی ہے جس کی محبت قلب

کریم۔ میں تیرے دین کا اعلیٰ ترین خاندانی خدام ہوں۔ میرے جنی کچھ کو اور میرے والدہ میرے دادا ناما۔ میرے
 بھائی۔ میرے ذری میرے صابر۔ میرے محمد احمد میرے امتیاز۔ میرے قادر میرے عبد الزاق میرے تادی
 علی اکبر۔ میرے ہدایت اللہ میرے صاحب میرے یوسف اور سب دوستوں کے بیٹوں کو بھی میرے آقا کے
 نور سے حق کر دے آمین یا رب العالمین۔ الحمد للہ تعالیٰ۔ آج بروز اتوار بعد نماز ظہر ۲۲۔ ذی الحجہ ۱۳۸۵ مطابق
 ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۵ء تفسیر نفیسی پارہ ۱۳ مکمل ہوا اب کل بروز پیر ۱۴ اکتوبر ۲۳۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو وہاں پارہ شروع
 کیا جائے گا۔ بندہ مرثیہ ایک ذریعہ ہے کہ سب بھائی کے میں۔ یہ اس کی اعلیٰ ترین کرم تادی ہے کہ کچھ جیسے کم فضل
 بے غم کو اپنے اہل اہل ہی قدیم کلمہ کی تفسیر کلمہ کی خوشی اور سعادت نصیب فرمائی یہ بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اللہ ہے جو
 چوٹی تفسیر میں کلمہ میں ہرگز ہرگز میں تفسیر قدس میں ہرگز۔ مدق۔ محبت۔ سعادت و شہادت یہ چار چیزیں ہی دنیوی زندگی
 کا خلاصہ ہیں۔ انسانی خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کو مدق حلال۔ لغت کی محبت اور حلال مال کی سعادت نصیب ہو اس
 اعتبار سے میں خاندانی طور پر قسمت کی چیزوں پر ہو۔ جب کسی دوبارہ اپنی بعض تعینات پر نظر ثانی کرنے کا موقع ملتا ہے تو اپنی
 عقل میں ہوتی ہے کہ سب تعالیٰ نے یہ میرے علم پر فضل پر کرم فرمایا ہے۔ اسے میرے سنی حق پر لڑی جائیو جیسے میں ہے
 کہ آپ کو اس تفسیر کے مطالعے سے یقیناً ایمانی و خالص لغت حاصل ہوگی۔ اس میں سخاوت پر آپ کی زبان سے
 بے ساختہ کلمہ گار کے یہی، عاؤں کے چرل کلمہ گار کیا کریں گے۔ تو اس وقت میری عاجزانہ التجا یہ ہے کہ آپ
 میرے لیے غامی کریں۔ و حاضرہ کرنا کہ مولیٰ تعالیٰ اس تفسیر کے ذریعے بے بقا کے حال بنا دے۔ اور موفیانہ علم کو
 خزانہ ملی بنا دے مجھے نصیب ہے کہ میرا کریم رحیم رب تعالیٰ آپ کی عاؤں سے کچھ کو اپنے پیالے بندوں کی غلامی میں
 و انزل فرما سکے۔ فَاَلْحَسَنُ وَفَوْقَهُ عَنِ ذَا الْاَلَمِ وَفَضَلُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی خَلْقِ خَلْقِهِ وَتَوَكَّلْ عَرْشِهِ وَرَبِّهِ كَرِيْمٍ
 سَيِّدٍ نَّوْمُوْلًا نَّاعْتَبِدُ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(اقتدار احمد)



تصنیف صاحبزادہ مفتی اقسار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

خلف الرشید حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر القرآن

تفسیر نعیمی پارہ ۱۲ تا ۱۹

فقہ حنفی کا مدلل ترین فتاویٰ (۵ جلد)

الاعطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ

جمہور عیدین و دیگر خطبات مع ضروری مسائل

خطبات نعیمیہ

علامہ اقبال پر تنقید اور انکی فکری غلطیوں کی نشاندہی

نظریات اقبال

درد و تاج پر تجدیوں کے اعتراضات کا مسکت جواب

درد و تاج پر اعتراضات و جوابات

سرفراز خاں گکھروی کی کتاب ”راہ سنت“ متہ توڑ جواب

راہ جنت بجواب راہ سنت

رُوحِ عیسائیت میں لا جواب کتاب (بطرز ناول)

از بلا (اردو، انگریزی)

۱۰۰ عربی مصادر کا خزانہ مع مشتقات و نحوی اصولوں کی وضاحت

المصادر العربیہ

شہرِ راور مستند کتابوں میں چند ایسی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو کتابت کی غلطیوں، تصحیح کنندگان کی چشم پوشی، بعد کی ملاوٹ یا بعض جگہ خود مولف غلط فہمی کی وجہ سے اجائی شد یہ قسم کی غلطیاں ہو گئیں ہیں جن کی وجہ سے عوام الناس سخت غلط فہمی یا گمراہی پھیلنے کا خدشہ ہے۔

تنقیدات اعلیٰ مطبوعات